تاریخ
مرآت مصطفیٰ آباد

یعنی

تاریخ ریاست جوناگڈھ۔ جوناگڈھ کے فرمانروایان خاندان بابی کے مفصل حالات عہد بعہد
کی تبدیلیاں، ملکی انقلابات و حوادث وغیرہ کے مفصل اور مستند واقعات

مصنّفہٗ

جناب شیخ غلام محمدؐ ابن عابد میاں صاحب مرحوم
سابق سپرنٹنڈنٹ مہابت خانجی یتیم خانہ جوناگڈھ مصنّف مرآت محمدی،
مرآت عالمگیری، ہندوستان کی اسلامی تاریخ وغیرہ وغیرہ

باہتمام
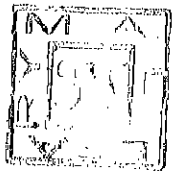
شیخ غلام احمد ابن شیخ غلام محمدؐ

۱۹۳۱ء ۱۳۵۰ھ

مطبوعہ کریمی پریس بمبئی بھائی گلہ ڈلائل روڈ نمبر ۱۱۰-۱۰۸

نواب صاحب سر محمد مہابت خان بابی بہادر ثالث - جی - سی - آئی - ای ؛ کے - سی - ایس - آئی - دام اقبالہٗ و حشمتہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

اعلیٰحضرت بندگانعالی متعالی عالیجناب معلّی القاب

بلند شوکت رفیع المرتبت

ہز ہائینس نواب سر محمد مہابت خان بابی بہادر ثالث

جی۔ سی۔ آئی۔ ای ، کے۔ سی۔ ایس۔ آئی

نواب صاحب ریاست جوناگڈھ دام اقبالہ واجلالہ

کے اسم گرامی سے دلی عقیدت و ارادت کے ساتھ اس

تاریخ مرآت مصطفیٰ آباد کو منسوب کرنیکی سعادت حاصل کرتا ہوں

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

عاجز دعاگو
شیخ غلام احمد

مقیاس پیمائش
ایک انچ = دس میل
شمال
ریاست بھاؤنگر
ریاست بڑودہ
علامات
بحر عرب

فہرست مضامین مرآت مصطفےٰ آباد

باب سوم

خاندان چوڑاسما

حصۂ دوم

باب اوّل

اہل اسلام

باب دوم

سلطنت دہلی

باب سوم

سلطنت گجرات

باب چہارم

حکومت مغلیہ

جلال الدین اکبر شہنشاہ ہندوستان

بہادر شاہ اور اس کے بعد کے عہد کے فوجدار

حصۂ سوم

باب اوّل

سرکار سورٹھ

باب دوم

خاندان بابی

باب سوم

نواب محمد بہادر خان المخاطب بہ شیر خان بابی بہادر اوّل نواب صاحب ریاست جوناگڈھ

باب چہارم

نواب محمد مہابت خان بابی بہادر اوّل بن نواب محمد شیر خان بابی بہادر

دوسرے نواب صاحب ریاست جوناگڈھ

باب پنجم

نواب محمد حامد خان بابی بہادر اول

تیسرے نواب صاحب ریاست جوناگڈھ

باب ششم

نواب محمد بہادر خان بابی بہادر ثانی

چوتھے نواب صاحب ریاست جوناگڈھ

باب ہفتم

نواب محمد حامد خان بابی دوم بہادر

پانچوین نواب صاحب ریاست جوناگڈھ

باب ہشتم

نواب محمد مہابت خان بابی دوم بہادر ثانی کے سی۔ ایس۔ آئی

چھٹے نواب صاحب ریاست جوناگڈھ

مدار المہام وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤالدین صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ کے مختصر حالات عہد مہابت خانی

باب نہم

نواب سر محمد بہادر خان بابی بہادر ثالث جی سی۔ آئی ای

ساتویں نواب صاحب ریاست جوناگڈھ

امیر الامرا ناصر الاسلام

مدار المہام وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤالدین

صاحب ۔ سی ۔ آئی ۔ ای

عہد بہادر خانی

باب دہم

نواب سر محمد رسول خان بابی بہادر جی۔ سی۔ ایس۔ آئی

آٹھویں نواب صاحب ریاست جوناگڈھ

امیر الامرا ناصر الاسلام مدار المہام وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤ الدین صاحب سی۔ آئی۔ ای

عہد رسول خانی

باب یازدہم

برطانوی انتظام

فہرست تصاویر مرآت مصطفیٰ آباد

شجرۂ نسب خاندان بابی۔ نواب صاحبان جوناگڈھ
عادل خان
عثمان خان
بہادر خان
شیر خان
عادل خان
محمد شہباز خان
محمد ظفر خان (المخاطب بہ صفدر خان)
محمد مبارز خان
محمد مظفر خان
محمد پیر دل خان
محمد خانجہان خان (جوانمرد خان اول)
محمد عثمان خان
محمد سردار خان
محمد شیر خان
محمد صلابت خان
محمد شیر زمان خان
محمد دلیر خان
محمد بہادر خان (شیر خان ۱) (پہلے نواب صاحب)
محمد صلابت خان
محمد رستم خان
سردار محمد خان
محمد مہابت خان (دوسرے نواب صاحب)
محمد حامد خان اول (تیسرے نواب صاحب)
محمد بہادر خان ثانی (چوتھے نواب صاحب)
شیر خان
محمد مہابت خان ثانی (چھٹے نواب صاحب)
محمد حامد خان ثانی (پانچویں نواب صاحب)
محمد عادل خان
محمد رسول خان (آٹھویں نواب صاحب)
محمد بہادر خان ثالث (ساتویں نواب صاحب)
محمد بہادر خان
محمد مہابت خان ثالث (نویں نواب صاحب)
محمد شیر زمان خان
محمد زور آور خان
محمد ہمت خان
محمد دلاور خان (ولیعہد صاحب)

مُبَسمِلاً و مُصَلّیاً

دیباچہ

زلافِ حمد و نعت اولیٰ است بر خاکِ ادب خفتن
سجودے میتوان کردن درودے میتوان گفتن

میں اللہ تعالیٰ کے احسان و عنایت کے شکریہ سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا جسنے محض اپنے فضل اور رحم سے اس خاکسار کو اس علمی عظیم الشان کام کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائی۔ جسے میرے والد صاحب مرحوم نے بحیثیت مؤرخ ریاست شروع فرمایا تھا حقیقت یہ ہے کہ اس علمی مہم کی اہمیت اور اس کی ضرورت کو سمجھتے ہوے میری ہمّت اور طاقت سے یہ بالاتر تھا کہ میں اس ذمہ داری کو پورا کر سکوں جو حضرت والد صاحب مرحوم کیطرف سے مجھے ناتمام صورت میں ملی۔ اور مجھ سے توقع کیجاتی تھی کہ میں بمصداق ؎

پدر اگر نتواند پسر تمام کند

اس علمی قصر کی تعمیر کو تکمیل تک پہنچاؤں۔ الحمد للہ آج میں اپنے ولی النعمت کی سرپرستی اور نکتہ نوازی سے اس قابل ہوں کہ شکریہ اور فخر کے مخلوط جذبات سے متاثر ہو کر کہوں ؎

طے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری

تصنیف تاریخ کی اجمالی تاریخ

یہ تاریخ جس کی تکمیل کی سعادت میرے حصہ میں آئی دراصل والد صاحب مرحوم و مغفور نے ریاست کے سابق وزیر اعظم مدار المہام ناصر الاسلام شیخ محمد بہاؤالدین

صاحب مرحوم کے ایما سے لکھنی شروع کی تھی اور منشی خیرات علیخان بنگش مرحوم اتالیق شاہزادہ
ولیعہد صاحب محمد بہادرخان کی زیر نگرانی یہ کام ایک عرصہ تک جاری رہا اور اسکے بعض اجزا
شائع بھی ہوئے۔ لیکن سنہ ۱۹۱۴ء مین والد صاحب کی وفات نے اس علمی کام کی تکمیل اور اشاعت
مین ایک قدرتی رکاوٹ پیدا کردی۔ مگر مین نے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے
اپنی زندگی کے ضابطہ عمل مین یہ داخل کرلیا۔ کہ مرحوم کی دوسری تصانیف کی طبع و اشاعت کے
ساتھ اس کام کی تکمیل کے لئے بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھونگا۔ حضرت والد صاحب کی روح نے
باطنی طور پر میری مدد کی اور مین چند سال کی محنت وسعی اور مرآت عالمگیری گجراتی مین اور مرآت
محمدی اردو مین شائع کرنیکے بعد اس قابل ہوگیا کہ اس تاریخ کا مکمل مسودہ پریس مین بھیج سکون
لیکن میری یہ جائز خواہش تھی کہ یہ تصنیف اس شان طباعت کے ساتھ شائع ہو۔ جو اس
عظیم الشان ریاست کے شایان شان ہو جسکی یہ تاریخ ہے۔ مین اپنی محنت اور پبلک کے علمی مذاق اور ریاست
کی علم دوستی کی توہین سمجھتا تھا۔ کہ اسے معمولی کاغذ پر عام کتابون کی طرح شائع کردون میرا نقطۂ نگاہ بلند
تھا اور چاہتا تھا کہ اسکی کتابت اور طباعت دیدہ زیب ہو۔ اسکی تصاویر اور جلد نہایت اعلیٰ و نفیس ہو۔
میرا یہ تخیل بہت بلند تھا اسکی تکمیل کی ایک ہی صورت تھی کہ شاہی قدردانی میری دستگیر ہوتی۔
الحمد للہ مین اس مقصد مین کامیاب ہوگیا۔ اعلیٰ حضرت کی علم دوستی اور قدردانی نے اپنے نمک خوار
قدیم کو نوازا اور اسکی درخواست پر اس تاریخ کی طباعت و تصاویر اور جلد بندی وغیرہ کے جملہ اخراجات
کو ادا کرنیکی منظوری دیدی۔ اور اسی طرح پر میری دشواری منزل کو آسان کردیا۔

مین اس حقیقت کے اظہار سے رک نہین سکتا کہ اس معاملہ مین ریاست کے دیوان اور
خاندان وزارت کے چشم و چراغ مشیر باتدبیر مدار المہام امیر الامراء شیخ محمد بھائی صاحب سی۔ آئی
ای۔ کی عنایت خاص اور علم دوستی کو خاص دخل ہے۔ اگر ان کی ذات گرامی اس معاملہ مین میری

معین نہ ہوتی تو میرا تخیّل عملی صورت اختیار نہ کرسکتا۔ آپ کی توجہ مساعی سے یہی نہیں ہوا کہ کتاب کی طباعت کا مرحلہ آسان ہوگیا۔ بلکہ تکمیل کتاب کیلئے جن معتبر اور ضروری کاغذات یا تصاویر کی ضرورت تھی وہ بھی میسر ہوگئے۔ اسلئے کہ آپ نے ان کے مہیا کرنیکے لئے دفاتر متعلقہ کو احکام نافذ کردئے تھے۔ ان حالات مین یہ کہنا ہرگز مبالغہ نہین کہ جس علمی کام کو آپ کے جد امجد مرحوم نے شروع کردیا تھا۔ اسکی تکمیل آپ کے عہد حضور سکریٹری و دیوانی مین آپ کے ہاتھ سے ہوئی۔

این سعادت بزور بازو نیست	تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تاریخی حیثیت سے یہ بیان بے محل نہین کہ امیر الامراُ صاحب کی توجہ عالی اس معاملہ پر کس طرح ہوئی۔ خاکسار ۱۹۲۶ء مین پوربندر کے وکٹوریہ جوبلی مدرسہ کا پرنسپل تھا۔ احمد آباد کے اسٹیشن پر احمد آباد کے مسلم وفد کے ہمراہ خاکسار کو جناب ممدوح سے شرف نیاز حاصل ہوا۔ اور اس تصنیف کے اجمالی ذکر پر آپ نے مجھے جوناگڈھ آکر ملنے کا اشارہ فرمایا۔ اور مجھے یقین ہوگیا کہ اب یہ مشکل مرحلہ طے ہوگیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ الغرض آپ کی علمدوستی اور قدردانی نے میرے مایہ حقیر کو شاہی سرپرستی کا موقع دلایا۔ اور اب مَین اس قابل ہون کہ اس ہدیہ شاہوار کو پیش کررہا ہون۔

وجہ تسمیہ

اس تاریخ کا نام **مرآت مصطفےٰ آباد** رکھاگیا ہے۔ اس نام مین بھی تاریخ کا ایک پہلو مضمر ہے اور اسکے لئے یہی بہتر مقام ہے کہ مَین واضح کردون کہ قدیم زمانہ مین کچھ سے لیکر کوکن تک ایک ہی مملکت تھی۔ اور ایک ہی زبان اس سارے علاقہ مین بولی جاتی تھی۔ مگر بعد مین سیاسی انقلابات کے باعث یہ ملک دو حصّون مین تقسیم ہوگیا۔ ایک کا نام **گجرات** ہوا اور دوسرے کا سوراشٹ اور حکومت اعلیٰ کبھی اس حصہ مین رہی اور کبھی دوسرے حصہ مین۔ اس لحاظ سے مصنّف نے یہ پسند کیا کہ تاریخ کو بھی دو حصّون مین تقسیم کردیا جائے اسلئے **مرآت محمّدی** (جوچھپ چکی ہے) مین گجرات کی تاریخ ہے۔ اور مرآت مصطفےٰ آباد مین سوراشٹ کی تاریخ ہے۔ (جوناگڈھ کا نام

مصطفیٰ آباد بھی ہے) اور اسی حصہ کو بابی خاندان کے حالات سے زینت دی گئی ہے۔

تدوین تاریخ کی مشکلات میری مشکلات تدوین مین بڑی مشکل یہ رہی کہ جوناگڈھ کا تعلق عرصۂ دراز تک سلاطین گجرات اور شاہان مغلیہ سے رہا۔ اور اس عہد مین دفاتر کی زبان فارسی تھی مگر امتداد زمانہ کے باعث آج اس فارسی دفتر کا پتہ نہین چلتا۔ ایسا ہی اکثر واقعات اور حالات کی تحقیق و مقابلہ کے لئے بھی دفتری مواد کی ضرورت تھی مگر اس کی عدم موجودگی نے میری مشکلات مین اضافہ کردیا۔ خصوصاً آخری باب کی تدوین مین جو مشکلات پیش آئین اُنہین مین ہی سمجھ سکتا ہون تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم نے میری دستگیری کی اور مین اس علمی مہم مین کامیاب ہوگیا۔ اس جگہ اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ اس کتاب مین جو مضمون قوسین یعنی [ ] خطوط وحدانی کے اندر دئے گئے ہین وہ خاکسار کی طرف سے ہین۔ ورنہ اصل مسودہ مصنف مرحوم کی ہی تحریر ہے۔ اور آخری دو باب جو تکمیل کتاب کا ذریعہ ہین وہ اسی خاکسار کی محنت کا نتیجہ ہین۔

سپاس گذاری ناسپاسی ہوگی اگر مین ان تمام احباب کا شکریہ ادا نہ کرون جنھون نے کسی نہ کسی رنگ مین میرے اس علمی کام مین دست تعاون کو میری طرف بڑھایا۔ مین محسوس کرتا ہون کہ ان کا اخلاص ان کی محبت اور حوصلہ افزائی اس دشوار گذار راستہ مین میری ہمت بلند کرتی رہی۔ اور اس نے مجھے درماندہ ہونے نہین دیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔

مین حضرت رب العزت کے حضور نہایت اخلاص اور خشوع کے ساتھ دعا کرتا ہون کہ اعلیحضرت ہزہائینس نواب صاحب سر محمد مہابت خان جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے سی۔ ایس۔ آئی۔ خلد اللہ ملکہٗ کی عمر و اقبال مین برکت ہو۔ آپ کا عہد ہمایونی ہر قسم کی کامرانی کا عہد ہو۔ آپ کے عزائم مین رسوخ اور امیدون اور ارادون مین کامیابی ہو۔ شاہزادگان بلند اقبال اپنی عظمت و شان کے ساتھ حضور کے لئے قرۃ العین اور رعایا کے لئے باعث ناز ہون۔ آپ کی

ان تجاویز مین جو آپ ریاست و رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے کرتے رہتے ہین برکت پر برکت نازل ہو۔ اور آپ کا خاندان ہر طرح بہرہ مند ہو۔

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

مجھے اب صرف آخری التماس قارئین کرام سے کرنی ہے کہ وہ اس کتاب کی تدوین و تالیف کی مشکلات و کم بضاعتی کو مد نظر رکھکر اسے پڑھین۔ اور میری کمزوریون اور خامیون کو نظر انداز کردین اور اپنی سیر چشمی سے اس علمی شاہکار کو دیکھین۔ اور مصنف مرحوم اور اس نیاز مند کیلئے دعائے خیر کرین۔

بالآخر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل سے مجھے اس قابل کیا کہ مین آج منزل مقصود پر پہنچکر کہتا ہون ؎

طے ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری

خاکسار
شیخ غلام احمدؐ

مورخہ ۱۳ر مارچ ۱۹۳۱ء
جوناگڈھ

تذکرۂ مصنف

یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک مختصر سا تذکرہ مصنف شیخ غلام محمد صاحب مرحوم کا بھی لکھدیا جائے۔ تاکہ قارئین کرام کو اجمالی حالات سے واقفیت ہو۔

شیخ غلام محمد صاحب جو اپنے اس علمی اور تاریخی کارنامہ کی وجہ سے مورخ ہیں ۳۱ ر مئی ۱۸۶۳ء کو بمقام اولپاڑ (ضلع سورت) پیدا ہوئے۔ اس زمانہ میں تعلیم و تدریس کا وہ نظام اور اسلوب نہ تھا جو آج ہم دیکھتے ہیں۔ بلکہ حصول علم کے لئے محنت شاقہ کی ضرورت ہوتی تھی۔ اس پرانے طریق تعلیم پر آپ نے اردو، فارسی، اور دینیات کی تعلیم حاصل کی اور مذاق تعلیم آپ کو میٹریکیولیشن تک لے گیا۔ اس زمانہ میں انگریزی تعلیم کا حاصل کرنا بہت بڑی قربانی اور کارنامہ سمجھا جاتا تھا۔

اپنی تعلیمی سرگرمیوں سے فارغ ہوتے ہی شیخ غلام محمد صاحب جونا گڈھ کی اسٹیٹ سروس میں ۱۸۸۸ء میں داخل ہو گئے۔ نیا نیا تعلیمی نظام قائم کیا جا رہا تھا۔ آپ اسی سلسلہ میں مہابت مدرسہ میں بطور ایک ٹیچر کے داخل ہوئے۔ مگر آپ کی انتظامی قابلیت نے جلد آپ کو نمایاں کردیا۔ اور آپ کو اسی سلسلہ میں انتظامی خدمات پر سرفراز کردیا گیا۔ چنانچہ بعد میں آپ میونسپل انسپکٹر اور سپرنٹنڈنٹ یتیم خانہ مقرر ہوگئے۔ آپ کو مطالعہ کتب کا ازبس شوق تھا۔ اور خصوصیت کے ساتھ علم تاریخ سے گہری دلچسپی تھی۔ اس تاریخی مذاق نے آخر آپ کو شاہی مورخ کی حیثیت میں نمایاں کردیا۔ آپ مدت العمر بہ حیثیت مورخ اپنے اضافۂ علم میں کوشش کرتے رہے۔
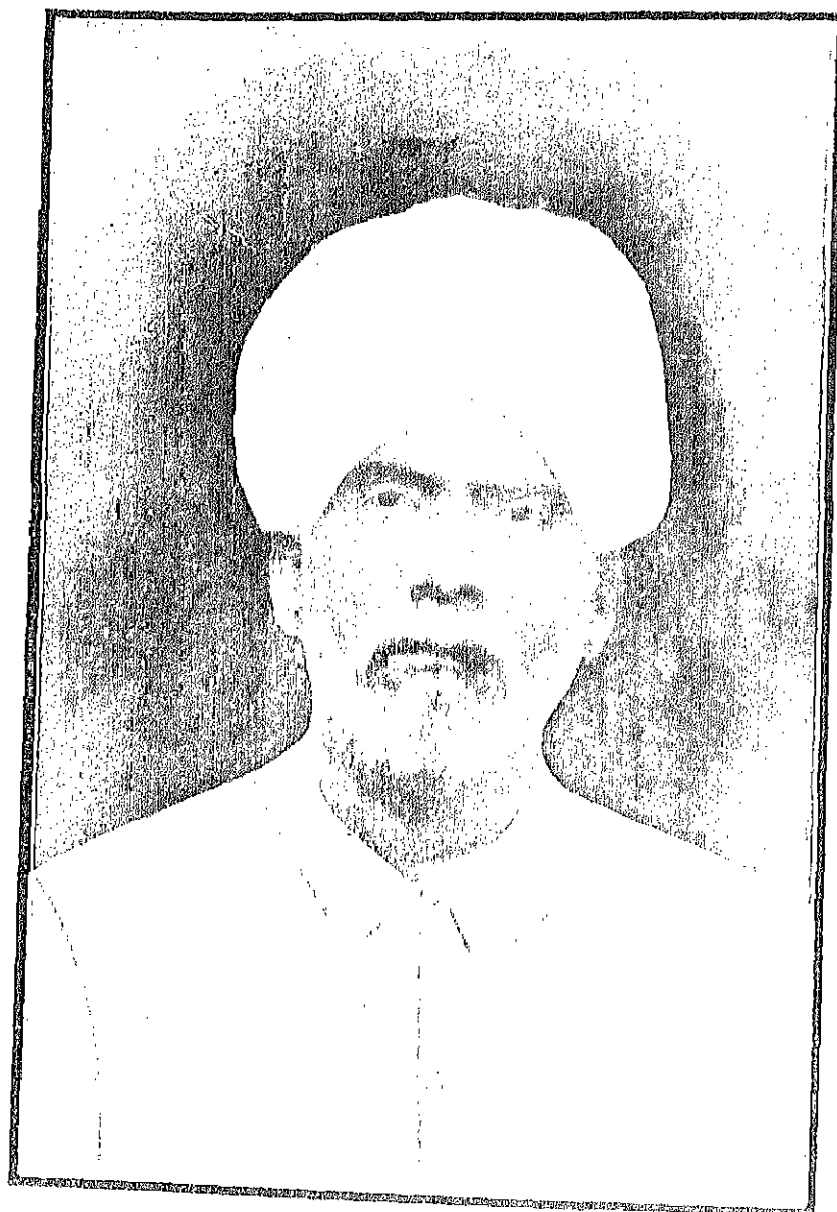
مصنف شیخ غلام محمد صاحب

آپ اپنے سلسلہ ملازمت مین فرائض منصبی کو سرانجام دے رہے تھے کہ آپ کے تاریخی مذاق اور علم دوست وزیر ریاست کی علمی قدردانی اور مردم شناس نظر نے سنہ ۱۸۹۶ء مین آپ کو سابقہ فرائض کے ساتھ ریاست کی تاریخ لکھنے کے کام پر بھی مامور کیا۔ گویہ وہ زمانہ ہے جب کہ آپ شاہی مورخ کی حیثیت مین نمودار ہوے۔ تاریخی میدان مین آپ کے قلم نے جو کارہائے نمایان کئے ہین ان کا ایک نمونہ تو یہی تاریخ مرآت مصطفےٰ آباد ہے۔

آپ نے محکمۂ تعلیم مین اپنی ملازمت شروع کی۔ اسوجہ سے مسلمانون کی تعلیمی اصلاح اور ترقی کا آپ کو خاص خیال اور دلچسپی تھی۔ سنہ ۱۹۱۱ء مین ریاست کی طرف سے مہابت خانجی یتیم خانہ کا قیام عمل مین آیا۔ اسکے نظم و نگرانی کیلئے ظاہر ہے ایسے آدمی کی ضرورت تھی جو ایک طرف تعلیمی اور انتظامی مذاق رکھتا ہو۔ دوسری طرف وہ اپنے اخلاق مین ایسا ہو کہ چھوٹے بچون اور خصوصًا یتامیٰ کی تعلیمی اور اخلاقی نگرانی کے لئے عملی نمونہ رکھتا ہو۔ اس غرض کے لئے عالیجناب نواب سر محمد رسول خان صاحب مرحوم نے آپ کا انتخاب کیا۔ اور آپ کو یتیم خانہ کا سپرنٹنڈنٹ بنا دیا گیا۔ اس جدید خدمت کو بھی جس قابلیت اور دل سوزی کے ساتھ آپ نے سرانجام دیا اوسکی تصریح کی ضرورت نہین۔

باوجود اپنے منصب کی ذمہ داریون کے آپ نے شغلِ تصنیف کو برابر جاری رکھا۔ اور اس سلسلہ مین جس شعبہ کو انہون نے انتخاب کیا اسکی دقتون اور مشکلات کا ہر شخص اندازہ نہین کرسکتا ایک خیالی فسانہ نگار یا داستان نویس کا راستہ بہت صاف ہے مگر مورخ کا راستہ خاردار جھاڑیون اور نشیب و فراز مین سے ہو کر جاتا ہے۔ اسکی نظر بہت وسیع ہونی ضروری ہے۔ اور قوتِ فیصلہ نہایت زبردست۔ ہر قسم کے واقعات اسکی نظر کے سامنے سے گذرتے ہین اور مختلف وقائع نگار خاص حالات کے ماتحت ایک ہی واقع کی مختلف تصویرین پیش کرتے ہین۔ لیکن ایک سلیم العقل مصنّف ہر قسم کے حشو و زوائد کو دور کر کے واقعہ کی صحیح اور اصلی صورت پیش کر دیتا ہے۔ اس مختصر سے

اشارہ سے سمجھ مین آسکتا ہے کہ شیخ صاحب کا کام کسقدر دشوار تھا۔ مگر انہون نے اپنے مذاق سلیم
دقت نظر اور قوت فیصلہ کی مضبوطی سے ایک قابل مورخ کی شخصیت کو اپنے وجود مین ثابت
کر دیا۔ ان کی قوت نظر بہت تیز تھی وہ مخلوط اور وضعی واقعات و حوادث کو ایک مبسوط تاریخ
مین سے فوراً الگ کر دیتے تھے۔ مروّجہ تاریخون کے متعلق وہ ایک مبصر ریویو نگار کی حیثیت سے
اپنی مستقل رائے رکھتے تھے۔ اور پبلک کے علمی مذاق کو ترقی دینے کے لئے تاریخ نویسی کا
ایک صحیح راستہ پیش کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے انہون نے شہنشاہ
عالمگیر اورنگ زیب کی تاریخ کو لیا۔ اور مرآت عالمگیری کے نام سے گجراتی مین
ایک دلچسپ تاریخ لکھی۔ عالمگیر کے کریٹکس (نکتہ چینون) کو نہایت معقول اور صحیح واقعات
سے مؤید جواب دیا۔ یہی نہین بلکہ عالمگیر کے سوانح حیات لکھنے والون پر واقعات کی روشنی
مین ایک قابل ریویو نگار کی حیثیت مین نکتہ چینی بھی کی۔ اور مختلف اعتراضون کا دندان شکن
جواب بھی دیا ہے۔ اس کتاب پر بمبئی کرانیکل، ساںج ورتمان، اور دیگر اخبارات نے حوصلہ
افزا ریویو کئے۔

شیخ غلام محمدؒ صاحب مسلمانون کی موجودہ حالت سے بہت متاثر تھے۔ اور قومی درد
سے سرشار رہتے تھے۔ چنانچہ انہون نے مسدس حالی کو گجراتی حروف مین لکھا۔ اور ساتھ ہی
معانی اور تشریحی نوٹون کا اضافہ کر کے گجراتی بولنے والے مسلمانون مین ملی درد کی ایک ٹیس پیدا
کر دی۔ اس کتاب کا پہلا اڈیشن رنگون کے مشہور تاجر عبد الکریم جمال صاحب نے مفت
تقسیم کیا۔

غرض ریاست جوناگڈھ کا یہ مشہور اہل قلم اور قابل مورخ اپنی قلمی خدمت مین مصروف
تھا کہ پیغام موت آپہنچا۔ اور جس تاریخی شاہکار کو انہون نے شروع کیا تھا وہ غیر مطبوعہ رہ گیا

چنانچہ ۲۲ر اکتوبر ۱۹۱۳ء کو مصنف کا انتقال سورت مین ہوگیا۔

تاریخ وفات لکھنو کے مولوی حافظ محمد جان صاحب مرحوم و مغفور نے حسب ذیل فرمائی ہے:-

چون غلام محمد از دنیا	سوئے باغ بہشت رخت کشید
جملہ احباب وہم اقارب را	الم و رنج و اضطراب رسید
بود علامہ در فن تاریخ	ہم بدیگر علوم بود فرید
شکل مرآت مصطفی آباد	جلوہ گر ساختہ و شکل جدید
بہر تاریخ ہند وہم گجرات	رقم طرفہ و صفحہ کشید
زد رقم سرگذشت عالمگیر	باہمہ جد وجہد وسعی مزید
ہم دگر یادگار خود بگذاشت	سپس از بندہ زندگی برہید
مصرعہ سال فوتش این گفتم	نیک بینا در بہشت رسید

افسران ریاست مین ان کا شمار ایماندار، فرض شناس، اور بے باک افسر کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ ۱۹۱۴-۱۵ء کی ریاست کی انتظامی رپورٹ مین ان کے متعلق درج ہے "بدقسمتی سے یتیم خانہ ایک زبردست بانی اور پہلے سپرنٹنڈنٹ مسٹر غلام محمد اے۔ شیخ کی خدمات سے محروم ہوگیا ہے اور ان کی جگہ پُر کرنا سخت مشکل ہے"

انہون نے اپنی زندگی مین جو کچھ بھی قومی خدمت کی ہے وہ بہت قیمتی ہے۔ آپ کا انتقال ایسے وقت مین ہوا جبکہ ان کی تاریخین نہین چھپی ہوئی تھین۔ اگر آپ کی عمر وفا کرتی تو یہ تاریخی کتابین اور زیادہ پیمانہ پر پبلک مین پیش ہوتین

ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرآت مصطفیٰ آباد

حصۂ اوّل

باب اوّل

کاٹھیاواڑ

کاٹھیاواڑ کا رقبہ وغیرہ

جزیرہ نما[1] کاٹھیاواڑ جو صوبۂ گجرات کا حصّہ ہے ہندوستان کے مغربی ساحل پر درمیان ۲۰ درجہ ۴۰ دقیقہ اور ۲۳ درجہ ۲۵ دقیقہ طول بلد اور ۶۹ درجہ ۵ دقیقہ ۷۲ درجہ ۲۰ دقیقہ عرض بلد واقع ہے اس کا طول مغرب میں جگت عرف دوارکا سے مشرق میں بھاونگر کے قریب ساحل سمندر تک ۲۰۰ میل اور اس کا عرض شمال

[1] کاٹھیاواڑ ۔ شمال جنوب اور مغرب کی طرف پانی سے گھرا ہوا ہے ۔ اسلئے جزیرہ نما ہے ۔

مین جھنجھواڑہ سے جنوب مین ساحل بحر تک ۷۰ میل ہے رقبہ کاٹھیاواڑ کا ۲۳۵۰۰ مربع میل اور آبادی[1] ۲۵ لاکھ ہے (جسمین مسلمان ۳ لاکھ سے کچھ زیادہ ۶۰۰ عیسائی ۱۵۰ یہودی ۵۰۰ پارسی اور باقی ہندو ہین) اور سالانہ آمدنی ایک کروڑ[2] ۵۳ لاکھ روپیہ سے کچھ زیادہ ہے۔

حدود اربعہ — شمال مین کچھ کا ریگستان اور خلیج کچھ جنوب اور مغرب مین بحر عرب اور مشرق مین خلیج کھمبایت اور خاص گجرات کے ضلع احمدآباد کا کچھ حصہ ہے۔

پولیٹکل حصص — کاٹھیاواڑ ایجنسی کا دارالصدر راجکوٹ ہے جہان برٹش سرکار کی طرف سے ملک کی نگرانی کیلئے ایجنٹ[3] ٹو دی گورنر رہتا ہے برٹش سرکار کی طرف سے کچھ لشکر بھی رہتا ہے سرکار موصوف نے کل ملک کو ان چار پولٹیکل حصون مین تقسیم کیا ہے۔ جنمین سے ہر ایک کی نگرانی کو ایک ایک پولٹیکل ایجنٹ متعین[4] ہی اور وہ سب ایجنٹ کی ماتحتی مین ہین [کاٹھیاواڑ ایجنسی بھی سرکار کی ماتحتی سے ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو نکال کر کے گورنمنٹ آف انڈیا کے زیر حکومت داخل کی گئی۔ اور اس مین پولٹیکل ایجنٹ "ٹو دی گورنر جنرل" مقرر کئے گئے جن کو "ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل ان دی اسٹیٹس آف ویسٹرن انڈیا" کہتے ہین۔ کاٹھیاواڑ کے چار حصے مسترد کر کے صرف دو حصے مغربی و مشرقی ریاستین کاٹھیاواڑ کے رکھے گئے ہین]

---

[1] براعظم یورپ کے ممالک ڈنمارک اور گریس (یونان) کی آبادی سے زیادہ ہے کیونکہ ڈنمارک کی تخمیناً ۳۰ لاکھ آبادی ہے۔ اور گریس کی بھی اتنی ہی ہے اور رقبہ مین کاٹھیاواڑ کو بلجیم۔ ہالانڈ (نیدھرلانڈ) اور سوئیٹزرلانڈ سے بھی فوقیت حاصل ہے

[2] اس کل مین سے پرگنہ گوگھہ وغیرہ کا حصہ جو برٹش سرکار کا خالصہ ہے اسکا رقبہ ۱۳۲۰ میل مربع اور ایک لاکھ ۶۰ ہزار آبادی اور دو لاکھ ۶ ہزار آمدنی اور جزیرۂ دیو جو فرنگیون کا ہے اسکا رقبہ ۷ میل مربع ۱۱ ہزار آبادی اور ۳۸ ہزار روپیہ آمدنی اور گایکواڑ کا ملک جسکا رقبہ ۱۳۲۰ میل مربع اور ایک لاکھ ۸۴ ہزار آبادی اور ایک لاکھ ۹ ہزار روپیہ آمدنی منہا ہو کر باقی خاص کاٹھیاواڑ ایجنسی ہے جسمین کل چھوٹی بڑی ۱۸۹ دیسی ریاستین ہین [فی الحال خاص کاٹھیاواڑ ایجنسی کا رقبہ ۲۰۸۸۲ مربع میل ہے ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کے مطابق آبادی ۲۵۴۲۵۳۵ ہے]

[3] پہلے اس کو پولٹیکل ایجنٹ کہتے تھے۔

[4] پہلے اس کو اسسٹنٹ پولٹیکل ایجنٹ کہتے تھے۔

نام	دار الصدر	کس سمت واقع ہے	رقبہ مربع میل	آبادی
جہالاواڑ	وڈہوان	گوشۂ شمال و مشرق	۴۳۹۲	۴ لاکھ ۴۰ ہزار
ہالار	راج کوٹ	وسط اور گوشۂ شمال و مغرب	۷۰۹۳	۶ لاکھ ۸۵ ہزار
سورٹھ	جتیل سر	جنوب اور گوشۂ جنوب مشرق	۵۲۱۶	۶ لاکھ ۴۰ ہزار
گوہل واڑ	سونگڈہ	گوشۂ مشرق و شمال	۴۲۰۸	۵ لاکھ ۸۰ ہزار

ملک کے قدیم جغرافی حصص - جہالاواڑ[1] جہالاواڑ گوشۂ شمال و مشرق مین واقع ہے - رقبہ ۴۲۰۰ میل مربع ہے - اسمین اکثر حکمران[2] جہالا راجپوت ہین اسوجہ سے اس کا نام جہالاواڑ ہے - یہ قوم قدیم زمانہ مین مکوانا کہی جاتی تھی - ملک سندھ کی طرف سے بھاگ کران کا جدِّ اعلیٰ ہرپال بن کیسر گیارھوین[3] صدی عیسوی مین گجرات کے سولنکی راجہ کرن کے پاس آیا اس نے جہالاواڑ مین اسکو جاگیر دی اس کا دار الصدر اس وقت پاڑی تھا جو بیرم گاؤن کے قریب ہے -

مچھو کانٹھا[2] مچھو کانٹھا شمال مین واقع ہے مچھو نامی ندی کے گرداگرد یہ حصہ ہے - اسلئے مچھو کانٹھا کہا جاتا ہے جسکا رقبہ ۸۰۰ میل مربع ہے اسکے حکمران جاڑیجے[4] جاراجپوت ملک کچھ کے راؤ کی اولاد ہین -

ہالار[3] ہالار مغرب مین واقع ہے رقبہ ۶۲۰۰ میل مربع ہے اسمین اکثر حکمران جاڑیجے جاراجپوت ہین - جام راول نے ۱۶ ویں صدی عیسوی مین ملک کچھ سے آکر اس حصہ مین اپنی حکومت جمائی اور اس کا نام اپنے جدّ اعلیٰ ہالار کے نام سے

---

[1] اسمین چھوٹی اسلامی ریاستین ہین - بنود - دساڑہ - اور بجانا -

[2] جہالا اپنے کو مارکنڈ رکھی کی اولاد بتاتے ہین جہالا کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اتفاقاً ایک روز مست ہاتھی چھوٹ کر اسطرف گیا جہان ہرپال کے ۳ لڑکے کھیل رہے تھے یہ دیکھکر ان کی مان نے ان کو پکڑ کر بچا لیا - گجراتی زبان مین پکڑنا کو جہالا کہتے ہین - اسوقت سے جہالا نام مشہور ہوگیا -

[3] اسکے پہلے جہالاواڑ مین چاوڑہ اور پوڑاسما راجپوت آباد تھے اور اسکے کچھ بعد واجا باگھیلہ اور پرمار راجپوت آئے -

ہالاواڑ رکھا مگر اس کا مخفف اب ہالار مشہور ہوگیا ہے۔

برڈہ یا جیٹھواڑ[۴] برڈہ یا جیٹھواڑ گوشۂ جنوب و مغرب مین ہے رقبہ ۵۰۰ میل مربع ہے اس حصّہ مین کوہ برڈہ واقع ہے اسلئے برڈہ نام سے مشہور ہے اور چونکہ جیٹھوہ[۵] راجپوت حکمران ہین اسلئے جیٹھواڑ نام سے بھی مشہور ہے جیٹھوہ راجپوتون نے شمال کی طرف سے نوین صدی عیسوی مین آکر دوارکا سے موربی تک کا ملک چاوڑہ راجپوتون سے چھین لیا مگر چودھوین صدی عیسوی کے آغاز مین سندھ کے راجہ جام بامنی ان کے دار الصدر گھوملی[۲] کو جو نہایت آباد اور بڑا شاندار شہر تھا تاخت وتاراج کرکے چلاگیا اس کے بعد جیٹھواؤن نے مقام چھایا کو اپنا دار الصدر قرار دیا اور اب پوربندر دار الصدر ہے۔

سورٹھ[۵] سورٹھ جنوب مین ہے رقبہ ۴۰۰۰ میل مربع ہے اسکا قدیم نام سوراشٹ تھا جس کا پراکرت نام اب سورٹھ مشہور ہے۔ اس حصہ پر چوڑاسما راجپوتون نے مدت دراز تک حکومت کی اسکے بعد اہل اسلام کی حکومت ہوگئی اور اب اسکے بڑے حصّہ پر نواب صاحب جوناگڈھ کی حکومت ہے۔[۳]

بابریاواڑ[۶] بابریاواڑ بھی جنوب مین ہے رقبہ ۵۰۰ میل مربع ہے اسمین بقول لی گرانڈ جیکب صاحب بابریہ لوگ شمالی ہندوستان سے آکر پہلے پہلے مقام تھان مین آباد ہوئے مگر جب وہان سے کاٹھیون[۴] نے ان کو نکال دیا تو انہون نے

بقیہ حاشیہ صفحہ (۳) — [۴] جاڑیے جا کی وجہ تسمیہ ایک واہی افواہ عام ہے کہ جب سومناتھ پٹن سے چار یادو بھاگ کر سندھ گئے اور ان مین سے ایک دیوی کے منہ مین چھپا سندھی زبان مین منہ کو جاڑا کہتے ہین اسلئے اس دن سے اسکی اولاد جاڑیے جا مشہور ہوئی۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ انمین لاکھا اور لکھدیر نامی دو بھائی ساتھ پیدا ہوئے اور توام کو سندھی زبان مین جاڑا کہتے ہین۔ اسوقت سے ان کی اولاد جاڑیے جا مشہور ہوئی۔

[۱] جیٹھوہ اپنے آپکو ہنومان کی اولاد بتاتے ہین۔ مگر مورخین جٹ یا جاٹ۔ بعد مین جیٹھوہ ہوجانا قیاس کرتے ہین۔ میر قوم کے لوگ بھی ان کے ساتھ آکر ان کی زیر حکومت رہے اور وہ اپنے آپ کو راجپوت کہتے ہین مگر اس بات کو جیٹھوہ قبول نہین کرتے پرانے اتہاس خود جیٹھوہ کو بھی میر قوم سے کہتی ہے۔

[۲] اسکو بھوملی بھی کہتے ہین سالکمار نے اسے آباد کیا تھا۔

[۳] اسکے علاوہ اسی خاندان بابی کی تین چھوٹی ریاستین مانا و در سردارگڈھ عرف گیدڑا اور بانٹوہ ہین۔

[۴] بموجب کاٹھیاواڑ ڈریکٹری کاٹھیون نے اور بموجب بمبئی گزیٹر جلد ۸ جہالاؤن نے۔

اہیر قوم سے ملکر والا راجپوتونکا ملک لے لیا۔ جو بعد مین انہین کے نام سے بابریہ واڑ مشہور ہوا اس کا بیشتر حصہ[1] سرکار جوناگڈہ کے ماتحت ہے۔

گوہیلواڑ | گوہیلواڑ مشرق مین ہے رقبہ ۲۸۶۰ میل مربع ہی۔ اس مین گوہیل[2] راجپوت[3] حکمران ہین اسلئے اس کا نام گوہیلواڑ مشہور ہوا گوہل راجپوت اپنے کو سالیواہن (جو ۱۸۰۰ برس پر ایک راجہ گذرا ہے) کی اولاد بتاتے ہین یہ لوگ تیرہوین صدی عیسوی مین ملک مارواڑ سے قوم راٹھور کے راجہ کے نکالے ہوئے کاٹھیاواڑ مین آکر آباد ہوگئے ان کے سردار سیجک نے اپنی بیٹی سورٹھ کے چوڑاسما راجہ کوات کے بڑے بیٹے کو بیاہ دی اسلئے راجہ سورٹھ نے چند گاؤن اسکو جاگیر کے طور پر دئے اس سیجک نے سیجک پور آباد کیا۔ بعد مین رفتہ رفتہ اسکی اولاد نے کولیون وغیرہ کا بہت کچھ ملک دبالیا۔

اونڈسرویہ | اونڈسرویہ مشرق کی جانب واقع ہے رقبہ ۱۶۰ میل مربع ہے اس کا قدیم نام سردہ تھا جو چوڑاسما خاندان کی ایک شاخ کی جاگیر مین تھا بعد مین اسی کی نسبت سے اس شاخ والے سرویہ راجپوت کہے گئے چونکہ اسکی زمین نشیب مین ہی اور اسکے مالک سرویہ تھے اسلئے اونڈسرویہ نام مشہور ہوا۔

خاص کاٹھیاواڑ | خاص کاٹھیاواڑ وسط جزیرہ نما مین واقع ہے۔ رقبہ ۴۰۰۰ میل مربع ہے۔ اسمین اکثر تعلقدار کاٹھی لوگ ہین جو ایک روایت سے نیپال اور بروایت دیگر سندھ کی طرف سے اول گیارھوین صدی اور پھر پندرھوین صدی عیسوی کے اوائل مین آکر اس حصہ مین آباد ہوئے ان کے نام سے اس حصہ کا نام کاٹھیاواڑ مشہور ہوا اس قوم نے لوٹ مار مین سب پر فوقیت حاصل کی تھی محققین تاریخ ان کی مذہبی طرز سے قیاساً اصل مین انکا قوم سیتھین یا شاکست سے ہونا بیان کرتے ہین۔

---

[1] اس حصہ مین ریاست ظفرآباد داخل ہے۔

[2] گوہیلہ سنسکرت زبان کا مرکب لفظ ہے گو بمعنی قوت اور ایلہ بمعنی زمین یعنی قوت زمین (اس نام مین قوم مذکور کے بہادر ہونیکی طرف اشارہ ہی)

[3] بمبئی گزیٹر جلد ۸ نے بمبئی اور کاٹھیاواڑ ڈریکٹری نے یہن لکھی ہے۔

بمبئی گزیٹر کی آٹھوین جلد مین اس قوم کی مفصل کیفیت لکھی ہے ایک دنت کتھا یعنی افواہ عام مشہور ہے کہ جب دُرِیُو دھن پانڈون کو ڈھونڈھ نکالنے کے لئے ویراٹ یعنی دھولقہ گیا اور وہان کی گایون کو چُرا لیجانے کا ارادہ کیا تو یہ کام اسکو ایک راجپوت کی شان کے خلاف معلوم ہوا اسلئے کرن نے اپنا راجدنڈ (یعنی عصای شاہی) زمین پر مارا اور کاٹھ نامی آدمی پیدا کیا جس نے دُرِیُو دھن کی طرف سے اس کام کو انجام دیا اس شخص کی اولاد کاٹھی کہلاتی اور چوری کو اپنا قدرتی حق اور آبائی ورثہ سمجھتی تھی۔ کاٹھی قوم کی مہمان نوازی خصوصیت کے ساتھ شہرت رکھتی ہے۔

اوکھا منڈل اوکھا منڈل[1] مغرب مین گایکواڑ کے ماتحت ہے۔ رقبہ ۳۰۰ میل مربع ہے معلوم ہوتا ہے کہ عیسوی دوسری صدی مین کالا قوم کی اوکھا منڈل مین حکومت تھی اسکے بعد ملک شام کے شکر بیلم[2] نامی سردار نے آکر اوکھا منڈل فتح کر لیا۔ بعد مین عیسوی چھٹی صدی سے چاوڑہ راجپوتون کی حکومت کا پتہ ملتا ہے۔ گیارھوین صدی عیسوی مین اسکے ایک حصہ مین ہیرول راجپوت اور دوسرے مین چاوڑہ حکمران تھے مگر ان دونون مین باہمی مخالفت وجنگ نے اسقدر ضعف پیدا کر دیا تھا کہ مارواڑ کے راٹھور راجپوتون نے جاترہ کے بہانے سے آکر ان کا ملک لے لیا۔ اسوقت سے چاوڑاؤن کا تو بالکل اخراج ہی ہوگیا۔ مگر ہیرول راٹھور اور قدیم قوم کالا کی اولاد جو بعد مین واگھل یا واڈہل نام سے مشہور ہوئی۔ ان مین باہم شادی بیاہ ہونے کے سبب سے ایک مدت کے بعد تمام نام مٹ کر سب کے لئے واگھیر[3] نام مشہور رہوا۔ مگر جو اعلیٰ تھے انہون نے اپنے نام کے ساتھ لفظ مانیک بڑھا دیا۔ یہ قوم بھی لوٹ مار مین یگانۂ روزگار تھی۔

---

[1] اس نام کی وجہ تسمیہ مختلف ہی۔ ایک یہ ہے کہ اوکھا نامی دیو یہان رہتا تھا۔ اسوجہ سے یہ نام مشہور رہوا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ کرشن کے پوتے انیرودہ کی جورو اوشا عرف اوکھا کے نام سے اوکھا منڈل مشہور رہوا۔ تیسری وجہ یہ ہی کہ یہ حصہ زرخیز نہین ہی اسلئے اسم باسمّیٰ ہے یعنی اوکھا کے معنی خراب اور منڈل کے معنے محل کے ہوتے ہین اور یہی قرین قیاس بھی ہے۔

[2] اس بیلم کی اولاد اس ملک مین رگھیہ راجپوتون مین شمار کیگئی ہو۔ اور بعد مین اس نے اسلام قبول کیا ہو تو عجب نہین کیونکہ مسلمانون مین جو بیلم مشہور جانتے ہین وہ شاید انہین سے ہون۔

[3] اہل ہنود کی ایک واہی افواہ عام ہے کہ دنیا کی سیر کو آسمان سے ایک فرشتہ اوکھا منڈل مین اترا اسکے ارد گرد بہت آدمی جمع ہوگئے

پہاڑ | کوہ گرنار ۳۶۶۶ کوہ داتار ۲۷۷۹ برڈا ۲۰۰۰ شترنجہ ۱۹۷۷ ۔اور چوٹیلا ۱۱۷۳ فیٹ بلند ہین۔ ان کے علاوہ کئی چھوٹی چھوٹی پہاڑیان ہین۔

ندیان | بہادر ۱۲۰ میل ۔شترنجی ۱۰۰ میل کے قریب مچھو ۔آجی۔ بھوگاو۔ اور سکہ بہادران مین ہرایک ۷۰ میل لمبی ہے ان کے سوا اور لمبی کئی چھوٹی چھوٹی ندیان ہین کاٹھیاواڑ کی ندیان گجرات کی ندیون سے بہت چھوٹی ہین

بندر | دھولیرہ ۔بھاونگر۔ گوگھ۔ مہوا۔ ظفرآباد۔ دیو۔ بلاول۔ منگرول۔ پوربندر۔ جوڑیہ۔ سلایہ۔ نوی بندر دوارکا وغیرہ بندرگاہین ہین۔

پیداوار | تمام کاٹھیاواڑ کی آب وہوا عام طور پر عمدہ۔ اور زمین زرخیز ہے۔ زمین شور اور پہاڑی حصے کے سوا کاٹھیاواڑ کا وہ حصہ جس کو ناگیر کہتے ہین اور اس کا جنوبی حصہ زیادہ زرخیز ہے۔ جوار۔ باجرہ۔ کپاس۔ گیہون۔ چنا۔ گنا۔ تل وغیرہ بکثرت پیدا ہوتا ہے۔

مسلمانون کی زیارت گاہین | جمیل شاہ داتار[۱] جوناگڈھ مین حضرت سید سکندر ترمذیؒ جہانیان جہان گشت ثانی۔ منگرول مین حضرت شمس الدین بخاری عرف حضرت شاہ۔ آونہ مین اور ملک عبداللطیف قریشی واور الملک عرف داول شاہ آمرن مین وغیرہ

ہنود کی تیرتھ گاہین | دوارکا ۔سومنات پٹن۔ سداماپوری (پوربندر) تلسی شام وغیرہ اہل ہنود کے مشہور تیرتھ گاہین ہین شترنجہ اور گرنار[۲] خاص جین لوگون کے تیرتھ ہین۔

بقیہ حاشیہ صفحہ (۶) جب سے اسکو گرمی ہونے لگی آخر گھبرا کر وہ دیول اٹھاکہ وا گھیر یعنی پنکھا کرو اس وقت سے وہ واگھیر مشہور ہوئے۔

[۱] جمیل شاہ داتار کا مرقد چلہ ہے جسکو ہندو بھی مانتے ہین مزار نگر ٹھٹھہ مین ہے۔

[۲] جین کے علاوہ اہل ہنود بھی گرنار کو ان کی انبیاد بوئی ہونے کی وجہ سے پوتر جانتے ہین جین مذہب والے ۲۴ تیرتھنکرون (دیوتاؤن) کو مانتے ہین جنمین سے اول ادی ناتھ شترنجہ اور بائیسوان نیم ناتھ گرنار پر ہین اہل ہنود کی مذہبی کتابون مین راجہ وسترتھ کا اپنے بیٹے رام لچھمن وغیرہ کے ساتھ اور پانچ پانڈون کا بھی گرنار پر آنا پایا جاتا ہے۔ مہابھارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ارجن جو پانڈون مین سے تھا جب گرنار کی جاترہ کو آیا تھا کرشن کی بہن سوبھدرہ کے عشق مین گرفتار تھا۔

بڑے شہر کاٹھیاواڑ کے بڑے شہر جوناگڈھ۔ بھاؤنگر۔[۱] نوانگر یا جام نگر۔[۲] راجکوٹ۔ پوربندر۔ موربی۔ گونڈل اور دھرنگڈھرہ ہین ان مین سے صرف جوناگڈھ قدیم ہے۔

غیر آریہ اور آریہ کاٹھیاواڑ کے غیر آریہ یعنی اصل باشندے بھیل کولی کابا کالا موڑا اور اہیر وغیرہ ہین ان سب کی ابتدائی کیفیت کچھ بھی معلوم نہین ہوئی۔ اہیرون کی حکومت شروع مین کولیون اور بھیلون پر ہوئی۔ کابا اور کالا لوگونکی حکومت اوکھامنڈل مین پائی جاتی ہے۔ کاباکالا اور موڑا لوگون کے نام دو ہزار برس کی یونان کی تاریخ مین ملتے ہین مگراب کالا کے سوا دو قومون کا نام ونشان بھی نہین معلوم ہوتا۔ کرشن کے کچھ پہلے آریہ لوگون کا یہان آکر حکومت کرنا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ چندربنسی اور سورج بنسی وغیرہ راجہ آریہ تھے۔

کاٹھیاواڑ کے قدیم نام کاٹھیاواڑ بہت قدیم[۳] زمانہ مین دیپ[۴] (جزیرہ) تھا۔ اور اب دیپ کلپ (جزیرہ نما) ہے اس دیپ کا

---

[۱] کرنل واٹسن نے بمبئی گزیٹیر مین لکھا ہے کہ یہ شہر ۱۷۲۳ء مین آباد ہوا۔ مگر کرنل موصوف نے اپنی کتاب تاریخ گجرات مین ۱۷۴۳ء مین اس شہر کا آباد ہونا تحریر فرمایا ہے۔ اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ مرآت احمدی سے ۱۱۴۲ھ تک اس ریاست کا دارالصدر سیہو معلوم ہوتا ہے۔ اسکے بعد وہان کے ٹھاکر بھاوسنگھ جی نے حکومت مغلیہ کے ایک افسر سہراب خان کی مدد سے بھاؤنگر آباد کیا۔

[۲] ویہاولاس صفحہ ۱۰۶ مین لکھا ہے کہ اس شہر کے جام راول نے سمبت ۱۵۱۶ ساون کی ساتوین تاریخ چہارشنبہ کے روز اس شہر کی بنیاد ڈالی جس وقت عالمگیر کا قبضہ ہوا تو اس شہر کا نام اسلام نگر رکھا گیا۔ اس کی بندرگاہ مین موتی نکلتے ہین۔

[۳] ٹیرشی اری کے زمانہ مین اور اسکے کچھ بعد کے زمانہ تک دیپ رہا ہے۔

[۴] چینی سیاح ہوانسانگ نے ساتوین صدی عیسوی مین ہندوستان کا جو نقشہ کھینچا تھا اسمین کاٹھیاواڑ جزیرہ سا معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ اسکے بھال کی زمین جس نے جزیرہ کو جزیرہ نما کردیا نشیب مین ہے۔ اس سے کاٹھیاواڑ کا اصل مین جزیرہ ہونا قریب بیقین معلوم ہوتا ہے بقول ڈاکٹر دستے و تیل موسم برشگال مین مختلف ندیون کا جو پانی خلیج کھمبایت مین جاتا ہے اسمین ۵ ۱۳۰ ۷ ۳۸۳ ٹن (۲۸ بنگالی من کا ایک ٹن) کیچڑ ہوتا ہے جس کا صرف ۱/۱۰۰ حصہ کنارہ پر جمتا ہے۔ اور باقی سمندر مین بہجاتا ہے۔ ماہرین طبقات الارض کا بیان ہے کہ جوالاکھی وغیرہ سے خشکی کی جگہ تری اور تری کی جگہ خشکی ہوجاتی رہتی ہے۔ چنانچہ بوٹاد سے ۱۶ میل فاصلہ پر شرق جانب ایک گاؤن دانتر سے تھا ہے اس کا قدیم نام وانتل پور تھا۔ اور یہ ساحل کے نزدیک بندر تھا

غیر آریہ دیوزاد راجہ کُشن نامی[1] تھا۔ اسکے نام سے دیپ کا نام بھی کُشن دیپ مشہور ہوا بعض کا بیان یہ بھی ہے کہ اس غیر آباد دیپ مین ایک قسم کی گھاس جسکو سنسکرت زبان مین کُش کہتے ہین بکثرت ہوتی تھی اسلئے جب یہ آباد ہوا تو اس کا نام کُشن دیپ یا کُش آورت (یعنی گھاس کی جگہ) ہوگیا۔ ایک زمانہ کے بعد آریہ راجہ آنرت کے نام سے ملک کا نام بھی آنرت[2] مشہور ہوا۔ مگر اس کا وہ نام جو مدت[3] دراز تک دُور دُور مشہور رہا ہے وہ سوراشٹ[4] ہے۔ یونانی سیّاح اسٹرےبو نے قریب دو ہزار برس پر اس کو سراسٹس اور قریب ۱۳۰۰ برس پر چینی سیّاح ہیوان سانگ نے سولاچا لکھا ہی۔ اہل اسلام کے زمانہ مین سوراشٹ کا پراکرت نام سورٹھ ہوگیا۔ مگر بعد مین صرف خالصہ ملک کا نام سورٹھ محدود رہا۔ آخر اٹھارہوین صدی عیسوی مین جب مرہٹون نے اس ملک کو تاخت وتاراج کرنا شروع کیا تو سرکش قوم کاٹھی نے سب سے پہلے ان کا مقابلہ کیا۔ مرہٹون کو پہلے انہین سے سابقہ پڑا اس وجہ سے وہ تمام ملک کو کاٹھیاواڑ کہنے لگے گو تمام ملک مین کاٹھی آباد نہ تھے۔ اور مرہٹون کے بعد گورنمنٹ انگلشیہ کی حکومت ہوئی اس وقت بھی یہی نام برقرار رہا چنانچہ ابتک یہی مشہور ہی۔

بڑی بڑی ریاستون کی آمدنی وغیرہ کی کیفیت — کاٹھیاواڑ کی کل ریاستین ۷ درجون مین منقسم ہین پولٹکل اختیارات وغیرہ جو مرآۃ حصہ دوم مین مذکور ہین وہی ان کیلئے بھی ہین اکثر ریاستین اعلیٰ حکومت انگلیشہ گایکواڑ اور نواب جوناگڈھ کو خراج دیتی ہین صرف تیسرے درجہ تک کی ذیل مین کیفیت لکھی جاتی ہے [فی الحال کے رقبہ اور آمدنی اور ۱۹۲۱ء کی آبادی ذیل مین درج ہین]

(بقیہ حاشیہ صفحہ (۸)) اسکا بندر ہونا اہل اسلام کے ابتدائی زمانہ تک معلوم ہوتا ہے۔ مگر اب ساحل سے بہت دور ہوگیا ہے۔

[1] شاید حام بن نوح کا ایک بیٹا کُشن یہان آکر آباد ہوا ہو۔

[2] بعض کا بیان یہ ہے کہ جب یہ جگہ آباد ہونے لگی تو (سنسکرت مین آنرت کو ہستنا ہوا کہتے ہین) لوگ باہم ملکر خوش ہونے لگے اور اسی معنی مین اسکا نام آنرت ہوگیا۔ اور بعض کا بیان یہ ہے کہ یہ صرف شمالی گجرات کا نام تھا مگر یہ صحیح نہین معلوم ہوتا شمالی گجرات آنرت مین داخل ہو یہ ممکن ہے۔ رودر داما کے کتبہ سے آنرت اور سوراشٹ دو جُدا جُدا معلوم ہوتے ہین۔

[3] اُس زمانہ مین اس ملک کے قدیم شہر دوارکا گرنار پاس اکثر نیچال والاک (گوہلواڑ) اور بہال وغیرہ تھے۔

[4] سو بمعنی اچھا اور راشٹ بمعنی زمین ابتک بھی برہمن وغیرہ خاص مذہبی موقعون پر اس نام کا استعمال کرتے ہین۔

درجہ	نام	ذات	رقبہ مربع میل	آبادی	آمدنی روپیہ	القاب
۱	جوناگڈھ	بابی مسلمان	۳۳۳۷	۳۹۵۴۹۳	۸۵ لاکھ	نواب صاحب
۱	نوانگر یا جام نگر	جاڑیجے راجپوت	۳۷۹۱	۳۳۵۳۵۳	۸۲ "	(مہاراجہ) جام صاحب
۱	بھاؤنگر	گوہل راجپوت	۲۸۶۰	۴۳۶۴۰۴	۹۹ "	(مہاراجہ) ٹھاکر صاحب
۱	دہرنگدہرہ	جھالا راجپوت	۱۱۶۷	۸۸۴۰۶	۲۵ "	(مہاراجہ) راج صاحب
۱	گونڈل	جاڑیجے راجپوت	۱۰۲۴	۱۶۷۰۷۱	۴۷ "	(مہاراجہ) ٹھاکر صاحب
۱	موربی	ایضاً	۸۲۲	۹۶۶۹۷	۲۳ "	ایضاً
۱	پوربندر	جیٹھوہ راجپوت	۶۴۲	۱۰۱۸۸۱	۲۸ "	(مہاراجہ) رانا صاحب
۱	ظفرآباد[1]	شیدی مسلمان	۵۳	۱۰۹۹۶	۱ "	نواب صاحب
۲	دہرول	جاڑیجے راجپوت	۲۸۳	۲۳۶۴۰	۳ ۱/۲ "	ٹھاکر صاحب
۲	پالیتانہ	گوہل راجپوت	۳۰۰	۵۷۶۲۹	۹ "	ایضاً
۲	لیمبڑی	جھالا راجپوت	۳۴۴	۳۵۴۲۲	۷ "	ایضاً
۲	وڈھوان	ایضاً	۲۴۳	۳۷۶۴۶	۱۰ "	ایضاً
۲	راجکوٹ	جاڑیجے راجپوت	۲۸۲	۶۰۹۹۴	۱۱ "	ایضاً
۲	وانکانیر	جھالا راجپوت	۴۱۷	۳۹۸۲۴	۸ "	راج صاحب
۲	مانا ودر[2]	مسلمان بابی	۲۲۲	۲۹۳۷۷	۶ ۱/۴ "	دربار صاحب

[1] آباد کردہ مظفر اول مظفرآباد کا مخفف ہے۔ (بمبئی کے نزدیک) جزیرہ کے نواب اس تعلقہ کے مالک ہیں۔

[2] بانٹوا اور سردارگڈھ عرف گیڈ رجواسی خاندان کے ہیں شامل ہیں مانا ودر کے رئیس حال فتح الدین خان عرف بچو میاں صاحب نے انگریزی کی تکمیل کی ہے خیالات

درجہ	نام	ذات	رقبہ مربع میل	آبادی	آمدنی روپیہ	القاب
۳	چوڑا	جھالا راجپوت	۷۸	۱۱۳۲۳	۱ ۳/۴ لاکھ	ٹھاکر صاحب
۳	جسدن	کاٹھی	۲۸۳	۳۰۶۲۱	۵ ۱/۴ "	دربار صاحب
۳	لکھتر	جھالا راجپوت	۲۴۷	۲۱۱۲۳	۳ ۱/۴ "	ٹھاکر صاحب
۳	سایلہ	ایضاً	۲۲۲	۱۳۳۵۱	۱ ۲/۴ "	ایضاً
۳	ولا	کول راجپوت	۱۹۰	۱۱۳۸۶	۳ "	ایضاً
۳	تھانہ دیولی	کاٹھی	۹۴	۱۱۴۳۶	۱ ۳/۴ "	دربار صاحب
۳	وڈیا	ایضاً	۶۲	۱۱۶۵۶	۲ "	ایضاً

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱۰) روشن ہیں اپنی ریاست میں معقول انتظام کرتے ہیں۔ کیدیٹ کورس میں داخل ہو کر ملٹری لیاقت عمدہ حاصل کی ہے گورنر صاحب کے اےڈی کون ہیں فوٹ بول کرکٹ وغیرہ مردانہ ورزش اور شکار کے نہایت شایق ہیں۔ گھوڑے کی عمدہ سواری جانتے ہیں بندوق عمدہ لگاتے ہیں برٹش سرکار کی قدر دانی سے عنقریب دوسرے درجہ میں داخل ہو جائینگے۔ [فتح اللہ خان کا ۱۹ ر اکتوبر ۱۹۱۸ء کو انتقال ہو گیا ان کے صاحبزادے غلام محی الدین ۱۴ سال کی عمر کے کمسن ہونیکی وجہ سے ان کی والدہ فاطمہ صدیقہ بیگم بطور سرپرست ان کی طرف سے حکمران ہیں]

باب دوم
قدیم تاریخ

وامن کا کش کو مار ڈالنا

ایسے قدیم زمانہ مین تاریخ لکھنے کا رواج ہی نہ تھا تو اُس زمانہ کے سچے اور مسلسل واقعات کا ملنا دشوار بلکہ غیر ممکن ہی۔ مگر اہل ہنود کے پرانون یعنی مذہبی کتابون کا وہ مضمون جو اس ملک کی تاریخ سے کسی قدر تعلق رکھتا ہے۔ اس جگہ درج کرنا مناسب سمجھا گیا گو اسکو مذہبی لباس نے ایسا بنا دیا ہے کہ نہ اسکی پوری صداقت کا یقین ہو سکتا ہے اور نہ زمانہ کا پتہ ملتا ہے۔ پرانون مین ہے کہ سومنات پٹن مین درواسا نامی رشی (ہندو درویش) رہتا تھا اسکو وہان کے لوگون نے بہت کچھ ستایا آخر تنگ آکر وہ پاتال[1] کے راجہ کے پاس پہونچا اور فریاد کی راجہ نے اسکی حمایت مین وامن کو بھیجا وامن نے اُن کو مع راجہ کش قتل کیا اُسکے بعد وامن نے اپنے نام سے وامن ستھلی (ونتھلی) آباد کیا اب بھی اس کا مندر وہان موجود ہے۔ یہ رام کے قبل گذرا ہے کیونکہ مذہب ہنود کے موافق وامن وشنو کا پانچوان[2] اوتار اور رام[3] ساتوان اوتار ہے۔

شکتی سینہ حاکم کش ویپ

بموجب شترنجے مہاتمہ (جین مذہب کی کتاب) بھرت[4] بن رشبھ عرف آدی ناتھ راجا بھرت کھنڈ (ہندوستان) نے اپنی طرف سے اپنے رشتہ دار شکتی سینہ کو اس ملک کا حاکم کرکے بھیجا۔ اس نے مع لشکر جاکر کرنا کے راکھس (عفریت) لوگون کو نکال باہر کیا بھرت کی نسبت صرف اتنا ہی حال معلوم ہوا کہ اسکے نام سے اس ملک

[1] بقول ایرین اور ٹالمے (یونانی سیاح) سندھ حیدرآباد کا نام پہلی عیسوی صدی مین پاتال تھا۔ انھی زمانہ مین ٹاک لوگ وہان کے حکمران تھے

[2] بموجب مذہب ہنود وشنو ان دس صورتون یعنی اوتارون مین ظاہر ہوا ہے ماہی۔ سنگ پشت۔ خوک۔ نرسنہ (نیم آدمی نیم شیر) وامن (بونا) پرشورام۔ رام کرشن۔ بودھ اور دسوان اوتار کلنکی جو ہونیوالا ہے۔

[3] ہندؤن کے حساب سے لاکھون برس کا زمانہ ہوتا ہے مگر محققین تاریخ نے قبل عیسوی ۱۱۰۰ یا ۱۲۰۰ برس کا زمانہ قرار دیا ہے۔

[4] اسی بھرت کے نام سے بھرت کھنڈ مشہور ہوا۔

کی تمام آمدنی مشتر[illegible] کے اخراجات میں [illegible] (وقف) کردی تھی۔

سورج وغیرہ کی حکومت بموجب کتاب مذکور اسکے بعد یادو خاندان کے سوری نامی نے اس ملک پر راج کیا اور اپنے نام سے سوری[1] نگر آباد کیا اسکے بعد اس کا بیٹا [illegible] راجہ ہوا بعد ازان اس کا بیٹا نیم ناتھ ہوا مگر اس نے راج پاٹ ترک کر دیا اور کوہ گرنار پر جاکر تپسیا میں مصروف ہوا اور آخر میں جین مذہب کا بائیسواں تیرتھنکر کہلایا اس کا پہلا چیلا راجہ [illegible] ہوا ہے۔

سورج بنسی راجہ آنرت یاد وغیرہ راجگان آنرت بموجب پران منو کا پوتا آنرت جسکے نام سے اس ملک کا نام آنرت مشہور ہوا راجہ ہوا اسکا دارالسلطنت کشستھلی عرف دوارکا تھا اسکے بعد اس کا بیٹا ریوت جانشین ہوا اسکے ایک سو بیٹے تھے جنمیں بڑا [illegible] کو کردی باپ کا جانشین ہوا اس نے اپنی اکلوتی بیٹی ریوتی کو کرشن کے بڑے بھائی بلبھدر کے ساتھ بیاہ دی اور خود کوہ گرنار پر جاکر تپسیا میں مصروف ہو گیا اسوقت سے گرنار کا نام ریوتک چل مشہور رہی اور اسکی بیٹی کے نام سے ریوتی کنڈ یا اب تک موجود ہے۔

چندر بنسی راجہ خاندان یادو عرف یادو کرشن کا متھرا سے آکر سوراشٹر کا راجہ ہونا بھاگوت میں لکھا ہے کہ کنس اپنے باپ اوگرسین کو قید کرکے خود متھرا کا راجہ بن بیٹھا کچھ عرصہ کے بعد کرشن[2] نے کنس کو قتل کرکے اسکے باپ اوگرسین کو پھر تخت پر بٹھایا اس حال کی خبر پاکر کنس کے خسر[3] جراسندھ نے جو کہ (بہار) کا راجہ تھا دکن کے راجہ کال یون کو اپنی مدد میں ساتھ لیکر متھرا پر چڑھائی کی کرشن نے تاب نہ لاکر اپنے بھائی بلبھدر اور خاندانی دوسرے بہت آدمیوں کے ساتھ سوراشٹر کی طرف فرار[4] اختیار کیا

---

[1] اسکی جگہ کا کوئی پتہ نہیں ہے غالباً جوناگڈھ ہو تو عجب نہیں۔

[2] یادو کی [illegible] میں کرشن ہوا ہے [illegible] کا آٹھواں اوتار مانتے ہیں کرشن کے کئی نام ہیں چنانچہ گوبند گردھر نند لال کنہیا کانا اور کانہ وغیرہ مشہور ہیں

[3] بعض نے خسر [illegible] لکھا ہے۔

[4] [illegible]

یہان اسکی خوش نصیبی[۱] نے ری دت کا راج اسکو دلا دیا جس کا دار الصّدر[۲] اسوقت بھی دوارکا ہی رہا۔

کرشن کی لڑائیون مین کامیابی

بعض روایات سے کل کاٹھیاواڑ اور خاص گجرات وغیرہ کا کرشن کی زیر حکومت ہونا اور بعض روایات سے ان مین دوسری چھوٹی چھوٹی خود مختارانہ حکومتون کا ہونا بھی معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ کنڈن پور (کُنتیانہ) کے راجہ بھشمک کے بیٹے سے موضع بہادرو کے قریب لڑائی ہوئی[۳] جس مین کرشن کو فتح ہوئی اسیطرح جزیرۂ جالندھر (دیو) کے راجہ جالندھر کو مار کر کرشن[۴] نے اس پر اپنا قبضہ کرلیا۔ اور جب کرشن کا اپنے رشتہ دار پانڈون[۵] مین سے یودھسٹر کی دوبارہ تخت نشینی کے وقت ہستناپور (دہلی) جانا ہوا تو اسکی غیر موجودگی کا موقع پاکر مرتی کاوتی[۶] کے راجہ سالو نے دوارکا پر چڑھائی کی اور بہت کچھ قتل و غارت کرکے واپس چلاگیا۔ مگر کرشن نے ہستناپور سے آکر سالو پر چڑھائی کی دریا کنارے بڑی لڑائی ہوئی جسمین سالو مارا گیا اور کرشن کامیاب ہوا۔

ارجن کا سوراشٹ آنا

بموجب مہابھارت کرشن کی عہد حکومت مین پانڈوؤن مین سے ارجن کا کئی دفعہ سوراشٹ مین آنا ہوا[۷]

---

[۱] بعض نے لکھا ہے کہ کرشن نے اوکھا منڈل کے کابالوگون سے لڑکر دوارکا فتح کرلیا اور ایک روایت سے اوگرسین کی طرف سے حاکم دوارکا کا ہونا پایا جاتا ہے ایک روایت سے کرشن ہی نے دوارکا آباد کیا۔

[۲] اہل ہنود کے حساب سے تو لاکھون برس ہوتے ہین مگر محققین تاریخ کے نزدیک قبل عیسوی ۱۱۰۰ یا ۱۲۰۰ برس کا زمانہ ہوتا ہے۔

[۳] اس لڑائی کا سبب یہ تھا کہ بھشمک کی بیٹی رکمنی کو کرشن خفیہ بھگا لیگیا۔ اسلئے اسکے بیٹے نے اپنی بہن کی رہائی کی غرض سے کرشن کا تعاقب کرکے لڑائی کی بمبئی گزیٹر جلد (۸)

[۴] جالندھر کو دیوتاؤن نے بذریعہ پیشنگوئی خبر دی تھی کہ جب تک تیری عورت پارسا رہیگی تجھپر کوئی فتح نہ پاسکیگا۔ کرشن کو یہ معلوم ہوا تو کسی تدبیر سے اس عورت سے فعل شنیعہ کرکے جالندھر کے قتل پر قابو پایا۔ بمبئی گزیٹر جلد (۸)

[۵] یودھشٹر[۱] ارجن[۲] بھیم[۳] سہدیو[۴] اور نیکول[۵] یہ پانچ بھائی پانڈو کہلاتے ہین۔ ان پانچون کی ایک جورو دروپدی نامی تھی۔ ان کے چچا زاد بھائی کورو کہلاتے ہین پانڈو کورو کی لڑائی کے بیان کی کتاب مہابھارت ہے۔ ایسی ہی کتاب اہل ہنود کے ہان راماین ہے جسمین رام اور راون کی لڑائی کا بیان ہے۔

[۶] مرتی کاوتی کا کوئی پتہ نہین لگا گو بعض مورخین گجرات کے حصّہ پرچہوتر کا قیاس کرتے ہین۔

مگر ایک دفعہ اکثر مشہور مقامات سومناتھ پٹن دوارکا اور گرنار وغیرہ کی بڑی دھوم دھام سے کرشن نے اپنے عزیز مہمان کو سیر کرائی ہے اور ہر طرح[1] نہایت خوش کر کے اسکو وداع کیا ہے۔

یادوا ستھلی یعنی یادون کا باہم لڑ کٹ مرنا

کرشن یادون کو ساتھ لیکر دوارکا سے سومناتھ پٹن کو جاترہ کی غرض سے گیا وہان یادون نے شراب کے نشہ[2] مین باہم سخت لڑائی کی جس مین اکثر مارے گئے۔ بلبھدر جنگل کیطرف فرار ہوا۔ اور وہین مر گیا دوسرے کسی اور جانب بھاگ نکلے اس افسوس مین کرشن ایک پیپل کے درخت کے نیچے لیٹا ہوا تھا کہ ایک شکاری بھیل جرا نامی نے اسکو شکاری جانور جانکر ایسا تیر مارا کہ کرشن کا کام تمام ہو گیا۔ کرشن کے مقتل کو اہل ہنود دیہوت سرگ کہتے ہین۔ جب یہ خبر ارجن کو پہنچی وہ دوارکا آیا اور کرشن کے بال بچون کو اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا۔ اثنائے راہ مین کابا لوگون نے ارجن کا کچھ اسباب لوٹ لیا۔ اور کرشن کی چند عورتون کو بھی پکڑ لے گئے ارجن کے ساتھ دوارکا کے چند یادو مرد بھی تھے[3] بموجب مہابھارت جراسندھ کے بیٹے ساہدیو کا دکن او رسوراشٹر فتح کر لینا زیادہ قابل اعتبار معلوم ہوتا ہے۔ باپ کے انتقام نہ لے سکنے کی وجہ سے کچھ عرصہ کے بعد بیٹے نے انتقام لیکر بہت سے یادون کو قتل کیا ہو تو عجب نہین۔ غرض دوارکا کے غرق[4] اور کرشن[5] اور یادون کی اس خرابی کے بعد سے خاندان موریہ تک نہ ہنود کی مذہبی کتابون سے تاریخ کا کوئی پتہ ملتا ہے۔ نہ افواہ عام سے سوائے اس قیاس کے کہ ہنود کی مذہبی کتابون مین اس زمانہ مین خاص گجرات اور کاٹھیاواڑ[6]

[1] اپنے بڑے بھائی بلبھدر کی مرضی کے خلاف انکی بہن سوبھدرہ کو ارجن کے بھگا لیجانے مین کرشن نے مدد کی۔ پراچین اتیہاس صفحہ (۱۵)

[2] بموجب بھاگوت کرشن کے بیٹے سام کو جو خوبصورتی مین یگانہ روزگار تھا۔ مسخرون نے زنانہ لباس پہنایا۔ اور اسکا پیٹ بڑا بنا کر ایک رکھی کے پاس لیگئے اور اس سے کہا کہ اس حاملہ عورت کے لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ اسکو رکھی نے ضمیری سے معلوم ہو گیا کہ یہ صرف تمسخر ہے۔ اسلئے خفا ہو کر رکھی نے بد دعا کی جسکا نتیجہ یہ ہوا

[3] اس ملک مین یہ دوہا مشہور ہے۔ نہی سدا بلوان ہے نہین پورش بلوان ۔ کابے ارجن لوٹیو وہی دھنش وہی بان۔

[4] اصل دوارکا کے غرقاب ہو نیکے بعد کچھ فاصلہ پر دوسرا دوارکا آباد ہوا جو اب موجود ہے۔

[5] ہنود مین مشہور ہے کہ خلاصہ ویدانت (تفسیر وید مصنفہ ویاس) جسکا نام گیتا ہے۔ کرشن کا بیان کیا ہوا ہے۔

[6] نہایت ضعیف روایت ہے کرشن کے پوتے انیرودھ کا سونیت پور کے راجہ باناسور کی بیٹی اوشا عرف اوکھا سے شادی کرنے کے بعد

کو ملیچھ دیس (ناپاک ملک) لکھا ہے۔ اس سے مراد شاید غیر ملک اور غیر مذہب والونکی حکومت ہو۔

خاندان موریہ چندرگپت قبل ع ۳۱۲ - ۲۸۰ سنہ

عیسوی چوتھی صدی کے قبل سکہ جات کتبہ جات اور مصری و یونانی سیاحون کے ذریعے سے اس ملک کا قابل اعتبار تاریخی حال ملتا ہے خاندان موریہ کا پہلا راجہ چندرگپت[1] ہوا اگرچہ یہ مگدہ کا راجہ مشہور ہے مگر ہندوستان کے اکثر حصہ پر اسکی حکومت تھی اور دار السلطنت اسکا پاٹلی پوتر[2] تھا سکندر کی وفات کے بعد اسکے سرداروں نے ملک کو تقسیم کرلیا۔ چنانچہ سیلیوکس نائکیٹر کے حصہ مین پنجاب اور باکٹریہ (باختر یا تاتار) آیا اسکے اور چندرگپت کے درمیان لڑائی ہوئی ہے جسمین بھگدت راجہ بنگالہ چندرگپت کا مددگار تھا۔ مگر آخر صلح ہوگئی اور سیلیوکس کی بیٹی کے ساتھ چندرگپت کی شادی ہوئی چندرگپت کے دربار مین سیلیوکس کی طرف سے میگستھنیس نامی یونانی سفیر رہتا تھا اس نے اپنے وقت کے ہندوستان کے اکثر حالات لکھے ہین۔ یونانی لوگ چندرگپت کو سنڈراکوٹس اور مگدہ کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ (۱۵) اوکھا منڈل مین راج کرنا معلوم ہوتا ہے۔ ایک قول سے کرشن کے بیٹے سام کی اوشا سے شادی ہوئی معلوم ہوتی ہے بموجب بمبئی گزیٹر جلد (۸) سونیت پور کو اب سنا کہتے ہین جو عدن سے ۲۵۰ میل کے فاصلہ پر بحر احمر کے ساحل پر واقع ہے۔ گو مؤرخین ہندوستان اور مصر کے اس زمانہ کی باتون مین توافق بتاتے ہین۔ مگر مصر کی بسیط تاریخ مین نہ اس جگہ کا نام ملتا ہے نہ یہ پتہ لگتا ہے کہ راجہ کرشن کے پوتے انیرودہ کے بعد اسکا بیٹا وجرنابہ اور اسکے بعد شنو نامی راجہ ہوے۔ اور جب یادون کی اس درجہ خرابی ہوگئی ہو تو انہین مین سے راجہ ہونا ناممکن بھی معلوم ہوتا ہے۔ اسکند پوران مین مجملاً سورج بنسی اور چندر بنسی راجاونکا ۲۲۵۰ برس تک اس ملک پر حکومت کرنا لکھا ہے۔ اور صرف ایک راجہ چندر کیتو پور کا نام ہے جسکا پائے تخت اسی کے نام سے چندر کیتو پور (جوناگڈھ) تھا۔ مگر پورانون کے زمانہ کا کوئی اعتبار نہین۔ چندر بنسی راجپوتون کے بیان سے ان کے جد اعلیٰ دیوندر کا کرشن سے اسی وین پشت مین ہونا۔ اور افغانستان مین آباد ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس سے یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ دوارکا سے بقیۃ السیف بھاگ کر افغانستان کی طرف چلے گئے ہون۔ اور ان کی اولاد عیسوی دوسری تیسری صدی مین پھر ہندوستان کی طرف آئی ہو۔ کیونکہ افغانستان کے کافرستان کی زبان سنسکرت سے ملتی جلتی معلوم ہوتی ہے۔ مگر یورپین مؤرخین مین اکثر کی راے یہ ہے کہ راجپوت اصل مین سیتھین یا تاک قوم سے ہین۔

[1] بموجب بمبئی گزیٹر جلد ۸ مگدہ کے راجہ نند کا سالہ اسکی طرف سے جوناگڈھ کا حاکم تھا اور اسنے شہر پاٹن سے ۴ میل فاصلہ پر کدوار کا مندر بنوایا تھا۔ مگر زمانہ کا کوئی تعین نہین۔ موریہ خاندان کے پہلے کئی نند گذرے ہین۔ انہین نندون سے چندرگپت نے مگدہ کا راج چھین لیا ہے۔

[2] پٹنہ عظیم آباد سے قریب ۳ میل فاصلہ پر تھا یہ شہر بہت بڑا اور اسکا طول ۹ میل تھا یونانی سیاحون نے اسکو پالی بوتھرا لکھا ہے۔

لوگون کو پراسی کہتے تھے اور اہل مگدہ ان کو یون کہتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ سکندر کے ساتھ آئے ہوئے یونانیون نے باختر اور پنجاب وغیرہ مین ایک مدت تک رہنے کے بعد چندرگپت کا بودھ مذہب اختیار کرلیا ہے چندرگپت کی حکومت خاص گجرات اور کاٹھیاواڑ مین کتبہ سے معلوم ہوتی ہے اسکی طرف سے اس کا یونانی سالا پشپ گپت اس ملک کا حاکم تھا جس کا دار الصدر گری نگر (جوناگڈھ) تھا پشپ گپت نے عیسوی ۳۰۰ برس پہلے کوہ گرنار کے دامن مین سودرشن نامی تالاب تعمیر کرایا تھا جو چندرگپت کے پوتے اشوک کے کتبے سے ثابت ہے۔

بندوسار بن چندرگپت | چندرگپت[۱] کے بعد اسکا بیٹا بندوسار راجہ ہوا یونانی سیاح ایرین کے بیان کے مطابق بندوسار کے عہد مین سوراشٹ کا یونانی حاکم خود مختار ہو گیا تھا اسکی تائید اس زمانہ کے رائج سکہ جات سے بھی جو اب ملتے ہین ہوتی ہے

اشوک بن بندوسار قبل مسیح ۲۶۲ ۲۲۲ | بندوسار کے بعد اسکا بڑا بیٹا اشوک راجہ ہوا[۲] اس نے سوا ایک حقیقی بھائی کے اپنے ۱۰۰ بھائیون کو ایک ہی دن مین مروا ڈالا مگر اس ظالمانہ کارروائی کے بعد اسنے جو کچھ کیا قابل تعریف ہے شمال و جنوب مین ہمالیہ سے کنیا کماری تک اور مشرق و مغرب مین مگدہ سے سوراشٹ تک کا ملک کہتون[۳]

---

[۱] مہابھارت صفحہ ۲۲۳ اور پراچین بھارت صفحہ ۱۹

[۲] بموجب مہاونشا سیلون یعنی لنکا کی تاریخ جو پالی زبان مین ہے قبل عیسوی ۳۸۱ سے ۳۴۷ تک اور بموجب یونانی ۳۱۲ سے ۲۸۰ تک ولفورڈ نے ۳۵۰ مین اور ولسن نے ۳۱۵ مین راجہ ہونا لکھا ہے یہ سب تاریخ الفنسٹن کے حوالے سے لکھا گیا ہے

[۳] قبل اسکے یہ مالوہ کا حاکم تھا بعض نے سن جلوس قبل ع ۲۶۳ اور بعض نے ۲۵۰ لکھا ہے۔

[۴] پشاور کے قریب کپوردی گڑہی اور ڈیرہ دون مین موضع دیول جہان دریائے جمنا پہاڑ سے نکلتا ہے سوپارہ اور جوناگڈھ مین اشوک کے کتبہ جات بڑی بڑی چٹانون پر اور دہلی الہ آباد متھرا اور الہ آباد وغیرہ مین ستونون پر ملتے ہین دہلی والے کتبہ کو فیروز شاہ تغلق نے چاندی اور سونے کے کام سے آراستہ کیا تھا اور اس بادشاہ اور اکبر وغیرہ نے اس کتبہ کے ترجمہ کرانے مین بڑی کوشش کی تھی مگر کامیابی نہوئی ایشیاٹک سوسائٹی کے سکریٹری مسٹر پرنسپ وغیرہ

سے اسکے زیر حکومت ہونا معلوم ہوتا ہے۔ گری نگر (جوناگڈہ) کی یونانی خود مختارانہ حکومت کو اس نے مطیع کیا اور اُن میں سے ایک تُش اسپ نامی کو اپنی طرف سے سوراشٹ کا حاکم مقرر کیا جس نے سودرشن تالاب میں نہریں[۱] لاکر اسکی خوبی اور نفع رسانی میں اور اضافہ کر دیا۔ اشوک کے زمانہ میں رفاہ عام کے بہت سے کام ظہور میں آئے منجملہ اُن کے دار الصدر پاٹلی پوتر سے سندہ تک اور سندہ سے بہروچ تک سڑک بنوائی گئی تھی۔ یہ راجہ انصاف کا نہایت پابند تھا اس نے بودہ مذہب کو ملکی مذہب کر دیا تھا جیسا کہ بعد میں بر اعظم یورپ میں کونسٹنٹین نے عیسائی مذہب کو ملکی مذہب کیا تھا۔ اشوک نے اپنے خاص آدمیوں کو سیلون[۲] وغیرہ بھیکر بھی مذہب بودہ کی اشاعت کرائی تھی اور اس مذہب کے عالمون کو اس نے مالا مال کر دیا تھا۔

راجہ کونل اور سمپرتی نامور اشوک کی وفات کے بعد اس کا وسیع ملک اسکے بیٹون میں تقسیم ہو گیا جن میں کونل[۳] کو مغربی ہندوستان ملا۔ بعد کونل کے اس کا بیٹا سمپرتی راجہ ہوا جس نے گرنار میں ایک مندر تعمیر کرایا جو ابتک اُسی کے نام سے مشہور ہے۔ اس راجہ کی جین مذہب والون نے بہت تعریف لکھی ہے خاندان موریہ کا خاتمہ سنہ ۱۹۵[۴] قبل عیسوی میں ہوا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) سے انکا میلان حاصل کی ہے۔ ان کتبون کا لُب لباب گویا رعایا کے لئے ہدایت نامہ تھا۔ چنانچہ ماں باپ اور بڑون کی تعظیم کرنی۔ کسی جاندار کو نہ مارنا۔ کسی کو حقارت سے نہ دیکھنا۔ مذہب کی پابندی کرنی۔ کسی کی غیبت نہ کرنی۔ ہر ایک جاندار پر رحم کرنا۔ نیکی سے پیش آنا۔ کسی سے بدی نہ کرنی وغیرہ وغیرہ۔ مفید اخلاقی باتیں درج ہیں۔ ان کتبون میں راقم کا نام اشوک نہیں بلکہ پریا درشی (دیوکا پیارا) لکھا ہوا ہے جو اس وقت اسکے لئے مستعمل تھا۔ سیلون کی تاریخ مہاونشا سے ثابت ہے جسکا ترجمہ وہان کے گورنر جارج ٹرنر نے پالی سے انگریزی زبان میں کیا ہے اس میں اشوک کے مفصل حالات ہیں۔

[۱] جوناگڈہ والے کتبہ میں یہ مضمون ہے بموجب پراچین اتیہاس صفحہ ۱۹

[۲] اسکو لنکا، سینہل دیپ اور سنگل دیپ بھی کہتے ہیں۔

[۳] بموجب پراچین اتیہاس کونل نابینا تھا۔ یہ راجہ نہیں ہوا مگر اسکے بیٹے دشرتھ اور سمپرتی میں ملک کی تقسیم ہوئی۔

[۴] خاندان موریہ کے خاتمے سے بالکل پتہ نہیں لگتا کہ کتنا زمانہ گذرا تھا۔ قریب ۱۵ برس کا وقفہ پڑتا ہے۔ تحقیق جدید سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ملک گجرات میں (اسکے اصل نام انرپ اور ساگر دیپ ہیں) خاندان موریہ کے بعد ذات سنگ نے (جنکا مذہب بھی بودہ ہی تھا) جابجا ٹکڑے کر لئے چونکہ ملک گجرات اس کے

معلوم ہوتا ہے۔ اور اس کا زیادہ حال چین اور بودہ مذہب کی کتابوں اور کتبوں سے معلوم ہوا ہے۔

باکٹیرین حکومت قبل عیسوی سنہ ۱۸۰

ان یونانیوں[1] کی اس ملک کی حکومت کی نسبت زیادہ دارومدار صرف سکوں پر ہے
سیلیوقس کے بعد تیسرے یونانی راجہ انٹائی اوکس ثانی کے عہد میں تاتار اور پارتھیہ کے یونانی گورنر خود مختار ہو گئے۔ ان میں
سے ڈیمیٹری یس قبل عیسوی سنہ ۱۹۰ میں خود مختار ہو کر ہندوستان کی طرف بڑھا اور اس نے سندھ وغیرہ کچھ حصہ
ہندوستان کا فتح کر لیا۔ گو جسٹن نامی مورخ نے اسکو ہندوستان کا راجہ[2] لکھا ہے۔ مگر گجرات خاص اور کاٹھیاواڑ وغیرہ
میں اس کی حکومت کا ہونا نہ اسکے سکوں سے نہ کسی اور ذریعے سے معلوم ہوتا ہے۔ مگر اسکے بعد یوکریٹائی ڈس
کا قبل عیسوی سنہ ۱۸۰ سے سنہ ۱۵۵ تک اور اسکے بعد مینانڈر کا قبل عیسوی سنہ ۱۲۶[3] سے سنہ ۱۱۰ تک اور اسکے بعد اپولوڈوٹس[4]
کا قبل عیسوی سنہ ۱۱۰ سے سنہ ۱۰۰ تک گجرات اور کاٹھیاواڑ پر حکمران ہونا۔ گجرات اور کاٹھیاواڑ میں ان کے نام کے
نکلے ہوئے سکوں[5] سے برابر ثابت ہوتا ہے علاوہ اسکے اسٹرے بو وغیرہ سیاحوں کے بیان[6] سے ان کے مغربی ساحل کے
لاریس یعنی لاٹ (گجرات) سراؤسٹس (سوراشٹ) اور سیگرڈس (کچھ) میں ان کی حکومت ہونی صاف معلوم
ہوتی ہے۔ اس ملک کا دار الصدر جوناگڈھ ہی رہا ہے۔ اور اس وقت اس کا نام غالباً یونن نگر یا یونن گڈھ[7] مشہور تھا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸) لگا ہوا ہے۔ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ شاید اس ملک میں بھی اس خاندان کی کچھ مدت تک حکومت رہی ہو۔

[1] بعض کا بیان ہے کہ خاندان موریہ کے یونانی حاکم خود مختار ہو گئے۔ اور بعض باختر کی طرف سے آنا بیان کرتے ہیں جس برگیس انکو سیدین کہتا ہے

[2] سنہ ۲۵ء میں لکھا ہے۔

[3] یہ ولسن کے موافق ہے مگر جنرل کننگھام قبل عیسوی سنہ ۱۴۰ لکھتا ہے۔

[4] جنرل کننگھام نے اسکو مینانڈر کے اوپر لکھا ہے۔ مگر صاحب گزیٹیر نے جدید سکہ جات کی ترکیب کے بعد میں لکھا ہے۔ ولسن اور گارڈنر کا بھی اسی سے اتفاق ہے

[5] اطراف جوناگڈھ میں یونانی کئی سکے نکلے ہیں اور خاص اپولوڈوٹس کے چار سکے بہادر دو میں اور ایک سکہ ٹھانک میں نکلا ہے۔

[6] قبل عیسوی سنہ ۵۰ سے قبل ۲۰ تک میں لکھا ہے۔

[7] بعض نے طرز عمارت سے بھی یونانی حکومت کا قیاس کیا ہے۔ چنانچہ مسٹر کرٹس نے جوناگڈھ کے نیچے وڑی دروازے کے قریب قدیم باؤلی کی نقاشی

آخر الذکر اپولو ڈوٹس نے کب تک حکومت کی اسکا تسلی بخش تعین نہین ہوسکتا۔ ان یونانیون کے بعد سترپ خاندان تک جو وقفہ پڑتا ہے اس مین کس کی حکومت تھی یہ نہین معلوم ہوتا[1] بقول ایرین عیسوی[2] پہلی صدی مین بہڑوچ مین دینار نام کے یونانی سکے رائج تھے اُس زمانہ کے رائج شدہ سکہ جات[3] جو اب نکلے ہین اُن مین راجہ کا نام نہین ہے صرف اتنا ہی لکھا ہے کہ بی سی لی یس بی سی لی ین سوٹر میگس یعنی بڑا محافظ شہنشاہ۔

خاندان ستریپ سنہ ۸۰ء تا ۳۹۸ء

باکٹرین (یونانی) حکومت کے بعد گجرات اور کاٹھیاواڑ مین ستریپ[4] حکومت کا دور شروع ہوا اس خاندان کے حالات صرف کتبون اور سکون سے دریافت ہوئے ہین جب یونانیون کا ڈھیر ڈھیلا ہوگیا اور ہر طرف بد نظمی پھیلی اس وقت اصل تاتاری جو ان کی طرف[5] سے گورنر (ستریپ) تھے خود مختار ہوتے گئے اور آخر شمالی ہندوستان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹) کو یونانی طرز کی نقاشی قرار دی ہے

[5] ہنود کی کتاب رگھوبنس مین یون (یونانی) اور تومون لوگون کی جنگ کا بیان ہے اس سے بھی پایا جاتا ہے کہ یونانیون کی حکومت تھی۔

[1] بموجب جینی کتاب بکرماجیت نے بہاوڑ سا نامی کو مہواجو ساحل سمندر پر بھاؤنگر سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے جاگیر مین دیا تھا۔ اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ قبل عیسوی سنہ ۵۶-۵۷ مین بکرماجیت کی حکومت سوراشٹ پر ہو تو عجب نہین۔

[2] بموجب پراچین اتہاس صفحہ ۲۰۱ صاحب پری پلس سنہ ۲۵۰ء مین لکھتا ہے کہ بروگجہ (بہروچ) مین اسوقت منینڈر اور اپولو ڈوٹس کے نام کے سکے رائج تھے۔ مگر یہ صحیح نہین معلوم ہوتا۔ کیونکہ ستریپ خاندان والون کا اس مین بہت سا زمانہ آجاتا ہے۔

[3] اس قسم کے سکہ جات دور دور پائے گئے ہین ان سے اور ان کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سکے والے حاکمون کی زیر حکومت جو ملک تھا وہ بہت وسیع ہونا چاہیئے۔

[4] ستریپ کو چھترپ کہتے اور شاہ وغیرہ اور بعض نے شک بھی لکھا ہے۔ تاتاری صوبہ کے حاکم کو ستریپ کہتے تھے وہی لفظ ہندوستان مین بھی قائم رہا جو بعد مین اکشترپ سنسکرت سا بنگیا اس خاندان کے راجاؤن کے نامون مین سینہ یا سین آتا ہے۔ اس سے بعض قیاس کرتے ہین کہ یہ لوگ ہندوستانی کے تھے۔ مگر چونکہ یہ ساتوین راجہ سے شروع ہوا ہے اسلئے ایک مدت کے بعد ہندوستانی طرز کا اختیار کرنا معلوم ہوتا ہے ہنود مذہب کی کتابون مین ایک قوم کا نام تکشک آتا ہے اسکو مسٹر ٹاڈ نے انہین کی طرف منسوب کیا ہے۔

مین انہون نے ایک زبردست حکومت قائم کردی مگر قریب ۱۵۰ برس کے بعد عیسوی پہلی صدی مین جب راجہ کنشک[۱] نے ان کی حکومت مٹادی تو نہپان نامی نے مغربی ہندوستان مین جاکر علیحدہ حکومت قائم کی اس وقت مالوہ گجرات کاٹھیاواڑ اور دکن کا کچھ حصہ اسکے زیر حکومت تھا۔ نہپان کے داماد اوشوودات اور وزیر ایام کو کاروبار ملکی مین بڑا دخل تھا جو پتھر کے کتبے سے پایا جاتا ہے چنانچہ مالو قوم کے مقابلہ کو نہپان نے اوشوودات کو بھیجا تھا۔ نہپان نے قریب عیسوی سنہ ۸۰ سے سنہ ۱۲۰ تک حکومت کی ہے۔ اسکے عہد مین رفاہ عام کے بہت سے کام ہوئے ہین۔ نہپان کے بعد چشٹن[۲] بن یسمو تیک کا راجہ ہونا سکون سے پایا جاتا ہے۔ نہپان اور چشٹن کے درمیان کیا تعلق تھا یہ معلوم نہین ہوتا۔ چشٹن نے سنہ ۱۰۰ سے سنہ ۱۳۰ تک حکومت کی ہے۔ اس سے پہلے زمانہ مین دونون کا ساتھ راجہ ہونا پایا جاتا ہے۔ چشٹن کے سکون پر چھتاکشترپ لکھا ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چشٹن بعد مین بڑا راجہ ہوگیا ہوگا۔ سوراشٹر کا دارالصدر گری نگر (جوناگڈہ) ہی رہا ہے[۳]۔ چشٹن کے بعد اس کا بیٹا جی داما[۴]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰) [۵] بعض مورخین ان کا تاریخ اگر ہندوستان مین حکومت جاتا لکھتے ہین۔ یعنی باکٹرین کے طرف سے یہ لوگ ہندوستان مین گورنر تھے

[۱] متھرا سے کشمیر تک کا مالک اسکے زیر حکومت تھا۔ اسکا مذہب بودہ تھا۔ اور پایۂ تخت ہردوار کے قریب کپیلا وستو تھا۔ بعض مورخین نے کاٹھیاواڑ مین موضع کنکاوتی اسی کا آباد کیا ہوا لکھا ہے۔ اور افواہ عام سے کنکسین چاوڑے کا آباد کیا ہوا ہے۔ کنشک کے زمانہ مین اختلاف ہے بقول جنرل کننگہام قبل عیسوی سنہ ۴۳ سے قبل سنہ ۲۳ تک تھا۔

[۲] سکون سے سنین مقرر کئے گئے ہین اور اصل سنون سے تطبیق دی ہے ان کا شک سنہ ۷۸ سے شروع ہوتا ہے یہی سنہ سالیہوان کے نام سے بعد مین منسوب کیا گیا ہے۔

[۳] ٹالمی نامی یونانی سیاح نے ہندوستان کے نقشہ مین ایک شہر کا نام یوجینی اور وہان کے راجہ کا نام تیاس تنس لکھا ہے اسکو مورخین نے اوجین اور چشٹن ثابت کیا ہے۔

[۴] ناشک کے کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سوراشٹر اور اپرانت یعنی دریائے مہی سے گودہ تک کا ساحل کا حصہ نہپان کے زمانہ مین دکن کے آندھر خاندان نے فتح کرلیا تھا جن کا یہ حق تھا جو کچھ عرصہ مین آیا تھا اس ملک مین نکلے ہوئے اسکے سکون سے معلوم ہوتا ہے۔

راجہ ہوا مگر اس کی حکومت سنہ ۱۴۳ء تک کم مدّت رہی ہے۔ اسکے بعد اسکے بیٹے رودرداما نے سنہ ۱۵۸ء تک حکومت کی اس کا حال جوناگڈہ کے مشہور کتبے[1] سے بہت کچھ معلوم ہوا ہے رودرداما کی طرف سے آنرت[2] اور سوراشٹ کا حاکم بموجب اس کتبے کے پہلو[3] قوم کا سووساک بن کولیپ تھا۔ جس نے سودرشن تالاب کو کثرت بارش سے نقصان پذیر ہو جانے کی وجہ سے درست کرایا تھا۔ رودرداما کو اسکے دادا کے مانند اس کتبے مین مہاکشترپ لکھا ہے جو اسکے باپ جی داما کو نہین لکھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے بوجہ فتوحات پھر یہ خطاب پایا ہوگا۔ رودرداما نے یودہی قوم اور شتکرنی قوم کے لوگون کا شکست دیکر غرور توڑا تھا مگر شتکرنی راجہ کو بوجہ قرابت زندہ چھوڑ دیا تھا۔ رودرداما کی ان صوبون اکرانتی[4]۔ انوپ۔ آنرت۔ سوراشٹ۔ سوبھر[5]۔ مرو[6]۔ سندھو سوبیر۔ اپرانت۔ کوکور[7]۔ اور نشاد پر حکومت تھی۔ اسی کتبے مین راجہ کے اوصاف بھی لکھے ہین کہ وہ صاحب علم و منصف تھا۔ کاروبار ملکی مین کمال رکھتا تھا۔ کئی راجاؤن کی بیٹیون کو سوئمبر مین بیاہ لایا تھا ظلم کے مخالف تھا۔ اور رفاہ عام مین صرف سرکاری خزانہ سے خرچ کرتا تھا۔

داماجہڑ[5] سنہ ۱۵۸ء ۱۶۸	رودرداما کے بعد اس کا بیٹا داماجہڑ راجہ ہوا۔ اس کے نام کے کل ۱۰ سکّے برآمد ہوئے ہین سکّے کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱) [5] اس راجہ کے تین سکّے (دو چاندی کے اور ایک تانبے کا) جوناگڈہ مین نکلے ہین چشٹن کے سکّے کے موافق اس سکّے کے ایک رُخ پر راجہ کی گردن سے صورت کا نمونہ اور دوسرے رُخ پر چاند اور سورج کا نمونہ ہے۔

[1] کوہ گرنار کے دامن مین یہ کتبہ بڑی چٹان پر موجود ہے۔ اسکو محفوظ رکھنے کی غرض سے سرکار جوناگڈہ نے اس پر ایک مکان بنوایا ہے۔ اس چٹان پر موریہ خاندان کے راجہ اشوک کا قبل ۲۴۰ء کا شمالی و مشرقی سمت ۱۰۰ فٹ مربع مین اور اس رودرداما کا سنہ ۱۵۰ء اوپر کے حصّہ مین۔ اور گپت خاندان کے اسکندگپت کا گپت سمت ۱۳۶ مطابق سنہ ۴۵۵ء کا مغربی سمت مین کل تین کتبے ساتھ ہین سودرشن تالاب کی جگہ اسوقت کی بھوناتھ نامی جگہ قیاس کیجاتی ہے

[2] آنرت اصل مین سوراشٹ اور حصہ گجرات کا نام تھا۔ مگر اب یہ نام صرف شمالی گجرات کیلئے رہگیا ہے۔

[3] بقول مورخین حال ایران کے قدیم باشندے پہلو لوگون نے اس ملک مین آکر پارسیان حال کی طرح سکونت اختیار کی تھی چونکہ اب بھی ایران کی قدیم زبان کو پہلوی کہتے ہین اس سے قول مذکور کی اور تائید ہوتی ہے۔
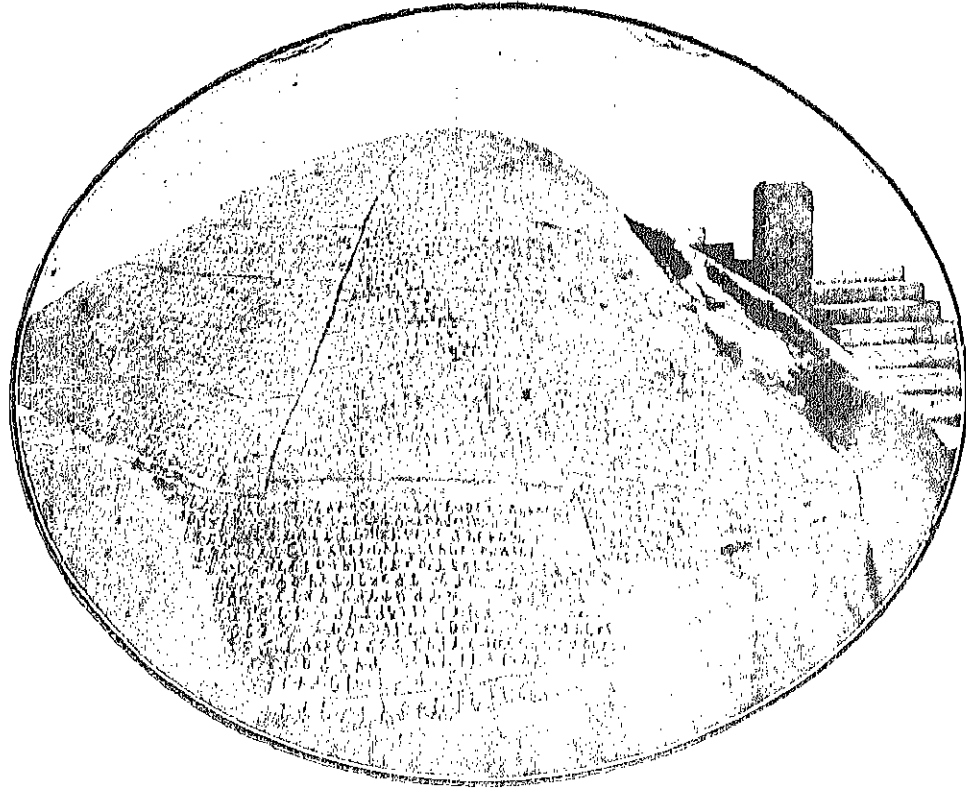
اشوک کا کتبہ
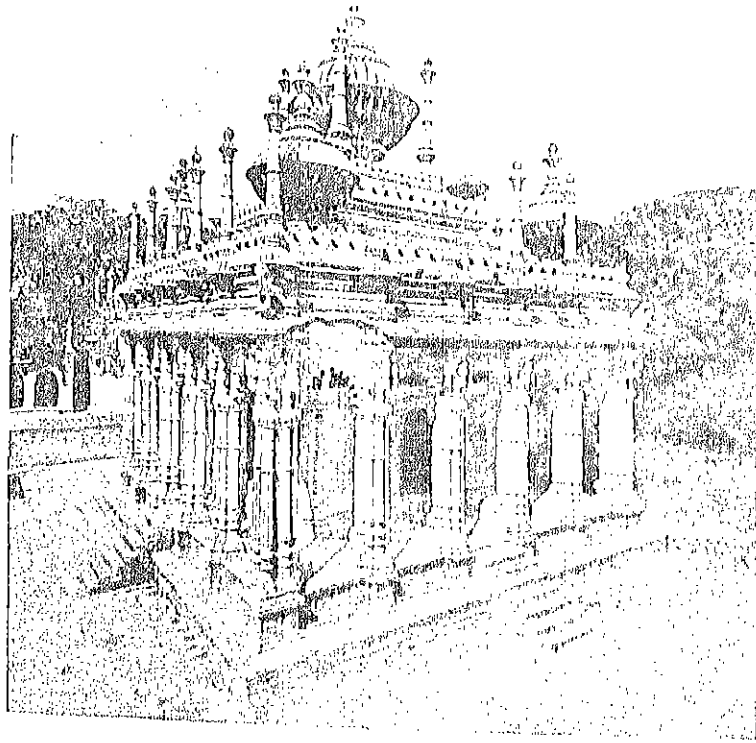
بارہ شہید کے قریب نازو بی بی صاحبہ کا مقبرہ

ایک طرف یونانی حروف بگڑے ہوئے ہین اور دوسری طرف ناگری مین سنہ اور راجہ کا نام صاف پڑھا جاتا ہے

جیوداما سنہ ۱۶۸ / ۱۹۶ ع

اس کے بعد اس کا بیٹا جیو داما راجا ہوا اسکے صرف دو ہی سکے دستیاب ہوئے ہین ایک مین سنہ ۱۰۰ مطابق سنہ ۱۶۸ء اور دوسرے مین سنہ ۱۱۸ مطابق سنہ ۱۹۶ء ہے مگر درمیانی سنون کے بہت سے سکہ جات

رودرسین سنہ ۱۸۰ / ۱۹۶ ع

اسکے چچا رودرسینہ کے نام کے نکلے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رودرسینہ اپنے برادرزادہ کو معزول کر کے خود راجہ بنگیا ہے اور جیو داما کے سنہ ۱۹۶ء کے سکے سے کچھ دنون اسکا پھر راجہ ہونا پایا جاتا ہے موضع گونڈہ متصل مالا کے کنوین مین سے پتھر پر لکھا ہوا رودرسینہ کے زمانہ (یعنی سنہ ۱۰۳ مطابق سنہ ۱۸۱ء) کا جو کتبہ ملا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موضع رسوپدر کے قریب رفاہ عام کے لئے سپہ سالار رودربہوتی بن سپہ سالار باپک نے ایک کنوان تعمیر کرایا۔ یہ سپہ سالار اہیر قوم سے تھا۔ اسی کتبہ مین اس راجہ سے چشٹن تک خاندانی شجرہ بھی لکھا ہوا ہے۔

رودرسین سنہ ۲۰۲ / ۲۲۰ ع

اسکے بعد رودرسینہ کا بیٹا رودرسین راجہ ہوا اسکے نام کے بہت سے سکہ جات برآمد ہوئے ہین۔ اور علاوہ ازین موضع مولیا سر اور قصبہ جسدن مین دو کتبے سنہ ۱۲۲ اور سنہ ۱۲۶ مطابق سنہ ۲۰۰ء اور سنہ ۲۰۴ء کے دستیاب ہوئے ہین ان مین مع شجرۂ خاندانی راجہ کو سوامی اور بھدر مکہ لکھا ہے۔

پرتھوی سین سنہ ۲۲۰ / ۲۲۲ ع

اسکے بعد اس کا بیٹا پرتھوی سین راجہ ہوا اس کا صرف ایک ہی سکہ ملا ہے جس مین سنہ ۱۴۴ مطابق سنہ ۲۲۲ء کا ملا ہے اور اسی سنہ کا ایک سکہ اس کے چچا سنگہ داما کا ملا ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ پرتھوی سین کی عمر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲) ؎۵۴ اگر اسوقت کے پرگنہ باسر کا اور آونتی اوجین کا نام تھا یعنی مالوہ سے مراد ہے۔

؎۵۵ سابرمتی ندی کے اطراف کا ملک۔

؎۵۶ مارواڑ کا نام تھا۔

؎۵۷ سندھ سے ملتان تک کا ملک۔

؎۵۸ کوکور اور نشاد کا پتا نہین چلا ... باقی نامون کو پچھلے فقرون وغیرہ مین لکھدیا ہے۔

؎۵۹ دوارکا ... فی الحال دوارکا کے کتب خانہ مین موجود ہے۔

دوہی برس کی حکومت کے بعد اس کا چچا راجہ ہوگیا جس کا قریب ۴ برس تک حکومت کرنا سکّون سے پایا جاتا ہے
اسکے بعد اس کا بھائی دام سین[11] راجہ ہوا جس کا سنہ ۲۲۶ء سے سنہ ۲۳۶ء تک حکومت کرنا سکون سے ثابت ہوتا ہے۔
اسکے بعد اس کا برادر زادہ وا آجہر[12] ثانی بن رودرسین راجہ ہوا اسکے پانچ سکّے نکلے ہین جن سب مین سنہ ۱۵۴ مطابق سنہ ۲۳۱ء
لکھا ہے اسی برس کے ویرداما[13] بن دام سین کے جو سکّے نکلے ان سے اس کا دو برس تک حکومت کرنا معلوم ہوتا ہے۔
اسکے بعد اس کا بھائی ایشدداما[14] راجہ ہوا مگر اسی برس ان کا تیسرا بھائی وجے سین[15] راجہ ہوا ہے۔ اور اس کی حکومت سکّون
سے سنہ ۲۴۹ء تک پائی جاتی ہے صاحب پری پلس نے سنہ ۲۴۷ء مین اسکو بڑا دولت مند اور زور دار راجہ لکھا ہے اسکے بعد
اس کا بھائی دا ماجہر[16] سوم کا سنہ ۲۵۰ء سے سنہ ۲۵۵ء تک سکّون سے راجہ ہونا پایا گیا ہے۔ اسکے بعد رودرسین[17] ثانی بن
ویرداما سنہ ۲۶۲ء تک راجہ رہا ہے اسکے کئی سکّے ملے ہین۔ اسکے بعد اس کا بیٹا وشوسینہ[18] سنہ ۲۶۸ء تک راجہ رہا اسکے
۴۵ سکّے دستیاب ہوئے ہین سکّون مین بجائے مہا اکشترپ صرف اکشترپ لکھا ہے جس سے اس کا شکست پاکر
کسی دوسرے کا بڑا راجہ ہونا قیاس کیا جاتا ہے اسکے بعد اس کا بھائی بہرت داما[19] سنہ ۲۹۴ء تک راجہ رہا اسکے بہت
سکّے ملے ہین اکثر مین اسکو مہا اکشترپ لکھا ہے۔

وشوسین[20] سنہ ۲۹۴ء ۳۰۰

بہرت داما کے بعد اس کا بیٹا وشوسین تخت نشین ہوا اسکے بہت سے سکّے موضع کراڑ معمولہ ستارہ
مین نکلے ہین اس راجہ کے عہد سے خاندان اکشترپ کا تنزل شروع ہوا تاہم بعد مین یہ سات راجہ ہوئے ہین رودرسینہ
ثانی بن جیوداما سنہ ۳۰۸ء سے سنہ ۳۱۸ء تک اس کا بیٹا یشداما ثانی صرف ایک برس یشداما کا بھائی دام سیری دو برس
سوامی رودرسین سوم بن سوامی رودرداما سنہ ۳۴۸ء سے سنہ ۳۷۶ء تک۔ اسکے بعد سوامی رودرسین چہارم بن سوامی ستی سنگہ سن سنہ ۳۷۸ء
سے سنہ ۳۸۸ء تک۔ بعد ازان سوامی سینہ سین اور اسکند ہوئے غرض سب ملکر کل ۲۷ راجہ اس خاندان کے ہین جنکا مذہب بدھ
معلوم ہوتا ہے ان کے لشکر مین اکثر میر اور اہیر لوگ ہوتے تھے اور انہین سے بعض بعض تو بڑے بڑے منصبون پر مامور تھے۔

---

[1] اشوردت نامی راجہ کے دو سکّے وجے سین کے سکّون کے مشابہ پائے گئے ہین اشوردت کو یا تو اس خاندان سے کوئی تعلق تھا یا گجرات
کے کسی حصہ کا چھوٹا راجہ تھا۔ اور کچھ دنون بڑا بنگیا ہو۔

خاندان

خاندان گپت سنہ ۴۱۰ – ۵۰۹ع خاندان اکشترپ کے بعد خاندان گپت کی اس ملک مین حکومت ہوئی۔ گپت لوگ اصل[۱] کس قوم سے تھے اس کا برابر پتہ نہین ملتا۔ بموجب اقوال انگریز محققین ان کا دارالسلطنت قدیم شہر قنوج تھا۔ اس خاندان کا پہلا راجہ گپت دوسرا اس کا بیٹا گہٹوتکچہ یہ دونون چھوٹے راجہ گذرے ہین مگر مؤخر الذکر کا بیٹا چندر گپت اور چندر گپت کا بیٹا سمودر گپت بڑے راجہ گذرے ہین سمودر گپت کے بعد اس کا بیٹا چندر گپت ثانی عرف بکرماجیت[۲] جو سنہ ۳۹۶ع مین بادشاہ ہوا

چندر گپت ثانی راجہ اول سنہ ۳۹۶ – ۴۱۶ع ہوا اس کے کنور (ولیعہد) کمار پال نے سنہ ۴۰۹ع مین جب خاص گجرات اور سوراشٹ[۱] کو فتح کر لیا اس وقت سے اس ملک کا پہلا راجہ گویا چندر گپت ہوا پرندت کو اس ملک کا بڑا حاکم اور اس کے بیٹے چکر پالیت کو بنہتلی کا چھوٹا حاکم مقرر کر کے کمار پال واپس گیا گری نگر (جوناگڈھ) ہی اس ملک کا دار الحکومت رہا اس خاندان کے اکثر حالات سکون اور کتبون سے معلوم ہوئے ہین۔ پاٹلی پوتر کا رہنے والا شاب نامی چندر گپت کا وزیر تھا یہ شخص فن شاعری مین کمال رکھتا تھا لوگ چندر گپت کو دیوراج بھی کہتے تھے۔

کمار پال گپت سنہ ۴۱۶ – ۴۵۳ع کمار پال اپنے باپ کے بعد گپت سمت ۹۷ مطابق سنہ ۴۱۶ع[۳] مین راجہ ہوا اسکی ماں کا نام دہر دیوی تھا سکون پر اسکے یہ خطابات مہندر مہندر بکرم اور مہندر آدیت کندہ ہین اس ملک مین اسکے باپ کے سکون سے زیادہ[۲] سکے برآمد ہوئے ہین اس کے عہد حکومت مین سوراشٹ کا انتظام پرندت نے بہت اچھا کیا۔

---

[۱] ان کا اصلی وطن درمیان دریاے گنگ وجمن تھا۔ اور بموجب سمرتی گپت یہ لوگ رذیل قوم سے تھے گپت کی اولاد گپت کہلائی ان کے سکون پر پرم بہاگوت لکھے جانے سے ان کا مذہب ہندو معلوم ہوتا ہے۔ مگر بعض مورخین ان کو بدھ بتاتے ہین۔

[۲] اسکے سکے مین یہ دونون نام ہین سکے کے ایک رُخ پر راجہ کی تصویر اور دوسرے رُخ پر مور کی۔ راجہ کی تصویر کے ساتھ ایک جوان تصویر ہے جو شاید اسکے بیٹے کمار گپت کی ہوگی اس کا سونے کا سکہ بھی تھا جسکو دینار کہتے تھے۔

[۳] بلادل مین ہرشد سندر کے ایک کتبے سے بکرمی سمت ۱۳۲۰ بلبھی سمت ۹۴۵ ہجری سنہ ۶۶۲ اور شری سنگھی سمت ۱۵۱ مین تطبیق ہے۔ مؤلف پراچین اتہاس لکھتا ہے کہ بقول البیرونی گپت اور بلبھی سمت سنہ ۲۴۱ شاک سے شروع ہوتا ہے اس حساب سے سنہ ۳۱۹ع سے گپت سمت شروع ہونا چاہیئے بقول جس برگس سوراشٹ کی فتح کے ۲۳ برس بعد چندر گپت مر گیا اس حساب سے کمار گپت سنہ ۴۳۲ع مین راجہ ہوا اور ۲۰ برس تک حکومت کی۔

اسکندگپت ۴۵۴/۴۷۰ء اس کے بعد اس کا بیٹا اسکندگپت مسند نشین ہوا گو اس کے سکے خاص گجرات سوراشٹ اور کچھ مین[1] کثرت سے ملے ہین۔ مگر اس کا زیادہ حال جوناگڈھ کے گپت سمت ۱۳۶ کے مشہور کتبے سے واضح ہوا ہے اس کتبہ مین لکھا ہے کہ اسکندگپت نے دشمنون کا غرور توڑا کئی ملک فتح کئے اور صوبون مین حاکم مقرر کیئے پرندت[2] حاکم سوراشٹ اور اسکے بیٹے چکرپالیت نے ملکی کاروبار عمدہ کیا اور دوبارہ سیلاب نے سودرشن تالاب کو جو نقصان پہنچایا تھا اسکی مرمت کرائی۔ یہ نیا بندہ سو ہاتھ لمبا ۶۸ ہاتھ چوڑا اور ۷ قد آدم کے برابر اونچا تھا۔ چکرپالیت نے شہر (گری نگر) کے قریب ایک بشنو مندر بھی بنوایا تھا جس کا اس وقت کے دامودر مندر کی جگہ ہونا دریافت ہوتا ہے۔ اسکندگپت کے بعد بدھ گپت[3] اور بھانوگپت راجہ ہوئے آخر ۵۰۹ء مین خاندان گپت کا اس ملک مین خاتمہ[4] ہوگیا۔ اور اخیر راجہ بھانوگپت کا سپہ سالار بھٹارک سوراشٹ اور خاص گجرات کے بڑے حصہ پر مسلط ہوکر خود مختارانہ کارروائی کرنے لگا۔ بعد مین اس طرح خاندان بلبھی کا بانی ہوا۔

خاندان بلبھی ۵۰۹/۷۶۶ء خاندان اکشترپ اور گپت کے جو حالات ان کے سکّون سے دریافت ہوئے اُن کی نسبت خاندان بلبھی کے ملکی معاملات اس عہد کے عطیاتی کتبون سے جو تانبے کے پترون[5] پر سنسکرت زبان مین ہین زیادہ تر معلوم ہوئے ہین ملک کا چار حصّون مین منقسم ہونا ہر حصہ پر ایک اعلیٰ افسر کا اور اسکی ماتحتی مین دیگر افسرون کا ہونا اور محصول زمین کا نوعیت مین مختلف[6] ہونا وغیرہ وغیرہ ان کا خلاصہ ہے تاہم اس خاندان کا اصل وطن اور قومیّت کی کیفیت

---

[1] اسکے باپ اور دادا کا کچھ مین حکمران ہونا معلوم نہین ہوا۔

[2] اسکی صوبہ داری کا زمانہ بہت ہوتا ہے شاید سکّون مین کچھ گڑبڑ ہوئی ہو۔

[3] یہ دونون راجہ اسکندگپت سے کیا نسبت یا رشتہ داری رکھتے تھے یہ نامعلوم ہے۔

[4] شمالی ہندوستان مین کچھ مدت تک نرگپت کی اولاد حکمران رہی۔

[5] خاندان بلبھی مین لفظ کتبہ سے آئندہ ہر جگہ تانبے کا پتر مراد ہے۔

[6] سوراشٹ مین زمین کی مقدار پر محصول تھا۔ اور خاص گجرات مین پیداوار کا حصہ لیا جاتا تھا۔

کسی ذریعے سے کافی طور پر معلوم نہین ہوئی۔ گو بعض مورخین نے گوجر قوم سے ہونا اور اسیوجہ سے ملک گجرات کا نام گجرات ہونا بیان کیا ہے۔ لیکن ہیوان سانگ چینی سیاح نے ان کو راجپوت لکھا ہے۔ اُن کا مذہب جُدا جُدا رہا ہے بعض راجہ شیو مذہب[1] کے تھے اور بعض بودہ اور جین کے ان کے استیصال کے ساتھ ہی ساتھ مذہب بودہ بھی یہان سے رخصت ہوگیا ان کے سکہ مین ایک طرف راجہ کی تصویر مع نام اور دوسری طرف پاربتی۔ طاوس اور ترسول کی تصویر ہوتی تھی اس خاندان کے سکے[2] خاندان اکشترپ اور گپت کے سکون سے نسبتاً کم برآمد ہوئے ہین۔ اس خاندان نے بڑا تغیر یہ کیا کہ قدیم دارالحکومت گری نگر (جوناگڈہ) کو چھوڑ کر نوآباد[3] شہر بلبھی پور کو پایۂ تخت قرار دیا۔

بھٹارک کو سارے ملک پر قبضہ کرتے وقت میترک (میر) قوم سے لڑنا پڑا ہے۔ بھٹارک کے یہ چار بیٹے تھے دہرسین دہرون سینہ۔ دہرون سین۔ اور دہرپٹ۔ دہروسین کے ۵۲۶ء کے کتبہ مین بھٹارک کو اور اسکے بڑے بیٹے کو سپہ سالار اور دوسرے بیٹے کو دہرون سینہ مہاراج لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بھٹارک اور دہرسین نے راجہ کا لقب اختیار نہین کیا تھا۔ دہرون سینہ سے یہ لقب چلا مگر یہ بہت ہی کم مدت تک راجہ رہا ہے۔ اسکے بعد اس کا بھائی دہروسین راجہ ہوا اسکے جو کتبے پائے گئے[4] ان سے اس کا ۵۳۵ء تک حکومت کرنا معلوم ہوتا ہے۔ اسکے بعد اس کا بھائی

---

[1] تانبے کے دو جڑے ہوئے پترے تختی کا فذ کے جیسے ہوتے تھے۔ ان کو ملانے والی کڑی پر راجہ کی مُہر اور مُہر مین نندی (گاؤ نر) کی تصویر ہوتی تھی جس سے شیو مذہب کا ہونا قیاس کیا گیا۔ بودہ و جین کا ہونا کتابون مین مرقوم ہے۔

[2] کنڈلہ سے مشرق مین ۱۸ میل کے فاصلے پر موضع بھیمو درہ مین اور جوناگڈہ سے ۴۴ میل کے فاصلے پر موضع بہنیسان مین اکشترپ گپت اور بلبھی کے کئی سکہ جات برآمد ہوئے ہین۔

[3] بلبھی پور (ولبھی پور) جہان آباد تھا وہان اب قصبہ ولہ آباد ہے جو بھاؤنگر سے ۱۸ میل کے فاصلے پر ہے اسکے اطراف مین پیلو کے درختون کا جنگل ہے۔ جہان بلبھی پور کی عمارت کے نشانات معلوم ہوتے ہین۔ اور موسم برشگال مین بعض بعض وقت دیوتون کی مورتیان سکہ جات اور اس زمانہ کے برتن برآمد ہوتے ہین۔ ۱۶ انچہ لمبی ۱۰ انچہ چوڑی۔ اور ۳ انچہ موٹی اینٹ نکلی ہے۔

[4] موضع کوکڑا مین ۵۲۶ء جوناگڈہ مین ۵۲۹ء اور موضع ولا مین ۵۳۵ء کے تانبے کے پترون پر کتبے ملے ہین۔

دہرپت راجہ ہوا جو سنہ ۵۵۹ء تک رہا بعد مین دہرپت کا بیٹا گوسین[1] راجہ ہوا۔ کتبون[2] سے اس راجہ کا صاحب عزم ہونا معلوم ہوتا ہے۔ مذہب بُدھ کی طرف اس کا میلان زیادہ تھا اس کے عہد مین اسکی پھوپھی کی بیٹی دودہ نے مذہب بُدھ کے کئی مٹھ بنوائے ہین اس کا بیٹا دہرسین ثانی سنہ ۵۶۷ء سے سنہ ۵۸۹ء تک راجہ رہا۔ بعد ازان اس کا بیٹا شلادیت تخت نشین ہوا اس کا دوسرا نام دہرمادیت ہے یہ مذہب شیو کی جانب برای نام مگر مذہب بُدھ کی طرف زیادہ تر میلان رکھتا تھا۔ اس نے اپنی حین حیات مین اپنے بھائی گھرگرہ کو سنہ ۶۰۵ء مین مسند نشین کر دیا۔ اور خود تارک الدنیا ہو گیا۔ گھرگرہ کے بعد اسکے بیٹے دہرسین سوم نے سنہ ۶۱۵ء سے سنہ ۶۳۰ء تک حکومت کی۔ اسکے بعد اس کا بھائی دہروسین ثانی عرف بالادیت یا دہرپت مسند نشین ہوا اسکے عہد مین مشہور چینی سیّاح ہیوانسانگ[3] بلبھی نگر آیا تھا جس نے یہ حالات اپنے سفرنامہ مین لکھے ہین بلبھی (جسکو وہ فلپی لکھتا ہے) ملک کا رقبہ ۶۰۰۰ لی یعنی ۱۲۰۰ میل ہے اسکے پایۂ تخت بلبھی نگر یا ولبھی پور کا محیط ۳۰ لی یعنی ۶ میل ہے ملک بہت آباد ہے اور لوگ دولتمند ہین طبیعت باشندگان آب و ہوا اور رسم و رواج مالوہ کی سی ہے دُور دُور کی چیزین اس ملک مین آتی ہین۔ بدھ مذہب کے ایک سو مٹھ ہین جنمین ۶۰۰۰ سادہو رہتے ہین مندر بہت سے ہین۔ مگر ان مین بیکار اور ریاکار رہتے ہین اسکے پہلے کا راجہ مالوہ کے راجہ شلادیپ (جسکو چینی سیّاح سِیلُواوتی تو لکھتا ہے) کا بھتیجا ہوتا ہے۔ اور اس وقت کا راجہ دہرپت جسکو وہ (تولوپوتو لکھتا ہے) قنوج کے راجہ ہرش دیو عرف شلادیت کا داماد ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ راجہ نہایت تیز مزاج غصہ آور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷) [5] آخر کتبہ کا سنہ لکھا ہے لیکن اس سے زیادہ مدت تک راجہ رہنا ممکن ہے۔ جن دو راجاؤن کے درمیان اس طرح کا تفاوت پایا گیا۔ وہان یہی خیال ملحوظ رہا ہے۔

[1] اسکی اولاد بعد مین گہلوٹ یا گوہل نام سے مشہور ہوئی نندی پوری (نادود) کے گجر راجاؤن کا ان سے جو ربط ضبط تھا اس سے ان مین باہم رشتہ داری کا ہونا پایا جاتا ہے۔

[2] یہ تانبے کے پترون کے علاوہ موضع ولا مین مٹی کے ایک برتن پر لکھے ہوئے کتبہ سے بھی پایا گیا ہے۔

[3] اس سیاح نے اس ملک مین سنہ ۶۳۵ء سے سنہ ۶۳۸ء تک اور تمام ہندوستان مین سنہ ۶۲۹ء سے ۶۴۵ء تک سیاحت کی ہے۔ اسکے پہلے ایک

اور کچھ کم عقل بھی ہے۔ مگر ہر سال سات روز دربار کرکے فقرا کو عمدہ کھانے کھلاتا ہے اور قیمتی پوشاک اور نقدی دیتا ہے جو قیمتی اشیا ران کو دیتا ہے۔ دوگنی قیمت پر پھر اُن سے خرید لیتا ہے غرض ہر طرح انکو خوب نفع پہنچاتا ہے۔ علم و اخلاق کی قدر کرتا ہے۔ مسافرون سے خوش خلقی سے اور سادھوؤن سے تعظیم سے پیش آتا ہے۔ سیاح مذکور نے شہر سے کچھ فاصلہ پر بدھ کے ایک بڑے مٹھ کا بیان کیا ہے کہ اس مٹھ مین رہکر اکابر بدھ نے مذہبی کتابین لکھی ہین اور اس ملک مین بانی مذہب بدھ نے آکر جہان جہان قیام کیا تھا اس جگہ راجہ اشوک نے اسکی یادگار مین ایک ایک ستون استادہ کرایا تھا۔ ان مین سے اکثر اُس وقت موجود تھے۔

بعد ازان شمال و مغرب مین ۱۴۰ میل کے فاصلے پر اوتان پوتو[۱۵] کے راج مین گیا۔ رقبہ ۴۰۰ میل مربع دارالخلافہ کا رقبہ ۱۴ میل اسکے بعد بلبھی کے مغرب مین ۱۰۰ میل کے فاصلے پر سولاچا (سورٹھ) کے راج مین گیا۔ اس کا رقبہ ۸۰۰ میل مربع دارالحکومت کا رقبہ ۶ میل ہے مغرب مین ملک کی حد مہی ندی تک ہے آبادی بکثرت ہے۔ لوگ دولتمند ہین بلبھی راج کے ماتحت ہے۔ اکثر زمین شور ہے۔ اس وجہ سے پھل پھول کی پیداوار کم ہے۔ گرمی اور سردی برابر ہوتی ہے۔ ہوا طوفانی رہتی ہے۔ لوگ بیفکر علم و ہنر کے طرف غیر مائل طبیعت کے سُست۔ اور بھدی عقل والے ہین ۵۰ مٹھ ہین جنمین ۳ ہزار سادہو رہتے ہین ایک سو مندر ہین جنمین بہت سے ریاکار و مکار پجاری رہتے ہین ملک سے دریا لگا ہوا ہے اسلئے دوسرے ملک کے ساتھ تجارت خوب ہوتی ہے شہر کے نزدیک اوشنتی (اوجنت عرف گرنار) پہاڑ ہے اس پر ایک بڑا مٹھ ہے۔ سادہو لوگ مختلف جگہون مین رہتے ہین یہ جگہ بڑی فضا کی ہے وغیرہ وغیرہ جن مٹھون کا ہیونسانگ نے تذکرہ کیا ہے اسکے آثار ابتک موجود ہین۔ دہرسین کے مسی کتبون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کئی فتوحات پاکر ملک کو وسیع کیا تھا۔ مگر بہڑوچ کے گجر راجہ جی بہٹ سوم کے عہد کے مسی کتبہ سے جو بمقام نوساری برآمد ہوا اسکے برخلاف پایا جاتا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸) اور چینی سیاح فاہیان نامی پانچوین صدی مین آیا ہے۔ مگر اسکے حالات نامعلوم ہین۔

[۱۵] بعض اسکو بڑنگر اور بعض موضع ولا سے شمال و مغرب مین ۵۰ میل کے فاصلہ پر موضع آنند پور قیاس کرتے ہین۔ جہان دہرسین کا بیٹا سیتا گج فوت ہوگیا تھا۔ مگر جوناگڈھ کا ہونا ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔

کہ قنوج کے راجہ ہرش دیو نے اپنے داماد اسں بلبھی راجہ کو جب شکست دی تھی اُس وقت وہ بھڑوچ کے راجہ کی پناہ مین آرہا تھا۔ اس سے یہ قیاس ہو سکتا ہے کہ اسکے شروع عہد مین ترقی ہوئی ہو اور بعد مین تنزل آگیا ہو۔

اسکے بعد اس کا بیٹا دھرسین چہارم سنہ ۶۴۰ء مین راجہ ہوا اس کے نام کے مسی کتبون سے اس کا اُولوالعزم ہونا پایا جاتا ہے۔ اسی کے وقت سے راجۂ وقت کو مہاراجہ دھی راج کا لقب حاصل ہوا۔ اسکے عہد مین ملک نے وسعت پائی چنانچہ بھڑوچ وغیرہ کا اس کے ماتحتِ حکومت ہونا کتبے سے پایا جاتا ہے۔ اس راجہ کے کوئی بیٹا نہ تھا۔ جس سے اسکے بعد اس کا بھتیجا دھروسین سوم بن دھرپٹ[1] سنہ ۶۵۰ء مین مسند پر بیٹھا۔ اسکے بعد اس کا بھائی گھرگرہ ثانی سنہ ۶۵۶ء مین اس کا جانشین ہوا۔ اس کا چیف سکریٹری انہل بن اسکند بھٹ تھا گھرگرہ کے بعد اس کے بڑے بھائی شلادیت[2] کا بیٹا شلادیت سوم سنہ ۶۶۷ء مین راجہ ہوا۔ پھر جو راجہ ہوئے سب کے سب شلادیت ہی کے نام سے مشہور تھے (دوسرے نام بھی شاید ہون) چنانچہ شلادیت سوم کے بعد اس کا بیٹا شلادیت چہارم سنہ ۶۹۱ء مین۔ اسکے بعد اس کا بیٹا شلادیت پنجم سنہ ۷۲۲ء مین راجہ ہوا۔ پھر پنجم کا بیٹا شلادیت ششم سنہ ۷۶۰ء تک حکمران رہا۔ اس کا بیٹا شلادیت ہفتم اخیر راجہ تھا۔ جس پر اسں خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔

مگر اب رہا یہ کہ کب اور کس نے اس خاندان کا استیصال کیا اس مین مؤرخین کا بڑا اختلاف[3] ہے۔ چنانچہ بقول آنریبل الفنسٹن ساسانیون نے سنہ ۵۲۴ء مین۔ اور بقول کرنل ٹاڈ پارتھین (ایرانی) لوگون نے سنہ ۵۲۶ء مین۔ اور بقیاس سر جان مالکم اور سر ہنری پوٹنجر نوشیروان کی ایرانی فوج مکران اور سندھ تک آئی تھی۔ چونکہ بلبھی پور نزدیک تھا۔ لہذا فوج مذکور نے بلبھی کو برباد کیا۔ مگر جدید تحقیق نے ان اقوال کو بالکل باطل کر دیا ہے۔ اس طرح کہ ساتوین صدی کے وسط مین چینی سیاح مذکور آیا تھا۔ بعد مین آنریبل[4] جی پی پیل صاحب کو بلبھی سمت ۴۰۳ مطابق سنہ ۷۲۲ء کا تانبا پٹنہ ملا بعد ازان شلادیت

---

[1] یہ جنوبی حصہ کا گورنر تھا۔

[2] اس کا بھی جنوبی حصّہ کا گورنر ہونا معلوم ہوتا ہے۔

[3] موضع منجل معمولہ کچھ مین قدیم سکّون مین ساسانیون کے سکّہ جات بھی برآمد ہوئے ہین اس سے شاید قیاس کیا ہوگا۔

[4] یہ پہلے کاٹھیاواڑ کے پولٹیکل ایجنٹ تھے۔ اسکے بعد بمبئی کونسل کے ممبر ہوئے تھے۔

ہفتم کا بلبھی سمت ۴۴۷ مطابق ۷۶۶ء کا ایک ورتا نبا پترہ کرنل واٹسن پولٹیکل ایجنٹ کاٹھیاواڑ کو ملا۔ اور مسٹر ایدلجی (مؤلّف تاریخ گجرات بزبان انگریزی) نے لکھا ہے۔ کہ شلادیت ہفتم کے بیٹے گوہا نے ۸۰۰ء مین بھیل لوگون سے ایڈر چھین کر وہان راج جمایا۔ علاوہ اسکے بڑودہ مین ایک کتبہ ۸۱۲ء کا راشٹ کوٹ خاندان کے راجہ کرک کے عہد کا پایا گیا اس مین لکھا ہے کہ بہت ہی کم عرصہ پر خاندان بلبھی نے اپنی قدیم نام آوری کھودی ہے۔ مذکورہ بالا تصریح سے خاندان بلبھی کا برباد ہونا یقیناً آٹھوین صدی کے آخر مین ثابت ہوتا ہے۔

وجہ استیصال کے متعلق عجیب عجیب قصّے تاریخون مین لکھے ہوئے ہین منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ دھونڈی مل نامی سادھو اپنے ایک چیلے کے ساتھ بلبھی پور مین گیا۔ جہان لوگون نے اسکی کھانے پینے سے تواضع نہ کی لہذا اسکے بد دعا کرتے ہی سارا شہر غارت ہوگیا۔ مگر اس قسم کی لغویات کو چھوڑکر تاریخی مقبول قصّہ جس کا راوی میرو تنگ[1] مصنّف پربندہ چنتامنی ہے اختصار کے ساتھ ہم یہان نقل کرتے ہین۔ وہ یہ ہے۔ کہ موضع پالی کا رہنے والا ایک نہایت ہی مفلس بقّال کاکو نامی بلبھی پور مین آکر سکونت پذیر ہوا۔ ایک عرصہ کے بعد وہ بہت دولتمند ہوگیا۔ اتفاقاً بلبھی آخری راجہ شلادیت کی بیٹی نے اس بقّال کی لڑکی کی مرصّع کنگھی دیکھ لی اُسے یہ پسند آگئی اس نے اپنے باپ سے کہا کہ وہ مرصّع کنگھی میرے لئے منگوا دیجائے۔ راجہ نے بقّال مذکور کو بلوا بھیجا۔ جب وہ حاضر ہوا تو کنگھی دینے کی فہمائش کی مگر اُسنے صریح انکار کیا۔ آخر جب جبراً اس سے وہ کنگھی چھین لی گئی تو بقّال خفا اور رنجیدہ خاطر ہو کر وہان سے چل نکلا اور ملیچھ لوگون کو مال و دولت کا لالچ دیکر بلبھی پور کی بربادی کیلئے بلا لایا۔ غرض ان لوگون نے آکر بلبھی پور کو برباد کر دیا۔ اور خاندان بلبھی کا نام و نشان مٹا دیا۔

اگر یہ قصّہ صحیح بھی مان لیا جائے تو ملیچھ لوگ کون تھے اور کہان سے آئے تھے یہ سوال باقی رہتا ہے۔ اس مین بھی مورخین نے بہت کچھ قیاسی گھوڑے دوڑائے ہین۔ چنانچہ بعض مورخین پنجاب کے گجر لوگ بتاتے ہین اور کرنل ٹاڈ اُن

[1] بموجب پراچین اتیہاس (قدیم تاریخ گجرات) یہ قصّہ مسلمان سیّاح البیرونی نے اپنی کتاب مین لکھا ہے سیّاح موصوف نے ہند مین آکر سنسکرت زبان کی تحصیل کمال درجہ کی تھی شاید پربندہ چنتامنی سے لکھا ہو۔

اور جمس برگس (مترجم تاریخ سورٹھ) وغیرہ نے سندھ کے عرب[1] حکمرانون کی طرف منسوب کیا ہے مگر جب گجر دوسو برس پہلے خاص گجرات مین آکر آباد ہو گئے تھے۔ اور سندھ پر اسلامی حکومت صرف ۳۸ برس[2] یعنی ۷۱۲ء سے ۷۵۰ء تک ہی رہی ہے۔ اور ۷۶۶ء کے بعد بلبھی کا استیصال مانا گیا تو صاحبان موصوف کا یہ قیاس محض غلط ٹھہرتا ہے۔ ہمارا تاریخی اجتہاد تو یہ ہے کہ بنراج چاوڑے کے سے لوٹیری[3] طبیعت والے راجہ کو نزدیک مین چھوڑ کر بقال اپنی مطلب براری کو دُور دراز سفر کیون کرتا۔ انہلواڑہ پٹن کی جسکو بنراج نے بسایا ہے آبادی اور بلبھی پور کی بربادی قریب قریب زمانہ مین ہوئی ہے خواہ بقال مذکور کے اغوا سے خواہ اپنی خواہش سے بنراج نے خاندان بلبھی کو خاک مین ملا دیا۔ اور بلبھی پور کو اجاڑ کر اس کا اسباب اپنے نوآباد شہر کے لئے لے گیا۔ بلبھی کا ملک بنراج اور اسکی اولاد کے تصرف مین رہا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سوا اسکے اور کسی نے بلبھی کو برباد نہین کیا۔

کرشن کے وقت سے بلبھی خاندان کے خاتمہ تک کے زمانہ مین خاص گجرات پر کاٹھیاواڑ کی اعلیٰ حکومت رہی ہے مگر حکومت خاندان چاوڑہ کے زمانہ سے جو مرآت محمّدی مین مذکور ہے کاٹھیاواڑ خاص گجرات کے ماتحت ہو گیا۔ بلبھی خاندان کی بربادی کے بعد بھی چند راجپوت حکومتین ڈانک بنتھلی اور سومناتھ پٹن وغیرہ جو اسکی باجگذار تھین برقرار رہین۔ بنتھلی کے والا راجہ کا نواسہ جو خاندان چوڑاسما کا بانی ہوا اور جسکی اولاد نے اپنا دارالحکومت جوناگڈھ قرار دیا انکا خاندان البتہ گجرات کے بڑے خاندان سولنکی وغیرہ سے مقابلہ کرتا رہا۔ اور تاریخ مین قابل ذکر ہے لہذا باب آیندہ مین مذکور رہے ؂

[1] ایلیٹ نے (جلد ا صفحہ ۴۴۴ مین) طبری اور ابن اثیر سے لکھا ہے کہ کنار بردہ پر خلیفہ مہدی عباسی کے زمانہ مین یعنی آٹھوین صدی کے وسط مین اہل اسلام نے چڑھائی کر کے اسے فتح کر لیا تھا۔ مگر لشکر مین سخت بیماری ہونیسے انکو واپس جانا پڑا اب بعض مورخین نے بردہ بجائے بلب (بلبھی) عربی تاریخون مین لکھا ہے۔ ابن حوقل المسعودی اور ابو ریحان البیرونی وغیرہ جو سیّاح چوتھی صدی ہجری مین ہند مین آئے ہین اور ان کی کتابون سے ایلیٹ نے جو قیاس کیا ہے اس مین اگر بلبھی سے تطبیق ہوسکتی ہے تو بلہرہ سے ہو سکتی ہے۔ گھوگہ کے کتبہ سے بھی مسلمانون کا ساحل پر چڑھ آنا ثابت ہوتا ہے۔ مگر بلبھی کے استیصال کے بہت پہلے۔

[2] انگریز مورخین نے یونہی لکھا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ عرب زمانۂ دراز تک سندھ پر حکمران رہے ہین دیکھو تاریخ سندھ مؤلفۂ شرر۔

[3] کلیانی کا راجہ بھوڈر جو بنراج کے باپ جے سکری کو مار کر خاص گجرات اور کاٹھیاواڑ کے کچھ شمالی حصہ پر قابض ہو گیا تھا اور اس نے ملک مقبوضہ پر اپنی طرف سے حاکم مقرر کیا تھا اسکے گھوڑے اور خزانہ

باب سوّم

خاندان چوڑاسما

چوڑاسما کی اصل — بلبھی خاندان کے استیصال کے بعد کاٹھیاواڑ مین راجپوت والا خاندان کی اعلیٰ حکومت تاریخ مین مشہور ہے جس کا دار السلطنت قصبۂ ونتھلی تھا۔ اس خاندان کا راجہ والا رام لاولد مر گیا[۱] اس لیے اس کا بھانجا چوڑاچندر جو سما قوم (خاندان یادو کی شاخ سے) تھا اپنے ماموں کی جگہ راجہ ہوا کرشن کی رانی جانبووتی کے بطن سے سانب نامی جو لڑکا پیدا ہوا تھا اسکی اسّی وین پشت مین ایک شخص دیوپیندر گذرا ہے۔ اسکی اولاد مین کوئی سما نامی ہوا جس سے سما قوم مشہور ہوئی جو سندھ[۲] مین حکمران تھی بعد سما قوم سندھ سے کاٹھیاواڑ مین آئی اور اس قوم کا سردار چوڑاچندر اپنے ماموں والا رام کی جگہ پر مسند نشین ہوا اسکی اولاد نے سما پر چوڑا بڑھا کر اپنا خاندان چوڑاسما مشہور کیا اس خاندان کے حالات صرف چند کتبوں اور بھاٹ لوگون کے مبالغہ آمیز قصّوں پر مبنی ہین۔

چوڑاچندر سنہ ۸۶۵ء – ۹۰۷ء — چوڑاچندر کی تخت نشینی کا زمانہ سنہ ۸۶۵ء سے پایا جاتا ہے اسوقت کاٹھیاواڑ کا ملک سورا شٹر کے نام سے مشہور تھا موضع دھندوسر کے ایک کتبہ مین لکھا ہے کہ چوڑاچندر نے اپنے ماموں والا رام کی مسند حکومت پر بیٹھنے کے بعد اس زمانہ کے جسقدر چھوٹے بڑے راجہ اور تعلقدار تھے ان سب کو حسن تدبیر سے اپنا پورا مطیع و فرمانبردار کر لیا تھا چوڑاچندر سنہ ۹۰۷ء مین مر گیا۔

مولراج سنہ ۹۰۷ء – ۹۱۵ء — چوڑاچندر کا بیٹا ہمیر اپنے باپ کی زندگی مین مر چکا تھا اسلیے چوڑاچندر کا پوتا مولراج بن ہمیر

---

[۱] بعض اقوال سے پایا جاتا ہے کہ والا رام کا ایک بیٹا تھا۔ مگر اس نے چوڑاچندر سے فساد کیا اسلیے باپ نے اسے نکال دیا۔

[۲] دار الحکومت سمی نگر (اس وقت کا نگر ٹھٹھہ) تھا۔

راجہ ہوا اس نے اپنی حکمرانی مین خوش تدبیری اور حکمت عملی سے ملک کی وسعت کو بڑھایا ہے بھاٹ لوگون نے اس راجہ کی بہادری اور عالمگیری مین بہت کچھ مبالغے کئے ہین ۔

راہ وشو سنہ ۹۱۵ ؁ تا ۹۴۰ ؁ جب مولراج نے عدم کی راہ لی تو اس کی جگہ اس کا بیٹا وشوراج کا مالک ہوا اس نے اپنا لقب راہ قرار دیا جسکو اسکی اولاد نے قایم رکھا وشو کا مالوہ سندھ اور قنوج وغیرہ دور دور تک ملکون مین لڑائیان کرکے نامور ہونا بھاٹون نے بیان کیا ہے جو محض مبالغہ معلوم ہوتا ہے ۔

راہ گرہاری سنگہ عرف گرہاری پو سنہ ۹۴۰ ؁ تا ۹۸۲ ؁ سنہ ۹۴۰ ؁ مین راہ نے ملک فنا کی راہ لی ۔ اس کے بعد اس کا بیٹا راہ گرہاری سنگہ عرف گرہاری پو[1] راجہ ہوا ۔ چونکہ یہ راجہ جاترِیون کو بہت ستایا کرتا تھا اس لئے انہلواڑ پٹن کے سولنکی راجہ مولراج نے اس پر چڑھائی کی اور شکست فاش دی ۔ اس لڑائی مین کچھ کا راجہ لاکھہ پھولانی جو سوراشٹ کے راجہ کا دوست تھا اور مدد کو آیا تھا مارا گیا ۔ خود راجہ گرفتار ہوا اور اسکے پایۂ تخت ونتھلی کو مولراج نے فتح کرلیا آخر جب گرہاری پو نے جاترِیون کو نہ ستانے اور راجہ سولنکی کو ہر سال خراج بھیجنے کا اقرار کیا تو اس کو سولنکی راجہ نے معافی دی اور خود انہلواڑ چلا گیا ۔

بھاٹ لوگ بیان کرتے ہین کہ یہ راجہ ایسا اولوالعزم اور جنگ آور تھا کہ دہلی دیوگڈہ اور قنوج کے بڑے بڑے راجہ اس سے ڈرتے تھے ۔ مگر یہ صرف بھاٹون کی معمولی کہانی معلوم ہوتی ہے دویا شریہ نامی کتاب[2] مین لکھا ہے کہ جوناگڈہ کا اوپرکوٹ (قلعۂ بالا) اسی راجہ نے تعمیر کرایا تھا ۔ اور اس وقت سے بجائے ونتھلی جوناگڈہ دارالریاست ہوا

راہ کوات سنہ ۹۸۲ ؁ تا ۱۰۰۳ ؁ سنہ ۹۸۲ ؁ مین جب گرہاریپو نے دارالبقا کی راہ لی تو اس کا بیٹا راہ کوات راجہ ہوا انکی خوشس کن کہاوت کے مطابق راہ کوات ایسا بہادر تھا کہ اس نے آبو کے راجہ کو دس مرتبہ قید کرکے چھوڑ دیا تھا ۔ مگر ایک مرتبہ ایسا اتفاق بھی پیش آگیا تھا کہ خود راہ کوات کو جزیرہ شیال[3] کے راجہ بیرم دیو[4] پرمار نے دغا سے

---

[1] ان ناموں کی نسبت مورخین مین بہت اختلاف ہے جو طول کی وجہ سے قلم انداز کیا گیا ۔

[2] دویا شریہ نامی سنسکرت کے ایک بڑے عالم نے پراکرت زبان پراکرت مین لکھی ہے یہ عالم ۸۴ برس کی عمر مین سنہ ۱۱[illegible] مین مرا ہے ۔

[3] اس کا قدیم نام [illegible] ہے ۔

[4] بعض اسکو [illegible] لکھتے ہین ۔

پکڑ لیا تھا مگر کچھ عرصہ کے بعد راہ کوات نے اپنے ماموں اوگا والا کی کوشش سے رہائی پائی اوگا والا تلاجہ کا راجہ
تھا اور اس وقت بہادری میں مشہور تھا اس واقعہ کا مفصل بیان یہ ہے کہ ایک وقت راہ کوات کے دربار میں
اتفاق سے اوگا والا موجود تھا چند آدمیوں نے اس کی بہادری اور دلیری کی تعریف کی جو راہ کوات کو ناگوار
گذری اور اس نے کہا کہ اوگا والا کی بہادری میرے طفیل سے ہے ورنہ اسکی حیثیت ہی کیا ہے راہ کوات کے
یہ کلمات سنکر اوگا والا نہایت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ میں ایک ہاتھ سے تالی بجا سکتا ہوں یعنی راہ مذکور کی مدد کی
مجھکو حاجت نہیں آخر یہ کہکر غصہ میں اپنے ملک کو چلا گیا۔

بیرم دیو پرمار نے کئی راجاؤں کو اپنے ہاں مقید کرکے لکڑی کے پنجروں میں رکھا تھا۔ راہ کوات کے قید ہونے
کا قصہ یوں لکھا ہے کہ راجہ بیرم دیو سوداگروں کے بھیس میں ایک جہاز لیکر آیا اور وہاں سے راہ کوات کو اس میں سوار کرا کے
اپنے ساتھ لے گیا۔ اور لکڑی کے پنجرے میں مقید کیا یہ خبر ایک بھاٹ کے ذریعہ اوگا والا کو پہنچی کوات کا
پیغام جو وہ بھاٹ نے بیان کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کوات لکڑی کے پنجرے میں مقید ہے اگر تم اپنے قول
کے مطابق ایک ہاتھ سے تالی بجا سکتے ہو تو یہ موقع ہے۔ اوگا والا نے فوراً چند فوجی آدمی فراہم کرکے جزیرہ شیال
پر چڑھائی کی اور وہاں پہنچکر سخت جنگ کے بعد بیرم دیو کو شکست دی اور اس طرح فتحمندی حاصل کرکے راہ کوات
کو جس کی رہائی کی غرض سے یہ چڑھائی کی تھی اور دیگر کل راجاؤں کو بھی رہا اور آزاد کیا چنانچہ ہر ایک راجہ اپنے
اپنے ملک کو روانہ ہو گیا۔ مگر کوات کو جلد پنجرے میں سے نکالنے کی غرض سے اوگا والا نے زور سے پنجرے
میں ایک لات لگائی جو اتفاق سے کسی قدر کوات کو بھی لگی۔ راہ کوات نے یہ اپنی توہین سمجھی اور دل میں کینہ
رکھکر متحمل رہا جب موقع پہنچا گو اوگا والا نے سات لڑکیاں مانگی تھیں مگر راہ کوات فوج فراہم کرکے اپنے محسن ماموں سے لڑنے کو آمادہ
ہو گیا آخر مقام تلاجہ میں لڑائی ہوئی اور اوگا والا مارا گیا چنانچہ اسکی تمثال بطور یادگار مقام رووہیہ (واقع بابریاواڑ)
میں اب تک موجود ہے۔

راہ دیاس عرف بھیپال	... سنہ ۱۰۰۳ ... نے سفر عدم اختیار کیا تو اس کا بیٹا دیاس ...

ہمیپال راجہ ہوا اس کے عہد حکومت مین سولنکی[1] راجۂ گجرات نے اس پر چڑھائی[2] کی۔ سولنکی غالب آیا اور ہمیپال کو شکست دیکر ونتھلی پر قابض ہوگیا۔ ہمیپال بھاگ کر قلعۂ جوناگڈھ مین جا چھپا۔ مگر راجۂ گجرات تعاقب کرکے وہان بھی پہونچا۔ قلعہ مین داخل ہونے کے لئے راجہ سولنکی ایک ایسا فقرہ چلا جس سے بہت سہولت اور آسانی کے ساتھ وہ تادم کے دم مین قلعہ کے اندر جا موجود ہوا۔ وہ فقرہ یہ تھا کہ پردہ دار بیل گاڑی مین ہتھیار بند سپاہیون کو سوار کردیا اور یہ سمجھکر کہ ان سب گاڑیون مین پردہ دار عورتین ہین محافظین قلعہ مین سے کسی نے ان کو داخل ہونے سے نہین روکا۔ غرض اس حیلہ سے فوج کے سپاہی قلعہ کے اندر داخل ہوئے۔ اور گاڑیون سے نکل نکل کر یکبارگی اہل قلعہ کو مارنا شروع کیا۔ آخر اکثر راجہ ہمیپال کے ہمراہی اور خود راجہ ہمیپال مارے گئے اسکے بعد سولنکی راجہ اپنا ایک تھانہ دار رکھکر انہلواڑ چلا گیا یہ واقعہ سنہ ۱۰۱۰ء مین ہوا ہے۔

ہمیپال کی ایک رانی تو اپنے شوہر کے ساتھ ستی ہوکر جل گئی اور دوسری اپنے کم عمر بچہ نوگھن کو ساتھ لیکر پرگنہ اونڈ کی جانب بھاگ گئی اور الیدر بوڈیدر کے اہیر دیوایت نامی کی پناہ مین جا رہی۔ راجہ سولنکی کے تھانہ دار کو جب مذکورۂ بالا واقعہ کی خبر ہوئی تو اُس نے دیوایت کو طلب کیا وہ حاضر ہوا تھانہ دار نے اُس سے کہا کہ کنور نوگھن کو ہمارے پاس حاضر کرو ورنہ تم مورد عتاب ہوگے۔ جب دیوایت نے حاضر کرنے کا وعدہ کیا تو تھانہ دار نے فوراً دیوایت کے نام سے اس کی جورو کے نام ایک خط لکھوا بھیجا کہ کنور نوگھن کو جلد یہان روانہ کردو۔ لیکن اب اس موقع پر دیوایت کا استقلال اور اس کی عالی حوصلگی سُننے کہ وہ اہیر زادہ کہانتک اپنی بات کا پاس کرنے والا تھا۔ پوشیدہ طور پر ایک اور خط اپنی جورو کے پاس بھجوایا کہ خبردار کنور کو نہ بھیجنا۔ اس کے عوض ہمارے لڑکے واسن کو بھیجنا یہ کہکر کہ یہی نوگھن ہے۔ غرض اس مضمون کا خط جب وہان پہونچا دیوایت کی جورو اور اس کے رشتہ دار بہت ہی

---

[1] اس مین اختلاف ہے۔ غالبًا جاموڈ بن مولراج تھا۔ دیوان رنچھوڑجی نے تاریخ سورٹھ مین سدھراج لکھا ہے۔ جو محض غلط ہے۔ کرنل واٹسن نے بمبئی گزیٹر جلد ۸ مین لکھا ہے کہ مولراج نے قلعۂ جوناگڈھ کا محاصرہ کیا تھا۔ مگر سنین کے حساب سے یہ بھی صحیح نہین معلوم ہوتا۔

[2] بھاٹ لوگ چڑھائی کا یہ سبب بتاتے ہین۔ کہ سولنکی راجہ کے اہل و عیال گرنار کی جاترا کو جاتے تھے ان مین کسی عورت کی آبروریزی کا ہمیپال نے ارادہ کیا تھا۔

ناراض ہوئے خاصکر اسلئے کہ واسن کی انہین دنون بین شادی ہوی تھی مگر داسن کی فرمانبرداری اور ملکی پاس کو دیکھیے کہ باپ کے حکم کی بجاآوری اور اپنے ملک کے راجہ کے بیٹے کی جان بچانے کی غرض سے اپنی موت گوارا کر کے بجائے نوگھن خود جوناگڈہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ جب تھانہ دار کے روبرو داسن آیا تو تھانہ دار نے داسن کی طرف اشارہ کر کے دیوایت سے پوچھا کہ یہی کنور نوگھن ہے۔ اس نے کہا ہان یہی ہے یہ سُنکر تھانہ دار نے خود دیوایت کو حکم دیا کہ توہی اپنے ہاتھ سے اسکو قتل کر۔ دیوایت مجبور تھا فوراً تلوار سے اس کا سر جُدا کیا۔ مگر دل مین بیٹے کے مارے جانے کا اور پھر خود کے ہاتھ سے مارے جانے کا دیوایت کو بڑا صدمہ ہوا۔

ادھر تھانہ دار کو اطمینان ہوگیا کہ اب کوئی راجہ کا وارث نہ رہا۔ اور ادہر دیوایت جوناگڈہ سے چلا گیا۔ اور اس فکر مین رہا کہ کسی تدبیر سے خون کا انتقام لیا جائے۔ اور تھانہ دار مذکور کا کام تمام کر کے نوگھن کو راجہ بنادیا جائے دیوایت کی لڑکی جیسل کی نسبت جوناگڈہ کے کسی اہیر کے ہان ہوچکی تھی اب بیاہ کی ٹہری۔ اس تقریب مین دیوایت اور دوسرے بہت سے اہیر اس کے ساتھ آئے کنور نوگھن کو بھی دیوایت نے خفیہ اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ دیوایت نے اپنی تمام قوم سے درخواست کی کہ اگر تم سب ملکر نوگھن کو جوناگڈہ کی مسند شاہی پر بٹھادوگے تو اس کام کے صلہ مین تم نہال ہوجاؤگے۔ اُن سب نے قبول کیا دیوایت نے تھانہ دار کو دعوت دیکر شادی کے جشن مین بلایا وہ اپنے متعلقین کے ساتھ آیا ادہر تو اسکے مارنے کا سب سامان تیار ہی تھا۔ کنور نوگھن نے ڈنکا بجایا کہ فوراً تمام اہیر اُس تھانہ دار پر اور اُس کے آدمیون پر ٹوٹ پڑے اور اُن کا کام تمام کر کے اس کی جگہ نوگھن کو تخت نشین کردیا بعدہ جیسل کی شادی بڑی دھوم دھام کے ساتھ کی گئی۔ راہ نوگھن نے اس کے شوہر کو چند دیہات اور دوسرے اہیرون کو بہت کچھ انعام دیکر نہال کردیا۔

راہ نوگھن سنہ ۱۰۲۰ء تا ۱۰۴۴ء

الغرض نوگھن اپنے باپ کے مارے جانے کے دس برس بعد راجہ ہوا اس وقت سے بجائے ونتھلی جوناگڈہ دارالحکومت قرار پایا۔ اس کے عہد حکومت مین اہیرون کا ضرور غلبہ رہا ہوگا اور وہ بڑے بڑے کامون پر مقرر ہوئے ہونگے۔

نوگھن کا ملک سندھ میں جانا نوگھن کی مذہبی بہن جسیل بنت دیوایت اپنے شوہر کے ساتھ سندھ گئی وہاں راجہ ہمیر سومرا کی اس پر نظر پڑی وہ اسکے دلفریب و دلربا حسن وجمال کا جلوہ دیکھکر ہزار جان سے اسکا عاشق ہو گیا اور جسیل کے عشق و محبت کی آگ نے ہمیر کے دل کو یہانتک مضطرو بیقرار کر دیا کہ جسیل کو اپنے گھر میں ڈال لینے کا ارادہ کر لیا جب جسیل نے دیکھا کہ آبرو اور عصمت برباد ہو جانے کے سامان نظر آتے ہیں تو اس نے اپنے دھرم بھائی راہ نوگھن کو یہ سب ماجرا لکھ بھیجا۔ راہ مذکور نے فوراً سندھ کی طرف کوچ کیا۔ اور جسیل کو پھندے سے نکالکر اپنے ہمراہ جوناگڈھ لے آیا۔ راہ نوگھن نے ۱۰۴۴؁ء میں دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو کوچ کیا۔

راہ کھینگار اول ۱۰۴۴؁ء-۱۰۶۷ راہ کھینگار نوگھن کا سب سے بڑا بیٹا باپ کے مرنے کے بعد راجہ ہوا اُسکی حکومت کے واقعات تاریخی حیثیت سے قابل تحریر نہیں ملے۔ سوا اسکے کہ ۲۳ برس کی حکمرانی کے بعد ۱۰۶۷؁ء میں وہ مر گیا۔

راہ نوگھن ثانی ۱۰۶۷؁ء-۱۰۹۸ کھینگار کے بعد اس کا بیٹا نوگھن ثانی راج کا مالک ہوا یہ راجہ جیسا حسین و خوبصورت تھا ویسا ہی بہادر و دلاور بھی تھا۔ چنانچہ اس نے کئی راجاؤں سے لڑائیاں کیں اور سب میں ہی غالب رہا۔ مگر بقول کرنل فاربس انہلواڑ کے راجہ سدھ راج سولنکی نے اسکو ایسی زک دی کہ ناچار منھ میں تنکا پکڑ کر اطاعت[1] قبول کرنی پڑی آخر ۱۰۹۸؁ء میں نوگھن مر گیا بھاٹوں کی گفت ہے کہ جانکنی کی حالت میں نوگھن نے اپنے بڑے بیٹے کھینگار کو وصیت کی تھی کہ میری چار آرزوؤں کے پورا کرنے کا وعدہ کرو تو میری روح جسم سے جدا ہو اس نے قبول کیا بعدہ روح فوراً جسم سے پرواز کر گئی۔

کھینگار ثانی ۱۰۹۸؁ء-۱۱۲۵ باپ کے مرنے کے بعد کھینگار راجہ ہوا راجہ ہوتے ہی باپ سے جو وعدہ کیا تھا اس کے پورا کرنے کی تدبیر میں لگا۔ پہلی آرزو یہ تھی کہ انہلواڑ کا دروازہ ڈھا دینا اتفاقاً وہاں کا راجہ سدھ راج مالوہ کی چڑھائی میں گیا ہوا تھا میدان خالی پا کر کھینگار نے چڑھائی کی شہر کا دروازہ توڑ کر اپنے ساتھ جوناگڈھ لے آیا اور اپنے شہر میں لگا کر اسکا نام کالوہ دروازہ رکھا۔ دوسری آرزو قلعہ بھویرا[2] کو منہدم کرنا تھی اس کو بھی کھینگار نے برباد کر دیا

---

[1] اس سے مراد حد سے زیادہ عاجزی کا اظہار ہے۔

[2] یہ قلعہ تعلقہ جیسدن میں اسوقت بالکل ویران اور منہدم ہے (؟) — بھویرا قلعہ جیسدن میں اسوقت بالکل ... کا مستقر ... تھا۔

تیسری[3] آرزو اودینا[1] کے راجہ مہراج کو قتل کرنا تھی[1] سے بھی چڑھائی کرکے کھنگار نے قتل کیا۔ چوتھی[4] آرزو دیسن نامی بھاٹ کے گال پھاڑنا تھی جس نے راجہ ڈگہن کے سامنے گستاخی کی تھی کھنگار نے اسکو اپنے پاس طلب کیا جب وہ آیا تو اس کے منہ میں اس قدر سونا بھرا کہ اس کے گال پھٹ گئے۔ اس کے بعد ایک گاؤں بطور معافی عطا کیا جو اب بھی پالیتانہ سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر دیسن کے نام سے موجود ہے۔

کھنگار کے تین بھائی تھے بھیم[2] کو سرو اور گانف جاگیر میں ملا دوسرے بھائی ستر سال کو دھندوقہ اور تیسرے بھائی دیوگہن کو اوشام چوراسی جاگیر میں ملی تھی۔

کھنگار پر سدھ راج سولنکی راجہ گجرات کی چڑھائی

سدھراج جب مالوہ سے فارغ ہو کر اپنے دارالسلطنت کی طرف گیا تو وہاں پہنچ کر کھنگار کے آنے کا حال سنا اور آگ بگولا ہو گیا۔ آخر چند ہی روز میں اس کے انتقام[1] لینے کی غرض سے جوناگڈھ پر چڑھائی کرنے کا مصمم ارادہ کیا۔ کوچ سے پہلے فوج کو آراستہ کر کے مرتب کیا۔ اور جب راستوں کا خاطرخواہ بندوبست ہو چکا تو کوچ کا نقارہ بجا کر جوناگڈھ کی طرف روانہ ہوا ادھر کھنگار نے (اپنے دو بھانجوں دیسل اور ویسل جو زنان خانہ میں جایا کرتے تھے ان میں سے) دیسل کو شراب میں مست پڑا ہوا دیکھا فوراً دونوں کو وہاں سے نکال دیا۔ اب یہ دونوں رنجیدہ ہو کر سدھراج سے مل گئے اور اپنے ماموں کھنگار کی خرابی کی تدبیریں بتانے لگے سدھراج جوناگڈھ تو پہنچ گیا۔ مگر قلعہ میں داخل ہونا نہایت مشکل تھا۔ کھنگار بھی ہر طرح کی تیاری کر کے قلعہ میں محصور بیٹھا تھا۔ سدھراج اور اس کے اہل لشکر نے یہ چالاکی کی۔ کہ بنیاؤں کی ایک جماعت (جو قلعہ میں اناج وغیرہ لیکر جاتی تھی) کے ساتھ ہو لیئے۔ اور قلعہ میں داخل ہوتے ہی لڑائی شروع کر دی۔ آخر راجہ کھنگار مارا گیا بعدہ سدھراج اس کی رانی رانک دیوی کے محل میں گیا اسوقت رانی کے پاس شاہزادہ مانیرا گیارہ برس کا اور شاہزادہ ڈنگا چار پانچ برس کا دونوں

---

[1] اودی ندی کے کنارے پر واقع ہے۔　[2] کہ بعد میں سرویا مشہور ہوا اور اسی سے اسکی اولاد کا نام سرویا ہوا۔

[3] [illegible] روایت [illegible] لکھتے ہیں [illegible] اتفاق سے ایک کمہار کے ہاں پرورش پائی تھی وہ نہایت حسین اور سدھراج سے اسکی نسبت ہو گئی تھی مگر شادی سے پہلے کھنگار اسکو [illegible] لے آیا [illegible] سدھراج غصہ ہوا اور کھنگار پر چڑھائی کی۔

موجود تھے سدھراج نے جاتے ہی چھوٹے کو قتل کردیا۔ اور بڑا اپنی ماں کے پیچھے جا چھپا۔ اس وقت رانکدیوی نے یہ دوہا کہا[۱]

ما ئیزا تو مر و آنکھو ماں کر را تیئیو
کل ماں لاگے کلنگ مرتاں ماں سنبھارے

یعنی اے مائیزا تو رو رو کر آنکھیں سرخ نہ کر مرتے وقت ماں کے پیچھے چھپنا خاندان پر بٹا آتا ہے جب سدھراج نے یہ سُنا تو رانکدیوی کے پاسِ خاطر سے اُس وقت مائیزا کو نہ مارا۔ مگر بعد میں خفیہ مروا ڈالا۔ یہ واقعہ غالباً ۱۱۲۵ء میں ہوا ہے۔

سُبجان نامی اپنے معتمد کو جوناگڈہ کا تھانہ دار[۲] بناکر سدھراج جب گجرات کی طرف چلا ہے اُس وقت رانکدیوی اسکے ساتھ تھی اثنائے راہ میں سدھراج نے اپنی رانی بنانے کے لئے اسکی بہت کچھ خاطر داری اور دلجوئی کی گر اس نے نہ مانا اور آخرش بڈھوان پہنچکر بھوگاوہ ندی کے کنارے آگ میں جلکر مرگئی[۳]۔

سدھراج کے جوناگڈہ سے جانے کے بعد اسکے تھانہ دار سے جوناگڈہ کے لوگ باغی ہوگئے یہان تک کہ سب نے اتفاق کرکے سبجان کو نکال باہر کیا اور کہنگار کے وارث نوگھن نامی کو جوناگڈہ کا راجہ بنایا۔

نوگھن سوم سنہ ۱۱۲۵ تا ۱۱۴۰ء — یہ راجہ نوگھن سوم کے نام سے مشہور ہوا۔ اور ۲۵ برس حکومت کرکے سنہ ۱۱۴۰ء میں انتقال کرگیا اسکے بعد اس کا بیٹا کوات راجہ ہوا۔

راہ کوات ثانی سنہ ۱۱۴۰ تا ۱۱۵۲ء — یہ راجہ راہ کوات ثانی کے نام سے مشہور ہوا اسکے بھی تاریخی حالات نامعلوم ہیں سوا اسکے کہ وہ سنہ ۱۱۵۲ء میں مرگیا۔

جیسینہ سنہ ۱۱۵۲ تا ۱۱۸۰ء — راہ کوات ثانی کے بعد اس کا بیٹا جیسینہ سورٹھ کا راجہ ہوا۔ اس کو راہ گاریو اور دیاس بھی کہتے ہیں اسکی وجہ تسمیہ بھاٹ لوگ یون بیان کرتے ہیں کہ قنوج کا راجہ جے چند جیسینہ کا رشتہ دار تھا جب وہ اجمیر کے راجہ پرتھی راج چوہان سے لڑنے گیا قنوج جیسینہ کے حوالہ کرگیا تھا جب وہ مہم سے فارغ ہوکر واپس آیا تو جیسینہ نے قنوج کا قبضہ

---

۱ رانکدیوی کے دوسرے بہت سے دوہے کتابوں میں درج ہیں۔
۲ منگرول کے ایک کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی سدھراج کی طرف سے ایک تھانہ دار تھا۔
۳ اب بھی اسکی دیری وہاں موجود ہے۔

چھوڑنے سے انکار کیا۔ اس لیے یہ گاریو یعنی غاصب کے نام سے منسوب ہوا۔ اور جب دونوں میں باہم صلح ہوگئی تو جلسینہ نے جچ چندر کو قنوج سپرد کردیا پھر اس کا نام واسس یعنی دہندہ مشہور ہوا۔

جلسینہ نے قنوج سے اپنے ملک کو واپس آتے وقت اثنائے راہ میں گوالیار پر چڑھائی کی اور وہاں کے راجہ کو شکست فاش دی جو ناگڈہ آجانے کے کچھ عرصہ بعد جب بھیم دیو سولنکی راجہ گجرات نے پرتھی راج راجہ اجمیر پر چڑھائی کی تھی اس وقت جلسینہ بھیم دیو کی مدد کو گیا تھا جہاں دل کھولکر لڑا اور اپنی بہادری کا خوب اظہار کیا۔ وہاں سے آنے کے بعد سنہ ۱۱۸۰ء میں اس نے ملک بقا کی راہ لی۔

رائے سنگھ سنہ ۱۱۸۰ء ۱۱۸۴

رائے سنگھ اپنے باپ جلسینہ کے بعد مسندنشین ہوا اس نے صرف چار پانچ برس تک حکومت کی اس درمیان میں ایک وقت اس کا اجمیر کے راجہ پرتھی راج چوہان سے لڑنا تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے یہ راجہ سنہ ۱۱۸۴ء میں دنیا سے انتقال کرگیا۔

مہیپال ثانی سنہ ۱۱۸۴ء ۱۲۰۱

رائے سنگھ کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا مہیپال سورٹھ کا راجہ ہوا۔ اس کا دوسرا نام گجراج ہے اس کے عہد حکومت میں مہوبہ (ممالک مغربی وشمالی) کے راجہ پچھراج نے سورٹھ پر لشکرکشی کی تھی مگر راجہ سورٹھ نے اسکو شکست دیکر قید کرلیا۔ اس کے بعد مہیپال ثانی نے اپنے سپہ سالار چورامن کو فوج دیکر شمالی ہند کی طرف بھیجا اور یہ اعلان کیا کہ جو میرے سپہ سالار کو شکست دیگا اسکے ساتھ میں اپنی بیٹی موتی نا کو بیاہ دونگا الحاصل پھرتے پھرتے چورامن جب مقام ماہوبہ کے قریب آپہونچا تو اس کے مقابلہ کو ملکھان بن پچھراج کے ماموں زاد بھائی آلا اور اودل اٹھ کھڑے ہوئے۔ خوب لڑائی ہوئی۔ آخر چورامن کو شکست فاش ہوئی آلا اور اودل دونوں بھائی ملکھان کی طرف سے لڑے تھے اس لئے بموجب اعلان مہیپال کو اپنی بیٹی ملکھان کے ساتھ بیاہ دینی چاہئے تھی مگر اس نے اپنا اقرار پورا نہ کیا اسکے بعد ملکھان نے بڑی تیاری کے ساتھ مہیپال پر چڑھائی کی اس وقت اس کی مدد کو قنوج کا راجہ لاکھن گوجر گڈہ کا راجہ رامپال مہوبن گڈہ کا راجہ [illegible] آئے تھے اسی طرح مہیپال کی مدد میں بھی کئی راجہ تھے۔ غرض بہت بڑی لڑائی ہوئی طرفین سے بہت کچھ کشت وخون ہوا۔ گر آخر مہیپال کو شکست ہوئی اور اس نے اپنی بیٹی ملکھان کو بیاہ دی۔ راجہ

ہیپال سنہ ۱۲۰۱ء مین مرگیا۔

جے ل سنہ ۱۲۰۱ء ۱۲۳۰ ہیپال کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا جے ل سورٹھ کا راجہ ہوا یہ راجہ نہایت بہادر اور خوبصورت تھا۔ مگر اس کی بہادری کے کارنامے تاریخون مین نہین پائے جاتے اس نے سنہ ۱۲۳۰ء مین دنیای فانی سے عالم آخرت کی طرف کوچ کیا۔ اس راجہ کے بارےمین بھاٹون کا ایک مشہور دوہا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دامودر کنڈ قلعہ بالا کوہ گرنار اور کنور ہیپو جیسے خاندان چوڑاسما کے سوا اور کسی خاندان کو نصیب نہین۔

راجہ ہیپو سنہ ۱۲۳۰ء ۱۲۵۳ راجہ جے ل کے بعد اس کا بیٹا ہیپو سورٹھ کا راجہ ہوا۔ اس کے عہد حکومت مین کاٹھی لوگون نے[۱] سرکشی اختیار کر کے شورش عظیم برپا کی جسکے دفعیہ کے لئے راجہ نے اپنے وزیر موتی چند کے ماتحت ایک فوج روانہ کی مگر وزیر مذکور ناکام واپس آیا۔ بعد راجہ نے خود اُن پر چڑہائی کی گو کاٹھی لوگ بڑی بہادری سے لڑے۔ مگر آخر ان کو بھاگنا پڑا۔ اور راجہ ہیپو نے فتحیاب ہو کر اپنے دارالحکومت کی طرف مراجعت کی اس لڑائی مین راجہ سورٹھ کی کمک کو تعلقہ ڈہانک کا والا قوم کا راجہ ارجن سینہ گیا تھا۔

ہیپو کے زمانہ حکومت مین گوہیلون کا جد اعلی سیجک ملک مارواڑ کی طرف سے سورٹھ مین آیا اور راجہ کی پناہ مین سکونت گزین ہوا اس لئے اس کو کچھ جاگیر بھی راجہ نے عطا کی۔ راجہ سنہ ۱۲۵۳ء مین مرگیا۔

راہ کھنگار ثالث سنہ ۱۲۵۳ء ۱۲۶۰ شاہزادہ کھنگار اپنے باپ کے مرنے کے بعد سورٹھ کا راجہ ہوا۔ یہ بہادر تھا اس کے باپ کے اخیر زمانہ مین سرکش کاٹھیون نے تعلقہ ڈہانک کے چند دیہات چھین لئے تھے کھنگار نے چڑہائی کر کے ان دیہات پر قبضہ کر لیا۔ بعد مین ان کو ارجن سینہ کے حوالے کیا۔

کھنگار کے دربار مین ارجن سینہ اور کھنگار کے وزیر کلیان سیٹھ کو بڑا رسوخ تھا۔ گر جب ان دونون مین سخت نااتفاقی ہوگئی تو کھنگار نے کلیان کو معزول کیا۔ اور مالن مہیتہ نامی کو اپنا وزیر مقرر کیا کلیان نے موقع پاکر مالن کو قتل کرا دیا

---

[۱] سٹیٹسٹکل اکاؤنٹ آف جوناگڈہ مولفہ کرنل واٹسن سے اس زمانہ مین کاٹھی قوم کا ملک سورٹھ مین موجود ہونا پایا جاتا ہے۔ گر صاحب موصوف کی دوسری تالیف بمبئی گزیٹر جلد ۸ سے بہت بعد کے زمانہ مین اس قوم کا سورٹھ مین آنا پایا جاتا ہے۔ اور فارسی تاریخون مین بھی بعد کا زمانہ پایا جاتا ہے۔

راجہ کو خبر لگی تو اس نے کلیان کا کام تمام کرا دیا۔ اور اس کے بیٹے ہمی دھر کو اپنا وزیر بنایا۔ بھاٹوں کی کہاوت کے مطابق کلیان کا بیٹا اُودا نامی دہلی گیا اور شاہان دہلی کو راجہ کے ملک پر چڑھائی کرنے کیلئے اُبھارتا رہا۔

کھنگار بہت عیاش تھا ایک وقت ارجن سینہ کو ساتھ لیکر ایک میر قوم کی عورت پر بدنیتی سے جبر کیا اس عورت کے چلانے پر اس قوم کے لوگ آ پہنچے اور ان دونوں کو مار ڈالا۔

راجہ منڈلیک اول ۱۲۶۰ سنہ ۱۳۰۶ء | کھنگار کے بعد اس کا ولی عہد منڈلیک راجہ ہوا اس کے عہد حکومت میں راٹھوڑ[1] اور باگھیلا راجپوتوں نے سورٹھ کا کچھ ملک دبا لیا بعدہ مسلمانوں نے چڑھائی کی جس کا مفصل بیان حکومت اسلامیہ میں کیا گیا ہے سنہ ۱۳۰۶ء میں منڈلیک[2] مر گیا۔

نوگھن چہارم ۱۳۰۶ سنہ ۱۳۰۸ء | شاہزادہ نوگھن اپنے باپ کا جانشین ہوا صرف دو برس حکومت کرکے مر گیا گرنار کے ایک کتبہ سے اس راجہ کا دلیر اور بہادر ہونا پایا جاتا ہے۔

مہیپال سوم ۱۳۰۸ سنہ ۱۳۲۵ء | اس کے بعد شہزادہ مہیپال سورٹھ کا راجہ ہوا اس نے سومناتھ کا مندر از سر نو تعمیر کرایا۔ اور دو مذہبی کاموں میں بھی ٹھیک خرچ کیا ہے۔ سترہ برس حکومت کرکے مہیپال سوم سنہ ۱۳۲۵ء میں مر گیا۔

کھنگار چہارم ۱۳۲۵ سنہ ۱۳۵۱ء | اس کے بعد شاہزادہ کھنگار وارث سلطنت ہوا اس نے سومناتھ سے مسلمان حاکم کو نکال دیا اور سومناتھ کا پھر اعزاز بڑھایا اس کے عہد حکومت میں سلطان محمد تغلق شاہ نے جوناگڈھ پر فوج کشی کی جس کا مفصل بیان حصہ اسلامیہ میں درج ہے۔ یہ راجہ بہادر تھا۔ اس نے سترہ جزائر فتح کرلئے اور کل چھوٹے بڑے ۸۴ زمیندار جھالا اور گوہل وغیرہ کو اپنا مطیع بنایا۔ کھنگار چہارم علم موسیقی کا بڑا شائق تھا یہ سنہ ۱۳۵۱ء میں راہی ملک عدم ہوا۔

جیسینہ ثانی ۱۳۵۱ سنہ ۱۳۶۹ء | کھنگار چہارم کے بعد اس کا بیٹا جیسینہ ثانی سورٹھ کا راجہ ہوا۔ اس نے ملک کی وسعت کو بڑھایا اور اپنے باپ سے زیادہ ناموری حاصل کرکے سنہ ۱۳۶۹ء میں مر گیا۔

---

[1] جگت سنگھ راٹھور نے بشتول وغیرہ لیکر خود مختار حکومت قائم کی پانچ پشت تک اس کا سلسلہ قائم رہا۔

[2] ریوتی کنڈ کے کتبہ میں منڈلیک کو مغلوں پر فتح پانے والا لکھا ہے جو محض غلط ہے۔

مہیپال چہارم سنہ ۱۳۶۹ تا ۱۳۷۳ء اسکے بعد اس کا بیٹا مہیپال راجہ ہوا اس نے امر سنگھ اور تیج سنگھ سے ونتھلی فتح کرلیا یہ راجہ چار برس حکومت کرکے مرگیا۔

کُتاسنگھ عرف موکل سنگھ سنہ ۱۳۷۳ تا ۱۳۹۷ء مہیپال کے بعد اس کا بھائی کُتا سنگھ عرف موکل سنگھ سورٹھ کا راجہ ہوا۔ اس نے سلطان دہلی کے حکم سے گھوگلی پر فوج کشی کرکے چھوٹے چھوٹے زمینداروں کو مطیع کیا جوناگڈہ مین اسلامی تھانہ قایم ہوا اسلیئے راجہ کو ونتھلی اپنا دار الخلافہ قرار دینا پڑا اس کا وزیر گدادہر تھا اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا وِجے ناتھ وزیر مقرر ہوا یہ راجہ سنہ ۱۳۹۷ء مین مرگیا۔

منڈلیک ثانی سنہ ۱۳۹۷ تا ۱۴۰۰ء منڈلیک ثانی اپنے باپ موکل سنگھ کے بعد راجہ ہوا مگر صرف تین برس حکومت کرکے مرگیا۔

راہ میلک سنہ ۱۴۰۰ تا ۱۴۱۵ء منڈلیک ثانی کے بعد اس کا بھائی میلک سورٹھ کا راجہ ہوا۔ اس راجہ نے مسلمان تھانہ دار کو جوناگڈھ سے نکال دیا اور ونتھلی کی جگہ پھر جوناگڈھ کو اپنا دار الحکومت بنایا یہ سنکر احمد شاہ والی گجرات نے اُس پر چڑھائی کرکے خوب سزا دی جس کا مفصّل بیان حصّہ اسلامی مین کیا ہے یہ راجہ سنہ ۱۴۱۵ء مین ملک آخرت کو روانہ ہوا۔

جے سینہ سوم سنہ ۱۴۱۵ تا ۱۴۴۰ء راہ میلک کے بعد اسکا بیٹا جے سنگھ راجہ ہوا۔ ریوتی کنڈ کے کتبہ مین اس راجہ کا یونؔ[۲] کو شکست دینا لکھا ہے۔ ۲۵ برس حکومت کرکے یہ راجہ ملک عدم کو پہونچ گیا۔

مہیپال پنجم سنہ ۱۴۴۰ تا ۱۴۵۱ء جے سینہ کے بعد اس کا بھائی مہیپال راجہ ہوا۔ یہ راجہ سومناتھ اور دوارکا وغیرہ کے جاتریون کی بہت کچھ خاطرداری کیا کرتا تھا اس راجہ نے اپنے بہادر شاہزادے منڈلیک کو اپنی حین حیات مین راجہ کردیا۔ اور خود حکومت سے کنارہ کش ہوا۔

منڈلیک سوم سنہ ۱۴۵۱ تا ۱۴۷۲ء منڈلیک سوم سنہ ۱۴۵۱ء مین راجہ ہوا۔ منڈلیک کی مسند نشینی کے وقت سب چھوٹے بڑے تعلقدارون نے نذرانہ دیا سوا سانگن واڈھیل کے جو بیٹ کا راجہ تھا اس لئے منڈلیک نے چڑہائی کرکے اس کو قید کرلیا مگر بعد مین رہا کردیا۔

۱۔ موضع ونہدوسر مین اسکی ہنوائی ہوئی باولی کے کتبہ سے یہ معلوم ہوا ہے۔

۲۔ یونؔ سے مراد مسلمان ہین مگر یہ صرف بڑائی کا غلط اظہار ہے۔

سلطان محمود بیگڑہ کے عہد میں دودا گوہل لوٹ مار میں مشہور تھا اس کے بھائی ارجن گوہل کی لڑکی کنتا منڈلیک کی رانی تھی جب سلطان محمود بیگڑہ نے منڈلیک کو لکھا کہ دودا کی تنبیہ کر۔ یہ دودا ارٹھیلہ[1] کا تعلقدار تھا منڈلیک نے پہلے تو نرمی سے اسکو فہمایش کی مگر وہ باز نہ آیا آخر اس پر چڑھائی کی اور کام تمام کیا۔

یہ راجہ جیسا بہادر تھا ویسا ہی بدکار بھی تھا موضع مونیا کی رہنے والی چارن قوم کی عورت گنگا بائی عرف ناگبائی حسن و جمال میں مشہور تھی یہ سُنکر منڈلیک کے عشق کی آگ بھڑکی اور وہ اس طرف چلا رضامندی سے کام نہ نکلا تو جبر سے اپنا دلی مقصد حاصل کرنے کا ارادہ کیا غرض جب اوسکے سینہ پر ہاتھ ڈالا تو اس نے بددعا[2] کی کہ اب تیرے راج کا خاتمہ ہے اسی طرح ایک اور قصہ یہ ہے کہ منڈلیک نے اپنے وزیر ویسل کی جورو من موہنی سے جو نہایت خوبصورت تھی جبرًا بدفعلی کرنی چاہی اور اس میں کامیاب ہوا اس حرکت ناشایستہ سے رنجیدہ خاطر ہو کر وزیر نے سلطان محمود بیگڑہ والی گجرات سے فریاد کی اس نے تیسری مرتبہ کی چڑھائی میں خاندان چوڑاسما کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ جس کا مفصل بیان حصہ اسلامیہ میں کیا گیا ہے۔ منڈلیک خوشی سے مشرف باسلام ہوا۔ اور سلطان سے خانجہان کا خطاب پایا۔ اور جب وہ سلطان کے ہمراہ احمد آباد گیا تو وہاں وفات پاکر مانیک چوک میں مدفون ہوا۔ اسکی اولاد[3] کو اپنے قدیم مذہب پر قایم رہی تاہم سلطان نے ان کو بڑی بڑی جاگیریں مع خطابات راے زادگی عطا کیں اس خاندان کے خاتمہ کے بعد ابتک حکومت اسلامی کا سلسلہ جاری ہے۔ جس کا مفصل بیان حصہ اسلامیہ میں مندرج ہے۔

---

[1] لاٹھی کے پاس اب بھی یہ جگہ ویران ہے۔ اس شاخ کے گوہل اب لاٹھی کے تعلقدار ہیں۔

[2] ایک اور بددعا بھی مشہور ہے۔ ناگر قوم سے نرسی مہتہ نامی ایک تارک الدنیا کو منڈلیک نے بہت ستایا تھا اسلئے اس نے بددعا کی تھی اسکی چوپال اب بھی جوناگڈہ شہر میں موجود ہے۔

[3] منڈلیک کا بیٹا بھوپت سنگھ ۳۱ برس تک اس کا بیٹا کہنگار ۲۲ برس تک اس کا بیٹا نوگہن ۲۸ برس تک اس کا بیٹا شری سنگھ ۳۴ برس تک اور اس کا بیٹا کہنگار اکبر شہنشاہ دہلی کی فتح سورٹھ تک بڑا جاگیردار رہا ہے۔

ہندؤون کی مذہبی کتابون اور سکّہ جات و کتبہ جات وغیرہ سے ہنود کے جو حالات درج کئے گئے ہین اس کا بہت سا حصّہ صداقت سے خالی ہے۔ اور جو کچھ کیفیّت معلوم ہوتی ہے اس مین ملکی انتظام کا کوئی قانون نظر نہین آتا۔ بلکہ طوائف الملکی خفیف خفیف سببون سے جابجا لڑائیان پائی جاتی ہین (چنانچہ اس کو بھگوان لال وغیرہ مورخین نے بھی تسلیم کیا ہے) بھیل۔ کولی۔ کھانٹ وغیرہ قومین لوٹ مار کرتی رہتی تھین۔ بہت کم زمانہ ایسا گذرا ہے جس مین امن رہا ہے۔ اہل اسلام کی دہیمی دہیمی حکومت نے آخر کل ملک پر اپنا تسلّط حاصل کر کے طوائف الملوکی مٹا دی۔ اور مدّت دراز تک کاٹھیاواڑ مین امن قایم کر دیا جو آیندہ معلوم ہوگا۔

مذہبی اختلاف نے بھی بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ یعنے بدھ مذہب والون نے ہندؤون پر ظلم کیا ہے اور بعدہٗ جب ہندوون کا زور ہوگیا تو انھون نے بھی بدھ مذہب والون کو ستانے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا۔ جین مذہب کے ہندو مخالف رہے جب راجہ جینی ہوتا تو ہندؤون کی کم بختی آتی۔ اور جب شیو یا وشنو مذہب پر ہوتا تو جینی لوگون کو مزا چکھنا پڑتا تھا۔

نگروار شاہ رح کا مقبرہ اور شہیدوں کی قبریں۔
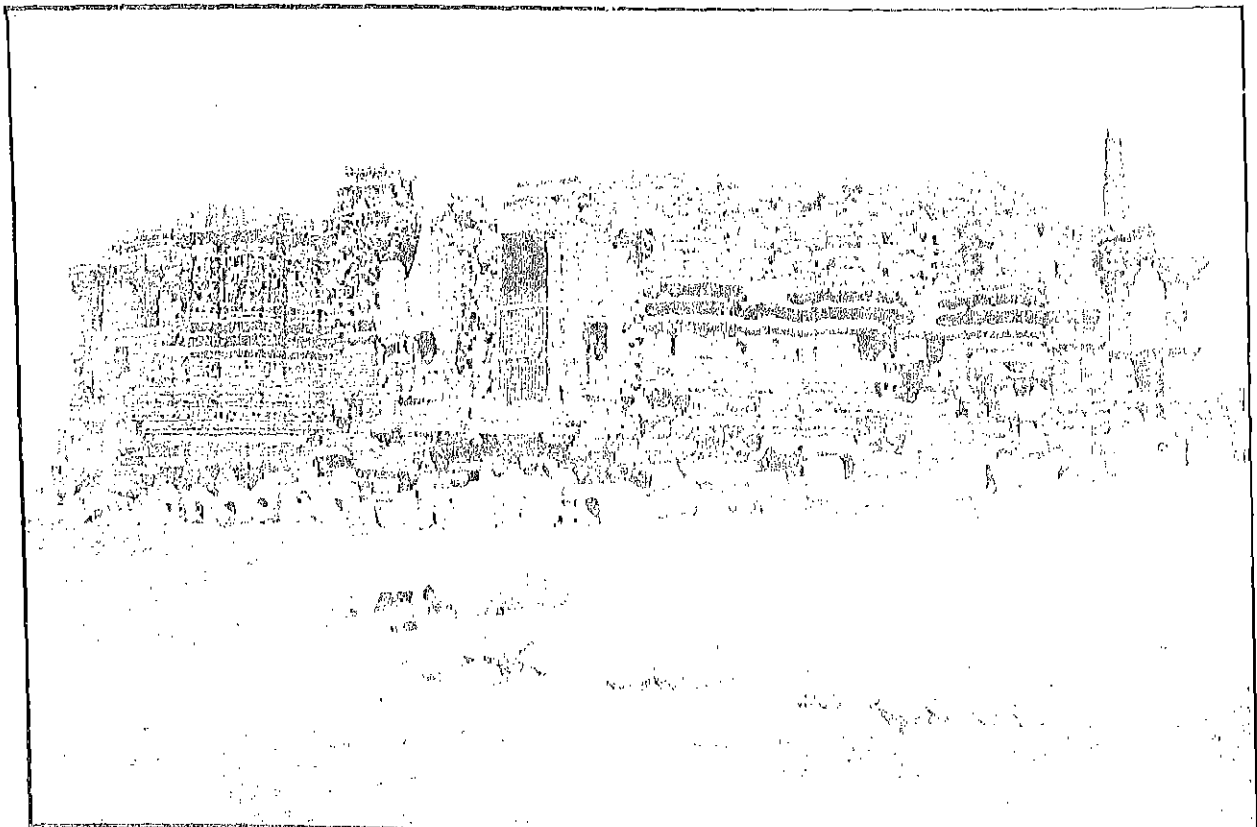
حصّہ دُوم

باب اوّل

اہل اسلام

سلطان محمود غزنوی کی سومناتھ پٹن پر چڑہائی

اس چڑہائی کے بیان سے پہلے سومناتھ کے مندر کی مختصر کیفیت بیان کرنی اس موقع پر نامناسب نہوگی جزیرہ نماے کاٹھیاواڑ کی دکھن جانب سمندر کے کنارے سومناتھ پٹن نامی شہر آباد ہے۔ اس شہر مین ایک مندر ہے جسکو سومناتھ یا سومیسر کہتے ہین۔ اس مندر کے علاوہ دو مقام اور بھی ہنود کے نزدیک اس شہر مین متبرک سمجھے جاتے ہین۔ تربینی[1]۔ اور دیہت سرگ[2] اور اسی سے ہنود اس شہر کو زیادہ ترپوتر (پاک) جانتے ہین اس مندر کی اصل حقیقت ہنود کی کتابون مین یہ ہے کہ سوم[3] یعنی چاند کے نکاح مین دکش نامی رِشی کی ۲۷ لڑکیان تھین جنمین صرف

[1] تربینی وہ مقام ہے جہان ترسبتی۔ ہیرن۔ اور کپلا یہ تینون ندیان باہم ملگئی ہین۔　[2] دیہت سرگ یہ مقام کرشن کا مقتل ہے۔

[3] اس قصہ کو ابوریحان البیرونی نے بھی اپنی کتاب الہند مین لکھا ہے (دیکھو صفحہ ۲۵۲ کتاب مذکور)

ایک ہی مساۃ روہینی کے ساتھ سوم کو زیادہ دلچسپی تھی اس پر سب نے باپ سے شکایت کی دکش نے سوم کو سمجھایا کہ سب سے یکساں محبت چاہیے مگر کچھ اثر نہوا ناچار دکش نے بد دعا کی جس سے سوم مرض دق[1] مین مبتلا ہو گیا۔ اور ہر چند اکثر تیرتھوں مین اس مرض سے نجات پانے کی آرزو لیکر گیا مگر شفایاب نہوا۔ آخر کار پربھاس[2] پٹن مین آکر شیو[3] کی تپشیا مین بڑے دھیان کے ساتھ مشغول ہوا یہان تک کہ شیو کی خوشنودی سے دکش کی بد دعا کا اثر دور ہوا فقط اتنا اثر رہا کہ پندرہ روز مین جتنا گھٹتا دوسرے پندرہ دنون مین اسی قدر پھر بڑھ جایا کرتا اور اسیطرح ہمیشہ سلسلہ جاری رہا۔ غرض جب سوم نے مراد پائی تو شیو کے لنگ پر طلائی مندر بنوا کر سومناتھ[4] نام رکھا۔ سوم کے بعد راون نے نقرئی اور اس کے بعد کرشن نے چوبی اور پھر سب کے بعد بھیم دیو راجہ انہل واڑے نے اپنے عہد مین اسی لنگ پر سنگی مندر تعمیر کرایا جس پر سلطان محمود حملہ آور ہوا۔ کرنل واٹسن کا قیاس سومناتھ مندر کی نسبت یہ ہے کہ چندر بنسی خاندان مین کوئی راجہ سومراج نامی ہوا ہوگا جس نے یہ مندر تعمیر کرایا۔

بہر حال یہ مندر اور شہر دونون بہت قدیم ہین ہنود کے نزدیک گذشتہ تین جگون (زمانون) مین اس شہر کے مختلف نام رہے ہین جیسے چندر پربھاس۔ شیو پٹن۔ سوم پور۔ دیو پٹن۔ پربھاس پٹن۔ اور سومناتھ پٹن۔ بلاول پٹن۔ یہ دونون نام کلجگ (زمانہ موجودہ) کے ہین جو اب مشہور ہین۔

پُرانون یعنی ہندوؤن کی مذہبی تاریخون سے ثابت ہے کہ زمانۂ قدیم سے یہ جزیرہ نما پانچ چیزون کی وجہ سے مشہور رہا ہے۔ ایک سومناتھ کا مندر۔ دوسری دوارکا (جسمین وشنو مندر ہے) تیسری گومتی ندی۔ چوتھی

---

[1] البیرونی نے برص لکھا ہے۔ [2] زبان سنسکرت مین پربھاس کے معنے روشن اور چمکیلا اور پٹن کے معنے شہر ہین۔

[3] ہنود کے عقاید مین ناراین بذات خود پیدا ہونے والا ہے ناراین کی قوت تین پر تقسیم ہوتی ہے ایک برہما (پیدا کرنیوالا) دوسرا وشنو (پالنیوالا) تیسرا شیو (فنا کرنیوالا) ان تینون مین شیو اور وشنو کا مندر ہوتا ہے۔ فرق دونون مین یہ ہے کہ وشنو مندر مین مورت ہوتی ہے جسکی وشنو ہنود پرستش کرتے ہین اور شیو کے مندر مین صرف لنگ ہی ہوتا ہے جسکو شیو ہنود پوجتے ہین ہنود کے نزدیک تمام ہندوستان مین بارہ ہی مقام ہین جہان یہ لنگ خود بخود برآمد ہوئے ہین مثلاً کاشی (بنارس) ہردوار اوجین وغیرہ

[4] زبان سنسکرت مین سوم کے معنی چاند اور ناتھ کے معنے آقا یعنی چاند کا آقا۔ [5] سومناتھ کے کتبے سے انہدام کے بعد بنوایا جانا معلوم ہوتا ہے دوسرے کتبے سے سولنکی کمارپال کے بنوانے کا حال معلوم ہوتا ہے۔ گو دنیا ان کہی ... اس مندر کو توڑا نہین ہے۔

حسینہ عورتیں[۳]۔ پانچویں[۴] اصیل گھوڑے۔ یہ مقام جیسا مذہبی طور پر مقدس (پوتّر) مشہور تھا ویسا ہی تجارت اور دولتمندی میں بھی شہرۂ آفاق تھا۔ جاتریوں کی طرح دُور دُور کے تجّار بھی یہاں آیا کرتے تھے خصوصًا اہل عرب کی تجارت نے دولت کا دروازہ کھولدیا تھا۔ اہل فرنگ میں سے باربوسا اور مارکو پولو نے بھی اس کی آبادی۔ ترقی تجارت و دولتمندی کے تعریف کی ہے۔

چاند گہن اور سورج گہن کے وقت لاکھوں آدمی اس مندر میں پوجا کے لئے جمع ہوا کرتے تھے۔ دس ہزار گانوں اطراف کے راجاؤں نے اس کے مصارف کے لئے سنکلپ (وقف) کر دئے تھے۔ اور دو ہزار پوجاری پانسو گاینیں تین سو گویئے (جو مجرا کیا کرتے تھے) اس کے وظیفہ خوار تھے تین سو حجام اور آٹھ سو بھجن گانے والے ہمیشہ موجود رہتے تھے دو سو من وزنی سونے کی زنجیر میں گھنٹہ لٹکا ہوا تھا۔ جو عبادت کے وقت اطلاع عام کے لیے بجایا جاتا تھا۔ لنگ کے اشنان (غسل) کیلئے روزمرّہ دریای گنگ سے پانی آتا تھا۔ جو وہاں سے ہزار میل پر ہے۔ اس مندر میں ۵۶[۱] ستون تھے ہندوستان کی تاریخ میں سلطان محمود غزنوی کے حملہ نے اسکو عالمگیر شہرت بخشی۔

سلطان محمود کی سومناتھ پر فوج کشی کی نسبت ابن اثیر اور ابن خلدون وغیرہما کا مستند قول یہ ہے کہ ہنود کے عقیدے کے موافق سومناتھ سب بُتوں کا بادشاہ ہے۔ اور تمام روحیں بدنوں سے نکلکر پہلے سومناتھ کے پاس جاتی ہیں جو اُن کو دوسرے بدنوں میں ڈالدیتا ہے اور مسئلہ تناسخ کا عمل درآمد اسی کے قبضۂ اختیار میں ہے۔ دوسرا یہ کہ سمندر کے جزر و مد کا اصل یہ ہے کہ گویا سمندر سومناتھ کی عبادت کرتا ہے۔ تیسرا یہ کہ سلطان نے ہند میں جس قدر بُت توڑے سومناتھ اُن سے ناخوش تھا۔ ورنہ سلطان کو طرفۃ العین میں برباد کر دیتا جب سلطان تک یہ خبر پہونچی تو وہ اس قدر برافروختہ ہوا کہ دسویں شعبان ۴۱۶ھ[۲] کو لشکر خاص کے علاوہ تیس ہزار فوج رضاکاران

---

[۱] ابوریحان البیرونی نے یہ سب لکھا ہے۔

[۲] سلطان محمود کے پہلے کسی مسلمان سردار کا ملک کا ٹھیاواڑ پر چڑہائی کرنا مشہور نہیں۔ مگر محمد شفیع اللہ شاہ صاحب سیّاح نے گھوگھہ کے ایک عربی طغرا سے جو سنگ مرمر پر کندہ ہے لکھا ہے کہ ۳۰۵ھ میں اسمٰعیل نامی سپہ سالار لشکر جرّار لیکر گھوگھہ پر اُترا اور ملک ہند و راجہ سے سخت لڑائی ہوئی طرفین کے بہت

(والنٹیر) اور ۲۰ ہزار باربردار اونٹ ہمراہ لیکر سومناتھ روانہ ہوگیا۔ کامل التواریخ کا بیان ہے کہ سلطان نہروالہ
سے دیل واڑہ ہوکر سومناتھ آیا اسلئے قیاس ہوسکتا ہے کہ نہروالے سے گھوگھہ اور دیل واڑہ ہوتا ہوا چکر کھاکے کنارے
کنارے سومناتھ میں داخل ہوا اس وقت کنارۂ بحر کا شمالی حصّہ کھمبالیہ تک جیٹھوا راجپوتون کے ماتحت تھا۔ اور
کھمبالیہ سے میانی تک چاوڑا راجپوت حکمران تھے منگرول سے مادھوپور تک واگھیلہ راجپوتون کا راج تھا نوی
بندر سے مھوا تک جیٹھوا اور چاوڑا راجپوت فرمانروا تھے مھوا سے گھوگھہ تک جنوبی ساحل پر والا راجپوت اور گوہلون
کی حکومت تھی وسط جزیرہ نما میں چوڑاسما خاندان کی عظیم الشان سلطنت تھی۔ غرض یہ کہ اطراف سومناتھ کے راؤ
اور ان کے علاوہ جزیرہ نما کے دوسرے راجہ اور گجرات کے سولنکی خاندان کا بڑا راجہ بھیم دیو وغیرہ ہم چھوٹے بڑے
ملاکر ۷۰ تھے سلطان کی آمد آمد سُن کر اپنے مذہبی جوش سے حمایت سومناتھ کے لئے اکثر قبل اور بعض سلطان کے
پہنچنے کے بعد فراہم ہوگئے تھے۔

سومناتھ کا قلعہ نہایت محفوظ و مستحکم تھا اس کے تین طرف دریا اور ایک جانب عمیق خندق تھی جس کا فتح
کرنا بہت ہی دشوار امر تھا جس وقت لشکر سلطانی قلعہ کے قریب پہنچا ہندوؤں نے قلعہ کی دیوار پر چڑھ چڑھ کر دیکھنا
اور مذہبی طعن آمیز کلمات کہنے شروع کئے مگر اس روز نوبت جنگ نہیں آئی اور ایک رات لشکر نے قلعہ کے
سامنے ہی بسر کی دوسرے روز صبح ہوتے ہی ادھر شاہ خاور نے آسمان پر اپنی تیغ شعاع علم کی اُدھر سلطان نے
لشکر کو جنگ کا حکم دیا حکم کی دیر تھی کہ دلاوروں نے قلعہ پر تیرون کا مینہ برسانا شروع کردیا قلعہ والوں نے جب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹) آدمی مارے گئے سپہ سالار موصوف اور اسکے ساتھ کے سردار یعقوب درنی وغیرہ بھی شہید ہوگئے مگر گوہ کا نام شامی لکھا ہے
کندہ کی تحریر اب نہیں پڑھی جاسکتی مگر اسکا سہری کی کتب عربیہ میں پتہ ملسکتا ہے۔

ہجری دوسری صدی میں کاٹھیاواڑ کے بعض حصوں پر عرب سوداگروں کا چڑھ آنا عرب سیاحوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے مگر مقامات کے نام کچھ ایسے بگڑ گئے
ہوئے ہیں کہ ان کا سمجھنا مشکل ہے۔ بعض مقامات چنانچہ ماڑل اور بردہ وغیرہ صاف لکھے ہوئے ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ ہشام بن عمر حاکم سندھ نے
جہازوں کا بیڑا جسکو عربی میں بوارج کہتے ہیں بروڈہ کے کنارے بھیجا تھا۔

تیر اندازی کا یہ حال دیکھا فصیل قلعہ چھوڑکر اندر ہی اندر کے راستے سومناتھ کے گرد آگر جمع ہوکر دعای استمداد
کرنے لگے ادھر اکثر مسلمان موقع پاکر سیڑھیوں اور کمندوں کے ذریعے فصیل پر جا پہنچے اور تکبیر کے نعرے مارنے شروع
کئے اس وقت راجپوتوں کے خون میں غیرت نے جوش مارا ایک بارگی فصیل کی جانب دوڑتے ہوئے آکر تیر اندازی
مسلمانوں سے دست و گریبان ہوگئے اور ایسا جانبازانہ حملہ کیا کہ مسلمانوں کو فصیل چھوڑنی پڑی۔ اسی اثنا میں شام
ہوگئی۔ اور دونوں لشکروں نے میدان جنگ سے مراجعت کی دوسرے روز پھر اس سے بڑھکر سرگرمی کے ساتھ تمام
دن جنگ و مقابلہ رہا مگر نتیجہ یہی ہوا جو روز اول ہوا تھا تیسرے روز صبح ہوتے ہی فریقین نے اگلے روز سے بڑھکر سرگرمی و آمادگی
کا اظہار کیا گیا جنگ شروع ہوئی میں ہنگامہ کارزار میں چند مددگار راجاؤں نے قلعہ سومناتھ کا محاصرہ چھڑانے کی
یہ تدبیر کی کہ جس طرف لڑائی ہو رہی تھی اس طرف سے کتراتے ہوئے دوسرے رخ سے لشکر اسلام پر جو مصروف
محاصرہ تھا حملہ آوری کے لئے بڑھے مگر سلطان جسکے ہمراہ رکاب فتح و اقبال تھا یہ چال سمجھ گیا اور اس تدبیر کے جواب میں
اپنے لشکر کے ایک حصہ کو بدستور مصروف جنگ چھوڑکر باقی ماندہ حصہ فوج اپنے ہمراہ لیکر ان راجاؤں کے مقابلہ کو
آموجود ہوا اور سخت جنگ شروع ہوئی اسی اثنا میں خبر ملی کہ راجہ بھیم والی انہلواڑا آتا ہے سلطان نے اہل لشکر کو جوش
دلایا اور لڑنے اور مارنے مرنے پر مستعد و آمادہ کردیا جس سے سب نے یکبارگی ایسا دل کھولکر حملہ کیا کہ ایک ہی دھاوے
میں پانچہزار کا کھیت کردیا اور باقیوں کے پاؤں اکھیڑ دیے لڑائی کا یہ رنگ دیکھکر ادھر تو سب سے بڑا راجہ بھیم[۱] دم دبا کے
بھاگ نکلا ادھر ان دشمنوں کے جو لشکر سلطانی کے مقابلہ میں قلعہ کو بچا رہے تھے اپنے حامیوں کی یہ حالت دیکھکر چھکے

---

۱ اسکے برعکس رنچھوڑ مؤلف تاریخ سورٹھ نے سلطان محمود کا بھاگنا اور گجرات کے راجہ بھیم اور جوناگڑھ کے راجہ چوڑاسما منڈلیک کا تعاقب کرنا لکھا ہے
کرنل واٹسن کی تحقیق کے موافق اس زمانہ میں نوگھن اول چوڑاسما راجہ تھا جو سنہ ۱۰۲۰ء سے سنہ ۱۰۴۴ء تک حکمران رہا ہے۔ کل تاریخیں پکار کر کہتی ہیں کہ سلطان
موصوف عمر بھر کسی جگہ نہ ہارا نہ بھاگا۔ مؤلف مذکور نے اور بھی جھک مارا ہے کہ مسلمان عورتوں کو ہندوؤں نے پکڑ لیا۔ اور پھر جلاب دیکر پاک کیا اور انکو
نکاح میں لائے۔ اب خیال کرنا چاہئے کہ لشکر سلطانی میں عورتیں کہاں تھیں۔ اور اگر تھیں اور ہندوؤں کے ہاتھ بھی آئیں تو پھر ہندو مذہب کے موافق کسی
صورت سے بھی وہ نکاح میں نہیں آسکیں یہ بالکل خلاف عقل اور محض بکواس ہے۔

چھوٹ گئے۔ ناچار قلعہ سومناتھ کی محافظت سے منھ موڑ کر اور مہادیوجی کی مدد سے مایوس ہوکر دریائی جانب کے دروازے سے نکلے اور کشتیون مین بیٹھ بیٹھ کر بھاگنا شروع کردیا یہ دیکھکر بہادران اسلام بھی کشتیون پر سوار ہوکر انکا تعاقب کرتے ہوے پہونچے۔ اور بھاگتے ہوے دشمنون مین سے چار ہزار کے قریب انھین کشتیون مین غریق بحر فنا کردئے بقول روضۃ الصفا کل پچاس ہزار قتل ہنود کے بعد سلطان پوری فتح وظفر کے ساتھ قلعہ مین داخل ہوا اور سومناتھ کے توڑنے کا حکم دیا پوجاریؔ[له] یہ حکم سنتے ہی تھرا اُٹھے یہ دیکھکر سلطان نے ازراہ مراحم خسروانہ اون کی جان بخشی فرمائی۔ الغرض بُت توڑا گیا اور سلطان نے اس کے ٹکڑون مین سے دو مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ روانہ کئے۔ اور دو غزنین کی جامع مسجد مین بھیجدئے پھر بہت سا زروجواہر لیکر شہر نہروالہ کی جانب مراجعت کی ایک بڑے انگریز مورّخ کا قول ہے کہ مندرون کی دولت کو سلطان نے اپنے خزانہ مین داخل نہین کیا۔ بلکہ رفاہ عام یعنی تعلیم وغیرہ مین صرف کر کے دنیا پر بڑا احسان کیا ہے بقول کرنل واٹسن فتح سومناتھ کے بعد سلطان نے بیٹھا خان نامی ایک مسلمان شخص کو سومناتھ پٹن کا حاکم مقرر کردیا تھا۔ لیکن کچھ مدت کے بعد واجا قوم کے راجپوتون نے پھر اس پر اپنا قبضہ کرلیا۔

قطب الدین ۵۹۲ھ ۱۱۹۴ء سلطان محمد شہاب الدین غوری کے سپہ سالار قطب الدین ایبک جو بعد مین ہندوستان کی اسلامی سلطنت کا بانی ہوا نہروالا فتح کر کے سورٹھ کے طرف بڑھا اور جانبو(جو اس وقت جھالا راجپوتون کا دار الحکومت

[له] اس سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ سلطان متعصب ظالم نہ تھا کیونکہ فتح کے بعد سب پوجاریون کو امان دیدی اور ایک کو بھی نہ قتل کیا نہ مسلمان الفنسٹن صاحب نے بھی اپنی تاریخ مین سلطان موصوف کی تعریف کی ہے۔ سلطان موصوف کے سومناتھ توڑنے کو متاخر زمانہ کے تاریخ نویسون نے تعصب مذہبی سے منسوب کیا ہے مثلاً فرشتہ نے لکھا ہے کہ سلطان نے خود اپنے ہاتھ سے سومناتھ کے مُنہ پر گُرز مارا حالانکہ یہ واقعہ ایسا ہی غلط ہے جیسا کہ انگریزون کے غزنین سے سومناتھ کے صندل کے کواڑ واپس لانے کا۔ محمود کا کیواڑ لیجانا تاریخ سے قطعاً ثابت نہین ہوتا۔ اسیطرح بُت کے مُنہ پر گرز مارنا محض غلط ہے جو مورخین نے عبارت مین دلچسپی اور رونق بڑھانے کے لئے اختراع کیا ہے۔ سومناتھ کا بُت اس زمانہ کے مورخون کے قول کے مطابق ایک گول پتھر تھا اسمین مُنہ ناک وغیرہ کچھ نہ تھا۔ ابن اثیر ابن خلدون اور البیرونی نے یہ امر صاف لفظون مین بیان کیا ہے۔ سلطان محمود کی بے تعصبی امر سے ظاہر ہے

تھا) کہ راجہ دہول بن مدھو پال جہالا کو شکست دیکر بھگا دیا یہان سے مورپی[1] کی طرف گیا وہان جیٹھوا خاندان کا راجپوت دکیوجی راج کرتا تھا اسکو بھی شکست دی قطب الدین کی نیت مستقل طور پر سلطنت جمانے کی نہ تھی اس لئے واپس چلا گیا۔ اور دہول اور دکیوجی پھر اپنے اپنے ملک پر قابض ہو گئے۔

۵۹۳ سے ۶۹۶ھ تک ۱۱۹۷ سے ۱۲۹۷ء تک کے زمانہ مین اہل اسلام کی حکومت ہونے مین مورخون کی غلط فہمی

قطب الدین کے جانے کے بعد ایک سو تین برس تک یعنی علاؤالدین خلجی سلطان دہلی کی طرف سے اسکے بھائی الماس بیگ الغ خان کے آنے تک کسی مسلمان کی سورٹھ پر چڑھائی کرنی مستند تاریخ سے ثابت نہین لیکن گرانٹ ڈف، جیکب اور کرنل ٹاڈ نے اپنی اپنی تالیفات مین بھاٹ لوگون کی کہانیون کو داخل کر کے غوری بادشاہون کی حکومت وسط ملک مین ہونی لکھی ہے جنکی تقلید کر کے اس ملک کے اکثر مورخون نے موضع آمرن کے داول شاہ کو (جو محمود بیگڑہ کے وقت کا ایک بڑا سردار تھا اور جس کو داور الملک کا خطاب تھا) غلطی سے غوریون کا سردار ٹھہرا دیا ہارش مین نامی ایک انگریز مورخ نے بلبن کے ثانی بے کو غلطی سے بالکل بلبن کر دیا۔ اس پر سے بعض نے بیلیم[2] بنا کر بیلیم غوری کے بھانجے نے پالیتانہ کا مندر گرا کر ایک مسجد تعمیر کرائی وغیرہ لکھدیا ہے۔ اور بعضون نے سومناتھ پٹن کے ایک کتبے[3] سے یہ دھوکا کھایا کہ وہ سلطان علاؤالدین کے قبل کا ہے یہ سب کے سب محض غلط و بے ثبوت بیان ہے غوریون کا دھوکا اسوجہ سے ہوا ہے کہ سلاطین گجرات کی طرف سے غوری اس ملک مین بڑے زور دار حاکم ہوئے ہین ان کا زمانہ بھاٹون نے آگے بڑھا دیا ہو نا گڈھ مین مائی گڈیچی کے کتبے سے جو ۶۸۵ھ ۱۲۸۶ء کا ہے پایا جاتا ہے کہ یہان حاجیون کے لئے جو بلاول سے بیت اللہ کو جاتے تھے ایک مسلمان صدر (ایجنٹ) رہتا تھا اگر اس ملک مین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳) کہ اس نے ملتان مین ہندوون کو وہ مندر واپس دلایا جو قرامطہ نے ان سے چھین لیا تھا۔

[1] مورپی کا قدیم نام مور دھوج تھا۔

[2] البتہ گجرات اور کاٹھیاواڑ مین مسلمانون کی بیلیم ایک ذات ہے اور ظرافت مین انکو کبھی بیلیم بادشاہ بھی کہتے ہین جسطرح سیدون کو کہتے ہین۔

[3] یہ کتبہ اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ کا ہے۔

اسلامی حکومت ہوتی تو اس کی ضرورت نہ تھی۔ سلطان غیاث الدین بلبن ہندوستان کا ایک حکمران گذرا ہے اسکو تاریخ فرشتہ اور طبقات اکبری کے موافق امرائے دربار نے مشورہ دیا تھا کہ گجرات کے زرخیز ملک کو جو التمش[1] کے قبضہ مین تھا فتح کرنا چاہیئے لیکن دوراندیش اور مدبّر سلطان نے انکار کیا اور کہا کہ مغلون کے متواتر حملون کا جواب دیکر ملک کی حفاظت کرنی اور جو ملک ہے اس مین امن و امان قایم رکھنا زیادہ ضروری اور بہتر ہے۔

الماس بیگ الغ خان فاتح گجرات کا سومناتھ وغیرہ فتح کرکے مستقل حکومت قایم کرنا
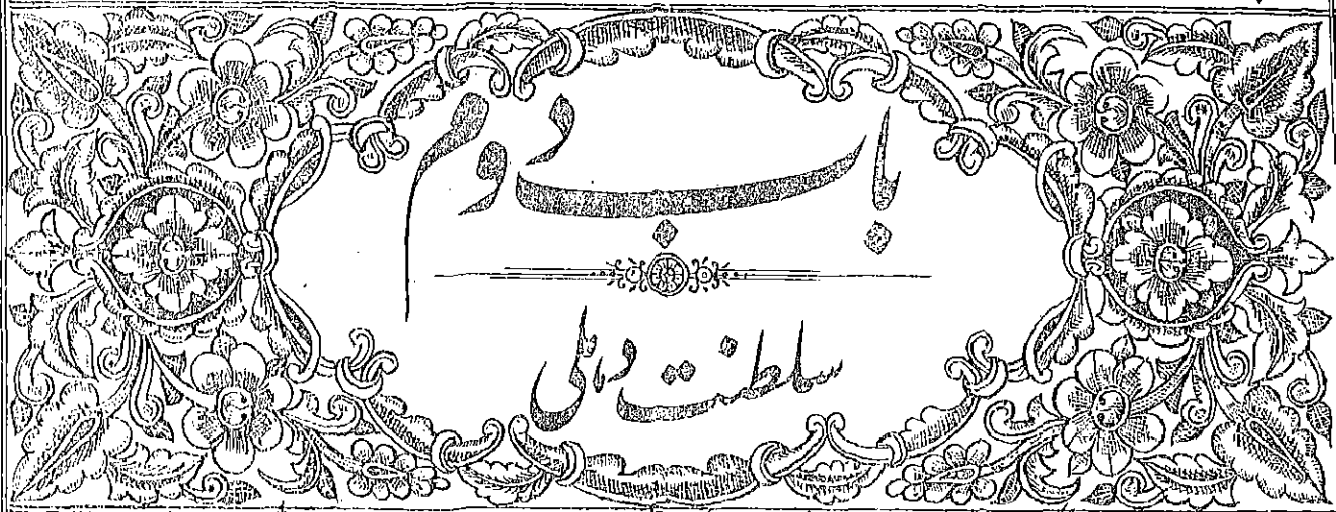
الماس بیگ الغ خان (برادر سلطان علاء الدین خلجی) نے سنہ ۶۹۷ھ مین چوڑاسما خاندان کے راجہ منڈلیک اوّل کے عہد مین خاص گجرات کو فتح کرکے فوراً جزیرہ نماے سورٹھ مین جاکر پالیٹانہ پر قبضہ کرلیا۔ اور سومناتھ پٹن[2] و اجان راجپوتون سے چھین لیا اور چونکہ ہندو مسلمانون کے ساتھ علانیہ تعصّب و حقارت کا اظہار کرتے تھے اسلئے الغ خان نے سومناتھ کا مندر منہدم کردیا۔ غرض اس چڑھائی مین گھوگھے سے لیکر مادھوپور تک جس کو ملک ناگھیر کہتے ہین اور ولا[3] اور اس کے اطراف کا ملک جو گوہلون نے والا راجپوتون سے لے لیا تھا وہ بھی مفتوح ہوگیا۔ بجز جدید سورٹھ کے

---

[1] خاص گجرات

[2] بعض کا قول یہ ہے کہ واجا راجپوتون کے بعد واگھیلا راجپوت سومناتھ پٹن پر قابض ہوگئے تھے۔

[3] ولا اسوقت سے اورنگ زیب کے بعد تک اہل اسلام کے قبضہ مین رہا۔ آخر بھاؤ سنگھ زمیندار بھاؤنگر نے اہل اسلام کے ضعف سلطنت کے وقت مین پالیا۔

جس[1] پر خاندان چوڑاسما بدستور قابض رہا اسی زمانہ سے گھوگھہ سے مادھوپور تک یعنی قدیم سورٹھ پر اہل اسلام کی حکومت بالاستقلال شروع ہوئی اور اس کا دارالخلافہ سومناتھ پٹن ہوا اور وہان ناظم گجرات کے ماتحت کا حاکم رہنے لگا اور تمام ملک مفتوحہ مین جابجا تھانہ جات قایم کرکے الغخان چلا گیا اسی زمانہ سے اطراف کے چھوٹے چھوٹے راجہ اور زمیندار جو کہ اس زمانہ تک راجۂ خاص گجرات یا چوڑاسما کو بڑا مانتے تھے وہ سب کے سب بجائے اُن کے سلطان دہلی کو بڑا ماننے اور خراج دینے لگے۔

الف خان یا الپ خان گجرات کا ناظم اوّل (خسر پورہ سلطان علاء الدین)	سنہ ۶۹۷ھ مین سلطان علاء الدین نے بطریق شکار سورٹھ کی طرف نہضت فرمائی۔ اور ستلیو نامی شخص کو جو انبوہ کثیر کے ساتھ لوٹ مار کرتا تھا نابود کر دیا۔[2]

گوہلون کے جدِّ اعلیٰ سیجک کا آباد کیا ہوا سیجکپور اور اس کے بیٹے راناجی کا آباد کیا ہوا رانپور[3] مع ان کے ملک کے سنہ ۹۰۶ھ مین مسلمانون نے فتح کر لیا۔

---

[1] پہلے جو حصہ فتح ہوا وہ قدیم سورٹھ مشہور ہوا۔ اور جب سارے ملک پر تسلط ہوا تو فتح ہونے کے بعد جدید حصّہ کا (جو چوڑاسما کے زیر حکومت تھا) صرف سورٹھ ہی نام رہا۔

[2] منتخب التواریخ جلد اول۔

[3] کرنل فاربس (راس مالا صفحہ ۲۷۷) اور ان کے مقلد بیلی (مؤلف انگریزی تاریخ گجرات صفحہ ۹۰) اور بھگوان لال (مؤلف گجراتی تاریخ سورٹھ صفحہ ۱۷۵) وغیرہ لکھتے ہین کہ رانپور سلطان محمود بیگڑہ کے زمانہ مین فتح ہوا وجہ یہ تھی کہ راناجی گوہل کی ایک سالی سلطان محمود بیگڑہ کے عقد نکاح مین تھی وہ اپنی بہن راناجی گوہل کی رانی کو ساتھ لے جانا چاہتی تھی لیکن اس نے نہ مانا یہ کاوشش تو اندرونی تھی۔ اور ظاہر یہ تھی کہ رانپور کے قریب جاجیونکا ایک قافلہ پڑا ہوا تھا صبح کے وقت قافلہ کے ایک لڑکے نے اذان دی۔ اذان کے سنتے ہی ایک برہمن نے راناجی سے کہا کہ اب تیرا راج مسلمانون کے ہاتھ مین جائیگا۔ اس پر اس نے کہا کہ اب کیا تدبیر کیجائے برہمن نے جواب دیا کہ اگر اذان دینے والا قتل کیا جائے تو تیرا راج قایم رہیگا۔ آخر راناجی کے اشارے سے ہندوؤن نے ہجوم کرکے اس لڑکے کو مار ڈالا۔ اس پر مقتول کی بوڑھی مان سلطان محمود بیگڑہ کے پاس فریاد لیگئی۔ اس پر سلطان کا بھانجا بدیع خان جس کی شادی اسی روز ہوئی تھی انتقام لینے کو تیار ہو گیا۔ ہر چند دوسرے سردارون نے روکا مگر اس نے کسی کی نہ مانی اور آخر جا کر

ناظم تاج الدین جعفر کا سردھار فتح کرنا ۷۲۵ھ

جھالاؤن کے جدّ اعلیٰ مسمّی سانتل جی نے گجرات کے شمال مین ایک مقام سانتل پور (جو علاقہ پالن پور مین ہے) آباد کر کے اپنے چھوٹے بیٹے سور جمل کو جاگیر مین دیدیا تھا باگھیلون کے سردار لوناجی نے سورجمل کو شکست دیکر سانتل پور پر قبضہ کر لیا۔ اس پر سانتل جی نے تاج الدین جعفر ناظم گجرات سے مدد طلب کی ناظم مذکور نے لوناجی پر لشکرکشی کر کے باگھیلون کو شکست فاش دی اور دارالسلطنت سردھار پر قبضہ کر لیا۔ لیکن سانتل جی لڑائی مین مارا گیا۔

سلطان محمد تغلق کی ۷۵۰ھ مین موکھرا سے لڑائی۔

موکھرا ابن راناجی ابن سیجک نے اپنے آبائی ملک کے جنوبی طرف جا کر والا قوم کے راجپوتون سے مقام بھیمراڈ چھین لیا اور اس کے بعد کولیون سے مقام امرالا چھین کر اسی کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا پھر مقام کھوکھرہ فتح کر لیا اور گھوگھہ کے مسلمانون پر بھی یکایک تاخت کر کے اُنہین گھوگھہ سے نکال دیا۔ اس کے بعد باریہ کولیون سے جزیرہ پیرم چھین کر بجاے امرالا اسکو دارالحکومت قرار دیا۔ جب سلطان محمد تغلق نے موکھرا کی تاخت و تاراج کا حال سُنا موکھرا پر لشکرکشی کی۔ اور بعض مورخین کا قول یون ہے کہ موکھرا نے سلطان سے لوٹ مار نہ کرنے کا معاہدہ کر لینے کے بعد بھی دریائی لوٹ مار کرنی نہین چھوڑی اسی وجہ سے سلطان نے اس پر ۷۵۰ھ مین لشکرکشی کی الغرض موکھرا نے بڑی آمادگی اور بہت ہی مستعدی کے ساتھ سلطان کا مقابلہ کیا مگر آخر کار[۱]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵) شکست دیکر رانا کو قتل کیا یہ دیکھ کر اسکی رانیان قلعہ کے کنوین مین خود گر کر ہلاک ہوگئین بعد ازان خود بدری خان شہید ہوا مگر اہل لشکر نے رانپور پر قبضہ کر لیا۔ یہ سارا قصہ بھاٹ لوگون کا گھڑا ہوا ہے۔ نہ فارسی تاریخون مین اس کا کوئی تذکرہ ہے نہ ان مین سلطان بیگڑہ کا بھانجا بدری خان ہے راناجی کا بیٹا موکھراجی محمد تغلق بادشاہ دہلی سے لڑ کر مارا گیا اسکو یہ سب قبول کرتے ہین بنابرین باپ راناجی سو برس سے زیادہ زمانہ کے بعد محمود بیگڑہ کے زمانہ مین ہو یہ غیر ممکن ہے بعضون نے بیگڑہ کے زمانہ کا راناجی کوئی اور لکھا ہے مگر دوسرا کوئی راناجی گوہل خاندان مین پایا نہین جاتا

[۱] موکھرا کی قتل گاہ واقع گھوگھہ مین ہندوون نے اس کا ڈھیر بنا دیا جو اب تک موجود ہے اور بھاؤنگر کا جو راجہ جب کبھی گھوگھہ مین کسی ضرورت سے جاتا ہے سب سے پہلے اس کے ڈھیر پر جا کر درشن کرتا ہے۔ موکھرا سے لڑائی کا ہونا فارسی تاریخون مین تذکرہ نہین بمبئی گزیٹر سے ماخوذ ہے۔

سخت جنگ وکارزار کے بعد مارا گیا۔ سلطانی فوج نے وہاں سے آگے بڑھکر اونہ دیلواڑہ تک کا ساحل فتح کرلیا۔ موکھڑا کا بڑا بیٹا ڈونگر نامی سے جو اس لڑائی میں فرار ہوگیا تھا پھر آکر اپنے باپ کا ملک حاصل کیا اور اس کے چھوٹے بیٹے سیمر سنگ کو اس کی ماں اپنے ہمراہ راج پیپلا لیگئی جہاں وہ اپنے نانا کا جانشین ہوا۔

سلطان محمد تغلق کا منھوارہ فتح کرنا

والا راجپوتوں کے راجہ سانا کا صدر مقام بھادر وو[1] تھا راجہ نے اپنے بھائی سورا کو تراپج اور منھوارہ وغیرہ بارہ گاؤں جاگیر میں دئے تھے چونکہ ان والا راجپوتوں نے تاجران اسلام کے اکثر جہازات لوٹے تھے۔ اس لئے سلطان محمد تغلق شاہ نے ان پر سنہ مذکور میں چڑھائی کی جس میں سورا مارا گیا۔ اور اس کے ملک پر سلطان تغلق کا قبضہ ہوگیا

سلطان محمد تغلق کی جوناگڈھ پر چڑھائی سنہ ۷۵۱ھ / ۱۳۵۰ء

جوناگڈھ پر سلطان محمد تغلق کی چڑھائی کی یہ وجہ ہوئی کہ رائے کھنگار چہارم چوڑاسمانے سومنات کے سلطانی حاکم کو سومنات سے نکالدیا اور وہاں کے راجپوتوں کو اسپر قابض کرادیا اس لئے سلطان محمد تغلق نے چڑھائی کر کے کھنگار کو قید کرلیا۔ اور قلعہ جوناگڈھ پر قبضہ کیا اور کھنگار کا بہت بڑا مددگار واگھیلا ویر نامی لڑائی میں مارا گیا۔ تغلق شاہ کے پہلے کسی مسلمان بادشاہ نے جوناگڈھ پر چڑھائی نہیں کی۔[2] اس لڑائی میں سلطان کی کھانٹ لوگوں نے جن کا سردار مسمی جیتا (جی سنگھ) تھا نوکری کی تھی اور اس نوکری کے صلہ میں سلطان نے انکو بیل کھا وغیرہ جاگیر میں دیا تھا اور کھنگار کو خراج اور اطاعت کی شرط پر قید سے رہا کرکے جوناگڈھ واپس دے دیا اسی طرح اطراف کے دوسرے زمیندار بھی مطیع ہوئے۔ اور طبیعت کی علالت کی وجہ سے سومنات جانے کا ارادہ ملتوی کردیا۔

سلطان کا گونڈل میں مقام

جوناگڈھ سے فارغ ہوکر سلطان گونڈل پہونچا جہاں بیماری کے سبب مدت تک مقام کرنا پڑا یہاں کچھ کے راجہ نے سلطان کے حضور میں حاضر ہوکر چند گھوڑے نذر کئے اور بادشاہ نے اس کو خلعت عطا کی

---

[1] تحقیق کہ بعد اہل اسلام کے قبضہ میں آگیا تھا۔ [illegible] لیکن معلوم نہیں کس سن میں فتح ہوا۔

[2] بمبئی گزیٹیر جلد [illegible] صفحہ ۲۰۶ [illegible] ۱۳۴۸ء [illegible] لڑائی معلوم ہوتی ہے جو محض غلط ہے۔

یہان سے بعض سردارون کو دہلی روانہ کیا اور بعض کو وہان سے بلوایا اور افاقہ کے بعد گونڈل سے شمال کی جانب کوچ کرکے صحرائے کچھ مین سے ہوتے ہوئے نگر ٹھٹھ (سندہ) پہونچا جہان سنہ ۷۵۲ھ کے اوائل مین وفات پائی۔ بقول ضیاء الدین برنی سلطان کی طرف سے اس ملک کے حاکم شیخ زادہ معز الدین اور نظام الملک جونا بہادر ترک ہوئے ہین۔

شمس الدین ابورجا کا جوناگڈہ مین اسلامی تھانہ قائم کرنا

فیروزشاہ بادشاہ دہلی کے عہد مین ظفرخان اول ناظم گجرات کے نائب شمس الدین ابورجا[1] نے جو بڑا عاقل مدبر مقرر اور محرر تھا اور جس کو بعد مین ضیاء الملک کا خطاب ملا تھا۔ جوناگڈہ کے چوڑاسما راجہ موکتا سنہ[2] (جس کا دوسرا نام موکل سینہ ہی) کو دباکر خراج لیا۔ اور وہان ایک مسلمان تھانہ دار قائم کرکے راجہ کو جوناگڈہ چھوڑکر ونتھلی رہنے کا حکم دیا راجہ نے فوراً تعمیل کی اور اسی طرح فیروزشاہی حکم سے گھوگلی کو اس راجہ نے فتح کیا اور اطراف کے چھوٹے زمیندارون کو مطیع کرکے لوٹ مار موقوف کرائی۔

جیت پور پر قبضہ

جیت پور چو والا قوم کے راجپوت جیت سنگھ کا بسایا ہوا ہے۔ اس کا پرپوتا چاپراج بن ابجل حکمران تھا شمس الدین نے بوجہ سرکشی لشکرکشی کرکے[3] اس کو قتل کیا اور جیت پور پر قبضہ کرلیا۔ بعدہ مقام کلیسر کو تاراج کیا جو کوہ برڈا پر آباد تھا۔

سید سکندر ترمذیؒ کا منگرول کو فتح کرنا سنہ [illegible]ھ

منگرول مین کنورپال واگھیل راجہ پر فیروزشاہ کے ایک سردار سید سکندر ترمذیؒ[4] نے سنہ [illegible] ہجری مین فوج کشی کرکے منگرول کو فتح کیا اور راجہ لڑائی مین مارا گیا اور سیّد موصوف وہان کے حاکم مقرر کئے گئے۔ اس وقت سے منگرول سورٹھ قدیم کا دار الصدر ہوا۔

---

[1] مرآت احمدی وغیرہ مین انور خان نام ہے۔ مگر تاریخ فرشتہ و طبقات اکبری مین ضیاء الملک شمس الدین ابورجا نام لکھا ہے۔ یہ فرق یا تو قلم ناسخین سے ہوا ہوگا۔ یا مخففات کے استعمال سے جیسا کہ تاریخ فیروزشاہی مولفہ شمس سراج مین اکثر اسما تخفیفاً مستعمل ہین۔

[2] رنچھوڑ مولف تاریخ سورٹھ لکھتا ہے کہ شمس الدین نے کھینگار چہارم سے جوناگڈھ فتح کرلیا تھا۔

[3] بھاٹ لوگون کی بناوٹی وجہ متعلق لشکرکشی یہ تھی کہ چاپراج کی ایک خوبصورت لڑکی پر شمس الدین عاشق ہوا تھا جسکو اسکے باپ نے مار ڈالا۔

[4] سید احمد نامی ایک بزرگوار کے کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سید سکندر شمس الدین انور کے ماتحت تھے افواہ عام کے مقلد مؤرخون کا یہ لکھنا کہ

تعمیر جامع مسجد سنہ ۶۷۵ ہجری

منگرول کے ایک سنہ ۶۷۵ ہجری والے کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اعز الدین نے اسی سن مین بمقام منگرول ایک جامع مسجد اس منڈپ کے موقع پر تعمیر کرائی جو بھان جیٹھوا نامی راجہ نے بچھایا تھا اور شمس الدین نے اسکو اُجاڑ ڈالا تھا اور اعز الدین سنہ مذکور مین منگرول کا حاکم تھا یہ مسجد نہایت عالیشان ہے۔

اسوقت مسلمانون کی حکومت جنوبی ساحل پر ماہوپور سے دیلواڑہ تک خودمختارانہ اور مستقل طور پر تھی منگرول کے فتح ہوجانے سے اور بھی حکومت کو زور اور قوت حاصل ہوئی اور چونکہ منگرول بندرگاہ تھا اس لئے اسکے مفتوح ہونے سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸) بخاری سیدون نے برات کے حیلے سے منگرول کو فتح کیا۔ اور سکندر خان نامی سید سکندر کے ساتھ آیا تھا۔ اور ان کی طرف سے منگرول کا تھانہ دار مقرر کیا گیا تھا۔ صحیح نہین معلوم ہوتا اسلئے کہ سنہ ۷۸۹ ہجری مین ملک یعقوب آخر بیگ کو سکندر خان کا خطاب دیکر شاہ دہلی نے ناظم گجرات کرکے بھیجا تھا۔ لیکن گجرات مین آتے ہی وہ مارا گیا۔ عہد شاہان تغلق مین بعض سادات ترمذی معزز عہدون پر مامور رہے ہین جنمین ایک یہی سید سکندر ہین۔ اور ایک سید غیاث الدین ترمذی تھے جنکو غیاث الدین ثانی نے جو فیروز کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا ہے منصب سلاحداری عطا کیا تھا۔

سید سکندر موصوف کے والد بزرگوار کا نام مسعود تھا حضرت سید سکندر نے باطنی فیض حضرت سید جلال الدین بخاری علیہ الرحمہ عرف مخدوم جہانیان جہان گشت (جنکا مزار شریف اُچھ ضلع ملتان مین ہے) سے حاصل کیا۔ اور آپکے خلیفہ ہوے علم ظاہر معقول و منقول سے بھی آراستہ اور نہایت پابند شریعت تھے چونکہ آپکے مرشد سید جلال الدین بخاری کا فیروز شاہ معتقد تھا اس توسط سے بادشاہ نے سید سکندر رحمۃ اللہ علیہ کو منگرول بھیجا تھا۔ بعد فتح منگرول کچھ زمانہ وہان حکومت کی بعد اپنے صاحبزادے سید آدم کو حکومت سپرد کی اور آپ عبادت الٰہی مین منگرول کے باہر جہان آپ کا مزار ہے مصروف رہے اور ۸۰ برس کی عمر مین سنہ ۸۲۵ھ کی ربیع الآخر کی ۱۰ تاریخ کو وفات پائی۔ راجہ کا محل آپ کی اولاد کے تصرف مین اتبک ہے جو بڑی ماڑی کے نام سے اس ملک مین مشہور ہے۔ اسکے نشان اتبک موجود ہین جنکے دیکھنے کے لئے شائقین تاریخ انگریز وغیرہ اب بھی جایا کرتے ہین۔ حضرت ممدوح کا عرس بڑی دھوم سے ہوتا ہے آپکے مرشد نے رخصت کے وقت اپنا جبہ۔ تاج۔ اور دستار پالکی۔ اور اپنے بھائی سید راجو شاہ کی کمر کی باندھنے کی لنگی وغیرہ عطا کی۔ آپ کی اولاد [illegible] یہی لباس [illegible] جو شخص یہ لباس پہنتا ہے اسکے دیکھنے سے ایک عجیب کیفیت دیکھنے والون پر طاری ہوتی ہے۔ اسوقت آپکے سجادہ نشین [illegible] صاحب نہایت متقی دیندار اور سادہ طبیعت ہین اُس پالکی کو بھی اتبک برابر قائم رکھا ہے۔ اسکی کرامت یہی کہ [illegible] کسی عورت کو جب درد شکم ہوتا ہے اور بچے کے تولد مین مشکل آ پڑتی ہے۔ اسوقت پانی پلایا جاتا ہے

تجارت پر بھی بہت مفید اثر پڑا۔ فیروز شاہ کے عہد مین مفتوحہ ملک کا انتظام نہایت عمدہ تھا جو تاریخون کے علاوہ اس ملک کے اکثر کتبون سے ثابت ہے گو اس بادشاہ نے جزیہ لینا شروع کیا۔ مگر بہت سے ٹکس معاف کئے جو شریعت کے خلاف تھے۔ اس سے ہندوؤن کو نفع رہا ہے۔

ظفرخان کا ۷۹۷ھ مین سومناتھ پٹن جانا۔

۷۹۷ھ ہجری مین ظفرخان جو گجرات کا آخر ناظم ہوا اور بعد مین مظفر شاہ کے لقب سے گجرات کا سلطان ہو گیا وہ اہل ہنود کی شرارت کی وجہ سے سومناتھ پٹن پہونچا سرکش ہندوؤن کو رام کیا۔ مستحکم مسجد تعمیر کرائی۔ شعائر اسلام کے رواج دینے کا بندوبست کیا۔ اور از سر نو ایک تھانہ قائم کرکے اس مین اپنی طرف کا ایک تھانہ دار متعین کردیا۔ بعد وہان سے فارغ ہوکر جوڑا سما راجہ سے خراج لیتا ہوا شہر نہروالہ واپس گیا۔

منگرول کے ایک کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۷۹۷ھ مین ظفرخان ناظم گجرات کی طرف سے رائے[1] ملتانی حاکم منگرول تھا اور ملک موسیٰ کوتوال تھا۔

ایک اور کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۸۱۰ھ[2] مین ظفرخان بلقب مظفر شاہ گجرات کا خود مختار اور مستقل بادشاہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹) خداوند اپنا فضل کرتا ہے۔ اس خانقاہ مین بہت سے قدیم تبرکات خیر القرون اور ما بعد کے ابتک بجنسہٖ محفوظ ہین جنکی زیارت کو انگریز بھی جاتے ہین۔ سجادہ نشین کے پاس ابتک (۹) گاؤن جاگیر مین ہین۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹) [5] منگرول کے ایک کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۶۸۰ھ مین راولی مسجد تعمیر ہوئی مشہور کرتے ہین کہ راول مندر منہدم کرکے اسکی جگہ یہ مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ اور ایک کتبہ سے پایا جاتا ہے کہ ۶۸۹ھ مین خواجہ صدر الاکابر نے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔ علاوہ ان کے منگرول مین دوسرے کتبہ جات بھی ہین۔

[2] افواہ عام یہ ہے کہ یہان جیٹھوا نے اپنی لاڈلی رانی کو کسی سبب سے نکال دیا اور جب پھر اسکو داخل کرنے کا ارادہ ہوا تو نہ ہٹیا۔ ۱۸۰۰ کنواری لڑکیون کو اس منڈپ مین ایک ہی دن اپنے خرچ سے بیاہ دینا پڑا۔

[1] ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے رائے ملتانی کا بیٹا ملک یعقوب حاکم منگرول تھا جو اس سے پہلے جواہر کی تجارت کرتا تھا۔

تھا۔ اسوقت اس کی طرف سے سومناتھ پٹن کا حاکم ملک بدر بنجھال تھا اور اس کا نائب ملک شیخ بن تاج منگرول
مین تھا جس نے منگرول کی شہر پناہ تعمیر کرائی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظفر خان نے سومناتھ کو پھر سورٹھ قدیم کا دار الصدر قرار دیا تھا

ظفر خان کی دوبارہ سومناتھ پر چڑھائی سنہ ٨٠٤ھ

سنہ ٨٠٤ ہجری[1] مین ظفر خان کو خبر پہونچی کہ سومناتھ کے ہندوؤن نے اسلامی تھانہ دار
کو خارج کرکے خودسری[2] اختیار کی ہے تو فوراً ایک لشکر جرار شورش انگیز ہندوؤن کی تادیب
و تنبیہ کی غرض سے روانہ کیا۔ ادھر سرکشان و باغیان سومناتھ نے بھی اس فوج کے روانگی کی اطلاع پاکر مقابلہ کی
تیاری شروع کردی اور جس روز حریف مسلمانون کے لشکر سے دریائی راستے مین مقابلہ کیلئے بڑھ رہی اور خوب
لڑائی ہو رہی تھی ظفر خان بھی اپنے لشکر سے جا ملا اور سخت جنگ ہوئی آخرکار جب حریفون نے اہل اسلام کو غالب
پایا تو بناچاری میدان جنگ چھوڑ کر اور مقابلہ سے منہ موڑ کر قلعہ دیو[3] مین جاکر متحصن ہوئے اور مسلمانون نے تعاقب کنان
دیو پر پہنچکر قلعہ کا محاصرہ کرلیا آخر سخت لڑائی کے بعد نتیجہ یہ ہوا کہ اہل اسلام کا لشکر قلعہ مین داخل ہوگیا۔ اس لڑائی
مین ہمیر نامی گوہیل راجپوت اور ویگڑہ نامی بھیل جو اُس وقت کے بڑے بہادر شمار کئے جاتے تھے مارے گئے۔ ظفر خان
نے اس فتح کی خوشی مین بڑی دھوم دھام کا ایک جلسہ کرکے خداوند کریم کا شکر ادا کیا اور نہایت خوشی ظاہر کی۔
اور ایک مسجد[4] تعمیر کرادی اور قاضی و مفتی وغیرہ مقرر کرکے ارباب شریعت کا مستحکم بندوبست کردیا اور تھانہ قائم کرکے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٠) ۵۳ فارسی تاریخون چنانچہ مرآت سکندری وغیرہ کے قول سے ٨١٠ھ مین مظفر شاہ خود مختار ہوا اگرچہ اس زمانہ کے کچھ پہلے اسکا بیٹا تاتارخان محمد شاہ کے لقب سے بادشاہ ہوا تھا مظفر کا بطور ناظم کے اقتدار بہت بڑھا ہوا تھا اسلئے کتبہ مین ایسا لکھدیا ہوگا۔

[1] مرآت سکندری مین سنہ ٨٠١ھ لکھا ہے اور دیو کا مضمون نہین ہے مگر تاریخ فرشتہ اور طبقات اکبری مین سنہ ٨٠٤ھ ہے اور دیو کا مضمون بھی ہے۔

[2] تاریخ فرشتہ مین رای سومناتھ لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤن نے اپنا راجہ بھی قرار دیدیا تھا۔

[3] دیو جزیرہ ہے اس پر آٹھوین صدی عیسوی سے چاوڑا راجپوت قابض تھے بعد بارھوین صدی عیسوی مین واگھیلا راجپوت قابض ہوگئے۔ پچھوڑ جی نے لکھا ہے کہ سنہ ١٣٢٠ء مین شمس خان نے باگھیلا راجہ جی سنگھ کو مار کر دیو لے لیا جسکی تقلید کرنل واٹسن نے بھی کی ہے۔ مگر فارسی تاریخون مین ظفر خان کا اول دیو پر قابض ہونا لکھا ہے۔

[4] طبقات اکبری مین جامع مسجد لکھا ہے۔ اور فرشتہ مین عالیشان۔

دار الملک نہروالہ چلا گیا جو بعد مین پیران پٹن مشہور ہوا۔

اسلامی حکومت کا استحکام

ظفر خان کی نظامت اور خود مختاری مین اس ملک کے جس جس حصّہ مین اسلامی حکومت تھی اسکو زیادہ استحکام ہوگیا۔ جوناگڈھ کے خاندان چوڑاسما کی طرف سے برابر خراج وصول ہوتا رہا۔ بلاول پٹن اور منگرول وغیرہ بندرگاہون مین تجارتی معاملات کی عمدہ ترقی ہوگئی اور سورٹھ کے وسط مین جو مقام بالکل جنگل اور ناقابل زراعت تھا اس مین سے اکثر حصص مزروعہ ہونیکے علاوہ اور بہت سے گاؤن آباد ہوئے۔

باب سوم

سلطنت گجرات
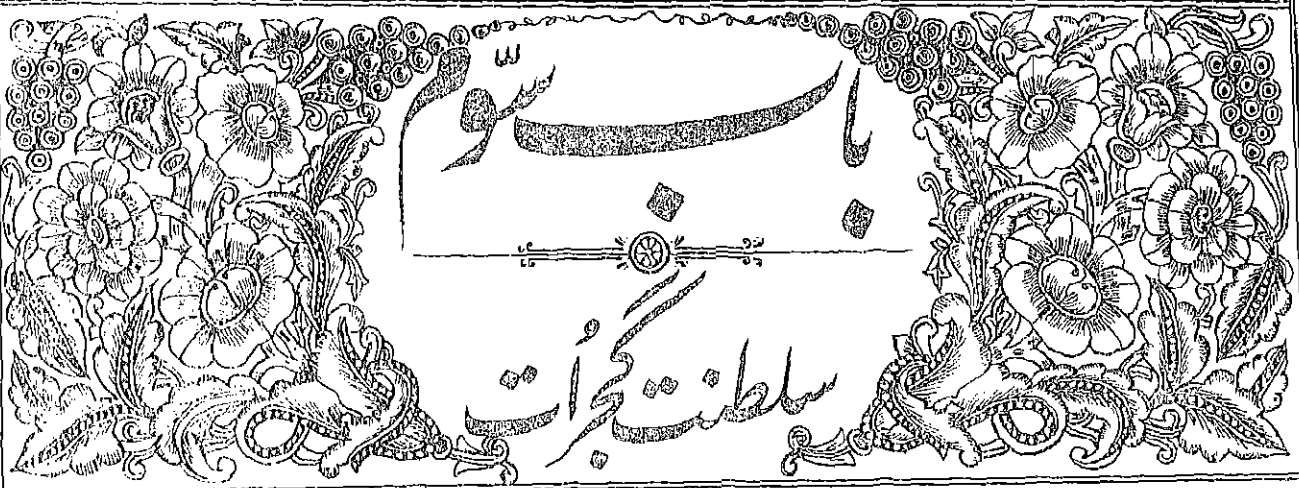
سلطان احمد شاہ کی جوناگڈھ پر چڑھائی سنہ ۸۱۶ھ

چوڑاسما خاندان کے راجہ میلک[1] نے سرکشی کرکے مسلمان تھانہ دار کو جوناگڈھ سے نکالدیا اور اپنا پائے تخت بنتھلی سے منتقل کرکے پھر جوناگڈھ قرار دیا اس لئے سلطان احمد شاہ نے اس پر فوجکشی[2] کی نتیجہ یہ ہوا کہ راجہ شکست کھا کر قلعہ بالا مین متحصّن ہوا پھر سلطان نے قلعہ کا محاصرہ کیا جسمین بیدر چھوٹے راجہ بھی میلک کے ساتھ محصور ہوئے تھے غرض وہان سے تنگ آکر قلعہ گرنار مین راجہ فرار ہوگیا قلعہ بالا

[1] مرآت سکندری و مرآت احمدی مین اس راجہ کا نام مینڈلیک لکھا ہے۔ اور بعض مین کھینگار نام لکھا ہے لیکن جال کی تحقیق کے موافق میلک ہے۔

[2] فارسی تاریخون کے موافق یہ وجہ ہوئی کہ جھالا ستر سال اور شیخ ملک بن شاہ ملک احمد شاہ کے خلاف سلطان ہوشنگ والی مالوہ کو گجرات فتح کرنے کی اشتعالک دیتے تھے۔ اسلئے ستر سال اور شیخ ملک بن شاہ ملک کو نظام الملک اور لطیف خان سرداران احمد شاہ نے سورٹھ کی طرف بھگا یا تھا۔ سورٹھ کے راجہ نے ان کو پناہ دی تھی اسوجہ سے سلطان احمد شاہ نے اس پر چڑھائی کی اور منڈلیک کا دی ناسی کتا سے بین پلان

سلطان نے فتح کرلیا اور بنتھلی پر بھی قبضہ کیا۔ اب راجہ نے عاجز ہوکر معافی مانگی جو سلطان نے منظور کی اور راجہ پر خراج مقرر کردیا۔ دوسرے زمینداروں نے بھی سلطان کی اطاعت قبول کرکے خراج دینا منظور کیا۔ ان سب کارروائیوں کے بعد سلطان نے مقررہ خراج وصول کرنے کیلئے اپنی طرف سے سید ابوالخیر اور سید ابوالقاسم دونوں بھائیوں کو جوناگڈھ میں مقرر کرکے سنہ ۸۱۸ھ کے جمادی الاولیٰ میں اپنے نو آباد دار السلطنت احمد آباد کی طرف مراجعت کی۔

جھالا راجپوتوں کو تنبیہ سنہ ۸۲۰ھ

مانڈل کا زمیندار جھالا ستر سال (دھرانگدہرہ والوں کا جدّ اعلیٰ) دو تین مرتبہ اپنی سرکشی کی سزا پاچکا تھا اس کا بیٹا جیت سنگھ جانشین ہوا تو اس نے بھی سرکشی اختیار کی اسلئے سلطان احمد شاہ نے خان اعظم محمود خان کو سنہ ۸۲۰ھ[1] میں اسکی تنبیہ کیلئے روانہ کیا آخرکار زمیندار جھالا واڑ کو مقام پالڑی سے جو اس زمیندار کا دار الصدر تھا بھاگ کر مقام کنوان میں جانا پڑا اور لشکر سلطانی نے کنڈنی کے زمیندار ناگجی جھالا (لیمڑی والوں کے جدّ اعلیٰ) کی بھی سرکوبی کی۔

ملک بھال پر قبضہ

جزیرہ نمائے کاٹھیاواڑ کا مشرقی حصّہ جو بھال کے نام سے مشہور ہے اس کے پرگنہ جات اطراف جب سلطان احمد شاہ نے باگھیلہ قوم کے ورا اور جیٹیا نامی دو بھائیوں سے لے لئے تو ان دونوں نے رہزنی کرنی شروع کردی سلطان نے ان کی رہزنی کی اطلاع پاکر ان کی نسبت یہ انتظام و اہتمام کیا کہ ان کو ملک میں نہ کوئی امان دے اور نہ کوئی ان کی ضروریات کا کفیل ہو اور اس بارے میں سلطان نے ایسا بندوبست کیا کہ آخرکار ان دونوں نے سخت عاجز اور تنگ آکر اطاعت قبول[2] کی اور ایک ضعیف قول یہ ہے کہ انہوں نے اپنی ایک خوبرو ہمشیرہ سلطان کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲) احمد شاہ کا شکست کھانا لکھا ہے جو محض غلط ہے کیونکہ فارسی تاریخوں میں سلطان احمد شاہ کا جوناگڈھ کے قریب فتح پانا برابر لکھا ہے اور علاوہ اسکے بنتھلی کے ایک کتبہ سے راجہ کا بمقام بنتھلی شکست کھاکر جوناگڈھ بھاگنا صاف ظاہر ہوتا ہے۔

[1] بمبئی گزیٹیر جلد ۸ میں جے سنگھ سنہ ۱۴۲۰ء میں تخت نشین ہوا۔ اور مرآت سکندری میں سورٹھ کے زمینداروں کی شورش سنہ ۸۲۰ھ میں ہوتی ہے غرض اس میں قریب تین برس کا فرق پڑتا ہے۔

[2] فاربس نے راسمالا صفحہ ۲۵۷ میں بھاٹوں کا یہ قصّہ لکھا ہے کہ احمد شاہ کی بیگمات احمد آباد کے قریب مقام سرکھیج مخدوم شیخ احمد مشہور بہ گنج بخش قدس سرہ کے

حضور مین بطور پیشکش نذر کی اسی وجہ سے سلطان نے ان کے قصور معاف کر دیئے ۔

سلطان کا گوہیلواڑ کی طرف لشکر بھیجنا سنہ ۸۲۳ھ ۱۴۲۰ء

گوہیلواڑ پر جو خراج کی رقم مقرر ہو چکی تھی اسکے وصول کرنے کی غرض سے سلطان[۱] نے گوہیلواڑ ایک لشکر بھیجا جو مقررہ رقم وصول ہونے کے سبب سے سارنگ نام زمیندار کو اول کے طور پر احمد آباد ہمراہ لے آیا اور اسکی جگہ اس کے چچا راجی کو منسوب کیا مگر جب سارنگ کی پھوپھی نے جو چانپانیر[۲] کے راول کی رانی تھی سارنگ کے عوض بقیہ خراج ادا کر دیا تو سارنگ احمد آباد سے رہائی پاکر واپس آیا اور اپنے چچا سے اپنا آبائی ملک چھین لیا اور صرف تین چار گاؤن بطور گذارہ کے چچا کو دے دیئے اور چونکہ اسکے پھوپھا نے اسکو ملک پر قابض ہو جانیکے بعد اپنا لقب راول اختیار کرنے کو کہا تھا اسلئے سارنگ نے اس وقت سے اپنا لقب راول مقرر کیا چنانچہ ابتک یہی لقب چلا آتا ہے ۔

اکثر زمینداروں کو مطیع کرکے تھانہ جات قائم کرنا

چونکہ سلطان احمد شاہ کو مالوہ اور ایڈر وغیرہ کے زمینداروں سے جنگ و مقابلہ مین مصروف رہنا پڑا اسلئے ملک سورٹھ پر زیادہ توجہ کی نوبت نہین آئی مگر باوجود اس کے جو کچھ توجہ کرسکا وہ یہ تھی کہ سورٹھ کے بڑے بڑے خاندان جیسے چوڑاسما جھالا گوہیل باگھیلہ وغیرہ خاندانون کے بڑے بڑے زمینداروں کو رام اور مغلوب کرکے ان سب پر خراج مقرر کیا جیٹھوا راجپوتون سے بھی خراج لیا مگر انھون نے پوری اطاعت محمود بیگڑہ کے زمانہ مین کی سورٹھ قدیم یعنی ساحل کا ملک تو پیشتر ہی سے مسلمانون کے قبضہ مین تھا جسکا حاکم سلطان نے اپنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳) مزار کی زیارت کرنے کی غرض سے جا رہی تھین ان کے ساتھ پانسو گاڑیان اور بے شمار آدمی تھے ۔ ان دونون بھائیون نے اثنائے راہ مین ان بیگمات کو جا گھیر لیا اسلئے بیگمات نے گھبرا کر ان سے وعدہ کیا کہ ہم سلطان سے تمہاری عفو تقصیر اور واپسی ملک کیلئے سفارش کرینگے بیگمون نے سفارش کیگئی اور ان کو ملک واپس دیا گیا۔ سلطان احمد شاہ جیسے دیندار بادشاہ کا بیگمات کو زیارت کے لئے جانے دینا ناممکن ہے ۔ دوسرے بیگمات کے ساتھ بے شمار آدمیون کے ہوتے ہوئے ان راہزنون کا بیگمات تک پہونچنا اور پھر دار السلطنت کے بالکل قریب بعید از قیاس بلکہ محال ہے علاوہ برین زیارت والے بزرگ اسوقت زندہ تھے ان کی وفات تو احمد شاہ کے جانشین محمد شاہ کے عہد مین ہوئی ہے یعنے سنہ ۸۴۹ھ مین (مرآت محمدی صفحہ ۱۸) بقول بعض بجائے ورا اور جیٹھا کالال اور سانبنکے واگھیلہ سارنگ اور ورسنگ ہین ۔

بیٹے فتح خان[1] کو مقرر کیا۔ اور اس کا انتظام نہایت عمدگی سے ہو رہا تھا اور ساحل کے بلاول منگرول سیل اور ستر اپاڑا وغیرہ بنادر قبضہ مین تھے اسلئے تجارت کی بڑی ترقی ہو رہی تھی لیکن جدید سورٹھ یعنی وسط جزیرہ نما مین بھی سلطان نے اپنی مداخلت کا سلسلہ زیادہ مستحکم کیا اور جزیرہ نما کے اور حصّون مین بھی اپنی حکومت اعلیٰ معیار پر قائم کی اور مقام لولیانہ (جو بھاؤنگر سے ۴۳ میل فاصلہ پر واقع ہے) اور دھوان دونون مقامون مین سلطان نے خاص اپنا ایک ایک زبردست تھانہ قائم کیا۔

سلطان احمد شاہ کے عہد مین سورٹھ مین اسلام	اگرچہ سلطان محمود غزنوی نے سومناتھ فتح کیا اور اسلام کا قدم بتقریب حکومت اس ملک مین آیا بلکہ اسکے پہلے اسلام بعض بعض جگہ[2] داخل ہو گیا تھا۔ مگر اشاعت اسلام کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴) [1] فاربس نے راسمالا صفحہ ۲۰۹ مین سلطان محمود بیگڑہ کے عہد سے منسوب کیا ہے۔

[2] فاربس نے ڈونگرپور لکھا ہے۔

[1] منگرول کے ایک کتبہ سے فتح خان کا حاکم ہونا اور جوناگڈھ پر چڑھائی کرنا پایا جاتا ہے اسی فتح خان کا ایک قصہ کرنل واٹسن نے بمبئی گزیٹر جلد ۸ مین لکھا ہے کہ زمیندار بجنگر عرف بھادرو دادر سمّی والا چاپنیراج کے دو بیٹے ایک ہیم گل دوسرا گنگا ییت اپنے باپ سے آزردہ ہوکر ایک جگہ چلے گئے۔ اور وہان ایک جھونپڑا بنا کر رہنے لگے تھے۔ کہ اس اثنا مین فتح خان بھی اپنے والد سلطان احمد شاہ سے آزردہ ہوکر اسی مقام مین آکر مقیم ہوا۔ اور ان دونون سے دوستی ہوئی ایک مرتبہ ان دونون بھائیون نے باہم مشورہ کیا کہ فتح خان کو مار ڈالین اور اس کے تمام مال و دولت پر قبضہ کرلین مگر ہنوز اس مشورہ پر کار بند نہ ہونے پائے تھے کہ دونون بھائیون مین نااتفاقی ہوگئی۔ اور ہیم گل نے فتح خان کو گنگا ییت کے ارادے سے مطلع کردیا فتح خان نے یہ ماجرا سنتے ہی گنگا ییت کا کام تمام کردیا۔ الغرض چونکہ دونون بھائیون کے باہمی نفاق کی وجہ سے یہ بات ظاہر ہوگئی اسلئے یہ گاؤن آباد کرکے اس کا نام کھونٹا واڑہ (مکان نفاق) رکھا اور وہان فتح خان نے ایک قلعہ بنوایا۔ پھر احمد شاہ نے اپنے بیٹے فتح خان کو گرفتار کرکے احمد آباد مین مقید رکھا مگر چونکہ فارسی تاریخون مین یہ ذکر نہین بلکہ سلطان احمد شاہ اور شاہزادہ فتح خان کی باہمی آزردگی بھی ثابت نہین ہوتی اسلئے یہ قصّہ محض بے اصل معلوم ہوتا ہے۔

[2] ہجری چوتھی صدی کے آخر مین موضع امرت ویل جو کنڈلا سے ۱۶ میل فاصلہ پر ہے وہ ایک بخاری سید کی جاگیر مین تھا سید موصوف اور ان کے خادم کی بابت لمبا چوڑا قصّہ ہے۔ مگر یہ جاگیر کسکی طرف سے ملی تھی معلوم نہین۔

نوبت نہین آئی کیونکہ اس ملک کے بعض بندرگاہون مین جسقدر مسلمان صرف تجارتی تعلقات کی وجہ سے
رہتے یا آمد و رفت کرتے رہتے تھے ان مسلمانون کی تعداد بہت ہی کم تھی سلطان علاء الدین خلجی کے بھائی الغ
خان نے ساحل دریا[1] کے ملک مین مداخلت کی مگر ساحل دریا کے صرف اسی حصہ مین اسلام محدود رہا جو حصہ مسلمانون
کے قبضہ مین آچکا تھا اور جزیرہ نما کے بڑے حصّے مین اشاعت اسلام نہ ہوئی البتہ سلطان احمد شاہ کی اولوالعزمانہ
کوششون سے جزیرہ نما کے بڑے حصّے مین بھی اشاعت اسلام کی نوبت آئی یہانتک کہ متعدّد مسجدین تعمیر کی گئین
چنانچہ مقام جھوا[2] مین ۸۲۸ھ کا ایک کتبہ ہے جس مین لکھا ہے کہ یہ مسجد سلطان احمد شاہ کے عہد مین ملک اثیر الملک
بن ملک جوہر نے تعمیر کرائی بعض زمیندارون نے خوشی سے اسلام قبول کیا منجملہ ان کے بنود[3] کے تعلقدار کے جد اعلیٰ
بھیم نے جو راجہ جودھپور کے بھائی بھتیجون مین تھا خود جاکر اسلام قبول کیا اور اپنی بیٹی بھی سلطان کے عقد مین دی چنانچہ
شرف اسلام سے مشرف ہونے کے بعد سلطان نے بھیم مذکور کو تعلقہ بنود ۸۳۸ھ مین جاگیر دیکر ملک کا خطاب عطا کیا
شروع مین سنے[4] تھانہ جات مسلمانون ہی کے سپرد ہوتے تھے غرض احمد شاہ کے زمانہ مین سرکار سورٹھ مین مسلمانونکی
تعداد بڑھنے کے وسائل معقول ہوگئے تھے کسی کو جبرًا مسلمان کرنے کی فارسی تاریخون مین ایک بھی مثال نہین ہے۔

[1] الغ خان کے پہلے ایک قریشی بزرگ بالن شاہ بن ابو محمد زکریا ملتان سے آکر گھوگہ مین مقیم ہوئے تھے بعد اسکے قریب موضع
کھرکھڑی مین سکونت گزین ہوئے اور وہین ۱۰۰ برس کی عمر مین ۶۶۶ھ مین وفات پائی اسوقت مسلمانون کا ہونا ثابت ہوتا ہے۔

[2] واقع ساحل دریا تحت ریاست بھاونگر اور بھاونگر سے ۵۵ میل ہے یہ مقام بہت قدیم ہے اسکے قدیم سنسکرت نام مُوہرک اور مدھوا وتی وغیرہ ایک
کتبہ سے پائے جاتے ہین۔

[3] بنود جھالاواڑ مین بیرم گام سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے رقبہ ۹۶ میل مربع اور سالانہ آمدنی اسوقت قریب ۲۰ ہزار روپیہ ہے اور
درجۂ پنجم کے اختیارات حاصل ہین۔

[4] جنین سے ملک بکھن نامی سلطان احمد شاہ کے وقت مین ملتان سے آیا اور تھانہ دار ہوا تھا۔اسی کی اولاد والے و ساڑہ کے تعلقدار ہین
اس تعلقہ کا رقبہ ۱۲۳ میل مربع ۱۷۰۰ ہزار رعایا قریب لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی اور چھٹے درجے کے اختیارات حاصل ہین۔

سلطان احمد شاہ کی وفات سے سلطان محمود بیگڈہ کی تخت نشینی کے زمانہ تک کی کیفیت

سلطان احمد شاہ کی وفات کے بعد سے سلطان محمود بیگڈہ کے زمانہ تک جن جن زمینداروں نے احمد شاہ کے دبدبۂ صولت اور حسن تدبیر سے اطاعت قبول کر کے خراج دینا منظور کیا تھا اور جو حصۂ ملک ہوا سے مادھوپور تک مسلمانوں کے قبضہ مین تھا اسکا انتظام جیسا سلطان احمد شاہ کے زمانہ مین تھا اسکے بعد بھی ویسا ہی رہا اور سب زمیندار جسطرح سلطان احمد شاہ کے عہد مین خراج دیتے اور اطاعت کرتے تھے اسیطرح اسکے بعد بھی مطیع رہے نیا واقعہ صرف یہ پیش آیا کہ واجا قوم کے راجپوت جو سومناتھ پٹن مین تھے بھاگ کر کوٹھڑہ چلے گئے اور بعض اوقات ساحل دریا سے دور دست مقامات کے زمیندار اگر کسی قسم کی بغاوت وسرکشی پر آمادہ ہو جاتے اور لوٹ مار کرتے تو ان کی تنبیہ اور تادیب ہوتی رہتی تھی ۸۴۹ھ کے کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وڈھوان[1] مین سلطان محمد شاہ ثانی کی طرف سے مسجد تعمیر کیگئی اور ۸۵۵ھ مین تغلق خان نے جو سندھ کا شاہزادہ سلطان محمود بیگڈہ کا خالو[2] اور اسوقت موربی کا حاکم تھا مچھو نام ندی کے کنارہ موربی مین ایک قلعہ تعمیر کرایا پسناواڑہ مین سمت ۱۵۱۴ کے فارسی وسنسکرت زبانون مین لکھے ہوئے کتبے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان قطب الدین کے زمانے مین پسناواڑہ[3] کا قلعہ ملک اسد بن ملک محمد نے تعمیر کرایا جو قطب الدین کی طرف سے اسوقت وہان کا حاکم تھا

محمود بیگڈہ کی ۸۷۱ھ ۱۴۶۷ء مین جوناگڈہ پر پہلی چڑہائی

خاندان چوڑاسما کا آخری راجہ منڈلیک جس پر فوج کشی کر کے سلطان محمود بیگڈہ نے جوناگڈھ فتح کرلیا (اس راجہ کے حالات حصۂ اول باب سوم مین مرقوم ہین)

چونکہ اس نے جزیرہ شیال کے سرکش راجہ سانگن باگھیل اور دوسرے چھوٹے راجاؤن کو اپنا مطیع کرلیا تھا اسطرح رفتہ رفتہ زور آور ہو جانے پر سلطان بڑے جاہ و حشم اور نہایت تزک و احتشام[4] کے ساتھ

---

[1] قدیم نام استی گرام اور وردھمانپوری تھا۔

[2] فرشتہ نے خالو اور طبقات اکبری نے خال یعنی ماموں لکھا ہے۔

[3] یہ مقام اس زمانہ مین بہت آباد تھا یہ سنتراپاڑہ سے قریب ۶ میل فاصلہ پر ہے۔

[4] بقول مرآت سکندری اس چڑہائی مین پانچ کروڑ زر نقد طلائی اور ۱۷۰۰ مصری تلوارین جنکے طلائی قبضے بوزن گجراتی ۴ آثار سے ۶ آثار تک تھے

لشکر جرّار لیکر جوناگڈھ پر چڑھ آیا اور وہان پہونچتے ہی قلعہ جوناگڈھ کا محاصرہ کرلیا اودھر ہندؤون نے اپنے اہل وعیال واسباب کو ایک ہولناک عمیق درّہ کوہ مین لیجاکر آپس مین یہ قرارداد کی کہ اگر غنیم ہم لوگون پر اس درّہ مین چڑھ آئیگا توہم سبکے سب اس سے لڑکر مرجائین گے تغلق خان خالوئے سلطان نے جو ساتھ تھا عرض کی کہ یہ درّہ ایسا ہولناک ہے کہ جہان لشکر کا پہونچنا اور فتح پانا مشکل ہے سلطان نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ ہم فتح کرینگے ایک روز سلطان اسی درّہ کی جانب شکار کی غرض سے گیا ہندؤون نے دیکھا کہ مسلمانون کی جماعت بہت قلیل ہے اور ہم لوگون پر نہین آئینگی مگر سلطان یکایک ان کے سر پر جا پہونچا ہنود نے کسی قدر جنگ و مقابلہ کے بعد بھاگ کر جنگل کی راہ[1] لی ادھر سلطانی لشکر بھی اس ماجرے کی خبر پاکر سلطان کے پاس پہونچ گیا اور اہل لشکر گھوڑون سے اُتر کر درّہ مین چلے گئے بہت سا اسباب غنیمت اُن کے ہاتھ آیا بعد اس کے بادشاہ اپنے خاص خیمہ گاہ کو واپس آیا اور محاصرہ کا زیادہ اہتمام کیا چار روز مین پانچ کروڑ زر نقد گھوڑے شمشیر اور خنجر وغیرہ سپاہیون مین تقسیم کردیے اس خیال سے کہ اہل لشکر فتح قلعہ مین کاہلی نہ کرین۔ اور ایک حصّہ فوج اطراف مین روانہ کیا اس نے بہت غنیمت حاصل کی آخر منڈلیک نے عاجز آکر اپنے وکیلون کو مع پیشکش سلطان کے پاس بھیجکر کمال عجز وانکسار کے ساتھ امان ملنے کی عرض کی چونکہ سلطان کا مقصود اس فوج کشی مین جوناگڈھ پر قبضہ کرلینا نہ تھا صرف راجہ کا زور کم کرنا تھا اس لئے اس نے راجہ کی عرض قبول کی اور جو کچھ مال غنیمت ہاتھ لگا تھا وہ لشکر مین تقسیم کرکے دار السّلطنت احمد آباد کی طرف مراجعت کی۔[2]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۷) اور ۳۴۰۰ تلوارین احمد آبادی نقرئی قبضون کی جنمین سے ہر ایک تلوار کا قبضہ چار سے پانچ آثار وزن کا تھا۔ اور ۱۷۰۰ خنجر اور جمدھر جنمین سے ہر ایک کا طلائی قبضہ ڈھائی آثار سے تین آثار وزنی تھا۔ اور دو ہزار گھوڑے عربی اور ترکی زرین پوش وغیرہ بہت سا سامان گران بہا سلطان موصوف کے ہمراہ تھا۔

[1] بموجب طبقات اکبری قلعۂ گرنار کی راہ لی۔

[2] لڑائی کی یہ کیفیت تاریخ مرآت سکندری سے ماخوذ ہے مگر تاریخ فرشتہ کا جداگانہ بیان یہ ہے کہ اثنای راہ مین تغلق خان کی رائے سے سلطان نے فوج مین سے ۱۷۰۰ آدمی انتخاب کرکے اور انہین ۱۷۰۰ عربی و ترکی گھوڑے اور ۱۷۰۰ طلائی خنجر تقسیم کرکے ایلغار کیا اور قریب جوناگڈھ کے بیخبری مین

سلطان محمود بیگڈہ کی جوناگڈھ پر دوسری چڑھائی ۸۶۷ھ ۱۴۶۸ء

سلطان محمود بیگڈہ کو خبر ملی کہ راجہ منڈلیک شاہانہ چتر اور مرصع زیورات کا استعمال کرتا ہے اور سرکشی اختیار کی ہے لہذا سلطان نے چالیس ہزار سوار جرار اور بہت سے ہاتھی جوناگڈھ بھیجکر حکم نافذ کیا کہ چتر اور زیورات راجہ سے چھین لین مگر جب لشکر جوناگڈھ کے قریب پہونچا اور راجہ نے چتر اور تمام مرصع زیورات اور علاوہ اسکے اور بھی بہت سے پیشکش سرداران لشکر کے پاس بھیجکر عجز و انکسار ظاہر کیا تو لشکر سلطانی نے وہ سب سامان[۱] اور پیشکش لیکر بعنان ظفرمندی و کامیابی معاودت کی۔

سلطان محمود بیگڈہ کی جوناگڈہ پر تیسری چڑھائی اور حکومت چوڑاسما کا خاتمہ ۸۷۴ھ ۱۴۶۹ء

۸۷۴ھ کے اوائل مین سلطان کی فوج سورٹھ کے بعض حصّے مین گشت کرکے واپس چلی گئی چند روز بعد سلطان نے جوناگڈھ پر پھر چڑھائی کی وجہ بروایت مرآت سکندری یہ ہوئی کہ منڈلیک کے وزیر بیسل تپال کی اہلیہ مین موہنی سے جو نہایت خوبصورت تھی منڈلیک نے فعل شنیع[۲] کیا تھا اس اندرونی مخاصمت کے سبب سے بیسل نے موقع پاکر سلطان سے بذریعہ پیام فریاد کی اس پیام[۳] کے پہنچتے ہی ایسے بدکار کو سزا دینے کی غرض سے سلطان نے چڑھائی کا عزم[۴] کردیا اور کوچ در کوچ سفر کرتا ہوا جوناگڈھ کے قریب آپہونچا منڈلیک سلطانکی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۸) ایک دروہ پر آگیا جہان بہت سے راجپوت دروازے کی حفاظت کے لئے قیام پذیر تھے گر یہ ہتھیار غافل تھے اسلئے سبکے سب مارے گئے اور سلطان اس درے مین داخل ہوا اور منڈلیک کو خبر ہوئی تو بڑی جمعیت کے ساتھ قلعہ سے نکلکر شکار کے بہانے سے اس درّے ہی کی طرف روانہ ہوا وہان مسلمانون کو کم پاکر راجپوتون نے دلیری سے لڑائی شروع کی سلطان نے بڑے استقلال سے مقابلہ کیا لڑائی چل رہی تھی کہ سلطانی لشکر عقب سے آگیا لڑائی مین بہت سے راجپوت مارے گئے اور باقی گرفتار ہوگئے منڈلیک بقیۃ السیف کے ساتھ فرار ہوکر قلعہ مین متحصّن ہوگیا لشکر سلطانی اطراف گرنار کے تبخانون کی طرف پہنچا برہمن اور راجپوتون نے مقابلہ کیا مگر مقتول ہوئے اور غنیمت کا بہت سامال لشکر سلطانی کے ہاتھ آیا منڈلیک نے ڈر کر سلطان کی خدمت مین معافی کیلئے وکیلون کو بھیجا سلطان نے دیکھا کہ لشکر غنائم سے مالامال ہوگیا اور ہوا بھی نہایت گرم تھی مصلحتاً معافی دیکر اور پیشکش لیکر احمد آباد چلا گیا۔

[۱] بقول مرآت سکندری یہ سب سامان سلطان نے وکیلون کو عطا کردیا۔ اور بقول مرآت احمدی قوالون کو مرحمت کیا۔

تشریف آوری سے مطلع ہوکر کسی طلب و تحریک سلطانی بغیر خود ہی پیشگاہ سلطان مین حاضر ہوکر شرف اندوز ملازمت ہوا لیکن دیکھا کہ سلطان اب نہ مانے گا۔ خود ہی شبا شب فرار ہوکر قلعۂ جوناگڈھ مین چلا گیا یہ بادشاہ کے پاس تھا اس اثنا مین اس کے وکیلون نے آذوقہ بسیار جمع کر کے قلعۂ جوناگڈھ اور قلعۂ گرنار کو مضبوط کرلیا تھا سلطان نے جب اس ماجرے کی خبر پائی جنگ کا حکم نافذ فرمایا پہلے روز سلطان مع لشکر جوناگڈھ پہونچا دوسرے روز ہندوؤن نے قلعہ سے نکلکر تمام روز جنگ و مقابلہ کیا مگر آخر الامر شام کو فرار ہوکر قلعہ مین پناہ گزین ہوئے دوسرے روز پھر قلعہ سے نکلکر تمام روز مقابلہ کرتے رہے۔ اور شام کو پھر اسی قلعہ کے اندر چلدیئے تیسرے روز سلطانی بارگاہ قلعہ کے پاس لایا گیا اور ہر طرف سابات لگائے گئے اور سلطان بنفس نفیس مصروف[1] جنگ ہوا اور صبح سے شام تک ہنگامۂ جنگ شمشیر گرم رہا آخر بہادران لشکر سلطانی غالب آئے اور دشمن بھاگ کر قلعہ کے اندر چلے گئے بعد مین سلطان نے ایک ایک موچہ[2] ایک ایک سردار کے سپرد کر کے قلعۂ جوناگڈھ کا محاصرہ کیا ہر روز دشمن نکلکر جنگ کیا کرتے ایک روز عالم خان[3] فاروقی جو سلطان کے نامی سردارون مین سے تھا اپنے مورچہ پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۹) ۲ھ اسکے علاوہ واہیات افواہ عام یہ ہے کہ موضع مونیہ کی رہنے والی ناگبائی پر یہ راجہ نے بدنیتی کی تھی لہذا اس نے بددعا کی کہ تیری حکومت مسلمانون کے ہاتھ جائیگی اسیطرح نرسی مہتا ایک بڑا ناگر بھگت تھا اسکو منڈلیک نے ستایا تھا اسنے بھی بددعا کی تھی۔

۳ھ مرآت سکندری کی ایک روایت سے بیسل نے بوجہ خصومت راجہ سے کہا کہ قلعہ کا آذوقہ نہایت کہنہ ہوگیا ہے اسکو بدل کر نیا داخل کرنا چاہیئے راجہ نے اسکو پسند کیا اس دہوکہ سے آذوقہ نکال کر سلطان کو پیام بھیجا مگر عملی طور پر یہ نہین پایا جاتا۔ لہذا روایت ضعیف معلوم ہوتی ہے۔

۴ھ بموجب تحریر فرشتہ ایک شب و روز مین پانچ کروڑ روپیہ اور ۲۵۰۰ عربی و ترکی گھوڑے جنمین بعض دس دس ہزار تنگہ یعنی پانچ یا چھ ہزار روپیہ کی قیمت کے تھے پانچہزار شمشیر اور سترہ سو کمر بند مرصع اور سترہ سو خنجر طلائی اہل لشکر مین تقسیم کر دیئے گئے۔

۱ھ سلطان کے ہاتھ سے دن بھر مین ۱۴ تلوارین ٹوٹین آخر تلوار کے وقت ہاتھ ایسا بند ہوگیا تھا کہ بڑی مشکل سے کھلا۔ اور کمر مین ۳۶ تیر لگائے ہوئے تھے۔ ایسی مثل تاریخ مین مشکل سے ملسکتی ہے۔ خالد بن ولید کے ہاتھ سے ایک دن مین ۹ تلوارین ٹوٹی تھین۔

۲ھ سلطان نے خداوندخان جو پہلے منصب وزارت پر ممتاز اور اب ترک خدمت کر کے احمدآباد مین گوشہ نشین۔ اور علم جفر مین بینظیر تھا

شہید ہوگیا سلطان نے لشکر کو زیادہ ہشیاری سے کام لینے کو فرمایا اور محاصرہ زیادہ[2] تنگ کیا آخر دشمن عاجز آگئے اور راجہ کے وزیر نے اہل قلعہ سے مشورہ کیا کہ سلطان بغیر فتح قلعہ ہرگز نجائیگا اسلئے قلعۂ گرنار میں جہان آزوقہ بہت ہی مستحکم ہے جانا چاہیئے۔ راجہ وغیرہ اہل قلعہ نے یہ رائے پسند کی اور ایلچیون کو سلطان کی خدمت مین بھیجا انہون نے سلطان کی خدمت مین پہونچکر عرض کی کہ بشرط جان بخشی ہم اپنے اہل وعیال کو باہر نکالکر قلعہ سلطان کے حوالے کر دینگے سلطان نے یہ عرض قبول کی بعدازان منڈلیک اور اس کے ہمراہی قلعۂ جوناگڈھ سلطان کے سپرد کرکے قلعۂ گرنار کی طرف چلے گئے انہون نے دزدی و راہ زنی شروع کر دی۔ اس بات کی خبر ہوتے ہی سلطان فوج کے بڑے حصہ کو جوناگڈہ مین رکھکر خود[3] مع مختصر فوج ان کی طرف متوجہ ہوا کوہ گرنار کے بیچون بیچ راجہ سے سخت مقابلہ ہوا۔ اس مقابلہ مین اگرچہ اکثر بہادران اسلام نے شربت شہادت نوش کیا مگر بہت سے دشمنون کو بھی آب شمشیر سے سیراب کر دیا۔ آخر منڈلیک بقیۃ السیف ہندؤن کے ساتھ بھاگ کر قلعۂ گرنار مین متحصن ہوا سلطانی فوج نے قلعۂ گرنار کا محاصرہ کیا ہر روز قلعہ سے نکلکر ہندو لڑتے رہتے[4] تھے مگر ایک مدت کے بعد

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۰) اسکو لکھا کہ مدت سے کوشش بلیغ ہو رہی ہے مگر فتح نصیب نہین ہوتی قرارداد کر چکا ہون کہ "یا عروس ملک درکنار گیرم یا برگ شہادت بہ بیم" خداوندخان نے جعفر دیکھکر مورچہ کی ترکیب اور فتح کا دن لکھ بھیجا۔ آخر اسی طرح وقوع مین آیا۔ حلوی شیرازی ایک شاعر سے صاحب مرات سکندری نے یہ روایت کی ہے۔ مگر دوسری فارسی تاریخین بالکل ساکت ہین علاوہ اسکے ایسے دین دار سلطان کا جعفر کو ماننا بعید از قیاس ہے۔

[1] یہ بڑا فیاض و سخی امیر تھا اس نے احمد آباد مین ایک سرائے بنوائی تھی۔

[2] بموجب تحریر فرشتہ بعض وقت منجنیق کے پتھر تخت سلطانی کو لگتے تھے۔

[3] مرآت سکندری مین خود سلطان کا جانا نہین ہے مگر تاریخ فرشتہ وطبقات اکبری مین ہے۔

[4] مرآت سکندری سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت توپ وتفنگ قلعون مین کم تھا اہل قلعہ سنگ و تیر سے لڑتے تھے سلطان کے ساتھ اُس وقت توپ خانہ ہونا فارسی تاریخون سے معلوم نہین ہوتا۔ مگر تین سال کے بعد دوارکا کی چڑھائی مین توپ خانہ کا ہونا معلوم ہوتا ہے۔

آزوقہ قلعہ کم ہوگیا تو بشرط جان بخشی منڈلیک نے قلعہ گرنار بھی سلطان کے حوالے کر دیا۔ اس فتح کے بعد سلطان شکر الٰہی بجا لایا اور منڈلیک سلطان کی خدمت مین حاضر ہوگیا جب اسکو چند روز متواتر سلطان کے پاس آمد و رفت اور نشست و برخاست کا اتفاق ہوا سلطان کے اخلاق حمیدہ[1] و اطوار پسندیدہ مشاہدہ کرکے ایک روز اس نے عرض کی کہ حضرت شاہ شمس الدین بخاری رح کی صحبت کی برکت سے اسلام اور مسلمانون کی محبت میرے دل پر پہلے ہی غالب ہوگئی تھی۔ اور آپ کے حضور مین حاضر ہونے سے دین اسلام کی حقانیت و صداقت کا مجھکو کامل یقین ہوگیا۔ اب چاہتا ہون کہ دین اسلام مین داخل ہون سلطان نے کمال شوق سے اسکو کلمۂ توحید کی تلقین[2] کی۔ اور اس نے کلمۂ توحید پڑھکر دین اسلام قبول کیا بعد مختون کیا گیا اور بتون کا سونا سپاہیون مین تقسیم کرا دیا گیا اسکے بعد سلطان نے اسکو خان جہان کا خطاب اور معقول جاگیر عطا کرکے اپنے امرائے کبار مین داخل کیا[3] اسیطرح اسکی اولاد کو بھی باوجودیکہ وہ اپنے ہندو مذہب پر قائم رہی بڑی بڑی جاگیرین دیکر رائے زادون کا خطاب دیا اور یہ سلطانی اعزاز و جاگیر کا سلسلہ اس سلطنت کے خاتمہ تک برابر قائم رہا سلطان محمود بیگڈہ کی اولو العزمانہ فوجکشیون اور سلطان کے ہمراہی نامور اور دلاور سردارون کی جان نثاریون اور جانفشانیون کے بعد جوناگڈہ و گرنار سے مشہور اور مضبوط قلعون پر ۸۷۵ھ[4] مین سلطان قابض ہوگیا۔ اور بڑا حصہ خالصہ مین داخل ہوکر تمام ملک سورٹھ

---

[1] ماخوذ از طبقات اکبری صفحہ ۱۷۴ و تاریخ فرشتہ جلد دوم صفحہ ۱۹۸۔ اکثر انگریزی و گجراتی تاریخون مین منڈلیک کو جبراً اسلام قبول کرانا لکھا ہے جو محض غلط ہے۔ اگر سلطان اسلام قبول کرنے پر جبر کرتا تو منڈلیک کی اولاد کو ہندو مذہب پر قائم رہنے کی اجازت دیکر اسکو بڑی بڑی جاگیرین مع اختیارات نہ دیتا۔

[2] مرآت سکندری کی ایک روایت سے سلطان کے ہمراہ منڈلیک کا حضرت شاہ عالم رح کی خدمت مین جاکر بمقام رسول آباد معروف موضع آلی مشرف باسلام اور مرید ہونا ثابت ہوتا مگر یہ روایت ضعیف ہے مرید ہونا صحیح معلوم ہوتا ہے۔

[3] پھر وہ سلطان کے ہمراہ احمد آباد گیا اور وہان وفات پائی۔ اب تک اسکی قبر مانیک چوک نام کے مشہور بازار مین موجود ہے۔

[4] فرشتہ نے ۸۷۵ھ مین قلعہ جوناگڈہ فتح ہونا۔ اور مرآت سکندری نے ۸۷۷ھ مین قلعہ گرنار فتح ہونا۔ اور طبقات اکبری نے ۸۷۵ھ مین

نام سے مشہور ہوا اور جونا گڈھ اُس کا دار الصدر ٹھہرا۔

بعد فتح جونا گڈھ سے ایسی کچھ دلچسپی ہوگئی کہ دار السلطنت احمد آباد اور اسکے اطراف کے قصبات سے سادات عظام علمائے کرام اور قاضیون کو بلوا کر جونا گڈھ اور اسکے اطراف کے قصبات مین مقرر کیا اور ہر ایک کو اُسکے مرتبہ اور عزت کے موافق منصب اور جاگیرین عطا کین اور حسب الحکم سلطانی تمام امراء و ارکین سلطنت نے اپنے اپنے نام مکانات رفیع تعمیر کرائے اور علاوہ اسکے اور بھی طرح طرح کی تدابیر اور کوششون سے جونا گڈھ کی آبادی کو ترقی دی گئی اور قلعہ بالا کی مرمت کرائی اور امیرون کے بڑے بڑے محلات[1] اور ایک عالیشان مسجد بنوائی اور تمام شہر جونا گڈھ کے گرد اگرد پختہ سنگی شہر پناہ بنوایا اور جونا گڈھ کا نام مصطفےٰ آباد[2] رکھا شہر مین اس عالیشان مسجد کے علاوہ اور مسجدین بھی تعمیر ہوئین اور عمدہ بازار ترتیب دیکر شہر کی رونق بڑہائی اطراف کے چھوٹے چھوٹے رجواڑون نے سلطان کی اطاعت قبول کی اس لئے سلطان نے سب کو اپنے اپنے تعلقہ پر قائم رکھا اور ہر ایک پر رقم خراج مقرر کردی اور دار الصدر مصطفےٰ آباد مین قیام پذیر ہوکر تمام ملک کا ملکی و مالی انتظام نہایت عمدگی کے ساتھ کیا خراج گذار زمیندار بے تقاضا طلب بروقت اپنا اپنا خراج سلطان کی خدمت مین پہنچا دیتے تھے۔

دار الصدر مصطفےٰ آباد سے دو مرتبہ ملک سندھ کی طرف سلطان نے فوج کشی کی اور وہان کے سومرہ اور سوڈہ راجپوت وغیرہ دین اسلام سے مشرف ہوئے ان کو اپنے ہمراہ جونا گڈھ لایا اور دینی تعلیم کے لئے علمائے کرام کے سپرد کیا ایک مدت کے بعد ان مین سے بعض تعلیم پاکر اپنے ملک کو چلے گئے۔ اور بعض سلطان کی خدمت مین ملک سورٹھ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲) ان دونون کا فتح ہونا لکھا ہے مرآت سکندری نے آگے چلکر ۸۷۶ھ مین منڈلیک کو خان جہان خطاب ملنا لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۸۷۷ھ غلط ہے۔ طبقات اکبری کا قول مرجح ہے

[1] محلات کا تو اس زمانے مین کوئی نشان بھی نظر نہین آتا مسجد موجود ہے۔ گرفتہ حال بعض گجراتی مؤرخون نے لکھا ہے کہ مندر توڑکر مسجد بنوائی گئی تھی لیکن فارسی تاریخون سے یہ ثابت نہین ہوتا۔

[2] یہ نام آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے نام مبارک پر رکھا ہے اور اسیطرح محمود آباد اور مصطفےٰ نگر (جگت) اور محمد آباد (چانپانیر) نام بھی آنحضرت صلعم ہی کے نام نامی پر رکھا ہے

ہی مین رہ گئے اور عمدہ نوکری بجالا کر خطابات پائے سلطان جوناگڈھ ہی مین رہکر خاص گجرات کا بھی انتظام کرتا رہا۔

فتح جگت عرف دوارکا ۸۷۸ھ

جزیرہ نمائے کاٹھیاواڑ کے مابین مغرب و شمال کے ایک گوشہ مین اوکھامنڈل ایک مختصر حصّہ جس کا دارالصّدر جگت عرف دوارکا ہے اس خطہ کا راجہ بھیم[1] بن سانگن بڑا[2] سرکش ظالم اور لوٹیرا تھا اس کا ملک ساحل بحر سے لگا ہوا تھا اسلئے جہازات اکثر اس طرف سے آمدورفت کرتے رہتے تھے جب لوٹ مار کی ترقی ہونے لگی تو تجارت کا دروازہ بند ہونے لگا اسکے متعصّب برہمن مشیرون نے اسکو اسقدر برافروختہ کر رکھا تھا کہ خصوصًا اہل اسلام پر زیادہ ظلم کرتا تھا یہانتک کہ اکثر حاجیون کو بھی لوٹا اس ساری کیفیت سے سلطان محمود کو آگاہی ہوئی وہ ایسے بدکار راجہ کے استیصال کی فکر ہی مین تھا کہ اتفاقًا مُلّا محمود[3] سمرقندی جو ایک جامع علوم و فنون اور فن شعر مین ممتاز شخص تھا۔ اور مدّت مدید تک دکن کے سلاطین بہمنیہ کی ملازمت مین رہا تھا بہ سبب ضعف پیری اپنے وطن سمرقند کو روانہ ہوا اثنائے راہ مین جزیرہ سنکھودوار مین جو بیٹ کے نام سے مشہور ہے راجہ کے دریائی لوٹیرے مُلّائے موصوف کو مع اہل و عیال و مال و اسباب پکڑ لے گئے پھر اسکے دو خردسال لڑکون اور اسکو کنارہ پر چھوڑ دیا اور کُل مال چھین لیا اور اسکی بیوی اور دوسرے مسلمان عورتون اور بچون کو قید کر لیا۔ مُلّا بیچارہ مایوس ہوکر اپنے دونون چھوٹے بچون کو کندھے پر لادکر افتان و خیزان سر و پا برہنہ بدقّت تمام کئی دنون کے بعد مصطفےٰ آباد مین دربار سلطانی تک پہونچا اور سلطان کی خدمت مین اپنا حال زار عرض کیا یہ سنکر سلطان جوشِ غضب مین آگیا۔ اور مُلّائے موصوف پر ترس کھاکر دلاسہ دیا اور وظیفہ مقرر کرکے اس کو احمدآباد روانہ کیا اور خود بدولت نے لشکر جرّار اور توپخانہ کے ساتھ جگت عرف دوارکا کی طرف بتاریخ ۷ ماہ ذی الحجہ ۸۷۷ھ کوچ کیا راجہ سراسیمہ ہوکر جزیرہ سنکھودوار کے طرف فرار ہوگیا۔ سلطان نے قلعہ جگت[4] پر قبضہ کرلیا اور چونکہ وہان کے

---

[1] اصل مین اسکا جدِ اعلیٰ جودھپور کا راٹھوڑ راجپوت تھا۔

[2] مرآت سکندری نے سانکر لکھا ہے۔ [3] فرشتہ مولانا محمود اور صاحب مرآت سکندری مُلّا محمود لکھتا ہے۔

[4] کرنل واٹسن نے بمبئی گزیٹر جلد ۸ صفحہ ۱۳۴ مین لکھا ہے۔ کہ شمس الدّین انور خان نے فیروزشاہ تغلق کے عہد مین فتح کرلیا اور مندر گراکر مسجد بنوائی

لوگون نے مذہبی تعصّب کی بناء پر مسلمانون کو ایذائین دی تھین اسلئے سلطان نے بھی مندر[۱] کو منہدم کر کے اسکی جگہ مسجد قائم کی اور وہان سے موضع ارامڈہ[۲] مین جاکر مقیم ہوا جو سنکھودار سے دس کوس کے فاصلہ پر او مقابل ہے وہان چار مہینے تک سلطان نے قیام کر کے مختلف بندرگاہون سے کشتیان منگوا کر اونھین کشتیون کے ذریعہ موضع ارامڈہ سے کوچ کیا اور پہونچتے ہی سنکھودار کا محاصرہ کر کے حملہ کا حکم دیا دشمنون نے تیر و تفنگ کا مینہ برسایا اور تلوار چلانے مین کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا بہادران اسلام بھی دل کھولکر لڑتے رہے۔ الغرض سخت جنگ و مقابلہ اور بموجب تحریر تاریخ فرشتہ ۲۲ لڑائیون کے بعد دلاوران سلطانی غالب آئے اور دشمنون مین سے اکثر طعمۂ نہنگ شمشیر اور بعض گرفتار ہوئے مگر راجہ بہیم کشتی مین سوار ہوکر کسی راہ سے فرار ہو گیا سلطان نے دوگانۂ شکر بجالا کر کریم کارساز کا سپاس ادا کیا اور بعض دلاورون کو کشتیون مین سوار کرا کے بہیم کے تعاقب مین روانہ کیا اور خود سنکھودار مین داخل ہو کر سنہ ۸۷۸ھ[۳] مین قبضہ کر لیا اور مسلمان قیدیون کو رہا کرا دیا اور بہت کچھ جواہر لعلہائے آبدار و مروارید بیش بہا اور طرح طرح کا نقد و جنس بے انتہا سلطان کے ہاتھ آیا۔ بعد ازان سلطان نے سنکھودار مین ایک مسجد تعمیر کرائی اور ملک طوغان المخاطب بفرحت الملک کو اوکھا منڈل کا حاکم مقرر کر کے اور دوارکا کا نام مصطفےٰ نگر قرار دیکر مراجعت فرمائی سلطان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۴) مگر اس کا کوئی ثبوت نہین فارسی تاریخون مین صاف لکھا ہے کہ سلطان محمود بیگڈہ کے پہلے کسی اسلامی بادشاہ نے جگت (دوارکا) پر فوج کشی نہین کی۔

[۱] ایک واہی افواہ عام مرآت سکندری صفحہ ۱۰۸ مین ہے کہ اس مندر پر اور سومناتھ اور رادھنپور کے مندرون پر شارک کے برابر ایک مخصوص ہیئت کی چڑیا ہر سال اساڑہ مہینے کی ۱۱ سے ۱۵ تاریخ تک آتی تھی اور وہ دو تین گھڑی سے زیادہ زندہ نہین رہتی تھی اسکو برہمن پکڑ کر استدلال بارش اسطرح کرتے تھے کہ اسکے سر اور حصۂ وسط اور دم ان تینون مین سے جس حصہ مین سیاہی ہوتی اس حصۂ موسم مین بارش اچھی ہوتی اور جس حصہ مین سفیدی ہوتی اس حصۂ موسم مین بارش کم سیاہی جسقدر زیادہ بارش زیادہ اور سفیدی جسقدر زیادہ اسقدر بارش کم اگر تمام مین سیاہی ہو تو تمام موسم نزول باران ہوتا رہے۔ اور اگر تمام سفید ہو تو بارش ندارد۔

[۳] بموجب فارسی تواریخ اس جگہ شیر و پلنگ و گرگ وار بکثرت رہتے تھے۔ سانپون کی اسقدر کثرت تھی کہ صرف خیمہ سلطانی کے اطراف ایک پہر مین سات سو سانپ

۱۳ جمادی الاولیٰ ۸۷۸ھ کو رونق افروز مصطفیٰ آباد ہوا اسی روز وہ سب دلاور بھی جو راجہ بھیم کے تعاقب مین بھیجے گئے تھے اسکو پابجولان گرفتار کئے ہوئے مصطفیٰ آباد[۴] مین داخل ہوئے سلطان نے ان سبکو انعام و افر عطا کیا۔ اور ملا سمرقندی کو احمد آباد سے طلب کر کے اسکے روبرو بھیم کو گردن مین طوق اور پاؤن مین زنجیر پہنے ہوئے حاضر کیا اور حکم دیا کہ بھیم سے اپنا عوض لے۔ ملا حاضر ہوکر سلطان کے حضور مین شکر و سپاس بجالایا۔ اور عرض کی کہ بس مین اپنی داد کو پہونچ گیا چونکہ سلطان نے بھیم کے جور و ظلم کی متواتر خبرین سنی تھین کہ اس نے اکثر بندگان خدا کو محض بیجرم و بیگناہ بڑی بڑی بیرحمیون کے ساتھ قتل کر کے ان کا مال چھین لیا ہے اور طرح طرح کے ظلم و ستم عام مخلوق پر کرتا رہا ہے۔ اس لئے بھیم کی نسبت یہ حکم نافذ کیا کہ اسکو دارالسلطنت احمد آباد مین محافظ خان کے پاس جو اسوقت مستوفی الممالک اور وزیر تھا بھیجدیا جائے اور وہ اسکو پارہ پارہ[۵] کر کے اسکے جسم کا ایک ایک ٹکڑا احمد آباد کے دروازون پر آویزان کرا دے تاکہ دوسرے مفسدون کو عبرت ہو۔ اور ایسے ظلم و ستم کرنے کی جرأت نہ رہے۔ چنانچہ حسب الحکم بھیم احمد آباد روانہ کیا گیا اور محافظ خان نے مذکورۂ بالا حکم سلطانی کی پوری پوری تعمیل کی۔

اہل لشکر کی طرف سلطان کی ہمدردی

سلطان کی اس سے کامل ہمدردی ظاہر ہوتی ہے کہ بعد فتح جگت اس کو احمد آباد جانے کا اتفاق ہوا سرکھیچ مین نزول اجلال فرماکر اور حضرت قطب الاقطاب شیخ احمد کھتو رح کی زیارت سے مشرف ہوکر وہین تین روز تک قیام کیا اور جو جو خواہ امیر خواہ سپاہی سورٹھ کی مہم مین شہید ہوئے تھے یا اپنی اجل سے مرے تھے اُن کے فرزندون کو بلوا کر ان کی آبائی جاگیر عطا کی جنکی لڑکی تھی ان کو نصف جاگیر اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۵) مارے گئے اس خرابی کی وجہ سے مقام بدلنا پڑا۔

[۳] مرآت سکندری مین ۸۷۸ھ لکھا ہے۔ مگر اسکے پہلے کے واقعات کا ۸۷۹ھ ہے اسلئے ۸۷۸ھ کی صحت مین شک معلوم ہوتا ہے فرشتہ نے ۸۸۰ھ لکھا ہے مگر کرنل واٹسن نے ۱۴۸۰ء لکھا ہے جو غلط ہے۔ کسی صورت سے ۸۸۰ھ سے زیادہ نہین ہے۔

[۴] فرشتہ نے لشکر گاہ مین بھیم کو لیکر آنا اور بعد مین مصطفیٰ آباد کی طرف لوٹنا لکھا ہے۔

[۵] بموجب تاریخ فرشتہ حسب الالتماس ملائے سمرقندی یہ تجویز عمل مین آئی۔

جو لاولد تھے ان کے متعلقین کی وجہ کفاف کا بندوبست کردیا ان تینون دنون مین سلطان چشم پُر آب رہتا تھا یہ دیکھکر ایک مقرب نے عرض کیا کہ جہان پناہ بعد چند سال مظفر و منصور ہوکر آپ دارالقرار کی طرف تشریف فرما ہوئے ہین اہل شہر اور اہل لشکر مشتاق دیدار ہین شاہزادون کو خوشی و خرّمی ہو رہی ہے - کیا وجہ ہے کہ ایسی جگہ تین روز تک قیام رکھا گیا - اور اس پر اسقدر غم و رنج - سلطان نے فرمایا کہ اس مہم مین کام آنے والون کی اولاد اور متعلقین کا خاطرخواہ بندوبست کئے بغیر شہر مین جاکر خوشی کرنی مروت و آدمیّت سے بعید ہے - اسی اثنا مین قاضی نجم الدین حاکم شرع نے آکر سلطان کو مبارکباد دی سلطان نے دردناک آہ سے جواب دیا کہ اگرچہ ہمارے لئے مبارکباد بجا ہے - مگر اُن سے پوچھنا چاہئے جنکے فرزند اور شوہر اس مہم مین کام آئے ہین - بعد فرحت خاطر اہل حزن ماہ شعبان المکرم مین سلطان محمود رونق افزا احمد آباد ہوا اور بعد موسم بارش مصطفےٰ آباد کی طرف مراجعت کی اور چندروز اسکے اطراف مین سیر و شکار کرکے شہر مین تشریف فرما ہوا -

ساگھوجی جھالا پر چڑھائی

لیمڑی والون کے جد اعلیٰ ساگھوجی جھالا نے سلطان محمود بیگڈہ کے قائم کئے ہوئے جانبو کے تھانہ دار کو دعوت کے حیلے سے مہمان بلاکر مع اسکے ہمراہیون کے قتل کرڈالا - اس وجہ سے سلطان نے اس پر چڑھائی کی اور شکست دیکر جانبو اور رشیانی کے تھانے چھین لئے - مگر اسکے بعد چونکہ ساگھوجی نے نہایت لجاجت سے عذرخواہی کرکے معافی مانگی اور لڑائی مین اسکے بہت سے آدمی بھی کام آئے تھے اس لحاظ سے سلطان نے معافی کے ساتھ اسے اس کا ملک بھی واپس دیدیا =

جھالا واگھوجی کو تنبیہ

جب لوگ[1] جو سندھ سے آکر ملک سورٹھ مین آباد ہوگئے تھے انھون نے سلطان کی لشکری خدمت خاطرخواہ کی تھی لہذا اس حُسن خدمت کے صلہ مین ان لوگون کو سلطان نے تعلقہ بجانہ[2] عطا کردیا تھا غرض ان جٹون نے بوجہ سرکشی دھرانگدہرہ والون کے جد اعلیٰ واگھوجی جھالا کے ملک پر چڑھائی کرنے کی سلطان سے اجازت

---

[1] محمد قاسم فاتح سندھ کے ہمراہ یہ لوگ آٹھوین صدی عیسوی کے آغاز مین بلوچستان اور مکران سے آکر سندھ ہی مین رہ گئے تھے -

[2] ان لوگون کے سردار ملک ہیدو کی اولاد مین بجانہ کے اسوقت کے تعلقدار ہین -

حاصل کی اور چڑہائی کرکے تعلقہ مانڈل لے لیا سلطان نے مانڈل کے اطراف کے دیہات تو جُھوٹن ہی کو دیدیئے مگر مانڈل کو اپنے قبضہ مین رکھا آخر جھالاؤن کی معافی اور عاجزی پر مانڈل ان کو واپس دیا گیا۔

سرویہ راجپوتون پر چڑہائی خاندان چوڑاسما کے راجہ کھنگار نے اپنے بھائی بھیم کو پرگنہ سروا جاگیر مین دیا تھا۔ بھیم کی اولاد پرگنہ سروا ملنے کے بعد سرویہ مشہور ہوئی۔ اسکی اولاد مین سے مسمی جیسا اور ویجا نامی دونون بھائی دست درازی کرکے پرگنۂ امریلی اور پرگنۂ ہاتسنی پر قابض ہوگئے تھے اسوجہ سے سلطان نے اُن پر فوج کشی کرکے ان کا ملک چھین لیا۔ اور بمقام واتھا[1] ایک تھانہ قائم کیا ان دونون بھائیون نے بھاگ کر ملک مین راہ زنی شروع کی آخر عاجز و تنگ آکر سلطان کی اطاعت قبول کی اور معافی کے خواستگار ہوئے سلطان نے ان پر رحم کھاکر پرگنۂ ہاتسنی بطور جاگیر انہین عطا فرمایا۔

شاہزادہ خلیل خان کا حاکم سورٹھ ہونا ۸۹۲ھ — ۹۱۲ھ ملک سورٹھ کا عمدہ اور خاطر خواہ انتظام ہوجانے کے بعد ۸۹۲ھ مین سلطان محمود نے اپنے شاہزادہ خلیل خان[2] کو حاکم سورٹھ مقرر کیا۔ ابتک سلطان بوجہ قیام دار الصدر مصطفےٰ آباد ملک سورٹھ کا انتظام بذات خود کرتا رہا۔ لہذا کسی مستقل حاکم کا تقرر نہین ہوا تھا۔

جھالا راجپوتون پر چڑہائی سلطان احمد شاہ کے عہد مین لشکر سلطانی نے جھالا جیت سنگھ کو پاٹڑی سے موضع کووہ کی طرف بھگا دیا تھا اسکا پرپوتا واگھو جی ۱۴۶۹ء مین تخت نشین ہوا تھا جسکو سلطان محمود نے تھوڑے ہی عرصہ پر تنبیہ کے بعد معافی عطا کی تھی اس نے پھر اپنی حد سے قدم باہر نکالنا شروع کیا تو شاہزادہ خلیل خان نے ۸۹۷ھ ۱۴۸۶ء

---

[1] تلاجا سے ۱۳ میل دور ہے۔

[2] شاہزادہ خلیل خان جسکو اکثر گجراتی و انگریزی مؤرخون نے غلطی سے مرزا لکھا ہے۔ اسکے پہلے سورٹھ کا حاکم مؤرخان مذکورین سے بعض نے جعفر خان کا بیٹا۔ اور بعض نے مظفر کا بیٹا تاتار خان جسکو سلطان محمود نے متبنٰی کیا تھا لکھا ہے۔ مالی اختیارات راجہ منڈلیک کے بیٹے رائے زادہ بھوپت سنگھ کو حاصل تھے۔ اسی سبب سے اسناد معافی وغیرہ مین سلاطین گجرات کے نام کم آتے ہین۔ مگر فارسی مستند اور بسیط تاریخون مین اس کا مطلق پتہ نہین صاحب تاریخ سورٹھ کی اکثرون نے تقلید کی ہے۔

مین جوناگڈھ سے اس پر فوج کشی کی موضع سیّدپور[۱] کے قریب لڑائی ہوئی مگر وانگھوجی پورے طور پر مغلوب نہوا اس سبب سے سلطان محمود بیگڑہ بہ نفسِ نفیس اس پر چڑھ آیا لڑائی مین وانگھوجی[۲] اور اسکے چھ بیٹے مارے گئے اور سلطان نے تمام راجپوتون کو وہان سے نکال باہر کیا اور وہان ایک مسجد تعمیر کرائی اور ایک بڑا تھانہ قائم کرکے احمد آباد کی طرف مراجعت کی اور شاہزادہ خلیل خان نے جوناگڈھ کی طرف کوچ کیا۔

شاہزادہ خلیل خان کا انتظام شاہزادہ خلیل خان نے اپنی مدت حکومت مین ملک سورٹھ کا خاطر خواہ انتظام کیا اور عوام اس کے حسنِ انتظام سے بہت ہی خوش اور رضامند رہے خراج گذار زمیندار اپنا اپنا خراج بغیر حجت ادا کرتے رہے اور ان کو شاہزادہ موصوف پر ہر طرح اطمینان کلی رہا خلیل پور ایک موضع شہر جوناگڈھ کے قریب ابتک موجود ہے اسی نے اپنے نام سے آباد کیا ہے۔ قصبہ کتیانہ کی آب و ہوا اس کو نہایت مرغوب تھی اسلئے اکثر وہان قیام رکھتا تھا۔ اس سبب سے اس قصبہ کا نام بادشاہ ہونے کے بعد مظفر آباد رکھا۔ قریب ۲۰ برس کی حکومت کے بعد شاہزادہ کو ۹۱۲ھ مین حکومت دولت آباد عرف بڑودہ تفویض ہوئی۔

ملک ایاز حاکم سورٹھ ۹۱۲ھ – ۹۲۸ھ اس کے بعد سلطان نے اپنے غلام ملک ایاز کو جو امیر الامراء اور سپہ سالار تھا سورٹھ کا حاکم مقرر کیا ملک ایاز تجربہ کار اور دانشمند شخص تھا اس وجہ سے اسکے انتظام مین کسی قسم کا خلل واقع نہین ہوا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۸) ۳؎ کرنل واٹسن نے بمبئی گزیٹر جلد ۸ مین بڑا بیٹا لکھا ہے۔ مگر فارسی تاریخون کے موجب بڑا بیٹا احمد خان ہے۔ طبقات اکبری اور فرشتہ نے خلیل خان کو مظفر خان بھی لکھا ہے۔

۱؎ دہنگدہرہ سے شمال مین ۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

۲؎ وانگھوجی کے ۱۲ بیٹے تھے جنمین سے ۶ اس لڑائی مین مارے گئے۔ ایک مونج پور کے مسلمان تھانہ دار کے مقابلے مین مارا گیا تھا۔ آٹھوان بیٹا راجودہر بحکم سلطان اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ اور ۸۸۸ھ ۱۴۸۳ء مین ہلود آباد کرکے پائے تخت کیا اسکے مرنے کے بعد اس کے تین بیٹے تھے جنمین سے دو راجہ ایڈر کی بیٹی کے بطن سے تھے۔ اور ایک موہی کے زمیندار لگدھر کی بیٹی کے بطن سے تھا راجہ ایڈر کی زورمندی کے سبب سے اسکے نواسے کی نسبت ہلود مین جانشین ہونے کی خبر گرم ہو رہی تھی کہ لگدھر نے خدمت سلطانی مین اپنے مستحق نواسے کی جانشینی کی بابت عرض کی سلطان نے اسکو مستحق جان کر جانشینی کی اجازت دی۔

بلکہ تھوڑے عرصہ مین یہ سب قومون کے نزدیک ہر دل عزیز ہو گیا اس نے اپنے عہد حکومت مین تجارت کی ترقی کی غرض سے ایک جدید کارروائی یہ کی کہ خلیج کھمبایت کے متعلق جسقدر بندرگاہ تھے ان مین آنے والے بحر احمر اور خلیج فارس کے جہازات بحر عرب مین ہو کر خلیج کھمبایت مین بغیر کسی حرج کے داخل ہو جائین اور ساحل بحر پر فرنگی (پرتگیز) لوگون کا جو زور بڑھتا جاتا تھا اس کے سدباب کے لیئے ملک ایاز نے بجائے دار الصدر مصطفیٰ آباد عرف[1] جوناگڈھ جزیرہ دیو مین اکثر قیام کرنا اختیار کیا جس سے جزیرہ مذکور کی تجارت کو روز افزون ترقی ہوتی شروع ہوئی اور مدت قلیل مین تجارت کو بہت ہی عروج حاصل ہوا۔

ملک ایاز کی فرنگیون پر فتح ۹۱۳ھ

اہل پورٹ گال یعنی پرتگیز کی شرارت دیکھکر ان کے دفعیہ کے لیئے ملک ایاز نے بندر دیو سے خاص جہازات آلات قتال اور دس جہاز رومی[2] لیکر ۹۱۳ھ[3] مین بندر چول (ریواڈنڈہ) پر ان مفسدون سے مقابلہ کیا اور شکست فاش دی ان کے ۱۲ ہزار سے زیادہ آدمی لڑائی مین مارے گئے اور کروڑ روپیہ کی متاع کا بڑا جہاز توپ سے غرق آب ہوا قریبًا چار سو مسلمان بھی شہید ہوئے اس لڑائی مین ملک ایاز نے ان مفسدون کے متعلق جو رحم دلی ظاہر کی ہے اس کا اعتراف خود اس قوم کے گورنر اور مؤرخون نے بھی کیا ہے۔ سلطان محمود کو بندر دمن مین ملک ایاز کی اس عظیم الشان فتح کی خبر ہوئی تو بہت خوش ہوا۔ اور خلعت خاص مع دیگر انعامات ملک ایاز کے لیئے بھیجی۔

عہد سلطانی مین راجپوت

سلطان محمود بیگڑہ نے ۹۱۷ھ مین وفات پائی خاندان چوڑاسما کی بڑی حکومت کا

---

[1] بمبئی گزیٹر جلد ۸ صفحہ ۵۰۱ مین لکھا ہے کہ ملک ایاز نے تاتارخان غوری کو جوناگڈہ کا اپنی طرف سے حاکم مقرر کیا۔ اور خود دیو مین رہنے لگا مگر فارسی مستند تاریخون کی تصریح کے مطابق اس زمانہ کے کئی برسون بعد احمد شاہ ثانی کے زمانہ مین تاتارخان غوری حاکم سورٹھ ہوا ہے۔ اور اس صوبہ مین اور حاکم ہوئے ہین

[2] تاریخ فرشتہ کی ایک روایت سے سلطان روم کے جہازات تھے اور اسی مؤرخ کی دوسری روایت سے قانصو غوری سلطان مصر کے جہازات معلوم ہوتے ہین اور یہی پچھلی روایت صحیح ہے۔

[3] الفنسٹن نے اپنی تالیف تاریخ ہندوستان جلد ۲ صفحہ ۲۰۸ مین ۱۴۹۴ء غلطی سے لکھا ہے جو ۹۰۰ھ کے مطابق ہوتا ہے۔

خاتمہ ہوگیا اسکے بعد ملک سورٹھ مین گوہل جھالا اور جیٹھوہ راجپوتون کی حکومتین کسی قدر بڑی تھین جاڑیجا راجپوت اسوقت وارد ملک نہ ہوئے تھے گوہلون کی دونون شاخین[۱] بغیر کسی تمرد کے سلطان کی مطیع و باجگذار تھین چونکہ جھالاؤن مین ہلود والا راناجی خود سلطان ہی کا بٹھایا ہوا تھا لہذا سلطان کا پورا مطیع تھا مگر ان کی دوسری شاخ کے زمیندار نے جسکا پایۂ تخت کبھی جانبو اور کبھی کندنی رہتا تھا بعض بعض وقت تمرد کیا کرتا تھا آخر سلطان نے بعد تنبیہ اسکی لجاجت و منت پر رحم کرکے اسکو ایسا درست کردیا کہ آخر وقت تک مطیع رہکر بغیر تقاضا خراج دیتا رہا۔ محمود بیگڈہ نے ملک بروڈہ فتح کرلیا تھا۔ اور پوربندر مین ایک فوج رکھی تھی اسلئے جیٹھوہ راجپوت جن کا دارالحکومت اسوقت بندر ناگنا تھا سلطان کے فرمانبردار و مطیع رہکر اپنا مقررہ خراج بغیر حجت ادا کیا کرتے تھے سلطانی عہد مین جیٹھوہ خاندان کا زمیندار بھانجی سنہ ۱۴۹۲ء تک حکمران رہا اور اسکے بعد راناجی ہفتم ہوا ان دونون نے سلطان سے کسی قسم کا تمرد نہین کیا اسی وجہ سے سلطان نے ان کے ملک مین کسی طرح کی دست درازی نہین کی راجپوتون کے ان بڑے خاندانون کے سوا دوسرے خاندان اور اور قومون والے چھوٹے چھوٹے تعلقدار سب کے سب سلطان کے مطیع تھے وصول پیشکش کے لئے سلطان کو کبھی فوج کشی کرنی نہ پڑی غرض کل جزیرہ نما بالواسطہ یا بلاواسطہ زیر حکومت سلطانی تھا قدیم سورٹھ یعنے ساحل بحر کا ملک جو مسلمانون نے پہلے ہی سے فتح کرلیا تھا اور جدید سورٹھ یعنی خاندان چوڑاسما کا وسیع ملک جسکو سلطان محمود نے فتح کرلیا تھا ان دونون کا ایک ہی نام سورٹھ رہکر کل جزیرہ نما کا تخمیناً $\frac{3}{5}$ حصہ سے کچھ زیادہ خالصہ مین داخل ہوگیا تھا۔[۲]

جزیرہ نما مین تھانہ جات سلطانی سلطان محمود نے کل جزیرہ نما مین عمدہ انتظام برقرار رہنے کی غرض سے گوہل راجپوتون کی نگرانی کے لئے مشرق مین ایک تھانہ بمقام گھوگھہ اور جھالا راجپوتون کی نگرانی کے لئے شمال

---

[۱] ایک کا دارالسلطنت امرالہ تھا اور دوسرے کا گھوگھہ۔ بھاؤنگر پراچین شودہ سنگرہ حصۂ اول کے بکرمی سمت ۵۵۳ والے کتبہ نمبر ۵۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ گھوگھہ ہی سلطان کی حدود حکمرانی مین داخل ہوگیا تھا۔

[۲] مغلون کے زمانہ مین خالصہ اس سے کچھ کم تھا۔

مین ایک تھانہ بمقام جھنجھواڑہ [1] اور جیٹھوہ باگھیلہ اور چند سرکش جھالا راجپوتون کی نگرانی کو مغرب مین ایک تھانہ بمقام آمرن [2] قائم کیا تھا اور ان بڑے تھانہ جات کے علاوہ کئی چھوٹے چھوٹے تھانہ جات بھی تھے۔

انتظام ملکی مدت مدید سے جزیرہ نما کے اس حصہ کے سوا جو اہل اسلام کے قبضہ مین تھا کیا چھوٹے اور کیا بڑے تمام راجاؤن اور تعلقدارون مین اسقدر جہالت تھی کہ اکثر اوقات نہایت معمولی خفیف اور ناجائز وجوہ پر (مثلاً تعلقات کی سرحدون کے لئے یا ایک کا مجرم دوسرے کی سرحد مین بھاگ کر چلے جانے اور اسکو پناہ ملجانے کی وجہ سے یا کسی خوبصورت عورت پر فریفتہ ہوکر اسکے بہم پہونچانے کے واسطے) وہ باہم جنگ وجدل پر آمادہ اور تیار ہوجایا کرتے

[1] بھاؤنگر پرچھپین شودہ سنگرہ حصہ اول کتبہ نمر ۱۶۰ جو سمت ۱۵۳۸ کا ہے۔ اور موضع رامپورہ (وڈھوان سے ۱۰ میل فاصلے پر) مین موجود ہے اس سے علیخان نامی کا تھانہ دار ہونا پایا جاتا ہے۔

[2] آمرن جواب ہالار مین ہے اسکے تھانہ دار ملک عبداللطیف بن ملک محمود قریشی تھے جنکو سلطان محمود کی طرف سے داور الملک کا خطاب تھا ملک موصوف نے سرکش راجپوتون کا غرور ایسا توڑا تھا کہ بڑے بڑے زمیندار مرعوب ہوکر ان کی ملازمت مین حاضر رہتے تھے۔ جیسے یہ بہادر تھے ویسے ہی پابند شریعت وصاحب کرامات تھے یہ بزرگوار ۱۳ ذی قعدہ ۸۸۹ھ کو آمرن ہی مین شہید ہوئے ذیقعدہ سے تاریخ وفات نکلتی ہے۔ ان کا مزار آب داول شاہ کے نام سے مشہور ہے بموجب تاریخ مرآت سکندری واقعہ وفات اس طرح ہوا کہ ایک دغاباز راجپوت نے داور الملک کی خدمت مین آکر کہا کہ میرے رشتہ دار فلان جاگیردار کے پاس عدیم المثل اور بینظیر تلوار ہے جب وہ آپکے پاس آئے اس سے لیکر آپ ملاحظہ فرمائین اس دغاباز نے جاگیردار مذکور سے تنہائی مین کہا کہ داور الملک تجھکو حیلہ سے قتل کرنا چاہتے ہین۔ اور اسکی علامت یہ ہو کہ جب وہ تیرے ہاتھ سے تلوار لین اور میان سے نکالین تو جاننا کہ تیرا کام تمام ہونے والا ہے۔ اس پر اس نے اپنے متعلقین کو اس بات سے آگاہ کیا کہ داور الملک میری تلوار لیکر میان سے باہر نکالین کہ فوراً ان کا کام تمام کردینا الغرض جاگیردار مذکور جب حسب معمول مجلس مین حاضر ہوا اور الملک کو تو پہلے سے اسکی تلوار دیکھنے کا اشتیاق تھا اس سے لے لی۔ اور میان سے نکالنے کو تھے کہ فوراً اس جاگیردار کے متعلقون نے ان کا کام تمام کردیا۔ صاحب مرآت سکندری نے ان کی بہت سی خوبیان بیان کی ہین منجملہ ان کے ایک یہ کہ دوران قیام داور الملک احمد آباد مین چونکہ ان کے مکان پر آدمیون گھوڑون اور ہاتھیون وغیرہ کا انبوہ کثیر جمع ہوتا تھا اور اس سے ہمسایون کو تکلیف ہوتی تھی لہذا مکان کو ترک کرکے شہر کے باہر سکونت اختیار کی۔ ایک دفعہ چند آدمی بدنیتی سے ان کے مکان مین

تھے جس سے ہزارہا بندگان خدا کی جانیں[1] تلف ہوتی رہتی تھیں اور اسیطرح مالی نقصانات بھی بہت ہوا کرتے
تھے لوٹ چوری تو گویا ایک کھیل ہو رہا تھا خصوصًا دریائی لوٹ کے مال میں جن کا کام اسکے مٹانے کا تھا وہ
خود شریک رہتے تھے اسیطرح تجارت کی ترقی کا باب بالکل بند کر رکھا تھا چنانچہ دوارکا کا راجہ اور ساحل بحر
کے رہنے والے باریہ کولی وغیرہ اس کام میں یگانۂ روزگار تھے کھانٹ قوم نے چوڑاسما اور باگھیلہ راجپوتوں کی
ناک میں دم کر رکھا تھا علیٰ ہذا القیاس میر قوم بھی فتنہ پردازی و فساد انگیزی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتی
تھی غرض ہر طرح ملک میں ابتری اور خرابی پھیلی ہوئی تھی مگر اس سلطان کے عہد میں ملک کا بڑا حصہ خالصہ
میں داخل ہو گیا اور کل ملک مطیع ہو کر زیر نگرانی آ گیا تو سلطان نے دار الملک احمد آباد کا مستقل قیام چھوڑ کر
(اگرچہ گاہ گاہ ضرورتًا چند روز کے لئے گیا ہے) مدت دراز تک خاص اسی ابتری و خرابی کے دفعیہ اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۲) گھر آئے مگر گرفتار ہو گئے سبب دریافت کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ ہماری لڑکیاں بالغہ ہو گئی ہیں اور ان کی کتخدائی کی قدرت نہیں رکھتے تھے۔ اسلئے محتاجی سے مجبور ہو کر یہ کارروائی کی۔ ان بزرگوار نے کہا کہ محتاجی ایسی ہی چیز ہوتی ہے۔ غرض آخر ان کی حاجت برآری کے موافق دیکر رخصت کیا۔ سفر میں ان کے ساتھ کے سپاہیوں کے گھوڑوں وغیرہ سے جنگل میں رعایا کے مال کا نقصان ہونے دیتے تھے بشرع سے زیادہ جاگیر نہ لیتے اور ویران جاگیر کو کم مدت میں آباد کر دیتے تھے۔ ان کی آباد کی ہوئی جاگیر کی کوئی دوسرا امیر سلطان سے درخواست کرتا تو اسے خوشی سے دیدیتے اور عوض میں جو جاگیر ملتی اسکو محنت کرکے پھر عمدہ بناتے۔

[3] مقام بھڈلی کے سرویہ راجپوت نے اپنی ایک خوبصورت لڑکی سر دھار کے باگھیلہ زمیندار مسمی گودھا کو ڈولہ دی تھی چنانچہ اس لڑکی کا ڈولہ اسکے آدمی خاوند کے گھر لئے جا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں بمقام کندلی رات ہو جانے کے سبب مقام کیا۔ صبح کے وقت کندلی کا زمیندار کھنتاجی جھالا اتفاقًا اس طرف شکار کھیلتا ہوا آنکلا اور جب اس کو معلوم ہوا کہ ڈولہ کی لڑکی بہت حسین ہے تو ڈولہ کے ہمراہیوں سے لڑکر لڑکی چھین لی جب گودھا باگھیلہ کو یہ حقیقت معلوم ہوئی تو کھنتاجی پر فوج لیکر چڑھ آیا اور سخت جنگ ہوئی جسمیں ہزارہا آدمی قتل ہوئے اور خود کھنتاجی بھی مارا گیا۔ جب ڈولہ دیا جاتا ہے تو لڑکی کے ماں باپ نہیں جاتا بلکہ بر قائم مقام تلوار بھیجنے کا راجپوتوں میں رواج ہے۔

[1] ہندو تاریخوں کتبوں اور مقتولوں کی تماثیل موجودہ سے یہ پایا جاتا ہے۔

مخلوق خدا کو امن مین رکھنے کے لئے مصطفےٰ آباد مین رہنا اختیار کیا اور جو خرابی نظر آتی گئی فوراً اس کا علاج کرتا رہا لوٹیرون کی ایسی بیخکنی کی کہ اسکی حکومت مین ایک جہاز بھی نہین لوٹا گیا۔ اس محکم انتظام نے تجارت کا دروازہ ایسا کھولا کہ تمام بندرگاہون پر بکثرت مال آنے جانے اور ملک کی دولت مین اضافہ ہونے لگا اگر انصاف کیا جائے تو ماننا پڑیگا کہ جزیرہ نمائے سورٹھ کو جو ترقی اور رونق سلطانی عہد مین حاصل ہوئی وہ اسکو پہلے نصیب نہتھی اور فی الواقع یہ ملک کی بڑی خوش نصیبی تھی کیونکہ تمام مراسم قبیحہ کو مٹانے اور ایسے سرکش لوگونکی شورش دفع کرنے اور خصوصًا سب کو ایک خاص طرز معاشرت کا متبع و پابند کرنے کے واسطے بیشک محمود بیگڈہ کے سے ایک بہت بڑے دلاور اور اولوالعزم بادشاہ کی ضرورت تھی اور ایسا ہی ہوا سارے ملک پر سلطان کا تسلّط ہو جانے کیوجہ سے اندرونی وبیرونی مناقشات کا سد باب ہوا اور باہمی فسادات کا مٹ جانا ملک کے لئے بیشک بڑا فائدہ مند ہوا۔

ترقی اسلام بعض نامنصفون نے سلطان محمود پر یہ الزام لگایا ہے کہ اس نے ہنود کو جبرًا مسلمان کیا مگر فارسی مستند تاریخون مین ایسی ایک بھی مثال موجود نہین البتہ سلطان نے اسلام سے مشرف ہونے والون کو خوش کیا ہے اور یہ دیکھکر دوسرون کو ترغیب ہوئی ہو بعض کو اسلام کی خوبیون اور سلطان کے اخلاق پسندیدہ و اشفاق حمیدہ نے اسلام کے طرف کھینچا چنانچہ مولی کا پرمار زمیندار لگدھیر کا بھائی ہالوجی سلطان سندھ کی اُوُل مین تھا اسکی رہائی کی حمایت سلطان محمود نے کی اس حمایت کی وجہ سے ہالوجی مسلمان ہوگیا اور سلطان نے اسکو پرگنہ رانپور جاگیر مین دیا کچھ عرصہ کے بعد ہالوجی کا چھوٹا بھائی[1] بھی مشرف باسلام ہوا تو اسکو پرگنہ بوٹا د عطا کیا ایسی ایک دو نہین کئی مثالین ہین چنانچہ جو مسلمان ابتک سومرہ باگھیرا اور پرمار نام سے مشہور ہین وہ دراصل راجپوت اور انہین اسما سے موسوم تھے یہ سب اور ان کے سوا اسوقت کے کچھی اور ہالائی میمن جو ملک کچھ اور سندھ کے لوہانہ قوم سے تھے اسی سلطان کے عہد مین دولت اسلام سے بہرہ اندوز ہوئے مومنہ اور میانہ یہ دونون فرقے نو مسلم ہین جو اسی سلطان کے عہد مین اسلام سے مشرف ہوئے ہین مگر شروع مین ان کو اسلام کی برابر تعلیم نہ ملنے کی وجہ سے ابتک انمین اکثر مراسم ہنود

[1] اسکی ذریات ابتک دھولقہ وغیرہ مین موجود ہے۔

جاری ہین نومسلمون کی اسلامی تعلیم کا اہتمام سلطان نے بہت ہی عمدہ رکھا جو اس ملک مین کسی بادشاہ نے نہین کیا اور یہی موجب ترقی اسلام تھا الغرض آج جو لاکھون مسلمان ملک کاٹھیاواڑ مین لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑہنے والے موجود ہین یہ سب سلطان محمود بیگڈہ ہی کا طفیل ہے اگر سلطان متعصب مسلمان ہوتا تو منڈلیک کی اولاد کو معزز خطابات دیگر بڑی بڑی جاگیرین نہ عطا کرتا اور دوسرے راجپوت[1] اپنی لڑکیان سلطان کو نہ دیتے سلطان نے تمام ملک مین مساجد مدارس اور خانقاہین بکثرت تعمیر کرائین اور اکثر مقامات کے پُرانے نامون کو بدل کر اُن کے اسلامی نام قرار دیئے اور کئی گاؤن ایسے آباد کیے کہ جن مین صرف اہل اسلام ہی بستے تھے۔ چنانچہ بالا گانون جسکا نام سلطان نے غنیمن پور رکھا تھا۔ اس مین اس وقت سب اہل اسلام ہی بستے تھے۔

سلطان مظفر حلیم ۹۱۷ھ سے ۹۲۲ھ

سلطان محمود بیگڈہ کی وفات کے بعد شاہزادہ خلیل خان بلقب مظفر شاہ تخت نشین ہوا اسکے عہد مین بھی ملک ایاز ہی حاکم سورٹھ رہا ملکی انتظام عمدہ طور پر چلتا رہا مظفر حلیم کو تخت نشین ہونے کے بعد بتقریب شکار صرف دو تین دفعہ ملک سورٹھ مین آنے کا اتفاق ہوا ہے چنانچہ ایک مرتبہ شکار کھیلتے کھیلتے سلطان ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا دوڑاتا ہوا لشکر سے دور پڑ گیا ناگہان قطاع الطریق راجپوتون کی ایک جماعت سے دوچار ہو گیا سلطان نے اس جماعت کو تیرون پر رکھ لیا اور ایسی تیراندازیان کین کہ چند راجپوت مارے گئے اور چند وہان سے فرار ہو گئے جب لشکر سلطانی سراغ لگاتا ہوا سلطان سے جاملا اور تمام ماجرا سنا تو سلطان کی مردانگی و تیراندازی پر آفرین کی۔

سلطان کی فیاضی

اس زمانہ مین زراعت کی اسقدر ترقی ہو گئی تھی کہ ایک مرتبہ پرگنہ جھالاواڑ کے لوگون نے سلطان سے عرض کی کہ کثرت زراعت کی وجہ سے جانورون کے لیئے چراگاہون کی کمی ہو گئی ہے یہانتک کہ چارہ بہم پہونچانے

[1] عام طور پر یہ سمجھا گیا ہے کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے وقت سے راجپوتون نے لڑکیان دینی شروع کین مگر یہ غلط ہے۔ اس کے پہلے سلطان احمد شاہ بانیٔ احمد آباد کے عہد سے یہ رسم جاری ہے۔ اور ہند کی تاریخ مین تغلق خاندان کا راجپوتانی لانا ثابت ہے۔ فیروز شاہ کی والدہ راجپوتانی تھی اس کا نام کدبانو عرف بی بی نائلہ تھا یہ راجہ رانامل کی بیٹی تھی۔

مین بڑی دقّت ہوتی ہے سلطان نے اس عرضداشت پر یہ حکم نافذ فرمایا کہ پرگنہ جھالاواڑ کی مزروعہ اراضی سے اسقدر حصّہ اراضی چراگاہون کے واسطے چھوڑ دیا جائے جو تمام جانورون کے لئے کافی ہو چنانچہ اس حکم کے موافق عمل درآمد کیا گیا۔ اسی طرح رعایا کی آسائش و آرام کے لئے سلطان نے اپنے خزانہ کی آمدنی کے ایک معتدبہ حصہ سے قطع نظر کی۔

ملک ایاز کی چتوڑگڈھ پر فوج کشی سلطان مظفر حلیم کے اواخر عہد سلطنت مین رانائے چتوڑ گڈھ سرحد گجرات پر تاخت و تاراج کرکے واپس چلا گیا سلطان اسکی تنبیہہ کی فکر ہی مین تھا کہ اس اثنا مین سورٹھ سے ملک ایاز ۲۰ ہزار سوار اور بڑا توپخانہ لیکر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ رانائے مذکور کی تنبیہہ کو بندہ بھیجا جائے تاکہ اُسے زندہ پکڑ کر خدمت سلطانی مین حاضر کرے سلطان نے ملک ایاز کی عرض قبول فرمائی اور خلعت خاص دیکر چند سردار ایک لاکھ سوار اور ایک سو زنجیرہائے فیل اسکے ہمراہ کردین القصّہ ملک ایاز سلطان سے اجازت پاکر ملک قوام الملک[۱] اور دوسرے سردارون کے ساتھ رانا کی طرف روانہ ہوا جب رانا کو خبر ہوئی کہ وہ اسقدر فوج لیکر اس ارادے سے آرہا ہے تو اسکے چھکّے چھوٹ گئے۔ مگر کچھ خرابی کے بعد خوف کھاکر مع پیشکش پیام صلح بھیجا اور معافی کا خواستگار ہوا ملک ایاز نے بخلاف رائے ملک قوام الملک کئی ہاتھی اور بہت کچھ نقد و جنس بطور جرمانہ لیکر صلح منظور[۲] کی اور رانا کو معافی بخشی پھر ملک ایاز بارگاہ سلطانی مین واپس حاضر ہوا مگر سلطان ملک ایاز کی اس کارروائی سے خوش نہوا بلکہ آزردگی ظاہر کرکے اسکو سورٹھ جانے کا حکم دیا حکم پاتے ہی ملک ایاز سورٹھ روانہ ہوگیا۔

ملک ایاز کی وفات ۹۲۸ھ ۹۲۸ھ مین سلطان سیر و شکار کی غرض سے جھالاواڑ تک جاکر احمدآباد واپس چلا گیا۔ اسی برس سورٹھ کا نامور حاکم ملک ایاز جس نے قریب ۱۶ برس تک نہایت حسن تدبیر سے سورٹھ پر حکومت کی تھی دنیا سے رخصت ہوگیا اور قصبہ اونہ (جہان یہ اکثر رہا کرتا تھا) کے باہر حضرت شاہ شمس الدین بخاریؒ کے

---

[۱] بموجب مرآت سکندری علاوہ اس لشکر کے قوام الملک کے ساتھ ۲۰ ہزار سوار اور ۲۰ ہاتھی علیحدہ تھے۔

[۲] بمبئی گزیٹر جلد ۸ صفحہ ۱۰۵ مین ملک ایاز کا شکست پانا لکھا ہے جو محض غلط ہے۔

احاطۂ مسجد مین دفن ہوا۔

ملک ایاز کے اوصاف

ملک ایاز مدبّر دوراندیش اور بڑا فیاض[1] تھا رحم دلی اور حسن اخلاق مین تو یگانۂ آفاق تھا یہانتک کہ دشمنون[2] نے بھی اسکی تعریف کی ہے ملکی انتظام دونون سلطانون کے زمانہ مین عمدہ کرنے کی وجہ سے تمام رعایا اس سے رضامند اور خوش تھی زمیندار اپنا اپنا خراج مقررہ بروقت ادا کردیا کرتے تھے کسی پر فوج کشی کی نوبت نہین آئی قصبہ اونہ وغیرہ اکثر مقامون مین تالاب[3] بنوائے اور رفاہ عام کے دوسرے کئی کام کیے جزیرہ دیو کو اس نے بہت کچھ رونق دی تھی بڑے مصارف سے باغات لگائے تھے قلعہ دیو بھی اسی نے تعمیر کرایا تھا۔

---

[1] اس کی سرکار مین شاگرد پیشہ کے علاوہ ایک ہزار سقّے نوکر تھے اور وہ فوج کشی مین ایک چرمی حوض بھرتا تھا جو تمام لشکر کی آب نوشی کے کام آتا ہر روز کھانے کے وقت قرنا بجایا جاتا تھا تاکہ ہر کس و ناکس جو بھوکا ہو شریک ہوجائے۔ روم۔ عجم۔ اور ہند کے عمدہ عمدہ کھانے دسترخوان پر ہوتے تھے کھانا سب کے لئے یکسان ہوتا ملک چپ و راست دیکھ لیا کرتا اگر کسی قسم کا فرق پاتا نوکرون پر غضب ناک ہوجاتا فراغت کے بعد عطر پان تقسیم ہوتا اور سب کے نوکرون کو کھانا پہنچایا جاتا ملک جب رانائے چتوڑ کی تنبیہ کو گیا تو سفر مین روزمرہ امرائے لشکر اسکے دسترخوان پر کھاتے اور جو نہ جاسکتے ان کو کھانا پہونچ جاتا۔ بعض امرا نے اپنے آدمیون سے کہا کہ برتن جو مسی و چینی کے تھے واپس نہ دیا کرو جب تین روز تک برتن واپس نہ دئے گئے تو نوکرون نے ملک کو اطلاع دی اس نے حکم دیا کہ ہرگز نہ مانگو اور دوسرے برتنون مین دیا کرو۔ چنانچہ اسی طرح ایک مہینے تک ہوتا رہا۔ امرا نے ملک ایاز کی عالی حوصلگی کا اعتراف کیا اور برتن واپس کردئے مہم چتوڑ مین رانا کی طرف کے راجپوتون نے ایک وقت شبخون مار کے کئی گھوڑے مار ڈالے اور باہر نکل گئے۔ ملک موصوف نے خبر پاتے ہی مقتول گھوڑونکو فورًا دفن کرادیا اور ویسے ہی رنگ کے گھوڑے اپنے طویلہ خاص سے منگوا کر اس جگہ بندھوا دیئے اور سات لاغر زخمی گھوڑون کو ان کے حال پر چھوڑ دیا چونکہ راجپوتون نے رانا سے بہت سی لنترانیان کی تھین کہ ہم نے سینکڑون گھوڑے قتل کئے رانا نے جاسوسونکو بھیجا انہون نے دیکھکر بیان کیا کہ صرف ۷ لاغر گھوڑے زخمی پڑے ہوئے ہین رانا نے ان راجپوتون پر بہتان کی تمام لشکر ملک مخمل و زربفت پوش رہتا تھا یہان تک کہ حلال خور بھی چکن و سقرلاط کا استعمال کرتے تھے اور تمام سپاہیون کا پرتلہ شمشیر و خنجر وغیرہ طلائی و نقرئی ہوتا تھا (مرآت سکندری)

[2] جن پرتگیزون (فرنگیون) کو ملک ایاز نے شکست فاش دی تھی اور جو دشمن تھے ان کے گورنر البوکرک نے لکھا ہے۔ کہ مین نے ملک ایاز سے زیادہ ذی فہم خوش اخلاق اور رحمدل نہین دیکھا تاریخ الفنسٹن (جلد ۲ صفحہ ۲۰۸) نے پرتگیزون کی کتاب فریا جلد ۵ صفحہ ۱۹۳ سے یہ روایت کی ہے۔

جسکو بعد مین فرنگیون نے خراب کر کے ایک دوسرا قلعہ تعمیر کیا ملک ایاز نے سمندر مین ایک برج بنوا کر اسمین ایک زنجیر آہنی لگائی تھی جس کا سلسلہ کنارہ بحر تک تھا تاکہ فرنگیون کا کوئی جہاز نکلکر نہ جاسکے اسکو سانکل کوٹ کہتے تھے مال اور آدمیون کی آمد و رفت کی تسہیل کے لئے ساحل سے جزیرۂ دیو تک سمندر پر ملک موصوف نے سنگی پل بنوایا تھا مگر فرنگیون نے اسکو بھی بعد مین منہدم کر ڈالا مفسد فرنگیون کو دبا کر اور تجارت کو کامل ترقی دیکر ملک موصوف نے ملک سورٹھ پر بڑا احسان کیا ہے۔

چنگیز خان بن ملک ایاز حاکم سورٹھ ۹۲۸ھ – ۹۳۳ھ[۳]

ملک ایاز کی وفات کا حال سنکر سلطان مظفر کو نہایت افسوس ہوا اور اس کے تین بیٹون ملک اسحٰق ملک طوغان اور ملک الیاس مین سے بڑے بیٹے اسحٰق کو چنگیز خان کا خطاب دیکر اسکے والد کی جگہ سورٹھ کا حاکم مقرر کیا اسحٰق نہایت فربہ اور بیلتن تھا مگر باوجود جسامت و فربہی فن کشتی مین ایسا طاق تھا کہ اسکے زمانہ مین کوئی کشتی گیر اسکا مقابلہ نہین کرسکتا تھا چونکہ گھوڑا اسکی سواری نہین دے سکتا تھا اس وجہ سے اکثر اوقات ہاتھی پر سوار ہوا کرتا تھا اسحٰق مخاطب بہ چنگیز خان نے قریب چار برس تک ملک سورٹھ کا عمدہ انتظام کر کے امن و امان قائم رکھا۔ اور زمینداروں سے خالصہ کا خراج و محصول وصول کر کے بہت کچھ احمد آباد[۱] بھیجتا رہا۔

سلطان بہادر شاہ ۹۳۲ھ – ۹۴۳ھ

۹۳۲ھ مین سلطان مظفر حلیم نے وفات پائی[۱] اسکے دو بیٹے سکندر خان اور نصیر خان المخاطب بہ محمود شاہ یکے بعد دیگرے تین تین چار چار مہینے تک سلطنت گجرات پر متمکن رہکر راہی ملک عدم ہوئے بعد مین تیسرا بیٹا بہادر خان[۵] جو گوہل خاندان کی لکھم بائی کے بطن سے تھا بہادر شاہ کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷) ۳؎ بمبئی گزیٹر جلد ۸ مین کرنل واٹسن نے لکھا ہے کہ اونہ کے تالاب مین سمت ۵۸۲ اکے کتبے مین ملک ایاز کا نام ہی مگر یہ کتبہ وفات کے بعد کا ہے۔

۱؎ اسوقت کا قابو یافتہ امیر عماد الملک بظاہر سلطان محمود کا طرفدار تھا مگر اس کا باطن مین بدخواہ تھا۔ لہذا اس نے فردوس مکانی بابر بادشاہ کو عریضہ بھیجا کہ میری کمک کو تم فوج بھیجو مین اسکے مدد خرچ مین بندر دیو اور ایک کروڑ تنگہ نقد دیتا ہون امرائے وفادار نے اس بات سے مطلع ہوکر فوراً شاہزادہ بہادر خان کو بلوا کر تخت نشین کردیا (از طبقات اکبری)

لقب سے سال مذکور کے اواخر مین گجرات کا سلطان ہوا۔

اسحٰق مخاطب بہ چنگیز خان حاکم سورٹھ کی سرکشی سنہ ۹۳۳ھ

سلطان بہادر شاہ بعزم شکار تاریخ ۱۵ ربیع الاوّل سنہ ۹۳۳ھ کو احمد آباد سے کھمبایت کی طرف متوجّہ ہوا اور جب کھمبایت پہونچا ملک الیاس بن ملک ایاز سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا بڑا بھائی اسحٰق زمینداران سورٹھ سے سازباز کرکے نونگر[1] سے ۵ ہزار سوار کے ساتھ دیو کو اس ارادہ سے آیا تھا کہ مکر و دغا سے جزیرۂ دیو مین داخل ہوکر جو کچھ ہاتھ آئے لیجائے۔ اور پرتگیزون کا دیو پر قبضہ کرادے مگر محمود آقا میر بحر اسحٰق کے اس ارادے سے اطلاع پاتے ہی جہازون کو جنگی مردون اور توپ و تفنگ سے آراستہ کرکے مقاومت کے لئے تیار ہوگیا اور ایک مرتبہ آتش خانہ کو آگ لگادی جس سے بہت سے ہندو مارے گئے۔ یہ خبر سنکر سلطان بہادر شاہ کھمبایت سے دھولقہ گیا اور وہان سے رانپور ہوکر جیسدن[2] پہونچا اس وقت اسحٰق کو معلوم ہوا کہ سلطان بذات خود آتا ہے سرحد سورٹھ سے نکلکر ریگستان کی طرف روانہ ہوگیا سلطان قصبہ جیسدن سے قصبہ بانساواڑا ہوکر قصبہ دیولی[3] پہونچا یہان اسے خبر ملی کہ اسحٰق ریگستان کی طرف فرار ہوگیا خرم خان بن سکندر خان مخاطب بہ خان خانان کو اسکے تعاقب کا حکم ہوا اسحٰق جب کہ ریگستان کی قریب جا رہا تھا پرگنہ موربی[4] کے ترقدار ناصر الملک تغلق خان اس کے پیچھے گیا اسحٰق نے پھر کر اس سے لڑائی کی تغلق خان کو شکست ہوئی مگر اسحٰق نے سنا کہ خان خانان آتا ہے تو ریگستان سے گزر کر آگے چلا گیا[5]۔ اور خان خانان نے بکنار ریگستان

---

[1] یہ دیلواڑہ کا نام ہے جو اسلامی حکومت مین رکھا گیا تھا۔

[2] مرآت سکندری مین جدون لکھا ہے جسدن کا املا بگڑا ہوگا۔

[3] مرآت سکندری نے قصبہ دیولی جوناگڈھ سے ۱۵ کروہ کے فاصلہ پر لکھا ہے تھانہ دیولی جوناگڈہ سے ۱۲ کوس اور باٹوہ دیولی ۱۰ کوس کے فاصلہ پر ہے اگر ان مین سے کسی کی اسوقت آبادی زیادہ ہو کر قصبہ شمار کیا جائے تو ٹھیک ہے ورنہ چکر کی وجہ سے دھوراجی کا قیاس ہوتا ہے۔

[4] مرآت سکندری نے ولایت موربی لکھا ہے۔

[5] اسکے بعد اسحٰق کا نام صفحہ تاریخ پر نہین آیا صاحب مرآت سکندری نے ملک ایاز کے بیان مین لکھا ہے کہ اسکے تینون بیٹے سلطان بہادر شاہ نے

مقام کیا القصّہ سلطان بہادر شاہ نے بعد وداع خان خانان دس روز تک اس جگہ قیام کیا اور وہان سے قصبۂ منگرول اور چورواڑ اور قصبہ پٹن اور قصبہ کوڑی نار[1] رہوتا ہوا دیلواڑہ پہونچا جہان لشکر خیمہ زن ہوا اور وہان سے سلطان بنفس نفیس بندر دیو کو گیا ملک طوغان بن ملک ایاز نے حاضر ہو کر شرف قدمبوسی سلطانی حاصل کیا سلطان کا دیو مین ایک مہینہ قیام رہا۔

قوام الملک حاکم دیو۔ مجاہد خان بہلیم حاکم جوناگڈھ سنہ ۹۳۳ھ

پھر قوام الملک کو جزیرۂ دیو[2] کا اور مجاہد خان[3] بہلیم کو جوناگڈھ کا حاکم مقرر کر کے بعد انتظام خاطر خواہ بندر دیو سے قصبۂ ہلاجا ہوتا ہوا گھوگہ گیا اور وہان سے یلغار کرتا ہوا دارالسلطنت احمد آباد پہونچا راستہ مین کہین قیام نہ کیا۔

سلطان کا دوبارہ بندر دیو کو جانا سنہ ۹۳۴ھ

سنہ ۹۳۴ھ کے اوائل مین سلطان بہادر شاہ کھمبایت سے کشتی پر سوار ہو کر بندر گھوگہ ہوتا ہوا دیو گیا صرف دو روز وہان قیام کر کے تخت گاہ کو واپس گیا۔ بعد مین اسی سال کے اواخر مین پھر کھمبایت گیا۔ اور ایک روز دریا کنارے سیر کر رہا تھا اس اثنا مین دیو کے اہل غراب حاضر ہو کر عرض پرداز ہوئے کہ فرنگیون کا ایک جہاز دیو آیا تھا[4] مگر قوام الملک نے تمام فرنگیون کو قید کر کے ان کا مال و اسباب لے لیا ہے سلطان یہ سنکر دیو کی طرف متوجہ ہوا اور جب وہان پہونچا قوام الملک نے ان فرنگیون کو سلطان کے سامنے حاضر کیا۔ تمام[5] فرنگی دنیاسازی کر کے بادشاہ کو خوش کرنے کی غرض سے مشرف باسلام ہوئے بعد ازان بادشاہ دیو سے کھمبایت واپس گیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹) رومی خان کے اغوا سے مروا ڈالے اور ایک جگہ اسی نے اسحاق کا وفات پانا لکھا ہے۔

[1] مرآت سکندری نے پہلے دیلواڑہ بعد مین کوڑی نار لکھا ہے مگر یہ بعید از قیاس ہے۔

[2] فارسی تاریخون سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت سے دیو اور جوناگڈھ کے الگ الگ حاکم ہوئے چونکہ اسوقت فرنگی لوگون کا زور بڑھتا جاتا تھا اسلئے مصلحت بھی یہی معلوم ہوتی ہے۔

[3] برخلاف مرآت سکندری مرآت احمدی نے مجاہد خان کو حاکم دیو لکھا ہے۔

[4] بموجب نوشتہ مخالف ہوا فرنگیون کے جہاز کو دیو مین لے آئی۔

سلطان کا دیو جا کر ملک طوغان ابن ملک ایاز کو حاکم دیو مقرر کرنا سنہ ۹۳۷ھ

تاریخ ۲۰ محرم سنہ ۹۳۷ھ[1] کو سلطان مع لشکر جرار کھمبایت پہونچا اور وہان سے کشتی مین سوار ہوکر دیو گیا اور جو مال تاجرون کا وہان تھا سب کا سب خرید کرکے سرکاری کارخانہ مین داخل کرادیا بموجب مرآت سکندری ان چیزون مین ۱۳۰۰ من گلاب تھا اور بموجب فرشتہ ۱۶۰۰ من پستہ و مویز تھا سوداگر مصطفےٰ خان[2] رومی اور اسکے رومی ہمراہیون پر سلطان نے بہت نوازش کرکے ان کی سکونت کی جگہ مقرر کردی ملک طوغان بن ملک ایاز کو دیو کا حاکم مقرر کیا۔ اور غربا کی سفارش کرکے ۵ ماہ صفر کو واپس کھمبایت پہنچا۔

مان سنگھ جھالا کو تنبیہ سنہ ۹۳۸ھ

جھالا راجپوت جو مقام کنوان سے ہلود مین آکر سکونت گزین ہوئے تھے ان راجپوتون کے سردار مان سنگھ نے دساڑہ پر حملہ کرکے شاہ جیو بن شیخن[3] سلحدار کو قتل کر ڈالا اسلئے سلطان نے جھالاواڑ کے جاگیردار خانخانان کو مانسنگہ کی تنبیہ کے لئے بھیجا اس کار آزمودہ دلاور جنگ آور نے جاتے ہی دساڑہ پر پھر قبضہ کرلیا اور ہلود۔ مانڈل۔ بیرم گام اور دھوان وغیرہ مقامات بھی مانسنگہ کے قبضہ سے نکال لئے اور مانسنگہ شکست کھاکر کچھ کی جانب فرار ہوگیا لیکن بعد مین مانسنگہ کی خالہ جو سلطان بہادر شاہ کے عقد نکاح مین تھی اسکی سفارش

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰) [5] تاریخ فرشتہ نے اکثر کا اور مرآت سکندری نے تمام کا مشرف باسلام ہونا لکھا ہے۔ مگر فرنگی تاریخ مین نفی ہے۔

[1] بقول الفنسٹن سنہ ۱۵۳۱ء ۹۳۷ھ کے فروری مین پرتگیز بڑے زور شور سے دیو پر چڑھ آئے مگر وہان کی سلطانی فوج نے انکو ناکام ہٹادیا فارسی تاریخون مین اسکا ذکر نہین ہے۔

[2] ان رومیون کا فرنگیون سے لڑنے کیلئے آنا جو کرنل واٹسن نے لکھا ہے خلاف مرآت سکندری ہے۔

[3] گجرات راجستان کے صفحہ ۵۱۵ مین لکھا ہے کہ سلطان احمد شاہ کے عہد مین بھکھن نامی دساڑہ کا تھانہ دار تھا اور اسی تاریخ کے صفحہ ۱۷۳ مین لکھا ہے کہ زمیندار مانسنگہ کے باپ رانا کو ملک بھکھن نے سنہ ۱۵۲۳ء مین قتل کیا اسلئے مانسنگہ نے ملک بھکھن کے بیٹے شاہ جیو کو قتل کرکے اپنے باپ کا انتقام لیا اس سے کرنل واٹسن نے بھی اتفاق کیا ہے لیکن اس قول پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جب ملک بھکھن سلطان احمد شاہ کے عہد مین موجود تھا اور فقط سلطان احمد شاہ کے زمانۂ وفات سے لیکر رانائے مذکور کے مارنے کے زمانہ تک اسی برس ہوتے ہین تو یہ قول بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے کیونکہ تاریخ مرآت سکندری مین شاہ جیو کے باپ کا نام شیخن ہے پس اس سے البتہ یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ شیخن کے باپ کا نام بھکھن ہو۔ اور شیخن نے رانا کو مار ڈالا ہو۔

اور مانسنگھ کی عاجزی واطاعت پر بیرم گام اور رانڈل خالصہ مین داخل کرکے باقی ماندہ ملک اسکو واپس عنایت ہوا۔

ملک طوغان حاکم دیو نے ۹۳۸ھ مین ۶۰ ہزار روپیہ کا وجہ تمغہ معاف کردیا۔

خراسان کے تاجرون نے جو بنادر گجرات مین تجارت کرتے تھے برہان نظام[2] سلطان احمدنگر کے مصاحب سید شاہ طاہر دکنی سے عرض کی کہ اس مرتبہ وجہ تمغہ یعنی تجارتی محصول ۶۰ ہزار روپیہ ہمارے ذمہ ہوتا ہے اسکی معافی کے لئے ملک طوغان[1] حاکم دیو سے آپ سفارش کرین شاہ صاحب نے کہا کہ وہ غلام ہے اسکے پاس جانا مجھے اچھا نہین معلوم ہوتا۔ وہ تو اہل غرض تھے شاہ صاحب سے بہت کچھ اصرار کے بعد اقرار کرایا آخر شاہ صاحب کو جانا پڑا ملک طوغان تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہوا شاہ صاحب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا شاہ صاحب کی نظر مین اسکی حشمت وشوکت ایسی سمائی کہ کھڑے ہی کھڑے تاجرون کا پیغام عرض کیا ملک طوغان نے قبول کیا بلکہ آئندہ کے لئے بھی معاف کردیا۔ اور اسی مجلس مین ۶۰ ہزار روپئے کا ہدیہ مع مروارید قیمتی شاہ صاحب کو عطا کیا جب اس بات کی اطلاع سلطان کو پہونچی ملک طوغان پر عتاب کیا کہ ای بدبخت شاہ صاحب کی تعظیم کو کیون نہ اُٹھا۔ ملک نے کہا کہ جب غلام نمک حرام یعنے برہان نظام ان کی تعظیم کو نہ اُٹھے تو بندہ غلام نمک حلال کیونکر یہ لوازم بجا لائے۔

پرتگیزون کا دیو سے فرار ۹۳۸ھ

۹۳۸ھ مین سلطان نے محمد آباد چانپانیر مین خبر پائی کہ پرتگیز[3] جزیرۂ دیو پر کچھ جہازات لیکر چڑھائی کا سامان کر رہے ہین یہ خبر پاتے ہی سلطان بہادر شاہ راتون رات کھمبایت گیا ادھر پرتگیزون کو جب معلوم ہوا کہ سلطان کھمبایت آپہونچا تو سب نے فرار اختیار کیا الغرض سلطان دیو پہونچا تو فرنگیون کو نہ پایا آخر وہان سے توپ خانہ ہمراہ لیکر چیتوڑ کی فتح کی فکر مین گجرات کی جانب مراجعت کی۔

ف۱ مرآت سکندری نے یہان ملک طوغان کو میر بحر لکھا ہے۔

ف۲ برہان نظام کا دادا نظام الملک اصل مین برہمن تھا بعد مین مسلمان ہوکر سلطان محمد شاہ بہمنی کا زرخرید غلام ہوا رفتہ رفتہ امارت کو پہنچکر مختار کل ہوگیا۔ پھر اس کا بیٹا احمد نظام اپنے آقا کی اطاعت سے روگردانی کرکے احمدنگر کا خود مختار سلطان ہوگیا۔

ف۳ بموجب انگریزی تاریخون کے ان لوگون نے گھوگہ کو جو اس زمانہ مین عمدہ بندر تھا ۱۵۳۱ء اور ۱۵۴۶ء مین آگ لگا دی تھی۔

بہادر شاہ کا شکست کھاکر جزیرہ دیو جانا ۹۴۱ھ

۹۴۱ھ مین جب جنّت آشیان نصر الدین محمّد ہمایون بادشاہ دہلی نے باہمی
ناچاقی ہو جانے کی وجہ سے جس کا بیان مفصّل مرآت محمّدی مین ہو چکا ہے سلطان بہادر شاہ پر لشکر کشی کر کے
ملک گجرات فتح کر لیا تو بہادر شاہ نے ہزیمت کھا کر چانپانیر مین پناہ لی اور وہان سے خزانہ اور جواہرات دیو بھیج
دئے؎۱ جب سلطان ہمایون تعاقب کرتا ہوا چانپانیر جا پہونچا تو بہادر شاہ گھوڑے پر سوار ہو کر کھمبایت گیا وہان سے
دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر بندر دیو جا کر قیام کیا چونکہ بہادر شاہ ایک اعلیٰ درجہ کا اولوالعزم اور غیور بادشاہ تھا
اسوجہ سے گجرات جیسا وسیع و زرخیز ملک موروثی و مفتوحہ ذاتی قبضہ سے نکل جانے سے پژمردہ و غمگین رہا کرتا تھا
پرتگیزون نے جو نہایت درجہ محیل اور مکار لوگ تھے اور ہمیشہ انھین فکرون اور تدبیرون مین رہا کرتے تھے کہ کسی صورت
سے اس ملک مین اپنی حکومت قائم کرین چنانچہ انھین خیالات کی بنا پر انہون نے سلطان کے داخل دیو ہوتے وقت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۲) ؎۵ فارسی تاریخون مین توپون کی بابت کسیقدر اختلاف ہے مرآت سکندری کے موافق اسوقت رومی خان ایک بڑی اور سو چھوٹی
مصری توپین لایا تھا بڑی توپ بہت سے بیلون کے علاوہ کدارہ قوم کے ۳ ہزار آدمیون کے زور سے چل سکتی تھی اور بموجب مرآت احمدی بڑی توپین
دو تھین طبقات اکبری و فرشتہ کا بیان یہ ہے کہ اسوقت فرنگیون کی ایک بڑی توپ جو کلانی مین تمام ہندوستان مین بے نظیر تھی سلطان کے ہاتھ آئی
وہ بوجہ ثقیل چانپانیر بھیجدی گئی بموجب مرآت سکندری ہمایون بادشاہ نے جب چانپانیر کا محاصرہ کیا ایک بڑی توپ ضائع ہو گئی بموجب طبقات اکبری
و فرشتہ بعد وفات بہادر شاہ لشکر روم واپسی کے وقت بوجہ مشکلات ساتھہ کی توپین چھوڑ گیا تھا ہجری دسوین صدی کے وسط مین خداوند خان قلعہ
سورت تعمیر کرا رہا تھا اسوقت حاجتًا جوناگڈھ سے سلیمانی توپین طلب کی تھین اور جب قلعہ کی تکمیل ہو چکی تو بموجب فرشتہ و منتخب التواریخ حاکم سورٹھہ پھر
ان کو قلعہ جوناگڈھ مین لے گیا یہ توپین اب تک جوناگڈھ کے قلعہ بالا مین موجود ہین ان مین سے بڑی توپ پر کتبہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سلطان
سلیمان کے حکم سے ہندوستان مین داخل ہونے والے پرتگیزون کے دفعیہ کے لئے ۹۳۷ھ مین مصر مین بنائی گئین اور بنانے والے کا نام محمد بن حمزہ
لکھا ہے۔ دوسری توپ پر علی بن حمزہ لکھا ہے۔ باقیماندہ سلیمانی توپین سورت سے ۹۸۰ھ مین اکبر بادشاہ آگرہ لے گیا ہجری دسوین صدی کے اواخر مین
صاحب طبقات اکبری کو سورٹھہ آنے کا اتفاق ہوا ہے وہ لکھتا ہے کہ اسوقت جوناگڈھ مین سلیمانی توپین موجود تھین غرض مصری اور سلیمانی تو ایک ہی معلوم
ہوتی ہین فیصلہ طلب بات یہ ہے کہ رومی خان تجارتًا یا ہدیۃً سلطان روم کی طرف سے بہادر شاہ کے لئے اسوقت لایا تھا یا بعد وفات بہادر شاہ یہ توپین

نہایت ادب و تعظیم سے اس کا استقبال بھی کیا تھا غرض ان لوگون نے موقع پاکر بہادر شاہ کی خوشامد اور چاپلوسی کرکے عرض کی کہ تمام بندرگاہون پر جو خدمت تجویز ہو ہم لوگ تہ دل سے اسکی بجاآوری کے لئے حاضر ہین مگر یہ سب خوشامد زبانی جمع خرچ تھا۔ غرض اصلی یہ تھی کہ بہادر شاہ سے اجازت حاصل کرکے دیو مین کسی نہ کسی حیلہ سے قدم جمائین الغرض گاہ و بیگاہ خوشامدین کرتے رہنے کے علاوہ انھین ایّام مین ایک روز انہون نے پیشگاہ بہادر شاہ مین اس مضمون کی ایک عرضداشت پیش کی کہ ہم لوگون کے جو جہازات تجارتی اسباب لیکر آتے ہین ان کا مال و اسباب اتار کر رکھنے کے لئے دیو مین کوئی مقام بطور فرودگاہ ہونے کے سبب ہمکو سخت تکلیف اور پریشانی ہوتی ہے لہذا تھوڑی سی زمین جزیرۂ دیو مین عطا ہو تاکہ ہم لوگ اسکو اپنی فرودگاہ قرار دیکر تکلیف سے بچین بہادر شاہ نے ان کی خوشامد اور[۱] عجز و انکسار[۲] کے لحاظ سے یہ عرض منظور کی اس اثنا مین خبر پہونچی کہ ہمایون بادشاہ گجرات ملک مفتوحہ اپنے بھائی میرزا عسکری کے سپرد کرکے شیر شاہ کے روکنے کو برہان پور ہوکر شمالی ہندوستان واپس گیا ادھر بہادر شاہ کے وفادار سردارون نے اس مضمون کی عرضداشتین بھیجین کہ اسوقت موقع ہے اور ہم سب لوگ مع افواج جان نثاری کو حاضر ہین ہمایون کے جانے کی خبر پاتے اور سردارون کی عرضداشتین پہونچتے ہی بہادر شاہ نے مع

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳) آئین بہادر شاہ اور سلطان سلیمان والئ روم کے درمیان دوستانہ تعلقات ہونے کی وجہ سے مؤخر الذکر کا اول الذکر کے پاس بھیجنا بذریعہ رومی خان قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔

ے مرآت سکندری کے موافق سلطان بہادر شاہ نے اپنے قبائل کو مع خزانہ و جواہرات بندر دیو سے مکّہ شریف بھیجدیا گر الفنسٹن اور ایدلجی وغیرہ کی انگریزی تاریخون مین مدینہ طیبہ بھیجنا لکھا ہے اور فرشتہ کے مترجم بریگ نے ترکی مؤرخ فردی سے کمربند مرصع اور دیگر تحائف ۵۰ کروڑ روپیہ کی قیمت کے ۳۰۰ آہنی صندوقون مین سلطان روم سلیمان کو بھیجنا لکھا ہے۔

[۱] صرف چہار دیواری کے لئے ایک پوست گاؤ کے برابر زمین لینے کی اجازت ملی تھی مگر بندر دیو سے سلطان کے جانے کے بعد انہون نے یہ بے ایمانی کی کہ پوست گاؤ کے تسمے بناکر اس سے کہین زیادہ زمین پر قبضہ کرلیا۔

[۲] بعض انگریزی تاریخون مین لکھا ہے کہ پرتگیزون نے ملک گجرات سلطان بہادر شاہ کو صرف ۵۰۰ فرنگیون کی مدد سے واپس دلا دینے کا اظہار

زمینداران[1] سورٹھ گجرات کیطرف توجہ کی اور کوچ درکوچ کرتا گجرات پہونچکر میرزا عسکری پر چڑھائی کی اور بعد جنگ ومقابلہ اسے گجرات کی حد سے نکال باہر کیا اور اپنے تمام ملک پر بدستور قبضہ کرکے کامل اطمینان حاصل کیا۔

بہادر شاہ کا آخر مرتبہ دیو جاکر شہید ہونا سنہ ۹۴۳ھ

پرتگیز فرنگوں مین تو ل ہی چکی تھی جب انھون نے دیکھا کہ بہادر شاہ میرزا عسکری کے مقابلہ مین مصروف ہے اور غالبًا انکو اسمین بھی شک ہوگا کہ ہمایون جیسے بادشاہ کے ہاتھ مین گیا ہوا ملک پھر بہادر شاہ کے قبضہ مین آجائے اسلئے انھون نے یہ جرأت کی کہ فرودگاہ کے عوض جسکی اجازت ملی تھی ایک مستحکم سنگی قلعہ نہایت عجلت سے تیار کرلیا اور اسمین توپ وتفنگ وغیرہ جنگی سامان رکھدیا بہادر شاہ نے جب یہ حقیقت سنی کھمبایت[2] سے گھوگہ مین جو دیو سے بہت ہی قریب ہے جاکر خیمہ زن ہوا اور نور محمد خلیل کو جو مقربان سلطانی مین اور ایک صاف سیدھا سردار تھا فرنگیون کے کپتان[3] کو بلانے کیلئے روانہ کیا۔ فرنگی جو سلطان بہادر کی آمد آمد سنتے ہی جان چکے تھے کہ اس مرتبہ سلطان کا دیو آنا خالی از علت نہین جب نور محمد خلیل کپتان کے پاس پہونچا تو اس نے ایسی تعظیم وتکریم کی کہ نور محمد خلیل فریفتہ ہوگیا اور کپتان نے حالت کیفیت شراب مین بہادر شاہ کا مافی الضمیر اس سے دریافت کیا اس نے ناگفتنی باتین کرنی شروع کین اور سلطان کا راز فاش کردیا غرض رات اسی کیفیت مین گذر گئی اور فجر ہوتے ہی کپتان نے خوف زدہ ہوکر بہ بہانۂ بیماری یہ کہا کہ مین سلطان کا بندۂ مخلص ہون مگر بیماری کی وجہ سے حاضر نہین ہوسکتا بہادر شاہ نے نور محمد سے کپتان کا جواب معلوم کرکے یہ قیاس کیا کہ کپتان ڈرتا ہے۔ الغرض سلطان خود کپتان مذکور کی عیادت کے لئے عازم دیو ہوا ہرچند سرداروں نے عرض کی کہ سلطان کا تشریف لیجانا مصلحت نہین ہے مگر بہادر نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴) کیا تھا اس سبب اسنے درخواست منظور کرلی مگر یہ بعید از قیاس ہو کہ ایسی مختصر مدد سے ملک گجرات بڑے دشمن کے ہاتھ سے پھر لیجائے بلکہ ناممکن تھا۔

[1] طبقات اکبری صفحہ ۱۹۹۔　　[2] بموجب مرآت سکندری کھمبایت اور بموجب طبقات اکبری و فرشتہ جوناگڈھ کی طرف سے۔

[3] مرآت سکندری نے کپتان لکھا ہے۔ اور نفنسٹن وغیرہ انگریزی تاریخون مین وایسرائے لکھا ہے جس کا نام ننو ڈے کنھا تھا۔

تھا ہی نہ مانا صرف ملک امین نس فاروقی شجاعت خان لنگرخان بن قادر شاہ ماندوانی الف خان بن بھیکن خان سیٹھی
کھتری سکندر خان حاکم ولایت سینوانس اور گنیش رائو برادر میدنی رائو کو کشتی مین ہمراہ لیا اور طرفہ یہ
ہوا کہ ان تمام مذکورہ بالا سرداروں مین کسی کو کوئی ہتھیار بھی نہ باندھنے دیا تھا۔ القصّہ جسوقت سلطان دیو پہنچا
کپتان لب دریا تک خود حاضر ہو کر سلطان کو باعزاز تمام لے گیا جب باہم گفتگو سے فارغ ہوئے پرتگیز آپسمین
ایک دوسرے سے اشارہ بازی کرنے لگے اسوقت بہادر شاہ کھٹکا کہ کچھ دال مین کالا ہے۔ اور یہ کھٹکا پیدا
ہوتے ہی رخصت ہو کر واپس چلا یہانتک کہ قریب کشتی پہونچگیا تھا کہ ایک پرتگیز نے آب شمشیر سے سیراب
کرکے غریق بحر شہادت کیا اور اسکے بعد جو پرتگیز اس موقع پر موجود تھے سبنے یورش کرکے سلطان کے ہمراہی
سرداروں کو بھی تہ تیغ بے دریغ کیا۔

مرآت سکندری کی دوسری روایت | مرآت سکندری کی روایت مذکورہ بالا کے سوا دوسری روایت یہ بھی ہے کہ پرتگیزونکا
جنرل ۵۰ غراب لیکر سانکل کوٹ کے قریب لنگر زن تھا بادشاہ جہاز پر سوار ہو کر ان غرابوں کی سیر کو گیا جسوقت
سلطانی جہاز فرنگیوں کی غرابوں کے اندر چلا گیا پرتگیزوں نے ہر چہار طرف سے گھیر کر سلطان کو ہمراہیوں سمیت[۱]
نیزوں سے شہید کر ڈالا اور دریا مین ڈالدیا۔

سلطان بہادر شاہ کے اس حادثہ پر رائے | مرآت سکندری۔ طبقات اکبری۔ فرشتہ۔ اور منتخب وغیرہ فارسی تاریخوں نے[۲]
اس واقعہ کا الزام پرتگیزوں ہی پر لگایا ہے۔ انگریزی مؤرخین بھی گو یہ لکھتے ہین کہ طرفین کی نیّت[۳] اس موقع پر بدلی

[۱] بہت سے پرتگیز بھی مارے گئے تاریخ الفنسٹن جلد دوم صفحہ ۲۱۴

[۲] اس واقعہ کے متعلق ابوالفضل نے اکبر نامہ مین لکھا ہے کہ جب بہادر شاہ دیو گیا تو فرنگیوں کے گورنر درزی کو طلب کیا مگر اس نے بیماری کا بہانہ کیا۔
سلطان نے شاہانہ احتیاط سے قدم باہر رکھکر اسکی عیادت کو خود جانے کا مصمم ارادہ کرلیا اور ۳ رمضان ۹۴۳ھ کو چند آدمیوں کے ساتھ غراب مین سوار ہو کر
چلا۔ وہان پہونچکر معلوم ہوا کہ دغا ہے پشیمان ہوا۔ اور واپسی کے ارادے سے بہت جلد اپنی غراب کی طرف متوجہ ہوا۔ فرنگی پادری سلطان کی طرف بڑھا
اور ٹھیرنے کی بے ادبانہ تاکید کی۔ سلطان کو غصّہ آیا اور تلوار کھینچکر اس پادری کے دو ٹکڑے کئے اور سلطان ان کے غراب سے اپنے غراب مین کود ا۔ فرنگیوں نے

ہوئی تھی۔ مگر زیادہ الزام پرتگیزون ہی پر لگاتے ہین اور فرنگی مؤرخ ڈی سوزا کا بیان گو چشم دید ہے۔ مگر بیان اسقدر بیہودہ ہے کہ پائے صداقت سے ساقط معلوم ہوتا ہے ان مختلف راؤن کا نتیجہ نکالنے کو اس وقت کی اطرافی حالت پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہے اگرچہ سلطان بہادرشاہ کا خیال فرنگیون کو بندر دیو اور اور بندرون سے بھی خارج کرنے کا ہو مگر اسوقت کپتان کے پاس جانے مین سلطان کی طرف سے کسی قسم کا فریب ہونے کی کوئی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶) اپنی غرابون کو نزدیک لاکر سلطان کو گھیر لیا۔ اور طرفین سے لڑائی شروع ہوگئی سلطان اور رومی خان اور دوسرے ہمراہی پانی مین کود پڑے۔ رومی خان کو ایک فرنگی آشنا نے ہاتھ پکڑ کر نکالا مگر سلطان اور دوسرے ساتھی غرق ہوگئے فرائی سوزا جو پرتگیز مورخ ہے اس واقعہ کی نسبت لکھتا ہے کہ سلطان نے فرنگیون کی مدد سے تخت حاصل کیا تھا۔ اول خود ان کو قلعہ بنانے کی اجازت دی۔ اور پھر خود ہی ناراض ہوکر ان کی خرابی کے درپے ہوا۔ اور ڈیسوزا حاکم دیو کے قتل کا ارادہ کیا۔ رات کے وقت ایک مسلمان دیوار پر سے یہ کہکر چلا گیا۔ کہ کل سلطان تجھکو قتل کرنے کے لئے بلائیگا مین اپنا نام نہین بتا سکتا۔ دوسرے روز سلطان کا آدمی ڈیسوزا کے پاس بلانے کو گیا۔ گو ڈیسوزا پہلے سلطان کے پاس ہتیاربند آدمیون کے ساتھ جایا کرتا تھا۔ مگر اب تنہا گیا۔ سلطان نے میٹھی میٹھی باتین کرکے رخصت کیا سلطان کو یہ خیال تھا کہ دو چار مرتبہ اسیطرح آمد و رفت کے بعد قتل کرنا ٹھیک ہے اس برے ارادے سے باز رکھنے کی خود سلطان کی ماں نے ہدایت کی مگر اس نے نہ مانی۔ سلطان ڈیسوزا کی ملاقات کو بے وقت گیا۔ ڈیسوزا نے اپنی حفاظت کرکے ملاقات کی بعد مین سلطان چلا گیا۔ جب یہ خبر فرنگیون کے گورنر نو دی کنھا کو ہوئی تو اس نے ڈیسوزا کو بہت بھلا برا لکھا کہ کیون جانے دیا۔ بعد ازان سلطان نے لکھا کہ بعض ضروری کامون کا فیصلہ کرنا ہے۔ جلد آؤ۔ ڈیسوزا سلطان کی نیت سے واقف تھا مگر بے تامل چلا آیا۔ بہادرشاہ شکار کو گیا وہان سے ایک بہادر فرنگی جام نامی کو جو اب مسلمان ہوگیا تھا اور سلطان کا بہت منہ لگا تھا ڈیسوزا کے بلانے کو بھیجا اس نے بیماری کا بہانہ کرکے کہا کہ مین حاضر نہین ہوسکتا۔ جس کشتی مین سلطان نے گورنر کے لئے شکاری گوشت بھیجا تھا اسی مین ۱۳۔ آدمیون کے ساتھ سوار ہوکر خود سلطان اس طرف چلا پہلے گورنر اسکو اپنے جہاز پر لے گیا۔ بڑی محبت کی باتین ہوئین۔ مگر اتنے مین ایک نوکر نے گورنر سے سرگوشی کی گورنر وہان سے چلا گیا اور اپنے افسرون کو حکم دیا کہ سلطان کے ساتھ ڈیسوزا کے پاس قلعہ مین جائین۔ اور وہان سلطان کو گرفتار کرلین۔ اسوقت رومی جام نے سلطان سے کہا کہ جانا بہتر نہین۔ مگر سلطان نے کچھ پروا نہ کی آخر جب ڈیسوزا سے ملاقات ہوئی تو سلطان نے وار کرکے اسے مار ڈالا جسمین دی میکونٹ کو معلوم ہوا تو اس نے سلطان کو فوراً زخمی کیا۔ اور فساد عظیم برپا ہوا جسمین چار پرتگیز افسر اور سات سلطانی امیر مارے گئے جب فرنگیون کے بہت سے جہاز پاس

دلیل نہین۔ بلکہ سلطان کا بے ہتھیار صرف چھ سردارون کے ہمراہ جانا اسکی نفی کی تائید کرتا ہے چونکہ ترقی تجارت کی غرض سے سلطان نے صرف کوٹھی تعمیر کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور ان مکار فرنگیون نے قلعہ تعمیر کرکے بندر دیو کو غصب کرلینا چاہا لہذا اسموعی کیفیت تعمیر قلعہ کی واقعی صورت ملاحظہ کرکے اس کا تدارک کرنا سلطان کی اصلی غرض معلوم ہوتی ہے۔ ادھر فرنگیون کو سلطان اور اسکے ہمراہیون کی ہلاکی کا اوّل ہی سے خیال ہوتا تو جس جگہ سلطان اور کپتان نے باہم گفتگو کی اسیجگہ ہلاک کرڈالنا زیادہ تر آسان تھا۔ باقی رہا یہ کہ جاتے وقت درشت زبانی وسخت کلامی ہونے سے یہانتک نوبت پہنچی ہو اس کا کوئی مذکور نہین ہوا اور اطراف دیو کا سلطانی لشکر[۱۵] فرنگیونکے استیصال کو کافی تھا باوجود اسکے ایسے جلیل القدر سلطان کو مع ہمراہیان ذیشان ہلاک کرنا فرنگیون کی حیثیت وجرأت سے بہت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۷) آگئے تو سلطان کے ایک نوکر نے بہتون کو تیرون سے مار ڈالا۔ مگر گولی نے اس کا کام تمام کیا۔ بہادرشاہ کو اسکے تین جہاز پہچانے آئے توپ کے گولے سے تین جہاز والے مارے گئے۔ سلطان پانی مین کودا کہ تیر کر نکل جائے مگر ڈوبنے لگا تو چلایا۔ ایک فرنگی نے کچھ باہر نکالا تھا کہ دوسرے نے سر پر برچھی ماری جس سے وہ ڈوب کر مرگیا بہادرشاہ اور ڈیسوزا دونون کی لاشون کا پتہ نہ ملا۔

اس واقعہ کے متعلق پرتگیز مورخ کا بیان زیادہ قابل اعتماد ہونا چاہیئے تھا مگر مندرجہ بالا بیان اسقدر لغو اور لچر ہے کہ ہم اسکے ایک حرف پر بھی بھروسہ نہین کرسکتے اسکا ہر ایک فقرہ شہادت دیتا ہے کہ وہ ایک من گھڑت افسانہ ہے اس وقت سلطان کی والدہ ساتھ نہ تھی۔ فرنگیون کا ایسے جلیل القدر سلطان کے قتل کی جرأت کرنا بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے۔ ہمکو ہمین شبہ نہین کہ اس وقت یہ واقعہ ایک اتفاقی حادثہ سمجھا گیا اور ارکین سلطنت کے نزدیک سلطان کی موت محض اتفاقاً سمندر مین ڈوب جانے کی وجہ سے خیال کیگئی ورنہ ممکن نہ تھا کہ وہ فرنگیون سے انتقام لینے کی کوشش نکرتے۔ عام قاعدہ ہے کہ اتفاقی موتون کی نسبت جہلا اور عوام الناس مین طرح طرح کی افواہین اڑا کرتی ہین۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صاحب مرآت سکندری نے اس قسم کی مشہور افواہون کو اپنی کتاب مین درج کردیا اور دوسرے مورخون نے اسکی تقلید کی۔

[۱۵] سلطان بہادرشاہ نے سلاطین دکن کو اس مضمون کی تحریر بھیجی تھی کہ ہم تم ملکر گجرات کے جسقدر بندرگاہون پر پرتگیزون کا زور بڑھ گیا ہے۔ ان سب بندرون کو ان سے چھین لین اوران کو نکال باہر کرین یہ تحریر اتفاقاً پرتگیزون کے ہاتھ لگ گئی تھی جس سے پرتگیزون کے دل مین سلطان کی دشمنی متمکن ہوگئی تھی مرآت سکندری صفحہ ۲۵۱۔

بعید معلوم ہوتا ہے اگر اسوقت یہی مانا جاتا کہ فرنگیون ہی نے سلطان کو ہلاک کیا تو ضرور انتقام[۱] کی تدبیر ہوتی۔ جن بہادر سرداروں نے ابھی ابھی بہت بڑے دشمن کو ہٹا دیا تھا وہ کیا فرنگیوں سے انتقام نہ لے سکتے تھے؟ کیا اسوقت سلطان سے ناخوش ہوگئے تھے؟ تاریخون مین نہ ناخوش ہونا آیا ہے اور نہ کوئی وجہ تھی۔ کیا پرتگیز اسوقت ایسے زور مند تھے کہ سرداران سلطانی کو مقابلہ کی تاب نہ تھی؟ سلطان بہادر شاہ ہمایون سے ہزیمت کھا کر بندر دیو کی جانب گیا ہے اسوقت تو فرنگی نہایت عاجزی سے پیش آئے تھے جب ایسے نازک وقت مین فرنگی زیادہ زور مند نہ تھے تو اب بمقابلہ سرداران سلطان کیسے زیادہ زور مند ہو گئے؟ ہرگز نہین اگر یہ تاویل کیجائے کہ بہادر شاہ کے بعد فوراً دوسرے کے بادشاہ نہ ہونے کے سبب سے سردار سکوت اختیار کرکے درپے انتقام نہوئے تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ جب محمد زمان[۲] میرزا نیت بدلکر تخت سلطانی کا خواستگار ہوا فوراً صرف سلطانی ایک

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۸) [۵] فرشتہ اور طبقات اکبری نے لکھا ہے کہ سلطانی لشکر سنتے ہی احمد آباد چلا گیا مگر مرآت سکندری جو زیادہ مفصل کتاب ہے اسمین یہ نہین ہے بموجب فرشتہ اسوقت فرنگی ۵ - ۶ ہزار تھے۔

[۱] بموجب انگریزی تواریخ سلطان بہادر شاہ کے واقعہ قتل کے بعد ۱۵۳۷ء اور ۱۵۴۵ء مین سلطان عاقبت محمود کے زمانے مین جزیرہ دیو پر صرف قبضہ کر لینے کی غرض سے دو مرتبہ محاصرہ کیا گیا تھا نہ کہ انتقام قتل بہادر شاہ کی غرض سے مرآت سکندری نے ۹۵۲ھ مین صرف خداوند خان رومی کا دیو مین شہید ہونا لکھا ہے شاید اخیر محاصرہ ہی مین یہ شہید ہوا ہو۔

[۲] سلطان حسین میرزا والی خراسان کے بیٹے بدیع الزمان کا بیٹا محمد زمان میرزا تھا اتفاقات غریبہ کی وجہ سے وہ بلخ سے ہند مین آکر بابر بادشاہ کی پناہ مین رہا تھا ہمایون کی حقیقی ہمشیرہ معصومہ بیگم اسکے عقد نکاح مین تھی جب اسکی بدنیتی کا راز ہمایون پر ظاہر ہوگیا تو اسکو قید کیا وہانسے بھاگ کر یہ بہادر شاہ کی پناہ مین گجرات آیا اسی کے سبب سے ہمایون نے بہادر شاہ پر چڑھائی کی اور جب بہادر شاہ کو شکست ہوئی تو اسکے ایما سے محمد زمان میرزا نے جاکر لاہور کا محاصرہ کیا۔ مگر ناکام گجرات واپس چلا آیا سلطان کی شہادت کے بعد محمد زمان میرزا قصبہ اونہ مین بیٹھا ہوا سلطان کے جانشین ہونے کی تدبیر کر رہا تھا چنانچہ اس نے دربار حرم سرا سے سلطانی مین جاکر کہا کہ بہادر شاہ نے مجھے بھائی کہا تھا اگر آپ مجھکو فرزندی مین قبول کرکے دستگیری کرین تو بندہ جانشین سلطان ہو سکتا ہے۔ غرض یہ تھی کہ بیگمات سلطانی سے نذر نقد لیکر خوب لشکر جمع کرے مگر انہون نے صاف جواب دیدیا کہ شاہان عجم کی بیگمات کے مانند سلاطین گجرات

امیر عماد الملک نے اسکا تدارک کردیا فارسی تاریخون نے سلطان کو نیزہ وغیرہ مارنا بھی لکھا ہے۔ مگر جب انہی تاریخون سے نعشون کا پتہ نہین ملتا تو نیزہ مارنا کیسے ثابت ہوسکتا ہے۔

القصّہ اس تمام مذکورۂ بالا کیفیّت پر غور کرنے سے یہی نتیجہ نکل سکتا ہے کہ سلطان خواہ دریائی طوفان سے غرق ہوا خواہ کسی اور سبب سے ہلاک ہوا یا یون سمجھو کہ اسے فرنگیون نے ہی دغا دیکر مار ڈالا۔ مگر یہ امر یقین ہے کہ سلطان کے سردارون اور فوج نے اس واقعہ کو ایک اتفاقی حادثہ سمجھا۔ اور سلطان کی ہلاکت کا فرنگیون کی نسبت شبہہ نہین ہوا اسلئے کہ اگر ایسا ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ وہ فرنگیون سے سلطان کے قتل کا انتقام نہ لیتے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عوام الناس مین اس قسم کے شبہات پھیل گئے تھے جیسا کہ اکثر ایسے موقعون پر ہوا کرتا ہے اور شعرا نے بھی یہی مضمون اپنے تاریخی قطعات مین بیان کیا ہے یہی عام افواہین اس زمانہ کے مؤرخین نے اعتماد کرکے اپنی کتابون مین بطور تاریخی واقعات درج کردین۔ طرّہ یہ کہ گواہی ایسی پیچیدہ ہے کہ ایک جج کی عقل بھی چکر مین آجائے۔ بہرکیف یہ نامور بہادر اسم بامسمّٰی بادشاہ جسنے اپنی ذاتی عالی حوصلگی اور اولوالعزمی کی وجہ سے سلطنت گجرات کو بہت کچھ وسعت دی صرف گیارہ برس فرمانروائی کرکے ۳ رمضان المبارک ۹۴۳ھ مطابق ۱۴ فروری ۱۵۳۷ء کو مع چھ سرداران نامور جنکی تفصیل اوپر گذرچکی غریق بحر شہادت ہوا۔[1]

تاریخ وفات۔ سلطانُ البرّ شہید البحر – قتل ولد و زسلطان بہادر۔ اور نیز۔ فرنگیان بہادر کشش

۹۴۳ھ ۹۴۳ھ ۹۴۳ھ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹) کی بیگمات کو ملکی کامون مین کوئی دخل نہین اسلئے تم اس بارے مین ہمارے امراء سے گفتگو کرو جب یہ خبر امرائے گجرات کو احمدآباد مین پہنچی فوراً مشورہ کرکے عماد الملک کو بھیجا عماد الملک لشکر جرار لیکر سورٹھ کیطرف متوجہ ہوا اور کوچ در کوچ کرتا ہوا اونہ کے قریب پہنچکر مرزائے مذکور کو شکست فاش دی اور وہ بھاگ کر پھر بذریعہ وکلا ہمایون کے پاس معافی کا خواستگار ہوا جسے معافی دیگئی اور عماد الملک مظفر و منصور احمدآباد واپس آیا عماد الملک کی بہادری کی شہرت اسقدر تھی کہ ہمایون بادشاہ نے بہادر شاہ کی وفات اور محمد زمان میرزا کے جانشین ہونے کی خبر سنکر یہ کہا کہ جب تک غلام سیاہ یعنی عماد الملک زندہ ہے۔ محمد زمان کی دال نہ گلیگی۔

[1] جب بہادر شاہ جزیرہ دیو جاتے ہوئے منگرول پہنچا تو وہان کے قاضی محمود نے عرض کی کہ یہان ایک مرد متشرع ہے جسکو شیخ لیسین صوری عرف

سلطان بہادر شاہ کے عہد مین اگرچہ مجاہد خان بہلیم حاکم جوناگڈھ کا حال خاص اس ملک کی نسبت فارسی تاریخون مین بہت کم پایا جاتا ہے۔ تاہم ملکی انتظام نہایت اطمینان بخش رہا ہے۔ مجاہد خان سنہ ۹۳۶ھ مین مہم دکن مین آوسا کیطرف متعین ہوا تھا اور سنہ ۹۳۹ھ مین اول مہم چتوڑ کے بعد قلعۂ رنتھنبور کی فتح کو مع برہان الملک بھیجا گیا تھا غرض اسی قسم کی بڑی بڑی مہمات مین مجاہد خان شریک ہوتا رہا لہٰذا اس کا وزیر نثار الملک[1] کاروبار ملکی کو سرانجام دیتا تھا بندر دیو کی تجارت اسوقت اوج ترقی پر پہنچ گئی تھی مگر فتنہ پرداز قوم فرنگی اکثر اوقات مُخل ہوتی رہتی تھی جسکے تدارک کیلئے سلطان کو بار بار دیو آنا پڑا اور اسی سبب سے تاریخون مین بندر دیو کے حالات زیادہ ہین جن کا خاتمہ سلطان کی شہادت پر ہوا۔

اگرچہ احمد شاہ بانیٔ احمد آباد نے ملک سورٹھ پر اپنے رعب اور دبدبہ کا سکہ جما دیا تھا مگر کل جزیرہ نما کے انتظام کی تکمیل اور پورا امن سلطان محمود بیگڈہ کے زمانہ سے شروع ہوا اور اسیطرح بہادر شاہ کے زمانہ تک برابر رہا خراج گذار زمینداروں پر وصول خراج کے لئے کبھی فوجکشی کرنی نہ پڑی۔ اور نہ باہمی فسادات ہونے پائے صرف مانسنگہ جھالا نے کچھ سرکشی کی تھی مگر ایک وقت کی تنبیہ نے اسے بالکل ٹھیک کر دیا اگر مستند تاریخون کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۰) بادن صوری کہتے ہین اگر اسکو کلمۂ طیبہ پڑھنے کو کہا جاتا ہے تو وہ صاف انکار کرتا ہے سلطان نے اسکو دربار مین بلوا کر کلمہ پڑھنے کو کہا مگر بعد انکار اسنے یہ کہا کہ ہم جانین اور ہمارا خدا جانے اورون کو کیا دخل ہے۔ سلطان نے کہا اسکو باہر لیجا کر کلمہ پڑھواؤ اگر نہ پڑھے تو قتل کر ڈالو آخر اس نے کلمہ نہ پڑھا تو جلاد قتل کرنے پر آمادہ ہوا یہ دیکھکر صوری مذکور نے کہا کہ میرے اور سلطان کے فنا ہونے مین ایک ہفتہ سے زیادہ فاصلہ نہین آخر ویسا ہی ہوا تاریخ مرآت سکندری صفحہ ۲۹۱ و ۲۹۲ مگر دوسری فارسی تاریخین بالکل اس بارے مین ساکت ہین۔ مرآت سکندری نے یہ بھی لکھا ہے کہ سلطان کھمبایت کی راہ سے دیو کی طرف گیا جب کھمبایت سے گیا تو سنگرول کیسے گیا غرض یہ روایت مرآت سکندری معتبر نہین معلوم ہوتی۔ مدت دراز کے بعد لکھنے والے فارسی مؤرخین مین سے بہتون نے اس قسم کی کہانیان جو صداقت سے خالی ہین لکھی ہین چنانچہ منصور اور سرمد وغیرہ کے واقعات بھی اسی قبیل سے ہین۔

[1] مرآت سکندری نے نثار الملک اور مرآت احمدی نے تاتار الملک لکھا ہے۔

ملاحظہ کے بعد انصاف کیا جائے تو یہ انتظام اور امن جزیرہ نما کو پہلے کبھی نصیب نہوا تھا البتہ بعد وفات بہادر شاہ امرائے سلطنت کی نا اتفاقی کی وجہ سے انتظام اور امن دونون مین خلل پڑتا چلا چنانچہ بندر دیو فرنگیون کے قبضہ مین آگیا جو ابتک اُنہین کے قبضہ مین ہے اور خراج گذار زمیندار ایک دوسرے سے لڑنے مرنے لگے۔

سلطان عاقبت محمود ۹۴۳ھ–۹۶۱ھ

مجاہد خان بہلیم حاکم سورٹھ

سلطان بہادر شاہ کی وفات کے بعد ۹۴۳ھ مین عاقبت محمود گجرات کا سلطان ہوا یہ سلطان سورٹھ ہی مین ۹۳۲ھ مین پیدا ہوا تھا سلطان کی صغر سنی کی وجہ سے امرائے سلطنت مین ناموافقت پیدا ہوئی ہر ایک امیر سلطان کو اپنے قبضہ مین رکھنا چاہتا تھا سورٹھ خاص کا حاکم اسوقت بھی مجاہد خان بہلیم ہی رہا ہے۔

سلطان روم کی فوجکشی ۹۴۴ھ

سلطان سلیمان بن سلیم والی روم نے ۹۴۴ھ مین اپنے وزیر سلیمان پاشا کو قریب ایک سو غراب دیکر بحیرۂ عرب کے بنادر کی جو فرنگیون کے قبضہ مین تھے تسخیر کے لئے بھیجا پاشائے موصوف نے عدن آکر لڑائی کی اور شیخ داؤد کو قتل کر کے اس سے عدن لے لیا بعد ازان آگے بڑھکر فرنگیون کے مقابلہ کو بندر دیو آپہونچا فرنگیون سے لڑائی ہوئی اور قریب تھا کہ رومی لشکر کی فتح ہو اور بندر دیو پر اس کا قبضہ ہو جائے مگر اسی اثنا مین آزوقہ گھٹ گیا اور خزانہ خالی ہو گیا تو بے نیل مقصود رومی لشکر روم کو واپس چلا گیا۔[1] اگر اسوقت امرائے گجرات مین نااتفاقی نہوتی تو دیو وغیرہ سے فرنگیون کا اخراج آسان تھا۔

عماد الملک کا جھالاواڑ جانا ۹۴۴ھ

اس وقت زیادہ قابو یافتہ بلکہ سیاہ و سفید کے مالک دو امیر عماد الملک اور دریا خان تھے عماد الملک نے سلطان پر صرف اپنا ہی قبضہ رکھنے کی غرض سے سرکاری خزانہ سے زر کثیر سپاہیوں کو دیدیا مگر دوسرے امرا نے موافقت نہ کی لہذا وہ اپنی جاگیر جھالاواڑ[2] کی طرف چلا گیا بعد مین دریا خان سلطان کو

---

۱ ماخوذ از فرشتہ جلد ۲ صفحہ ۳۷۶ مگر بموجب مرآت احمدی حکام گجرات وغیرہ کی مدد نہ ملنے کی وجہ سے لشکر روم منہزم ہو کر چلا گیا۔ جلد ۱ صفحہ ۱۲۵

۲ مرآت سکندری مین صرف جھالاواڑ جاگیر لکھی ہے مگر فرشتہ اور طبقات اکبری نے اسکے علاوہ چند پرگنات اور بھی جاگیر مین ہونے کی تصریح کی ہے۔

ہمراہ لیکر عماد الملک کے تدارک کو جھالاواڑ کی طرف گیا بمقام پالڑی لڑائی ہوئی جسمین عماد الملک نے شکست پائی اسکا بہادر فوجی افسر صدر خان مارا گیا شرزۃ الملک زندہ گرفتار ہوگیا اور عماد الملک خود برہان پور فرار ہوگیا اسوقت سے جہالاواڑ وجیہ الملک کی جاگیر مین آگیا۔

کاٹھی لوگون کا ملک کے بعض حصے پر مسلط ہونا۔

سورٹھ مین اسلامی حکومت نے جب سے پورے طور پر امن و امان قائم کر دیا تھا دور دراز کی اکثر اقوام وقتاً فوقتاً آکر اس ملک مین آباد ہوتی گئین منجملہ ان کے کاٹھی قوم[1] جو آفت زدہ قحط اتی ملک کچھ[2] سے آکر پہلے پہل پرگنہ ڈاہنگ مین آباد ہوئی رفتہ رفتہ ان کی اسقدر کثرت ہوئی کہ جس حصہ مین یہ لوگ آباد ہوئے ان کے نام سے اس کا نام کاٹھیاواڑ مشہور ہوگیا۔ کاٹھی اور کاٹھی واڑہ کا فارسی تاریخون مین اول ذکر مظفر شاہ آخری سلطان گجرات کے عہد مین آتا ہے اور کاٹھیون کا سردار لوما کھومان تعلقدار کھیرڑی معمولہ پرگنہ سردہار مظفر کی مدد مین رہکر فارسی تاریخون مین بہت مشہور ہوگیا ہے۔ منتخب التواریخ نے کاٹھیون کو سلطان مظفر شاہ کا مادری رشتہ دار لکھا ہے اس سے قیاس ہوتا ہے کہ سلطان گجرات نے ان کی لڑکی لیکر پہلے کچھ جاگیر عطا کی ہوگی مگر بعد وفات بہادر شاہ امرائے سلطنت کی نااتفاقی کی وجہ سے ضعف سلطنت دیکھکر ان لوگون نے بابریہ اور پرمار راجپوتون وغیرہم سے بہت سے گاؤن چھین لئے۔

---

[1] رولینسن وغیرہ مورخ کاٹھیون کا اصل مسکن ایشیائے کوچک اور بعض نیپال بتاتے ہین منشی فضل اللہ ابن منشی لطف اللہ سورتی انگریزی مترجم مرآت سکندری جو رادھنپور کے دیوان اور برٹش سرکار کے معزز درجے کے افسر رہ چکے ہین لفظ کاٹھ پر سے دھوکہ کھاکر احمد شاہ اوّل کے وقت مین کاٹھیون کا سورٹھ مین آنا لکھتے ہین۔

[2] ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ کے جاڑے جا راجہ نے ایک کمھبانی سے فعل شنیع کیا تھا اسلئے سب کاٹھیون نے ملکر اسکو مار ڈالا بعد مین راجہ کے جانشین نے ان سب کاٹھیون کو اپنے ملک سے نکالدیا کرنل فاربس کا بیان یہ ہے کہ یہ لوگ ملک سندھ سے سورٹھ مین آئے۔ آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ راجہ سندھ کے دربار مین ایک رقاصہ نے راجہ کا تمسخر کیا راجہ خفا ہوکر اسکو نکالدیا اور کاٹھیون نے اسکو اپنے پاس رکھ لیا لہذا راجہ نے ان لوگون کو اپنے ملک سے جلا وطن کیا۔

جام راول کا ملک کچھ سے آکر سورٹھ کے ایک حصہ پر مسلط ہونا

ملک کچھ کے جاڑیجا بڑے زمیندار ہمیر کے سوا اسی کے خاندان کا ایک چھوٹا زمیندار لاکھ جاڑیجا تھا چونکہ لاکھ کو ہمیر نے قتل کروایا تھا اسکے بیٹے جام راول نے ہمیر کو دغا سے مارکر اپنے باپ کا انتقام لیا اور اسکے ملک مقبوضہ پر قبضہ کرلیا پھر ہمیر مقتول کے بیٹے کھنگار[1] نے لڑکر جام راول کو کچھ سے نکالدیا اور اپنے آبائی ملک پر قابض ہو بیٹھا جام راول بعد ہزیمت موجودہ لشکر ہمراہ لیکر سورٹھ مین اُترآیا اور سلطانی امرا کی نا اتفاقی نے اسکو عمدہ موقع دیا آجی ندی کے اطراف کا ملک اسوقت دے وہ تماچی کے قبضہ مین تھا اس سے جام راول نے غلہ طلب کیا اس نے بجائے غلہ تھیلون مین خاک بھر کر بھیج دی جام نے اپنی ہتک سمجھکر موضع دہیرہ مین مع فوج قیام کیا اور دے دہ مذکور کے ملک پر قبضہ کرلیا یہ دیکھکر جیٹھوہ اور والا اور کاٹھی وغیرہ نے متفق ہوکر جام راول سے مقابلہ کی تیاری کی اور موضع میٹھوی معمولہ پرگنہ کھمبالیہ کے قریب لڑائی ہوئی جام نے فتح پائی اس فتح سے جام کو شرق مین پرگنہ بکوٹا اور جنوب مین پرگنہ کنڈورنہ تک کا ملک ملگیا اسمین زیادہ ملک جیٹھوہ راجپوتون کا تھا جام نے اس ملک مفتوحہ کا نام اپنے جد اعلیٰ ہالار کے نام ہالاواڑ رکھا جس کا مخفف اب ہالار ہوگیا ہے جیٹھواؤن کا بندر ناگنا جو جام کے ہاتھ آیا اسکی جگہ اس نے اپنا دار الصدر جام نگر جو نوانگر کے نام سے زیادہ مشہور ہے ۱۵۴۰ء مین آباد کیا اگرچہ اس وقت سے جام ایک خاصہ زمیندار بنگیا تاہم بالکل خود مختار[2] اور مطلق العنان نہین ہونے پایا۔

---

[1] گجرات راجستان کے موافق کھنگار کی بہن کمابائی سلطان محمود بیگڑہ کے نکاح مین تھی اسلئے سلطان نے کھنگار کی مدد کرکے اس کا آبائی ملک واپس لوادیا مگر اسمین زمانہ کا بُعد پڑتا ہے اور بموجب بمبئی گزیٹر جلد ۸ کھنگار نے جب سلطان گجرات کی پناہ لی تو اسکو پرگنہ موربی جاگیر مین اور خطاب راؤ عطا ہوا بعد مین کھنگار نے راول پر چڑہائی کرکے اسکو کچھ سے نکالدیا۔ فارسی تاریخون مین یہ مذکور نہین صرف طبقات اکبری نے لکھا ہے کہ آخری سلطان مظفر کے زمانہ مین ملک کچھ کے علاوہ موربی اور مالیہ کھنگار کے قبضہ مین تھے اسوقت بھی موربی اور مالیہ والے کھنگار کی اولاد سے ہین۔

[2] بموجب مرآت احمدی اگرچہ اس کا پیشکش معاف تھا مگر اس کے پوتے ستر سال سے (اسکو فارسی مؤرخ جام ستہ کہتے ہین) سلطانی عہد نامہ تھا کہ ضرورت پر چار ہزار سوار کی جمعیت سے نوکری مین حاضر ہوا کرے۔

سلطان کا جزیرہ نما مین فرار ہونا اور پھر فتحیاب ہو کر سلطنت کا کاروبار اپنے ہاتھ مین لینا۔

سلطان محمود جب دریاخان کی قید مین تنگ اور عاجز آگیا تو اسنے اپنے معتمد محافظ خان کو جوناگڈھ سے کوہ گرنار کے شکرے جو تیز پر اور دلیر مشہور تھے لانے کو بھیجا یہ صرف بہانہ تھا درحقیقت اسکو سلطان نے اپنی رہائی کی صورت کیلئے دہولقہ عالم خان کے پاس بھیجا تھا عالم خان سے بات چیت کر کے محافظ خان سلطان کے پاس آیا اور حال بیان کیا سلطان گھوڑبہل پر سوار ہو کر خفیہ احمدآباد سے جانبو کو چلا گیا وہان وجیہ الملک جاگیردار جھالاواڑ ملازمت سلطانی مین حاضر ہوا چند روزہ قیام کے بعد سلطان دہندوقہ پہونچا اور عالم خان بھی وہان آملا جب یہ خبر دریاخان غوری کو پہونچی تو اس نے سلطانی خاندان کے ایک لڑکے کو منظفر کے لقب سے سلطان قرار دیدیا اور پچاس ساٹھ ہزار سوار لیکر سلطان محمود کے مقابلہ کو چلا لڑائی مین سلطان شکست پاکر رانپور ہوتا ہوا کوٹ پالیات معمولہ پرگنہ سروہ کی طرف فرار ہو گیا۔ ایک عرصہ کے بعد دریاخان کے اکثر لشکری آدمی سلطان کے طرف ہو گئے اس سے سلطان کو تقویت ہو گئی اور عالم خان کو ساتھ لیکر پھر دریاخان کو بھگا دیا اور اسکے بعد جس نے سر اٹھایا اسکا تدارک کیا۔ مجاہد خان حاکم سورٹھ اور اس کا بھائی مجاہد الملک جو بارہ ہزار سوار کی جمعیت اور سورٹھ کے ایک ہزار دیہات جاگیر رکھتے تھے سلطان کے ہمدم تھے چونکہ سلطان ہشیار اور دلیر تھا سب خرابیان دور کر کے ۹۵۰ھ سے کاروبار سلطنت بنفس نفیس کرنے لگا اور تھوڑے ہی عرصہ مین عمدہ انتظام کر دیا چنانچہ تلاجہ سے ۶ میل فاصلہ پر سلطان پور کے کولیون پر جو اسوقت دریائی لوٹ مار کرنے لگے تھے فوج کشی کر کے سخت تنبیہ کر دی سنہ ۹۶۱ھ مین برہان نامی ایک کمینہ نوکر نے سلطان کو زہر دیکر مار ڈالا۔

سلطان احمد شاہ ثانی سنہ ۹۶۱ھ–۹۶۸ھ　تاتارخان غوری حاکم سورٹھ سنہ ۹۶۱ھ–۹۸۰ھ

سلطان محمود شہید کے بعد احمد شاہ ثانی گجرات کا فرمانروا ہوا سلطان کی صغرسنی کی وجہ سے امرای سلطنت کا اسوقت اسقدر زور بڑھ گیا کہ انہون نے ملک کو باہم تقسیم کر لیا[1] ملک سورٹھ کی تقسیم اسطرح ہوئی کہ جھالاواڑ اور سورٹھ خاص اعتماد خان کے حصے مین آیا جو اسوقت

[1] بموجب طبقات اکبری و فرشتہ یہ تقسیم منظفر ثانی کے ابتدائی زمانہ مین ہوئی اور بموجب مرآت سکندری احمد شاہ کے زمانہ مین۔

وزیر سلطنت و مختار کل تھا اور اس نے اپنے طرف سے جھالاواڑ کے بعض مضافات الف خان[1] حبشی کو دئے اور سورٹھ خاص تاتارخان[2] غوری کو دیا جو اس وقت حاکم سورٹھ بھی تھا فتح خان بلوچ اور رستم خان[3] بلوچ کو پرگنہ موربی اور سید مبارک کو گوہلواڑ[4] مین پرگنہ گھوگھہ ملا۔

الف خان کا جھالاواڑ سے اخراج الف خان نے جھالاواڑ جاکر اطراف وجوانب کے تمام جاگیردارون اور زمینداروں کو نکال دیا اور تمام جھالاواڑ پر اپنا قبضہ کرلیا اسلئے اعتماد خان و عالم خان سلطان کو ہمراہ لیکر جھالاواڑ گئے اور قریب بیرم گام الف خان سے لڑائی ہوئی الف خان شکست کھاکر فرار ہوگیا۔

تاتارخان غوری حاکم سورٹھ تاتارخان غوری حاکم سورٹھ اگرچہ اعتماد خان کا ساختہ پرداختہ تھا اور اس کی مدد کو گجرات بھی گیا تھا مگر اعتماد خان کی بے اعتدالی نے اسکو منحرف کردیا حتّٰی کہ عماد الملک سے ملکر اس نے اعتماد خان کے مکان پر توپین لگادین جس سے اعتماد خان کو بھاگنا پڑا۔ مگر آخر صلح ہوگئی تاتارخان بڑا دلیر اور چالاک تھا اس وقت اس کا ایسا اقتدار ہوگیا تھا کہ فریقین مین صلح کراتا اور لڑا بھی دیتا چنانچہ اسی کے اغوا سے موسیٰ خان اور شیرخان فولادی نے اعتماد خان کے موافق فتح خان بلوچ پر چڑھائی کرکے اُسے شکست[5] دی اعتماد خان نے تاتارخان

---

[1] مرآت سکندری نے الف خان اور مرآت احمدی نے الغ خان لکھا ہے۔

[2] فارسی تاریخون مین تاتارخان غوری کا اول ذکر اس سلطان کے عہد مین آتا ہے مگر انگریزی اور گجراتی تاریخون نے اسکو محمود بیگڈہ کے زمانے سے سورٹھ کا حاکم قرار دیا ہے ایک تو بہت زمانہ ہوتا ہے دوسرے بیگڈہ کے زمانے مین کوئی تاتارخان ہی نہین ہے بہادر شاہ کے زمانے مین تاتارخان لودی کا نام آیا ہے جو ہمایون کی فوج کے مقابلہ مین مارا گیا۔ اور بموجب مرآت احمدی تاتارالملک کا نام آیا ہے جو مرآت سکندری مین نثارالملک ہے۔

[3] رستم خان کا نام مرآت سکندری مین نہین مرآت احمدی مین ہے۔

[4] گوہل واڑ نام سلاطین گجرات کے عہد مین فارسی تاریخون مین نہین آیا صرف جھالاواڑ اور کاٹھی واڑہ آیا ہے۔

[5] طبقات اکبری اور فرشتہ کے موجب یہ لڑائی مظفر ثالث کے زمانے مین ہوئی اور مرآت سکندری کی تحریر کے مطابق اس سلطان کے عہد مین

غوری کے دبانے کی ہر چند کوشش کی مگر وہ چالاک دم مین نہ آیا۔ امرا کی اس نااتفاقی مین اعتماد خان نے سلطان کو اپنے خلاف پا کر سنہ ۹۶۸ھ مین قتل کرا دیا۔

سلطان مظفر شاہ آخری فرمانروائے گجرات ۹۶۸ھ تا ۹۸۰ھ

تاتارخان حاکم سورٹھ

اعتماد خان نے سلطان محمود کے کم عمر لڑکے نہنو کو مظفر شاہ کے لقب سے سنہ ۹۶۸ھ[1] مین تخت نشین کر دیا اور خود کاروبار ملکی کرنے لگا چونکہ فولادیون نے اعتماد خان کے موافق بلوچون کو شکست دی تھی اسکے انتقام کو اعتماد خان نے تیاری کی اور تاتارخان غوری کو جوناگڈھ سے پھر بلوایا تاتارخان احمد آباد گیا مگر اعتماد خان سے موافقت نہ کی اسلئے ناراض ہو کر اس نے تاتارخان کے مکان پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ یہ خبر پاتے ہی وہ گھوڑے پر سوار ہو کر سر کھیچ ہوتا ہوا موضع سانند پہونچا اعتماد خان نے اسکے تعاقب مین حبشیون کو روانہ کیا موضع سانند مین حبشی لوگون کا داخل ہونا قریب ہی تھا کہ تاتارخان غوری اپنے وکیل سید کبیر کی تدبیر سے نکل گیا اور سید مذکور نے مشہور کیا کہ تاتارخان قلعہ مین ہے اور خود صرف ۴۳ ہمراہی سوارون کے ساتھ قلعہ مین متحصن ہو بیٹھا۔ حبشیون نے آکر اہل قریہ سے دریافت کیا تو تاتارخان کا قلعہ مین ہونا معلوم ہوا اس پر انہون نے فوراً قلعہ کا محاصرہ کیا اور اعتماد خان کے پاس آدمی بھیجا کہ تاتارخان قلعۂ سانند مین محصور ہے ابھی گرفتار کر کے اسکو آپ کے پاس لاتے ہین بعد ازان اہل قلعہ سے لڑنا شروع کر دیا سید کبیر مغرب تک ان سے لڑتا رہا جب دیکھا کہ لشکر زیادہ آگیا ناچار یہ کہکر کہ تاتارخان قلعہ مین نہین اپنے آپ کو حوالہ کر دیا اہل لشکر سید کبیر کو پکڑ کر اعتماد خان کے پاس لے گئے اس نے کیفیت سے واقف ہو کر سید کبیر کی وفاداری کی بہت کچھ تعریف کی اور خلعت دیکر رخصت کیا۔ ادھر تاتارخان سانند سے رانپور پہنچا وہان سید میران ولد سید مبارک سے ملاقات ہوئی دونون ملکر موسیٰ خان فولادی کے پاس گئے اور اعتماد خان سے پھر لڑائی ہوئی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۶) بمبئی گزیٹر جلد ۸ مین لکھا ہے کہ لڑائی کے بعد بلوچون کا ملک تقسیم ہو کر موربی تاتارخان غوری کے حصہ مین آیا۔ مگر گزیٹر ہی نے اسکے پہلے موربی کھنگار کو ملنا لکھا ہے اور بموجب طبقات اکبری مظفر نہنو کے زمانے مین کھنگار کے قبضہ مین تھا۔

[1] فرشتہ نے ۹۶۹ھ اور طبقات اکبری نے ۹۶۶ھ اور مرآت سکندری نے ۹۶۸ھ لکھا ہے۔

اعتماد خان ہزیمت اُٹھاکر احمد آباد گیا اور تاتارخان غوری جوناگڈھ واپس چلا گیا۔

تاتارخان کا اقتدار اور خود مختارانہ کارروائی اب اعتماد خان کا زور دن بدن گھٹتا چلا خصوصًا تاتارخان نے ساتھ چھوڑ کر مخالفت اختیار کر لی اس سے اس کا فریق بہت ہی کمزور اور تاتارخان کا پلہ بھاری ہوتا گیا خصوصًا اعتماد خان جیسا اسکے مقابلہ مین عاجز ہو گیا جس سے اسکا اقتدار سورٹھ مین اسقدر بڑھ گیا کہ سب زمیندار بھی مرعوب ہو گئے اور بغیر حجت پیشکش وغیرہ دیتے رہے غرض تاتارخان اب بے دباؤ ملک سورٹھ مین خود مختارانہ کارروائی کرنے لگا گر بادشاہ وقت کو مانتا تھا اور اسکے زمانہ حکومت مین ملک مفوضہ کا انتظام بہت ہی عمدہ کرتا رہا۔

ضعف سلطنت مین راجپوت بڑے زمینداروں کی حالت بہادر شاہ کی وفات کے بعد امراکی نااتفاقی نے اگرچہ سلطنت مین ضعف پیدا کر دیا تھا تاہم جھالاواڑ گجرات خاص سے قریب ہونے کے سبب وہان کے زمیندار جھالا اور باگھیلہ کسیطرح سرکشی نہ کر سکے بلکہ ان کے لئے ایک ایک ہزار سوارون سے خدمت سلطانی بجالانی ابتک مشروط تھی اور پیشکش کی معافی تھی گوہل زمیندار جو شروع حکومت اسلامیہ سے وفادار رہتے آئے سورٹھ خاص کے زبردست حاکم تاتارخان کی زیرنگرانی تھے وہ کیسے سرکشی کر سکتے تھے۔ بلکہ وہ تو ایسے واجب الرحم خیال کئے گئے کہ اُن پر فوجی ملازمت کا بار بھی نہین رکھا گیا تھا یہی حالت جیٹھوہ راجپوتون کی تھی البتہ جاڑے جا راجپوتون نے جیٹھو وغیرہ کمزور زمیندارون سے ملک لے لوا کر زمینداری کسی قدر وسیع کر لی تھی تاہم انکا بڑا زمیندار ستر سال عرف جام ستا[1] کو بھی جو چار سو مواضع رکھتا تھا۔ چار ہزار[2] سوارون سے سلطانی خدمت بجالانی پڑتی تھی پیشکش کی اسے بھی معافی تھی یہ خدمت مشروط فارسی تاریخون مین اتفاقیہ بلکہ نادر الوجود معلوم ہوتی ہے صرف اظہار دبدبۂ سلطانی کی غرض سے ایسی شرط ہوئی تھی اور علاوہ اس خدمت سلطانی کے جام ستا سلطان وقت مظفر شاہ کی اجازت بغیر اپنے نام کا سکہ[3] بھی جاری نہ کر سکا۔

---

[1] ویبھا بن جام راول کا بیٹا۔

[2] کھینگار زمیندار کچھ سے ۵ ہزار سوارون کی شرط تھی ۱۴۴۹ دیہات اسکے تصرف مین تھے

[3] جام ستا نے بادشاہی روپیہ اور اپنے نام کا مضروبہ چھوٹا سکہ تھیلی مین بند کر کے اپنے وکیل کے ساتھ مظفر شاہ کی خدمت مین احمد آباد بھیجا۔ اور عرض کرائی

امین خان غوری بن تاتار خان حاکم سورٹھ ۹۸۰ھ تا ۹۹۸ھ

جلال الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی ۹۸۰ھ مین گجرات خاص پر مسلط ہوا اسکے کچھ قبل تاتار خان غوری حاکم سورٹھ کا وفات پانا قرائن سے معلوم ہوتا ہے خاص سنہ وفات معلوم نہین ہوتا۔ تاتار خان کے بعد اس کا بیٹا امین خان غوری اپنے باپ کا جانشین ہوا گجرات مین اعتماد خان کا زور بالکل گھٹ گیا اور جب سب امیرون نے اس سے ظاہری و باطنی تمرد اختیار کیا تو آخر الامر اعتماد خان نے اکبر شاہ کو بلوایا اکبر آ کر آسانی سے گجرات پر مسلط ہوگیا اور کم نصیب مظفر آخری سلطان گجرات کو اپنے ہمراہ گرفتار کرکے دہلی لے گیا اگر تاتار خان غوری سورٹھ کا وہ پختہ بندوبست اور انتظام کر گیا تھا کہ فتح گجرات کے بعد ۲۰ برس تک تاتار خان کی اولاد نے سورٹھ پر اکبر کا قبضہ نہ ہونے دیا۔

امین خان کی عرضداشت ۹۸۰ھ

احمد آباد پر اکبر کا قبضہ ہوگیا اس وقت امین خان غوری حاکم سورٹھ نے عرضداشت مع پیشکش مصلحتہً بھیجی مگر اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلا اسی برس شیر خان فولادی اکبر کے خوف سے گجرات سے بھاگ کر امین خان غوری کی پناہ مین جا رہا۔

وزیر خان کا امین خان کے مقابلے مین زک پانا ۹۸۱ھ

گجرات مین رفع شورش کے بعد اکبر نے جاتے وقت اپنے امیر وزیر خان کو دھولقہ اور دھندوقہ وغیرہ بطور جاگیر دیکر یہ حکم دیا تھا کہ سورٹھ کو فتح کرکے خالصہ مین داخل کردے چنانچہ وزیر خان نے سورٹھ پر کئی چڑھائیان کین اور ہر چند کوشش کی کہ سورٹھ امین خان غوری کے قبضہ سے نکال لے اور اس کوشش مین کئی نامی اشخاص کام بھی آئے مگر غوری کے قبضہ سے وہ سورٹھ نہ لے سکا آخر ناچار بے نیل مرام حضور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۸) کہ میرا یہ سکہ گویا میری کنوری (بیٹی) ہے جسطرح دوسرے راجپوت اپنی لڑکیان بادشاہون کو دیتے ہین مین بھی اپنی یہ کنوری آپکے روپیہ سے بیاہ دیتا ہون یعنی اپنے نام ضرب کی اجازت مانگی یہ سنکر سلطان بہت خوش ہوا اور اجازت دی یہ لفظ کنوری بگڑ کر بعد مین کوری ہوگیا اس سکہ پر ایک سلطان مظفر شاہ اور ہجری ۹۷۸ھ مضروب ہوتا ہے اسکو جام شاہی کوری کہتے ہین گجرات رجستان صفحہ ۱۳۳ پوربندر کے جیٹھوہ زمیندار نے مظفر اول سے اجازت لی تھی کیونکہ اسکے سکہ پر ایک مظفر شاہ اور ۸۰۵ھ مضروب ہوتا ہے یہ رانا شاہی کوری کہی جاتی ہے۔ بمبئی گزیٹیر جلد ۸۔

شاہی مین روانہ ہوگیا۔

امین خان غوری اور میرزا خان سردار اکبری کی لڑائی ۹۸۸ھ

مظفر شاہ رفاقت اکبری سے خفیہ فرار ہوکر ۹۸۸ھ[1] مین گجرات چلا آیا پہلے کچھ دنون راج پیپلہ مین رہا بعد ازان سورٹھ مین موضع کھڑری معمولہ سرد ہا پہنچکر کاٹھی لوما کھومان کے پاس قرار لیا اور گوشۂ اختفا مین اپنے دن بسر کرتا تھا۔ اسی اثنا مین فتح خان شروانی جو امین خان غوری کا لشکری افسر اور بہادری مین بے نظیر تھا اس سے رنجیدہ ہوکر شہاب الدین احمد خان صوبہ دار گجرات کے پاس احمد آباد گیا اور کہا کہ مجھکو لشکر دیا جائے تو مین امین خان غوری سے قلعۂ جونا گڈھ اور ملک سورٹھ فتح کرادون اس پر صوبہ دار مذکور نے اپنے بھتیجے میرزا خان[2] کو چار ہزار سوار دیکر فتح خان کے ساتھ سورٹھ روانہ کیا۔ میرزا خان جب قریب جونا گڈھ پہنچا تو امین خان نے اپنے وکیلون کے ذریعے اسے کہلا بھیجا کہ اگر مجکو معقول جاگیر دی جائے اور قلعۂ جونا گڈھ میرے قبضے مین رہے تو مین سارا ملک اور پیشکش دینے کو تیار اور مطابق قانون بادشاہی گھوڑونکو داغ دلانے پر راضی ہون مگر میرزا خان راضی نہوا غرض جب صلح کی صورت نہوئی تو لشکر اکبری نے کوچ در کوچ جونا گڈھ پہونچکر لڑائی شروع کردی شہر تو فتح خان شروانی کی سعی سے فتح ہوگیا مگر امین خان غوری قلعہ کو مضبوط کرکے اس مین متحصن ہو بیٹھا اتنے مین فتح خان بیمار رہوا اور کچھ دنون بعد اسی بیماری مین دنیائے فانی سے چل بسا اس لئے میرزا خان نے قلعہ جونا گڈھ کا محاصرہ[3] اٹھاکر منگرول کی راہ لی اور وہان پہنچکر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ ادھر امین خان غوری نے جام ستر سال سے کمک مانگی اس نے اپنے وزیر جسا کو چار ہزار سوار دیکر بھیجا امین خان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۹) [1] مرآت سکندری مین صرف پرگنہ دھولقہ اور مرآت احمدی مین دھولقہ و ہندوقہ اور محالات دیگر لکھا ہے۔

[1] مرآت احمدی مین پہلے مظفر کا آنا اور بعد میرزا خان اور امین خان غوری مین لڑائی ہونی لکھی ہے اور مرآت سکندری مین اسکے برعکس ہے طبقات اکبری اور منتخب التواریخ وغیرہ نے اکبر کی بدنامی کی وجہ سے اس لڑائی کا اپنی تالیفات مین بالکل تذکرہ نہین کیا۔

[2] مرآت سکندری نے میرزا خان اور مرآت احمدی نے میرزا جان لکھا ہے۔

[3] کرنل واٹسن نے بمبئی گزیٹر جلد ۸ مین لکھا ہے کہ جام کی جمیعت آنے سے محاصرہ اٹھ گیا اور جام موجود تھا یہ محض غلط ہے۔

جساکو لیکر منگرول کیطرف متوجہ ہوا یہ سُنکر میرزاخان کوری نار کیطرف فرار ہوگیا امین خان نے بھی تعاقب کنان قریب کوری نار اُسے جاپکڑا اور لڑائی ہوئی جسمین میرزاخان کو شکست فاش ہوئی اس کے بہت سے آدمی مارے گئے اور بہت کچھ مال و اسباب امین خان غوری کے ہاتھ آیا آخر میرزاخان معدودے چند زخمی آدمیون کے ساتھ مغموم احمد آباد چلا گیا اور امین خان نے مظفر و منصور جوناگڈھ کی جانب مراجعت کی۔

> مرزاخان ولد بہرام خان مخاطب بہ خان خانان کا مظفر کی سرکوبی کیلئے جزیرہ سورٹھ مین آنا۔ ۹۹۲ھ

سات آٹھ سو مغلون کی جماعت جو وزیر خانی نام سے مشہور تھی شہاب الدین احمد خان سابق صوبہ دار گجرات سے رنجیدہ ہوگئی اور بعد کا صوبہ دار اعتماد خان گجراتی اس کی تسلّی نہ کرسکا لہذا اس جماعت کے سرگروہ عابد بخشی[۱] میرک بلاق وفادار مرزا ایبک عبداللہ اور میر محمد بیگ وغیرہم اپنے ہمراہیون کو لیکر کاٹھیاواڑ خاص مین مظفر کے پاس پہونچے اور وہان سے مظفر اور لوماکھومان اور تین چار ہزار[۲] سوارون کے ساتھ گجرات مین خروج کرکے احمد آباد وغیرہ پر ۹۹۱ھ مین قابض ہوگئے اور شیر خان فولادی کو بھی مظفر نے سورٹھ سے بلوالیا جس کا مفصل بیان مرآت محمدی مین گذر چکا ہے مگر جب میرزاخان صوبہ دار گجرات ہوکر آیا اور اس نے مظفر کو متواتر شکستین دیکر گجرات سے نکالا تو وہ سراسیمہ ہوکر بموجب طبقات اکبری جھالاواڑ ہوتا ہوا گونڈل[۳] مین مقیم ہوا یہان تین چار ہزار سپاہی جب اسکے پاس جمع ہوگئے تو امین خان غوری کو ایک لاکھ محمودی[۴] اور کمر خنجر مرصع اور اسیقدر جام ستا کو دیکے اور اپنا موافق سمجھکر پھر احمد آباد لینے کے خیالی پلاؤ پکانے لگا امین خان نے مظفر سے کہا کہ تم جام کے پاس جاؤ مین بھی لشکر کی پوری تیاری کرکے عقب مین آتا ہون یہ صرف دہوکا تھا مظفر کوچ کرکے

[۱] یہ نام طبقات اکبری سے لئے گئے ہین مرآت سکندری مین زیادہ نام ہین اور فرق ہے۔

[۲] مرآت احمدی نے ۵۰۰ سو سوار اور مرآت سکندری نے تین چار ہزار سوار لکھے ہین۔

[۳] بموجب مرآت سکندری کھیرڑی سے جوناگڈھ گیا مگر امین خان نے برابر خاطر داری نہ کرکے قلعہ گونڈل مین رکھا۔

[۴] یہ بموجب منتخب التواریخ و طبقات اکبری ہے۔ اور بموجب مرآت سکندری لشکر کی تیاری اور حکم کی بجا آوری کے بہانے سے مظفر سے صرف امین خان نے دو لاکھ محمودی لی ہے۔

موربی کیطرف چلا۔ اسوقت میرزاخان کو خبر ہوئی فوراً اپنے ساتھ نورنگ خان خواجہ ابوالقاسم دولت خان لودی اور نظام الدین احمد صاحب طبقات اکبری وغیرہم کئی سردار اور لشکر جرار لیکر موربی کیطرف چلا اور جب بیرم گام پہونچا مظفر نے دیکھا کہ نہ امین خان مدد کو آیا نہ جام سراسیمہ و پریشان ہوکر فرار ہوگیا اُدھر وعدہ خلافی کرکے جام نے وکیل کو اور امین خان نے بذریعہ میر ابوتراب اپنے بیٹے کو میرزاخان کے پاس بھیجکر اخلاص اور دولتخواہی ظاہر کی خان نے ان دونون کا مظفر کو پناہ نہ دینے کی شرط پر اپنے اپنے مقبوضات پر برقرار رہنا ظاہر کیا اور انہون نے یہ شرط تسلیم کرلی۔ اس عہد و پیمان کے بعد میرزاخان نے کوچ درکوچ اوپلیٹہ[۱] پہنچکر خبر پائی کہ مظفر کوہ برڈہ[۲] کے طرف فرار ہوگیا ہے۔ بموجب مرآت سکندری[۳] فوج کو وہین چھوڑکر صرف معدودے چند ہمراہیون کے ساتھ میرزاخان نے یلغار کی جب درہ کوہ پر پہونچا ایک جماعت درہ کے اندر تلاش مظفر کے لیئے روانہ کی مگر کچھ پتہ نہ چلا مظفر تو پانچسو مغلون اور پانچسو کاٹھیون کے ساتھ ولایت جام سے گذرتا ہوا گجرات کی طرف چل نکلا تھا آخر اس طرف میرزاخان نے بہت کچھ تاخت و تاراج کرکے جام پر چڑھائی کی۔

میرزاخان خانان کی جام پر فوج کشی۔ بموجب مرآت سکندری[۴] جام پر فوج کشی کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اپنے ملک مین مظفر کو بے تعرض جانے دیا جب جام کو فوج کشی کی خبر ہوئی تو وہ بھی مع سولہ ہزار سوار و پیادہ[۵]

۱؎ مرآت سکندری نے اوبلونہ لکھا ہے جو اوپلیٹہ ہونا چاہیئے۔

۲؎ طبقات اکبری و منتخب التواریخ وغیرہ نے دوارکا کی طرف اور سکندری نے کوہ برڈہ کی طرف اور مرآت احمدی نے رادہنپور اور وہان سے زمیندارون کی مدد کی امید مین کاٹھیاواڑ کی طرف فرار ہونا لکھا ہے۔

۳؎ بموجب مرآت احمدی فوج کے چار حصہ کرکے اُن کو چارون طرف روانہ کیا۔

۴؎ بموجب طبقات اکبری جام نے جو آدمی خان خانان کی مدد مین بھیجے تھے۔ ان کی خان خانان کو کوئی صداقت معلوم نہوئی لہذا جام کے وکلا وغیرہ کو رخصت کرکے جام پر چڑھائی کی مرآت احمدی نے چڑھائی کی وجہ یہ لکھی ہے کہ مظفر نے اپنے بیٹے کو جام کے پاس رکھا تھا۔

۵؎ بموجب طبقات اکبری ۲۰ ہزار سوارون کے علاوہ بہت سی پیادہ فوج بھی تھی اور بموجب منتخب التواریخ دس ہزار سوار جنمین دو ہزار ترک

نوانگر کے باہر مقابلہ کی غرض سے خیمہ زن ہوا جب خان خانان نوانگر سے بموجب طبقات اکبری سات کوس اور مطابق تحریر مرآت احمدی چار کوس کے فاصلہ پر آپہونچا تو جام نے خوف زدہ ہوکر اپنی طرف سے بموجب مرآت احمدی رای درگا اور کلیان راے کو خان خانان کے پاس بھیجا انھون نے صلح کی درخواست کی اور از سر نو قول و قرار کرکے دولتخواہی و اطاعت کا اظہار کیا پھر جام نے اپنے بیٹے کے ساتھ ہاتھی[1] گھوڑے اور دوسری قیمتی اشیا وغیرہ بہت کچھ میرزا خان کے پاس بھیجین خان موصوف اسوقت رعایت کرکے احمد آباد چلا گیا۔

لشکر اکبری کا پھر سورٹھ مین آنا سنہ ۹۹۲ھ

بموجب طبقات اکبری[2] مظفر گجرات سے نامظفر ہوکر جزیرہ نماے سورٹھ مین پھر داخل ہوا چونکہ امین خان غوری کے زر لیکر خلاف وعدہ کرنے پر آزردہ خاطر تھا لہذا انکی کاٹھیون اور دوسرے زمیندارون کی جمعیت لیکر قلعہ جوناگڈہ کا محاصرہ کیا جب یہ خبر احمد آباد پہونچی سید قاسم بارہہ نظام الدین احمد صاحب طبقات اکبری میدنی راے نورقلیج میر معصوم بکری میر حبیب اللہ بیگ محمد توقبائی اور کامران بیگ وغیرہ اکبری سردار فوج جرار لیکر بسرعت تمام سورٹھ کی طرف روانہ ہوئے جب لشکر موضع بھلالہ[3] پہونچا مظفر تاب مقابلہ نہ لاکر کچھ کی طرف فرار ہوگیا سید قاسم اور صاحب طبقات اکبری مظفر کے تعاقب مین موربی کیطرف روانہ ہوئے اور امین خان غوری کو ساتھ لیکر میر حبیب اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۲) طعام کرکے مرنے کو تیار بیٹھے تھے جسکو مرآت سکندری نے ولاوہ لکھا ہے یعنی مع زاد راہ خود مکلکر مرنے پر تلے ہوئے تھے۔

[1] بموجب مرآت سکندری وہ ہاتھی جو جام کے ہاتھ میرزا خان برادر زادہ شہاب الدین احمد کی لڑائی مین آئے تھے بطریق مصادرہ یعنی تاوان خان خانان نے لیئے اور بموجب طبقات اکبری ۷ اعربی نژاد گھوڑے۔ اور بموجب منتخب التواریخ ۳ ہاتھی اور ۷ اگھوڑے۔ اور بموجب مرآت احمدی ایک فیل شرزہ اور دیگر نفائس۔

[2] یہ مضمون مرآت سکندری اور مرآت احمدی مین نہین بلکہ سنہ ۹۹۲ھ کا آیندہ کل مضمون طبقات اکبری سے ماخوذ ہے۔

[3] بھلالہ کا اطراف جوناگڈہ مین پتہ نہین گر ساحل دریا کے راستہ سے اگر لشکر آیا ہو تو بلاول سے ۴ کوس فاصلہ پر بھرالہ کا اور سیدھے راستہ لشکر آیا

بیگ محمد سید لاد و سید بہادر اور نصیب ترکمان وغیرہ کاٹھیاواڑ گئے تاکہ مظفر کو گھیر لیں مگر وہ تو کچھ میں داخل ہو گیا تھا امین خان غوری اور جام نے اپنے بیٹوں کو بمقام موربی سید قاسم اور نظام الدین احمد کے پاس بھیجکر پھر از سر نو عہد و پیمان کیا بعد میں سرداران اکبری احمد آباد واپس چلے گئے۔

رائے سنگھ زمیندار جھالاواڑ کا حال بروایت طبقات اکبری

نظام الدین احمد نے اپنی تالیف میں بیان کیا ہے کہ رائے سنگھ بن مان سنگھ زمیندار جھالاواڑ نہایت بہادر شخص تھا اور اس کی بہادری کے اکثر قصے گجرات کے لوگوں کے زبان زد ہیں کھنگار زمیندار کچھ اور جام زمیندار نوانگر پرگئی لڑائیوں میں رائے سنگھ غالب رہتا تھا کھنگار کے بھتیجے درائب اور صاحب نے مظفر شاہ کی معاونت میں[1] رائے سنگھ سے سخت لڑائی کی تھی جسمیں طرفین سے خلق کثیر کام آئی صاحب خود مارا گیا اور رائے سنگھ سخت زخمی قریب الموت[2] معرکہ میں پڑا تھا کہ اتفاق سے اس طرف جوگیوں کی ایک جماعت کا گذر ہوا وہ رائے سنگھ کا علاج کر کے اسے اپنے ہمراہ بنگالہ لے گئے دو برس تک یہ جوگیوں کے لباس میں رہا جب خان خانان مظفر گجراتی کے رفع شر کے لئے آیا تھا اس وقت اس سے رائے سنگھ ملا اور اپنا سارا قصہ بیان کیا اس نے اس کو جھالاواڑ بھیجا تاکہ لوگ اس کو پہچانیں اور حقیقت حال ظاہر ہو وہ آیا اور لوگوں نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۳) ہو تو بھیال کا جو جوناگڈھ سے پانچ کوس فاصلے پر ہے قیاس ہوتا ہے ۔

[1] کرنل واٹسن نے بمبئی گزیٹر جلد ۸ میں یہ وجہ لکھی ہے کہ ایک وقت رائے سنگھ اپنے ماموں جسا جاڑے جا زمیندار دھرول کے ہاں گیا یہ دونوں چوپڑ کھیل رہے تھے اتنے میں ڈنکے کی آواز آئی جسا نے غصہ میں کہا کس کا ڈنکا ہے اسکے لوگوں نے کہا کہ جوگی لکن بھارتی کا ہے جو دوارکا جاترا کو جاتا ہے جسا نے کہا خیر جوگی کو کیا کہنا ہے رائے سنگھ نے اپنے ماموں سے کہا کہ کسی ٹھاکر کا ڈنکا ہوتا تو اسے توڑ دیتا رائے سنگھ وہاں سے الگ ہو گیا اور مع لشکر دھرول جا کر ڈنکا بجایا جسا بھی لشکر لیکر آیا لڑائی ہوئی او جسا مارا گیا مرتے وقت اس نے کہا تھا کہ صاحب جی برادر کھنگار میرا انتقام لیگا ایک چرواہے نے یہ پیغام صاحب جی کو پہونچایا وہ لشکر لیکر لڑنے آیا بمقام مالیہ لڑائی ہوئی صاحب جی مارا گیا اور رائے سنگھ سخت زخمی ہوا اسکو لکن بھارتی دلی لے گیا کرنل موصوف نے رائے سنگھ کی بہادری کی نسبت بھاٹوں کا مبالغہ بھی بیان کیا ہے کہ رائے سنگھ جب خان خانان سے ملنے گیا اس وقت خان خانان دربار میں تھا رائے سنگھ دربار میں آگے جا کر کھڑا رہا تو ایک درباری مشہور پہلوان نے

اس کو پہچانا بعد ازان وہ اپنی اصلی جگہ پر بیٹھ رہا کئی بار کاٹھیون اور جام اور کہنگار کو خوب ستایا اور ان کے ملک مین بہت کچھ غارت گری کی اور آخر صاحب جمعیت ہو کر قصبہ ہلود پر متصرف ہو گیا یہ زور شور دیکھکر اسکے قدیم دشمن اطراف کے زمینداروں نے اتفاق کیا اور اس پر چڑھ آئے یہ چوگان بازی مین مشغول تھا وہان سنا فوراً ان کے مقابلہ کو گیا مگر رات ہو گئی حریفون نے رائے سنگھ سے کہا کہ اگر تو بہادر ہے تو رات کے وقت نہ لڑے گا اس نے از روی تہوّر توقف کیا اور ڈھال زیر سر رکھکر سو گیا یہ موقع پاکر دشمنون نے اس کے اکثر آدمیون سے[۱] ساز باز کر کے اپنی طرف کر لیا اور فجر ہوتے ہی ہنگامۂ جنگ وجدال گرم کر دیا رائے سنگھ بہادرانہ لڑا مگر مارا گیا اور جو اسّی آدمی رائے سنگھ کا ساتھ دیکر دشمن کی طرف نہ گئے تھے سب کے سب لڑائی مین کام آئے[۲]

سرداران اکبری کا مظفر کے تدارک کو جانا

جب مظفر نے سنا کہ خان خانان گجرات سے گیا فوراً[۱] آمرن پہونچکر لشکر جمع کرنے کی فکر کی یہ سنکر سیّد قاسم نظام الدین احمد خواجہ محمد رفیع میر معصوم حسین خان بیگ محمد اور میر شرف الدین سرداران اکبری نے احمد آباد سے کوچ کیا اور قصبہ ہلود پہونچکر پرگنہ مالیہ جو کہنگار کے متعلق تھا اس کے تاخت کے لئے ایک فوج بھیجی اور میدنی رائے وغیرہ کو مظفر کی خرابی کے لئے آمرن بھیجا وہ یہ خبر پاتے ہی کاٹھیاواڑ خاص کی جانب فرار ہو گیا جام نے اپنے بیٹے کو اور کہنگار

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴) مسخری کر کے اسکو دھکا مارا رائے سنگھ نے اسکو اٹھا کر اس زور سے زمین پر دے پٹکا کہ فوراً وہ مر گیا جب ان دونوں کی لڑائی چل رہی تھی اسوقت رائے سنگھ کا ہاتھ محل کی دیوار پر اس زور سے لگا کہ ایک پتھر دیوار سے نکل آیا۔

[۱] بقول کرنل واٹسن رائے سنگھ کی رانیون نے اسکو مقتول خیال کر کے ہندو رسم کے موافق لباس بیوہ اختیار کیا اور جب یہ واپس آیا تو سب نے اسکے پاس جانے سے انکار کیا الّا داؤ کے نادولہ چوہان کی بیٹی نے اسلئے بعد مین جھالاؤن نے ان چوہانون کی بیٹی لانی ہی ترک کر دی۔

[۲] ہسٹر ایلیٹ کا بیان اس سے کسی قدر جداگانہ ہے یعنی رات کے وقت دشمن نے اپنا لشکر رائے سنگھ کی فرودگاہ کے قریب جمع کر کے فجر ہوتے ہی حملہ کیا اور رائے سنگھ کو مع اس کے اسّی ساتھیون کے مار ڈالا صرف ۸۰ آدمیون کا رائے سنگھ کے ساتھ ہونا قرین قیاس نہین معلوم ہوتا اور بقول کرنل واٹسن دیدا را جپوتون نے رائے سنگھ کو موضع گھنٹیلہ کے قریب لڑائی مین مار ڈالا۔

سے نے اپنے وکیل کو سرداران اکبری کے پاس بھیجا اور رائے سنگھ جھالا کے ساتھ جو بے اعتدالی کی تھی اس کی معافی مانگی اور پھر عہد و پیمان کرکے اطاعت قبول کی اس پر سرداران مذکور احمد آباد واپس چلے گئے۔

مظفر کا گجرات خاص کی طرف ارادۂ خروج

جب مظفر نے دیکھا کہ سرداران اکبری اپنی اپنی جاگیرمیں پہنچ چکے تو دو ہزار کاٹھی اور جاڑیجے لیکر دھولقہ کی طرف متوجہ ہوا۔ میدنی راے نے احمد آباد خبر دی۔ فوراً نظام الدین احمد لشکر لیکر چلا اثناے راہ میں اسمٰعیل قلی خان نائب صوبہ دار گجرات میر معصوم خواجہ محمد رفیع اور دولت خان لودی بھی مل گئے اگرچہ اسمٰعیل قلی خان کا سورٹھ کی طرف جانے کا ارادہ تھا مگر ملتوی کرکے احمد آباد چلا گیا۔ دوسرے سردار دھولقہ پہونچے مظفر چار کوس کے فاصلہ پر تھا خبر پاتے ہی موربی کی طرف فرار ہو گیا لشکر اکبری نے تعاقب کنان بیرم گام پہونچکر معلوم کیا کہ چار کوس کے فاصلے پر موضع کھارمیں مظفر نے ایک اکبری فوجی افسر سید مصطفےٰ ابن سید جلال کو جو بڑے لشکر سے ملحق ہونے والا تھا مع اہل و عیال گھیر لیا ہے۔ نظام الدین احمد صاحب طبقات اکبری نے چالاکی کرکے اس خیال سے صرف بیس[2] سواروں کو مع نقارہ روانہ کیا کہ نقارہ بجنے سے مظفر اکبری لشکر کا آنا سمجھکر فوراً فرار ہو جائے گا آخر یہی ہوا۔ اور سید مصطفےٰ نے نجات پائی مظفر کچھ کی طرف فرار ہو گیا لشکر اکبری بھی تعاقب میں قریب ریگستان کچھ پہونچا مگر موضع جنجو یہ میں ایک تھانہ قائم کرکے احمد آباد واپس چلا گیا۔

کھنگار کے بھتیجوں کی بے اعتدالی

چار مہینے کے بعد کھنگار زمیندار کچھ کے بھتیجے جسا اور پنجا بن سات ہزار سوار اور دو ہزار پیادہ لیکر رادھنپور تک تاخت و تاراج کرکے واپس چلے گئے سید قاسم بارہہ نظام الدین احمد دولت خان لودی اور میر حسین وغیرہم اکبری سرداروں نے تعاقب کرکے کچھ کا بہت سارا ملک غارت کیا۔ آخر کھنگار نے وکیل بھیجکر معافی مانگی اور عذر کیا کہ میری بے اطلاع میرے بھتیجوں نے یہ کارروائی کی ہے۔ پرگنہ مالیہ اور موربی متعلقہ کھنگار کی بہت کچھ خرابی کرکے لشکر اکبری نے احمد آباد کی طرف مراجعت کی۔

امین خان کے بیٹے فتح خان کا باپ سے برخلاف ہوکر مظفر سے ملنا

امین خان غوری کا چھوٹا بیٹا فتح خان باپ سے باغی ہوکر مظفر سے ملگیا اور اسکو ساتھ لیکر جونا گڈھ پر چڑھ آیا احمد آباد خبر پہنچتے ہی نورنگ خان اور صاحب طبقات اکبری وغیرہ

نے کوچ کر کے راجکوٹ مین قیام کیا۔ مظفر مطلع ہوکر کچھ کی طرف بھاگ نکلا۔ سیدی ریحان (جو امین خان کا وکیل اور بانیٔ فساد تہا) نوگھن گوہل زمیندار پالیتانہ، پیر خان سانہہ، ملک راجن وغیرہم اعیان و بعض زمینداران سورٹھ (جنکے ساتھ پانچ سو سوارون کی جمعیت تھی) جدا ہوکر لشکر اکبری سے ملگئے۔ سرداران اکبری ان کو عنایات بادشاہی کا امیدوار کر کے لوازم مہمانی بجالائے بعد مین کاٹھیونکا ملک تاراج کر کے اکبری لشکر احمد آباد گیا۔ اسوقت بھی امین خان نے اور جام نے اپنے بیٹون کو سرداران اکبری کے پاس بھیجا تھا۔

خان اعظم میرزا عزیز کی جام پر چڑھائی سنہ ۹۹-۹۹۸ھ[1] ملک سورٹھ مین چھ سات برس بالکل خاموشی رہی جب خان اعظم میرزا عزیز کوکلتاش اکبر کا رضاعی بھائی گجرات کا صوبہ دار ہوکر آیا تو اس نے یہ خیال کیا کہ جب تک مظفر گرفتار اور غوری و جام پورے طور پر زیر نہ ہونگے کل سورٹھ پر قبضہ ہونا مشکل ہے چونکہ اس خیال نے خان اعظم کو پہلے جام کی طرف متوجہ کیا۔ لہذا اس نے نورنگ خان اور سید قاسم بارہہ اور خواجہ سلیمان بخشی کو لشکر دیکر آگے روانہ کیا اور خود بعد مین روانہ ہوا تعینات مین صاحب مرآت سکندری بھی موجود تھا نورنگ خان وغیرہ نے کوچ کر کے قلعہ موربی اور بموجب مرآت احمدی دشمن سے ایک کوس کے فاصلے پر قیام کیا ادھر خان اعظم جب بیرم گام پہونچا فتح خان بن امین خان غوری چندر سین (چندر سنگھ بن رائے سنگھ) زمیندار ہلوداور کرن پال[2] زمیندار موربی خان اعظم کی خدمت مین حاضر ہوئے۔

دولت خان غوری حاکم جونا گڈھ (سورٹھ) امین خان غوری حاکم جونا گڈھ اس سے کچھ پہلے راہی ملک بقا ہوچکا تھا اور اب اس کا بڑا بیٹا دولت خان غوری جو اعلیٰ درجہ کا دلیر تھا اپنے باپ کا قائم مقام تھا وہ اپنی جمعیت

---

[1] بموجب مرآت سکندری سنہ ۹۹۹ھ مین خان اعظم صوبہ دار ہوا اور ایک سال بعد جام پر چڑھائی کی۔ بموجب مرآت احمدی سنہ ۹۹۶ھ مین صوبہ دار ہوا اور سنہ ۹۹۹ھ مین جام پر چڑھائی کی۔ بموجب طبقات اکبری سنہ ۹۹۸ھ مین صوبہ دار ہوا اور اسی برس جام پر چڑھائی کی منتخب التواریخ کا طبقات اکبری سے اتفاق ہے۔ کرنل واٹسن نے اپنی تالیف مین نوانگر کے دفتر اور تاریخ سورٹھ سے سنہ ۹۹۱ھ کا صحیح ہونا خیال کیا ہے مگر یہ خیال خام ہے۔

[2] کرن پال کا دوسری تاریخون مین پتہ نہین لگتا شاید کنبھگار کا قرابتدار ہو اور اس نے موربی اسکے سپرد کیا ہو۔

لیکر جام کے لشکر سے ملحق ہو گیا اور سلطان مظفر بھی کاٹھیون اور کہنیگار[1] زمیندار کچھ کے امدادی لشکر کو لیکر آملا غرض بموجب مرآت احمدی ان کی کل جمعیت تیس[2] ہزار سوارون سے زیادہ اور اکبر کی دس ہزار سے کم تھی بموجب مرآت سکندری نورنگ خان اور جام کے درمیان چند روز اس مضمون کی خط و کتابت رہی کہ مظفر کو جام اپنی ولایت سے نکال دے اور اس کے گرد بھی نہ آنے دے اور چند عمدہ گھوڑے پیشکش دے مگر جب جام نے جمعیت کثیر کے گھمنڈ پر قبول نہ کیا تو نورنگ خان نے خان اعظم کو صورت حال کی اطلاع دی اطلاع پہنچتے ہی خان اعظم جوش غضب مین آکر آگے بڑھا اور لشکر جام سے تین کوس کے فاصلے پر موضع پردھری[3] مین قیام کیا مگر اتفاقاً اسی روز سے موسم بارش شروع ہو گیا۔ اور پانچ[4] شبانہ روز متواتر ایسا مینھ برسا کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ آنا جانا بھی محال ہو گیا اس پر جام کے آدمی خفیہ طور پر جا کر خان اعظم کے ہاتھی گھوڑون اور گاہے آدمیون کو بھی زخمی کر آتے تھے جام والون کا مقام فراز پر تھا مگر خان اعظم کا مقام نشیب مین تھا اسلئے رسد کم پہونچتی تھی اور غلّہ کی گرانی اسقدر تھی کہ فی روپیہ ایک سیر بھی میسّر نہین آتا تھا یہ کیفیت دیکھکر خان اعظم نے اولیائے دولت قاہرہ سے مشورہ کیا۔ کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ اکثر نے راے دی کہ زمین خشک اور ہوا صاف ہو جانے کے بعد لڑنا بہتر ہے مگر سیّد قاسم نے کہا کہ ہمارے لشکر مین غلّہ کی بہت قلّت ہے اس وجہ سے تعویق کرنی مناسب نہین بلکہ غنیم کا مقابلہ چھوڑ کر جام کے دار القدر نوانگر کی طرف کوچ کرنا بہتر ہے جام کے عیال و اطفال وہان ہونے کی وجہ سے لامحالہ اسکو اس طرف پھرنا پڑے گا پھر تو جہان مقابلہ ہو جائے ہم لڑینگے الغرض سید قاسم کی رائے سب کو

[1] صاحب مرآت سکندری اسکو بھارہ لکھتا ہے باقی سب فارسی مورخ کہنیگار لکھتے ہین۔

[2] فرشتہ طبقات اکبری منتخب التواریخ وغیرہ مین بیس ہزار سوارون کی جمعیت ہے اور مرآت سکندری مین جمعیت کثیر ہے مگر ویبھا دلاس نامی نوانگر کی درباری ضخیم تاریخ مولفہ بھاٹ مین لاکھون کا حساب ہے اور جام کی بہادری وغیرہ مین ایسی مبالغہ آمیز لنترانیان کی ہین کہ جسکا نمونہ نہ کسی تاریخ مین دیکھا نہ سُنا۔

[3] مرآت سکندری نے پتھری لکھا ہے۔

[4] مرآت سکندری نے پانچ۔ مگر مرآت احمدی نے دو شبانہ روز لکھا ہے۔

پسند آئی اور لشکر اکبری نوانگر کی طرف چلا اور جیسا گمان کیا گیا تھا جام بھی پیچھے پیچھے مضطرب ہو کر اسی طرف متوجہ ہوا اور دہرول[1] پہونچکر قیام کیا جو نوانگر کے سر راہ اور خان اعظم کے لشکر سے پانچ کوس کے فاصلے پر تھا جب یہ خبر نواب مستطاب خان اعظم کو پہونچی تو سرداران اکبری مین بعد مشورہ یہ قرارداد ہوئی کہ راستہ مین کیچڑ وغیرہ بہت ہے کل کوچ کرکے دو کوس کے فاصلے پر قیام کیا جائے اور پرسون لڑائی شروع ہو دوسرے روز کوچ کرکے لشکر منزل مقصود پر پہونچا اور بلندی پر چڑھ کر دیکھا گیا تو لشکر غنیم نمودار ہوا خان اعظم نے سید قاسم سے استفسار کیا کہ ہماری قرارداد کے موافق لڑائی کا دن تو کل ہے مگر سید موصوف نے اسی روز لڑائی کرنے کی رائے دی تاکہ دشمن سرکشی نہ ہو اور اس کا حوصلہ بڑھنے نہ پائے القصہ اس وقت بھی سید قاسم ہی کی رائے غالب آئی اور لڑائی کی تیاری کرکے سید موصوف فوج ہراول[2] کا اور تورنگ خان فوج برنغار[3] کا افسر ٹھیر اگوجر خان برادر تورنگ خان خواجہ محمد رفیع میرزا خرم[4] ولد خان اعظم سردار غوری التمش میرزا انور وغیرہ چند دوسرے اکبری سردار اطراف کے زمیندار اور خود خان اعظم جرنغار[5] فوج مین رہے خان اعظم کا حکم دینا تھا کہ بھوچر موری[6] نامی جگہ مین لڑائی شروع ہوگئی خواجہ محمد رفیع نے جو بڑا دلیر تھا جلدی کرکے جس فوج کے سردار جام کا بیٹا اجا اور وزیر جسا لادھک تھے اس سے مقابلہ کیا عین ہنگام کارزار مین دولت خان غوری بہت سی توپون اور

---

[1] مرآت سکندری مین ایک جگہ دھوکرا اور دوسری جگہ دہولر لکھا ہے املا مین غلطی ہوئی ہے۔

[2] آگے کی فوج کو ہراول کہتے ہین نقلا اور التمش بھی اسی معنی مین آتے ہین یہ تینون لفظ ترکی زبان کے ہین۔

[3] برنغار بائین جانب رہنے والی فوج کو کہتے ہین یہ ترکی لفظ ہے اسکو میسرہ بھی کہتے ہین جو عربی لفظ ہے۔

[4] مرآت سکندری نے خان اعظم کا بیٹا لکھا ہے مگر دوسری تاریخون سے بیٹا نہین معلوم ہوتا میرزا انور خان اعظم کا بیٹا ہے۔

[5] جرنغار داہنی جانب رہنے والی فوج کو کہتے ہین یہ ترکی لفظ ہے اسکو میمنہ بھی کہتے ہین جو عربی لفظ ہے فوج کے بیچ کے حصے کو قلب اور پیچھے حفاظت کے لئے رہنے والی فوج کو چنداول کہتے ہین یہ ترکی لفظ ہے۔

[6] بھوچر نامی راجپوت اس جگہ جانورون کو چرایا کرتا تھا اسلئے اسکے نام سے یہ جگہ بھوچر موری مشہور ہے۔

کولیون کے ساتھ آکر ہراولی مین سردار سید قاسم سے ملگیا ادھر خواجہ محمد رفیع کے مارے جانے سے جرنغار فوج نے شکست کھائی بعد مین اَجا اور جسا بھی سید قاسم ہی کی طرف پھرے مگر سید قاسم جو مرد میدان تھا اپنی جگہ پر قائم رہکر دشمن سے برابر مقابلہ کرتا رہا اس اثنا مین بہادر روزگار گجر خان کا سردار برنغار اور میرزا انور کا سردار التمش ہوکر اور بموجب منتخب التواریخ سات توپ خانون کو ساتھ لیکر بنفس نفیس خان اعظم کا دشمن پر یورش کرنا تھا کہ سید قاسم کو اور تقویت ہوگئی۔ اور ایسا سخت مقابلہ ہوا کہ بموجب مرآت احمدی راجپوت تیر و شمشیر چھوڑکر اور گھوڑون سے اوتر کر چاقو اور خنجر سے لڑے ادھر دلاوران اکبری نے بھی شجاعت کا وہ نمونہ ظاہر کیا کہ آخر جام کا بیٹا اَجا اور وزیر جسا اور پانسو[1] آدمی ایک ہی جگہ مارے گئے یہ دیکھکر دوسرون کے پاؤن اکھڑ گئے اور انھون نے فرار اختیار کیا۔ ادھر خواجہ محمد رفیع (جس کا بیان اوپر گذرا) خواجہ شیخ محمد حسین سید شرف الدین برادرزادہ شاہ ابوتراب میر حاج اور سید کبیر بن سید علیخان نامور سرداران اکبری اور سپاہیون مین سے صرف تیس۳۰ چالیس کام آئے بموجب مرآت احمدی غنیم کے سات سو گھوڑے اور دوسرا بہت سا اسباب خان اعظم کے ہاتھ آیا۔ یہ فتح بموجب طبقات اکبری و منتخب التواریخ ۶ شوال [2]۹۹۸ھ کو ہوئی دوسرے روز صبح ہوتے ہی خان اعظم نوانگر مین داخل ہوا جام کے اہل و عیال تو پہلے ہی سے فرار[3] ہوچکے تھے مگر دوسرے بہت سے آدمیون کو

[1] بموجب مرآت احمدی کل دو ہزار اور بموجب مرآت سکندری پندرہ سو اور بموجب طبقات اکبری و فرشتہ چار ہزار غنیم مارے گئے اکبری فوج کے کل بموجب مرآت سکندری علاوہ سرداران مذکور صرف تیس چالیس سپاہی اور بموجب مرآت احمدی دو سو مارے گئے۔ اور پانسو زخمی ہوئے تاریخ موخرالذکر کے ایک نسخے سے جسا کے بھائی مہراول اور دو بیٹون کا مارا جانا بھی بمبئی گزیٹر جلد ۸ مین دوسرے روز کی لڑائی مین اَجا اور جسا کا مارا جانا ہے مگر غلط ہے کیونکہ دوسرے روز لڑائی ہوئی نہین۔

[2] صاحب منتخب التواریخ نے اس جگہ فیضی کی کہی ہوئی تاریخ "فتوحات عزیزی" بھی لکھی ہے مگر اسکے عدد ۹۹۹ ہوتے ہین۔ اور خان اعظم کی پہلی فتح تھی اسلئے یہان چسپان نہین ہوسکتی۔ فتح جوناگڈھ کے لئے ۹۹۹ دونون صورتون مین چسپان ہوسکتی ہے۔

[3] بموجب بمبئی گزیٹر جلد ۸ جام ستا نے اپنی رانیون کو جہاز مین سوار کراکے روانہ کرادیا تھا۔ اور یہ ہدایت کردی تھی کہ اگر مسلمان تعاقب کرین تو جہاز کو دریا مین ڈبو دینا

لشکر اکبری نے گرفتار کر لیا[1] اور نوانگر کو تاخت و تاراج کیا بعد میں خان اعظم نے نوانگر ہی میں قیام کیا اور ادھر سلطان مظفر دولت خان غوری اور جام نے شکست فاش کھانے کے بعد فرار ہو کر قلعۂ[2] جوناگڈھ میں پناہ لی۔

فتح قلعہ جوناگڈھ میں لشکر اکبری کی ناکامیابی۔

بموجب مرآت سکندری خان اعظم نے دوسرے روز نورنگ خان سید قاسم اور گجر خان کو مع لشکر قلعہ جوناگڈھ کی تسخیر کو بھیجا یہ سنکر سلطان مظفر[3] اور جام[4] ملک ہالار کی طرف فرار ہو گئے اور دولت خان غوری جو لڑائی میں زخمی ہو گیا[5] تھا قلعہ ہی میں رہا جس روز سرداران مزبور جوناگڈھ کے قریب پہونچے اتفاقاً اسی روز دولت خان غوری فوت ہو گیا مگر اسکے وکلا و امرا نے قلعہ کو خوب مستحکم کر لیا۔ اور جب سرداران اکبری نے جوناگڈھ کا محاصرہ کیا تو توپ و تفنگ سے ان کا مقابلہ کرتے رہے حتی کہ مجبوراً خان اعظم خود کو بھی جوناگڈھ[6] جانا پڑا اور ہر چند فتح قلعہ میں کوشش کی مگر کسی طرح کامیابی حاصل نہوئی آخر کار غلّہ کم بلکہ نایاب ہو جانے کے سبب سے محاصرہ اٹھا کر سرداران اکبری کو بے نیل مرام احمد آباد واپس جانا پڑا۔

فتح جوناگڈھ سنہ ۹۹۹ھ

بموجب مرآت سکندری محاصرہ مذکورہ بالا کے سات آٹھ مہینے بعد خان اعظم نے جوناگڈھ پر پھر چڑھائی کی[7] اثنائے سفر میں کلاسے جام (جو جنگلوں میں آوارہ گردی کر رہا تھا) حضور خان اعظم میں حاضر ہو کر

---

[1] سوائے مرآت سکندری فارسی تمام تاریخوں میں دوسروں کو گرفتار کرنا اور نوانگر کو تاخت و تاراج کرنا مطلق نہیں۔

[2] یہ بموجب مرآت سکندری ہے اور بموجب مرآت احمدی مظفر اور جام کا پہاڑوں میں پناہ لینا ہے مگر بعد میں صرف مظفر کا قلعہ جوناگڈھ میں پناہ لینا ہے

[3] بموجب مرآت احمدی خان اعظم کا جوناگڈھ کی جانب متوجہ ہونا سنکر مظفر قلعہ سے نکل گیا اور احمد آباد کی طرف جانا مشہور کیا اسلئے خان اعظم نے اسکے تعاقب میں اپنے بیٹے کو بھیجا۔

[4] بموجب مرآت احمدی خان اعظم کو محاصرہ جوناگڈھ میں مشغول پا کر جام اپنے وطن کو جانے لگا یہ سنکر خان اعظم نے ایلغار کیا مگر جام پہلے ہی سے داخل ہو گیا تھا اسلئے خان موصوف نے احمد آباد کی جانب مراجعت کی۔

[5] مرآت سکندری کے سوا تمام فارسی تاریخوں میں دولت خان کا زخمی ہونا مسطور ہے۔

[6] طبقات اکبری میں نوانگر سے خان اعظم کا احمد آباد جانا لکھا ہے طبقات اکبری منتخب التواریخ اور فرشتہ سے ایک ہی وقت کے جانے میں قلعہ

یہ پیام عرض کیا کہ اگر آپ جام کا قصور معاف کرکے اسکو اپنے ملک پر بدستور سابق قابض رہنے دین تو جو کچھ حکم ہوا سکے بجالانے کو حاضر ہے خان اعظم نے غلّہ اور باروت وغیرہ پہونچانے کے اقرار پر ان کی عرض قبول کی پھر خود نے کوچ کرکے قلعہ جوناگڈھ کا محاصرہ کیا اور جام غلّہ وغیرہ پہنچانے مین مشغول ہوا بموجب مرآت احمدی خان موصوف نے اطراف قلعہ مین مضبوط مورچہ بندی کرکے سر راہ نورنگ خان کو متعین کیا تاکہ قلعہ مین آذوقہ اور رسد پہونچنے نہ پائے قضاراً قلعہ مین آگ لگنے سے آذوقہ وغیرہ کسیقدر جل گیا تاہم ہر روز ایک منی اور پنج منی توپی گولے قلعہ سے چلتے رہتے تھے یہ دیکھکر اولیائے دولت قاہرہ نے یہ تدبیر کی کہ مقابل قلعہ نزدیک کی ایک پہاڑی پر جو قلعہ سے بلند تر تھی ہموار کرکے توپین چڑھادین وہان سے گولون کا قلعہ مین پہونچنا تھا کہ اہل قلعہ گھبرا اُٹھے اور امان مانگی امان ملنے کے بعد قلعہ کی کنجیان سپرد کرکے دولت خان غوری کے دو بیٹے[۵۱] میان خان اور تاج خان کے سوا اور ایکسو پچاس[۱۵۰] اعیان پیشگاہ خان اعظم مین حاضر ہوگئے خان اعظم نے ہر ایک کو مطابق رتبہ خلعت گھوڑا اور معقول جاگیر عطا کی بموجب مرآت سکندری یہ محاصرہ کُل تین مہینے[۵۲] تک رہا بموجب طبقات اکبری اور منتخب التواریخ ۵۔ ذیقعدہ سنہ ۹۹۹ھ کو قلعہ جوناگڈھ لشکر اکبری کے ہاتھ آیا الغرض سلطان محمود بیگڈہ کے زمانہ فتح جوناگڈھ سے قریب ۱۲۵ برس کے بعد قلعہ جوناگڈھ کی اس فتح نے کُل جزیرہ نمائے سورٹھ کو جلال الدین محمد اکبر شاہ شہنشاہ ہندوستان کی زیر حکومت کردیا اس حکومت مغلیہ کا بیان آیندہ باب مین مذکور ہے۔

سلاطین گجرات کی حکومت سورٹھ پر رائے | اسقدر مدّت دراز کی حکومت سلاطین گجرات سے ملک سورٹھ کو کیا فائدہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۲) جوناگڈھ کی فتح پائی جاتی ہے جو مرآت احمدی اور مرآت سکندری کے خلاف ہے۔

۵۰ بموجب مرآت احمدی جام کا بیٹا جلال خان غازی خان اور ملک حسین وغیرہم خان اعظم سے ملے اور بغیر جنگ گھوگھہ منگرول اور سومناتھ وغیرہ ۱۶ بنادر پر اکبری قبضہ ہوگیا بعدازان وہان سے خان اعظم جوناگڈھ کیطرف گیا۔

۵۱ آثارالامرا جلد اصفحہ ۶۰۳ مین یہ نام پائے گئے دوسری کتابون مین یہ نام نہین لکھے گئے۔

۵۲ بموجب تاریخ فرشتہ ۷ ماہ تک محاصرہ رہا۔

پہونچا اسکو اس جگہ مجمل طور پر لکھنا بیجا نہ ہوگا مستند تواریخ سے محض نابلد نا واقف بعض مؤرخین نے عام طور پر اس اسلامی حکومت کی طرف سے جبرًا ہندوؤن کو اسلام قبول کرانا مندرون کا منہدم کرنا اور اسی قبیل کی دوسری ناجائز حرکات کا ہونا غرض ہر طرح ہندوؤن کا حال ابتر مین رہنا اپنی اپنی تالیفات مین لکھ دیا ہے مگر کسی ہندو کو جبرًا مسلمان کرنے کی ایک بھی مثال مستند تاریخون مین موجود نہین اور یہ خلاف[۵] اصول اسلام بھی ہے البتّہ اپنی خوشی سے مسلمان ہونے والون کی سلطنت نے بہت کچھ رعایت کی۔ اگر جبر کیا جاتا تو اس ملک مین آج مسلمانون کی آبادی ⅟۲ نہوتی انہدام منادر کی بابت اسلامی دنیا کی تاریخون سے پایا جاتا ہے کہ اسلام کے خالص اصول کے پیرو مسلمان یعنی اہل عرب گو ملک شام عجم مصر اور یورپ مین جاکر اور غیر مذہب والون سے خوب لڑکر ان کے تخت و تاج کے مالک ہوگئے مگر ان کی مذہبی عبادت گاہون کو کبھی نہین بگاڑا البتّہ اس ملک کے بعض فرمانروایان اسلام سے انہدام منادر ظہور مین آیا ہے مگر وہ بے وجہ نہین تحقیق دقیق سے مظفر اوّل کا صرف مندر سومناتھ کو اور سلطان محمود بیگڑہ کا مندر دوارکا کو منہدم کرنا کُل فارسی تاریخون سے ثابت ہے اور مظفر کا مندر دیو کو اور محمود بیگڑہ کا اطراف جوناگڈھ کے منادر کو منہدم کرنا سب تاریخون نے نہین لکھا اس لئے صاف فیصلہ صرف دو مندرون پر دیا جاسکتا ہے اور وہ بھی ہندوؤن کی زیادتی بغیر نہین ہوا مسلمانون کا تعصّب نہ تھا اگر تعصّب ہی ہوتا تو یہ سلطان معدودے چند منادر کے سوا اورون کو بھی ڈھا سکتے تھے اور اپنے عہد مین جدید مندرون کی تعمیرات ہونے دیتے جو اس ملک کے کتبہ جات وغیرہ سے ثابت ہے حقیقت حال یہ ہے کہ اداے مراسم مذہبی مین اہل ہنود کو بالکل روک ٹوک نہ تھی بلکہ پوری آزادی تھی حتّٰی کہ ستی کے بُرے رواج سے بھی ہندوؤن کا ایک مذہبی امر سمجھکر اسلامی حکومت مانع نہ ہوئی۔ ہان ایک عرصہ کے بعد اسلام سے مانوس ہوکر ہندوؤن کی طبیعت جب اصلاح پذیر معلوم ہوئی تو اکبر نے یہ رواج

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۲) [۵۳] تاریخ فرشتہ نے سنہ ۹۹۱ھ مرآت احمدی اکبرنامہ اور مرآت سکندری نے سنہ ۱۰۰۰ھ لکھا ہے۔ مگر صحیح سنہ ۹۹۱ھ ہے فیضی کی تاریخ فتح عزیزی یہان چسپان ہوتی ہے۔

موقوف کرایا گو بعد مین پھر جاری ہوگیا تھا جس کو آخر گورنمنٹ برطانیہ نے موقوف کرادیا۔ یہ کہنا کہ اس عہد مین ہندوؤن کی حالت ابتر تھی بالکل غلط اور محض بہتان ہے اسلامی عہد مین تجارت کی وہ ترقی ہوئی ہے جو پہلے سورٹھ کو کبھی نصیب نہ تھی دریائی لوٹیرون کی اسی غرض سے اس خاندان نے بیخ کنی کی اور ہر طرح سہولت کے اسباب مہیا کرکے تجارت کا دروازہ کھول دیا فارسی تاریخون کے علاوہ یورپین سیاحون نے گھوگھ دیو منگرول اور بلاول وغیرہ بندرون مین تجارت کی ترقی اور عام باشندگان ملک کی آسودگی کی بہت کچھ تعریف کی ہے منجملہ ان کے باربوسا نامی سیاح جس نے ۱۵۱۱ء سے ۱۵۱۴ء تک سیاحت کی ہے وہ لکھتا ہے کہ علاوہ دوسرے بنادر کے بندر دیو مین اسقدر تجارتی مال آتا جاتا ہے کہ اس بندر کی سرکاری آمدنی بےحساب ہوتی ہے۔ غرض جب ترقی اس درجہ تک پہونچی ہو تو لوگون کی حالت عمدہ نہو یہ غیر ممکن ہے بلکہ ہنود کو بسبب کثرت آبادی زیادہ فائدہ پہونچتا تھا فارسی تاریخون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس عہد کی قحط سالیون مین لوگون کو کوئی تکلیف محسوس ہوتی تھی برخلاف حکومت مغلیہ کے جسمین بڑی بڑی تکلیفین محسوس ہوئی ہین۔ البتہ بہادر شاہ کی وفات کے بعد ملک مین کسی قدر ابتری پھیل گئی تھی چنانچہ اس ملک کے بعض منصف مزاج مؤرخون نے لکھا ہے کہ اس عہد تک اسلامی حکومت بڑے جاہ و جلال[1] اور سطوت و اقبال کے ساتھ رہی ہندو زمیندارون کو بحال خود قائم رہنے دینے مین اسلامی حکومت بڑی رعایت کرتی رہی۔

اکثر لوکل تاریخون سے معلوم ہوا ہے کہ پہلے ملک کا وسطی حصہ جنگلون سے معمور تھا مگر ان بادشاہون نے قزاق اور راہزنون کا استیصال کرکے انہین آباد کردیا جس سے ویرانہ زمین بھی مزروعہ ہوگئی اور آخر عہد مین زراعت ہونے لگی کہ چارپکی بھی قلت ہوگئی بموجب تصحیح مرآت احمدی تاتارخان کی جاگیرین نوہزار دیہات اور انکی ایک کروڑ روپیہ آمدنی ہونی صحیح ہو تو اسوقت کی آبادی کی نسبت آبادی بھی زیادہ تھی اُس وقت کے اندازہ سے موجودہ وقت مین ملک کے ہندو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۳) [1] پریچنگ آف اسلام مؤلفہ آرنولڈ صاحب و دیگر یورپین صاحب موصوف نے ثابت کیا ہے کہ اسلام جبراً نہین پھیلایا گیا۔

[1] کاٹھیاواڑ ڈیرکٹری حصہ اول صفحہ ۱۴

زمیندارون کی آمدنی ۱¼ کروڑ روپیہ سے ہرگز زیادہ نہین ہوتی اس وقت کل آمدنی ۱½ کروڑ ہوتی تھی۔ جب بیرم گام وغیرہ جھالاواڑ کا حصہ اور پرگنہ گھوگہ وغیرہ ملک مین داخل تھے جو اب نہین ہین۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ محصول زمین بھی ان مسلمانون کے وقت مین زیادہ نہ تھا۔

راجپوتون کے بڑے بڑے خاندان گوہل جھالا اور جاڑیجا وغیرہ اور زمیندارون کا اپنی بیٹیون کو خوشی سے ان بادشاہون کے عقد نکاح مین دینا ان بادشاہون سے ان کے پورے رضامند ہونے کی دلیل ہے۔ علاوہ اسکے آخری سلطان مظفر شاہ جو اپنی آبائی سلطنت کھو بیٹھا اور آوارہ پھرتا تھا اسکی ہمدردی کا حق ہندو زمیندارون نے کچھ کم نہین ادا کیا گو جھالا شروع ہی سے اکبر کی طرف ہوگئے اور گوہل اور جیٹھوہ خاموش رہے اور جام نے بعد مین دنیا سازی کی۔ مگر کاٹھیون اور دوارکا کے واڈھیلون نے اکبر جیسے بڑے جلیل القدر بادشاہ کے مقابلہ مین مظفر شاہ کی طرف داری مین بہت کچھ کر دکھایا حتی کہ واڈھیل زمیندار نے اپنی جان تک قربان کردی اور اپنے اہل وعیال کو مقید کرا دیا اس کارروائی سے ہندوؤن کا ان بادشاہون سے خوشنود ہونا معلوم ہوتا ہے

اس سلطنت کے پہلے سورٹھ مین جو بڑے چھوٹے زمیندار تھے اور ان مین موجب لوکل تواریخ خفیف باتون پر بارہا جنگ وجدال کا بازار گرم ہو جایا کرتا تھا اسکو اسلامی سلطنت کے حسن انتظام نے بالکل مٹا دیا پابندی دیکھئے تو وہ بھی اس وقت کی سی نہ تھی یعنی اس وقت کی پالیسی نے زمیندارون کو کچھ کچھ آزادی بھی دے رکھی تھی سلطنت اسلامیہ کی طرف سے سورٹھ کے جو جو حاکم مقرر ہوئے ان مین اکثر بلکہ تقریباً کل کے کل منتظم بہادر اور رعایا پرور تھے۔ اس عہد مین رفاہ عام کے کام اور حسنات جاریہ یعنی قلعہ جات مساجد خیراتی اوقاف تالاب کنوین وغیرہ افراط سے تعمیر ہوئے فارسی تاریخون اور کتبہ جات سے ہندوؤن کے اوقاف کا جاری رکھنا بھی ظاہر ہے غرض ہر طرح ملک کو اس سلطنت سے بڑا فائدہ پہونچا ہے۔

باب چہارم

حکومت مغلیہ

جلال الدّین اکبر شہنشاہ ہندوستان سنہ ۹۹۹ سے سنہ ۱۰۱۴ تک

خان اعظم صوبہ دار گجرات کا جوناگڈھ مین قیام

قلعہ جوناگڈھ کی فتح کے بعد خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش جوناگڈھ ہی مین رہا اس فتح سے سارے ملک پر اکبر بادشاہ دہلی کا قبضہ ہوگیا جھالا راجپوت تو پہلے ہی سے اکبر کی طرف ہوگئے تھے جاڑیجا بھی اب مسخر ہوگئے غرض کُل راجپوتون نے اطاعت اکبر قبول کرلی۔ اور انپر پیشکش وغیرہ مقرّر ہوگئین۔ بموجب انگریزی و گجراتی تواریخ جوڑا سامارا ے زادے جو سلاطین گجرات کے جاگیردار تھے وہ سلطان مظفر شاہ کے طرفدار رہے اسلئے اُن کی اکثر جاگیرین خالصہ مین داخل ہوگئین۔

سلطان مظفر شاہ کی گرفتاری اور خودکشی۔

خان اعظم سلطان مظفر کی گرفتاری کی فکر ہی مین تھا جب معلوم ہوا کہ مظفر دوارکا طرف مصطفےٰ نگر[1] مین ہے تو اس کی گرفتاری کے لئے نورنگ خان اور اسکے بھائی گجر خان اور اپنے بیٹے مرزا محمد انور اور نظام الدین احمد[1] کو فوج کے ساتھ اس طرف روانہ کیا سرداران مذکور ایلغار کرکے دوارکا پہونچے[2] وہان معلوم ہوا کہ مظفر موضع پُستبندہ[3] کی طرف بھاگ گیا ہے ناچار ان کو بھی اسی طرف

---

[1] صاحب طبقات اکبری۔

[2] بموجب مرآت احمدی بے جنگ دوارکا دار اسلام بن گیا۔

[3] مرآت سکندری مین بستنہ لکھا ہے۔

جانا پڑا شیوہ واڈھیل زمیندار بیٹ کوٹ لشکر اکبری کی آمد آمد کی خبر ہوتے ہی اس نے موضع کو ویران کردیا
اور سلطان کو مع حرم سلطانی کشتی پر سوار کرا کے اور خود بھی ان کے ہمراہ سوار ہوکر فرار[1] ہوا چاہتا تھا مگر پانی
کی کمی کی وجہ سے کشتی کی روانگی مین توقف ہوگیا اتنے مین لشکر اکبری پہنچ گیا شیوہ نے چار و ناچار مظفر
کو گھوڑے پر سوار کرا کے اور اپنے چند راجپوت نوکرون کو ہمراہ کر کے ملک کچھ کی طرف بھگا دیا اور خود صرف
تیس[۳۰] چالیس[۴۰] ہمراہیون کے ساتھ اکبری لشکر کو تعاقب مظفر سے روکنے کیلئے سامنے آیا اور بڑی دلیری سے
لڑنے لگا۔ بموجب مرآت احمدی زمین شکستہ تھی لہذا اکبری سوار گھوڑون سے اُتر کر لڑنے لگے غرض سخت
لڑائی ہوئی جس مین شیوہ مذکور نے مظفر کی ہمدردی مین اپنی عزیز جان قربان کردی اور اس کے اہل و عیال
گرفتار ہوگئے۔ ادھر پانی بڑھ گیا تو حرم سلطانی کی کشتی روانہ ہوگئی بعد ازان اکبری لشکر موضع ارامڑہ مین
پہونچا جو سنگرام واڈھیل راجہ دوارکا کے ٹھیرنے کی جگہ تھی۔ راجہ مذکور نے درخواست کی کہ اگر لشکر کا
ایک حصہ میرے ساتھ کردیا جائے تو کشتیون پر سوار ہوکر حرم سلطانی کا تعاقب کرون اور جہان ہو گرفتار
کرلون مگر نورنگ خان نے یہ درخواست نامنظور کی۔ کہ شاید یہ لشکر کو کشتیون کے ذریعہ سے لیجا کر اور کسی جزیرہ مین اُتار
کر مقیّد کردے اور اس حیلہ و فریب سے مقتول شیوہ کے اہل و عیال کو قید اکبری سے نجات دلوادے اس لئے
یہ حکم ہوا کہ راجہ خود ہمارے پاس حاضر رہے اور اپنے آدمیون کو ہمارے آدمیون کے ساتھ حرم سلطانی کی تلاش
مین بھیجے۔ اُس نے جب یہ سُنا تو موقع پاکر وہان سے بھاگ نکلا اور نورنگ خان نے جوناگڈھ کی طرف
مراجعت کی۔

اسکے بعد خان اعظم موربی مین خیمہ زن ہوا جام ستر سال حصول ملازمت کی غرض سے حاضر خدمت ہوا
اس اثنا مین خان موصوف نے سُنا کہ مظفر کو کھنگار نے اطراف دار الصّدر بھوج مین رکھا ہے یہ سُنتے ہی خان نے

---

[1] یہ مرآت سکندری کا بیان ہے مگر مرآت احمدی کا یہ بیان ہے کہ مظفر مع اہل و عیال کشتی مین سوار کرا کے ایک مستحکم جزیرہ مین پہونچایا گیا
اور وہان سے از راہ متعارف ملک کچھ کو چلا گیا۔

اس طرف توجہ کی کھنگار ڈر گیا اور اپنے وکیلوں کو بھیجکر عرض کی کہ آپ اگر میرے ملک کی خرابی نہ کریں تو میں خود ہی مظفر کو گرفتار کرکے حوالے کردیتا ہوں خان نے منظور کیا اور چند آدمی کھنگار کی طرف گئے جنکو وہ بھوج سے ۲۰ کوس کے فاصلے پر کوہستان میں جہاں مظفر تھا لے گیا۔ اور آوارہ روزگار مظفر کو گرفتار کرکے دنیا کی بدنامی اپنے ذمہ[۱] لی۔ بعد میں خان کے آدمی مظفر کو گرفتار کرکے موربی کی طرف لے چلے جہاں خان مقیم تھا بھوج سے دھرول پہونچے مظفر قضای حاجت[۲] کے بہانے ایک گوشے میں گیا اور استرے سے اپنا گلا کاٹ کر کشاکش دنیوی سے رہائی پائی اس کا سر خان اعظم کے پاس لایا گیا اور وہاں سے نظام الدین احمد کے ساتھ اکبر بادشاہ کے پاس لاہور بھیجا۔ خان اعظم مظفر کے معاملے سے فارغ ہونے کے بعد بندر دیو کی فتح کی خواہش کرکے بندر بلاول[۳] سے جہاز پر سوار ہوکر حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوگیا۔

---

۱ یہ دو دوہے بدنامی کے سارے ملک میں مشہور ہیں۔

دوہرا ۔	بھارے بھڑوا کھنگار اول ماتھے جگ میں بیدا کچھ کا بھوپتی ہے جھاری ماتھی ماین		سڑی موربی کارنے پکڑ دینو مظفر دینا ایک موربی کارنے پکڑا مظفر دینا	(دیکھو ولاس صفحہ ۳۳۶)

اس دوہے کا مطلب یہ ہے کہ۔ کچھ کے بھڑوے نے جسکا نام بھارہ ہے اپنے خاندان کو مورد طعن بنایا یعنی ایک سڑی ہوئی جاگیر کے واسطے سلطان مظفر کو گرفتار کرادیا۔ (مرآت احمدی میں اسکا نام کھنگار لکھا ہے اور مرآت سکندری نے بھارہ لکھا ہے)

۲ مرآت احمدی نے قضای حاجت و وضو۔ طبقات اکبری اور فرشتہ نے صرف وضو۔ مرآت سکندری اور منتخب التواریخ نے قضای حاجت لکھا ہے اکبرنامہ نے بھی قضاے حاجت لکھا ہے مگر دوسری جگہ زہر سے مارا جانا بھی لکھدیا ہے۔

۳ بموجب منتخب خان اعظم ایک برس تک جوناگڈھ میں رہا اور بموجب مرآت احمدی خان اعظم نے جوناگڈھ میں سنا کہ مظفر کچھ میں ہے تو اپنے بیٹے عبداللہ کو اسطرف بھیجا جسکو جام اور اسکے بیٹے راہ میں مل گئے اور کچھ کے کھنگار نے بھی اپنے وکیلوں کو بھیجا اور بیٹوں کو بھیجنے کو تھا کہ خان اعظم راضی ہوا اور کہا کہ اگر مظفر کو حوالہ کرے گا تو تیرا ملک جام کو دیا جائیگا۔ اور اسکی مدد کے لئے ایک فوج مقرر رہے گی۔ اس پر کھنگار گھبرایا اور عرض کی کہ پرگنہ موربی جو میرے پاس تھا واپس دیا جائے تو مظفر کو گرفتار کرادوں خان نے قبول کیا بعد ازاں کھنگار خان کے آدمیوں کو لیکر مظفر کے پاس چلا

خان اعظم کے چلے جانے کے بعد بادشاہ کیطرف سے ملک سورٹھ کا بڑا حاکم جو اس وقت **فوجدار** کہلاتا تھا نورنگ خان[1] ہوا۔ گو فوجداری سورٹھ صوبہ دار احمدآباد	فوجدار سورٹھ نورنگ خان[1] ۱۰۰۱ ھ ۱۰۰۲

کے ماتحت تھی مگر اس فوجدار کا عزل و نصب خاص بادشاہ کیطرف سے ہوتا تھا۔ ہندو زمینداروں اور مسلمان جاگیرداروں پر اس حاکم کی نگرانی ہوتی تھی اور خالصہ ملک کی حکومت وہ خود کرتا تھا اسکے زمانہ مین کسی راجپوت زمیندار نے کسی طرح کی سرکشی نہین کی اور جام ستا چونکہ بادشاہ کا تہ دل سے مطیع ہوگیا تھا لہذا اس کا ملک[2] جو جوڑیہ سے سلایہ تک تھا اسے واپس دیدیا گیا۔ لولیانہ اور روڈھوان وغیرہ مناسب مقامات مین تھانجات قائم کیے گئے۔ ایک برس سے کچھ زیادہ مدت تک سورٹھ کا عمدہ انتظام کرکے نورنگ خان نے ۱۰۰۲[3] ھ مین بعارضہ دردِ شکم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۸) مظفر اسکی آمد کی خبر سنکر استقبال کے لئے آیا اور گرفتار کیا گیا اور بموجب طبقات اکبری کہنگار نے مظفر کو غفلت مین خان اعظم کے بیٹے کے ہاتھ پکڑوا دیا۔ اس واقعہ کے وقت مین بھی تاریخون کا اختلاف ہے اکبرنامہ مین ۳۶ وان سال یعنے ۹۹۹ھ طبقات اکبری اور منتخب مین ۳۸ وان سال یعنے ۱۰۰۱ھ اور مرآت احمدی و سکندری مین ۱۰۰۰ھ لکھا ہے۔

[4] بادشاہ نے اپنے پاس بلایا تھا۔ مگر دیو کی فتح کا عذر کیا۔ اور سورٹھ کے زمینداروں اور اپنے افسرون سے سندھ جانیکا بہانہ کرکے ۶ لڑکے ۶ لڑکیان بیوی اور ایک سو نوکر ہمراہ لیکر شاہی جہاز الٰہی مین سوار ہوکر مکہ معظمہ چلا گیا۔ تاریخون مین وقت کا خفیف اختلاف ہے۔ خان نے حرمین مین زر کثیر صرف کیا۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کے سالانہ اخراجات کا حساب لگا کر پچاس سال کی رقم شریف مکہ کے حوالے کی۔ اور متعدد حجرے خرید کرکے اس متبرک مقام کے لئے وقف کیے ۱۰۰۳ھ مین بلاد ل بندر سے واپس آیا اور صوبہ بہار مین صوبہ دار ہوا۔

[1] ہم نے کل فوجدارونکے حالات معتبر مستند فارسی تاریخون سے اخذ کیے ہین۔ کاٹھیاواڑ ڈیرکٹری مین لکھا ہے کہ سورٹھ کا پہلا فوجدار خان اعظم کا بیٹا ہوا مگر یہ صحیح نہین ہے۔ دیوان رنچھوڑجی نے اپنی تالیف تاریخ سورٹھ مین فوجدارونکے ایسے غلط نام لکھے ہین جس سے اسکی تاریخ دانی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ نیز فوجدارون کے حالات نہایت درجہ پُر پیچ لکھے ہین۔

[2] رام دیو نامی جھیوہ نے جو جام کا بھانجا تھا اسکو مروا کر راجپور لے لیا رام دیو کے بعد اسکا بیٹا بھانجی بھی ناکام رہکر مر گیا۔ مگر اسکی رانی کلابائی

جوناگڈھ مین انتقال کیا اور وہین مدفون ہوا۔

(۲) فوجدار سورٹھ سید قاسم سنہ ۱۰۰۲ھ – ۱۰۰۳

نورنگ خان نہایت شجاع بہادر اور بڑا دوراندیش مدبر تھا۔ اس نے اپنے مفوضہ ملک کا بندوبست اور انتظام نہایت ہی خوبی وعمدگی کے ساتھ کیا۔

جب نورنگ خان نے جوناگڈھ مین وفات پائی تو اس کی جگہ پر سید قاسم بارہہ[1] فوجدار ہوا۔ اس نے بھی مہمات ملک سورٹھ مین شریک ہوکر اچھی اچھی خدمتین انجام دین۔ یہ اس فوجداری سے پہلے پٹن کی فوجداری پر مامور تھا۔ غرض کہ یہ بھی انتظامی امور مین نورنگ خان کے قدم بقدم رہا۔ اور بہت اچھا بندوبست کیا۔ اسکے عہد مین اکبری فرمان کے رو سے سورٹھ کے چند قسم کے محصولات جاترہ وغیرہ معاف کئے گئے۔ چنانچہ اس مضمون کا ایک کتبہ مقام اونہ کے شاہ باغ مین دستیاب ہوا ہے جو سمت ۱۶۵۲ مطابق سنہ ۱۵۹۵ء کا لکھا ہوا ہے۔ سید قاسم شاہزادہ سلطان مراد کے ساتھ سنہ ۱۰۰۳ھ مین دکن بھیجا گیا۔

(۳) فوجدار سورٹھ رای سنگھ سنہ ۱۰۰۳ھ – ۱۰۰۸

سید قاسم کے بعد بیکانیر والا رای سنگھ جسکی پھوپھی اکبر کے حرم مین۔ اور بیٹی سلیم کے نکاح مین تھی فوجدار کیا گیا۔ اور سورٹھ اس کی جاگیر مین آیا۔ آخر اس پر اکبر کی خفگی ہوگئی اور دکن بھیجا گیا۔

(۴) فوجدار میرزا خرم سنہ ۱۰۰۹ھ – ۱۰۱۱

(۵) فوجدار میرزا عبداللہ سنہ ۱۰۱۱ھ – ۱۰۱۷

سنہ ۱۰۰۹ھ مین جب خان اعظم صوبہ دار گجرات ہوا ہے تو اس کا بیٹا میرزا خرم[2] فوجدار سورٹھ ہوا۔ میرزا خرم کے بعد اسکا بھائی میرزا عبداللہ فوجدار ہوا۔ ان دونون کے عہد مین بھی انتظام عمدہ رہا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۹) اپنے کنور کہموجی کو لیکر مقام چھایہ مین گئی اور اسکو قیام گاہ ٹھیرایا۔ مگر جسونت جام آوارہ پھرتا تھا موقعہ پاکر کلا بائی نے رانپور وغیرہ پر پھر قبضہ کرلیا۔ یہ عورت بڑی بہادر اور ہشیار تھی۔

ف۳ موت کے وقت مین تین اقوال جداگانہ ہین صحیح قول یہی ہے۔

ف۱ حسب تحریر طبقات اکبری اسکے باپ کا نام سید محمود بارہہ اور مرآت سکندری کے مطابق سید محمد بارہہ ہے مگر قول اوّل صحیح ہے۔

ف۲ مسٹر جسب مترجم تاریخ سورٹھ نے اس میرزا خرم کو شہزادہ خرّم سمجھا ہے۔ حالانکہ یہ فاش غلطی ہے۔

عہد جہانگیری کے فوجدار ۱۰۱۴ھ تا ۱۰۳۶ھ

(۱) میرزا عبداللہ	(۲) میرزا احزم	(۳) سردار خان
(۴) نوازش خان	(۵) باقی خان	(۶) نوازش خان (بیگلر خان)

فوجدار میرزا عبداللہ مخاطب بہ سرفراز خان

جب نورالدین جہانگیر تخت نشین دہلی ہوا تو اس نے میرزا عبداللہ بن خان اعظم کو فوجداری سورٹھ پر بحال رکھا اور بعد میں جب اس کی کارگذاریاں عمدہ دیکھیں تو سرفراز[۱] خان کا خطاب مرحمت کیا۔

(۶) فوجدار میرزا احزم (کامل خان) ۱۰۱۷ھ تا ۱۰۲۳ھ

میرزا عبداللہ کے بعد ۱۰۱۷ھ ہجری میں اس کا بھائی میرزا احزم دوبارہ فوجدار سورٹھ ہوا۔ میرزا احزم کی قابلیت و حُسن انتظام سے ۱۰۱۹ھ میں جہانگیر نے اس کو کامل خان کا خطاب عطا فرمایا۔

(۷) فوجدار سردار خان ۱۰۲۳ھ تا ۱۰۲۵ھ

میرزا احزم کے بعد عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ کا بھائی سردار خان ۱۰۲۳ھ[۲] میں اس عہدہ سے سرفراز کیا گیا۔ اور اسکو بھی حسن خدمت کے صلہ میں اضافہ منصب و سواران و علم و نقارہ سے سرافرازی بخشی گئی۔

(۸) فوجدار نوازش خان (سعداللہ خان) بار اول ۱۰۲۵ھ تا ۱۰۳۰ھ

سردار خان کے بعد نوازش خان ۱۰۲۵ھ میں فوجدار سورٹھ ہوا جس کا نام سعداللہ خان تھا اسکے باپ کا نام سعید خان تھا۔ نوازش خان اکبر غازی کے چغتائی امیرون میں سے تھا۔ جہانگیر نے حُسن خدمات کے صلہ میں اسکو معزز خطاب نوازش خان عطا کیا۔

جب جہانگیر نے اثنائے سیاحت گجرات میں دریائے مہی کے کنارے نزول اجلال کیا تو نوازش خان

۱ؔ مآثر الامرا جلد اوّل کے صفحہ ۲۶۳ مین یون لکھا ہے کہ سردار خان خطاب مرحمت ہوا۔

۲ؔ توزک جہانگیری اور مآثر الامرا مین ایک یا دو برس کا فرق ہے۔

نوانگر کے جام کو ساتھ لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ جام نے پچاس گھوڑے اور دو سو اشرفیان اور ایک سو روپیہ نذر کیا اس جام کی نسبت تزک جہانگیری مین خود جہانگیر یون لکھتا ہے۔ کہ اس کا نام جسّا اور لقب جام ہے۔ اور تمام گجراتی زمینداردن مین زیادہ معزز یہی ہے۔ چھ ہزار سوار ہمیشہ اسکے پاس موجود رہتے ہین اور ضرورت کے موقع پر بارہ ہزار سوارون تک جمع کرسکتا ہے۔ الغرض جہانگیر نے جام کو خلعت بیش قیمت چار انگوٹھیان اور چند عراقی و ترکی گھوڑے عطا کر کے رخصت کیا۔

سرد ہار کے باگھیلون پر فوج کشی

شاہزادہ مرزا خرّم (جو بعد مین شاہجہان کے نام سے مشہور ہوا) کی صوبہ داری گجرات مین سرد ہار کے باگھیلون پر فوج کشی کی گئی اور شکست دیکر ان کا ملک فتح کرلیا گیا۔ ایک مغلائی تھانہ قائم کردیا گیا۔ اور چار گاؤن بیچا ویٹھا[1] کو جو جام زمیندار نوانگر کے بھائیون اور شاہزادے کی نوکری مین تھا چند دیہات جاگیر کے طور پر عطا کئے گئے۔

(۹) فوجدار باقی خان سنہ ۱۰۳۰ھ تا ۱۰۳۲ھ

چونکہ صوبۂ گجرات شاہزادہ خُرّم کی حراست مین تھا اس لحاظ سے اسکی استدعا پر جہانگیر نے نوازش خان کی جگہ باقی خان کو فوجدار سورٹھ کیا۔ اسکے بعد شاہزادہ خرم کا بغاوت پر میلان دیکھکر نوازش خان نے فورًا حضور بادشاہ مین پہونچکر صورت حال سے اطلاع دی۔ اور اسکی اس وفاداری پر بادشاہ نے اسکو اپنے بیشمار الطاف وعنایات کا مورد فرماکر عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ کے لشکر مین تعینات کردیا اسکے بعد عبد اللہ خان تو عین معرکۂ جنگ مین باغی ہوکر شاہزادے سے جاملا۔ مگر نوازش خان نے میدان کارزار مین وہ وہ جوہر شجاعت دکھائے کہ جہانگیر نے اسکو بیگلر خان کا خطاب عطا کرکے

(۱۰) فوجدار نوازش خان (بیگلر خان) بار دوم سنہ ۱۰۳۲ھ تا ۱۰۳۷ھ

سورٹھ کی فوجداری وتیولداری کے عہدہ سے سرفراز کیا۔ اور باقی خان روانۂ حضور ہوا۔ اس تقرر کے دوسرے سال سنہ ۱۰۳۴ھ مطابق سنہ ۱۶۲۴ء مین جام جسّا زمیندار نوانگر کو اسکی رانی نے زہر دیکر ہلاک کیا۔

---

[1] کرنل واکر رپورٹ حصہ اول کے صفحہ ۲۱۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ سرد ہار کے باگھیلے ملک مین لوٹ مار کرتے تھے۔ اسلئے بادشاہ کی طرف سے ان سب کو نکال دینے کی سند ویٹھا کو عطا ہوئی۔

چندر سنگھ جھالا زمیندار ہلود کا بیٹا پرتھی راج اپنی سرکشی اور خود سری کے باعث احمد آباد میں قید تھا چنانچہ اسی قید میں مرگیا۔ لیکن اسکے بیٹے ستر سال جی نے جام کی مدد سے بابریہ اور مہیا جنگلی قوموں کو اپنا مطیع کرکے وانکانیر آباد کیا۔ جہانگیر کے ابتدائے سلطنت میں ستر سال جی اپنے چچا امر سنگھ زمیندار ہلود سے ایک مدت تک لڑتا رہا۔ آخر کار بمقام ماتھک ایک سخت جنگ میں اس کا کام تمام ہوگیا۔
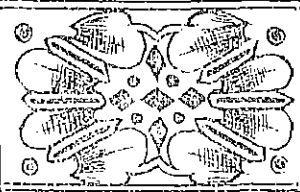
عہد شاہجہانی کے فوجدار ۱۰۳۷ھ — ۱۰۶۹ھ
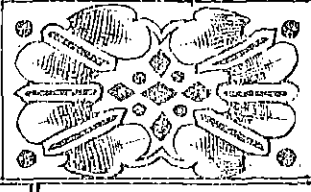
(۱) بیگلر خان (نوازش خان)	(۲) جہانگیر قلی خان	(۳) بہرام خان	(۴) میرزا عیسیٰ ترخان
(۵) عنایت اللہ ولد عیسیٰ ترخان	(۶) میرزا عیسیٰ ترخان	(۷) محمد صالح ترخان ولد عیسیٰ ترخان	(۸) شمس الدین قطب الدین خویشگی

(۱۱) فوجدار جہانگیر قلی خان سنہ ۱۰۳۷ھ — ۱۰۴۱ھ

جب شاہجہان تخت نشین ہندوستان ہوا تو بیگلر خان (نوازش خان) ہی سورٹھ کا فوجدار تھا۔ لیکن عہد شاہجہانی کے پہلے ہی سال میں نوازش خان کی جگہ خان اعظم کا بیٹا جہانگیر قلیخان فوجدار سورٹھ کیا گیا۔ اس کا نام شمس الدین اور عرف مرزا شمسی تھا۔ اس نے اپنے باپ کی صوبہ داری گجرات کے زمانہ میں صوبۂ مذکور کی نیابت کا کام بھی بڑی قابلیت سے انجام دیا تھا۔

سنہ ۱۰۳۹ھ میں سخت قحط سالی ہوئی۔ اس قحط میں بادشاہ کی جانب سے رعایا کے ساتھ بہت کچھ احسانات کیے گئے۔

سنہ ۱۰۴۱ھ میں جہانگیر قلی خان نے اسی ملک میں وفات پائی۔

(۱۲) فوجدار بہرام خان سنہ ۱۰۴۱ھ — ۱۰۴۵ھ

جہانگیر قلیخان کی وفات کے بعد اسی کا بیٹا بہرام خان جو نہایت قابل اور شجاع نوجوان تھا۔ اسکی جگہ پر فوجدار سورٹھ کیا گیا۔ بہرام خان نے اپنی حکومت گجرات کے زمانہ میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۲) جام جسا کی بی بی جھالا زمیندار ہلود چندر سنگھ کی ہمشیرہ تھی ایک روز جام بی بی کے ساتھ شطرنج کھیل رہا تھا۔ اثنائے بازی میں جام نے رانی کا گھوڑا مار لیا۔ رانی کھسیانی ہوکر کہنے لگی کہ اگر میرے بھائی کا گھوڑا مارو تو حقیقت معلوم ہو۔ جام نے اس پر چندر سنگھ کو قید کرکے رانی کو شطرنج کے گھوڑے والی بات یاد دلائی وہ اس سے نہایت برہم ہوئی۔ اور اسی روز سے موقع کی منتظر رہی یہانتک کہ آخر کار اس نے جام کو زہر دیکر ہلاک کیا۔

بہرام پور بسایا تھا۔

(۱۳) میرزا عیسیٰ ترخان ۱۰۴۵ھ ۱۰۵۲

بہرام خان کے بعد میرزا عیسے ترخان فوجدار سورٹھ ہوا۔ یہ جان بابا کا بیٹا اور میرزا جانی حاکم سندھ کا بھتیجا تھا۔ جب میرزا جانی نے وفات پائی تو اس نے حکومت حاصل کرنے کے لئے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے لیکن کامیاب نہ ہوسکا۔ جو شخص میرزا جانی کا جانشین ہوا تھا اُس نے میرزا عیسے کو مقید کرنے کا ارادہ کیا۔ اس سبب سے یہ سندھ سے دربار جہانگیری کی جانب راہی ہوگیا۔ اور وہان پہونچکر جہانگیر کی عنایتون سے عزّت و اعزاز حاصل کیا۔ یہانتک کہ عہد شاہ جہان مین ۱۰۴۵ھ مین فوجدار کے عہدہ سے سرفراز ہوا۔

اعظم خان صوبہ دار گجرات

۱۰۴۵ھ مین اعظم خان صوبہ دار گجرات نے کاٹھیاواڑ[۱] کے کاٹھیون اور دیگر سرکش وتمرد شعار قومون کی تنبیہہ وتادیب کی غرض سے فوجکشی کی۔ اور لوٹ مار کرنے والون اور شورش انگیزون کو قرار واقعی سزا دی نیز جوڑ ارانپور مین شاہ پور نامی قلعہ تعمیر کرکے اس مین ایک زبردست فوج بھی رکھی تاکہ اس قلعہ اور فوج کے لحاظ سے کوئی کاٹھی سر نہ اُٹھا سکے اور ایسا عمدہ انتظام کیا کہ تمام ملک مین کنارہ دریائے شور تک بالکل امن ہوگیا۔ چوری اور ڈکیتی کا نام تک نہ رہا۔ عام مسافر بلکہ تجارت پیشہ لوگ بھی بے کھٹکے سفر کرنے لگے۔ چونکہ مذکورہ بالا مفسد قومون کی تادیب مین ویبھا کا بیٹا میر امن نامی بھی اعظم خان کا شریک رہا تھا۔ اسلئے خان موصوف نے اسکی خدمات سے خوش ہوکر علاوہ جاگیر سابقہ کے اور بھی چند دیہات بطور جاگیر کے عطا کئے۔

منگرول کی بڑی باڑی کے مکان مین ایک کتبہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰۴۷ھ مین جمال خان نوہانی وہان کا حاکم ہوا ہے۔

صوبہ دار اعظم خان کی نوانگر پر چڑھائی۔ ۱۰۴۹ھ

چونکہ جام جسا لاولد مرگیا۔ اسلئے اس کا بھتیجا جام لاکھا اس کا جانشین ہوا جس نے موقع دیکھکر خود سری پر کمر باندھی۔ مقررہ خراج دینا موقوف کردیا اور دار الضرب

[۱] یہ پہلا ہی موقع ہے جہان مرآت احمدی مین کاٹھیاواڑ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس لفظ سے خاص وہ قطعہ زمین مراد ہے جسمین کاٹھی رہتے تھے اور جسکا قدیم نام پنچال تھا۔

ڈنکسال) بھی قائم کرلی۔ اعظم خان جام لاکھا کی تنبیہہ کے لیئے روانہ ہوا۔ جب نوانگر صرف سات کوس رہگیا تو جام لاکھا کو خبر ملی۔ اس نے اپنے آپ کو اسکے مقابلے کے لایق نہ پایا چارہ وناچار اطاعت و فرمانبرداری کا ارادہ مصمم کرکے خان موصوف کے استقبال کے لیئے آگے بڑھا۔ لیکن جب جام اور خان موصوف مین صرف تین کوس کی مسافت باقی رہگئی تو خان موصوف نے جام کو یہ پیام بھیجا کہ جب تک مقررہ خراج کی پوری رقم ادا نہ ہوگی اور دارالضرب موقوف نہ کیا جائیگا مصالحت ہرگز نہین ہوسکتی۔ غرض جام نے یہ حکم منظور کیا۔ اور ایک سو گھوڑے اور تین لاکھ محمودی پیشکش دینی اور دارالضرب[1] بند کرنا قبول کرکے مصالحہ کرلیا[2]۔ جام نے اعظم خان سے نیازمندانہ ملاقات کی۔ اسکے بعد اعظم خان نے شاہ پور کی جانب کوچ کیا۔

فوجدار میرزا عیسیٰ ترخان کی مدد سے گوبندجی کا اکھیراج کو زک دینا

بھاونگر والون کا جد اعلیٰ ہر بھم گہل تھا۔ چونکہ وفات کے وقت اس کا بیٹا اکھیراج کم عمر تھا۔ لہذا اس کا بھائی گوبندجی اپنے برادرزادے کیطرف سے کاروبار کرنے لگا۔ اکھیراج کی ماں شیر پیتی بیٹے کو لیکر بھوج بھاگ گئی اور وہان سے مدد لیکر گوبندجی کے مقابلہ کو آئی اس پر گوبندجی نے عیسیٰ ترخان سے مدد لیکر[3] اکھیراج اور اس کی ماں کو زک دی جس سے یہ دونون کے دونون ناکام ہوکر واپس چلے گئے۔

---

[1] لیکن دارالضرب چند روز تک بند رہکر پھر جاری ہوگیا مؤلف مرآت احمدی لکھتا ہے کہ ابتک جاری ہے اس مین سلطان مظفر کے نام کا محمودی سکہ ضرب دیا جاتا ہے جس کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے چہرہ دار ایک روپیہ کی کبھی ڈھائی کبھی پوری تین محمودیان ملتی ہین اور احمدآباد مین اس وقت تک اس کا چلن جاری ہے۔

[2] فارسی تواریخ سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ چونکہ نوانگر کا جام سورٹھ کے راجاؤن مین سے سب سے زیادہ معزز تھا اسلئے اس کا تعلق بلا توسط فوجدار جوناگڈھ براہ راست صوبہ دار احمدآباد سے رہتا تھا۔ جیسے اسوقت ریاست بڑودہ براہ راست والیسرائے کے ماتحت ہے۔ اور گورنر بمبئی سے اسکو کچھ تعلق نہین۔ لیکن بعد مین جام سے کچھ ایسی نامناسب حرکات سرزد ہوئین جنکی وجہ سے جام کا وہ اعزاز چھین لیا گیا۔ اور فوجدار جوناگڈھ کے ماتحت ہوگیا۔

[3] اسکے تھوڑے ہی زمانہ کے بعد گوبندجی نے ملک مدھ کی طرف کوچ کیا۔ بعدہ اس کا بیٹا ستر سال تخت پر بٹھایا گیا۔ بھاؤن کا قصہ ہے کہ

جوناگڈھ کا حصار جسکی تعمیر سلطان محمود بیگڈہ نے شروع کر کے ناتمام چھوڑی تھی میرزا عیسیٰ نے اسے پورا کرا دیا۔ اور علاوہ اسکے صیغہ تحصیل کی بہت کچھ اصلاح کی میرزا عیسیٰ بھاگ بٹائی کے قاعدے سے خوب واقف اور بڑا ماہر تھا۔ اسلئے اس صیغے مین بھی بہت کچھ اصلاح کی جس سے کاشتکارون کو بڑے فائدے پہونچے۔ اور تحصیل واجب الوصول مین عملدارون کو بھی نہایت آسانی ہوگئی۔ وہ محالات اور پٹے[1] جو اپنے اپنے صدر مقامات سے دور ہوتے تھے بڑے بڑے سردارون کو اجارے پر دیے جاتے تھے جنکے حسن انتظام کے ذمہ دار بھی وہی اجارہ دار ہوتے تھے۔ اور یہ وہ عمدہ تدبیر تھی جس سے تمام ملک قلیل مدت مین خوشحال و آباد ہوگیا۔ اور فوجدار کو اس حسن کارگذاری کے صلہ مین بادشاہ کی طرف سے وقتاً فوقتاً انعام اور خلعت عطا ہوتے رہے۔

(۱۴) فوجدار میرزا عنایت اللہ — سنہ ۱۰۵۲ھ / ۱۰۵۵

سنہ ۱۰۵۲ھ مین میرزا عیسیٰ ترخان بجاے اعظم خان صوبہ دار گجرات کر دیا گیا۔ اور فوجداری سورٹھ پر میرزا عیسیٰ ترخان کا بیٹا میرزا عنایت اللہ مقرر ہوا یہ بھی انتظامی امور مین اپنے باپ کے قدم بقدم رہا جسکے صلہ مین اسے بادشاہ کی جانب سے علم و نقارہ مرحمت کیا گیا۔

(۱۵) فوجدار میرزا عیسیٰ ترخان — سنہ ۱۰۵۵ھ / ۱۰۶۱

سنہ ۱۰۵۵ھ مین بعض ملکی مصلحتون کی بنا پر میرزا عیسیٰ ترخان پھر فوجدار سورٹھ مقرر کیا گیا۔ وہ ایک مدت تک یہ کام انجام دیتا رہا اور ملک کے انتظام مین نہایت مفید اصلاحین کین۔

(۱۶) فوجدار میرزا صالح ترخان — سنہ ۱۰۶۱ھ / ۱۰۶۴

سنہ ۱۰۶۱ھ مین بادشاہ نے اسکو حضور مین طلب کر لیا اور اسکی جگہ اس کا بیٹا میرزا صالح ترخان سورٹھ کا فوجدار بنایا گیا۔ اس کی بھی اکثر انتظامی کارروائیان قابل تعریف رہین۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۵) اکھیراج کے ہوا خواہ ایک مرتبہ ستر سال کو سوتے مین اٹھا کر لے گئے اور اکھیراج کو اسکی جگہ راجہ بنا دیا۔ اکھیراج نے راجہ ہوتے ہی لونیا کے مسلمان تھانہ دار سے اتحاد پیدا کیا۔ اور نہایت سرگرمی سے کولیون اور کاٹھیون کی سرکوبی کی۔ اسلئے بادشاہ کیطرف سے اسکو گھوگہ کے محصول کی چوتھائی جاگیر مین عطا ہوئی۔ بعد ازان سنہ ۱۶۶۰ء مین وہ انتقال کر گیا اس کا صدر مقام سیہور تھا۔

[1] بتقدیم ہاے ہندی اس ملک کی اصطلاح مین بارہ گاؤن کو اور چوبیسی چوبیس گاؤن کو اور چوراسی چوراسی گاؤن کو کہتے ہین۔

(۱۷) فوجدار شمس الدین و قطب الدین خویشگی سنہ ۱۰۶۴ھ – ۱۰۶۸ھ

سنہ ۱۰۶۴ھ مین نظر بہادر کے بیٹے شمس الدین اور قطب الدین خویشگی دونون ایک دوسرے کی مشارکت سے عہدۂ فوجداری سورٹھ پر مقرر کئے گئے۔ خویشگ ایک مشہور خاندان ہے جو نیک بختی نیک کرداری و صلاحیت مین ضرب المثل تھا۔ الغرض اوائل زمانۂ تقرر مین ان دونون نے متفق ہوکر اپنے فرائض منصبی نہایت عمدگی سے انجام دیئے۔ مگر آخر آپس مین مخاصمت پیدا ہوگئی۔ شاہجہان نے یہ خبر سُنکر شمس الدین کو سنہ ۱۰۶۷ھ مین شاہزادہ اورنگ زیب کے پاس دکن بھیجدیا۔ اور قطب الدین کو فوجداری پٹن پر منتقل کیا۔ اسکے بعد شاہجہان بیمار ہوا۔ چارون طرف سے تخت کے دعویدار اُٹھ کھڑے ہوئے اور باہم لڑائیان اور خانہ جنگیان ہوتی رہین۔ ان خرخشون کی وجہ سے سورٹھ مین کوئی فوجدار[۱] مقرر نہ ہوسکا جس سے تمام ملک مین بدعملی ہورہی تھی۔ سنہ ۱۰۶۹ھ مین شاہزادہ محمد اورنگ زیب عالمگیر نے تاج و تخت کو رونق بخشی۔ اور یہ ہنگامہ آرائیان موقوف ہوئین۔

عہد عالمگیری کے فوجداران سورٹھ سنہ ۱۰۶۹ھ – ۱۱۱۸ھ

(۱) قطب الدین خویشگی	(۲) سردار خان	(۳) دلیر خان	(۴) سردار خان
(۵) شاہ وردیخان	(۶) شیر افگن خان	(۷) بہلول شیرانی	(۸) شیر افگن خان
(۹) محمد بیگ خان	(۱۰) سرانداز خان	(۱۱) محمد بیگ خان	

(۱۸) فوجدار قطب الدین خویشگی سنہ ۱۰۶۹ھ – ۱۰۷۴ھ

سنہ ۱۰۶۹ھ مین عالمگیر نے تخت نشین ہوتے ہی قطب الدین خویشگی کو خلعت عطا کرکے فوجداری سورٹھ پر روانہ کیا۔ جب داراشکوہ ٹھٹھہ سے گجرات آیا ہے

[۱] بمبئی گزیٹر جلد ۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ قطب الدین کو شاہجہان نے دوبارہ فوجدار سورٹھ کیا۔ مگر یہ غلط ہے کیونکہ اس وقت قطب الدین فوجدار پٹن تھا اور مرادبخش وغیرہ کی باہمی خانہ جنگیون مین شریک تھا عالمگیر نے اپنے حریفون پر فتح پاکر سنہ ۱۰۶۹ھ مین اسکو سورٹھ بھیجا جیسا کہ کتاب مآثر الامراء اور عالمگیرنامہ سے معلوم ہوتا ہے۔

اس وقت یہ فوجدار میدان وفاداری مین ثابت قدم رہا اور جب وہ اجمیر سے شکست کھاکر پھر گجرات
واپس گیا اس وقت بھی اس نے بادشاہی خیرخواہی مدنظر رکھی اور داراشکوہ کی طرف مطلق التفات نکیا۔
چنانچہ ان وفاداریون کے صلہ مین اسکو اضافۂ منصب کا اعزاز علم ونقارہ اور خطاب خانی مرحمت ہوا۔

قطب الدین تمام مالی امور کے انتظام مین میرزا عیسیٰ ترخان کے قدم بقدم چلکر کارروائیان کرتا
رہا جس سے رعایا امن وآسایش کے ساتھ رہی۔ جاڑیجا میرامن کا بیٹا صاحب جی جسکے پاس جاگیر تھی
اور پرگنۂ سردھار کے مغلیہ تھانہ دار کی نوکری کرتا تھا اسکے اور اسکے بھائی کُمبھاجی کے درمیان سخت عداوت
تھی قطب الدینخان نے ان دونون باہمی مصالحت کراکے کُمبھاجی کو جاگیر مرحمت کی۔ یہ فوجدار ایسا ذی لیاقت
اور منتظم تھا کہ جب مہاراجہ جسونت سنگھ صوبہ دار گجرات ۱۰۷۱ھ مین دکن کی طرف روانہ ہوا تو اسی کو نیابۃً
صوبہ کا کام انجام دینے کا حکم ہوا تھا اور اس نے مہابت خان مستقل صوبہ دار گجرات کے پہونچنے تک
نہایت قابلیت سے خدمت مفوضہ انجام دی۔

عالمگیرنامہ مین لکھا ہے کہ نوانگر کا پہلا زمیندار جام رنمل (جانشین جام لاکھا) ہمیشہ بادشاہ کی
فرمانبرداری وخیرخواہی کے جادہ پر ثابت قدم اور مقررہ پیشکش اداکرنے کے علاوہ شاہی تمام احکام کی تعمیل
مین دل وجان سے سرگرم رہا۔ اس زمیندار کے انتقال کے بعد بموجب فرمان شاہی اس ملک کی زمینداری
اسی کے بیٹے ستر سال کے سپرد کی گئی۔ چنانچہ یہ بھی بدستور کام انجام دینے لگا۔ رنمل متوفیٰ کے بھائی رائسنگھ نے
جو دلیر وبہادر ہونے کے علاوہ نہایت حیلہ پرداز مکّار اور دغاباز شخص تھا[1] اکثر اشخاص کو ستر سال سے

---

[1] کرنل ٹاڈ اور کرنل واٹسن وغیرہ اپنی تالیفات مین یون لکھتے ہین کہ رنمل کی رانی جو جودھپور کے راٹھور خاندان سے تھی اپنے شوہر پر پورے طور سے حاوی
تھی ستر سال اس رانی کا حقیقی بیٹا نہ تھا بلکہ رانی نے حمل کو شہرت دیکر وضع حمل کے زمانہ کا اندازہ کرکے وقت پر کسی کا لڑکا مانگ لیا۔ اور مشہور یون کیا
کہ رانی کے بیٹا ہوا۔ اور اس کارروائی کی وجہ یہ ہوئی کہ جام رنمل علامت مردی (آلۂ تناسل) نہ رکھتا تھا۔ غرض چونکہ رنمل کو اپنی حقیقت اور اس ستر سال
بیٹے کی کل کیفیت معلوم تھی۔ اسلیئے اس نے اپنے بھائی رائسنگھ سے کہ رکھا تھا کہ میرے مرنے کے بعد تو ہی میرا وارث ہے۔ القصہ جب رنمل مرچکا

برگشتہ کرکے اپنی طرف مایل کرلیا۔ اور پانچ چھ ہزار سوار فراہم کرکے گوبردھن داس راٹھوڑ کو جو ستر سال کا نانا اور اس کی طرف سے مدارالمہام ریاست تھا قتل کیا۔ ستر سال اور اسکی مان اور خاص خاص لوگون کو مقیّد کرلیا۔ اور بمقتضای مزید احتیاط زمیندار کچھ سے بھی سازوباز کرکے اسے اپنا خیرخواہ و متفق بنالیا۔ ستر سال نے قید سے نکلکر قطب الدین خان سے فریاد کی۔ اور قطب الدین نے صورت واقعات کی اطلاع حضور بادشاہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۸) گوبردھنداس نے جو رانی مذکورہ کا بھائی اور مدارالمہام ریاست تھا۔ رائے سنگھ کو قلعہ کے اندر نہ آنے دیا۔ صرف اسکی عورتون کو آنے دیا۔ اور درباری لوگون کو فراہم کرکے سر دربار ستر سال کو مسند نشین کرا رہا تھا کہ رائے سنگھ کے سب مددگار دطر فدار جنمین دھرول کا جوناجی بھی تھا عورتون کا لباس پہنکر اور ہتیارون کو چھپاکر دربار مین جا پہونچے اور مخالفون کو قتل کرکے رانی اور ستر سال اور گوبردھنداس کو دربار سے نکالدیا اور رائے سنگھ کو حقدار جانکر تخت نشین کرادیا۔ اودھر رانی ستر سال و گوبردھن ملک عیسی کے مکان مین جو نول کے معتبر لوگون مین سے تھا پناہ گزین ہوئے۔ اور وہا نسے قطب الدینخان فوجدار سورٹھ کے پاس جاکر مدد کے خواستگار ہوئے۔ کرنل واکر کی تحریر کے مطابق گوبردھنداسکو دھرول والے جوناجی نے قتل کرڈالا تھا اور کرنل واٹسن لکھتے ہین کہ قتل نہین ہوا۔ بلکہ اپنی بہن اور بھانجے کے ساتھ تھا قطب الدین نے (کرنل واکر صوبدار گجرات لکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اول خراج لیکر چلا گیا۔ اور دو برس کے بعد پھر چڑھائی کی مگر یہ سب غلط ہے) شہر نوانگر پر چڑھائی کی اور لڑائی ہوئی جسمین رائے سنگھ شکست کھانے کے بعد مارا گیا۔ لیکن اس مصنوعی وارث (ستر سال) کا انجام کیا ہوا اسکی نسبت محقق انگریزون نے بھی سکوت کیا ہے۔ اور کچھ نہین لکھا۔ بمبئی گزیٹر جلد ۸ صفحہ ۵۷۴ اور کرنل واکر رپورٹ حصہ اوّل صفحہ ۲۱۲ و ۲۱۳۔

کتاب ویبھا بلاس جو ایک بھاٹ کی تالیف کی ہوئی اور تاریخی حیثیت سے نہایت درجہ لچر و پوچ اور بالکل جھوٹ ہے۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ ریاست کی طرف سے شایع ہوئی ہے۔ اسمین تاریخی واقعات تو بالکل غلط ہین۔ ہان خاندانی باتین شاید کسی قدر صحیح لکھی ہون۔ چنانچہ ہم اس مین کا ایک قصہ نقل کرتے ہین جس سے ہمارے قول کی تصدیق ہوگی۔ قصہ مندرجہ ویبھا بلاس مین لکھا ہے کہ نوانگر کا راجا رنمل نامی جب دورہ کرتے کرتے موضع کا دوڈ مین پہنچا تو دیکھا کہ وہان چند جوگی اور جوگنین مقیم ہین جنمین سے ایک جوگن نہایت حسینہ و پری پیکر تھی راجہ رنمل نے اس خوبصورت جوگن کو اپنے ساتھ لیجانے کا ارادہ کیا مگر وہ جوگن رضامند نہوئی اور جانے سے انکار کیا۔ اسی جھص بھص مین جوگی بھی آگئے اور نوبت باینجا رسید کہ جوگیون سے اور راجہ رنمل کے آدمیون سے باہم لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی مین جوگی سب کے سب مقتول ہوگئے۔ اور جوگیون کے گرو نے راجہ رنمل کو یہ بددعا دی

مین کی وہان سے نوانگر پر فوجکشی کی ہدایت ہوئی۔ اور میر رستم خان خوافی عبد الباری انصاری اور اسد
کاشی وغیرہ سردار قطب الدین خان کی مدد کے لئے متعین کئے گئے۔ اسکے بعد قطب الدین خان پانچوین
جمادی الاول ۱۰۷۳ھ کو جوناگڈھ سے روانہ ہوا۔ ادھر رائے سنگھ بھی یہ خبر پاکر اپنی تمام فوج اور توپ خانہ ہمراہ
لیکر نوانگر کے باہر نکلا یہان تک کہ دونون ایک دوسرے سے ایک میل کے فاصلہ پر مقیم ہوئے۔ دو مہینے
تک چھوٹی چھوٹی لڑائیان ہوتی رہین۔ جب قطب الدین کو معلوم ہوا کہ کچھ کا زمیندار تماچی سات ہزار سوار سے
رائے سنگھ کی کمک کو آیا ہے۔ تو اس نے جنگ کا یکسو کردینا مناسب سمجھکر ایک سخت جنگ کے بعد رائے سنگھ کو
شکست دی جسمین خود رائے سنگھ اور اسکے خویش و اقارب مارے گئے۔ بعد ازان قطب الدین نے آگے
بڑھکر نوانگر کے قریب مقام کیا۔ اور اپنی فوج مین منادی کرادی کہ کوئی شخص اہل شہر سے کسی قسم کا تعرض نہ کرے
اور ستر سال کو جسے اس ملک کی زمینداری کا حق تھا رائے سنگھ کی جگہ پر بٹھادیا۔ ستر سال کا حال اسکے بعد فارسی
تواریخ مین کچھ نہین۔ ۱۰۸۲ھ مین جب ملک تماچی کو دیا گیا خالصہ تھا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ستر سال

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۹) کہ اگر تو یہ جوگن اپنے تصرف مین لائیگا تو عمر بھر پچھتائے گا۔ مگر راجہ نے اسکے کہنے پر کچھ لحاظ نہ کیا۔ اور رات کو اس جوگن سے
ہم بستر ہوا۔ صبح ہوتے ہی آلہ تناسل مین سوزش پیدا ہوئی اور روز بروز بڑھتی گئی یہانتک کہ آخر آلہ تناسل کاٹنا پڑا اور راجہ اس غم مین ملول رہنے لگا
راجہ کے سب بھائیون نے ملکر راٹھور رانی سے راجہ کی شادی کرادی۔ الغرض راجہ تو بالکل نکما ہوچکا لیکن رانی نے راج کے لالچ سے اپنی
ہوس اور ارمان پورے کرنے کی غرض سے اول تو یہ مشہور کیا کہ مین حاملہ ہوئی ہون۔ اور جب وضع حمل کا زمانہ آیا تو کسی سے ایک لڑکا جسکی ولادت اسی دن ہوئی تھی
لیکر یون مشہور کیا کہ رانی کے بیٹا پیدا ہوا۔ اور اس لڑکے کا نام ستا رکھا۔ مگر رنمل نے مرنے سے پہلے رائے سنگھ پر ظاہر کردیا تھا کہ میرے بعد میرا
وارث تو ہی ہے۔ اور اس لڑکے کی حقیقت یون ہے۔ غرض رنمل کے مرنے کے بعد اگرچہ گوبردھنداس نے ستا کو مسند نشین کرادیا تھا۔ لیکن
پھر رائے سنگھ نے ستا کو تخت سے اُتار کر خود نے قبضہ کرلیا۔ اسکے بعد ستا نے قطب الدین خان فوجدار سورٹھ سے مدد مانگی چنانچہ قطب الدین خان
نے اسکی مدد کی یہانتک کہ رائے سنگھ کو بعد جنگ و مقابلہ شکست دیکر قتل کیا۔ اور ستا کو تخت پر بٹھایا۔ اسکے بعد رائے سنگھ کے بیٹے تماچی اور رنمل جی
نے فوجی جمعیت سے حملہ کرکے راتون رات نوانگر فتح کرلیا۔ اور ستا بھاگ کر احمد آباد چلا گیا۔ صوبہ دار احمد آباد نے کہا کہ بار بار لاکھون آدمی کی فوج نہین

یا تو دو چار مہینے کے بعد مرگیا۔ یا یہ ثابت ہوا کہ رنمل کا اصلی بیٹا نہ تھا۔ اس وجہ سے اس کو معزول کر کے ملک خالصہ کر لیا گیا۔

تماچی (رائے سنگھ کے بیٹے) کی شکست قطب الدینخان سے

الغرض قطب الدین خان اس ملک کا انتظام اور بندوبست کرنے کی غرض سے تقریبًا دو مہینے تک مقیم رہا۔ اور نوانگر کا نام اسلام نگر رکھا جب اس کو معلوم ہوا کہ رائے سنگھ کا بیٹا تماچی اور جتنا تین ہزار سوار اور پیادہ فوج کی جمعیت سے ہالار مین شورش برپا کر رہے ہین تو اس نے اپنے بیٹے محمد خان کو دو ہزار سوار دیکر ان کے دفعیہ کے لئے روانہ کیا مگر وہ دونون محمد خان کی آمد سنکر کچھ کی جانب فرار ہوگئے۔ اس پر اس نے تعاقب کیا اور ایک سخت معرکہ کے بعد انکو شکست فاش دی۔ جب قطب الدینخان ان سب شورشون سے مطمئن ہوگیا۔ اور ملک کا بندوبست قرار واقعی کرچکا تو جوناگڈھ واپس آیا۔

قطب الدینخان کا مہم دکن پر جانا ۱۰۷۴ھ

۱۰۷۴ھ ہجری مین قطب الدین خان فوجدار دکن کی مہم پر مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ مقرر ہوکر دکن روانہ ہوا۔

(۱۹) فوجدار سردار خان ۱۰۷۴ھ ۱۰۷۹

چونکہ سردار خان نے گجرات مین عمدہ عمدہ خدمات شاہی انجام دین تھین اس لحاظ سے جب قطب الدینخان مہم دکن پر ۱۰۷۴ھ مین گیا تو اسکی جگہ سردار خان فوجداری سورٹھ کے عہدۂ جلیلہ سے سرفراز کیا گیا۔ اور نوانگر بھی اس کو دیا گیا۔ چنانچہ اسکی وجہ سے پانسو سوار ونکا اضافہ اور ہوا۔

سردار خان کے نام فرمان شاہی

۸ سنہ جلوس مین سردار خان فوجدار سورٹھ کے نام فرمان نافذ کیا گیا کہ سرکار سورٹھ کے قصبات وقریات کی آبادی وخوشحالی اور دادخواہون کی انصاف دہی و دادرسی مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھے زبردستون کو کمزورون پر جور وظلم نہ کرنے دے اور جسقدر شرعی دعوے اور مقدمے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۰) بھیجی جاسکتی اور ستا کو بارہ گاؤن جاگیر مین دئے جسکی وجہ سے ستا احمد آبادہی مین رہا۔ (ازد یبھا بلاس صفحہ ۳۹۰ لغایۃ ۳۹۵)

دائر ہون۔ ان کو قاضی مفتی اور میر عدل کے اتفاق سے بحسب شریعت محمدیہ فیصل کرے۔ الغرض سردار خان نے تمام ملک سورٹھ کا انتظام نہایت عمدہ کیا گجرات کاٹھیاواڑ کے تمام مؤرخین اسکی مدح و ثناگستری مین متفق اور ہمزبان ہین یہانتک کہ میرزا عیسیٰ ترخان پر بھی اسکو ترجیح دیتے ہین۔ سورٹھ کے سب زمیندار اس سے بہت خوش اور رضامند رہے۔ تماچی پسر راینگھ نے جو قطب الدین خان سے شکست کھاکر آوارہ پھر رہا تھا شورش و فساد پر کمر باندھنی چاہی۔ لیکن سردار خان نے کچھ ایسی تجویز کی کہ اسکو اُلٹے پاؤن کچھ ہی کی طرف بھاگنا پڑا۔ غرض یہ فوجدار پانچ برس فرایض فوجداری سورٹھ نہایت عمدگی سے بجالانے کے بعد اُڈیہ بدل دیا گیا۔

(۲۰) فوجدار دلیر خان — سنہ ۱۰۶۹ھ

سردار خان کی تبدیلی کے بعد دلیر خان جو اُجین مین مقیم تھا بہادر خان صوبہ دار گجرات کی سفارش سے عہدۂ فوجداری سورٹھ سے سرفراز کیا گیا۔ دلیر خان قوم کا روہیلہ شجاعت اور بہادری مین اسم بامسمیٰ اور ضرب المثل تھا شاہزادہ محمد معظم اور مہاراجہ کے ساتھ مہم دکن پر مقرر ہوا تھا۔ لیکن شاہزادے سے ناخوش ہوکر اُجین چلا آیا۔ جب بہادر خان احمد آباد کا صوبہ دار ہوکر آیا اور اثنائے راہ مین اسکو دلیر خان کی دلیری و کاردانی کے حالات معلوم ہوئے تو وہ فوراً اُجین گیا اور دلیر خان کو اپنے ہمراہ لیکر حضور بادشاہ مین عرض معروض کرکے فوجدار سورٹھ کرا دیا گیا۔

(۲۱) فوجدار سردار خان بار دوم — سنہ ۱۰۸۰ – ۱۰۹۴ھ

سنہ ۱۰۸۰ ہجری مین حضور بادشاہ سے دلیر خان کی طلب کا فرمان صادر ہوا۔ اسلئے دلیر خان روانۂ حضور ہوا اور سردار خان فوجداری سورٹھ پر بدستور سابق بحال کر دیا گیا۔

عالمگیر کی طرف سے جسونت سنگھ جھالا کو جاگیر کی سند

ہلود کے زمیندار جسونت سنگھ جھالا پر مہاراجہ جسونت سنگھ صوبہ دار گجرات نے اپنی ہمو کے کہنے سے چڑھائی کی اور ہلود اس سے چھین کر نظر علیخان کو جاگیر مین دے دیا۔ اسکے پانچ چھ برس بعد چندر سنگھ زمیندار وانکانیر نظر علیخان سے چھین کر اس پر خود قابض ہو گیا۔ اسکے بعد جسونت سنگھ جھالا نے چندر سنگھ زمیندار وانکانیر کو نکالکر پھر اپنی جاگیر پر قبضہ کر لیا۔ عالمگیر بادشاہ کو جب یہ تمام حقیقت معلوم ہوئی تو اس کی بہادری سے بہت خوش ہوا۔ اور جاگیر کی سند اُسی کو عطا کی۔

صوبہ دار کی سفارش سے تماچی کی صفائی اور سرفرازی بمنصب ہزاری۔

اسی فوجدار کے زمانے مین مہاراجہ جسونت سنگھ نے قومی مراعات کے لحاظ سے حضور بادشاہ مین عرض کی کہ راے سنگھ کا بیٹا تماچی اپنی بدکرداری و ناہنجاری سے نادم و پشیمان ہے۔ اب عہد کرتا ہے کہ ہمیشہ اطاعت کے میدان مین ثابت قدم رہیگا۔ اور جادۂ فرمانبرداری سے کبھی قدم باہر نہ نکالیگا۔ نیز استدعا کرتا ہے کہ اگر نوانگر کی حراست اور وہ منصب جسکی نسبت دلیرخان فوجدار سابق نے اسکی سفارش کی تھی مرحمت ہوجائے تو ولایت مذکورہ کا انتظام نہایت عمدگی سے کریگا۔ الغرض مہاراجہ جسونت سنگھ کی یہ سفارشی عرضداشت بذریعہ عمدۃ الملک اسد خان حضور شاہ مین پیش ہوکر منظور ہوئی۔ اور نوانگر کا انتظام و حراست ۱۰۸۲ھ مین تماچی کے سپرد ہوکر عطاے منصب ہزاری سے اعزاز بخشا گیا۔ اور اسکے بیٹون اور رفیقون کو بھی مناصب اور جاگیرین مرحمت کی گئین۔ جس سے وہ موضع کھمبالیہ مین مقیم ہوکر خدمات مفوضہ انجام دینے مین مصروف ہوا۔

آبادی پرگنہ موربی کا حکم ۱۰۸۴ھ

پرگنہ موربی[1] جو اس سے پہلے خالصہ مین شامل ہو چکا تھا ۱۰۸۴ھ مین اسکی آبادی کی نسبت دیوان صوبہ پر تاکیدی حکم صادر ہوا۔ پوربندر سرکار سورٹھ مین خالصہ کے متعلق تھا۔ اور وہان کا زمیندار بشرط محافظت بندر کی کل آمدنی کا چوتھا حصہ پایا کرتا تھا۔ اس نے جدید سند عطا ہونے کی درخواست کی۔ جو دیوان صوبہ نے حضور مین عرض کرکے اسے دلوادی۔

قلعہ جوناگڈھ کی مرمت ۱۰۸۴ھ

اسی سال سردار خان نے قلعہ جوناگڈھ کی مرمت کرائی۔

---

[1] سلاطین گجرات کے عہد مین بلوچون کی جاگیر تھی۔ اسکے بعد غوریون کے تحت مین آئی۔ اکبر بادشاہ غازی کے زمانہ سلطنت سے کچھ کے زمیندار کو جاگیر مین عطا کی گئی۔ عالمگیر بادشاہ کے عہد سلطنت مین خالصہ ہوگئی بعد وفات عالمگیر جاڑیجا راؤجی اپنے بھائی مسمی نوگھن کو مار کر کچھ کا زمیندار بنگیا اور اسکے بعد راؤجی کو اسکے دوسرے بھائیون نے مارڈالا۔ اسوجہ سے اسکی بیوہ اور لڑکا کایاجی نامی بھاگ کر موربی چلے آئے اسکے بعد کایاجی کو مسلمان تھانہ دارونکی خدمتین انجام دینے کے صلے مین کچھ گاؤن جاگیر مین ملے۔ اور رفتہ رفتہ موربی پر بھی قابض ہوگیا اسکے بعد اسکا بیٹا الیاجی جب دوارکا کی جاترا کو گیا تو واپسی کے وقت مقام پردھری مین ہالوجی گراسیہ (جاگیردار) نے اسکو دغا سے مارڈالا۔ پھر اسکا بیٹا رودرجی ہوا۔ اسنے موربی کا حصار تعمیر کرایا۔ چنانچہ موجودہ زمیندار موربی اسکی نسل سے ہے۔

۱۰۹۳ھ مین دیوپٹن (سومناتھ پٹن) کی رعایا نے فریاد کی اسلئے عبدالرحمن کروری تبدیل کردیا گیا۔ اور حکم ہوا کہ سردار خان فوجدار سورٹھ اپنے آدمیون مین سے کسی کو کروری کی جگہ مقرر کردے۔ چنانچہ محمد سعید اسکی جگہ پر مامور ہوا۔

سردار خان نے ملک سورٹھ کا انتظام بہت خوبی سے کیا۔ چنانچہ اسکی پہلی فوجداری کے حالات مین اس کا مفصل بیان کیا جاچکا ہے۔ اسنے جوناگڈھ کے مغربی جانب مین ایک نہایت دل پسند باغ بنوایا جس مین ایک خوش وضع مسجد ایک بہت وسیع حوض فوارے حمام اور مقبرے تعمیر کرائے۔ چنانچہ یہ باغ اب تک موجود اور آراستہ و پیراستہ ہی۔ اور سردار باغ کے نام سے مشہور ہے۔ جوناگڈھ کے علاوہ اور اور مقامات مین بھی اسکی یادگار بعض عمارتین ہین۔ سومناتھ پٹن مین اسی فوجدار کا تعمیر کیا ہوا ایک تالاب سردار تالاب نامی ابتک موجود ہے۔ اور ایک تالاب جوناگڈھ کے نواح مین بھی اب تک موجود ہے۔ اس تالاب کا نام بھی سردار تالاب ہے۔

فوجدار سردار خان کی وفات

۱۰۹۴ھ مین سردار خان سورٹھ سے ٹھٹھ کی فوجداری پر تبدیل کردیا گیا مگر وہان پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ اثنائے راہ مین وفات پائی۔ تاریخ وفات　شد از باغ عالم گل بے نظیر　اس تاریخ مین خوبی یہ ہے کہ حسب قاعدۂ تخرجہ باغ عالم کے اعداد سے لفظ گل کے عدد بحساب ابجد نکال دینے کے بعد ۱۰۹۴ھ نکلتے ہین جو اسکی وفات کا سنہ ہے۔ بقول مؤلف تاریخ مرآت احمدی اس کی نعش احمدآباد متصل دروازۂ جمالپور مین اسی کے تعمیر کرائے ہوئے ایک تکلف مقبرے مین دفن کی گئی۔ اور مستقل فوجدار کے تقرر تک حراست سورٹھ سید محمود خان کے سپرد ہوئی۔

(۲۲) فوجدار شاہ وردیخان سنہ ۱۰۹۴ھ ۱۰۹۶

اسکے بعد چونکہ ملک سورٹھ شاہزادہ محمد اعظم شاہ کی جاگیر ہوگیا تھا۔ اور کوئی مستقل فوجدار بھی نہ تھا۔ اسلئے موقع پاکر مفسدین نے کسی قدر شورش شروع کردی مگر ہنوز آغاز شورش تھا کہ فوراً شاہ وردیخان فوجداری سورٹھ پر مقرر کرکے روانہ کیا گیا۔ جس نے یہان

پہونچتے ہی جدید فوج بھرتی کرکے تمام فتنہ وفساد فرو کیا۔ یہ فوجدار ۱۰۹۶ سنہ ہ مین فوت ہوگیا۔

(۲۳) فوجدار شیر افگن خان ۱۰۹۶ سنہ ہ ۱۰۹۷

شاہ وردیخان کی وفات کے بعد اسی کا بیٹا شیر افگن خان[1] اسکی جگہ فوجدار کیا گیا۔

(۲۴) فوجدار بھلول شیرانی ۱۰۹۷ سنہ ہ ۱۰۹۸

۱۰۹۷ سنہ ہجری مین شیر افگن خان کی جگہ بھلول شیرانی فوجدار سورٹھ ہوا۔

(۲۵) فوجدار شیر افگن خان بار دوم ۱۰۹۸ سنہ ہ ۱۱۰۹

۱۰۹۸ سنہ ہ مین دوبارہ شیر افگن خان ولد شاہ وردیخان فوجدار سورٹھ کیا گیا۔

زمینداران سورٹھ کو اراضی سیر کی سند دینے کا حکم

قاضی القضاۃ قاضی عبداللہ نے حضور بادشاہ مین عرضداشت کی کہ سورٹھ کے جاگیرداروں کے پاس سیر کی اراضی ہین اور ان مین اتنی استطاعت نہین کہ حضور مین حاضر ہوکر اسناد حاصل کرسکین اور متصدیان شاہی اسناد نہونے کے سبب اراضی سیر ضبط کرلیتے ہین۔ اس پر یہ حکم ہوا کہ صوبہ کا دیوان بعد ثبوت استحقاق وقبضہ ایسی اراضی کو واگذار کرکے سندین حوالہ کرے۔ اور جو لوگ دیوان کے پاس آنے کی قوت نہین رکھتے ان کے پاس اپنا معتمد بھیجکر بعد تحقیقات وثبوت استحقاق مذکورہ بالا سندین لکھکر بھجوادے۔

تماچی کے بیٹون کا نزاع

۱۱۰۱ سنہ ہ مین تماچی زمیندار اسلام نگر (نوانگر) فوت ہوگیا۔ اور اسکے بعد اسکے دونون بیٹون مسمی لاکھا اور مسمی رَنمل مین باہم مناقشہ ونزاع پھیلا۔ اس نزاع کے دور کرنے اور مستغیثان سورٹھ کے مقدمات فیصل کرنے کی غرض سے بلاقی بیگ گرزبردار بادشاہ کی طرف سے حکم پہنچانے آیا۔

شجاعت خان صوبہ دار کی فوجکشی جھالاواڑ اور کاٹھیاواڑ پر ۱۱۰۲ سنہ ہ

۱۱۰۲ سنہ ہ مین شجاعت خان صوبہ دار گجرات نے جھالاواڑ اور کاٹھیاواڑ کے زمینداروں سے پیشکش وصول کرنے کے واسطے فوجکشی کی اور کھاچر اور دوسرے کاٹھیون کی جو نہایت سرکش ومتمرد تھے قرار واقعی تنبیہہ کی اور جھالاواڑ مین کی

[1] مجموعہ کاٹھیاواڑ مؤلفہ کرنل واٹسن کے صفحہ ۲۲۸ مین لکھا ہے کہ شاہ وردیخان کے بعد کارطلب خان فوجدار سورٹھ ہوا لیکن یہ قول غلط ہے اور غالبًا یہ غلطی اسوجہ سے ہوئی ہے کہ اسی زمانہ مین کارطلب خان کا متصدی بندر سورت مقرر ہونا تاریخ مرآت احمدی کے صفحہ نمبر ۲۲۸۔ اور ماثر عالمگیری

تحصیل پیشکش اور تشخیص وغیرہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد شیخ محمد زاہد نائب فوجدار جھالا واڑ پر انتظام اور بندوبست کی تاکید کی۔

مصطفیٰ نگر (دوارکا) کے حصار کی مرمت سنہ ۱۱۰۲ھ

اسی سال مصطفیٰ نگر عرف جگت (دوارکا) کے حصار کی مرمت ہوئی۔

(۲۶) فوجدار محمد بیگ خان سنہ ۱۱۰۹ھ – ۱۱۱۵

سنہ ۱۱۰۹ھ کے اوائل مین شیر افگن خان کی جگہ محمد بیگ خان فوجدار سورٹھ ہوا۔ درگا داس راٹھوڑ کی جاگیر واقع دھندوقہ کے عامل کے اظہار پر شجاعت خان صوبہ دار نے قوم کاٹھی کے مفسدون کی تنبیہہ و تادیب کیلئے محمد بیگ خان فوجدار کو تحریر بھیجی اور فوجدار مذکور نے اس تحریر کے لحاظ سے ان کی اچھی طرح گوشمالی کر کے عمدہ انتظام کر دیا۔

(۲۷) فوجدار سر انداز خان سنہ ۱۱۱۵ھ – ۱۱۱۶

سنہ ۱۱۱۵ھ مین محمد بیگ خان کی جگہ سر انداز خان فوجدار ہوا۔ اس فوجدار کے عہد مین سورٹھ کا انتظام بدستور رہا۔

(۲۸) فوجدار محمد بیگ خان دوبارہ سنہ ۱۱۱۶ھ – ۱۱۱۹

سنہ ۱۱۱۶ھ مین محمد بیگ خان کا فوجداری سورٹھ پر بجائے سر انداز خان دوبارہ تقرر ہوا۔ یہ عہد عالمگیری کا آخری فوجدار تھا۔

ابوالنصر قطب الدین محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ اور دیگر بادشاہوں کے عہد کے فوجدار

عہد شاہ عالم بہادر شاہ سنہ ۱۱۱۸ھ – ۱۱۲۳

بہادر شاہ نے تخت نشین ہو کر سید احمد گیلانی کو فوجدار سورٹھ کے عہدے سے سرفرازی بخشی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۵) کے صفحہ ۳۳۲ مین درج ہے پس شاید مؤلف مجموعۂ مذکورۂ الصدر نے لفظ سورٹھ اور لفظ سورت مین جو دونون قریب الاملا ہین مغالطہ کھایا ہے۔

ک اس سے پیشتر زمینداروں سے پیشکش وصول کرنا فوجدار ہی کا کام تھا۔ یہ پہلا ہی موقع تھا کہ اس کام کی انجام دہی کیلئے صوبہ دار گجرات آیا اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ سردار خان فوجدار کے بعد سورٹھ مین ایسے فوجدار مقرر کئے گئے جنکا منصب بھی کم تھا اور فوج بھی انکے پاس بہ نسبت اگلے فوجدارونکے تھوڑی رہتی تھی اسلئے وہ صرف ملک خالصہ کی حفاظت کرتے اور جسوقت صوبہ دار پیشکش وصول کرنے آتا تو اسکی مدد کے لئے حاضر رہتے تھے۔

فوجدار سیّد احمد گیلانی (۲۹)
سنہ ۱۱۱۹ھ / ۱۱۲۴

سیّد احمد گیلانی نے سنہ ۱۱۲۳ھ مین مرہٹون کے مقابلہ کی غرض سے بمعیت شہامت خان صوبہ دار گجرات بڑودہ جا کر مرہٹونکو شکست فاش دی۔ یہ فوجدار نہایت دلیر جوانمرد اور منتظم تھا کیونکہ ایسے ضعف سلطنت اور جا بجا بدنظمی پھیلی ہونیکے زمانے مین اس نے انتظام عمدہ کیا اور اُس کو قائم رکھا۔

عہد معز الدین جہاندار شاہ سنہ ۱۱۲۴ھ
عہد فرخ سیر بادشاہ سنہ ۱۱۲۵ھ

بہادر شاہ کی وفات کے بعد سنہ ۱۱۲۴ھ کے اوائل مین اسکا بیٹا معز الدین جہاندار شاہ تخت نشین ہوا۔ ایک برس کے بعد فرخ سیر نے اس کو قتل کر کے تخت سلطنت پر جلوس کیا۔

فوجدار کنور ابھے سنگھ (۳۰)

فرخ سیر نے اجیت سنگھ کی بیٹی سے عقد کرنے کے بعد اپنے خسر پورہ (سالہ) کنور ابھے سنگھ کو سورٹھ کا فوجدار کیا جسکی طرف سے فتح سنگھ کایتھ نائب ہوکر خدمات فوجداری انجام دینے کیلئے سورٹھ آیا۔

فوجدار عبد الحمید خان (۳۱)

کنور ابھے سنگھ کے بعد عبد الحمید خان فوجدار سورٹھ ہوا اور خان مذکور کے سورٹھ پہونچنے تک سیّد عقیل نیابتہً خدمات فوجداری انجام دینے لگا۔

داؤد خان پنی صوبہ دار کی فوجکشی جام رائے سنگھ زمیندار نوانگر پر

جام لاکھہ کے بعد اس کا بیٹا جام الینگھ نوانگر کا زمیندار ہوا اس زمیندار نے مقررہ خراج دینا موقوف کر دیا۔ اور نائب فوجدار کو نکالکر کھمبالیہ سے آ کر خود نوانگر مین رہا۔ جب داؤد خان پنی صوبہ دار گجرات کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو اس نے فوجکشی کر کے پیشکش وصول کیا پھر تعلقہ کاٹھیاواڑ (جہان کاٹھی آباد تھے) مین تحصیل و تشخیص کرتا ہوا ہلود آیا اور زمیندار ہلود کی بیٹی کو عقد نکاح مین لا کر احمد آباد کی جانب مراجعت کی۔

فوجدار کنور ابھے سنگھ (۳۲)
دوبارہ سنہ ۱۱۲۸ھ

سنہ ۱۱۲۸ھ مین کنور ابھے سنگھ بن اجیت سنگھ دوبارہ فوجدار سورٹھ ہوا۔ اور اس مرتبہ بھی اس نے اپنی طرف سے فتح سنگھ کایتھ کو نائب مقرر کیا۔

صوبہ دار اجیت سنگھ کی فوجکشی ہلود اور نوانگر پر

مہاراجہ اجیت سنگھ صوبہ دار گجرات ہلود[1] پر چڑہائی کی اس پر جسونت سنگھ

[1] چندر سنگھ زمیندار وانکانیر کی بیٹی اجیت سنگھ سے بیاہی ہوئی تھی اور چونکہ چندر سنگھ سے اور جسونت سنگھ سے باہم بہت سخت عداوت تھی اسوجہ سے

زمیندار ہلود نے پیشکش مقررہ ادا کرنے کا اقرار کیا۔ اسکے بعد مہاراجہ نے جام نوانگر پر چڑھائی کی۔ جام نے مقابلہ کیا اور گوہلود کا زمیندار بھی جام کا مددگار تھا۔ مگر آخر جام کو تین لاکھ روپیہ مقررہ پیشکش کا اور پچیس ۲۵ گھوڑے بھی علاوہ پیشکش کے نذرانہ دینے پڑے۔

صوبہ دار کا ہالار و جھالاواڑ و دوارکا ہوکر احمدآباد آنا۔

ہلود اور نوانگر سے فارغ ہوکر صوبہ دار ہالار اور جھالاواڑ وغیرہ کے چھوٹے چھوٹے زمینداروں سے پیشکش وصول کرتا ہوا جاترا کی غرض سے دوارکا روانہ ہوگیا۔ اور دوارکا سے مراجعت کرکے احمدآباد واپس آیا۔

(۲۴) فوجدار حیدر قلی خان سنہ ۱۱۲۸ھ

کنور ابھے سنگھ کے فوجدار ہونے کے تھوڑی ہی مدت بعد اسی سنہ ۱۱۲۸ھ مین اسکی جگہ حیدر قلی خان فوجدار سورٹھ مقرر ہوا۔ اس نے گوہیلواڑ مین صلابت محمد خان بابی کو نائب فوجدار اور سید عقیل کو نائب فوجدار سورٹھ مقرر کیا۔ اس پر سید عقیل فوج فراہم کرکے سورٹھ روانہ ہوا۔ لیکن چونکہ مہاراجہ ابھے سنگھ اور حیدر قلی خان مین باہم عداوت تھی اس لحاظ سے مہاراجہ کے نائب فتح سنگھ کایتھ نے سید عقیل کو سورٹھ مین داخل نہ ہونے دیا۔ اور یہانتک نوبت پہونچگئی تھی کہ سید عقیل اور فتح سنگھ مین باہم ضرور جنگ ہوتی۔ مگر صلابت محمد خان بابی کی فہمایش کے سبب دونون نے عزم جنگ و مقابلہ باہمی فسخ کیا۔ یہ ماجرا حیدر قلیخان کو بہت ناگوار گذرا چنانچہ اسکے بعد اس نے صفدر[1] خان بابی کو فوجدار سورٹھ کرنا چاہا۔ مگر خان مذکور نے زیادہ فوج اور زیادہ روپیہ کی ضرورت ظاہر کی تا چار رضا قلی بڑودہ کے فوجدار سابق کے بھائی سے فوجداری سورٹھ منظور کرنے کی تحریک کی رضا قلی نے اپنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۷) چندر سنگھ کی بیٹی نے بڑے بہادر اور دلاور پانچ راجپوت جسونت سنگھ کے قتل کے لیے مقرر کئے۔ سنہ ۱۸۱۵ء مین اتفاقاً ایک بار جسونت سنگھ چند آدمیون کو ہمراہ لئے ہوئے پالکی مین جارہا تھا ناگہان ان پانچون راجپوتون نے موقع پاکر اور پالکی کو گھیرکر اس کا کام تمام کردیا۔ یہ حال ایک کتبے سے معلوم ہوا ہے۔ جو جسونت سنگھ کے راج محل مین منصوب ہے۔

[1] تاریخ گجرات مؤلفہ واٹسن کے صفحہ ۹۲ مین صفدر خان کی جگہ صلابت محمد خان بابی لکھا ہے جو صفدر خان بابی کے فرزند تھے۔

بڑے بھائی معصوم قلی کے نام سند لکھوالی۔ اور دونون بھائی متفق ہو کر سورٹھ روانہ ہوئے۔ اور جب مقام امریلی کے قریب پہونچے تو فتح سنگھ پر اُنکے آنے کی خبر سُنکر کچھ ایسا رعب طاری ہوا کہ سورٹھ چھوڑ کر چلدیا۔

(۳۴) فوجدار خواجہ عبدالحمید خان سنہ ۱۱۳۰ھ

سنہ ۱۱۳۰ھ مین خواجہ عبدالحمید خان جو دہلی کے جلیل القدر امیرون مین سے تھا۔ فوجداری سورٹھ سے سرفراز کیا گیا۔ اور وہ فوج فراہم کرکے سورٹھ مین داخل ہوا۔

فرخ سیر کا مارا جانا سنہ ۱۱۳۱ھ

اسکے فوجدار ہونے کے دوسرے برس سیدون کے ہاتھ سے محمد فرخ سیر بادشاہ ہندوستان کا کام تمام ہوا۔ اور اسکے بعد یکے بعد دیگرے دو بادشاہ انھین بادشاہ گر سیدون نے تخت نشین کرائے جنکی حکومت صرف چندماہ ہی رہی۔

عہد محمد شاہ بادشاہ سنہ ۱۱۳۱ھ

مذکورۂ بالا چندماہ کی پیاپے دورگردی کے بعد ابو المظفر ناصر الدین محمد شاہ بادشاہ تخت نشین ہوا۔

سنہ ۱۱۳۲ھ کے اواخر مین خواجہ عبدالحمید خان فوجدار منصب قاضی القضاۃ پر منتقل ہو کر روانہ دار الخلافہ ہوا۔

(۳۵) فوجدار اسد قلیخان سنہ ۱۱۳۳ھ

سنہ ۱۱۳۳ھ کے اوایل مین اسد قلیخان فوجدار سورٹھ کیا گیا۔

میر امن[۱] ثانی نے جو اطراف راجکوٹ مین شاہی جاگیردار تھا موقع پا کر راجکوٹ پر قبضہ کر لیا۔ جب یہ خبر معصوم قلیخان کو پہونچی جو معز الدولہ حیدر قلیخان صوبہ دار احمد آباد کا بھائی تھا۔ تو اس نے میر امن پر فوجکشی کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اسے شکست دیکر قتل کیا۔ اور راجکوٹ پر قبضہ کرکے اس کا حصار بنوایا جسکا نام معصوم آباد رکھا۔ بادشاہ نے یہ حقیقت سنکر سردھار اور راجکوٹ وغیرہ معصوم قلیخان کو جاگیر مین عطا کر دیئے جو دس بارہ برس تک اسکے قبضہ مین رہے۔ اور دس بارہ سال کے بعد اپنی جاگیر کا بندوبست اور زمینداران سورٹھ سے پیشکش وصول کرکے پھر روانہ ہو گیا۔

---

[۱] صاحب جی سنہ ۱۶۶۵ء مین مر گیا۔ اور اس کا بیٹا بامھن جی ہوا۔ یہ بھی تھانہ دار کی نوکری بجالاتا رہا۔ چنانچہ بادشاہ کی طرف سے اس کی جاگیر مین اضافہ کیا گیا۔ سنہ ۱۶۹۴ء مین بامھن جی کو لٹیرے میانون نے مار ڈالا۔ اسکے بعد میر امن ثانی زمیندار ہوا۔

نائب فوجدار شریف خان ۱۱۳۳ھ

۱۱۳۳ھ کے اوایل مین اسد قلیخان فوجدار نے اپنی طرفسے شریف خان کو نائب فوجدار کرکے بھیجا تھا۔

نائب فوجدار سید مدثر ۱۱۳۴ھ

۱۱۳۴ھ کے اوایل مین اسکی جگہ سید مدثر کو نائب فوجدار مقرر کیا۔

اسی زمانۂ مذکورۂ بالا مین ہلوڈ (محمد نگر) وغیرہ پرگنہ جات جو بخت سنگھ ولد مہاراجہ اجیت سنگھ کی جاگیر مین تھے وہ سب معز الدولہ حیدر قلیخان صوبہ دار گجرات کو بضمیمۂ صوبہ داری مرحمت کئے گئے۔

شجاعت خان کا پیشکش وصول کرنے کو سورٹھ جانا ۱۱۳۴ھ

نائب صوبہ دار شجاعت خان ۱۱۳۴ھ مین سورٹھ کے زمینداروں سے پیشکش وصول کرنے آیا اور یہان پہونچکر جب اسکو صوبہ دار معز الدولہ حیدر قلیخان کی دار الخلافہ سے احمد آباد آنے کی خبر معلوم ہوئی تو پیشکش وصول کرکے احمد آباد کی جانب واپس چلا گیا۔

صلابت محمد خان بابی کا مرھٹونکو روکنے بیرم گام سے گوہیلواڑ جانا ۱۱۳۷ھ

۱۱۳۷ھ مین صلابت محمد خان بابی مرھٹون کو روکنے کیلئے بیرم گام سے گوہیلواڑ گئے۔ اور اپنی جگہ اپنے بھتیجے کو نائب مقرر کر گئے۔

نائب صوبہ دار صلابت محمد خان اور جوانمرد خان کا جھالاواڑ جانا بغرض وصول پیشکش۔ ۱۱۳۷ھ

اسی سال کے اواخر مین حامد خان نائب صوبہ دار پیشکش وصول کرنے جھالاواڑ گیا اور صلابت محمد خان اور جوانمرد خان کے نام اس مضمون کی ایک تحریر بھیجی کہ نامبردگان بالا بھی اس سے جاکر ملحق ہوجاین چنانچہ یہ دونون اپنے اپنے مقام سے کوچ کرکے حامد خان سے جا ملے۔

مرھٹون کا اوّل ہی مرتبہ سورٹھ مین آنا اور بھاؤسنگھ سے شکست کھاکر واپس جانا ۱۱۳۸ھ

۱۱۳۸ھ کے اوایل مین پیلاجی اور کنتھاجی مرھٹون نے موقع پاکر گوہیلواڑ پر یورش کی۔ اور بھاؤسنگھ[51] زمیندار سے سخت لڑائی ہوئی جسمین مرھٹے پسپا ہوئے۔ اس لڑائی مین گو زمیندار بھاؤسنگھ نے بھی نہایت دلیری سے مقابلہ کیا اور

---

۵۱ اکھی راج جو ۱۶۶۰ء مین مرا اس کا جانشین رتن جی ہوا جو ۱۷۰۳ء مین فوت ہوگیا۔ اس کا جانشین بھاؤسنگھ ہوا۔ اسی بھاؤسنگھ نے مرھٹون کی لڑائی کے بعد بھاؤنگر آباد کیا۔ اور اپنے قدیم دار الصدر سیہور کو چھوڑکر اسی شہر کو اپنا دار الصدر قرار دیا۔ چونکہ بھاؤسنگھ اور سہرابخان مین نہایت موافقت تھی اور باہم بہت ہی شیر وشکر تھے اور سہرابخان کو دار الخلافت مین رسوخ حاصل تھا اس وجہ سے سہرابخان نے بھاؤسنگھ کی سفارش

بڑی بہادری کے ساتھ حریفون کے زک دینے مین کوشش کی لیکن چونکہ اس اثنا مین مسلمانون کا لشکر جرار علاقہ کا دورہ کر رہا تھا۔ مرہٹے دل کھولکر بے دغدغہ نہ لڑسکے۔ غرض یہ پہلا ہی موقع تھا کہ مرہٹے ملک سورٹھ مین داخل ہوکر ناکامیاب ہوئے۔

صوبہ دار مبارز الملک کی فوجکشی ارجن سنگھ زمیندار وڈھوان پر ۱۱۳۹ھ

اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد اطراف وڈھوان کے زمیندار نے موقع پاکر مسلمان تھانہ دار کو نکال دیا تھا۔ اور سرکشی پر کمر باندھ لی تھی مبارز الملک جب ضلع سابر سے فراغت حاصل کرکے سنہ ۱۱۳۹ھ مین سورٹھ مین آیا تو اس نے وڈھوان (متعلقہ بیرم گام) مین جاکر اسکا محاصرہ کرلیا مورچے قائم کرکے توپین لگا دین۔ اس پر زمیندار مذکور نے مصالحت چاہی مگر اسکے ایلچی نے اسکی جانب سے کچھ اس طرح کی گفتگو کی جس سے تکبر پایا جاتا تھا۔ اس لئے صلح کی نوبت نہ آئی اور محاصرہ بدستور قائم رہا آخر کار جب مبارز الملک کے بہادر سپاہیون نے توپون سے قلعہ کی دیوار ڈھادی اور قلعہ مین پانی کا قحط ہوگیا۔ تو مجبور اور تنگ ہوکر اہل قلعہ نے اپنے مویشی قلعہ سے باہر نکال دیئے۔ اور ارجن سنگھ زمیندار اطراف وڈھوان نے نزور کے راجہ چتر سنگھ (جو صوبہ دار کے ہمراہ ہی تھا) کے پاس جاکر اسکے ذریعہ سے امان کی درخواست کی۔ اور مبارز الملک نے راجۂ مذکور کی سفارش سے اسکی جان بخشی کی اس پر ارجن سنگھ نے مقرر خراج و پیشکش کے علاوہ تین لاکھ روپیہ مصارف فوجکشی کی مدد دینے منظور کئے۔

نوانگر کے زمیندار رائے سنگھ کو اسکا بھائی ہردول مارکر خود زمیندار بن بیٹھا تھا۔

صوبہ دار کا تماچی زمیندار نوانگر کو اسکا حق دلوادینا۔

اور رائے سنگھ کا بیٹا تماچی جو فی الواقع اور سچا حقدار تھا۔ اپنی خالہ زمیندار کچھ کی رانی کے پاس چلا گیا۔ غرض ایک مدت تک تماچی وہین رہا۔ مذکورہ رانی نے اپنے بھائی پرتاب سنگھ زمیندار ہلود کو اس مضمون کی ایک تحریر بھیجی کہ سربلند خان کو اپنی بیٹی اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۰) کرکے دار الخلافت سے اسکو شہر بھاؤنگر آباد کرنے کی اجازت دلوادی پیل صاحب وغیرہ نے عجیب کہانی لکھی ہے۔

صلابت محمد خان کو اپنی بھتیجی[1] دیکر دونون کو تماچی کا طرفدار کرادے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تماچی نے تین لاکھ روپیہ پیشکش دینا منظور کیا۔ اور سربلندخان نے اسکو زمیندار بنادیا۔

مبارزالملک اور صلابت محمد خان بابی کی فوجکشی کیماجی پر

جیٹھوا زمیندار کیماجی کو قلعۂ پوربندر (یہ قلعہ کیماجی کے دادا نے تعمیر کرایا تھا) کی حفاظت کے معاوضے مین بادشاہ کی طرف سے قلعہ کی آمدنی کا چوتھا حصہ عطا ہوا کرتا تھا۔ اب کیماجی نے اور پاؤن پھیلائے یہانتک کہ دیسائی منگرول کو ملالیا اور قلعہ بادھولو پر قبضہ کرلیا۔ اسوجہ سے صوبہ دار مبارزالملک سربلندخان اور صلابت محمد خان بابی نے اس زمیندار پر فوجکشی کی۔ چونکہ کیماجی نے اپنے آپ مین ان کے مقابلہ کی قوت نہین پائی ناچار کشتی پر سوار ہوکر فرار ہوگیا مگر آخر جب مبارزالملک نے کیماجی کے مقبوضات کو خالصہ کرکے اُس پر فوجدار مقرر کرنے کی تجویز کی تو کیماجی نے حاضر ہوکر سوا لاکھ محمودی پیشکش دینی قبول کی۔ اسکے بعد مبارزالملک احمدآباد واپس گیا۔ اور اثنائے واپسی مین بمقام ہلود مقام کیا۔ پھر جب روانۂ احمدآباد ہوا تو ہلود کا زمیندار پرتاب سنگھ ہمراہ رکاب گیا۔ اور وہان سے چند روز کے بعد عطیہ خلعت و اسپ پاکر رخصت ہوا۔

فوجدار سورٹھ اسدقلیخان کی وفات سنہ ۱۱۴۰ھ

نائب فوجدار سورٹھ صلابت محمد خان بابی۔

۷ ا صفر سنہ ۱۱۴۰ھ کو اسدقلیخان فوجدار جوناگڈھ نے وفات پائی۔ اور وفات کے پیشتر ہی صلابت محمد خان کو بلواکر اپنا نائب مقرر کردیا۔ اس تقرر کی علت غائی یہ تھی کہ سورٹھ کے اکثر تھانہ دارون نے فوجدار کی اطاعت سے انحراف اختیار کرلیا تھا۔ اور جب تک کوئی زبردست فوجدار نہ ہوتا۔ ملک کا ٹھیاواڑ کا انتظام درست نہو سکتا۔ کیونکہ جو تھانہ جات دارالصدر سے دور تھے جیسے مہوہ اور دانتھا وغیرہ یہ تو ایک مدت سے

[1] صلابت محمد خان کو اس مددگاری کے صلے مین تماچی کی طرف سے تین گاؤن چڑ گھڑی ترا کوڈا اور دبا دئے گئے۔ یہ گاؤن صلابت محمد خان کے بیٹون دلیرخان اور شیر زمانخان نے کیماجی زمیندار گونڈل کے ہاتھ فروخت کرڈالے۔ دوسرے برس صلابت محمد خان نے بمقتضائے رحمدلی جام سے صرف ایک ہی لاکھ روپیہ پیشکش لیا۔ اور مبارزالملک نے اس کو ایک ہاتھی عطا کیا۔

خود مختار و منحرف ہو چکے تھے۔ اور بعد ان کی آزادی سے قرب وجوار کے تھانہ جات جیسے منگرول۔ اونہ۔ دیلواڑہ۔ ستراپاڑہ۔ اور سومنات پٹن وغیرہا نے بھی خودسری و انحراف پر کمر باندھ لی تھی۔ جسکی وجہ سے ملک خالصہ بہت ہی تھوڑا باقی رہگیا تھا۔ پس ان سب سے عہدہ برآ ہونے اور عمدہ بندوبست کرنے کے لئے صلابت محمد خان جیسے ایک زبردست فوجدار کی ضرورت تھی۔

نائب فوجدار کا نائب شیر خان بابی

الغرض اسد قلیخان نے اپنی زندگی ہی میں جب صلابت محمد خان کو نائب فوجدار جوناگڈھ کردیا تو صلابت محمد خان نے اپنی طرف سے اپنے بیٹے محمد شیر خان کو اس عہدے پر مقرر کیا۔ کیونکہ خود صلابت محمد خان بیرم گام میں فوجدار تھے اور وہاں کے لوگ ان سے بہت رضامند اور خوش تھے علاوہ بریں بیرم گام ملک سورٹھ کا ناکہ تھا۔ پس اس لحاظ سے بھی اس میں کسی بہادر اور بڑے ہشیار ہی فوجدار کی ضرورت تھی اس مصلحت سے صلابت محمد خان نے خود بیرم گام میں رہنا مناسب جانا۔ اور محمد شیر خان کو جوناگڈھ میں اپنا قائم مقام و نائب کردیا۔

فوجدار سورٹھ (۳۶) غلام محی الدین خان

جب بادشاہ کے حضور تک تمام حالات مذکورہ بالا کی خبر پہونچی تو اسد قلیخان کا بیٹا غلام محی الدین خان فوجدار سورٹھ کیا گیا۔

نائب فوجدار سورٹھ شیر خان بابی

غلام محی الدین خان فوجدار نے شیر خان بابی کے نام نیابت فوجداری جوناگڈھ کی سند بھیج دی۔

کنتھاجی کا سورٹھ میں آنا

اس سال کنتھاجی سورٹھ میں آیا اور لوٹ مار کرکے چند روز کے بعد واپس چلا گیا۔

میر اسمٰعیل خان کا نائب فوجدار ہونا

اس کے بعد غلام محی الدین خان کی طرف سے شیر خان بابی کی جگہ میر اسمٰعیل خان نائب فوجدار ہوگیا۔ لیکن چونکہ شیر خان کا قبضہ تھا اس وجہ سے میر اسمٰعیل خان ایک مدت کے بعد دخیل ہوسکا۔

اجارہ کا تعلق شیر خان بابی سے

مبارز الملک صوبہ دار گجرات چونکہ شیر خان کی ہمت جرأت اور انتظامی قوت سے

خوب واقف تھا۔ اس لحاظ سے اجارہ[1] کا تعلق شیر خان ہی کے متعلق رکھا۔

صوبہ دار مبارز الملک سربلندخان کا سورٹھ آنا ۱۱۴۲ھ

۱۱۴۲ھ مین مبارز الملک سربلندخان صوبہ دار گجرات پیشکش وصول کرنے کو ہیلواڑ آیا۔ بھاؤ سنگھ زمیندار بھاؤنگر نے پیشکش ادا کیا اور چند روز ہمراہ رکاب حاضر رہکر رخصت ہوا۔ یہان سے کوچ کر کے صوبہ دار مذکور رادھن پور پہونچا۔ اور قلعہ رادھن پور پر قبضہ کر کے کچھ کی جانب روانہ ہوگیا۔

نائب فوجدار سورٹھ میر فخر الدینخان ۱۱۴۳ھ

جب کنور ابھے سنگھ صوبہ دار گجرات ہوکر آیا اور مبارز الملک دار الخلافہ کو روانہ ہوا تو میر فخر الدین اسکو رخصت کرنے کی غرض سے گیا۔ اثنائے راہ مین صوبہ دار مذکور سے جُدا ہوکر احمد آباد آیا۔ اور رتن سنگھ بھنڈاری کی وساطت سے ابھے سنگھ کی ملاقات کی۔ اور نائب فوجداری جوناگڈھ کا مستدعی ہوا۔ غرض کنور ابھے سنگھ نے میر فخر الدین کی استدعا قبول کی اور سورٹھ کا نائب فوجدار کردیا۔ اسکے بعد جب میر فخر الدین موضع امریلی کے قریب پہونچا تو میر اسمٰعیل خان نائب فوجدار سابق اس کے مقابلہ کی غرض سے نکلا یہانتک کہ دونون مین باہم جنگ ہوئی اور خاتمۂ جنگ اس پر ہوا کہ میر فخر الدین اور اسکا مددگار قمر الدین دونون قتل ہوئے۔

رایسنگھ کا دھرانگدہرہ کو اپنا پایۂ تخت بنانا ۱۱۴۳ھ

اسی سال رای سنگھ ولد پرتاب سنگھ زمیندار ہلود نے دھرانگدہرہ مین قلعہ بنواکر اسے دار الحکومتہ قرار دیا۔

(۳۷) فوجدار میر ہزبر خان ۱۱۴۵ھ

۱۱۴۵ھ مین غلام محی الدین خان فوجدار نے وفات پائی اور اس کا بھائی میر ہزبر خان فوجدار سورٹھ ہوا۔

جادو جی مرھٹہ کا سورٹھ مین آنا ۱۱۴۵ھ

اسی سال جادو جی مرھٹہ پیشکش وصول کرنے کی غرض سے ملک سورٹھ مین آیا۔ گھوگھہ بندر صلابت محمد خان بابی کی جاگیر مین تھا۔ خان مذکور کی وفات کے بعد

[1] جب ابھے سنگھ صوبہ دار ہوا اس نے شیر خان کو گھوگھہ کی جاگیر پر بحال کیا چنانچہ شیر خان مقام مذکور مین اپنے بھائیون کو چھوڑکر خود بڑودہ گیا۔ اور ابھے سنگھ سے لڑکر بڑی بہادری سے بڑودہ فتح کیا اور وہان کے فوجدار مقرر ہوئے۔

محافظ گھوگھہ بندر شیر خان بابی	جب وکلائے نواب قدسیہ قبول مین شامل کر دیا گیا تو مہاراجہ ابھے سنگھ صوبہ دار گجرات کی تجویز سے اس کی حراست شیر خان بابی کے سپرد ہوئی۔ شیر خان بابی
نائب محافظ گھوگھہ بندر شیر زمانخان بابی	بذات خود فوجداری بڑودہ کی خدمات انجام دیتے تھے اور گھوگھہ بندر مین اُن کی طرف سے اُن کا بھائی شیر زمانخان بابی رہتے تھے۔

سہراب خان جب متصدی گری بندر سورت سے علیحدہ ہو کر بھاؤنگر آیا تو بھاؤ سنگھ زمیندار احسانات سابقہ کی وجہ سے اسکی ہر طرح خاطر مدارات کرتا رہتا تھا۔ اور جب اسکے پاس معتدبہ جمعیت فراہم ہوگئی تو موہن جان کے ذریعے علاقۂ سورٹھ کے بقایا وصول کرنے کی خدمت اپنے ذمہ لے لی۔ اور دفتر دیوانی سے اس خدمت کی سند منگوا کر بقایا وصول کرنے کو روانہ ہوا۔ جسے عمدگی سے انجام دیکر اپنے تفصیلی حالات اور کارگذاریون سے برہان الملک کو مطلع کیا۔ چونکہ مہاراجہ ابھے سنگھ کی وہ تجویز جسکی رو سے شیر خان بابی گھوگھہ بندر پر قابض ہوئے تھے حضور بادشاہ مین ہنوز منظور نہین ہوئی تھی اسلیئے برہان الملک نے دفتر خالصہ شریفہ سے حراست گھوگھہ بندر کی سند سہراب خان کے نام حاصل کر کے بھیجدی اس پر سہراب خان نے حاجی محمد ربیع کو فوج دیکر گھوگھہ بندر کی طرف روانہ کیا۔ اور حاجی مذکور آتے ہی لڑ بھڑ کر شیر زمانخان بابی (شیر خان بابی کے بھائی) کو گھوگھہ سے نکال کے خود قابض ہو گیا۔ برہان الملک نے سہراب خان اور اسکے رفیقون کی کارگذاریان بعنوان شائستہ حضور بادشاہ مین عرض کین جس پر حاجی محمد ربیع کو ہفت صدی ذات اور محمد قلیخان خطاب سے سرفرازی بخشی گئی۔

(۳۸) فوجدار برہان الملک نائب فوجدار سہراب خان	میر اسمٰعیل خان نائب فوجدار نے اپنے موکل کو سہراب خان کی شکایت لکھی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سورٹھ کی فوجداری برہان الملک کے نامزد کی گئی۔ اور اس نے سہراب خان کے

نام سند نیابت بھیجدی۔ سند کے پہونچتے ہی سہراب خان نے فوراً جمعیت بہم پہنچا کر جوناگڈھ کی طرف توجہ کی اور میر اسمٰعیل خان کو جبراً و قہراً نکال کر اس کی جگہ خود قابض ہو گیا۔ چونکہ وہ سپاہیون کی تنخواہ ادا کرنے مین قاصر تھا

لہ جبتک یہ شیر خان کے قبضہ مین تھا بھاؤ سنگھ اُن سے دبتا تھا۔ اسلیئے اس نے سہرابخان کو سمجھا کر ایسی تجویز کی جس سے یہ شیر خان کے قبضہ سے نکل گیا۔

اسلئے سمندر کی راہ ٹھٹھہ چلا گیا۔

نائب فوجدار صادق علیخان ۱۱۴۷ھ

سہراب خان میر اسمٰعیل خان کو نکال کر اور صادق علیخان کو جوناگڈھ مین اپنی طرف سے نائب مقرر کرکے بیرمگام (جسکی فوجداری اسکے نامزد ہو چکی تھی) کا قبضہ لینے روانہ ہوا۔ مگر رتن سنگھ بھنڈاری سے لڑائی ہوئی جسمین وہ مارا گیا ہرچند محمد قلیخان (حاجی محمد ربیع) گھوگھ سے کمک لیکر اسکی مدد کے واسطے پہونچا۔ لیکن سہراب خان اسکے آنے کے پیشتر ہی قتل ہو چکا تھا۔

نائب فوجدار محمد محسن خان ۱۱۴۷ھ

۱۱۴۷ھ مین نائب فوجدار سورٹھ کا خالو محمد محسن خان بجائے صادق علیخان مقرر ہوا۔[1]

داماجی کا سورٹھ مین آنا ۱۱۴۷ھ

اسی سال داماجی گائیکوار خراج (پیشکش) وصول کرنے سورٹھ مین آیا۔

پرتاب راؤ اور داماجی کا سورٹھ آنا ۱۱۴۸ھ

۱۱۴۸ھ مین پرتاب راؤ برادر داماجی بھی پیشکش وصول کرنے سورٹھ آیا۔ اور اسکے چند روز بعد داماجی بھی اسی غرض سے سورٹھ مین داخل ہوا۔

(۴۹) فوجدار میر ہنر برخان بار دوم — نائب فوجدار میر دوست علی ۱۱۴۹ھ

میر ہنر برخان دوبارہ فوجدار سورٹھ ہوا۔ اور اس نے ۱۱۴۹ہجری مین میر دوست علی کو نائب فوجدار مقرر کیا۔

داماجی و رنگوجی کا سورٹھ مین آنا ۱۱۴۹ھ

اسی سال داماجی اور بعد مین رنگوجی سورٹھ مین خراج (پیشکش) وصول کرنے آئے۔

نائب فوجدار شیر خان بابی

اسی سال میر دوست علیخان کی جگہ شیر خان نائب فوجدار سورٹھ ہوئے۔

ان کے تقرر کا قصہ یون ہے۔ کہ مومن خان صوبہ دار گجرات کی اجازت سے شیر خان تو اُدھر اپنی جاگیر گھوگھہ پر روانہ ہو گئے تھے اور ادھر اس وقت میر دوست علی نائب فوجدار سورٹھ فوج کی تنخواہ ادا نہ کرنے کے سبب سے سخت تنگ اور عاجز تھا یہانتک کہ اس نے مجبور ہو کر بعض اشخاص (جو درپردہ شیر خان کے ہواخواہ تھے) کی صلاح سے شیر خان کو اپنے محاصل کا نصف حصہ دینے کے اقرار پر بلوایا تاکہ میر دوست علی کا مددگار

---

[1] جب مومن خان احمد آباد مین بھنڈاری نائب مہاراجہ سے لڑ رہا تھا۔ اور محاصرۂ احمد آباد مین مصروف تھا اس وقت صادق علیخان اور اس کا بھتیجا دونون مومن خان کے مدد کے لئے گئے تھے۔

بنکر روپیہ وصول کرادے۔ جس روپیہ سے فوج کی تنخواہ ادا کرکے میر مذکور اپنی آبرو بچائے اور نجات پائے غرض شیر خان گھوگھہ مین کسی کو اپنا نائب مقرر کرکے اس قرار داد پر میر دوست علی کے پاس چلے آئے۔ مگر آخر کار چونکہ وہ شیر خان کی مدد کے باوجود بھی اپنے مفوضہ ملک کا انتظام نکر سکتا تھا اسلئے خود بخود ہی نیابت فوجداری سے علیحدگی اختیار کرنی پڑی۔ اور شیر خان بابی بلا شرکت احدے عہدۂ نائب فوجداری پر قابض ہو گئے۔

معمور خان کا مدعی نیابت ہوکر آنا اور ناکام واپس جانا۔ بعد واقعات مذکورۂ بالا ایک شخص معمور خان نامی میر ہزبر خان کی طرف سے نائب فوجداری کی سند لیکر آیا اور اس نے شیر خان بابی کا انچارج بننا چاہا۔ مومن خان صوبہ دار گجرات نے اس بارہ مین یہ فیصلہ کیا کہ تم دونون اپنی اپنی درخواست صاحب خدمت[۱] کے پاس بھیجو۔ جس کے نام جدید سند آئیگی وہی نائب فوجدار مقرر کردیا جائے گا چنانچہ یہ دونون اپنی اپنی درخواست روانہ کرکے منظوری آنے کے منتظر تھے کہ اسی اثنار مین وہان میر ہزبر خان فوجدار نے دفعۃً انتقال کیا جسکی جگہ ہمّت علیخان فوجدار ہوا۔ اور معمور خان اس تغیر و تبدل کے سبب سے بالکل کامیابی سے مایوس اور مجبور ہوکر واپس چلا گیا۔

(۱۴) فوجدار سورٹھ ہمّت علیخان بن شیر خان جب میر ہزبر خان فوجدار نے وفات پائی اور حضور بادشاہ سے اسکی جگہ مومن خان صوبہ دار گجرات کا بھتیجا ہمّت علیخان عہدۂ فوجداری سورٹھ سے سرفراز کیا گیا تو اس نے اپنے چچا کو لکھا کہ ملک کی موجودہ حالت کے لحاظ سے کوئی مناسب نائب تجویز کرکے مقرر کر دیجئے چنانچہ مومن خان نے مرھٹون کے فسادات اور اسکے تدارک کے لحاظ سے شیر خان بابی کو (جو مشہور اولو العزم سردار تھے) ۱۱۵۰ھ مین نائب فوجدار سورٹھ مقرر کردیا۔ مگر کچھ مدّت کے بعد شیر خان بابی فوجدار مطلق ہو گئے اور ایسے نازک زمانہ مین بھی بادشاہی حقوق کی حفاظت عمدہ طور سے کی۔ اگر ایسے بہادر اور شجاع سردار نہوتے تو ملک سورٹھ پر یا تو مرھٹے مسلط ہوتے یا اطراف سورٹھ کے زمیندار راجپوت ضرور قبضہ کرلیتے۔ یہی لوگ بادشاہی اعلی حکومت قائم رکھکر پیشکش وغیرہ

---

[۱] مرآت احمدی مین لفظ صاحب خدمت لکھا ہے۔ جس سے میر ہزبر خان فوجدار مستقل مراد ہے۔ اور کرنل واٹسن نے جو اپنی تاریخ گجرات کے صفحہ ۱۲۱ مین لفظ صاحب خدمت سے مراد بادشاہ لی ہے۔ یہ رائے یقیناً غلط معلوم ہوتی ہے۔

لیتے رہے۔ جو بعد میں "زور طلبی" کے نام سے مشہور ہوئی۔ چونکہ خاندان مغلیہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور اس خاندان بابی نے شاہی خراج کا استحقاق تمام ملک کاٹھیاواڑ پر قائم رکھا۔ ہذا اسکے مفصل حالات قلمبند کرنے کے لئے اس تاریخ کا تیسرا حصّہ علیحدہ کیا گیا ہے۔

سلطنت مغلیہ میں ضعف ہونے کی وجہ

عہد عالمگیری کے آخری فوجدار محمد بیگ کے زمانے تک کاٹھیاواڑ میں سلطنت مغلیہ کا بندوبست اور انتظام قابل تعریف رہا اور اگرچہ بعض اوقات کولی کاٹھی اور علاوہ ان کے دیگر اقوام کے سرکش بلوہ و فساد کرتے رہتے تھے۔ مگر ہر ایک فساد کا تدارک فوراً ہی ہو جایا کرتا تھا۔ خصوصاً اورنگ زیب عالمگیر کو گذشتہ بادشاہوں کی نسبت ملک سورٹھ کے انتظام کی زیادہ تر فکر رہا کرتی تھی اور بقول کرنل واٹسن[1] لوگ عالمگیر کے نام سے ڈرتے تھے اسکے اوائل سلطنت میں قطب الدین خان اور سردار خان جیسے فوجداروں نے ملک کا عمدہ بندوبست کر کے تمام رعایا کو امن و امان میں رکھا اور گو ان کے بعد سورٹھ میں اس قابلیت کے فوجدار نہیں گذرے۔ مگر ان کی کم لیاقتی کی تلافی یوں ہوتی رہی کہ گجرات کے منصب صوبہ داری پر شجاعت خان جیسا ہمت ور صوبہ دار مدت دراز تک رونق افروز رہا۔ جس نے سورٹھ کا انتظام درست اور عمدہ رکھنے میں بہت کچھ کوششیں کیں مگر عالمگیر کی وفات کے بعد انتظام میں فتور آ گیا۔ جس سے سلطنت ضعیف ہو گئی۔ اسکی پہلی وجہ یہ تھی کہ شاہی خاندان میں باہمی خانہ جنگیاں شروع ہو گئیں۔ جو ایک مدت تک ہوتی رہیں جس سے بادشاہ اور ارکین سلطنت ممالک دور دراز کی خبرگیری کما حقّہ نہ کر سکے۔ دوسری وجہ یہ ہوئی کہ لٹیرے مرہٹوں نے لوٹ کے لئے متواتر حملے شروع کر دئیے۔ اور ان معاملات اور واقعات کے سبب سے موقع پا کر زمینداروں نے رفتہ رفتہ ملک دبانا شروع کیا ادھر کولی اور کاٹھی جیسی سرکش قوموں نے بھی فرصت پا کر لوٹ مار پر کمر باندھی۔ غرض ان سب فتوروں کے باعث صوبہ دار اور فوجدار ملک کا بندوبست اور انتظام جیسا کہ چاہئے تھا قائم نہ رکھ سکے۔ علاوہ بریں چونکہ دار الخلافت میں متواتر خانہ جنگیوں کے سبب سے متزلزل حالت رہا کرتی تھی۔ اس وجہ سے

[1] بمبئی گزیٹر۔

صوبہ دار کے خیالات بھی تمرد و خود سری کی جانب مائل رہتے تھے - بارہا منصوب و معزول صوبہ دار و ن
مین لڑا ہیونکا اتفاق پیش آتا تہا اور جب کبھی مرھٹون کی یورش ہوتی تھی تو کمی فوج کی وجہ سے فوجدار کو اپنے
علاقہ کی فوج لیکر ان کے دفعیہ کیلئے جانا پڑتا تھا جس سے ملک مین زیادہ تر بدعملی ہوتی تھی - ان سب وجوہ
کے علاوہ یہ سبب سب سے بڑھکر ملک مین بدانتظامی پھیلنے اور امن و امان کے زوال کا موجب ہوگیا کہ
اس زمانہ مین جو فوجدار مقرر ہوا - اس نے ملک مین بہ نفس نفیس آکر اپنے منصبی فرایض ادا نہین کئے بلکہ
ان کی طرف سے نائب آتے اور انجام دیتے رہے -
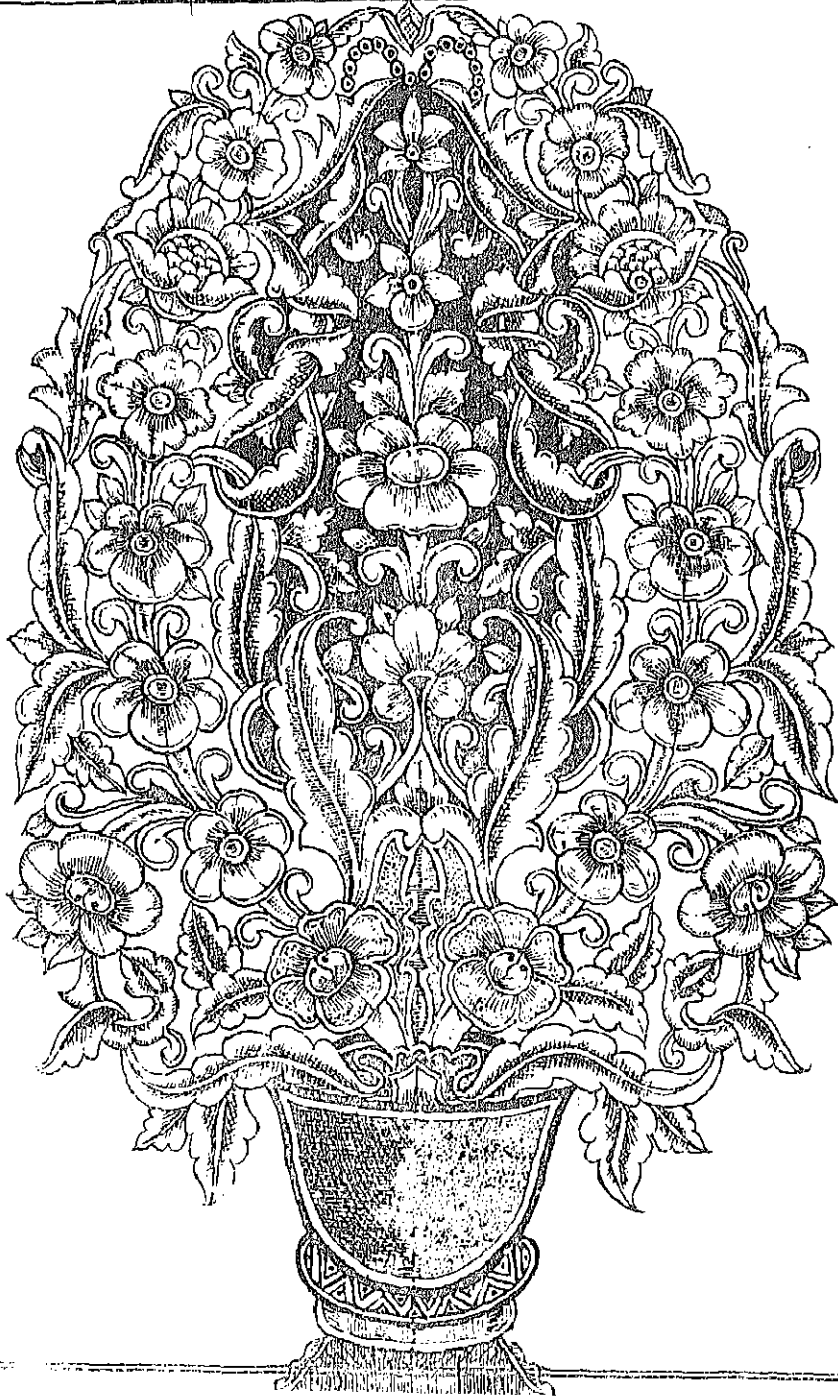
ملک سورٹھ

جس طرح قدیم زمانے مین تمام جزیرہ نمائے کاٹھیاواڑ کو سوراشٹ[1] کہتے تھے اسی طرح سلاطین گجرات اور شاہان دہلی کے عہد حکومت مین یہ جزیرہ نما سورٹھ کے نام سے مشہور رہا ہے۔ لیکن جو ملک اب سورٹھ کہلاتا ہے وہ جزیرہ نمائے مذکور کا چوتھا حصہ ہی جس کا رقبہ پانچ ہزار دو سو بیس ۵۲۲۰[2] میل مربع اور ۱۸۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق ساڑھے چار لاکھ آدمی کے قریب آبادی تھی اس سورٹھ مین سے ظفرآباد (مظفرآباد کا مخفف) بڑا

[1] یہ لفظ سنسکرت ہے جو سو بمعنی اچھا اور راشٹ بمعنی زمین سے مرکب ہے۔

[2] [۱۹۲۱ء کی مردم شماری کے مطابق خطۂ سورٹھ کا رقبہ ۵۲۲۸ مربع میل اور آبادی ۷۷۳۱۱۰ ہے جسمین ۳۹۲۳۰۸ مرد اور ۳۸۰۸۰۲ عورتین یا ۱۳۴۰۲۸ مسلمان (جسمین سے ۶۴۷۶۴ مرد اور ۶۹۲۶۴ عورتین) ۶۳۸۶۶۹ ہندو ۱۹۰۸ عیسائی اور ۲۰۵ متفرق مذہب والے ہین]

(جیٹھوار یا پوربندر) باٹوہ اور جیت پور وغیرہ منہا ہوکر جو ملک باقی رہتا ہے وہ خاص سورٹھ یا ریاست جوناگڈھ کے نام سے مشہور رہے جو اس وقت[۱] عالیجناب نواب مستطاب محمد رسول خان بہادر بابی[۲] جی۔ سی۔ ایس آئی۔ دام اقبالہٗ کے زیر حکومت ہے۔

روسائے کاٹھیاواڑ مین نواب صاحب جوناگڈھ کی اول کرسی ہے

اس جزیرہ نما مین سب چھوٹی بڑی ریاستین ملکر ۱۸۸ ہین یہ کل جنمین اول درجے کی ریاستین بھی شامل ہین (نواب عالیجاہ جوناگڈھ کے ہم جدی رئیسون دیگر اسلامی ریاستون اور بہت چھوٹے چھوٹے ہندو تعلقدارون کے سوا) ریاست جوناگڈھ کو پیشکش جو زور طلبی تخصیل زر بزور) کے نام سے مشہور ہے دیتی ہین اور اسی زور طلبی کی وجہ سے کاٹھیاواڑ کے اوّل درجہ کے روسا مین پہلی کرسی والئی جوناگڈھ کی منجانب گورنمنٹ[۳] انگلیشیہ مقرر ہے۔ اور دیوانی و فوجداری کے بھی کل اختیارات حاصل ہین۔ سرکاری مراسلات مین اُن سب سے اعلیٰ درجے کے القاب کے ساتھ یہ ریاست مخاطب و ملقب کیجاتی ہے نیز پرگنہ منگرول[۴] رانپور۔ کھڑیہ وغیرہ کے بڑے بڑے جاگیردار جوناگڈھ کے ماتحت ہین اس افتخار و اقتدار مین بھی ریاست سب ریاستون مین مستثنیٰ ہے۔ حالانکہ منگرول مثل دوسرے درجے کی ریاستون کے ہے جسکو سرکار جوناگڈھ نے دوسرے درجے کے اختیارات عطا کئے ہین۔

آبائی عظمت

اگرچہ کل کاٹھیاواڑ کا ایک حصہ علاؤالدین خلجی بادشاہ دہلی کے عہد سے اسلام کے زیر حکومت

---

[۱] [فی الحال عالیجناب نواب مستطاب سر محمد مہابت خان بہادر بابی۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کے زیر حکومت ہے]

[۲] تاریخ اسلام مؤلفہ مولوی محمد احسن اللہ العباسی مین بجائے بابی کے بلوچ غلط لکھا ہے۔

[۳] پولٹیکل افسر کرنل واکر نے اپنی رپورٹ مورخہ ۱۵ مئی ۱۸۰۸ء دفعہ ۵۳ مین لکھا ہے کہ نواب جوناگڈھ کو ملک گیری کے وہی اختیارات حاصل ہین جو مرہٹون کو تھے۔ اور دفعہ ۳۶ مین لکھا ہے کہ نواب جوناگڈھ تقریباً مرہٹون کے برابر خود مختار ہین۔ دفعہ ۴۷ مین لکھتے ہین کہ جھالاواڑ وغیرہ کل ملک حتی کہ انگریزی مقبوضات پر بھی نواب صاحب کی زور طلبی ہے۔ ان ایضاحات سے اس ریاست کی عظمت ظاہر ہے۔ سر جیمس ہیل اور اینڈرسن وغیرہ برٹش پولٹیکل ایجنٹون نے لکھا ہے " نوابان جوناگڈھ اُنہین اختیارات و حقوق کے مالک ہین جو بادشاہان دہلی کو حاصل تھے "

تھا۔ مگر باقی حصہ جس کا دار الصدر جوناگڈھ تھا اور جو راجپوتون کے خاندان چوڑاسما کے قبضے مین تھا۔ اسکو سلطان محمود بیگڈہ نامور بادشاہ گجرات نے شامل قلمرو کیا اُس وقت سے تمام ملک پر اسلامی تسلط ہوگیا لیکن سلطنت گجرات کے زوال کے بعد یہ ملک جلال الدین محمد اکبر شہنشاہ دہلی کے عہد سلطنت سے تقریباً ۱۵۰ برس تک خاندان مغلیہ کے تحت فرمانروائی رہا۔ اور اُن کی طرف سے حاکم مقرر ہوکر اس ملک مین آتے تھے جن کو فوجدار کہتے تھے۔ باجگزار زمینداران ملک پر اُن کی نگرانی رہتی تھی۔ اس ملک کے آخری فوجدار سلطنت مغلیہ کی طرف سے مرحوم و مغفور محمد بہادر خان المخاطب بہ شیرخان بابی بہادر ہوئے ہین جو اس ریاست کے بانی ہوئے انہین کے عہد مبارک سے نوابی کا لقب شروع ہوا۔ یہ وہ بیدار دل اور صاحب عزم سردار تھے کہ جب بوجہ ضعف سلطنت دہلی قوم مرہٹہ کا زور بڑھتا دیکھا تو اپنی دانائی اور زور بازو سے اپنا مفوضہ ملک سنبھالا۔ اور بعد ازان جب مرہٹے غارتگری اور تاخت و تاراج سے ملک کو تباہ و برباد کرنے لگے تو ایسے شور و شر کے زمانے مین بھی اسی خاندان عالیشان نے اپنی ذاتی شجاعت اور بیدار مغزی سے اُس سیلاب بلا کو روک کر اسلامی حکومت کی شان و عظمت کو قائم و برقرار رکھا۔ اس زمانۂ فتنہ و آشوب مین مرہٹون کے دو زبردست گروہ تھے۔ ایک گائیکواڑ۔ دوسرا پیشوا جو بسا اوقات اپنے حصول اغراض کے لئے اپنی باہمی خصومتون سے قطع نظر کرکے باہم متفق بھی ہوجایا کرتے تھے۔ لیکن تاہم اس بابی خاندان کی حکومت کا زور مرہٹون کی دونون زبردست حکومتون کا ہم پلہ رہا۔ اور دونون کو جواب ترکی بترکی دیتا رہا جس سے مرہٹون نے اُن کو اپنے برابر مانا چنانچہ جب دو فریق یعنی سرکار جوناگڈھ اور گائیکواڑ یا پیشوا کے درمیان کوئی تحریر ہوتی تو اُس مین ہر دو سرکار لکھا جاتا۔ اور اگر تینون فریق کے درمیان ہوتی تو ہر سہ سرکار اور جب گورنمنٹ برٹش سرکار پیشوا کی جانشین ہوئی تو اس کے ابتدائی زمانے مین بھی اسی طور کی تحریرات کی پابندی رہی جن کی تصدیق باہمی معاہدات اور تحریرات سے ہوتی ہے۔ لیکن جب گورنمنٹ برٹش کی کل ہندوستان پر اعلیٰ حکومت ہوگئی تو پھر وہ صورت نہ رہی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۱) [۴] منگرول کے جاگیردار نسباً شیخ ہین جو قاضی کے نام سے مشہور ہین آمدنی ۲½ لاکھ روپے سالانہ ہے۔

اور جب سرکار برٹش سرکار گائیکواڑ کا حق خراج بطور خود وصول کرکے گائیکواڑ کو پہنچانے کی کفیل ہو گئی اِسطرح سرکار جوناگڈھ کے واسطے بھی ایصال زور طلبی کی کفالت کی۔ اس خاندان بابی کی اس سے بھی عظمت و شوکت ظاہر ہے کہ جس طرح فرمانروا راجپوتون نے ازروے افتخار اپنی بیٹیان سلاطین گجرات اور شاہان دہلی کو دین اسیطرح راجہ خاندان کے راجپوت بابیون کو بھی اپنا داماد بناکر مفتخر ہوئے۔

| حدود اربعہ خاص سورٹھ یعنی جوناگڈھ | حدود اربعہ خاص سورٹھ یعنے جوناگڈھ کے یہ ہین۔ شمال مین برڈا۔ ہالار۔ خاص کاٹھیاواڑ مشرق مین گوہیلواڑ اور خاص کاٹھیاواڑ۔ جنوب اور مغرب مین بحیرۂ عرب۔

| رقبہ | [کل رقبہ ۳۳۳۶،۹ مربع میل مع منگرول ہے جسمین منگرول اور اسکے دیہات مشترکہ کے رقبہ کا اوسط تقریبا ۵،۶۱۷ مربع میل ہے]

| آبادی | آبادی سنہ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری کے موافق تین لاکھ ستاسی ہزار چار سو ننانوے [۳۸۷۴۹۹] [۱] کی تھی مگر از روے مردم شماری سنہ ۱۸۹۱ء چار لاکھ چوراسی ہزار ایک سو نوے [۴۸۴۱۹۰] [۲] ہے۔

| عرض و طول بلد | خاص سورٹھ جزیرہ نماے کاٹھیاواڑ کے جنوب اور مغرب کے درمیان ۲۰ درجہ ۴۴ دقیقے اور ۲۱ درجے ۵۳ دقیقے عرض بلد اور ۷۰ درجے اور ۷۲ درجے طول بلد کے مابین واقع ہے۔

| محالات و دیہات | کل دیہات آٹھ سو نوے ہین جو ذیل کے محالات پر منقسم ہین ان دیہات مین سے

---

[۱] ہندو فیصدی ۷۹۔ مسلمان فیصدی ۱۹،۷۶۔ جین فیصدی ۱،۳۔ ازانجملہ مردون کی تعداد ۲۰۲۲،۴ یعنی فیصدی ۵۲،۱۸ اور عورتون کی تعداد ۸۵۲۹۵ یعنی فیصدی ۴۷،۸ ہے کل آبادی مین ۸۳ دیوانے اور ۱۰۹ جذامی تھے اور صرف پارسی ۱۴ تھے۔ اصل باشندے اس ملک کے اہیر۔ کہانٹ۔ کولی۔ والا۔ کہان کاٹھی اور میر۔ میا۔ ہاٹی۔ چوڑاسما۔ واجہ وغیرہ راجپوت ہین۔ ان کے علاوہ برہمن۔ بنئے۔ لوہانہ۔ ناگر۔ مسلمان بعد مین آکر آباد ہوئے۔

دیوان رنچھوڑجی نے اپنی تاریخ سورٹھ مین نواب بہادر خان ثانی کے عہد کی آبادی ایک لاکھ بیس ہزار لکھی ہے۔

[۲] سنہ ۱۸۹۱ء کی مردم شماری کے مطابق مرد ۲۴۹۹۴۷ عورت ۲۳۴۲۴۳۔ اینمین ہنود ۳۸۲۷۱۹ مسلمان ۹۳۷۱۹ عیسائی

قریب نصف کے خالصہ ہین اور محالات[ل۱] مذکورۂ بالا یہ ہین۔ اونہ ستره پاڑه۔ پٹن سومناتھ بلاول۔ چورواڑ۔ مالیہ۔ سیل۔ بالاگاؤن۔ کیشود[۲] ۔ منتھلی۔ وڈال۔ نواگڈھ۔ بھیسان۔ ویساودر۔ بگڈو۔ گر (ساسن[۳]) جھیاری کتیانہ۔ گرنار

ندیان ندیان یہ ہین۔ بہادر۔ اوبین۔ اوجت۔ ہرن۔ سرس بتی۔ پھندری۔ سینگوڑہ۔ میگل۔ درجنی اور راول۔ ان سب ہین بڑی ندی بہادر ہے۔ اور اوبین اور اوجت یہ دونون بہادر سے آملی ہین اس بہادر ندی سے زراعت کو بہت فائدہ پہونچتا ہے۔ اور سرس بتی جو سومناتھ پٹن کے قریب ہوتی ہوئی نکل گئی ہے اور جسکو ہنود پوِتّر (پاک) مانتے ہین۔ اس سے ہرن اور راول پٹن کے قریب ملکر ترہینی ہو جاتی ہین۔ درجنی میگل۔ پھندری اور سینگوڑہ یہ سب ندیان کوہ گر کے اندر ہوتی ہوئی گئی ہین۔ اور گڈاجلی سونرکھ۔ اور کالوہ یہ تینون چھوٹی چھوٹی ندیان کوہ گرنار کے اندر ہوتی ہوئی چلی گئی ہین۔ سونرکھ اور کالوہ شہر جوناگڈھ کے قریب دوطرف ہین۔ اور جوناگڈھ کے دہاراگڈہ دروازے کے قریب سونرکھ سے دو دوسری چھوٹی ندیان جنکو سرستی اور مال گنگا یا کھیلہ نالہ کہتے ہین ملگئی ہین جن کا ترہینی نام قرار پایا ہے۔

یہ ریاست تقریباً ۴۸ میل نہایت دلکشا ساحل پر بھی مشتمل ہے جس پر مندرجہ ذیل بندر واقع ہین:۔

بنادر بلاول۔ پٹن۔ منگرول۔ بھیرائی۔ نوہ بندر۔ وہی بندر۔ چورواڑ۔ جھنجوڑا۔ ستره پاڑه اور سیل ہین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۳) ۹۴ جین ۲۲ ۵ ۷ پارسی ۱۷ یہودی ۹ تھے۔

[۱۹۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۴۳۴۲۲۲ کی آبادی ہے جسمین ۱۳۰ ۸۸ مسلمان۔ ۳۲۸۲۵۸ ہندو ۱۲۰ ۷ جین اور ۱۷۴ دیگر اقوام کے ہین اور ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۴۶۵۴۹۳ آبادی ہے جسمین سے ۹۱ ۰ ۰ ۹ مسلمان ۳۶۸۰۰۲ ہندو ۷۲۱۶ جین ۹۰ عیسائی ۵۳ پارسی اور ۴۰ غیر اقوام تخمیناً کل آبادی مین سے ۳۷ء۳ فیصدی یعنی ۷۳۹۳۶ اکسان ہین۔]

[ل۱] [فی زماننا ریاست حسب ذیل ۱۳ محالات پر منقسم ہے۔ (۱) جوناگڈھ (۲) منتھلی (۳) کتیانہ (۴) نواگڈھ (۵) ویساودر (۶) بھیسان (۷) کیشود (۸) سیل (۹) مالیہ (۱۰) پٹن (۱۱) تلالا (۱۲) اونہ (۱۳) بھیرائی۔

کل دیہات ۸۶۶ ہین جنمین سے ۵۱۲ خالصہ۔ ۳۲۱ برخالی اور باقیماندہ منگرول اور اسکے مشترکہ دیہات بھی شامل ہین۔ خانگی محکمہ کا ایک علحدہ

بلاول[۱] قدیم زمانے سے بہت بڑا اور مشہور بندر رہے چنانچہ پہلے حاجیون کی آمد و رفت حج بیت اللہ شریف کے لئے اسی بندر سے تھی غرض یہ بندر ریاست کے اور تمام بنادر کی نسبت اول درجہ کا ہے جس مین عمدہ عمدہ سرکاری بنگلے و عہدہ دارون اور انگریزون کی ہواخوری کے مقامات تفریح طبع کے واسطے بنے ہوے ہین اس بندر مین ایک راہ نما روشنی کا منارہ یعنے لائٹ ہاؤس بھی ہے جو اڑتالیس فٹ بلند ہے۔ مال کی درآمد و برآمد کی سہولت کی غرض سے ریاست نے اس بندر اور دوسرے بنادر پر تھوڑے سے عرصے مین پچاس لاکھ روپئے سے زائد صرف کئے ہین اور آیندہ بھی اس کام مین صرف کرنے کا خیال ہے۔ ملک کچھ۔ کل کاٹھیاواڑ ملک پرتگیز اور ملک گجرات کے بنادر بمبئی کراچی خلیج فارس اور عدن ان تمام مقامات سے کثیر التعداد مال تجارت بندر بلاول مین آتا ہے ـ نیز بندر بلاول سے ان مقامات اور دیگر مختلف مقامات کو جاتا ہے[۲]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۴) عملہ جو ایک خانگی کارباری کے ماتحت تھا منسوخ کیا گیا۔ اور خانگی دیہات محالات مین حسب تقرر جدید شامل کر لئے گئے]

[۲] فارسی تواریخ مین کیشوج لکھا ہے۔

[۳] زبان سنسکرت مین ساسن کے معنے سزا دینے کے ہین۔ قدیم زمانے مین جسکو سخت سزا دیجاتی تھی اسکو وہان بھیجدیتے تھے۔

[۱] [بلاول سے سومناتھ پٹن آتے جاتے وقت جس راستے سے گذرنا پڑتا ہی۔ اسکا دریا کی جانب کا حصہ ہزارون مسلمانونکی قبرون سے پٹا ہوا ہے۔ ان قبور کے آگے حضرت منگرولی شاہؒ کا خوشنما مزار ہی جنکے متعلق مشہور ہے کہ محمود غزنوی کو اُسوقت مسلمانون پر جبر و تشدد ہونیکی وجہ سے سومناتھ کا مندر منہدم کرنیکی ترغیب تحریص دیتے تھے غزنی گئے]

[۲]

سنہ ع	مال کی درآمد و برآمد کی تفصیل درآمد	برآمد
۱۸۶۸	۴۱½ لاکھ	۱۴½ لاکھ
۱۸۸۱	۲۰¾ "	۴۴ "
۱۸۸۳	۳۰ "	۲۹½ "
۱۸۹۶	۳۰½ "	۲۹ "

[مندرجہ ذیل جدول سے گذشتہ تین سال مین یکم اپریل سے ۳۱ مارچ تک جو کچھ تجارتی مال کی درآمد و برآمد ہوئی ہے بخوبی معلوم ہو سکتی ہے۔

	سنہ ۱۹۲۳و۲۴ع		سنہ ۱۹۲۴و۲۵ع		سنہ ۱۹۲۵و۲۶ع	
	بدریان بستے اور من	قیمت روپیہ	بدریان بستے اور من	قیمت روپیہ	بدریان بستے اور من	قیمت روپیہ
برآمد	۴۴۱۱۸۴ بستے		۵۰۱۹۹۲		۵۰۹۱۰۰	
یعنی روانگی	۸۱۴۳۰۹ من	۲۳۶۸۵۸۴۹	۶۹۰۰۹۹	۱۶۳۳۶۲۸۹	۸۶۰۶۸۶	۱۶۲۲۴۴۳۱۴

یہان ایک آفیسر سرکار جوناگڑھ کی طرف سے ہدایت امور ترقی تجارت کے واسطے رہتا ہے۔ اور ایک اوبزرویٹری (رصدگاہ) بھی قائم کیگئی ہے جسکے ذریعے اقسام ہوا کی شناخت ہوکر بمبئی اور شملہ کو رپورٹ کی جاتی ہے اس بندر مین خصوصًا اور دوسرے بندرون مین عمومًا تجارتی ترقی روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۵)	سنہ ۲۴ و ۱۹۲۳ء		سنہ ۲۵ و ۱۹۲۴ء		سنہ ۲۶ و ۱۹۲۵ء	
	بوریان بستے اور من	قیمت روپیہ	بوریان بستے اور من	قیمت روپیہ	بوریان بستے اور من	قیمت روپیہ
درآمد یعنی پرچنجات سے مال کی آمد	۱۸۰۹۲۸ بستے ۱۵۰۷۰۰۳ من	۱۳۵۶۲۴۲۵	۳۱۸۴۹۰۳ ۱۲۸۱۳۲۹	۱۱۴۲۸۷۴۱	۴۴۳۴۹۰۰ ۱۵۱۲۹۷۲	۱۱۸۵۰۶۱۰

مندرجہ ذیل جدول سے سنہ ۲۶ و ۱۹۲۵ء مین جن جن بندرگاہون سے تجارتی مال کی درآمد و برآمد ہوئی ان کی تفصیل معلوم ہوسکتی ہے۔

	کاٹھیاواڑ کے بندرگاہون سے روپیہ	مختلف ہندوستان کے بندرگاہون سے روپیہ	ہندوستان سے باہر ممالک غیر کے بندرگاہون سے روپیہ	میزان روپیہ
درآمد	۲۲۴۸۸۳	۸۴۷۹۵۴۷	۳۱۴۶۱۸۰	۱۱۸۵۰۶۱۰
برآمد	۳۸۷۹۸۹	۱۶۳۶۰۹۲۵	۴۸۵۳۹۸	۱۷۲۳۴۳۱۲
میزان	۶۱۲۸۷۲	۲۴۸۴۰۴۷۲	۳۶۳۱۵۷۸	۲۹۰۸۴۹۲۲

مندرجہ ذیل جدول سے گذشتہ تین سال کی بندرگاہ بلاول کی آمد دریافت ہوسکتی ہے۔

	سنہ ۲۴ و ۱۹۲۳ء روپیہ	سنہ ۲۵ و ۱۹۲۴ء روپیہ	سنہ ۲۶ و ۱۹۲۵ء روپیہ
محصول	۵۸۳۰۹۹	۷۹۸۱۶۴	۸۰۳۳۳۶
بندرفی	۷۸۳۹	۷۲۹۸	۷۵۸۰
متفرق	۱۱۶۶۹	۹۲۱۷	۹۶۹۲
میزان	۶۰۲۶۰۷	۸۱۴۶۷۹	۸۲۰۶۰۸

معدنیات کہا جاتا ہے کہ کیشود کی زمین مین لوہے اور تانبے کی کانین ہین اور بعض جگہ سیسہ کی کان کا بھی پتہ ملتا ہے۔ کوہ گرنار مین بوریا نامی ایک پہاڑ ہے جسمین ابرک کی کان معلوم ہوتی ہے۔ بندر بھرائی مین موتی نکلتے ہین۔ لیکن کم۔ مقام سمل سے مونگا۔ اور سیپ نکلتے ہین۔ ہنود کی تیرتھ کی جگہ تلسی شیام نامی مین ایک کنڈ ہے جسمین ہمیشہ پانی گرم رہتا ہے۔ اور یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ اسکے نیچے گندھک کی کان ہوگی انگلش ماہرین طبقات الارض کہتے ہین کہ قریب گادکڑہ۔ بھیرائی۔ کنڈلیا لہ قیمتی پتھر۔ یشب۔ عقیق چقماق متغیر اللون۔ اور دیگر اقسام کے ایسے شفاف پتھر نکلتے ہین جن سے مقابل کی چیز صاف نظر آتی ہے۔ دوسرا نہایت سخت پتھر سرخی مائل کوہ داتار اور گرنار مین ہوتا ہے۔ سنگ خارا بھی نکلتا ہے جو سیڑھی وغیرہ کے بنانے مین کام آتا ہے۔ اور کہین کہین ایسی چٹانین بھی ہین جنمین جوالہ مکھی یعنی کوہ آتش فشان کا اثر پایا جاتا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۶) خاص اشیاے درآمد حسب ذیل ہین۔

روئی کے بیج۔ پیس گڈس۔ کھجور۔ کیروسن آئل (گیاسلیٹ تیل) ناریل۔ شکر۔ چاول۔ غلہ۔ وغیرہ۔

خاص اشیاے برآمد حسب ذیل ہین۔

روئی۔ اون۔ پیاز۔ گھی۔ غلہ۔ پتھر وغیرہ

بندرگاہ پرمال کے لئے کئی گدام بنے ہوئے ہین۔ بندرگاہ باول کی درستگی پر ریاست کی طرف سے سنہ ۱۹۲۴و۲۵ء مین ۵۱۹۰۶۲ روپئے۔ اور سنہ ۱۹۲۵و۲۶ء مین ۲۴۸۳۲۲ روپئے خرچ ہوئے اور گذشتہ چند سالون کی میزان اخراجات ۴۸۳۴۴۲ روپئے تک پہنچتی ہے یکم جنوری سنہ ۱۹۱۸ء یعنی زمانۂ ایڈمنسٹریشن سے اس ریاست کی بندرگاہونکو برطانیہ کی بندرگاہون کے سے حقوق حاصل ہوئے۔ اور برطانیہ کے قوانین محصول مال ونرخ عمل مین لائے گئے]

لہ [سال بھر روزانہ معائنات کی صبح ۸ بجکر ۴۸ منٹ پر شملہ کی میٹرولوجیکل آفس مین بذریعہ تار برقی اطلاع کردیجاتی ہے۔ اور بمبئی مین یکم مئی سے ۳۱ اکٹوبر تک اور روزانہ دوبار صرف شملہ مین صبح کو ۸ بجکر ۴۸ منٹ پر اور دوپہر کو ۲ بجکر ۴۸ منٹ پر چار ماہ ۔۔ مئی۔ جون۔ اکٹوبر اور نومبر مین۔ موسمی اختلافات اور طوفان وغیرہ کے اوقات گورنمنٹ کا میٹرولوجیکل محکمہ طوفان کی اطلاع کیلئے سگنل دینکا بذریعہ تار حکم دیتا ہے اور ہر تین یا چھ گھنٹے کے فاصلے سے معائنہ کرکے اطلاع دینے کی تاکید کرتا ہے]

لہ اونہ سے شمال مین ۲۱ میل کے فاصلے پر ہے۔

شہر جوناگڈھ کے قریب کوہ داتار کے دامن مین عمارت کے کارآمد پتھر کی کان ہے۔ جسکو کبوتری کھان کہتے ہین اس کان سے جوناگڈھ تک ڈہائی میل مین ایک ریلوے کی شاخ ہے جس سے یہان کی تمام ریلوے عمارات اور شہر کی عام عمارتون کے بننے مین سہولت پیدا ہوگئی ہے اور یہ ایسا پتھر ہے جو نہایت آسانی سے گڑھا جاتا ہے یہی پتھر چوروا ڑمین بھی جوناگڈھ کی طرح کثرت سے نکلتا ہے لیکن اُونہ پٹن۔ کُتیانہ مین کم نکلتا ہے۔

[ایک عمدہ جداگانہ وضع کا عمارتی پتھر دیوڈا واقع کُتیانہ محال مین پایا گیا ہے۔ یہ بے نقص پتھر کی سلین جو لمبائی مین ۷ فٹ سے اوپر ہین نئی کانون سے برآمد ہوئی ہین۔ اور امید کیجاتی ہے کہ وہ آرایشی کام مین جن اغراض کے لئے پوربندر کا مشہور پتھر بمبئی اور دوسرے مقامات مین استعمال کیا جاتا ہے۔ نہایت عمدگی سے ہر طرح کارآمد ہوسکینگی۔

پتھر کی کانین یا تو ماتحت قانون اجارہ کام کرتی ہین۔ یا تحقیقات کے لئے مدت معینہ تک کرایہ پر۔ ۱۹۲۶ء مین ۴۴ مقامات پر کانین کھودنے کی اجازت دیگئی۔ ڈنگرپور کا پتھر کاٹھیاواڑ کے دوسرے مرکزی مقامات مین کثرت سے بہیجا گیا۔ چورواڈ کا پتھر بھی ایسا ہی مشہور ہے اور اس کی مانگ بھی بہت بڑھی ہوئی ہے]

آمدنی	ریاست کی آمدنی تخمیناً پچاسی[۵] لاکھ[۵] روپئے سالانہ ہے۔
موسم	ریاست جوناگڈھ کی سرزمین کا موسم معتدل ہے۔ خصوصاً جو مقامات ساحل دریا کے متصل واقع ہین

[۵] نواب بہادرخان اول مخاطب بہ شیرخان نے اپنے شروع زمانے مین ۸۰ ہزار روپیہ پر اس ملک کا اجارہ لیا تھا ان کے بعد فتوحات نے جو ملک کو وسیع کیا تو نواب حامدخان اول کے آخر زمانے مین ۵½ لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی تھی اور حامدخان ثانی کے زمانے مین ۶½ لاکھ روپئے اور مہابت خان ثانی کے عہد مین یعنے جن کے زمانے مین ۶ لاکھ ۸۰ ہزار روپئے آمدنی ہوئی اور جب ۱۸۵۸ء مین نواب موصوف کو اختیارات حاصل ہوئے تو اسوقت سے ۱۸۶۲ء تک یعنی ۴ برس کے کاروبار مین آمدنی کی تعداد ۷ لاکھ ۸۵ ہزار روپئے سالانہ تھی اور ۱۸۶۴ء مین ۸½ ۱ لاکھ روپئے اور ۱۸۶۶ء مین بھی اسیقدر آمدنی ہوئی مگر اسکے بعد سے اب تک قریب (۸۵) لاکھ روپئے پر نوبت پہنچی ہے۔ اور آمدنی کے خاص[?] وسایل یہ ہین محصول زمین۔ درآمد و برآمد مال۔ افیون۔ نمک۔ عدالتون اور رجسٹری کی فیس۔ زرطلبی۔ ریل اور دوسرے چھوٹے چھوٹے وسایل۔

اُن کی آب وہوا بہت پاکیزہ ہے البتہ دشت گر کے اندرونی جانب بعض دیہات کی آب وہوا صرف برسات مین اچھی نہین رہتی۔ جاڑے کے موسم مین اس زمین کا تھرمامیٹر (مقیاس الحرارۃ) کم سے کم ۵۸ درجہ اور گرمیون مین زیادہ سے زیادہ ۱۰۵ درجہ پر رہتا ہے[1]۔

زمین کے اقسام اس ریاست کی زمین عموماً زرخیز ہے جو تین قسم پر منقسم ہوتی ہے۔ ایک بارانی کی۔ دوسری زراعت کی جسمین ہر قسم کا اناج پیدا ہوتا ہے۔ تیسری قسم وہ ہے جس کو اس ملک کی اصطلاح مین کیاری (دھنکڑی) کہتے ہین۔ اس مین صرف دھان ہی (جسکو اس ملک کی اصطلاح مین ڈانگر کہتے ہین) پیدا ہوتا ہے۔ نشیب کی زمین کو یہان گیڑ کہتے ہین جو موسم بارش مین پانی سے بھرجاتی ہے۔ برسات کے بعد اس کا جو حصہ جلد خشک ہوجاتا ہے اس کو کھیل اور جس مین زیادہ مدت تک پانی رہتا ہے اُسے ریل کہتے ہین۔ گیڑ زمین کی پیداوار دیگر اقسام زمین کے بہ نسبت دوچند ہوتی ہے خصوصاً اُس حالت مین جبکہ برسات کم ہو دوچند سے بھی زیادہ ہوجاتی ہے۔ اس زمین مین کھرکا اور کاسیہ نامی دو قسم کے غلّے خودرو پیدا ہوتے ہین جنھین غریب لوگ کھاتے ہین۔ بالاگاؤن بگسرہ سیل مہیاری اور کتیانہ مین گیڑ زمین ہے مادھوپور اور اُونہ کے درمیان ملک ناگھیر سب سے زیادہ زرخیز ہے جہان فی ایکڑ اراضی مین تین سومن گڑ ہوتا ہے۔

پیداوار کپاس گیہون چنا۔ ماش۔ مونگ۔ جوار۔ کھمن۔ اور باجری وغیرہ غلّے پیدا ہوتے ہین خصوصاً باجری اعلیٰ قسم کی ہوتی ہے۔ اور تمباکو بھی اعلیٰ قسم کا ہوتا ہے یہانتک کہ بعض خاص قطعات زمین کے تمباکو مین ایک قسم کی قدرتی خوشبو ہوتی ہے چوروا ڑ کا پان نہایت خوش مزہ اور خوشبودار ہوتا ہے۔ بندر بلاول کی پیاز عمدگی اور کلانی مین مشہور ہے حتی کہ یہان کے پان اور پیاز وغیرہ دور ملکو مین

[1] [۳۱ مئی سنہ ۱۹۲۴ء کو جوناگڈھ کو چینسری مین زیادہ سے زیادہ مقیاس الحرارۃ ۱۰۸ درجہ تک اور کم سے کم ۴۸ درجہ تک سیل مین ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۲۵ء کو تھا بخلاف اسکے بالترتیب ۱۱۹ درجہ تک ۲ جون سنہ ۱۹۲۳ء کو جوناگڈھ اسٹیشن پر اور ۴۸ درجہ تک ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء کو سیل مین پایا گیا تھا۔]

منگائے جاتے ہین۔ اور بقول کرنل واٹسن بلاول کی پیاز ملک اسپین[۱] کی پیاز کے مانند ہوتی ہے۔ کئی مقامات ریاست مین نمک کی کثرت ہے جو تقریبًا ۳½ لاکھ من پختہ پیدا ہوتا ہے جسمین سے ۱½ لاکھ من اس خطہ مین رہتا ہے اور باقی دساور یعنے بیرونی ممالک کو جاتا ہے۔ یہان نمک بہت ہی سستا ملتا ہے یعنے ایک آنہ کا سات رطل۔

[۱] اسپین۔ یورپ کے برّاعظم مین جانب مغرب ایک ملک کا نام ہے جسکا رقبہ ۱۹۱۹۱۴ میل مربع اور آبادی ۱۹۶۲۳۰۰۰ ہے اسکا اسلامی نام ہسپانیہ اور اندلس ہے اس ملک مین ۷۱۱ھ سے ۱۴۹۲ء تک مسلمانون نے بڑی شان و شوکت اور جاہ و جلالت کے ساتھ سلطنت کی ہے۔ اگرچہ اس ملک مین مسلمانون کی ترقی کے زمانہ سلطنت کی فوجی قوت کا تفصیلی حال تاریخ مین نظر سے نہین گزرا لیکن ۱۱۹۰ء مین جب محمد ابو عبداللہ اس ملک کا بادشاہ ہوا اور یہ وہ زمانہ تھا کہ طوائف الملوکی شروع ہو چکی تھی اور ضعف کے آثار سلطنت مین ظاہر ہونے لگے تھے تو باینہمہ اسکی فوج کی تعداد آٹھ لاکھ تھی۔ یورپ کے بڑے بڑے مورّخ لکھتے ہین کہ اس زمانے مین تمام یورپ جہالت اور بے علمی کی تاریکی مین پڑا ہوا تھا اور جہالت بھی وہ جہالت تھی کہ جب قرطبہ (کارڈوا) اور غرناطہ (گرینیڈا) وغیرہ اس ملک کے بڑے بڑے شہرون مین بڑی بڑی یونیورسٹیان علوم و فنون کی اور تعلیم گاہین طرح طرح کی صنعت آموزیون کی مسلمانون نے قائم کین تو ایک مدت تک یورپ کی یہ حالت رہی کہ جو کوئی نصرانی بغرض استفادہ وہان داخل ہوتا تو اسکو نصاریٰ جماعت سے خارج کر دیتے لیکن جب اس جہالت مین کمی ہوئی تو اہل یورپ مذکورہ یونیورسٹیون اور تعلیم گاہون مین داخل ہو ہو کر اکثر علوم و فنون اور صنعتون سے مستفید ہونے لگے خصوصًا علم فلاحت سے زیادہ بہرہ مند ہوے جسمین مسلمانون نے ایسا کمال بہم پہونچایا تھا کہ اہل فرنگ آجتک انکو اس علم مین اپنا پیشوا جانتے ہین۔ اور ان تمام استفادون کے لحاظ سے تمام یورپ پر مسلمانون کا احسان ہے۔ تعمیر کی طرف بھی مسلمانون کی ایسی توجہ تھی کہ عبدالرحمٰن اوّل نے قرطبہ مین وہ عالیشان جامع مسجد تعمیر کروائی جسمین ایک ہزار ترانوے (۱۰۹۳) ستون تھے اور چار ہزار سات (۴۷۰۰) سو قندیلین روشن ہوا کرتی تھین۔ شہر غرناطہ (گرینیڈا) مین بھی مسلمانون نے الحمرا نامی ایک ایسی عمارت بنوائی جو بجائے خود قلعہ بھی تھی۔ اور شاہی قصر بھی۔ وہ اب بھی موجود ہے۔ اور سیّاحون کا بڑا ملجا ہے۔ ایک دوسرا محل عبدالرحمٰن ثالث نے وادی کبیر کے کنارے پر بنوایا تھا جو بلندی مین قرطبہ کی جامع مسجد سے کم نہ تھا اس قصر مین بڑے بڑے حوض بنوا کر ان حوضون مین عجیب حکمت کی صنعت گری سے فوّارے جاری کئے تھے۔ الحمرا نامی مذکور الصدر قصر بھی ایسی عجوبہ صنعت و حکمت

خالصہ اور بارخلی کے وصول کا طریقہ۔

جو زمین جاگیرداروں کے پاس ہے وہ یہاں کی اصطلاح میں بارخلی کہلاتی ہے اور اس کی پیداوار کا حصۂ مقررہ وہ لیتے ہیں اور جو زمین بلاواسطہ سرکار کے ماتحت ہے، خالصہ کہلاتی ہے اور اسکے محصول وصول کرنے کے یہاں چار طریقے ہین ایک بھوگ

طریقۂ وصول محصول زمین خالصہ۔

ویرہ[۱] یعنی زر نقد اور کل پیداوار کا ایک معین حصہ۔ دوسرا بیگھوٹی[۲] یعنی فی بیگہ ایک نقد رقم مقرر کرلینا۔ تیسرا[۳] اودھڑ[۴] یعنی مقررہ برسوں کے لئے ایک معینہ رقم قرار دے لینا چوتھا[۵] بھاگ بٹائی[۶] یعنی پیداوار میں سرکار اور کاشتکار کے حصص مقرر کرلینا۔ اس ملک میں کل زمینات سرکاری ہین سرکار برٹش[۷] کی طرح کاشتکاروں کی نہین کہ بیچ سکین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۰) کی عمارت تھی کہ گو وہ اب بہت قدیم ہوگئی ہے تاہم یورپ کے بڑے بڑے انجنیر اسکی صنعت کو دیکھکر دنگ ہوجاتے ہین۔ نیز مورخین مذکور لکھتے ہین کہ اسپین کے مسلمان بادشاہون کا ملکی قانون مذہبی فسادات سے بالکل پاک وصاف تھا اسقدر قوت سلطنت کے باوجود یہان کے کسی مسلمان بادشاہ نے عیسائیون کے مذہبی امور سے کسی طرح کا تعرض نہین کیا بلکہ تمام عیسائیون کو پوری پوری مذہبی آزادی دے رکھی تھی اور جسقدر عیسائی مسلمان ہوئے وہ صرف مسلمانون کی خوبی اخلاق و عادات دیکھکر اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے تھے مسلمانون نے رفاہ عام کے لئے اسپین کے بڑے بڑے شہرون مین بڑے بڑے شفاخانے بھی ایسی خوبی اور خوش انتظامی سے قائم کئے تھے جنکے اطباء کی حذاقت اور خوبی تشخیص سنکر اطراف کے عیسائی بادشاہ خود اپنے علاج کی غرض سے ان شفاخانون مین آتے تھے۔ اپنی ابتدائی حکومت کے زمانے مین مسلمانون نے یہان کے بڑے بڑے شہرون مین پانی کے نل بھی جاری کروائے تھے سنہ ۱۵۰۰ء کے آخر مین جب عیسائیون نے اسپین مسلمانون سے لے لیا تو اس پر عیسائی مؤرخون نے جو لکھا ہے اسمین اگرچہ عیسائیون کی فتحمندی اور اسکے فائدے کا اظہار کیا ہے۔ مگر اسکے ساتھ ہی مسلمانون کی حکومت سے جو جو فائدے ہوئے تھے اور آیندہ بھی ہوتے ان کی امید کے سلسلے کے منقطع ہوجانے پر افسوس بھی کیا ہے چنانچہ ان مین کے ایک مؤرخ نے یہ فقرہ بھی لکھا ہے کہ "اگرچہ انڈے ہمارے ہاتھ آگئے لیکن مرغی جاتی رہی" مسلمانون کی ایک نشانی اب تک اسپین مین باقی ہے کہ گو یورپ کی عیسائی عورتین عموماً ٹوپیان پہنتی ہین مگر اسپین کی عیسائی عورتین مسلمانون کی عورتون کے مانند مقنعہ (اوڑھنی) اوڑھتی ہین۔ مسلمانون نے اپنے زمانہ سلطنت مین مختلف مقامات سے اسقدر عمدہ عمدہ درخت منگوا کر اسپین مین لگائے تھے کہ تمام اسپین کو باغ و بہار بنادیا تھا۔

نہرین کنوین اور بند کثرت سے ہین جن سے زراعت کو بہت فائدہ پہنچتا ہے اور ترقی زراعت کے لئے ریاست کی طرف سے علم زراعت کے ماہرین سند یافتہ بھی متعین ہین چنانچہ بہت سی افتادہ زمینین مزروع ہوکر دیہات آباد ہو گئے ہین محصول زمین وصول کرنے کے لئے منجانب ریاست جو افسر مقرر ہین ان کو اس ملک کی اصطلاح مین متصدی یا ہیوڈدار کہتے ہین عموماً ہر ایک محال مین ایک متصدی ہوتا ہے لیکن کسی خاص بڑے محال مین نائب متصدی بھی ہوتا ہے۔

عدالتین — اکثر محالات ریاست مین دیوانی و فوجداری عدالتین نئے طریقے کی ہین۔ اس موقع پر یہ امر لکھنا ضروری ہے کہ اگرچہ سابق مین بعینہٖ طریقۂ حال کی مانند دیوانی و فوجداری اس ریاست مین نہین تھی۔ تاہم دوسرے طریقون سے (جیسے دفتر نیابت اور کوتوالی وغیرہ ہین) دیوانی اور فوجداری انتظامات کئے جاتے تھے جو اس ریاست کے سوا تمام جزیرہ نما مین کہین نہ تھے ان عدالتون کے فیصلجات کا مرافعہ ضلع عدالت (سیشن کورٹ) مین جو دار الصدر جوناگڈھ مین ہے ہوتا ہے اور اس کے فیصلون کی اپیل کی عدالت کا نام صدر عدالت (ہائی کورٹ) ہے اور اس کی بھی اپیل عدالت عالیہ مین ہوتی ہے جس کو حضور عدالت کہتے ہین۔

دفاتر — دیوان دفتر[1]۔ محکمہ ریلوے۔ ملکی دفتر (ریونیو ڈپارٹمنٹ) رجواڑی دفتر (پولیٹیکل ڈپارٹمنٹ) حسابی دفتر۔ دفتری دفتر۔ توشہ خانہ۔ ایڈمنسٹریشن اسسٹنٹ[2] ڈپارٹمنٹ (محکمۂ ناظر حقوق جاگیرات) بخشی دفتر۔ محکمۂ تعلیم۔ محکمۂ دار الانشا۔ محکمۂ جنگلات۔ محکمۂ پیمایش۔ محکمۂ چنگی (کسٹم ڈپارٹمنٹ) رجسٹر دفتر وغیرہ اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۱[1]) نقد فی بیگھہ ۲ آنہ سے ۸ آنہ تک اور پیداوار کا ۱/۳ سے ۱/۲ تک لیا جاتا ہے حصۂ پیداوار لینے کو وضع کہتے ہین سب طریقون مین یہ طریقہ بیشتر مروّج ہے لیکن عنقریب سرکار انگریزی کے مانند نقد بیگھون کے حساب سے مقرر ہونے والا ہے چنانچہ اکثر محالات کی پیمایش ہوجانی اس پر دلالت کرتی ہے [فی الحال بیگھوٹی کا طریقہ ریاست مین رائج ہے]

[1] [میلٹری حضور اور پرائیوٹ سکریٹری کے آفس بھی ہین]

بہادر خانجی ہائی اسکول
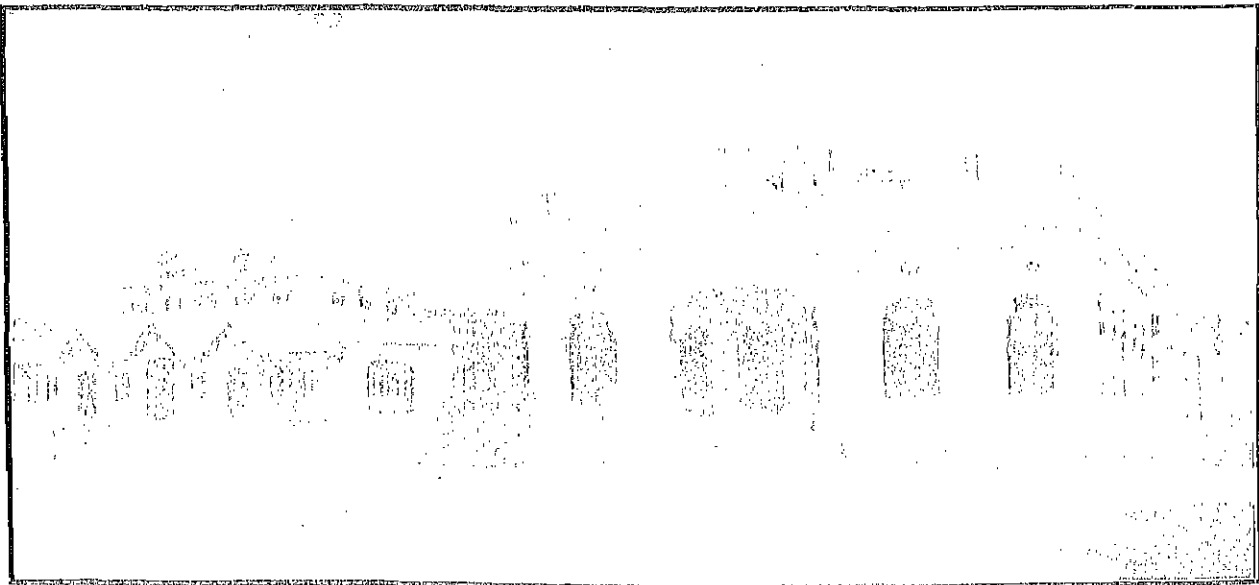
بہادر خانجی لائبریری اور میوزیم

بھی بہت سے دفاتر ہین۔

پوسٹ آفس گورنمنٹ پوسٹ آفس کے علاوہ ریاست کا بھی ڈاکخانہ ہے۔جس کا انتظام عمدہ اور محصول کم ہے اور خطوط بہت جلد پہونچتے ہین۔کم محصول لینے کی وجہ صرف رعایا کی رعایت ہے۔تمام آفیشل اشیائے ریاست بالکل مفت پہنچائی جاتی ہین۔ہیڈ آفس جوناگڈھ مین قائم ہے جسکے ماتحت ۲۱ اکیس سب آفس مختلف مناسب مرکزون مین کام کررہے ہین۔

محکمۂ صفائی محکمۂ صفائی (میونسپل ڈپارٹمنٹ) قدیم سے ہے جو اس ریاست کے سوا جزیرہ نما کی اور ریاستون مین نہ تھا چونکہ ٹکس دوسری جگہ سے کم ہین لہذا آمدنی سے خرچ زیادہ ہوتا ہے یہ محکمہ دار الصدر[1] کے علاوہ محالات مین بھی ہے اور اس محکمہ مین سڑکون کی صفائی روشنی اور برساتی بدررو ئین خاطر خواہ ہین۔

سررشتۂ تعلیم ریاست کے مدارس حسب ذیل ہین۔

(بہاؤ الدین کالج۔بہادر خان جی ہائی سکول۔مہابت مدرسہ[2]۔مہابت خان مدرسۃ العلی۔مہابت خان یتیم خانہ۔سنسکرت پاٹھ شالا۔ٹیکنیکل اینڈ میکنیکل سکول۔(مدرسہ علم حکمت و جرثقیل) لاڈلی بی بی (گجراتی اور انگریزی) گرلز سکول (مدرسہ صبیات) اسلامیہ گرلز سکول وغیرہ اور بھی کئی سکول اور مدارس جوناگڈھ شہر مین ہین۔علاوہ ازین۔بلاول۔اونہ۔کتیانہ۔پٹن۔بنتھلی۔دیلواڑہ۔اور چورواڑ مین سات مڈل سکول ہین۔(۱) رانپور (۲) بھیسان (۳) مالیہ (۴) کیشود (۵) ویساودر (۶) ناگیسری (۷) وڈال اور (۸) سیل مین انگریزی کلاس لڑکون کے ورناکیولر مدارس مین ملحق کئے گئے ہین۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۲) ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۵ء مین قائم ہوا ہے اور تا انصرام قائم رہیگا۔[یہ محکمہ موقوف ہوگیا ہے]

[1] [جوناگڈھ میونسپلٹی کے علاوہ ۱۷ میونسپلٹیان مختلف محالات مین قائم ہین]

[2] یہ مدرسہ پہلے پہل تو ہائی سکول کے طور پر تجویز ہوا تھا۔مگر چونکہ مسلمان اپنی تعلیمی پستی کے وجہ سے اس سے متمتع نہین ہوسکتے تھے اسلئے حضور نواب صاحب کی فیاضی سے فیضیاب ہوسکے لہذا اسمین انگریزی کی تعلیم پانچوین درجے تک منحصر کردیگئی۔

ریاست مین ۱۲۰ لڑکون کے لئے اور ۷ لڑکیون کے لئے ابتدائی گجراتی مدارس ہین۔ کتیانہ۔ بنتھلی اور دیلواڑہ وغیرہ قصبون مین کئی امدادی مدارس ہین۔ منگرول مین ایک ہائی سکول ہے مختلف مقامات پر سکولون کی وسیع وخوشنما عمارتون کی تعمیر پر رقم کثیر صرف کی گئی ہے۔

باستثنائے معیار ششم وہفتم بہادرخان جی ہائی سکول باقی تمام مدارس ومدارج ریاست مین بالکل مفت تعلیم دیجاتی ہے۔ طلبا کی ایک معقول تعداد ہائی سکول اور بہاؤالدین کالج مین مفت داخل کی جاتی ہے مدارس ہائی سکول اور بہاؤالدین کالج کے محنتی اور مستحق طلبا کو مختلف وظایف بھی دئیے جاتے ہین۔ مسلمانان ملک کی ہمت افزائی وترغیب تعلیم کے لئے کالج مین تمام مسلمان طلبا مفت داخل کئے جاتے ہین۔ کاٹھیاواڑ کے مسلمان طلبا جو ہوسٹلومین اقامت پذیر ہین انہین کرایہ معاف کردیا گیا ہے۔ اور فرمانروائے حال عالیجناب نواب مہابت خان صاحب نے بارہ "خاص ماہانہ بیس بیس روپیہ کے سکالرشپ اُن کے حوصلہ افزائی کے لئے جاری فرمائے ہین۔ مختلف شہری مدارس مین ایسی مفت تعلیم اور ان وظایف کے علاوہ پانچہزار روپیہ ان لڑکون اور لڑکیون کو بطور تنخواہ ووظیفہ دئیے جاتے ہین جو علاقۂ بمبئی مین اور کسی کالج مین تعلیم پارہے ہین بہت سے طلبا طبیہ کالج دہلی مین فن حکمت کی تحصیل کے لئے بھیجے جاتے ہین۔

علاوہ ازین مستحق طلبا کے لئے انگلینڈ اور امریکہ جاکر اپنی تعلیم مکمل کرنے کے واسطے خاص وظایف بھی منظور کئے گئے ہین ترقی تعلیم کے لئے ان مفید عام امور کے اجرا کے علاوہ ریاست ہر سال نئی کتابون کی خریداری پر رقم کثیر صرف کرتی اور حدود ریاست کے باہر ہندوستان کے مختلف خاص خاص علمی مدارس کے فنڈ مین ایک بڑی رقم چندے کے طور پر دیتی ہے۔

کتب خانے جوناگڑھ مین بہادرخان جی لائبریری ہے۔ ویراول پٹن۔ اونہ۔ گڈھکڈا مین لائبریریان ہین اور کئی دوسرے کتب خانون کو سالانہ عطیات مرحمت ہوتے ہین۔

شفاخانے دارالصدر اور محالات مین شفاخانے جاری ہین اور ہر ایک شفاخانے مین ایک ایک
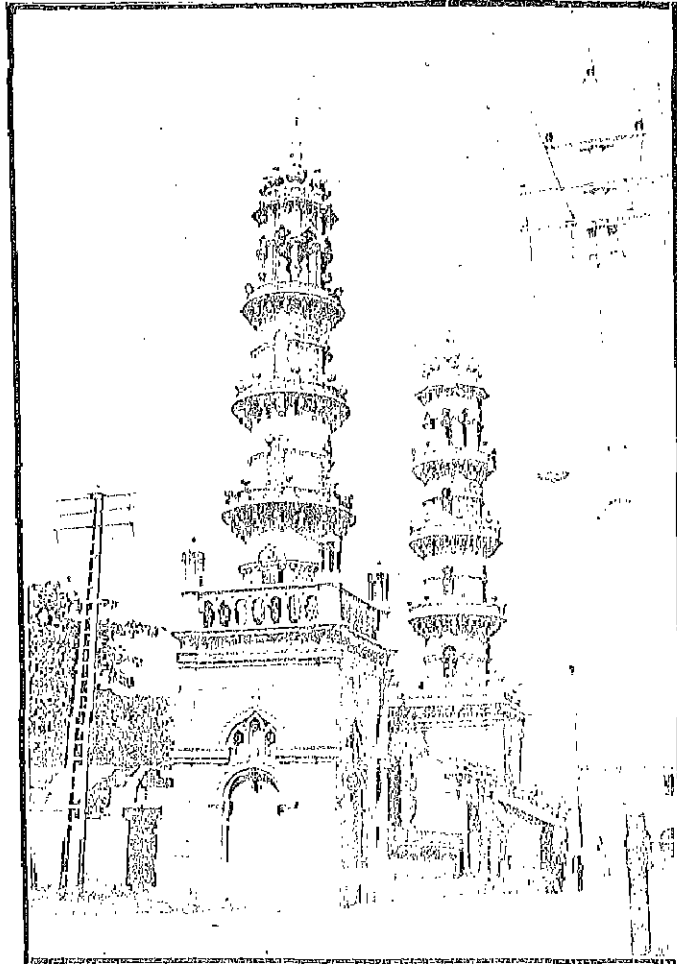
مسجد چیتا خانہ

رسول خانجی ہاسپٹل

سند یافتہ ڈاکٹر رہتا ہے مگر خاص دار الصّدر مین دو بڑے شفا خانے ہین جن مین دو اعلےٰ سند یافتہ ڈاکٹر رہتے ہین اور ان کی ماتحتی مین کئی دوسرے ڈاکٹر بھی کام کرتے ہین خصوصًا آنکھ ۔ کان ۔ ناک ۔ یا اُن کے سوا چہرہ کے کسی خاص حصّے کے بگاڑ کا علاج یہان کا مشہور ہے چنانچہ دور دراز کے لوگ آتے ہین اور اچھے ہو کر جاتے ہین نیز ڈاکٹری کے متعلق قیمتی آلات کیمسٹری کے اور وہ آلات بھی جن سے ہوائی اور آبی بہت باریک کیڑے نظر آتے ہین صرف کثیر سے منگوائے ہوئے موجود ہین اور اس کام کے واسطے ایک سند یافتہ ڈاکٹر بھی رہتا ہے خاص عورتون کے علاج کے لئے ایک سند یافتہ لیڈی ڈاکٹر رہتی ہے ۔ معہذا عوام و خواص کے علاج کے لئے لائق اطبائے یونانی بھی ملازم ریاست ہین ۔ اور نایاب نایاب بیش بہا یونانی مرکّب دوائین بھی مریضون کو عند الحاجت ریاست کی طرف سے عطا ہوتی ہین اس صیغے کے مصارف کاٹھیاواڑ کی باقی ریاستون سے نسبتًہ زیادہ ہین ۔

[جوناگڈھ مین چھ ۶ میڈیکل انسٹیٹیوشن حسب ذیل ہین :۔

(۱) رسول خان جی جنرل ہاسپٹل (۲) دھی جوناگڈھ نیو ڈسپنسری (۳) کاروٹیشن زنانہ ہاسپٹل (۴) دھی جوناگڈھ سٹیٹ فورسس ڈسپنسری (۵) دھی سنٹرل جیل ڈسپنسری (۶) دھی پرنس البرٹ وکٹر لیپر اسائلم (جذامیون کے لئے) وغیرہ

یہ سب چیف میڈیکل آفیسر کے ماتحت ہین ۔ انہین کے ماتحت ضلع مین مع گرڈراولینگ ڈسپنسری دوسرے ۱۹ شفا خانے ہین ۔ علاوہ برین ریلوے ڈسپنسری ایک تجربہ کار ڈاکٹر کے ماتحت علیحدہ طور پر جوناگڈھ مین جاری ہے چیچک کا ٹیکہ لگانے کا محکمہ الگ جاری ہے جو نہایت مفید عام خدمت انجام دے رہا ہے ۔

رعایا اور ریاست کے جانورون کے لئے ایک جانورون کا دواخانہ الگ قائم ہے ۔ جہان ہر شخص مفت علاج ۔ مشورہ اور ہر قسم کی طبّی مدد حاصل کرنے کا حق رکھتا ہے ۔

دھی سینٹ جان ایمبولنس ایسوسی ایشن	سینٹ جان ایمبولنس کے تین درجے تک جوناگڈھ بہاؤالدّین کالج

اور بہادر خانجی ہائی اسکول مین فرسٹ ایڈ (پہلی مدد) اور ہوم ہیجین (خانگی تندرستی) مین تعلیم دیجاتی ہے جوناگڈھ سنٹر مین حضور نواب صاحب مذکور ایسوسی ایشن کے مربّی ہین۔ مدار المہام و حضور سکریٹری امیر شیخ محمد بہائی صاحب صدر الصّدور مرکز ہین۔

صیغۂ تعمیرات صیغۂ تعمیرات مین بھی ریاست کیطرف سے مصارف کثیرہ دریا دلی کے ساتھ خرچ ہوتے رہتے ہین چنانچہ کم مدّت کے اندر لاکھون روپیہ کی عمارات کیا سرکاری مکانات اور کیا رفاہ عام کے مقامات سڑکین۔ پل وغیرہ تیار ہوئے ہین۔

جوناگڈھ اسٹیٹ ریلوے ریاست جوناگڈھ کاٹھیاواڑ مین ریلوے لائن جاری کرنے مین سب سے مقدّم ہونیکا حق بجا دعوی کر سکتی ہے اسلئے کہ صوبجات مین سب سے پہلے ۱۸۶۹ء مین جوناگڈھ کی سرزمین مین پیمایش کیگئی جبکہ اس قسم کی کوئی تدبیر ایجاد اور ریاستون کے خواب و خیال مین بھی نہ تھی۔ مگر بعد مین انتخاب راہ کی دقتونکی وجہ سے کام مین تاخیر واقع ہوئی۔ ریاست نے ایک ریلوے لائن جیتلسر سے بندر ویراول تک ۶۷،۳۰ میل کی مسافت مین بعہد حکومت نواب بہادر خان صاحب ۸۹-۱۸۸۸ء مین تعمیر کی۔

پچھلی مزید لائنین اور انکا پہیلاؤ جو جملہ ۱۴۸،۱۰ میل کی مسافت مین ہوا حسب ذیل ہے۔

(۱) جیتلسر سے پراچی روڈ تک (مین لائن)	۹۴،۵۰	میل
(۲) شاہپور " سرارڈیا " (برانچ لائن یعنی شاخ)	۲۶،۳۱	"
(۳) جوناگڈھ " ویساودر " "	۲۷،۲۹	"
	۱۴۸،۱۰	"

یہ خاص ریاست کی ملکیت ہے اور "جوناگڈھ اسٹیٹ ریلوے" کے نام سے مشہور ہے۔

ریاست جوناگڈھ جیتلسر راجکوٹ ریلوے لائن مین جو ۴۶ ½ میل کی مسافت مین جاری ہے فی روپیہ ۹ کا حصہ دار ہے جو رقم ۳۱ مارچ ۱۹۲۵ء تک ریاست نے ریلوے کے کام مین لگائی ہے اسکی میزان مع اسکے ریلوے لائنیں حسب ذیل ہین۔

(۱) جوناگڈھ اسٹیٹ ریلوے	۱۰۹۸۰۹۵۸ روپے
(۲) جیتلسر راجکوٹ ریلوے	۷۵۶۶۰۴ روپے
میزان	۱۱۷۳۷۵۶۲ روپے
سنہ ۲۵-۱۹۲۴ء میں خالص ریلوے کی آمدنی حسب ذیل ہوئی:-	
(۱) جوناگڈھ اسٹیٹ ریلوے	۶۴۷۹۳۴ روپے
(۲) جیتلسر راجکوٹ ریلوے	۱۶۰۵۳۴ روپے
میزان	۸۰۸۴۶۸ روپے

حکومت برطانیہ کے ساتھ ایک عہدنامہ کے لحاظ سے ریلوے لائن کا معاہدہ ویسٹرن انڈیا اسٹیٹس ایجنسی کے محکمۂ پولیس کو سونپا گیا اور اس خدمت کے لئے ایک معیّن قسط ادا کیجاتی ہے مزید لائنیں (۱) ویساودر سے دھاری تک ۲۰٫۷۶ میل کی مسافت میں اور (۲) ویساودر سے تلالا تک ۲۶٫۵۱ میل کی مسافت میں جاری کرنے کی تجویز در پیش ہے جو بغرض منظوری گورنمنٹ کو پیش کی گئی ہے]

فوج[1] رسالۂ باڈی گارڈ جس میں ۵۰ سوار ہیں خوب قاعدہ دان اور اپنی خدمات میں لائق تعریف سرگرم ہے۔ اور دوسرا الاّل رسالہ[2] قدیم وضع کا جس میں ۱۰۰ سوار کے قریب ہیں۔ خاص پلٹن جو اس ملک میں خاص پارٹی[3] کے نام سے مشہور اور قاعدہ دان ہے اس میں ۳۰۰ تین سو جوان ہیں دوسری

[1] [ریاست جوناگڈھ کی جنگی قوت جو جوناگڈھ اسٹیٹ فورسس کے نام سے موسوم ہے جس میں (۱) کمانڈنگ آفیسر ۶ انڈین کمیشن آفیسر ۲۲ نن کمیشن آفیسر اور ۱۴۰ عام لشکری سوار وغیرہ کل ۱۷۳ اشخاص ہیں۔ کل مصارف محکمہ مذکورہ سنہ ۲۵-۱۹۲۴ء میں ایک لاکھ نواسی ہزار پانچسو روپے تک پہنچے تھے۔ یہ رسالہ پہلے امپیریل سروس لانسرس کے نام سے موسوم تھا۔

جوناگڈھ اسٹیٹ انفنٹری جو اب مہابت خان جی انفنٹری کے نام سے مشہور ہے۔ ایک جدید انتظامی قوت ہے جو یکم فروری سنہ ۱۹۲۴ء

پلٹن جو جیل وغیرہ کے کامون کے واسطے ہے اس مین کچھ کم سو آدمی ہین ڈریس پولیس تقریباً آٹھ سو آدمیون کی ہے اور بغیر ڈریس کی جو دیہات مین متعین ہے وہ اس سے دو چند ہے لیکن اتفاقی ہنگامون کی ضرورت پر اس سے بھی زیادہ بہم پہونچائی جاسکتی ہے اسواسطے کہ یہ ملک پہاڑی اور گنجان جنگل ہونے کی وجہ سے بعض شریر اور سرکش اقوام کا ملجا و ماویٰ ہے جو گاہ وبیگاہ موقع پاکر فتنہ و فساد کیا کرتے ہین۔ علاوہ برین شتر سوار بھی ہے اور ان سبکی تعداد ریاست کی ضرورت کے موافق قائم ہے نیز ایک رسالہ امپیریل سروس لانسر سو سوارون کا ہے جو فنون حرب وضرب مین خوب مستعد و چست و چالاک ہے اور کئی مقامات مثل میرٹھ وغیرہ مین بمقابلہ اور رسالون کے نیک نام اور فتحیاب ہوکر آیا ہے۔ سرکار عالیجاہ نواب محمد رسول خان بہادر جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ دام اقبالہ کے حکم اعزاز افزائی سے عالیجناب شیخ محمد بہاؤ الدین بہادر سی۔ آئی۔ ای۔ وزیر اعظم ریاست آ[۲]سکے کمانڈر انچیف ہین اور شیخ اعظم میان کمانڈنگ آفیسر ہین۔

توپخانہ ریاست مین ایک توپخانہ ہے توپین دیسی اور انگریزی ساخت کی ہین ایک توپ ہر روز بارہ بجے دوپہر کو چلتی ہے اور سرکار عالی کی سواری کے وقت رمضان المبارک عید الفطر کے موقع پر یعنی شوال کی چاندرات کو افطار کرنے اور سحری کے وقت روئیت ہلال عید اور دوگانہ عیدین پر اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۷) وجود مین آئی ہے یہ انفنٹری ۳ دیسی کمیشن آفیسر ۸ نن کمیشن آفیسر اور ۴۵ سپاہیون کل ۵۶ آدمیون پر مشتمل ہے جسکے جملہ مصارف ۲۵ و ۱۹۲۴ ۱۹۳۵ مین انیس ہزار تین سو پینسٹھ روپئے تھے۔

[پولیس مین ۵۸۸ پیادے اور ۳۰۸ سوار ہین سٹیٹ بینڈ (سرکاری باجہ) پولیس کے ساتھ ملحق ہے]

[۲] لال رسالہ اور خاص پارٹی نامی دونون فوجین ایڈمینسٹریشن کے ابتدائی عہد مین موقوف ہوگئین۔

[۱] فارسی کی تاریخون مین سے بندی بھی لکھا ہے اور سربندی بھی۔

[۲] [فی الحال حسب الحکم حضور نواب محمد مہابت خان صاحب بالقابہ ۱۹۳۲ء سے ریاست جوناگڈھ کے ملٹری سکریٹری امیر شیخ محمد بھائی صاحب ہے

کسی سلامی کے مستحق مہمان کی آمد و رفت کے وقت مقررہ توپیں سر ہوتی ہیں۔

سکّہ کوری دیوان شاہی

جب مغلوں نے کاٹھیاواڑ فتح کیا تو اس زمانے میں جو سکہ اس ملک میں مضروب کیا گیا تھا اسکو محمودی کہتے تھے۔ اسکے بعد جب شاہان دہلی کی حکومت کا سایہ اُٹھگیا تو وہ سکّۂ شاہی بھی مضروب ہونا موقوف ہوگیا حتّٰی کہ نواب حامد خان بہادر اول[۱] نے دوبارہ دار الضّرب جاری کیا لیکن محمودی کی جگہ جو سکّہ مضروب ہونا شروع ہوا اسکا نام دیوانشاہی کوری رکھا گیا اس کوری کو دیوان شاہی اسلئے کہتے ہیں کہ ریاست جوناگڈھ کے حکمران بابی کے بزرگون مین اول شیرخان بابی کو سلطنت دہلی کی جانب سے دیوان کا خطاب مرحمت ہوا تھا جس کا بیان حصّہ سوم باب دوم مین کیا گیا ہے۔ کوری مذکور کی دو قسمین ہین ایک پوری کوری اور ایک نصف کوری ۔۔ پونی چار کوریان تقریبًا ایک انگریزی روپیہ کی قیمت کے برابر ہوتی ہین اور یہ نرخ بدلتا بھی رہتا ہے۔ تانبے کے سکّے کو یہان ڈُکڑہ کہتے ہین یہ بھی دو قسم کا ہوتا ہے ایک پورا ڈُکڑہ دوسرا آدھا ڈُکڑہ پورے ڈُکڑے ایک کوری کے چالیس ہوتے ہین صرف بھاؤ کی کمی بیشی سے کبھی کبھی چالیس مین کم و بیش بھی ہوجاتا ہے۔ دیوان شاہی کوری پر ایک طرف فارسی حرفون مین نواب صاحب بہادر حکمران وقت کا نام اور ناگری حروف مین شری دیوان اور دوسری طرف فارسی حروف مین ضرب جوناگڈھ اور سنہ ہجری جس سنہ مین ضرب دی جائے اور ناگری مین سمبت لکھا جاتا ہے[۲]۔

طلائی کوری

اور سونے کی کوری بھی نواب صاحب بہادر جب کبھی حکم دیتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۹) ماتحت ہے اور کمانڈنگ آفیسر میجر حیات میر خان ہے]

[۳] شیخ اعظم میان کو کرنل کا خطاب ہے۔ لانسر سے ریٹائر ہونے کے بعد نواب سر رسول خان صاحب کے ملٹری سکریٹری مقرر ہوئے۔

[۱] بمبئی گزیٹر جلد ۸ صفحہ ۴۹۵ سے بقول کرنل واٹسن معلوم ہوتا ہے کہ دیوان امرجی کے نام پر اس کوری کے سکہ کا نام دیوان شاہی کوری کہا گیا۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے تعجب یہ ہے کہ کرنل واکر اپنی رپورٹ مین اور دیوان رنچھوڑجی اپنی تالیف مین نواب حامد خان بہادر کو اوّل دیوان لکھتے ہین۔ اور پھر بھی کرنل واٹسن نے ایسی فاش غلطی کی۔ رنچھوڑجی نے اپنے باپ امرجی کی حد سے زیادہ تعریفین لکھی ہے تو وہ اسبات کو بھی کیون چھوڑ دیتا۔

ہین ضرب دی جاتی ہے۔ اور وہ مختلف الوزن اور مختلف القیمت ہوتی ہے۔

زبان عام طور پر اُردو اور گجراتی زبانین بولی جاتی ہین۔ مسلمان لوگ کچھی سندھی اور میمنی زبانین بھی بولتے ہین۔ مکرانی لوگ مکران کی زبان آپس مین بولتے ہین عرب لوگ اپنے ہمجنس عربون مین باہم ٹوٹی پھوٹی عربی زبان بولتے ہین۔ کاٹھی لوگ زبان گجراتی سے کسی قدر ملتی جلتی زبان بولتے ہین۔

مساجد [جوناگڈھ شہر مین مساجد حسب ذیل ہین۔

(۱) جامع مسجد (۲) چیتا خانہ کی مسجد (۳) رنگ محل کی مسجد (۴) مرزا والی مسجد (۵) جونی پولیس ہاڈوی کے اوپر کی مسجد (۶) سرکل کی مسجد (۷) ناگرواڑے کی مسجد (۸) رضی پھلیا کی مسجد (۹) درگاہ والی مسجد (۱۰) قاضی واڑے کی مسجد (۱۱) نگینہ مسجد (۱۲) سید واڑے کی مسجد (۱۳) بوہر واڑ کی مسجد (۱۴) نانھی بو صاحبہ والی مسجد (۱۵) بدام والی مسجد (۱۶) میمن واڑے کی مسجد (۱۷) پنجارواڑے کی مسجد (۱۸) ڈہال پھلیا کی مسجد (۱۹) جمعدار سلیمان والی مسجد (۲۰) تالاب دروازے کی مسجد (۲۱) ہیڈکوارٹر کی مسجد (۲۲) گودھا واؤ والی مسجد (۲۳) ونڈا والی مسجد (۲۴) کہجور والی مسجد (۲۵) چیپنا پھلیا والی مسجد (۲۶) نایک واڑے کی مسجد (۲۷) ملّا واڑے کی مسجد (۲۸) ادھی واڑے کی مسجد (۲۹) بلوچ واڑے کی مسجد (۳۰) بکر پھلیے کی مسجد (۳۱) چکرواو کی مسجد (۳۲) بی لال بخشے صاحبہ کی مسجد (جو بوکڑی واؤ کے نام سے مشہور ہے) (۳۳) پٹھان پھلیا کی مسجد (۳۴) جُھلا ہا واڑے کی مسجد (۳۵) جمال واڑی کی مسجد (۳۶) میان احمد شاہ کے مقبرے والی مسجد (۳۷) میان محمود شاہ کے مقبرے والی مسجد (۳۸) لائن کی مسجد (۳۹) متوا واڑ کی مسجد (۴۰) راج محل کی مسجد (شہر کے باہر) (۴۱) مہابت منزل

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۹) ۵۳ [ایڈمنسٹریشن کے وقت یعنی سنہ ۱۹۱۲ء سے کوری موقوف ہوگئی۔ فقط دکڑہ رائج رہا۔ اور وہ بھی فی الحال بہ نسبت پہلے کے وزن مین ہلکا ہوتا ہے اور ایک آنے کے دس مین نرخ ہے]

	قطعہ تاریخ تعمیر مسجد جامع	لہٰ

بے بہا خانہ خدا ہے یہ ۱۳ ہجری ۱۱		لکھو تاریخ اسے تیش اکی		واہ کیا خانہ خدا ہے یہ		بارک اللہ مسجد جامع
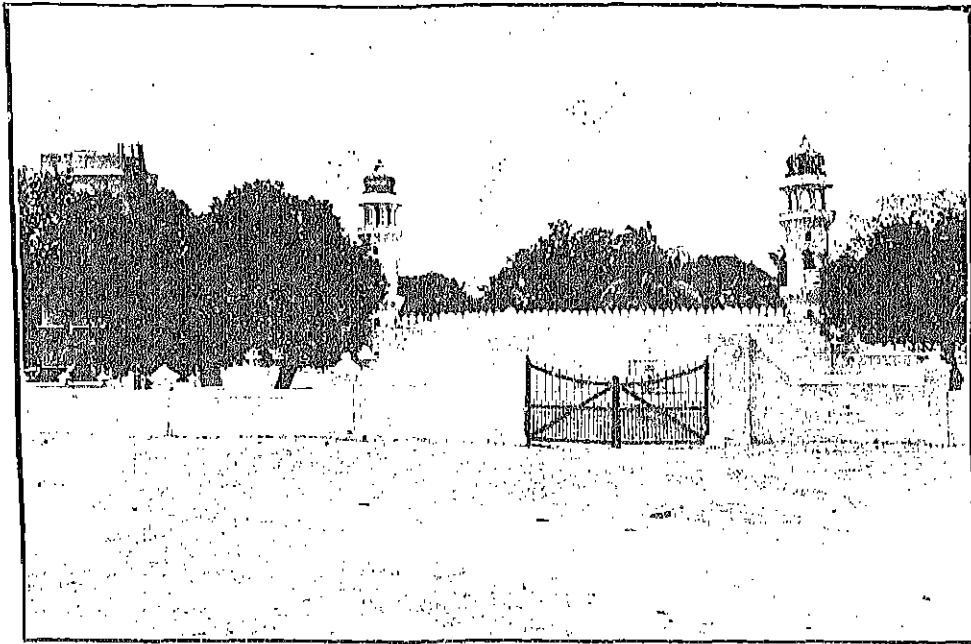
عید گاہ
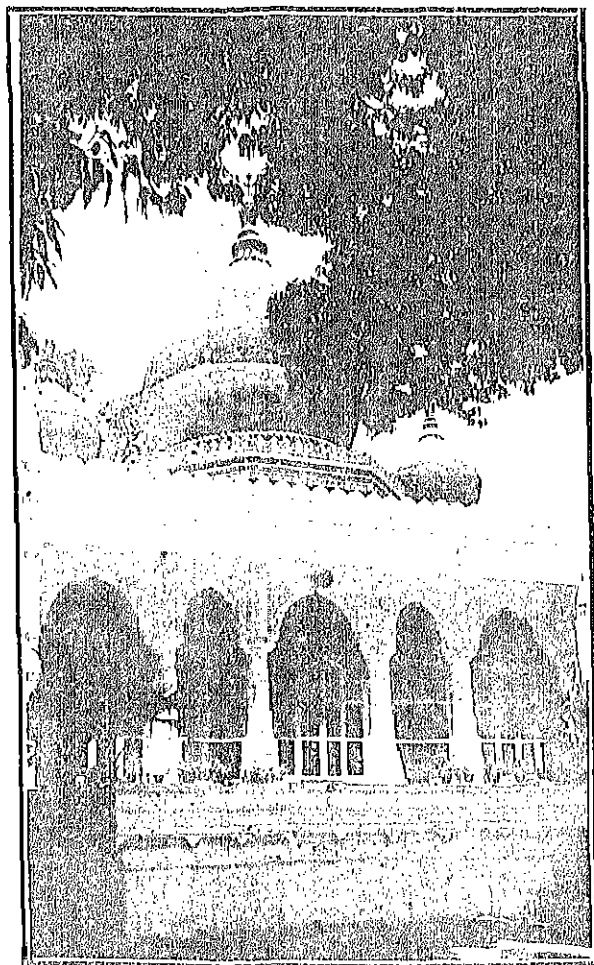
مسجد سردار باغ

کی مسجد (۴۲) لانسریوں کی مسجد (۴۳) سرداباغ کی مسجد (۴۴) لنگھاواڑے کی مسجد (۴۵) منجھوڑی دروازے والی مسجد (۴۶) ہاتھی خانے کی مسجد (۴۷) کالوا دروازے والی مسجد (۴۸) قلعہ بالا کی بڑی مسجد (۴۹) قلعہ بالا کی چھوٹی مسجد (۵۰) غوری پیر والی مسجد (۵۱ و ۵۲) بارہ شہید کی دو مسجدیں (۵۳) مائی گڈیچی کی مسجد (۵۴) کہرنی والی مسجد (۵۵) پنج ہٹڑی کی مسجد (۵۶) کھوکھری مسجد (۵۷) ونجھاری مسجد (۵۸) قاضی انور والی بھوئی واڑے کی مسجد (۵۹) میاں غلام حسین والی مسجد (جو کھتری واڑے کے متصل ہے) (۶۰) شجاعت خان کے بونڈے کی مسجد (پشوری واڑے کی) (۶۱) سرکاری گھاس واڑے کی مسجد (۶۲) بوہر واڑ کی زنانہ مسجد (۶۳ و ۶۴) داتار کے پچھلی کی دو مسجدیں (۶۵) کوہ داتار والی مسجد (۶۶) کوہ گرنار والی مسجد۔ (۶۷) گراسیہ کالج کی مسجد۔ جملہ ۶۷ مسجدیں ہیں]

شہر کی عیدگاہ سرداباغ کے قریب ہے۔

بزرگانِ اہلِ اسلام کے مزارات اہل اسلام میں سے صالحین کے مزارات کا بیان اپنے اپنے موقع پر آئیگا۔

ہنود کے تیرتھ گاہ ہنود کے مقامات تیرتھ جو زیادہ تر مشہور ہیں حسب ذیل ہیں:-

کوہ گرنار اور اسکے دامن میں دامودر کا کنڈ۔ ہنود کے نزدیک یہ دونوں مقام متبرک (پوتر) مانے جاتے ہیں اور پراچی پیپلہ جو جنگل گر کے اندر واقع ہے۔ تلسی سیام اور سومناتھ پٹن جس کا مفصل بیان حصۂ دوم میں گذر چکا ہے۔ سومناتھ پٹن کے قریب مقام تریبنی[1] اور بہالکا کنڈ ہے۔

کارخانہ جات اور ملیں [کارخانجات کے قیام کی تحریک کے لئے ریاست مالکان کارخانہ جات کو نہایت آزادانہ اجازت دیتی ہے۔ اس آزادانہ رویہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ ۱۹۲۵ء میں ریاست نے دو بڑے کارخانوں کا معاملہ منظور فرمایا۔ اور اس طرح ایک شکر کا کارخانہ شاہ پور میں اور دیا سلائی کا کارخانہ بلادل میں قائم

---

[1] سومناتھ پٹن سے مشرق میں قریب پندرہ میل کے فاصلے پر ہے یہاں نواب صاحب کے حکم سے ہر ایک جاتری سے نصف روپیہ بمقتضائے رعایا پروری لیا جاتا ہے حالانکہ گائیکواڑ بڑودہ ہندو ہو کر مقام دوارکا میں ہر جاتری سے نو روپیہ لیتے ہیں۔

ہوئے چمڑے کا کارخانہ نواگڈھ میں جاری ہوا اور برف کا کارخانہ جوناگڈھ میں۔
ریاست میں پچیس ۲۵ روئی نکالنے کی کلون کے کارخانے اور پانچ روئی کے پریس ہیں۔
ایک لکڑی چیرنے کی مِیل کے علاوہ ریاست میں سترہ ۱۷ آٹے کے گرن پانچ ۵ تیل کی میلین اور گیارہ ۱۱ آٹے اور تیل کی مخلوط میلین ہیں۔
جوناگڈھ میں ایک زردوزی کا کارخانہ بھی ہے جس میں کپڑون پر ہر قسم کا زرین کارچوبی کام نہایت عمدہ ہوتا ہے کارخانے کے لوگ ساڑھیون، صافون وغیرہ پر بہت ہی خوشنما زردوزی کا کام کرتے ہیں۔ پُرانی طرز کے خوشنما منقش کوچ اور کرسیان بھی سنہری اور روپہری غلافون کے ساتھ بنائی جاتی ہین۔

موٹر سروس حدود ریاست میں پسنجرون وغیرہ کے لئے موٹر سروس کی کئی مقامات پر منظوری دی گئی ہے جن میں سے بعض کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) جیت پور سے دھوراجی تک براہ منڈلیک پور۔
(۲) چوروا ڑ روڈ ریلوے سٹیشن سے چوروا ڑ شہر تک۔
(۳) کتیانہ سے سراڑیا تک۔
(۴) بہادرپور ماتحت بھیسان درمیان کونکاوا و بگسرا۔
(۵) کیشود سے منگرول تک
(۶) اُنشالا سے میندردا تک
(۷) شاہپور سے بنتھلی تک
(۸) وڈال سے بھیسان رانپور روڈ
(۹) کتیانہ راناداو ریاست جوناگڈھ کی حد میں۔
(۱۰) بلاول سے کوری نار تک۔

(۱۱) بلادل۔ اونہ۔ نوابندر وغیرہ۔

بلادل سے پٹن تک دو میل کی مسافت مین پسنجرون کے لئے گھوڑون کی ٹرام وے جاری ہے۔

برقی طاقت کے مکانات تین مندرجۂ ذیل مقامات پر الیکٹرک پاور ہاوسس ہین۔

(۱) رسول منزل (۲) دربار گڈھ (۳) سردار باغ۔

ٹیلیفون ٹیلیفون ڈپارٹمنٹ کے سنٹر آفس مین ۸۰ لائنین ہین۔ جنمین سے ۴۸ کا تعلق راج محل۔ ریاست کی آفیسون اور افسرون کے بنگلون سے ہے۔

ہفتہ وار تعطیل کا دن جمعہ کا دن عام طور پر پورا تعطیل کا روز ہے۔ اور عدالت کو نصف روز تعطیل رہتی ہے

بارش مندرجۂ ذیل نقشہ مین ریاست کے تین۳ مقامات پر بارش کا مقابلہ کیا گیا ہے

نمبر	نام مقام	گذشتہ پانچ سال کی اوسط		سنہ ۱۹۲۲ء مین بارش		سنہ ۱۹۲۳ء مین بارش		سنہ ۱۹۲۴ء مین بارش	
		انچ	سینٹس	انچ	سینٹس	انچ	سینٹس	انچ	سینٹس
۱	جوناگڈھ	۳۱	۷۹	۱۲	۵	۲۲	۷۶	۲۶	۵۳
۲	کیشود	۳۰	۳۰	۷	۵۸	۲۱	۴۳	۱۷	۴۸
۳	اونہ	۲۵	۳۸	۱۴	۸	۱۶	۸۴	۲۱	۹۲

آم کے درخت ریاست مین رعایا کے آمون کے درختون کی تعداد ۱۸۳۴۴ ہے اور سرکاری کی ۹۰۵۴

گرکا جنگل گرکا وسیع جنگل ساٹھ۶۰ میل لمبا اور تیس۳۰ میل چوڑا ہے جسکا کل رقبہ ۱۴۰۰ میل مربع ہے اس تمام رقبہ مین ۱۲۰۰ میل رقبہ مقبوضۂ ریاست جوناگڈھ ہے۔ اس جنگل کا شیر ببر نہایت قوی اور بہت

ہیبت ناک ہوتا ہے جو افریقہ کے ایک خاص حصّے کے سوا ہندوستان کے کسی حصّے مین نہین
پایا جاتا چنانچہ ہندوستان اور یورپ کے بڑے بڑے شہرون کے عجائب خانون مین بھیجا جاتا ہے
علاوہ شیر ببر کے چیتا۔ تیندوا۔ بڈ۔ بھیڑیا۔ گیدڑ۔ لومڑی۔ چیتل۔ سانبھر۔ نیل گائے۔ سیاہ
گوش۔ ہرن۔ وغیرہ جانور بکثرت ہوتے ہین اور بندر بھی ہوتے ہین مگر گجرات سے کم۔

اس جنگل مین حضور نواب صاحب بہادر دام اقبالہٗ اور عالیجناب وزیر اعظم بہادر کبھی کبھی شکار
کھیلنے تشریف لیجاتے ہین اور اکثر یورپین حکام بھی اجازت لیکر شیر وغیرہ جانورون کا وہان شکار کھیلتے ہین
یہ جنگل شکار کے لئے نہایت موزون جگہ ہے۔ اس گر کی دیسن نامی بھینس ۳۲ سیر دودھ دیتی ہے

اس جنگل مین دیگر درختون کے سوا اکثر اقسام کے ایسے درخت بھی ہین جنکی لکڑی چھوٹی اور بڑی عمارات
مین کار آمد ہوتی ہے جیسے شیشم۔ ساگوان۔ ٹیمرو۔ ساجڑ۔ خیر (کھیر) تینبروا۔ بیڑا۔ وغیرہ کل ۴۰
قسمین خاص خاص درختون کی ہین اور بعض بعض درخت تو بہت بلند اور بالکل سیدھے سرو سہی کے
مثل ہوتے ہین اور نایاب نایاب جڑی بوٹیان بھی اس گر مین دستیاب ہوتی ہین۔ گر کے جس حصّے مین
پہلے زراعت نہین ہوتی تھی اب وہ حسن انتظام اور لایق ملازمان ریاست کی اصلاح و تدبیر سے مزروع
ہوکر متعدد مواضع کی آبادی سے ایک نیا محال بنگیا ہے چنانچہ سنہ ۱۸۷۲ع کی ۹ ہزار آمدنی کے مقابلے مین اب
تقریباً دو لاکھ روپیہ ہوتے ہین۔ اس اصلاح کے واسطے انگریز بھی ملازم رہے تھے۔

کوہ گرنار اس پہاڑ کا دور نیچے زیادہ ہے اور اسکے بعد سطح زمین سے بلند چوٹی تک گاؤ دم ہوکر کم ہوتا چلا
گیا ہے۔ اور بہیئت مجموعی اس کی شکل گویا مخروطی ہے اس کی کئی چوٹیان ہین جنکے نام یہ ہین۔ ہنود کی انبا
دیوی۔ یا گرنار دیبی کی چوٹی اسپر مذکور دیبی کا مندر ہے۔ گورکھ ناتھ کی چوٹی یہ سب سے زیادہ اونچی ہے
یعنی سطح آب سے ۳۶۶۶ فیٹ بلند ہے۔ اوگھڑ کی چوٹی۔ گرو دتاتری کی چوٹی[1] اس پر لوگ شاہ مدار رحمۃ اللہ

[1] جین لوگ اس کو کہار بال کی ٹونک کہتے ہین یہان دو باغ شیر باغ اور رتن باغ ہین اور اسکے شمال و مغرب مین ایک پہاڑ ہے جسکو گبر یا گدھے سنگھ کا پہاڑ کہتے ہین۔

علیہ

گرنار پر نیمناتھ مندر
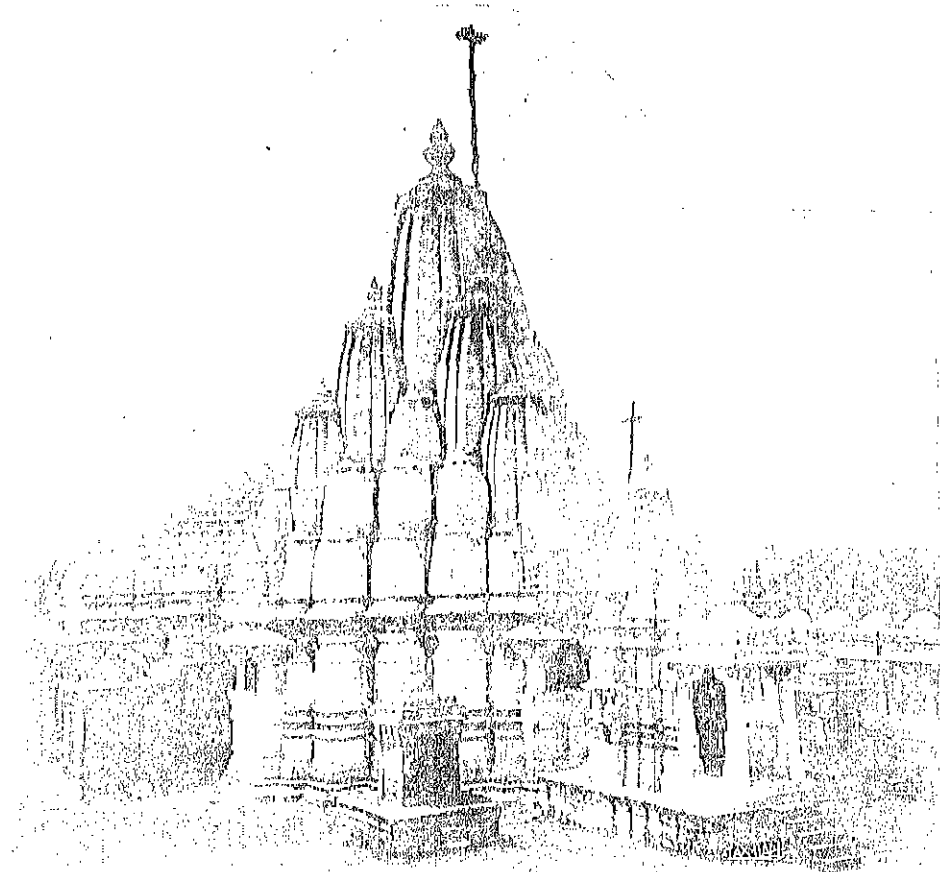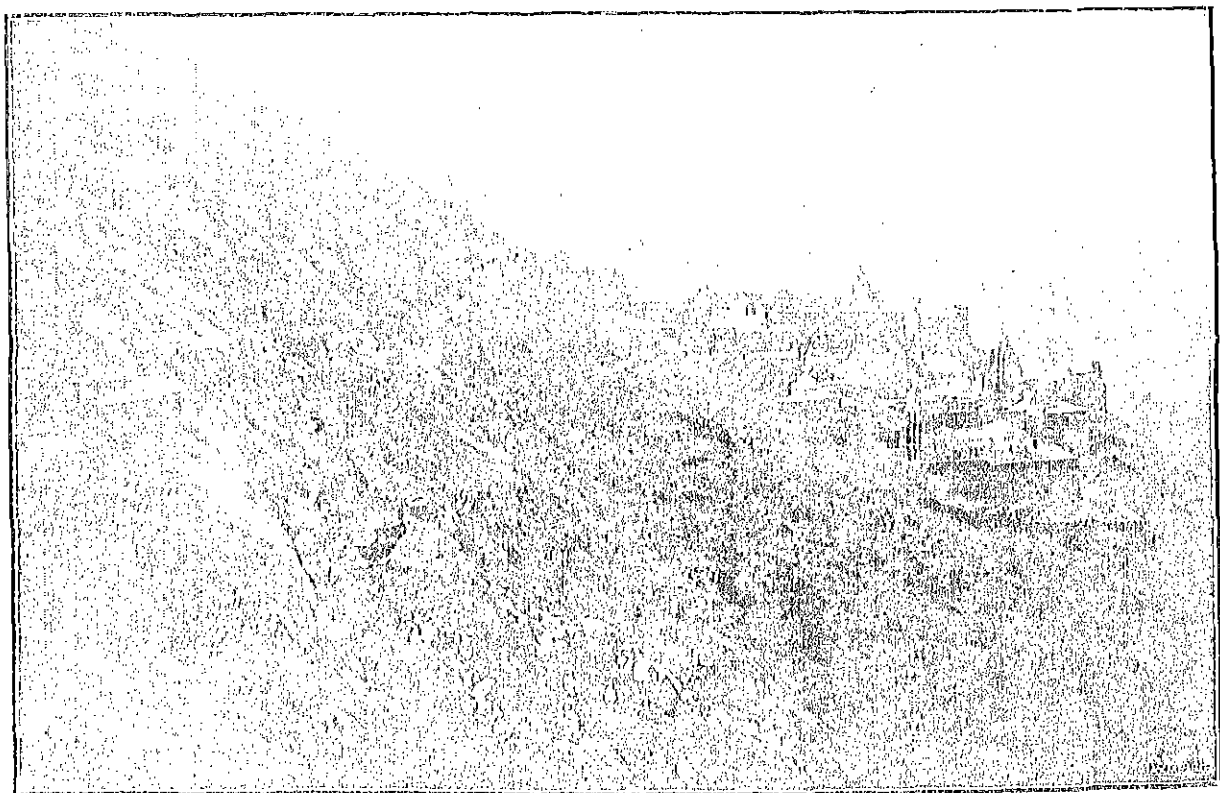
گرنار پر جین منادر

علیہ کا چلّہ بتاتے ہین یہان ایک مسلمان فقیر بھی رہتا ہے۔ کالکا کی چوٹی[1]۔ سمپرتی راجہ کی چوٹی[2]۔ دتو
پال کی چوٹی۔ سگرام سنار کی چوٹی۔ بکروسی یا چندر راجہ کی چوٹی۔ نیمناتھ کی چوٹی[3]۔ مانسنگھ کی چوٹی[4]۔
اس پہاڑ پر قدیم قلعہ[5] اور محل کے کھنڈر ابتک موجود ہین اور جین مذہب کے بھی کئی مندر ہین جنہین
اُن کے بائیسوین تیرتھنکر (مذہبی پیشوا) نیمناتھ اور تیئسوین تیرتھنکر پارسناتھ کی مورتین ہین۔ یہان
ہر سال دو میلے کارتک اور چیت مین ہوتے ہین دونون مین ہندوستان کے دور دور مقامات کے
ہندو جاترا کرنے آتے ہین۔ اور گئو مکھی ہنومان دہارا اور کمنڈل یہان کے مشہور کُنڈ ہین۔ شہر جوناگڈھ
کے باگیسری دروازے سے جو گرنار پر جانے کا راستہ[6] ہے اس پر جاتے ہوئے داہنی طرف اشوک اور
رودرداما اور سکند گپت کے کتبے پالی زبان مین ایک بڑے پتھر پر لکھے ہوئے ملتے ہین۔ اسکے بعد
دامودر کنڈ ہے جو ۲۷۵ فیٹ لمبا اور ۵۰ فیٹ چوڑا ہے۔ بعد ازان بھولیسر نامی ایک جگہ ہے جہان
ہر سال ہندوؤن کا میلہ ہوتا ہے اسکے بعد تھوڑی ہی دور اور اوپر چڑھکر پانچ پانڈون کی ڈیریان آتی
ہین پھر پہلی لکھی ہوئی چوٹیان ملتی ہین نیز بدھ مذہب والون کے بہت سے گہرے گہرے غار اور پوشیدہ

---

[1] اس چوٹی پر اگھوری وغیرہ جنگلی لوگ رہتے ہین [فی الحال نہین]

[2] اس راجہ کو اکیس سو برس گذرے ہین جسکا دار الحکومت اوجین تھا اس نے کئی مندر تعمیر کرائے ہین۔

[3] اسکے کتبے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پر نیمناتھ کا مندر خاندان جادو یعنے چوڑاسما کے راجہ منڈلیک نے سمبت ۱۱۱۵ مین بنوایا ہے۔
بمبئی ایشیاٹک سوسائٹی جلد اول صفحہ ۹۴۔

[4] ملک کچھ کے رہنے والے مانسنگ تیتال نے سنبھوناتھ کا مندر اور سورج کنڈ بنوایا۔ اسلئے اُسکے نام سے اس چوٹی کا نام مشہور ہوگیا۔

[5] مرآت احمدی جلد ۲ صفحہ ۱۶۹ کے موافق خاندان چوڑاسما کے راجہ کہنگار نے یہ قلعہ تعمیر کرایا ہے مگر کہنگار نامی کئی راجہ ہوے ہین اگر
پہلا مانا جائے تو وہ سنہ ۴۲ء سے سنہ ۱۰۶۷ء تک ہوا ہے۔

[6] گرنار پہاڑ پر جانے کے لیئے پردیسی سے ایک آنہ۔ اور دیسی سے آدھ آنہ ٹیکس لیا جاتا ہے [فی الحال موقوف ہوگیا ہے]

تہ خانے ہین اسکے سوا اور بھی اکثر پرانے آثار پائے جاتے ہین جو تاریخی مذاق والون کے لئے بڑی دلچسپی کی چیزین ہین۔ نباتات انواع و اقسام کے خصوصاً بوٹیان اس پہاڑ مین ایسی ایسی عجیب وعزیب ہوتی ہین جو ہندوستان کے کم حصون مین ہوتی ہونگی۔ اس پہاڑ سے قیمتی پتھر بھی انواع واقسام کے نکلتے ہین۔ بعض کا قول یہ ہے کہ یہ پہاڑ کبھی نہ کبھی آتش فشان ہوجائے گا۔

گرنار کے قدیم نام وغیرہ — اس پہاڑ کے قدیم نام اوجنت اور گرنور ہین اور بعض لوگ ریوتاچل بھی کہتے ہین مگر ریوتاچل صرف اس پہاڑ کے اس حصہ کا نام ہے جو ریوتی کنڈ[۵۱] کے پاس واقع ہے۔ تمام گرنار کو ریوتاچل نہین کہتے۔ ریاست جوناگڈھ نے گرنار پر آمد و رفت کا راستہ بنوانے مین زر کثیر صرف کیا ہے اور ہنود نے سورتی کے ذریعے معقول رقم خرچ کرکے سیڑھیان بنوادی ہین جو درحقیقت دنیا بھر مین سب سے بڑی سیڑھی ہے۔ اس پہاڑ پر عمدہ فضا اور دلکشا ہوا ہونے کی وجہ سے ریاست کی طرف سے مکانات بنے ہوئے ہین جن مین انگریز اور دیسی لوگ جاکر ٹھیرتے ہین۔

گرنار اور اسکے اطراف کا جنگل ایک محال بنگیا ہے تین برس پہلے صرف ۱½ ہزار روپیہ سالانہ آمدنی تھی اب تقریباً ۳۲ ہزار روپئے ہوگئی ہے۔

کوہ داتار — کوہ داتار۔ یہ پہاڑ بہ نسبت گرنار کے دوسرے درجہ کا پہاڑ ہے۔ جس کی چوٹی سطح آب سے ۲۷۷۹ فیٹ بلند ہے ایک بزرگوار سید جمیل[۵۲] شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس پہاڑ پر آکر مقیم ہوئے تھے جو اپنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۵) ۵۰ اور دوسری جگہ بدھ مذہب والون کے یہ غار بھی ہین۔ کھاپرا کھوڑیا۔ باوا پیارے کا مٹھ۔ بکوٹہ شکر یہ ٹیمبا وغیرہ۔

۵۱ کہا جاتا ہے کہ راجہ ریوت کی بیٹی ریوتی جو کرشن راجہ دوارکا کے بھائی بلبھدر سے بیاہی تھی یہ کنڈ اسکے یادگار مین بنایا گیا تھا۔

۵۲ ان کا نام سید محمد عبدالہادی اور بقول بعض سید عبدالوہاب تھا اور سید جمیل شاہ لقب ہے ۲۷ رمضان شریف ۵۸۰ھ ہجری کو مشہد مقدس مین پیدا ہوئے مشہور ہے کہ آپنے سات برس کی عمر مین قرآن مجید حفظ کرلیا اور پندرہ برس کی عمر مین علوم درسیہ سے فارغ ہوکر تصفیہ و تزکیۂ باطن مین مشغول ہوئے چند روز کے بعد حج کو گئے اور حج و زیارات سے فراغت پاکر اس ملک مین رونق افروز ہوئے

کوہِ داتار کا بالائی منظر
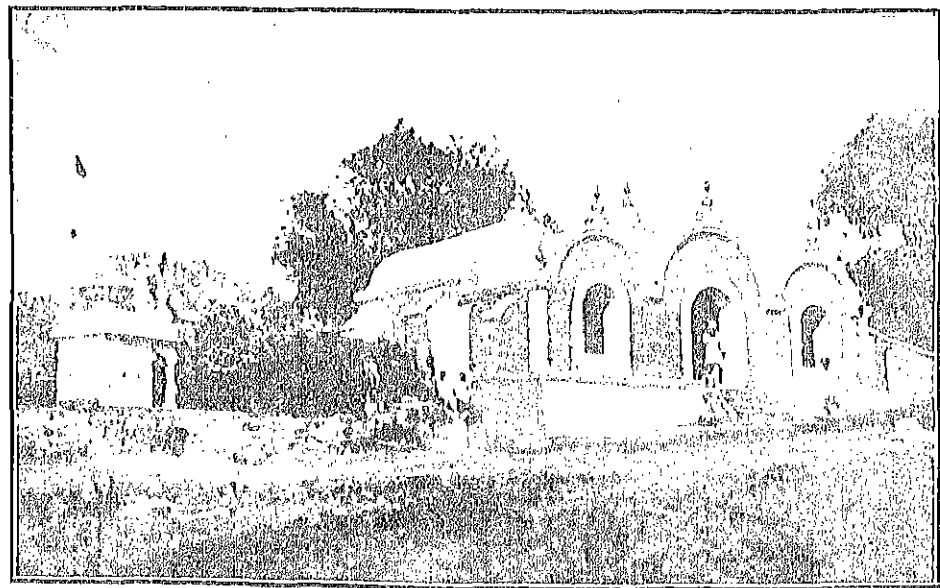
کوہِ داتار پر کوٹلہ وزیر کا منظر

باطنی فیوض اور سخاوت کی وجہ سے داتار مشہور ہین انہین بزرگوار کی نسبت سے یہ پہاڑ بھی داتار کے نام سے مشہور ہوگیا اس پہاڑ پر جانے کا راستہ جوناگڈھ کے بلاول دروازہ کی طرف سے ہے ریاست نے ۱۸۹۴ء مین اس پہاڑ پر جانے کی سیدھی پختہ سڑک نیچے سے اوپر تک رقم کثیر سے بنوادی ہے جس سے داتار پر زیارت کی غرض سے جانے والون اور عام راہگیرون کو آمدورفت مین نہایت درجہ کی آسانی و سہولت ہوگئی ہے۔ یہ سڑک وزیراعظم بہادر کے چچیرے بھائی شیخ محمد حفیظ الدین کے اہتمام سے تیار ہوئی ہے جس کی عمدگی اور کفایت کے ساتھ تیاری کو حضور نواب صاحب بہادر نے بہت پسند فرماکر اظہار مسرت اور رضامندی کیا اور اس حسن خدمت کے صلے مین معقول رقم بھی انعام مین عطا فرمائی۔ مگر اب اس سڑک کے علاوہ اول سے آخر تک سنگین سیڑھیان بڑے خرچ سے بنائی گئین ہین۔

اس پہاڑ کے دامن مین اول جناب داتار رحمۃ اللہ علیہ کا چلہ ہے جو بڑی خوش فضا جگہ ہے اس کے متصل ہی ایک تالاب بھی نہایت خوشنما واقع ہے۔ جو داتار تالاب کے نام سے مشہور ہے ایک مسجد اور مسافر خانہ بھی ہے مشہور ہے کہ وہان جاکر رہنے سے جذام اچھا ہوجاتا ہے اسی خیال سے اکثر مریض جایا کرتے ہین۔ چند سال ہوئے کہ نواب محمد بہادر خان مرحوم کے زمانے مین ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند کے بڑے فرزند ارجمند ولیعہد سلطنت پرنس آف ویلز بہادر کے فرزند کلان پرنس وکٹر متوفی کی یادگار مین ایک ہسپتال جذامیون کے علاج کے واسطے تقریباً چالیس ہزار روپیہ مصارف سے وزیر صاحب کی جیب خاص سے تعمیر ہوا ہے جس مین ایک ڈاکٹر رہتا ہے اور مریضون کو سرکار جوناگڈھ کی جانب سے رہنے کو مکان اور کھانا بھی ملتا ہے۔ داتار پر چڑھتے ہوئے ایک جگہ کوٹلہ وزیر کے نام سے مشہور ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۶) اور داتار کے غار مین گوشہ نشین ہوکر مشغول ریاضت رہے بعد ازان اسی پہاڑ کے دامن مین تالاب کے کنارے مصروف عبادت رہے اور سلسلۂ تلقین و ارشاد بھی جاری فرمایا حتی کہ بیشمار سالکان طریقت و معرفت آپ کے فیض ظاہری و باطنی سے مستفید ہوئے آپ کے مرشد پیر پہا رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کا مزار شریف سندھ مین نگر ٹھٹھہ مین ہے۔

جہان ایک چشمہ ہے وہان وزیر صاحب کی بیوی آمنہ بیگم صاحبہ کی فیاضی سے ایک مسافرخانہ بنا ہواہے اور فی الحال سرکار عالی نواب صاحب بہادر دام اقبالہ کے جیب خاص کے مصارف سے ایک بہت بڑا کنوان بھی تیار ہوا ہے۔ اسکے آگے چلکر ایک اور کنوان ہے جس کا پانی بدرجۂ غایت شیرین ہے اس شیرینی کی وجہ سے اسکو شکر کنوان کہتے ہین یہان بھی سرکار فیض مدار نے اپنی جیب خاص سے ایک بڑا کنوان تعمیر کروایا ہے اور تعمیر مسافرخانہ وغیرہ زیر تجویز ہے۔ یہ جگہ گنجان اور سرسبز درختون کے سایے سے ڈھکی ہوئی عمدہ منظر ہونے کی وجہ سے بڑی دلکش اور فرحت بخش ہے۔ اس کے آگے بلندی کوہ پر داتار کا خاص مکان ہے جو ایک تنگ و تاریک غار ہے جسمین موسم سرما مین قطرہ قطرہ پانی ٹپکتا رہتا ہے اور وہان مسجد و مسافرخانہ بھی ہے یہ مسافرخانہ اور اوپر کی سیاہ سنگ خارا کی سیڑھیان اور تین ٹانکے سب بغرض رفاہ عام وزیر صاحب کی فیاضی سے بنے ہین ان مکانون کے بڑے بڑے چوک ہین جو عمدہ فضا طرب آمیز ہوا اور منتہائے نظر تک ہرا ہرا جنگل نظر آنے کی وجہ سے لایق دید ہین ان سب مذکورۂ بالا مقامات کا نام داتار کا مکان ہے۔ اور پہاڑ کی منتہائی بلندی کو سدکنیری کہتے ہین۔

دارالصّدر ریاست اس ریاست کا دارالصّدر شہر مصطفٰے آباد عرف جوناگڈھ ہے جو کوہ داتار اور کوہ گرنار کے دامن مین ۱۷ درجے ۱۳ دقیقہ طول بلد اور ۲۱ درجے ۱ دقیقہ عرض بلد پر واقع ہے۔ اس کی آبادی قریب ۴۰ ہزار آدمی کے ہے جس مین تقریبًا آدھے مسلمان اور آدھے ہندو ہین۔ اس کی شہرپناہ نہایت مستحکم ہے جسکو سلطان محمود بیگڈہ نے تعمیر کروانی شروع کی اور عہد شاہجہانی مین میرزا عیسٰے ترخان فوجدار جوناگڈھ نے اس کی تکمیل کی چنانچہ اس کا مفصل بیان حصّہ دوم مین گذر چکا ہے۔

جوناگڈھ کے دروازے شہرپناہ کے آٹھ دروازے اور ایک کھڑکی ہے جن مین ایک ریلوے دروازہ ہے جو ریلوے اسٹیشن کے مقابل لارڈ رے صاحب گورنر بمبئی کی یادگار مین ریاست نے تعمیر کرایا ہے ۲ دوسرا انبھلی دروازہ ۳ تیسرا تالاب دروازہ ۴ چوتھا شاہپور دروازہ۔ ۵ پانچوان بلاول یا کالوا دروازہ ۶ چھٹا باگیسری دروازہ
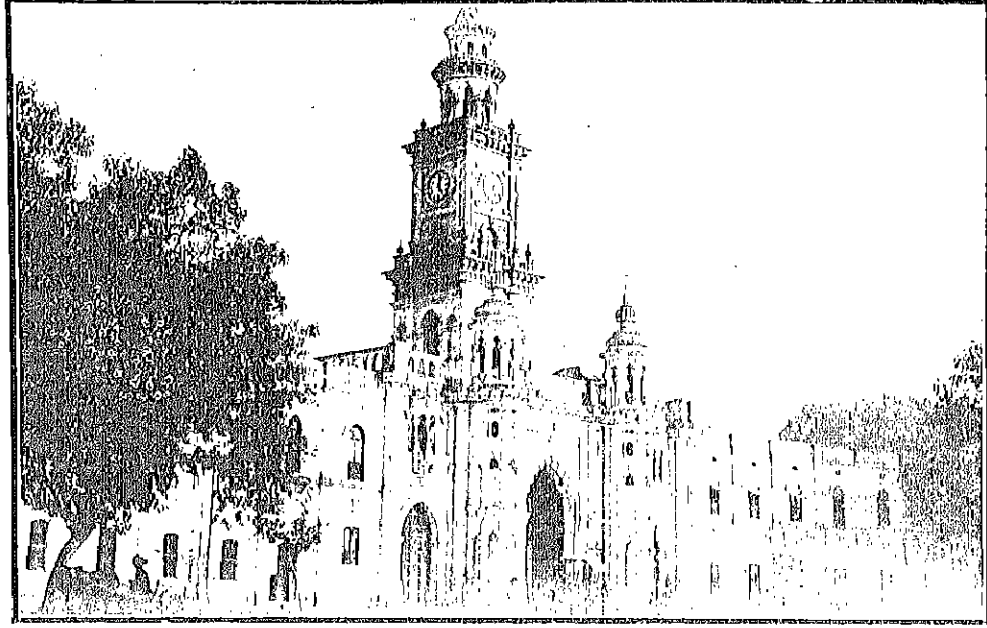
اسٹیشن دروازہ مع کلاک ٹاور اور بہاؤالدین سرکل
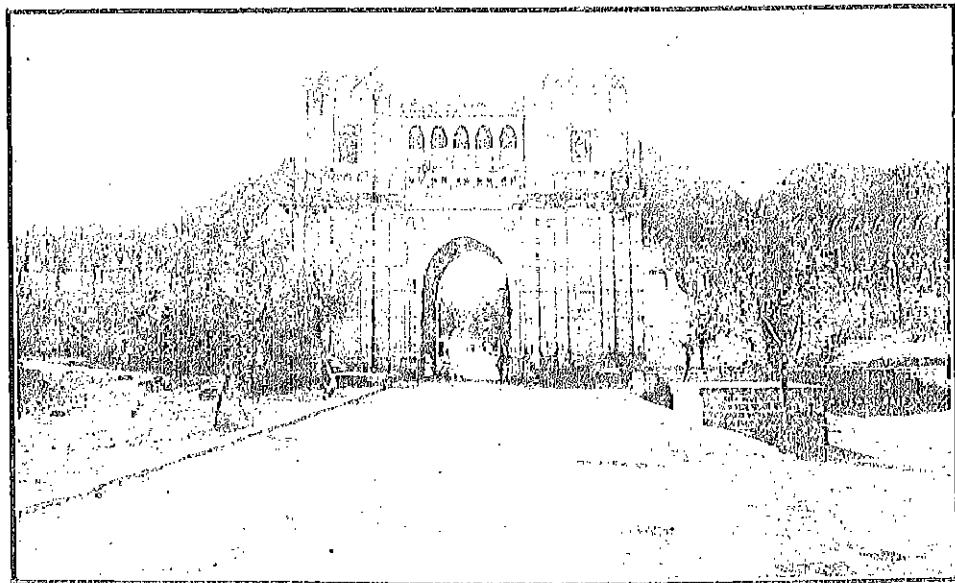
منجھیوڑی دروازہ

ساتوان دھارا گڈھ[1] دروازہ اور آٹھوان منجھیوڑی دروازہ ان دونون دروازون کے درمیان ایک اور دروازہ دہلی دروازہ نامی بھی تھا مگر اب وہ بند ہے اور مذکور کھڑکی بلاول اور باگیسری دروازون کے درمیان واقع ہے۔ رے دروازہ جس کا ذکر اوپر گذر چکا اسٹیشن دروازے کے نام سے زبان زد خاص و عام ہے اس دروازے پر ایک منارہ نما عمارت ہے جس مین ایک بڑی گھڑی لگائی گئی ہے اُس کے گھنٹے کی آواز آخر شب کو تمام شہر مین جاتی ہے بلکہ جس جانب یہ نصب کی گئی ہے اُس جانب تو بیرون شہر بھی دور تک جاتی ہے۔

شہر جوناگڈھ شہر جوناگڈھ اپنی خوشنما عمارات نفاست اور طرز آبادی کے لحاظ سے تمام جزیرہ نماے کاٹھیاواڑ مین اعلیٰ درجہ کا شہر ہے بلکہ اس کی عالیشان خوشنما عمارات سنگین سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ملک کاٹھیاواڑ کا جے پور ہے اس کا نام اگرچہ جوناگڈھ ہے مگر اس کی خوبصورت جدید عمارات کی ترقی اور تازہ آراستگی کے لحاظ سے اُس کو نیا گڈھ کہنا چاہیئے جب کوئی اجنبی شخص ریلوے اسٹیشن سے شہر کا ارادہ کرتا ہے تو سب سے پہلے اُس کو بہاؤالدین[2] سر کل کی عالیشان عمارت نظر آتی ہے جس کی

---

[1] اس دروازہ کے قریب بارہ شہیدؒ کا مزار ہے جو مشہور مقام ہے۔ یہان وہ بارہ شہدا مدفون ہین جو جے سنگھ کے مقابلہ مین لڑکر شہید ہوئے ہین رحمہم اللہ تعالیٰ۔ از تاریخ سورٹھ صفحہ ۲۶ مسٹر برجس مترجم تاریخ مذکورہ لکھتا ہے کہ جے سنگھ ابن کھینگار نے ۱۳۳۳ء سے ۱۳۴۵ء تک راج کیا لیکن کرنل واٹسن ۱۳۵۱ء سے ۱۳۶۹ء تک یہ راج بیان کرتا ہے۔ سٹیٹسٹکل اکونٹ آف جوناگڈھ صفحہ ۱۰۹۔ اسی مزار شہدا کے قریب مائی گڈھیچی نامی جگہ ہے جہان ایک چھوٹی سی مسجد ہے اور اس مسجد مین ذیل کا عربی کتبہ لگا ہوا ہے۔ امر ببناء ھذا المسجد المبارک الصدر المفضل المعظم المنعم المؤید المکرم ملاذ الصدور والنواخیذ عماد الحاج والحرمین عفیف الدنیا والدین ابوالقاسم بن علی الایرجی راجیًا من اللہ رضوانہ تقبل اللہ منہ وغفرلہ ولوالدیہ فی سنۃ خمس و ثمانین وستمائۃ ترجمہ اس مبارک مسجد کی تعمیر کا حکم صدر باعظمت و فضل و دولتمند و بزرگوار ابوالقاسم بن علی نے ۶۸۵ہجری مین دیا جنکا اللہ پاک مددگار رہے اور جو تمام ناخداؤن اور بحری سوداگرون کے جائے پناہ ہین اور تمام حاجیون اور حرمین شریفین کے معتمد ہین۔ اور دنیا و دین کے

عظمت وشان کو دیکھکر وہیین سے شہر کی خوبصورت آبادی اور طرز عمارات کا اندازہ کرلیتا ہے اس سے
ملحق رہے دروازہ معروف بہ اسٹیشن دروازہ ہے۔ اس دروازے کے بالکل متصل شہر کے اندر داخل
ہوتے وقت بائین ہاتھ پر مہابت باغ ہے جہان نواب صاحب اکثر پہلوانون کی کشتیون وغیرہ کے
تماشے دیکھا کرتے ہین۔ اسکے محاذی داہین ہاتھ پر مہابت خان یتیم خانہ کے احاطہ کا سلسلہ دور تک
چلا گیا ہے جو کنگز روڈ پر مڑکر شاہی مقبرون تک جاکر ختم ہوتا ہے یہ عمارت اصل مین وزیر صاحب کی بیوی
آمنہ بیگم صاحبہ کی بنائی ہوئی ہے۔ اس سے ذرا آگے ایک بہت بڑی وسیع ورفیع خوش منظر عمارت ہے
جو بڑی صناعی اور استواری کے ساتھ تعمیر ہوئی ہے یہ عمارت جیلخانہ ہے جس مین کثیر التعداد قیدی ایک دوسرے
سے جدا جدا رہ سکتے ہین یہ جیل خانہ اتنا وسیع ہے کہ کاٹھیاواڑ کی کسی ریاست کا اتنا بڑا محبس نہین۔ بلکہ اس کی
نظیر کل ہندوستان مین بھی کم ملیگی جیل خانہ کے جنوبی جانب تھوڑی دور پر جنت مکان نواب محمد
مہابت خان بہادر کا مقبرہ ہے جو مہابت مقبرے کے نام سے مشہور ہے یہ اپنی ساخت مین ہشت پہلو
ہے اور ایسا نفیس ولطیف تیار کرایا گیا ہے کہ خوبصورتی کام کی باریکی اور سنگ تراشی کی نزاکت ان تمام
حیثیتون کے اعتبار سے قابل دید بلکہ کاٹھیاواڑ مین لاجواب عمارت ہے جس مین نواب جنت مکان
کے بڑے صاحبزادے مرحوم نواب محمد بہادر خان بھی مدفون ہین۔ اس مقبرے کے قریب ایک اور نفیس
سنگین مقبرہ ہے جس کو مقبرہ جدید کہتے ہین۔ اور جو مدار المہام ریاست شیخ محمد بہاؤالدین۔ سی۔ آئی۔ ای

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۹) پاک دامن ہین۔ اور خاص اللہ پاک کی رضاجوئی کے لئے انہون نے اس تعمیر کا حکم دیا۔ جس کو اللہ پاک
مقبول فرمائے اور ان کو اور ان کے والدین کو بخشے۔

۵۴ [اس سرکل مین پیشتر مسافر وغیرہ کرایہ پر رہا کرتے تھے مگر زمانۂ ایڈمنسٹریشن سے وہ صرف ریلوے کے ملازمین کیلئے مخصوص ہے۔ اور اسکے ایک حصہ مین بلوے آفس بھی ہے]

۵۵ [یہ یتیم خانہ فی الحال امیر بورڈنگ ہاؤس کے عقب اور اولڈ لینسرس کے مکانون مین منتقل کردیا گیا ہے۔]

۵۶ [نواب رسول خان صاحب شاہزادہ شیر زمان خان اور شاہزادہ بہادر خان اسی مقبرے مین مدفون ہین]

مہابت خان مدرسۃ المعلّی
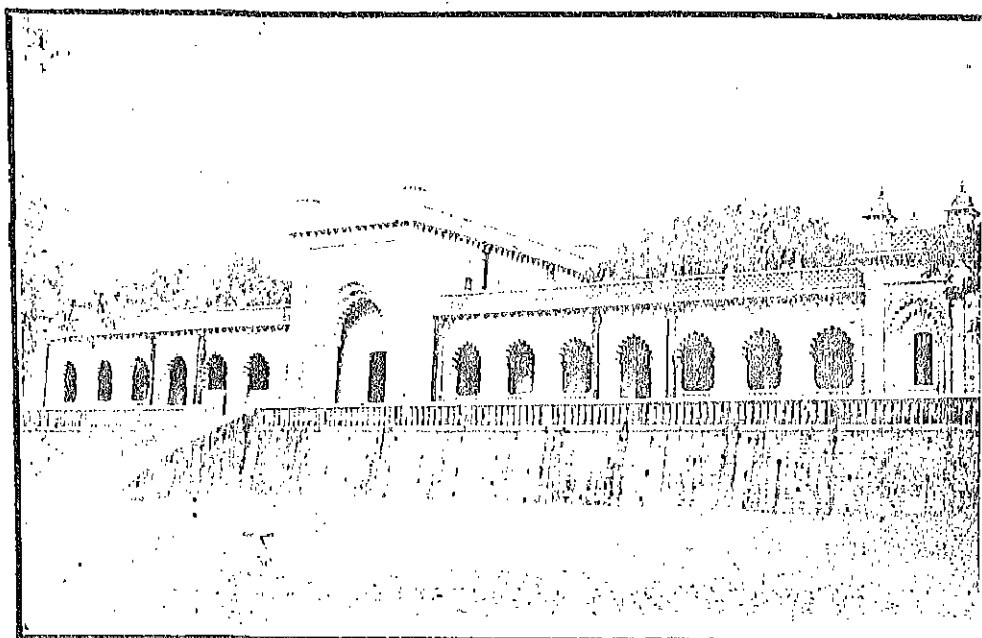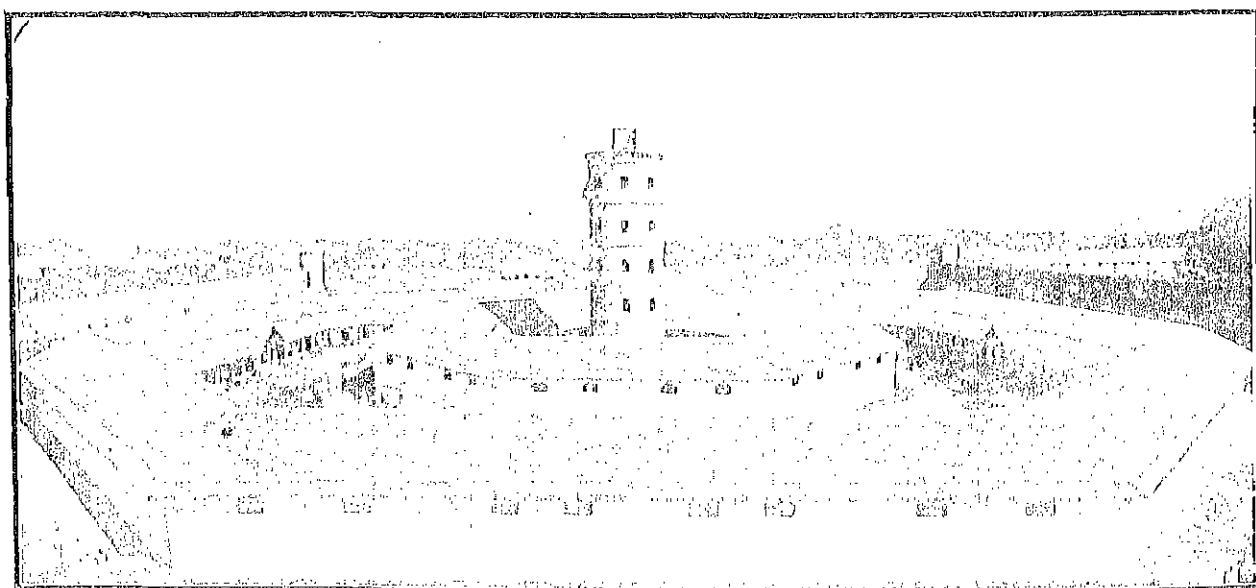
سنٹرل جیل (اندرونی نظارہ)
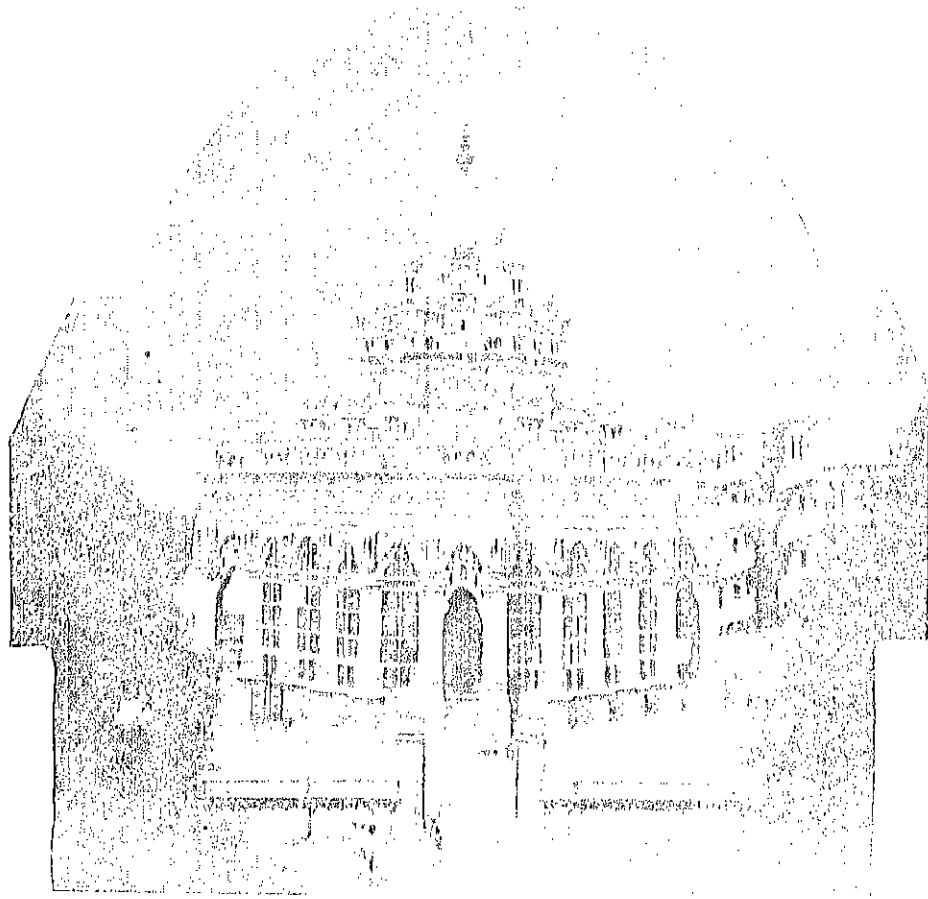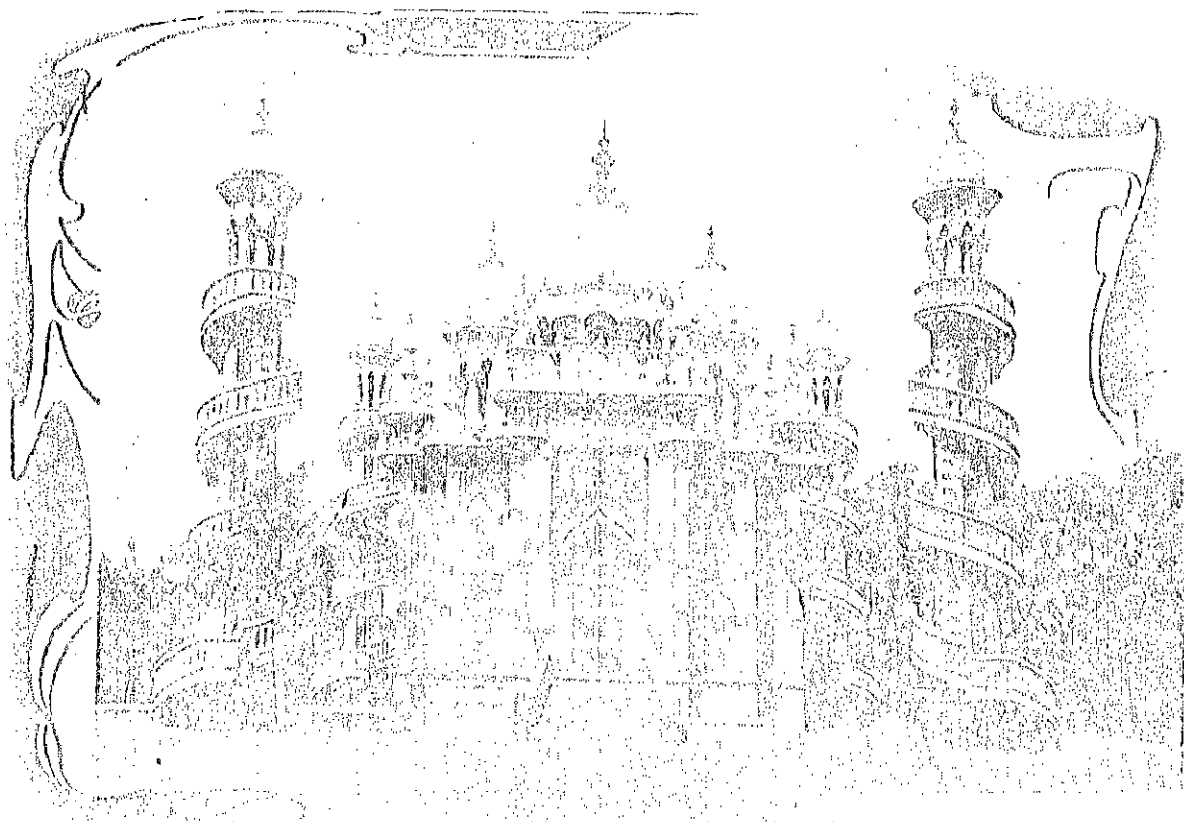
مہابت مقبرہ

وزیر صاحب کا مقبرہ

نے خود اور خود کی زوجہ کے لئے تعمیر کرایا ہے[۱]۔ مہابت مقبرے کے بعد جامع مسجد ہے جسکی وسعت ورفعت اور صنّاعی جوناگڈھ کی اسلامی شوکت اور دینداری کو ظاہر کرتی ہے۔ اسکا تمام اندرونی وبیرونی فرش سنگ مرمر کا ہے اندرونی فرش مین سنگ موسیٰ کی پچی کاری سے بڑی نادر کاری کے ساتھ مصلّے بنائے گئے ہین۔ اور جو منبر ہے وہ بہت بڑا صاف سنگ مرمر کا ہے جس کی نقاشی قابل تعریف ہے۔ ان عمارتون کے محاذی مقبرہ سرکل کی شاندار عمارت ہے[۲] اور جامع مسجد کے پاس لائق تعریف مہابت مدرسہ ہے۔ یہ پانچون شاندار عمارتین ایک سلسلے مین ہوکر بہت ہی دلچسپ ہوگئی ہین۔ ان پانچون عمارتون کی تیاری کا سنگ مرمر کا کتبہ[۳] مقبرۂ جدید کے

[۱] وزیر صاحب کے مقبرہ مین حسب ذیل کتبہ لگایا گیا ہے۔

منزل راحت ہے اے دل نیک نامون کے لئے	ہوتے ہین عالی مکان عالی مقامون کے لئے

قطعہ تاریخ تعمیر مقبرہ عالیشان کہ حضور عالیمقام مدار المہام نیک نام ناصر الاسلام شیخ محمد بہاؤالدین خان بہادر سی۔ آئی۔ ای۔ وزیر اعظم ریاست جوناگڈھ دام اقبالہ الیٰ قیام الساعۃ وساعۃ القیام بنا فرمودند۔

چون موفق ان محو توفرمود	آن سرور کائنات ما فخر زمن
زان مقبرۂ خویش بہاؤالدین ساخت	بارنگ کبود غیرت چرخ کہن
بر جدت و صنعتش ملک تحسین کرد	بر رفعت و زینتش فلک گفت احسن
تاریخ بناش پس رقم زد فی الفور	۱۲ ۱۱ این مقبرۂ عجیب تعمیر محن
بس سعی درین محمد حفیظ الدین کرد	کو میر عمارت است با خلق حسن

[۲] اسمین مسافر اور پردیسی رہا کرتے تھے مگر سنہ ۱۹۱۲ء مین اس مکان مین کچھ اضافہ و تغیر و تبدل کرکے لاکورٹس (کچہریان) بنادی گئین۔

[۳] مقبرہ وغیرہ کا کتبہ حسب ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مخفی نہ ہو کہ مہابت مقبرہ جسکو لطافت وخوبی مین روضۂ جنت کہنا زیبا ہے۔ اور مہابت مدرسہ جو واسطے طالبان

دروازے کے قریب دیوار میں نصب ہے۔ پھر ایک رسالے کی عمارت اور دوسری

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۱) علوم کے سراپا فیض دارالعلوم ہے بطور یادگار نواب مستطاب عالیجناب نواب محمد مہابت خان بہادر بابی کے سی۔ ایس۔ آئی جنت مکان سابق فرمانروائے جوناگڈھ طاب ثراہ بموجب استدعائے وزارت پناہ صدارت دستگاہ صدر الاعیان امیر الامرا شیخ محمد بہاؤالدین خان بہادر المخاطب بناصر الاسلام وسی۔ آئی۔ ای۔ وزیراعظم جوناگڈھ دام وزارتہ اور منظوری نواب معلی القاب فلک جناب نواب محمد بہادر خان بہادر بابی جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ فردوس آشیان نبرّد اللہ مضجعہٗ ولد اکبر نواب مہابت خان مبرور و مغفور کی جو کہ بعد نواب جنّت مکان کے مسند آرائے حکومت ملک سورٹھ ہوئے تھے اور بعد وفات مہابت مقبرہ میں وہ بھی مدفون ہوئے۔ یہ دونوں دلکش عمارتیں تیار ہوئیں لیکن چبوترہ مقبرہ کا خود بہ نفس نفیس نواب صاحب جنّت مکان نے اپنے حین حیات میں بنوا دیا تھا۔ اور مسجد جامع بھی واسطے ترویح روح پر فتوح نواب جنّت مکان کے نواب فردوس آشیان کے عہد مسعود میں مطابق منشائے عالی جناب وزیر ممدوح الصدر کے تعمیر ہوئی ہے۔ اور رسم افتتاح مسجد مذکور کا حضور فیض گنجور اسلام پناہ افتخار خاندان جناب نواب محمد رسول خان بہادر بابی والی جوناگڈھ خلد اللہ ملکہ خلف ثانی جناب نواب جنّت مکان کے عہد مبارک میں ہوا مگر جب نمازیوں کی کثرت اور جگہ کی قلت ہوئی تو اسی عہد ہمایوں میں حصہ پیشین مسجد مسلمانوں کی درخواست اور وزیر نیک تدبیر کی رائے صائب سے بڑھایا گیا۔ خدائے معبود اس بنائے مقام رکوع و سجود کو جو نفاست و رفعت میں عجائب روزگار سے اور حسن صنعت میں منتخبات امصار سے ہے بتصدق اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلے اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم کی قبول فرمائے۔ اور پاک نہاد نمازیوں کی عبادت خدائے یگانہ سے اس بقعۂ طیبہ کو ہمیشہ معمور و پر نور رکھے آمین۔

ان نفیس عمارتوں کی رونق اور اس طرف آبادی زیادہ کرنے کی غرض سے سلسلۂ عمارات قوسی معروف بہ سرکل کو بھی برائے رفاہ عام بیادگار عمدۃ الخواتین جناب لعل بختہ بالاسنور والی بی بی صاحبہ خاص محل جناب نواب محمد بہادر خان فردوس آشیان ریاست عالیہ نے مطابق رائے وزیر صاحب کے تیار کرایا۔ اور ان تمام تعمیرات کو اس سے اور بھی زینت ہو گئی کہ دوسرا مقبرہ شمال کی طرف جو مہابت مقبرے کے پہلو میں واقع ہے بڑی صناعی اور خوش اسلوبی سے وزیر صاحب بہادر دام بقائہٗ نے بنوایا۔ مہابت مقبرہ اور مسجد جامع کی ضروری اخراجات و مصارف شرعیہ کے لئے موضع جہالنبر سالانہ آمدنی پچیس ہزار کوری کا اور حصۂ موقوفہ موضع گولدھر سالانہ آمدنی پانچہزار کوری کا کل تیس ہزار کوری جسکے آٹھ ہزار روپیہ سکّہ انگریزی ہوتے ہیں۔ ان سب کو حضور فیض گنجور نواب محمد رسول خان بہادر

اکھڑکی آتی ہے اس اکھڑے میں مست ہاتھیوں وغیرہ کی لڑائی کا گاہ گاہ تماشا ہوتا ہے۔ اس میں ایک خاص نشستگاہ ملاحظۂ حضور پرنور دام اقبالہ کے واسطے۔ اور دوسری نشستگاہیں اہل تماشا کے لیئے بنی ہوئی ہیں۔ اس سے آگے مشہور مسجد چیتیا خانہ کے دو[۲] خوشنما مینار ہیں جنکے اہل یورپ نقشے کھینچکر لے جاتے ہیں۔ اس مسجد کے قریب مرحوم دیوان ریاست محمد صالح ہندی کی عمدہ حویلی مع پائیں باغ ہے۔ پھر نفیس شفاخانۂ رسول خان۔ کارونیشن میموریل زنانہ ہاسپٹل۔ بہادر خان ہائی سکول۔ فراشخانہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۲) عالیجاہ والیٔ ملک سورٹھ دام ملکہ نے نہایت دینداری و فیاضی سے وقف شرعی فرمایا۔ تقبل اللہ منہ قبولاً حسناً۔

ہر عمارت کی لاگت اور اُس کے بانی کا نام مع سنہ تعمیر ذیل کے نقشے میں درج ہے

نمبر شمار	نام عمارت	نام بانی عمارت	کل لاگت آنہ	کل لاگت روپیہ	سنہ تعمیر	کیفیت
۱	مہابت مقبرہ	نواب محمد بہادر خان	۱۱	۳۹۷۶۴۷	از سنہ ۱۲۹۶ ہجری لغایتہ سنہ ۱۳۱۰ "	دروازہ چاندی کا وزیر اعظم نے اپنے جیب خاص سے بنوایا
۲	مسجد جامع	نواب محمد بہادر خان	۳	۳۲۱۸۹۷	از سنہ ۱۳۰۳ " لغایتہ سنہ ۱۳۱۴ "	
۳	حصہ پیش جامع مسجد	نواب محمد رسول خان	جامع مسجد کی لاگت میں داخل ہے		از سنہ ۱۳۱۱ " لغایتہ سنہ ۱۳۱۴ "	
۴	مہابت مدرسہ	وزیر اعظم	۴	۱۱۹۹۴۷	از سنہ ۱۳۰۴ " لغایتہ سنہ ۱۳۰۵ "	
۵	عمارات قومی	نواب فردوس آشیان	۰	۸۶۱۰۵	از سنہ ۱۳۰۴ " لغایتہ سنہ ۱۳۱۲ "	
۶	مقبرہ ثانی	وزیر اعظم	۷	۸۴۵۵۹	از سنہ ۱۳۰۸ " لغایتہ سنہ ۱۳۱۳ "	

جاری مصارف متعلقہ مہابت مقبرہ و مسجد جامع بہ تفصیل ذیل ہے

یہ کل تعمیر بسلیقہ شعار کفایت آثار شیخ محمد حنیف الدین عرف کمانیر صاحب ابن العم جناب وزیر صاحب ممدوح الصدر و میر عمارت ریاست کی نگرانی سے حسن اختتام کو پہونچیں۔

مصارف ماہوار۔ خطیب مسجد جامع ساٹھ[۶۰] روپیہ۔ مؤذن بیس[۲۰] روپیہ۔ چار حفاظ درمقبرہ فی حافظ آٹھ[۸] روپیہ ماہوار (جملہ) بتیس[۳۲] روپیہ۔ چھ[۶] حفاظ ایک پونے نو[۸-۱۲] روپیہ ماہوار کا۔ اور پانچ نفری پونے آٹھ[۷-۱۲] روپیہ (جملہ) سینتالیس[۴۷-۸] روپیہ آٹھ آنہ۔ چار حمال فی آٹھ روپیہ (جملہ) بتیس[۳۲] روپیہ۔ جمعدار دس[۱۰] روپیہ۔ تحصیلدار تیس[۳۰] روپیہ۔ کارکن دس[۱۰] روپیہ۔ مصارف باغ متعلقہ مقبرہ پینسٹھ[۶۵] روپیہ۔ روشنی درمقبرہ و مسجد جامع پندرہ[۱۵] روپیہ۔ بیمار خرچ پانچ[۵] روپیہ۔ بہشتی تین[۳] روپیہ (کل ماہوار) تین سو ساڑھے بیالیس[۳۴۲-۸] روپیہ۔ کل سالانہ مصارف پانچہزار چار سو دس[۵۴۱۰] روپیہ۔ سالانہ معمولی رقوم۔ دو عرس ایک نواب جنت مکان و نواب فردوس آشیان

اور عدالتون[۱] کی شاندار عمارتین ہین ان عمارتون کے مقابل بہادر خان لائبریری نامی ایک عام کتب خانہ ۷۵ ہزار روپئے کے خرچ سے تیار ہوا ہے جس کی طرز تعمیر سے وسعت اور خوبصورتی ظاہر ہوتی ہے اور اس علمی تعمیر کا تمام کاٹھیاواڑ مین بے نظیر ہونا پایا جاتا ہے اس لائبریری کی اُردو گجراتی۔ اور انگریزی زبان کی کتابون اخبارون اور رسالون سے خاص و عام مستفید ہوتے ہین اسمین ایک میوزیم (عجائب خانہ) بھی ہے جس مین اہل تاریخ کی دلچسپی کے لئے بہت سی قدیم عجیب و غریب چیزین رکھی ہوئی ہین جو شہرت اور ندرت مین جوناگڈھ سے مخصوص ہین مثلاً بودھ لوگون کے قدیم آثار اور دوسرے قدیم حکمرانون مثل شترپ وغیرہ کے پُرانے[۲] سکّے ہین علاوہ برین اس ریاست کی نباتاتی ادویہ اور دیسی صنّاعی کی چیزین جو نزدیک و دور نمائش گاہون مین گئین اور بہت پسند ہو کر قابل تعریف ٹھیرین وہ بھی اس میوزیم مین ہین۔

وسط شہر مین سرکاری محلات جیسے قصر معلّیٰ۔ ایوان[۳] دربار (جو کچہری کے نام سے مشہور ہے) آئینہ محل اور رنگ محل واقع ہین جو ہر ایک اپنی اپنی وسعت۔ رفعت۔ زینت۔ اور صنعت مین قابل دید ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۳) سابق والیان جوناگڈھ چھ سو روپیہ۔ مرمت مقبرہ و جامع مسجد پانچسو روپیہ۔ در خرید فرش و فروش دو سو روپیہ۔ کل تیرہ سو روپیہ کی پیشی کا اختیار اُس کی کمیٹی کو دیا گیا۔ تاریخ یکم رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ ہجری کو کندہ ہوا! خاکروب تین روپیہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۳) ۵ مست ہاتھی اور بھینسے وغیرہ لڑائے جاتے ہین ہاتھیون کی لڑائی کو ساٹھ ماری کہتے ہین۔ اور ہاتھی کے آگے شہسوار کے للکار گھوڑا دوڑانے کو ڈاگداری کہتے ہین۔

[۱] [اب عدالتین یہان سے مقبرہ سرکل کے مکان مین منتقل کر دی گئین ہین]

[۲] بوریہ نامی پہاڑی پر جولاکھا مڑی نام کی جگہ ہے وہان سے اور قلعۂ بالا وغیرہ مقامات سے نکلتے ہین۔

[۳] ایوان شاہی (دربار ہال) کے بالائی طبقے مین ریاست کا شاہی تخت ایک سبز مخملی چتر کے نیچے رکھا ہوا ہے جس مین نہایت بیش بہا زردوزی کام کیا ہوا اور جو چاندی کے چار ستونون پر قائم ہے۔

انہین عظیم الشان عمارتون کے سلسلے مین وزیر اعظم شیخ محمدؐ بہاؤالدین کے شاندار مکانات ہین مخصوص ایوان وزارت جو حویلی[۱] کے نام سے مشہور ہے اور بہت وسیع و مرتفع اور خوبصورت عمارت ہے اس مین مشرقی علوم کا ایک کتب خانہ ہے جس مین قسم قسم کے بیش بہا قرآن مجید عربی۔ فارسی۔ اور اردو زبان کی کتابون کا ایک عمدہ ذخیرہ ہے اس کتب خانے کے متعلق اخبارات اور رسالے بھی مختلف شہرون سے منگائے جاتے ہین اس حویلی مین ایک میوزیم (عجائب خانہ) بھی ہے جسمین دنیا کی اکثر عجائب اشیا موجود ہین۔ اس وزارت خانے مین جناب وزیر اعظم بہادر روزمرہ نماز عشا باجماعت پڑھنے کے بعد دربار فرمایا کرتے ہین۔ مگر اب ضعیفی کی وجہ سے اپنے رہنے کی حویلی مین نماز کے بعد دربار کرتے ہین۔ ان تمام عمارتون کے علاوہ خوش قطع بازار اور بازار مین مہابت سرکل۔ توشک خانہ اور مانڈوی وغیرہ کی دلچسپ اور دلکش عمارتین بھی قابل دید ہین اور سوائے عمارات مذکورۂ بالا ہنود قوم ناگر کے عہدہ داران۔ اہل جاگیر مسلمان امرا۔ اور تاجرون کے بھی بڑے بڑے اور خوبصورت مکانات ہین۔ اس سے شہر کی رونق اور دل فریبی ظاہر ہے۔ جو دن بدن بڑھتی جاتی ہے منجھیوڑی دروازہ جو بڑی عالیشان عمارت ہے اس پر ایک عمدہ بنگلہ بنا ہوا ہے۔ اسی سڑک کے کنارے جدید فیلخانے بنے ہوئے ہین اسکے قریب شہر کے اندر ایک

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۴) پر تخت دو شخصون کے بیٹھنے کو بخوبی کافی ہو سکتا ہے۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ جب ڈ اِلیسرا ئے صاحب یا گورنر صاحب کی تشریف آوری ہوتی ہے تو انہین قانونی حیثیت سے دربار مین نواب صاحب کے ساتھ تخت پر بیٹھنا ضروری ہوتا ہے تخت کے دونون جانب دو چاندی کے شیر بنے ہوئے ہین۔

یہ ایوان شاہی (دربار ہال) عجائب خانہ ہونے کی حیثیت سے نہایت کارآمد ہے جسمین نواب صاحب کے آبا و اجداد کی جمع کی ہوئی ہزارون عجیب و غریب چیزین رکھی گئی ہین۔

[۱] [۱۹۱۴ء سے اس حویلی مین ریاست کے بڑے بڑے دفاتر مثلاً ریونیو آفس (دفتر مال) اکاؤنٹنٹ آفس (دفتر حساب) ٹریزری آفس (سرکاری خزانہ)۔ انجنیر آفس (دفتر تعمیرات) وغیرہ وغیرہ منتقل کر دئے گئے ہین]

پیڈوک ہے جس مین عمدہ عمدہ گھوڑون کی نسل لیجاتی اور اُس کی پرورش بھی اسی پیڈوک مین کیجاتی ہے۔ اسکی عمارت تقریبًا پونہ لاکھ روپیے مین تیار ہوئی ہے۔ اسکے پچھلے حصّہ مین جمال باڑی قابلِ دید ہے۔ نیز شہر مین مساجد۔ مدارس قرآن خوانی۔ سکولین۔ مسافر خانے۔ دھرم سالے تکئے۔ اور مقبرے بکثرت ہین۔ ان مقابر مین نوّابان سابقین اور میان احمد۔ میان محمود۔ بارہ شہدا۔ اور غوری پیر کے مشہور مقبرے ہین۔ مگر آخر الذکر مقبرہ شہر کے باہر سردار باغ کے قریب واقع ہے۔ سڑکون کی کشادگی صفائی چھڑکاؤ اور شب کی روشنی کا بھی فرحت بخش انتظام ہے۔ یہ انتظام بھی شیخ محمد حفیظ الدین عرف کمانیر صاحب سے متعلق ہے جسکو صاحبان انگلش بھی جب آتے ہین دیکھکر اظہارِ خوشنودی کرتے ہین۔

شاہپور دروازے کے اندرونی حصّہ مین پولیس کوارٹرس کے وسیع و فراخ مکانات بنے ہوئے ہین۔

شہر پناہ کے باہر بھی اکثر عالیشان اور خوشنما عمارتین ہین۔ جیسے کالوہ دروازے کے باہر حضور منزل رسول منزل۔ مہابت منزل [اور اُس کی خوشنما مسجد] سکریٹری ایٹ۔ بہاؤالدین کالج۔ لانسرس۔ جوناگڈھ جیم خانہ کلب۔ ڈایاگونل گارڈن۔ یوروپین گیسٹ ہاوس۔ کالج ریسیڈنسی۔ کرکٹ کا میدان بڑے بڑے خیمون سمیت۔ پولو کا میدان۔ ولنگڈن فارم۔ اور آفیسرون کے بہت سے بنگلے ہین۔ اور اسٹیشن دروازے کے باہر کا بنگلہ جسے مسافری بنگلہ کہتے ہین اس مین مسافر ٹھیرتے ہین۔ یہ دل کشا اور خوش فضا مقام ہے۔ اس کے قریب پبلک ورکس کا ورک شوپ ہے۔ اور آس پاس ریلوے افسرون کے بنگلے اور ریلوے انسٹیٹیوٹ ہے۔ اور اسٹیشن کے اسطرف ریلوے ورک شوپ ہے مجیوڈی دروازے کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۵) ۵۲ [وزیر صاحب کا مکان جو دربارگڈھ کے سامنے واقع ہے۔ وہ اب دیسی مہمان سرا کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اس مین ایک ہی وقت ہزارون مہمان فروکش ہو سکتے ہین]

۵۳ [فیلخانے کے محاذات مین مسلم ٹکنیکل ہال ہے جو عام چندے سے تعمیر ہوا ہے۔ اور اسکے متّصل مہابت خان مدرسۃ المعلّٰی کی خوشنما عمارت ہے جسکے عقب مین امیر بورڈنگ ہاوس ہے]

باہر بہاؤالدین دھرم سالہ نامی شاندار مسافرخانہ ہے جو جناب مدارالمہام نے مسافرون کے آرام کے واسطے ہزارہا روپیہ کے مصارف سے تعمیر کرایا ہے علیٰ ہذا القیاس بیرون حصار شہر اور شاندار عمارتین بھی ہین۔ اس شہر لطافت افزا کے جو چارون طرف سلسلۂ کوہسار پر بہار نظر آتی ہے اس کے قدرتی مناظر دلکشا بھی عجب فرحت افزا اور خاطر پسند ہین۔

باغات باغات اس شہر کے بکثرت ہین جو خوب سرسبز وشاداب ہین۔ سرکاری باغون ہین لال باغ۔ سردار باغ اور موتی باغ انتخاب ہین جو رنگارنگ دیسی اور ولایتی اشجار پُربہار اور ریاحین واثمار سے نمونۂ گلزار ارم بنے ہوئے ہین جنکی گلگشت نزہت افزا سے دماغ کو عجب طراوت اور دل کو بڑی فرحت حاصل ہوتی ہے خصوصًا لال باغ جس پر سرکار عالیجاہ دام اقبالہ کی خاص نظر التفات مبذول ہے اور روزافزون ترقی حاصل کر رہا ہے بڑا عمدہ ونفیس باغ ہے اس کی نہایت خوب صورت چمن بندیان صاف ستھری روشین نفیس بنگلے اور ان کے مجلّٰی ومصفّٰی بیش بہا سامان لائق دید ہین۔

سردار باغ۔ یہ قدیم باغ ہے جس کی ترقی اور آراستگی کی طرف مرحوم نواب محمد بہادر خان ابن نواب محمد مہابت خان جنت مکان نے اپنی خاص توجہ معطوف فرمائی تھی جس سے یہ اب اعلیٰ درجہ کا باغ ہے اس کی کوٹھی[1] بڑی شاندار ہے جو طرح طرح کے قیمتی ساز وسامان سے لائق تعریف آراستگی رکھتی ہے اور اس کا بہت بڑا حوض اور حوض کے وسط مسقّف کا صاف وشفاف سنگ مرمر کا نازک بنگلہ بھی لائق دید ہے اس باغ مین جو شیرخانہ ہے اس مین اس ملک کے بڑے بڑے اور بہت ہیبت ناک شیر ببر نیز چیتے اور تیندوے وغیرہ طرح طرح کے درندے ہین علاوہ برین ایک جانورخانہ عجیب وغریب طیور اور مختلف حیوانات کا ہے۔

موتی باغ بڑا وسیع باغ ہے جس مین ناجیل اور عمدہ قسم کے آم کے درخت بہ نسبت لال باغ اور

۱ [جسمین فی الحال امیر شیخ محمد بھائی صاحب رونق افروز ہین]

سردار باغ کے بکثرت ہین اس مین بنگلہ بھی ہے۔

شکر باغ یہ باغ[1] بڑا وسیع اور اعلیٰ درجہ کا ہے وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤالدین کے شوق اور ذاتی مصارف کثیرہ سے مدّت دراز مین تیار ہوا ہے جس کی لائق تعریف تیاری اور آراستگی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے اس کی روشون کی حناتراشی کے تکلّف سے کہین کوچ۔ کرسی اور کہین ممدوح الصّدر کا نام نامی نمایان کیا گیا ہے۔ اس کا بنگلہ بہت ہی خوشنما ہے جو بیش بہا اور نفیس نفیس سامانون سے مزیّن ہے اس بنگلے کے گرد جو حوض ہے اس سے اس کی دل آویزی مین جان پڑگئی ہے۔ اس باغ مین بہت عمدہ آم کے درخت بھی ہین۔ اور اس کے ہولناک شیر ببر کا شیرخانہ اور مختلف اقسام کے حیوانات حیرت افزا چڑیاخانے کا قابل دید تماشا ہے۔ اس باغ طراوت بخش دماغ مین ہر روز ممدوح الصّدر کی سواری جاتی ہے اور آپ وہین نماز مغرب باجماعت ادا کرتے ہین۔ ان سب باغون مین ہر ایک کی جداجدا وضع قطع اور آرائش و پیرایش کا تکلّف بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔ لیکن عام اجازت ہے کہ جو چاہے ان کی سیر کرے اور گلہاے فرحت دامان دل مین بھرے۔ ساتھ ہی ان حوائج تفریح کے جناب ممدوح نے ایک نہایت پرفضا چھوٹا سا عبادت خانہ بھی بنایا ہے جس سے حضار اور زائرین فیضیاب ہوتے ہین۔ اور جس سے جناب ممدوح کا باوجود تعلقات دنیوی کے نہایت متّقی اور دیندار ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ ان کے سوا اور بھی سرکاری اور امرا وغیرہم کے بہت سے باغ ہین جو تفریح طبیعت کے اچھے اچھے مقام ہین اور سب مین آم کے درخت کثرت سے ہین

تالاب اس شہر کے خوشنما اور لطیف پختہ تالاب یہ ہین۔ پری تالاب۔ سردار تالاب۔ جمیل شاہ تالاب۔ باگیسری تالاب۔ پری تالاب نہایت عمیق اور خوش وضع ہے اس تالاب کی مرمّت مین عالیجناب مدارالمہام نیک نام نے اپنے جیب خاص سے زر وافر صرف کیا ہے۔ جس سے اس کی خوبی اور خوشنمائی دوبالا ہو گئی ہے۔ سردار تالاب بہت بڑا تالاب ہے جسکے کنارے پر ایک مختصر سا سرکاری

[1] [یہ باغ وزیر صاحب کی وفات کے بعد سے ریاست کے قبضہ و تصرف مین ہے]
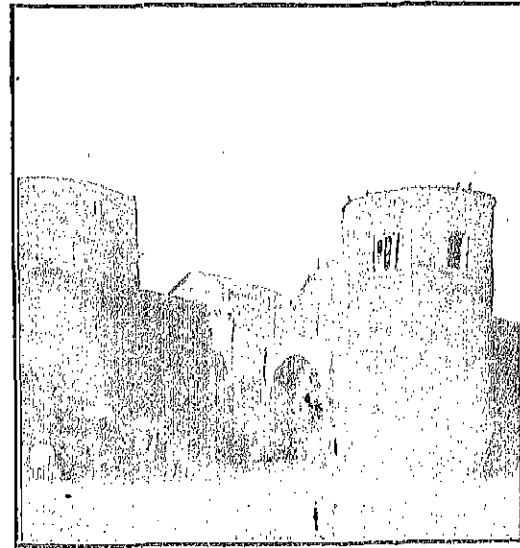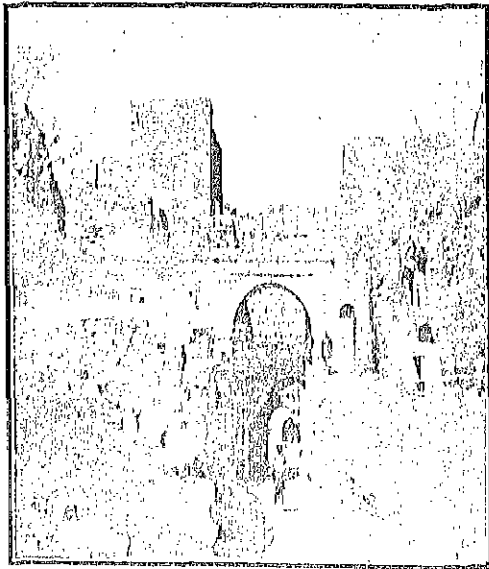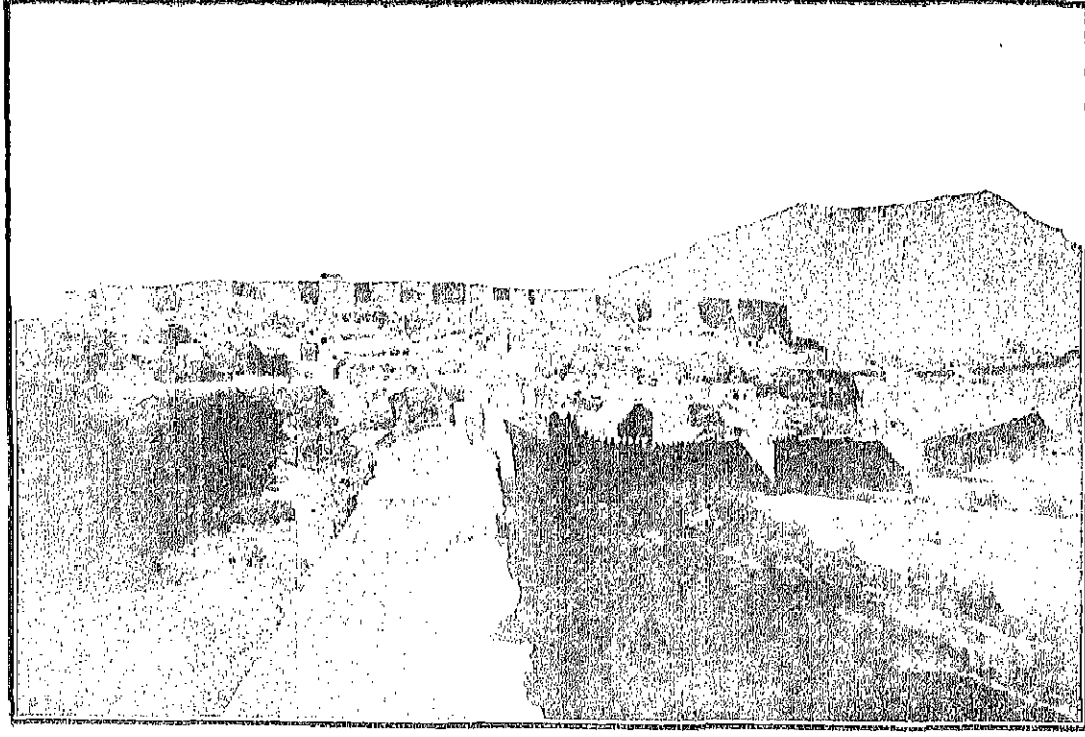
اوپرکوٹ کے قلعہ اور دروازہ کا بیرونی واندرونی منظر

سنگی بنگلہ بنا ہوا ہے موسم بارش مین جب یہ تالاب لبریز ہوتا ہے تو اس کا دور دور کا نظارہ بڑا طرب انگیز ہوتا ہے اس کی چادر آب کی روانی اور بھی لطف دیتی ہے ۔

قلعۂ بالا

قلعۂ بالا جو اوپر کوٹ کے نام سے مشہور ہے بہت قدیم زمانے کا قلعہ ہے مورخین حال کے قیاس کے موافق گرنار کا قلعہ اس اوپر کوٹ سے بھی زیادہ قدیم ہے اگرچہ مرآت احمدی سے ایسا نہین پایا جاتا قلعۂ بالا کی بنیاد کی نسبت مختلف اقوال ہین دیوان رنچھوڑجی نے اپنی تاریخ مین افواہ عام کے طور پر لکھا ہے کہ جادو خاندان کا اوگرسین نامی راجہ جو مقام متھرا سے بھاگ کر اس ملک مین آیا تھا اس نے قلعۂ بالا تعمیر کیا ہے اور چوڑاسما خاندان کے بھاٹون کے بیان سے یون معلوم ہوتا ہے کہ جب راجہ ریو نے اپنی بیٹی ریوتی کرشن کے بھائی بلبھدر کو بیاہی تھی تو قلعۂ بالا اسکے جہیز مین دیا تھا تاریخی حساب کی رو سے یہ واقعہ تین ہزار سال سے کم زمانہ کا نہین ہوتا۔ مسٹر گریفیتھ[1] لکھتا ہے کہ قلعۂ بالا کم سے کم ۲۷۰ برس قبل عیسوی سنہ کا بنا ہوا ہے اور ایک قول[2] صاحب مرآت سکندری کا ہے ۔ چوتھا قول یہ ہے کہ خاندان چوڑاسما کا چوتھا راجہ راہ گاریو یا گراہ ریپو نے جو سنہ ۹۸۲ء مین فوت ہوا ہے اور جس کو مولراج سولنکی راجۂ گجرات نے شکست دیکر قید کر لیا تھا اور پھر رہا بھی کر دیا تھا اپنے قدیم دار الصدر بنتھلی سے آکر یہ قلعہ تعمیر کیا چنانچہ یہ زبان سنسکرت کی دو اشرئے[3] کتاب مین لکھا ہے ان تمام اقوال مین پہلا قول افواہ عام اور بھاٹ لوگون کے خرافات

---

[1] مؤلف انڈیا پرنسز صفحہ ۱۸۶ ۔

[2] مرآت سکندری کے صفحہ ۔ مین لکھا ہے کہ بنتھلی اور جوناگڈھ کے درمیان ایسا جنگل تھا کہ گھوڑا بھی نہین جاسکتا تھا ایک روز ایک ہیزم کش بڑی محنت سے اس جنگل مین جا پہنچا تو ایک دیوار نظر آئی دیکھ کر وہ واپس چلا گیا اور اس وقت کے بنتھلی کے راجہ کو خبر دی راجہ نے جنگل کو کٹوایا تو قلعہ نکلا راجہ نے بڑے بڑے عمر رسیدہ لوگون اور مورخون سے پوچھا کہ یہ قلعہ کب بنا اور کس نے بنوایا ہے سب نے لاعلمی ظاہر کی اس وقت سے جوناگڈھ یعنے قلعۂ کہنہ بولنے لگے ۔

[3] انڈین اینٹی کواری کی چوتھی جلد کے صفحہ ۷۰ کے حوالے سے لکھا ہے اور کتاب گرنار مہاتم مؤلفہ مسٹر بڑودیا مین بھی ایسا ہی لکھا ہے صفحہ ۲۴۵

مین داخل ہے جو تاریخی حقائق مین کسیطرح قابل اعتبار نہین ہوسکتا۔ دوسرا قول مسٹر گریفتھ کا اس وجہ سے غیر معتبر ہے کہ اس مقررہ مدّت کے لئے جو مسٹر مذکور نے قرار دی ہے نہ کوئی دلیل بیان کی ہے نہ کوئی سند دی ہے۔ تیسرا قول مرآت سکندری کا ہے جس مین نہ راجہ کا نام ہے اور نہ زمانے کا پتا۔ چوتھا قول جس مین دوا شری کتاب کا حوالہ ہے یہ قول البتّہ معتبر معلوم ہوتا ہے جس کی خارجی قرینون سے بھی تائید ہوتی ہے۔ ہیوان سانگ نامی چینی سیّاح نے اپنے سفرنامے مین وارالصدر ملک سورٹھ[۱] کے بہت بہت چھوٹے چھوٹے حالات بھی قلمبند کئے ہین اور اطراف وارالصّدر کے پہاڑون اور قدیم غارون اور سادھو لوگون کا تذکرہ کیا ہے مگر قلعۂ بالا کا کچھ بھی ذکر نہین کیا۔ ایسے باریک بین محقق سیّاح سے نہایت مستبعد معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹی چھوٹی چیزون تک کا تو مفصل حال لکھے اور ایسی مشہور و معروف عالیشان عمارت کا نام تک نہ لکھے جس سے ہر ایک ہوشمند یقینی طور پر قیاس کرسکتا ہے کہ سیّاح مذکور کے زمانۂ سیر وسیاحت سنہ ۶۳۵ء سے سنہ ۶۳۸ء مین یہ قلعہ تعمیر ہوا تھا اسکے علاوہ ملک گجرات مین سولنکی خاندان نہایت زورمند ہوگیا تھا یہانتک کہ راجہ مولراج سولنکی نے راہ گاریو یا راہ گراہریپو کو شکست دیکر قید کرلیا تھا۔ پس چونکہ گراہریپو نے منتقلی کے قلعہ کو ایسے دشمن کے مقابلہ مین استوار نہین دیکھا ہوگا تو یہ قلعہ تعمیر کرایا ہوگا۔ اور اسی راہ گراہریپو کے پوتے راہ دیاس کے زمانے مین جو سنہ ۱۰۰۳ء سے سنہ ۱۰۱۰ء تک حکمران رہا ہے چاموڈ بن مولراج سولنکی مذکور کا اس قلعہ کو محاصرہ کرنا بھی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے جو اس قلعہ کا پہلا ہی[۲] محاصرہ تھا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۹) یہ کتاب دوا شری سیدھ راج سولنکی راجہ گجرات کے زمانے مین جسنے سنہ ۱۰۹۴ء سے سنہ ۱۱۴۳ء تک راج کیا ہے ہیما چاریہ نے لکھی ہے

[۱] چینی سیاح سورٹھ کو سولاچا اور اسکی راجدھانی سے تھوڑے فاصلے پر گرنار کے قدیم نام اوجینت کو اوشنتی لکھتا ہے۔

[۲] محاصرہ کرنے والے کا نام	کیفیت
چاموڈ بن مولراج سولنکی راجہ گجرات	جسکا اوپر ذکر ہوا ہے
سدھ راج جے سنگھ راجہ گجرات	سنہ ۱۱۲۵ء مین کھنگار ثانی کو قتل کرکے قلعہ بالا فتح کرلیا۔

الی تمام
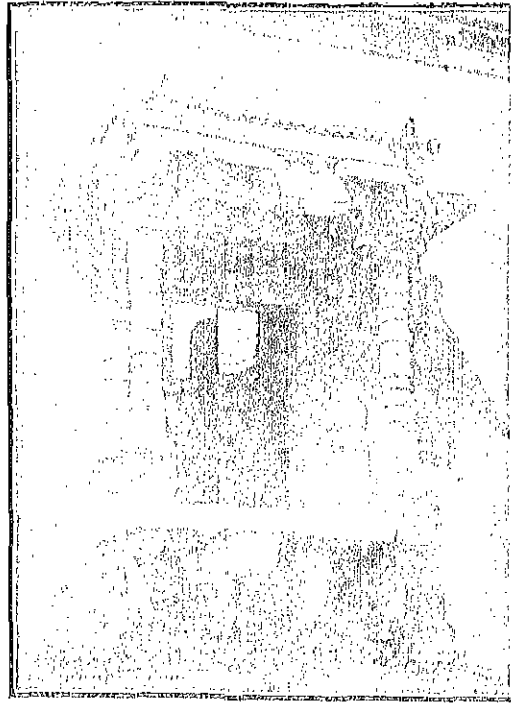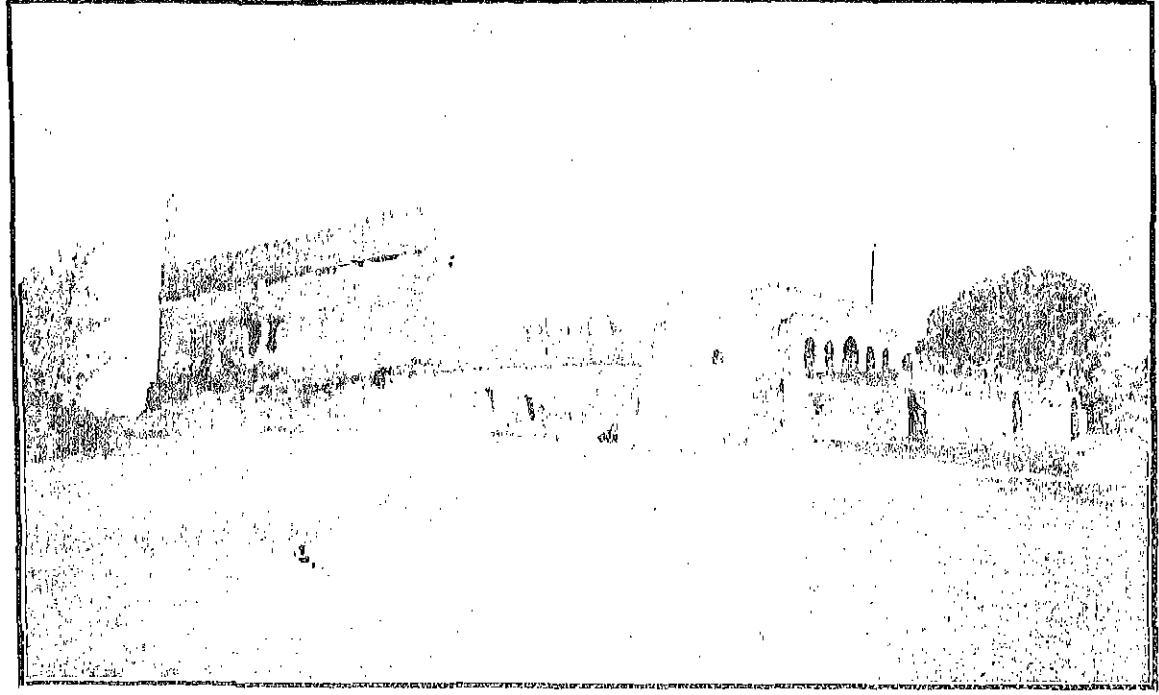
اوپر کوٹ کی مسجد اُسکی منقش کھڑکی اور اندرونی منظر

ان تمام باتون سے بھی مذکورۂ بالا قول کی تائید ہوتی ہے۔ الغرض قلعۂ بالا کچھ کم ایک ہزار برس کا تعمیر کیا ہوا ثابت ہوتا ہے۔ تعمیر کے بعد خاندان چوڑاسما کے نیز اہل اسلام کے عہد مین اس کی مرمت ہوتی رہی ہے اسی وجہ سے ابھی تک اس کی عمارت برقرار اور قائم ہے۔

قلعۂ بالا نہایت مستحکم اور پتھر کی عمارت ہے اسکی دیوار ۲۰ فٹ کے قریب بلند ہے اور اس کے گرداگرد ایک گہری خندق ہے جو پتھر کی چٹانون کو کاٹ کاٹ کر بنائی گئی ہے اس کے دو دروازے اور چوراسی برج ہین جو ہر ایک بجائے خود گویا ملک کی قدیم صنّاعی اور کاریگری کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے اور پتھر کی بنی ہوئی بڑی بڑی دو باولیان ہین جن مین ایک اڈی اور دوسری چڑی جو کسی راجہ چوڑاسما کی لونڈیون کے نام سے مشہور ہین۔ مگر اب بجائے دو کے ایک ہی کا نام اڑی چڑی رہگیا ہے۔ اور ایک اندھارا کنوان بھی ہے اس کی عمارت سنگی ہے جو نوگھن کنوان کر کے[1] مشہور ہے خاندان چوڑاسما مین کئی نوگھن گذرے ہین اس وجہ سے یقینی طور پر نہین کہا جاسکتا کہ یہ کنوان کونسے نوگھن نے تعمیر کرایا تھا البتہ قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ راہ دیاس مقتول کے بیٹے نوگھن اول (جو سنہ ۱۰۲۰ء سے سنہ ۱۰۴۴ء تک حکمران رہا ہے)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۰) محاصرہ کرنے والے کا نام	کیفیت
سلطان محمد تغلق پادشاہ دہلی۔	سنہ ۱۳۵۰ء / ۷۵۱ھ مین کھینگار چہارم کو شکست دیکر قلعہ فتح کرلیا مگر خراج مقرر کرکے واپس دیدیا۔
شمس الدین (سپہ سالار فیروز شاہ تغلق۔)	
ظفر خان ناظم گجرات جو آخر کو سلطان مظفر شاہ ہوا۔	سنہ ۱۳۹۴ء / ۷۹۷ھ مین اس نے راجہ جوناگڈھ مکتا سنگھ سے خراج لیا یہ ثابت۔ مگر محاصرہ کرنا ثابت نہین۔
سلطان احمد شاہ گجراتی بانی شہر احمد آباد۔	سنہ ۱۴۱۴ء / ۸۱۷ھ مین راجہ میپال سے فتح کرکے اپنا ایجنٹ متعین کردیا۔
سلطان محمود بیگڈہ بادشاہ گجرات	سنہ ۱۴۶۲ء / ۸۶۶ھ مین منڈلیک ثالث سے فتح کرکے شامل قلمرو کردیا۔
خان اعظم صوبہ دار گجرات۔	سنہ ۱۵۹۱ء / ۹۹۹ھ مین سلطان گجرات کی طرف کے غوری حاکم سے فتح کیا۔

[1] تاریخ مرآت احمدی مین ایک دوسرا کنوان بھی لکھا ہے جسکا نام انکولیہ تھا اس زمانے مین اس کا نشان نہین پایا جاتا۔

کا تعمیر کیا ہوا ہے۔ غرض یہ کنواں ۱۷۱ فیٹ عمیق ہے اور اس کے پانی تک جانے کا راستہ وسیع چکر دار سیڑھیوں سے نہایت عجیب و غریب صنعت کے ساتھ بنایا گیا ہے اسکی سیڑھیاں سطح آب سے لیکر قلعہ کی سطح زمین تک ۲۳۵ ہیں اس کی مرمت ریاست کی طرف سے ہوئی ہے۔ اس قلعہ میں سلاطین گجرات کے زبردست اور مشہور بادشاہ سلطان محمود بیگڈہ کی یادگار ایک خوشنما مسجد[1] ہے۔ مشہور ہے کہ اس قلعہ کی مشرقی جانب قلعہ کی آمد و رفت کا ایک مخفی راستہ بھی قلعہ کے باہر جانے کا تھا اس قلعہ کے اندر بودھ مذہب والوں کے قدیم غار ہیں قلعہ کے اندر دو قدیم توپیں ہیں جن کی نسبت دیوان رنچھوڑجی مؤلف تاریخ سورٹھ نے یہ لکھا ہے کہ یہ توپیں فرنگیوں سے مسلمانوں کی چھینی ہوئی ہیں لیکن غلط ہے۔ سلطان مصر[2] اور سلطان گجرات محمود بیگڈہ میں باہم دوستانہ تعلقات ہوگئے تھے اور ملک گجرات کے متعلق جسقدر بندر تھے ان سب بندروں پر پرتگیزوں کا زور روز بروز بڑھتا جاتا تھا جن کے تباہ و برباد کرنے میں ان دونوں سلطانوں کے اغراض متحدہ تھے اس لئے پرتگیزوں کے برخلاف سلطان مصر کی جانب سے ۹۱۳ھ میں دس جہاز جنگی آئے جنہوں نے سلطان گجرات کی فوج سے اتفاق کرکے پرتگیزوں کو شکست دی اور اُن کے جہازات کو غرق کردیا۔ اسی طرح سلطان بہادر شاہ گجراتی کے عہد حکومت میں بھی رومی[3] خان توپچی ایک سو دو توپیں ہمراہ لیکر آیا تھا ان میں دو بہت بڑی توپیں تھیں۔ ایک تو بہادر شاہ کے عہد میں جب ہمایوں بادشاہ دہلی نے محمد آباد (چانپانیر) کا محاصرہ کیا

[1] ہندو مورخ لکھتے ہیں کہ یہ مندر تھا لیکن فارسی تاریخوں سے ثابت نہیں۔

[2] ملک الاشرف ابو النصر قانصو غوری خاندان چراکسہ یا ملوک ترکیہ سے سنہ ۹۰۶ھ سے سنہ ۹۲۲ھ تک رہا یہ سلطان صاحب مروت و فتوت تھا اسکے بعد کے سلطان کے عہد میں سنہ ۹۲۳ھ میں سلطان روم سلیم خان نے مصر کو فتح کرلیا۔ اسلئے خاندان مذکور کا خاتمہ ہوگیا۔ سنین اسلام حصہ دوم صفحہ ۱۶۰-۱۶۱ مصر کا گجرات سے تعلق خاندان عثمانیہ نے بھی قائم رکھا۔

[3] سلطان سلیمان خان ثانی کا بھیجا ہوا اس سلطان کا بہادر شاہ سے دوستانہ تعلق تھا بہادر شاہ نے ہمایوں بادشاہ دہلی سے جب شکست پائی اس وقت ۵۴ کروڑ روپئے کا تحفہ سلطان سلیمان کو بھیجا تھا۔
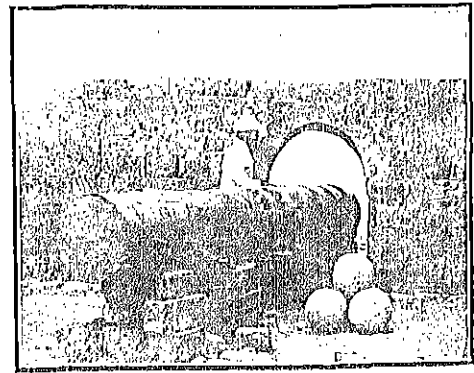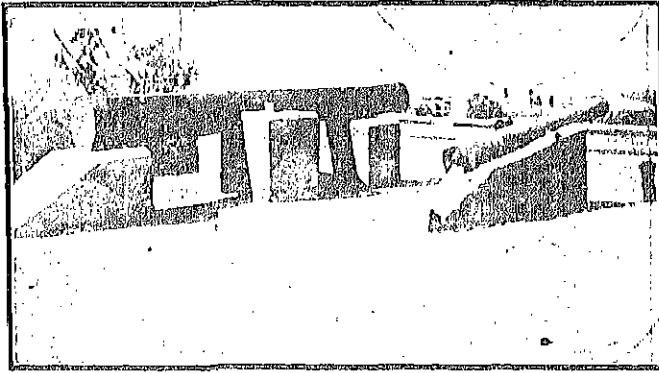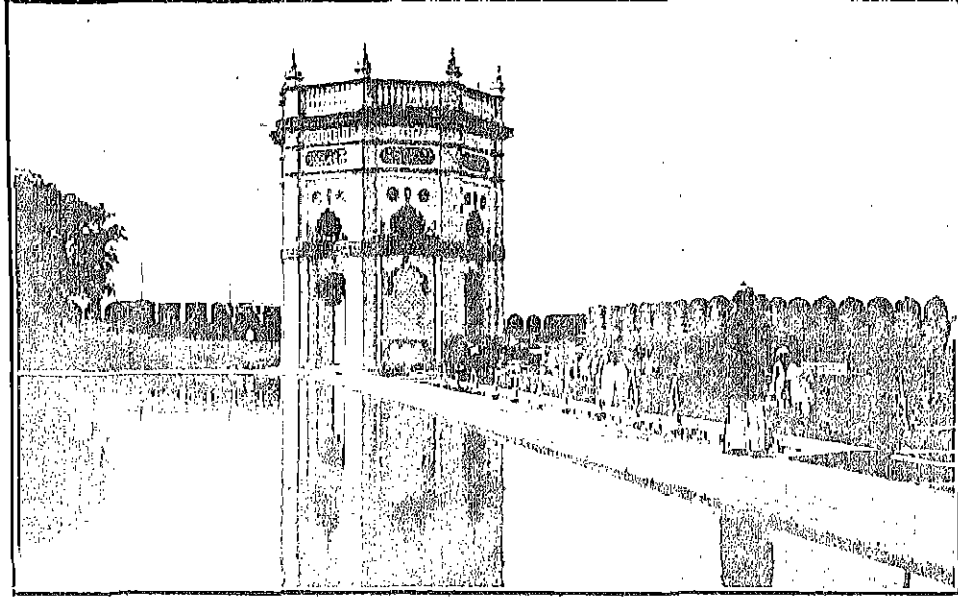
اوپرکوٹ کے رسول خانجی واٹر ورکس کے تالاب کا منظر۔ اوپرکوٹ میں کڑانال اور نیلم توپیں

توڑ دی گئی اور دوسری اس وقت جوناگڈھ کے اوپرکوٹ میں مسجد کے قریب موجود ہے جس کو یہاں کے لوگ نیلم توپ کہتے ہیں یہ توپ روم کے سلطان سلیمان[1] ثانی بن سلیم خان اول فاتح مصر کے حکم سے ۹۳۷ھ میں بمقام شہر مصر بنائی گئی ہے جیساکہ اس توپ کے کتبہ[2] سے ثابت ہوتا ہے۔ کرنل واٹسن[3] وغیرہ مؤرخین نے اس توپ کی نسبت لکھا ہے کہ سلطان بہادر شاہ گجراتی کے حکم سے ملک ایاز اس توپ کو جوناگڈھ میں لایا تھا لیکن یہ قول سراسر خلاف واقعہ ہے اسلئے کہ ملک ایاز نے ۹۲۸ھ میں جو سلطان مظفر حلیم بادشاہ گجرات کی سلطنت کا زمانہ تھا دنیا سے آخرت کا سفر کیا اور بہادر شاہ بادشاہ ۹۳۲ھ مطابق ۱۵۲۶ء میں تخت نشین گجرات ہوا اور نیلم توپ ۹۳۷ھ میں بنی چنانچہ اس کا بیان اوپر گذر چکا۔ تاریخ مرآت سکندری اور مرآت احمدی سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی ہی توپ (نیلم توپ) کو سلطان بہادر شاہ گجراتی بندر دیو سے چتوڑ لیگیا تھا اور چتوڑ کے مستحکم قلعہ کو اسی قلعہ شکن توپ سے فتح کیا تھا۔ آگے اس توپ کے حال سے کتب تواریخ ساکت ہیں۔ شاید بہادر شاہ اور ہمایون شاہ

---

[1] سلطان سلیمان ثانی باشکوہ ۹۲۶ھ سے لیکر ۹۷۴ھ تک حکمران رہا ہے۔

اسکے وقت میں آل عثمان کی شوکت و حشمت بہت زیادہ ہوگئی تھی تیرہ[13] دفعہ بذات خود یہ سلطان لڑا اور بہت سا ملک اپنے قبضہ میں لایا۔ اسکے حکم سے اسکے بہنوئی ابراہیم پاشا نے نصارا سے ایک بڑی لڑائی کرکے دو لاکھ سے زیادہ کو قتل اور ایک لاکھ کو قیدی کیا۔ اس سلطان نے ایرانیوں سے بغداد فتح کیا اور امام اعظم ابوحنیفہ رح کا مقبرہ از سر نو تعمیر کرایا۔ ۷۶ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ سنین اسلام حصہ دوم صفحہ ۱۹۵۔ ترکی مؤرخ اس سلطان کو صاحبقران اور عیسائی مورخ باشکوہ و اعظم لکھتے ہیں۔ جنگی امور میں تمام عیسائی قوموں نے اسی کا تتبع کیا۔ تمام سلاطین یورپ نہایت ادب سے اس سلطان سے خط و کتابت کرتے تھے۔ اسکے وقت میں یورپ کی عیسائی سلطنتیں حرفت۔ صنعت اور فن جہازرانی میں اس سے کم نہیں۔ اس لئے اس نے تمام یورپ پر اپنا اثر ڈالا۔ اسکے بعد یورپ کے عیسائیوں نے ترقی کی لیکن سلاطین روم کی عظمت عرصہ تک دلوں سے نہ نکلی۔ تاریخ اسلام صفحہ ۳۶۴۔

[2] حرفاً بحرف لکھا ہوا ہے امر بعمل ہذہ المکحلة فی سبیل اللہ تعالیٰ سلطان العرب والعجم سلطان سلیمان

کی لڑائی مین کسی صورت سے یہ توپ سورت پہنچی ہو جو قرین قیاس ہے۔ منتخب التواریخ[1] سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان عاقبت محمود جو بہادر شاہ کے بعد بادشاہ ہوا ہے اسکے عہد سلطنت مین جب خداوند خان قلعہ سورت تعمیر کرا رہا تھا اس زمانے مین جوناگڈھ کا حاکم کچھ توپین کنارہ دریاے سورت کے قریب سے اٹھوا لے گیا تھا اور اس زمانے کا حاکم جوناگڈھ تاتارخان غوری تھا تو اس کے ساتھ کی گئی ہوئی توپون مین کی یہ توپ ہے[2] جو ۱۶ فیٹ لمبی ہے اور محیط ½ ۷ فیٹ ہے اور منہ کا قطر ½ ۹ انچ ہے۔

دوسری توپ کو یہان کے مسلمان کڑانال اور ہنود چوڑانال کہتے ہین مگر معنی دونون کے ایک ہی ہین۔ یہ قلعہ کے مابین جنوب و مشرق مین رکھی ہے۔ اس پر صرف اتنا ہی کندہ ہے علی بن حمزہ یہ توپ ۱۳ فیٹ لمبی اور اسکے منہ کا قطر ۱۴ انچ ہے۔ اس قلعہ کی ترمیم مین ریاست کا زر وافر صرف ہوا ہے۔ اس قلعہ مین رسول خان واٹر ورکس کے تالاب دس لاکھ روپے مین تیار ہوے ہین۔ اس قلعہ بالا کے اندر۔ نوری شاہؒ۔ جمال شاہؒ اور بیرون قلعہ کمال شاہؒ کے مزارات ہین۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۳) بن سلیم خان عز نصرہ بقہر عدو الدولۃ والدین الکفار الداخلین ببلاد الہند برتقال اللعین فی محروسۃ مصر سنۃ ۹۳۷ عمل محمد بن حمزہ ترجمہ اس کتبہ کا یہ ہے۔ عرب اور عجم کے بادشاہ سلطان سلیمان ابن سلیم خان نے سلطنت اور دین کے دشمن اور ہند کے شہرون مین داخل ہونیوالے اور ملعون یعنے پرتگال (پرتگیز) کافرون کو مقہور اور مغلوب کرنے کی غرض سے مقام مصر مین فی سبیل اللہ تعالیٰ اس توپ کے بنانے کا ۹۳۷ھ مین حکم دیا۔ محمد ابن حمزہ نے اسکو بنایا۔

[3] بمبئی گزیٹیر جلد ۸ صفحہ ۴۸۸۔

[4] تاریخ مرآت سکندری صفحہ ۱۶۶۔

[1] منتخب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۱۳۶۔

[2] اس سے ایک بڑی توپ جو ½ ۱۹ فیٹ لمبی اور جسکے منہ کا دور ۵۴ انچ ہے بہیلسہ بلاد گوالیار مین موجود ہے وہ جہانگیر بادشاہ کے عہد کی بنی ہوئی ہے دوسری توپ جسکا نام مالک میدان ہے علی عادل شاہ سلطان بیجاپور کے وقت مین ۱۵۴۵ء مین بنائی گئی تھی یہ توپ سب سے بڑی ہے۔

دار الصدر مصطفےٰ آباد صانہا اللہ عن الفساد

دار الصدر مصطفےٰ آباد جو جوناگڈھ کے نام سے مشہور ہے قدامت مین ہندوستان کے قدیم شہرون دہلی[1] پٹنہ[2] اور قنوج وغیرہ سے کم نہین۔

ہنود کی مذہبی کتابون۔ مہاتمہ۔ سمرتی۔ سکندپران وغیرہ سے اسکے نام۔

مختلف زمانون مین اسکے جسقدر نام معلوم ہوے ہین اُن مین پہلا نام منی پور ہے جس کی وجہ تسمیہ معلوم نہین۔ کرن کبج[3] چندر کیتو پور جو سورج بنسی خاندان کے راجہ چندر کیتو کے نام پر رکھا گیا تھا جسکی وجہ تسمیہ ہنود کا مذہبی طولانی لچر[4] قصہ ہے۔ ریوت یہ نام کرشن کے کچھ پہلے راجہ ریوت کے نام سے موسوم ہوا۔ پوراتن پور یہ نام ہنود کے خیال کے موافق کلجگ کا پہلا نام ہے۔ اس سے اوپر کے چار نام کلجگ سے پہلے زمانے کے ٹھیرتے ہین۔ مگر ہنود کے جگون کا تاریخ مین کیا اعتبار۔ راجہ شکتی سینہ کے زمانے مین گری درگ[5] نام تھا۔ موریا خاندان کے راجہ اشوک کے زمانہ یعنے تیسری صدی قبل سنہ عیسوی اور شترپ خاندان کے راجہ رودر دامانامی کے عہد مین اور اسکے بعد گپت خاندان کے راجہ سکندگپت کے عہد تک جو عیسوی پانچوین صدی مین گذرا ہے سات آٹھ سو برس تک جوناگڈھ کا نام گری نگر رہا ہے۔ یہ جوناگڈھ کے راستے مین

---

[1] اسکے قدیم نام اندر پرستھ اور ہستنا پور ہین اور شاہجہان بادشاہ دہلی کا رکھا ہوا جدید نام شاہجہان آباد ہے۔

[2] اس کا قدیم نام پاٹلی پوتر ہے۔

[3] فارسی نسخۂ تاریخ سورٹھ مؤلفہ دیوان رنچھوڑجی مین کرن کوبج لکھا ہے اسکے املا سے اس کتاب کے انگریزی اور گجراتی ترجمون نے دھوکہ کھا کر اپنی اپنی نوٹون مین کرن کوبج اور کرن کوبیر لکھدیا۔

[4] سورج بنسی خاندان کے راجہ چندر کیتو نے شیو اور نارائن کی بہت عبادت کی تھی دونون نے خوش ہو کر اسکو کوہ ریوت پر ایک شہر بجائے منی پور آباد کرنے کا حکم دیا تاکہ جو تکلیف راجہ مذکور کو شیو اور نارائن کے پاس بیکنٹھ یعنے جنت مین جانے سے ہوتی تھی وہ نہ ہوا کرے اور خود وہ دونون اسکے پاس اُس نئے شہر مین آکر رہین چنانچہ شہر بسایا گیا اور شیو نے بھوناتھ کے مندر مین اور نارائن نے دامودر کنڈ مین جو جوناگڈھ مین ہین رہنا اختیار کیا اور وعدہ وفا کیا۔

[5] شکتی سینہ کا برزمانا نہین پایا جاتا مگر بعض تاریخون کی رو سے راجہ بھرت جسکے نام سے کل ہندوستان کا نام بھرت کھنڈ ہو گیا تھا اسکا رشتہ دار اور اسکا مقرر کیا ہوا حاکم اس ملک کا تھا۔

ایک بڑی چٹان پر پالی زبان کے کتبہ سے ثابت ہے شترپ خاندان کا جو ایک اور کتبہ باوا پیارا کے مٹھ سے برآمد ہوا ہے اس سے بھی یہی نام نکلا ہے اس زمانے کے تھوڑے دنون بعد کا نام پور ونگر یعنی قدیم نگر بھی چٹان کے کتبہ سے پایا جاتا ہے پروفیسر لیسن نے لکھا ہے کہ خاندان موریا کی طرف سے بکٹرین (اصلی یونانی) سورٹھ کے حاکم تھے جو کچھ مدت تک خود مختار ہو گئے تھے اسوقت ان کے زمانے مین یون گڈھ نام ہو گیا تھا چنانچہ ہنود غیر مذہب والون کو یون کہتے ہین اس لحاظ سے اگر یہ نام ہوا ہو تو تعجب نہین لیکن مسٹر برجس نے اس کا انکار کیا ہے[1]

گپت خاندان کے بعد سے چوڑاسما کے اوائل وقت تک جوناگڈھ کے نام کا پتہ نہین

گپت خاندان کے زمانے مین اسکے حاکم کا دار الصدر گری نگر یعنے جوناگڈھ رہا مگر اس کے بعد جو زبردست خاندان بلبھی ہوا اس کا دار الصدر انہون نے بلبھی پور یا بلبھی نگر (قریب بھاؤنگر) کیا اور چوڑاسما خاندان نے بنتھلی چھوڑ کر جوناگڈھ کو اپنا دار الصدر مقرر کیا تو اس مابین کی مدت تخمیناً ۳ سو برس کی تاریخ مین جوناگڈھ کا پتہ نہین چلتا سوا اسکے کہ ساتوین صدی عیسوی کے وسط مین ہیوان سانگ چینی سیاح نے جوناگڈھ کے راج کو ولبھی کے ماتحت لکھا ہے جسکو وہ فلبی لکھتا ہے اور نہ اس زمانے کا کوئی کتبہ ملا۔ پس نام کا پتہ کیونکر ملے۔

خاندان چوڑاسما کے عہد کے کتبی نام۔

بنتھلی کے کتبہ مین جوناگڈھ کا نام جیرن پرکار ہے اگرچہ کتبہ کی خاص مدت محدود نہین ہو سکتی مگر یہ نام خاندان چوڑاسما کے جوناگڈھ کو دار الصدر کرنے کے بعد کا معلوم ہوتا ہے اسکے بعد کا نام جیرن درگ[2] ہے جو قلعۂ بالا کے ایک کتبہ سے پایا گیا ہے یہ کتبہ راجہ میپال کے زمانہ کا ہے جو سنہ ۱۴۰۰ ع سے سنہ ۱۴۱۵ ع تک راجہ رہا اسکے بعد جیرن گڑھ نام ہوا جس کا استعمال ابتک مہاجن وغیرہ اپنی تحریرون مین کرتے ہین علاوہ برین یہ نام کتبہ مین بھی ہے اور صرف درگ ہنود کی قدیم کتابون مین

---

[1] انگریزی ترجمہ تاریخ سورٹھ صفحہ ۳۳

[2] اس نام کو مسٹر بڑدوپا اپنی تالیف گرنار مہاتم کے صفحہ ۲۱ مین راجہ بکرم کے وقت کا بتاتا ہے یہ بکرم سکند گپت کی اولاد مین چھٹی صدی عیسوی مین راجہ ہوا ہے اس حساب سے کتبہ تک کا بہت زمانہ جو ۸ سو برس سے زیادہ ہوتا ہے قابل وثوق نہین معلوم ہوتا۔

اور نگر چٹان[14] کے کتبے مین پایا جاتا ہے۔ اسی طرح گڈہ[15] نام ابتک جونا گڈھ کے اطراف کے لوگ بولتے ہین۔
یہ تینون نام گری درگ یا جیرن درگ اور پورو نگر اور جیرن گڈھ یا جونا گڈھ کے مخفف ہین۔

جوناگڈھ کے نام کی تحقیق

فی زماننا مشہور نام جوناگڈھ کی بابت پروفیسر لیبن یون گڈھ سے جون گڈھ اور جون گڈھ سے جوناگڈھ ہونا بیان کرتے ہین اور خاص جوناگڈھ کے رہنے والے نامی پنڈت اندرجی کا مقولہ ہے کہ یون نگر سے جون نگر اور جون نگر سے جون نگر پر کثرت استعمال سے بغیر دخل معنے کے جوناگڈھ ہو گیا لیکن یہ دونون قریب الغلط معلوم ہوتے ہین ان دلایل سے کہ باکٹرین کی قلیل مدت حکومت مین اگر یون گڈھ یا یون نگر نام جاری بھی ہوا ہوگا تو ان کے بعد اس نام کا نہ چلنا زیادہ تر قرین قیاس ہے کیونکہ ایک تو نیا نام تھا دوسرے تھوڑے دنون بعد خود وہ حکومت بھی منگئی تھی اس کی اس سے بھی تائید ہوتی ہے کہ باکٹرین کے قبل اور بعد کے حکمران خاندان موریا اور خاندان شترپ کے عہد کا نام گری نگر از روے کتبات ثابت ہے جس سے نتیجے مین یون گڈھ یا یون نگر کا نہ چلنا یا غایت درجہ کچھ چلکر معدوم ہو جانا نکلتا ہے۔ بلکہ جب اس نام سے از روئے معنے باشندگان ملک کی تحقیر بھی ہوتی ہو تو اس حکومت کے مٹ جانے کے ساتھ ہی وہ نام بھی مٹ جانا چاہیئے علاوہ برین جب باکٹرین حکومت کے دو ہزار برس سے زیادہ گذر جانے کے بعد متعدد نام از روئے کتبات پایۂ ثبوت کو پہونچگئے ہون تو اسمائے زیر بحث کثیر الاستعمال کہان رہے جو بغیر لحاظ معنے کثرت استعمال سے تغیر پاتے پاتے جوناگڈھ بنگئے۔ ان دونون صاحبون کو یا کتبون کے مندرجہ نام معلوم نہین ہوے ہونگے۔ یا ان کا خیال اس نتیجے کی طرف نہین گیا اور بغیر دخل معنے کہنا اسلئے صحیح نہین معلوم ہوتا ہے کہ جوناگڈھ نام کی عمر فارسی کتب تواریخ کی روسے ۴۵۰ برس کے اندر ہے اور صرف مشہور نرسی مہتا کی نظم کے سوا جو ۴ سو برس آگے گذرا۔ اور ہندؤن کی کسی کتاب یا کتبہ مین یہ نام نہین پایا جاتا اس سے بھی یہی مدت ثابت ہوتی ہے تو لاکلام یہ نام مسلمانون کا رکھا ہوا ٹھیرتا ہے اس واسطے کہ مسلمانون کی حکومت ملک کاٹھیاواڑ کے

ساحل دریا پر تیرہوین[13] صدی عیسوی کے آخر مین قائم ہو چکی تھی اور نصف صدی کے بعد محمدؐ شاہ تغلق نے سب سلاطین اسلام سے اول جوناگڈھ کے قلعہ کو آکر فتح کیا تھا اور جب اس وقت کے راجہ نے مطیع ہو کر خراج دینا قبول کر لیا تو بادشاہ قلعۂ مذکور اُسکو عطا کر کے چلا گیا۔ پس کچھ عجب نہین کہ اس ملک کے مسلمان قلعۂ مذکور کو بلحاظ نام محمد تغلق جونا کے جوناگڈھ یعنی جونا کا فتح کیا ہوا قلعہ کہنے لگے ہون یا مسلمانون نے مروّجہ نام جیرن درگ یا جیرن گڈھ کو طبعی طور پر ثقیل یا مکروہ سمجھکر ترک کر کے اسکے ہم معنے نام جوناگڈھ کو اختیار کر لیا ہو خود اس نام کی ترکیب کہتی ہے کہ یہ اہل اسلام کا وضع کیا ہوا ہے اسواسطے کہ اگر ہنود واضع ہوتے تو جونوگڈھ[1] ہوتا اور سلطان محمود بیگڈہ کے قلعۂ مذکور کو فتح کرنے کے کچھ قبل اس نام کو شہرت عامہ حاصل ہو گئی تھی کیونکہ محمدؐ شاہ تغلق کے زمانۂ سلطنت سے احمد شاہ بانی احمد آباد کے دور حکومت تک اس کا نام فارسی تاریخون مین گرنار یا گرنال[2] آتا ہے جو اب اس ملک کے پہاڑ کا نام ہے اور جو اس زمانے مین اپنے قدیم نام اوجنت سے مشہور ہوگا بیگڈہ کے عہد سے پھر فارسی تاریخون مین ہر جگہ جوناگڈھ نام آتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گرنار نام کی شہرت کے زمانے مین کتبی نام جیرن پرکار جیرن درگ۔ اور جیرن گڈھ نام صرف اس ملک کے اندر محدود تھے ہندوستان کے دور دراز حصص مین انکی شہرت نہین ہونے پائی تھی جب راجہ گرہاریپو نے قلعہ بالا تعمیر کرا کے اس شہر کو اپنا دار الصدر قرار دیا تو اس وقت سے خاندان چوڑاسما کے خاتمہ تک نمبر ۱۰-۱۱-۱۲ کے نام پائے جاتے ہین جیسا کہ اوپر بیان ہوا اگر ابتدا مین یا تو فارسی

---

[1] کیونکہ ہندون کے محاورے مین صفت مفرد کی جونو ہوتی ہے البتہ جمع جونا آتی ہے جو اس نام پر چسپان نہین ہوتی اور مسلمانون کے محاورے مین جونا صفت مفرد کی آتی ہے جسکو اس سے مناسبت ہے البتہ جہرت کا وسے و دہن نامی کتاب مین نرسی مہتا کے کلام کو جو نقل کیا ہے اس مین جونوگڈہ لکھا ہے اس سے اگر یہ نام ہنود کا موضوع کہا جائے تو بھی اس ترکیب کے ساتھ مقبول عام نہونا اور تمام ہنود کا مثل مسلمانون کے جوناگڈھ بولتے رہنا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ ہنود نے اس نام مین مسلمانون کی تقلید کی ہے مگر ہنود کی نظم مین گدہ جوڑو کہین کہین آتا ہے۔

[2] گرنار یا گرنال مخفف معلوم ہوتا ہے گری نگر کا جیسا کہ کوڑی نار مخفف ہے کبیر نگر کا اور رے لام سے بدلتی ہے جیسا کہ کوری نار اور کوڑی نال۔

تاریخون کا نام گرنار یا اور کوئی نام ہونا چاہیئے اسواسطے کہ جیرن پرکار کہنا جب صحیح ہو کہ بنائے قلعہ پر ایک مدت گذر جائے کیونکہ جیرن پرکار کہنا بغیر اسکے صادق نہین آسکتا جب جلیل القدر سلطان محمود بیگڑہ نے جونا گڈھ کو فتح کرلیا اور یہان کے قیام سے اسکو دلچسپی ہوئی تو وہ اسکی رونق اور آبادی کی طرف متوجہ ہوا چنانچہ ۸۷۴ھ برجکی شہر پناہ بنوا کر نیا شہر آباد کیا۔ اور اُسکا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی محمد مصطفےٰ پر مصطفےٰ آباد رکھا۔ یہ اخیر نام شہر ہوا ان اس شہر کا ہے جو فارسی تاریخون اور دستاویزون مین برابر جاری ہے۔ الا جوناگڈھ کیطرح عام زبان زد نہین ہے۔ بغرض اس شہر کو جسطرح تاریخی تحقیق کے مطابق ۲۲۰۰ برس کی قدامت اور بیچے ہوے بہت سے حکام یا مستقل راجاؤن کے مرکز حکومت ہونیکا افتخار و عظمت حاصل ہے اسیطرح متعدد ناموںکے ہونیکا بھی وہ فخر رکھتا ہے جسکی مثال کاٹھیاواڑ مین تو کیا تمام ہندوستان مین بھی کم نکلے گی۔

قدیم آبادیون کی مقامی تعیین یہان پر یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان قدیم آبادیون کی مقامی تعیین کی بابت کچھ تحریر کیا جائے ہنود کی مذہبی کتابون سے نکلے ہوے نامونکی آبادیان کہان کہان تھین اسبارہ مین قیاس کچھ کام نہین دیتا۔ انکا تعیین قریب محال کے ہے۔ مگر موریا شتر پ۔ اور گپت خاندانونکے عہد کے شہر گرہی نگر کی آبادی از روے قیاس ٹھیٹہ دامن کوہ مین ہونی چاہیئے۔ ایک تو بلحاظ معنی کے کہ گرہی بمعنے کوہ اور نگر بمعنے شہر ہے۔ دوسرے اسلئے کہ تاریخی مشہور تالاب سودرشن[۱] اسکے متصل ہونا چاہیئے جسکی جگہ موجودہ آبادی اور کوہ گرنار کے درمیان قیاس کیجاتی ہے۔ قدیم آبادی کے کچھ کچھ آثار بھی وہان پائے جاتے ہین اور خاندان چوڑا سما کے زمانے کا شہر قلعۂ بالا اور اسکے اطراف کی آبادی معلوم ہوتی ہے

جو اُس وقت مختصر سا شہر ہوگا اخیر دور مین جو سلطان

محمود نے شہر مصطفےٰ آباد۔ آباد کیا تھا وہ

یہی آبادی ہے جو اب جوناگڈھ کہا جاتا ہے

---

[۱] کچھ کام باقی تھا اسکو شاہجہانی عہد مین عیسیٰ ترخان نامی فوجدار نے تعمیر کیا۔

[۲] قریب ۲۲۰۰ برس اُدھر مشہور اشوک راجہ کے دادا چندر گپت کا سالا یوشب گپت جو اس ملک کا اسکی طرف سے حاکم تھا اس نے یہ تالاب تعمیر کرایا تھا۔

افغانون کا نسب

صاحب حیات افغانی لکھتے ہین کہ افغانستان[1] مین ملک غور کے موضع پشت کے رہنے والے ایک شخص قیس نامی فتح مکۂ معظمہ کے پیشتر جناب رسول[2] اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے[3] اور حضرت خاتم الانبیا صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اُن کا اسلامی نام عبد الرشید رکھا ۔ سنہ ۸ھ مین جنگ مکۂ معظمہ کے

---

[1] ہنود کی قدیم کتب مین اس ملک کا نام بلخ تک بالیہک دیس لکھا ہے اور جب ایرانیون کا تسلط ہوا تو اس کا نام زابلستان اور کابلستان مشہور ہوا اور گریک کے (یونانی) عہد مین بکٹریہ (باختر) نام مشہور ہوا اور اسکی وسعت بلخ سے بھی آگے تھی اہل اسلام کے زمانے مین کابل اور قندہار کے مغربی حصہ کا نام خراسان اور شرقی حصہ کا نام ملک روہ (پہاڑی ملک) رکھا گیا ملک روہ کی حد کو اسوقت کے مؤرخون نے جانب مشرق دریائے سندھ عبور کر کے حسن ابدال تک لکھا ہے اکبر کے زمانے مین صوبۂ کابل لکھا جاتا تھا زیادہ تر ۱۷۴۷ء مین جب احمد شاہ ابدالی

دن عبد الرشید موصوف سے بڑے بڑے نمایاں کام ظہور میں آئے اس پر جناب رسالت مآب علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے عبد الرشید کے حق مین دعائے خیر فرمائی کہ ہمیشہ تیری اولاد سے دین اسلام کو تقویت رہیگی چنانچہ آپؐ کی دعائے مقبول کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ پاک نے ان کی اولاد مین اعلیٰ مرتبہ کی کامرانی وکرامت مرحمت فرمائی یہانتک کہ اب افغانون کی اکثر شاخون کا سلسلہ عبد الرشید ہی سے ملتا اور انہی پر ختم ہوتا ہے اور جن جن افغانی قبیلون کا سلسلہ عبد الرشید سے ملا ہے وہ بڑی ہمت اور جرأت والے پکے مسلمان ہین اکثر افغان اپنا مورث اعلیٰ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتاتے ہین لیکن یہ دعوےٰ صحیح نہین معلوم ہوتا اسلیئے کہ ایک روایت کی رو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عبد الرشید مدینۂ منورہ جاکر مشرف باسلام ہوئے تو انہون نے مسماۃ سارہ بنت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا جنکے بطن سے تین بیٹے مسمے سرہٗ بن اسمٰعیل عرف غور غشت اور بیٹن پیدا ہوئے چنانچہ یہی تینون اکثر افغانون کے مورث اعلیٰ ہین اور اس صورت مین حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ افغانون کے نانا ہوتے ہین نہ کہ دادا اور انہین تینون مذکور الصدر فرزندون کی اکثر اولاد افغانستان کے بڑے حصہ پر قابض ہے بہت سے افغان اپنے آپ کو سلیمانی کہتے ہین اور حضرت سلیمان علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک مصاحب کو اپنا مورث اعلیٰ بتاتے ہین لیکن افغانون کا یہ دعوےٰ بھی قرین صحت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۰) بمقام قندہار تخت نشین ہوا اس ملک کا نام افغانستان مشہور ہوا ہے۔ مگر مغربی حصہ کو ابتک بھی بدستور خراسان کہتے ہین۔ وجہ تسمیہ افغانستان ظاہرا یہ معلوم ہوتی ہے کہ افغانون کی سکونت کی وجہ سے اس کا نام افغانستان ہوگیا جیسے ہندوؤن کی سکونت سے ہندوستان اور ترکون سے ترکستان وغیرہ وغیرہ۔ ملک افغانستان کا کل رقبہ تین لاکھ مربع میل اور آبادی چوراسی لاکھ ہے جسمین پینتالیس لاکھ امیر صاحب افغانستان کی رعایا ہے۔

۵؎ غور کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ قیس حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت مین بمقام کوفہ مشرف باسلام ہوئے جسوقت شنسب رئیس ملک غور مسلمان ہوئے تھے۔ لیکن کل افغانی روایات اسپر متفق ہین کہ قیس آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوکر شرف

نہین پایا جاتا بلکہ اس دعوے کی اصل یہ ہے کہ ابتدا مین عبد الرّشید کی اولاد کوہ غور مین آباد تھی اور اسکے بعد کوہ سلیمان مین آباد ہوئی پس غالبًا اسی پہاڑ کی طرف نسبت کر کے افغان[۱] اپنے آپ کو سلیمانی کہتے ہین اور چونکہ عبد الرشید موضع پشت کے رہنے والے تھے اس سبب سے اس قوم کو پشتون[۲] یا پختون اور ان کی زبان کو پشتو یا پختو کہتے ہین۔

عماد الدّین محمد قاسم سپہ سالار کی چڑھائی ملک سندھ پر سنہ ۹۲ھ ۶ ۷۱۲ء

جب کہ حجّاج بن یوسف (جو بنی اُمّیہ کی طرف سے حاکم بصرہ تھا) کے بھتیجے عماد الدّین محمد قاسم سپہ سالار اسلام نے ملک سندھ پر فوج کشی کی تو اس وقت اس قوم کے بھی کچھ لوگ محمد قاسم کے ہمراہ تھے جنہون نے صوبہ ملتان کے بعض حصّون مین سکونت اختیار کی اور کوہ سلیمان کے رہنے والے افغانون نے اپنے اُن نو وارد افغان بھائیون کی صلاح و امداد سے کوہ سلیمان کی شمالی پہاڑیون پر قبضہ کر لیا اسکے بعد پشاور کی سرحد پر حملہ کیا اور لاہور کے راجہ کی فوج کو شکست فاش دی اس پر راجہ نے برہم ہو کر اپنے بھتیجے کو دو ہزار سوار جرّار اور پانچ ہزار دلاور پیدلون کی فوج دیکر ان کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا ادھر غور کابل اور بلخ کے مسلمان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۱) باسلام ہوئے لیکن ہماری رائے مین ایسی روایتون کے ثبوت مین کلام ہے

[۳] تاریخ فرخ آباد قلمی کے موافق عبد الرشید نے ۸۷ برس کی عمر مین سنہ ۴۱ھ مین وفات پائی۔

[۵] افغان اور پٹھان کی وجہ تسمیہ ابھی تک ایسی معلوم نہین ہوئی جو قابل اطمینان ہو اس امر خاص مین اہل تواریخ نے اکثر تاویلات کی ہین چنانچہ ایک مؤرخ یون لکھتا ہے کہ چونکہ یہ قوم جنگ کے وقت شور و فغان بہت کیا کرتی تھی اس باعث سے اس قوم کا نام افغان مشہور ہو گیا اور علی ہذا پٹھان کی وجہ تسمیہ مین بھی اسی قسم کی تاویلین کی گئی ہین چنانچہ ایک وجہ تو یہ ہے کہ مغرب کی طرف سے دو آبہ سندساگر مین آکر افغانون نے ساکنان سابق کو بیدخل کیا اسلئے یہ لوگ انکو پٹھنہ آن یعنی بیدخل کرنے والے کہنے لگے یہ لفظ ابتک اس جگہ اس معنے مین آتا ہے پٹھنہ آن کثرت استعمال سے پٹھان ہو گیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ عبد الرشید کے بیٹے بیٹن کی اولاد مین سے قوم لودی اوّل اوّل ہندوستان مین آئی تو ان کے جدّ اعلےٰ بیٹن کے نام کو بگاڑ کر اہل ہند پٹھان کہنے لگے۔ تیسری وجہ بقول مآثر الامرا یہ ہے

بھی اپنے اسلامی بھائی افغانون کی کمک کے لئے آموجود ہوئے جمرود اور پشاور کے مابین چھوٹی چھوٹی لڑائیان ہوتی رہین لیکن موسم بارش آگیا اور لاہور کے راجہ کا لشکر دریائے نیلاب کی طغیانی کے خوف سے واپس چلا گیا اسکے بعد راجہ کے ملک مین قوم کھکڑ نے شورش برپا کرنی شروع کی۔ اس لحاظ سے مصلحتہً راجہ نے افغانون سے مصالحت کر لی اور سرحد کی محافظت افغانونکو تفویض کی چنانچہ انہون نے پشاور کے کوہستان مین ایک قلعہ تعمیر کر کے اس کا نام خیبر قرار دیا۔ اور سرحد کی محافظت مین خوب سرگرم رہے اسکے بعد جب الپتگین کے داماد اور سپہ سالار سبکتگین نے پشاور اور ملتان پر متواتر حملے کرنے شروع کئے تو افغانون نے اس کے مقابلے سے عاجز آکر مسمی جیپال راجۂ لاہور سے مدد کی درخواست کی۔ راجہ جیپال نے ان کی مدد کے لئے اپنی فوج بھیجنی تو مناسب نہ سمجھی مگر حمید خان لودی کو جو افغانون مین ایک ذی اختیار شخص تھا بلوا کر منصب امارت سے سرفراز کیا اور سرحد کا انتظام اسی کے سپرد کر دیا جب سبکتگین بادشاہ ہوا تو حمید خان نے اسکی اطاعت قبول کر لی اور جب اس نے راجہ جیپال کو شکست دی تو حمید خان کو تسلّی دے کے ملتان وغیرہ اس کی جاگیر بحال رکھی۔[۱]

افغانون کا قبضہ ہندوستان کی مغربی سرحد پر	تاریخون سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان محمود اور دیگر شاہان غزنین کی افواج مین بہت سے افغان تھے اور سلطان شہاب الدین غوری کی فوج کے افغانی حصہ نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۲) کہ پٹھان ملک کے ایک حصّہ کا نام ہے اسی نسبت سے قوم کو بھی پٹھان کہنے لگے جیسا کہ بنگش ملک کا بھی نام ہے اور قوم کا بھی۔ چوتھی وجہ بقول فرشتہ یہ ہے کہ جب افغان ہند مین آئے تو پٹنہ مین مقیم ہوئے اسلئے اہل ہند انکو پٹھان کہنے لگے مگر یہ اخیر توجیہ بہت ہی ضعیف بلکہ غیر صحیح ہے۔

[۲] بعض مؤرخ قوم افغان کو قیاساً فراعنۂ مصر کی اولاد شمار کرتے ہین اس استدلال سے کہ افغانون کے چہرون اور ان کے حرکات وسکنات سے ایک قسم کی شدّت غضب اور جبروت محسوس ہوتا ہے دوسرے یہ کہ افغانستان کے بعض آثار قدیم سے مشابہ پائے گئے۔ مگر یہ قیاس صحیح نہین معلوم ہوتا۔

[۱] چونکہ راجہ جیپال کو سبکتگین کا ڈر تھا اسلئے حمید خان کو اپنی مدد مین رکھکر ملتان اور لغمان جاگیر مین دئے تھے مگر جب سبکتگین کی فتح ہوئی تو حمید خان نے اسکی اطاعت قبول کر لی لہٰذا اس نے جاگیر مذکور بحال رکھی۔۔

مقام پانی پت کی مشہور لڑائی مین خدمات نمایان انجام دین اسی زمانے مین شہاب الدین غوری کے حکم سے افغانون کے اکثر قبائل کوہ سلیمان وغیرہ پہاڑی مقامات سے نکلکر دریائے سندھ تک قابض ہوگئے۔

ہندوستان مین افغانون کی آمدورفت کا آغاز۔

جب افغان ہندوستان کی مغربی سرحد پر قابض ہوگئے تو اوّل اوّل ان لوگون نے بتقریب تجارت و ملازمت ہندوستان مین آمدورفت شروع کی خصوصاً فیروز شاہ کے عہد مین اکثر افغان فوجی ملازمت کے سلسلے مین داخل ہوئے لڑائیون کے معرکون مین ناموریان حاصل کین اور ذاتی شجاعت و دلاوری کے باعث بڑے بڑے معزز فوجی عہدون پر سرفراز ہوئے جب ۸۵۵ھ مین افغانون کی خوش قسمتی سے بہلول لودی ہندوستان کا بادشاہ ہوا تو اس نے افغانستان مین فرمان بھیجکر اپنی سلطنت کی تقویت و استحکام کی غرض سے افغانی قبائل کو طلب کیا یہانتک کہ ہندوستان کے اقطاع وجوانب اس قوم سے معمور ہوگئے۔ اور افغانون کی کثرت کی یہ نوبت ہوگئی کہ ہر جگہ افغان ہی افغان نظر آنے لگے۔ لودھیون کے بعد سوری خاندان کے عہد مین بھی افغانون کی آبادی روز بروز ترقی کرتی رہی یہانتک کہ قبائل افغانی مین سے غالباً کوئی قبیلہ ایسا نہ ہوگا جو ہندوستان مین نہ آیا ہو۔

خاندان بابی کے جدّ اعلیٰ

اس مختصر تمہید کے بعد ہم اپنے اصل مقصود یعنے خاندان بابی کے سلسلۂ نسب اور دیگر حالات لکھنے کی طرف متوجہ ہوتے ہین ہم اوپر بیان کرچکے ہین کہ عبدالرّشید کے تین بیٹے تھے جنمین سے ایک کا نام اسمٰعیل عرف غورغشت[۲] (غرغشت) اور اسمٰعیل کے بیٹون مین سے ایک کا نام بابی تھا جو خاندان بابی کے مورث اعلیٰ ہین اور انہین کے نام سے ان کی اولاد کی تمام شاخین بابی زی یا بابی خیل[۳] کہلاتی ہین سردار محمد حیات خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مقام بنون جو تاریخ

---

۱ ان سے پیشتر کے خاندانون والے چنانچہ غوری خلجی اور تغلق وغیرہ ترک تھے نہ کہ افغان جیسا اس وقت کی تاریخون مین مانا جاتا ہے۔

۲ غرغشت کا اسمٰعیل نام تاریخ فرخ آباد قلمی مین ہے۔

۳ لفظ خیل یا زی سے مراد قوم ہے پشتو زبان مین زئی کے معنے بیٹا یا اولاد ہے۔

افاغنہ وانساب کے بڑے محقق شمار کئے جاتے ہین اپنی تالیف حیات افغانی مین لکھتے ہین کہ افغانون مین سے بابی قندہار قلات اور نصیر کی طرف بڑے ذی ہمت سوداگر ہین اور اپنی نیک معاشی اور محنت کے سبب سے آسودہ حال بلکہ اکثر غنی ہین اس شاخ کے افغان برخلاف اورون کے عموماً نیک اور بامروت مشہور ہین بابی قوم کے اہل دول کی خوراک اور پوشاک درانیون کی طرح امیرانہ ہے۔

بابی ابن اسمٰعیل کی اولاد

بابی ابن اسمٰعیل کے چار بیٹے تھے جن مین سے ایک کا نام میر تھا میر کے بیٹے یحییٰ[۱] یحییٰ کے بیٹے عثمان خان اُنکے بیٹے عبدالرحیم خان انکے بیٹے میرخان انکے بیٹے کریم خان اور انکے بیٹے عادل خان[۲]

سنہ ۹۶۳ھ ۱۵۵۶ء
عادل خان بابی کا مع اپنے فرزند عثمان خان کے ہمایون بادشاہ کے ساتھ ہند مین آنا

ایک روایت سے عادل خان بابی کا مع اپنے فرزند عثمان خان کے ہمایون بادشاہ کے ہمراہ ایران سے قندہار اور قندہار سے ہندوستان آنا پایا جاتا ہے مگر دوسری روایت یہ ہے کہ عادل خان کے فرزند عثمان خان بابی ہمایون بادشاہ کے ساتھ قندہار سے ہندوستان مین آئے اور صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ بہادر خان بن عثمان خان کا اوائل عہد اکبری مین ایک خاص منصب پر ہونا مرآت احمدی سے جو گجرات کی مستند تاریخ ہے ثابت ہے تو ہمایون کی صرف چار برس کی حکومت مین بہادر خان کے دادا عادل خان کا ہونا بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے۔ اور ایران مین بابی افغانون کا جانا اور ہونا پایا نہین جاتا اسلئے یہ امر قرین قیاس ہے کہ ہمایون کیساتھ اسکی ایران سے معاودت کے اثنا مین قندہار سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۴) [۵] بعض انگریزی مورخین نے لفظ بابی مین یا ے نسبتی سمجھکر عربی کے طور پر بابی کے معنے دربان شاہی یا معتمد علیہ کے لئے ہین مگر یہ غلطی ہے کیونکہ بابی مین حرف یا داخل نفس کلمہ ہے اور وہ پشتو زبان مین ایک مرد خاص کا نام ہے جس سے اسکی اولاد کو بھی بابی کہتے ہین ہان زمانہ حال مین ایران کے ملک مین ایک جدید بابی مذہب کا نام باب ہے اور یا ے نسبتی لگاکر اسکے پیرودن کو بابی کہتے ہین چنانچہ اس مذہب والون مین اکثر کو شر و فساد کی وجہ سے ناصرالدین قاچار شاہ ایران نے قتل کیا تھا جب پر ان مین سے ایک نے موقع پاکر شاہ موصوف کو تھوڑے ہی عرصہ کے بعد قتل کر ڈالا۔

عثمان خان بابی بادشاہ موصوف کے ہمراہ ہوئے ہون غرض اسقدر حال کے سوا عادل خان اور اُنکے بیٹے عثمان خان کا اور کچھ حال تاریخ مین نہین پایا جاتا۔ ہان صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ افغانستان مین عثمان خان بابی ایک معزز اور ذی رتبہ سردار تھے۔

بہادرخان بابی بن عثمان خان بہادر خان بابی جو عثمان خان کے بیٹے تھے اُن کی لیاقت شجاعت اور عالیہمت ہونے کے شاہد بعض واقعات اس زمانے کی معتبر کتابون مین درج ہین جو ہم ذیل مین بسبیل اختصار بیان کرتے ہین۔

تاریخ مرآت احمدی[1] سے معلوم ہوتا ہے کہ جب شاہنشاہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے حکم سے راجہ ٹوڈرمل ملک گجرات کی تنقیح و تشخیص جمع کے لیے گجرات آیا تو سروہی کے زمیندار نے ۹۸۱ھ مین راجہ ٹوڈرمل سے بذریعۂ بہادر خان بابی جو ٹوڈرمل کے ہمراہ تھے ملاقات کی اور پچاس ہزار روپئے اور ایک سو اشرفی نذر کرکے خلعت مع جیغہ مرصع اور ایک ہاتھی پیشگاہ راجہ ٹوڈرمل سے انعام پایا اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بہادر خان بابی اکبر بادشاہ کے عہد سلطنت مین ذی رتبہ سردار تھے اور عہد شاہجہان مین بھی معزز رتبہ پر رہے چنانچہ بادشاہ نامہ (جلد اول صفحہ ۳۱۵) مین ان کا ہشت صدی ذات اور تین سو پچاس سوار کی منصبداری سے معزز ہونا لکھا ہے۔ اور اسی کتاب کی دوسری جلد کے صفحہ (۷۴۰) مین ہشتصدی ذات اور پانچ سو سوار کے منصب تک ترقی پانا مرقوم ہے۔ اسی بادشاہ کے عہد مین نمایان خدمت کے صلہ مین انہین ملک گجرات کے دو محال کڑی اور تھراد جاگیر مین عنایت ہوئے تھے ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۵) [5] حیات افغانی اور ترک افغانی مین بچنے نام لکھا ہے۔

[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانے مین قیس کے اسلام لانے کے وقت سے مدت بہت اور نام کم ہوتے ہین اس سے ان روایات کا ضعیف ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن ہے کہ عمرون کی غیر معمولی درازی سے اس سلسلے کے نامون مین کمی ہوئی ہو۔

[1] جلد دوم صفحہ ۱۵۱
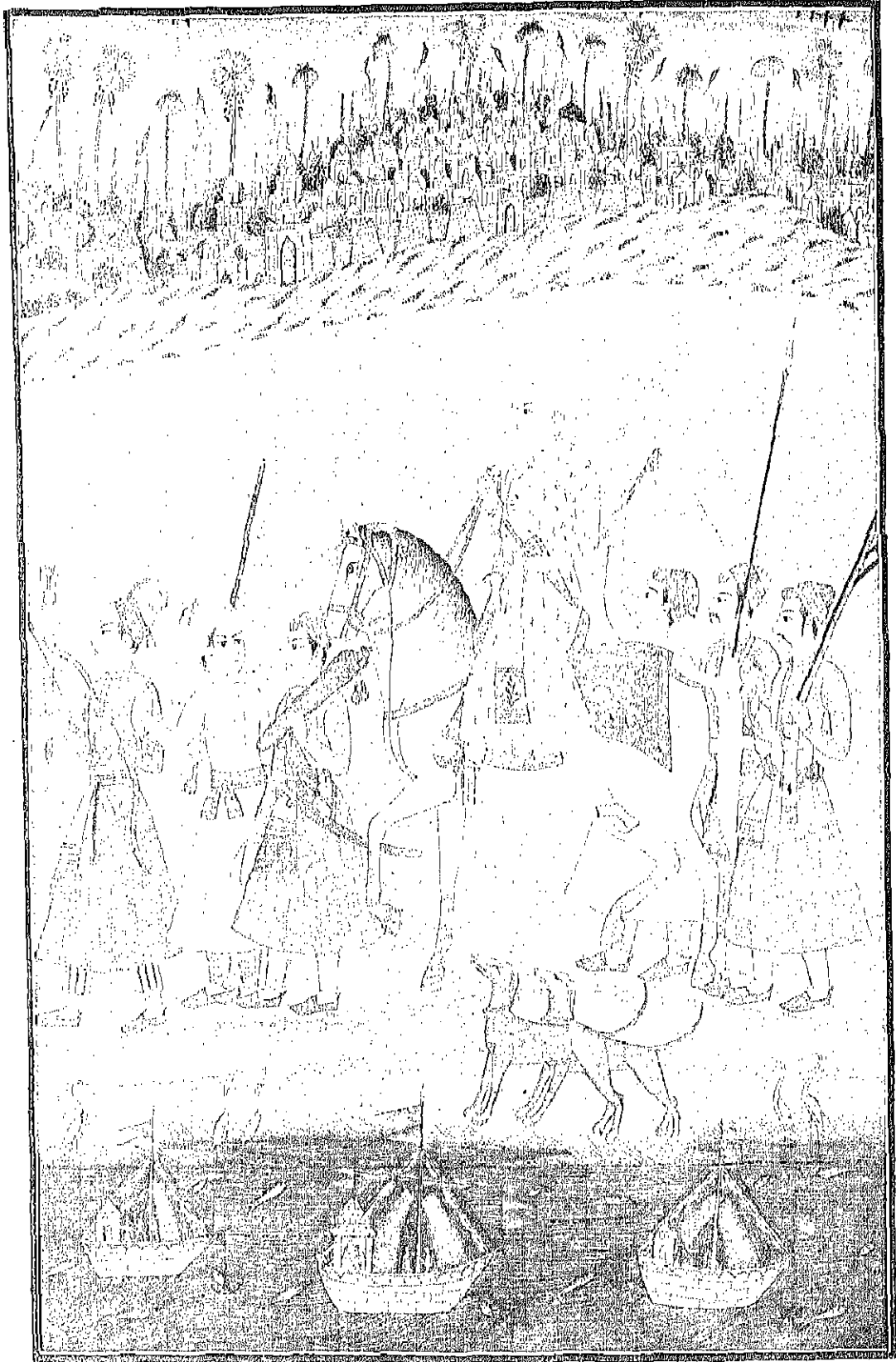
بہادر خان بن عثمان خان بابی صاحب

کہ بہادر خان بابی نے ملک پنجاب مین جہان بعض شاہی خدمات انجام دینے گئے تھے رحلت فرمائی اور بیرون[1] وال کے محلہ بہادر پور مین جو خود انہین کا آباد کیا ہوا تھا دفن کئے گئے خان موصوف نے اکبر سے شاہ جہان کے زمانہ تک شاہی خدمتین انجام دین جس سے ان کی طوالت عمر ظاہر ہے۔

بہادر خان بابی کی اولاد

بہادر خان بابی کی اولاد۔ پیر خان[1]۔ صلابت خان[2]۔ شیر خان[3]۔ صاحب خان[4] عادل خان[5]۔ اور مہابت خان[6] ہین جنمین سے صرف دو فرزندون[2] کو ملک گجرات سے تعلق ہے۔ یعنی عادل[3] خان اور شیر خان کو۔ گجرات کی معتبر اور مبسوط تاریخ مرآت احمدی مین عابد خان اور شیر خان بابی کی نسبت لکھا ہے کہ یہ دونون اپنی اپنی جاگیر سے شاہی خدمت[4] کی انجام دہی کے لئے احمد آباد گئے اور ۱۰۶۹ھ مین جب

---

[1] یہ پرگنہ تھا اور جہانگیر کے عہد مین اس کا نام فتح آباد رکھا گیا تھا۔ مآثر الامرا جلد دوم صفحہ (۶۲۷)

[2] باقی چار لڑکون کا کچھ حال نہین معلوم ہوسکا اور نہ ان کی اولاد کا کچھ حال معلوم ہوا۔ البتہ تاریخ فرخ آباد قلمی مین عادل خان بابی کا ایک واقعہ لکھا ہے جس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ شاید وہ عادل خان اُنہین بابیون مین سے کسی کی اولاد مین سے ہونگے۔ وہ یہ ہے کہ وہ فرخ سیر بادشاہ دہلی کے عہد مین نواب فرخ آباد محمد خان بنگش کے فوجی ملازم تھے اور بہت بڑے بہادر اور اعلےٰ درجے کے دلیر شمار کئے جاتے تھے اُن کی خوراک بھی ایسی تھی کہ پانچ سیر پلاؤ تنہا کھا لیتے تھے اتفاقاً نواب موصوف شیر کے شکار کو گئے عادل خان بھی ہمراہ تھے نواب نے ان کو اپنے روبرو بلوا کر کہا کہ ہماری تمام فوج مین آپ کی بہادری و دلاوری کی دھاک بندھی ہوئی ہے دیکھو سامنے وہ شیر نظر آرہا ہے اگر اس شیر کو مار ڈالو تو البتہ ہم جانین کہ آپ بڑے بہادر اور بڑے دلاور ہین عادل خان بابی کو نواب صاحب کے یہ طعن آمیز کلمات نہایت ناگوار گذرے فوراً ہی اشتعال طبع کی حالت مین گھوڑے سے اتر کر اپنی تلوار نواب صاحب کے سامنے پھینک دی اور کمال غیظ و غضب کے عالم مین اس شیر کی طرف چلے جو وقت وہ شیر حملہ کر کے عادل خان پر یکایک آپڑا تو انہون نے اس کی دونون کلائیان پکڑ لی۔ اور قابو مین لا کر ایک ہی جھٹکے مین جوڑ جوڑ الگ کر ڈالے اور پھر نواب صاحب کے سامنے لا کر اس زور سے نعش پر لات ماری کہ شیر کا پیٹ پھٹ گیا پھر نواب صاحب کی جانب خطاب کر کے کہا کہ مین جانتا تھا کہ آپ مجھکو کسی فوج سے لڑائینگے لیکن آپ نے میری نہایت درجہ توہین کی کہ مجھکو ایک کتے کے مارنے کا حکم دیا بس اب مین آپ کی ملازمت کرنی ہرگز نہین چاہتا۔ نواب صاحب نے ان سے ہر چند عذر کیا اور بہت کچھ فہمایش کی مگر عادل خان بابی نے

دارا شکوہ اجمیر شریف سے فوج عالمگیری سے شکست کھا کر احمد آباد مین واپس آیا تو ان دونون بھائیون نے سردار خان کے ساتھ شاہی خدمات بجالانے مین ایسے ایسے نمایان کام اور عمدہ کوششین کین کہ حضور بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر مین مورد تحسین و آفرین ہوئے۔

سنہ ۱۰۷۴ھ / ۱۶۶۴ء — عادل خان بابی کا شیواجی کے دفعیہ کو جانا

جب شیواجی نے سورت کو لوٹا تو اسکی سرکوبی کے لئے بادشاہی فوج روانہ ہوئی اس وقت عادل خان (عابد خان) بابی بھی دوسو سوارون کو ہمراہ لیکر فوج مذکور کے سردارون کے ساتھ گئے۔ ان کا اس سے زیادہ حال تاریخ مین نہین ملتا۔

شیر خان بابی ولد بہادر خان

بہادر خان کی اولاد مین سے شیر خان نے اپنی عالی ہمتی کے سبب باپ سے بڑھکر اعزاز اعتبار اور رسوخ دربار شاہی مین حاصل کیا تھا۔

سنہ ۱۰۷۳ھ — شیر خان بابی کا جام نگر کی چڑھائی مین قطب الدین خان کی کمک پر متعین ہونا

قطب الدین خان فوجدار سورٹھ نے جام نگر (نوانگر) پر فوج کشی کی تو شیر خان بہادر بھی اس کی کمک کو متعین ہوئے اور خدمت شاہی عمدہ بجالا کر جام نگر کو خالصہ مین داخل کر دیا۔ مگر بعد مین اسکے وارث کو بادشاہ نے یہ علاقہ واپس دیا اور جام نگر کا نام اسلام نگر رکھا گیا۔

شیر خان بابی کو دیوان کا خطاب، فوجداری بڑودہ و جاگیر پیران پٹن عطا ہونا

چنانچہ ان تمام خدمات مذکورۂ بالا کے صلہ مین شیر خان بہادر کو دیوان کا خطاب اور فوجداری بڑودہ کا عہدۂ جلیلہ مرحمت ہوا اور علاوہ اسکے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۷) ملازمت سے کنارہ کشی کرکے تمام عمر نمک کی تجارت مین بسر کی۔

[3] شجرۂ بابیان مین عادلخان نام لکھا ہے اور مرآت احمدی مین عابد خان۔

[4] شاہزادہ مراد بخش کی صوبہ داری مین شیر خان و عابد خان بابی اپنے اپنے محال مین تھے مگر جب مراد بخش و اورنگ زیب نے اپنے بڑے بھائی دارا کو شکست دی اور اورنگ زیب بادشاہ ہوگیا تو دارا گجرات مین آیا اور کمکی سردار سردار خان کے (جو بعد مین مدت مدید تک فوجدار سورٹھ رہا ہے) ساتھ رہکر ان بابی بھائیون نے دخل نہ دیا۔
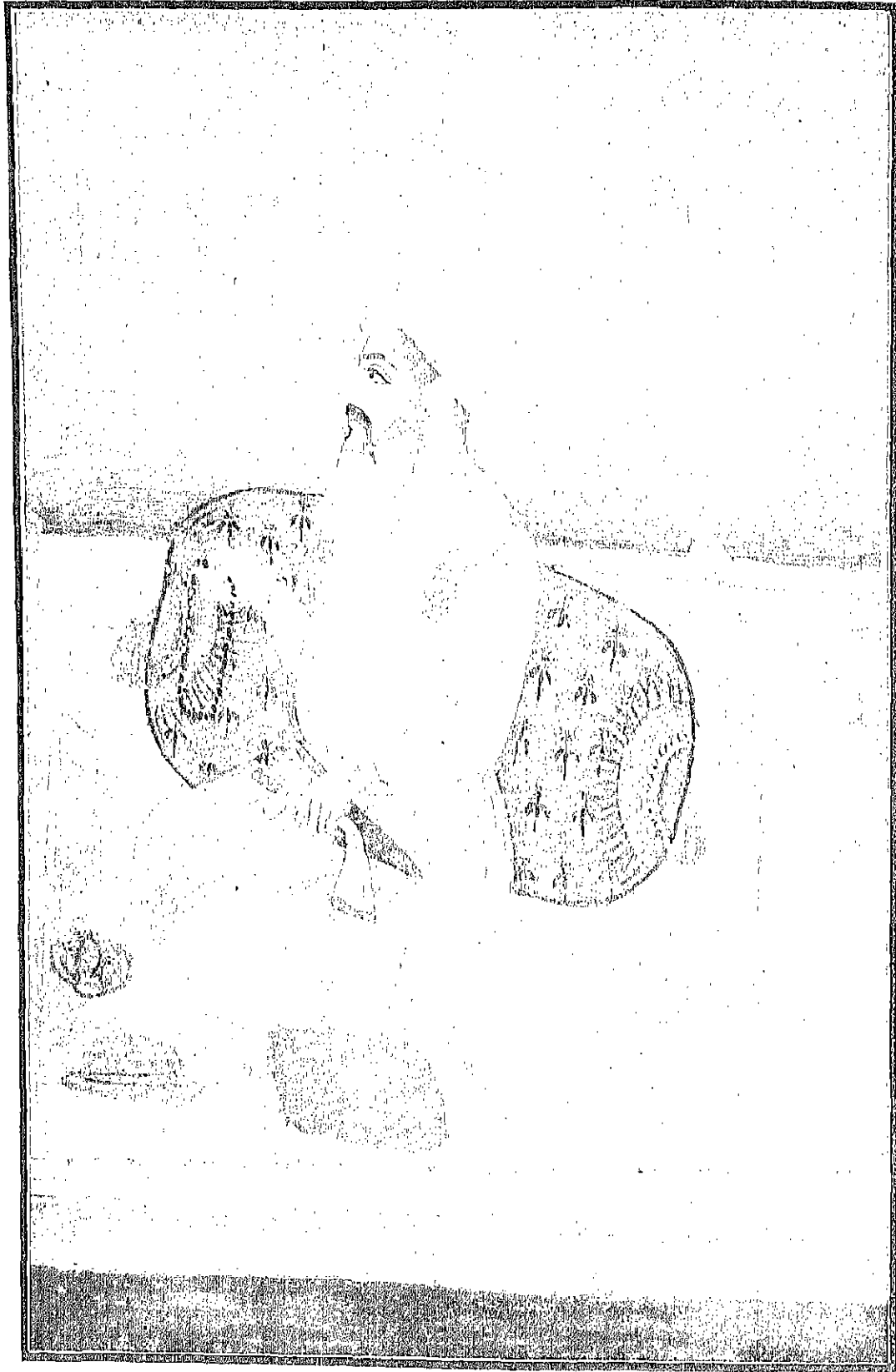
شیرخان بن بہادر خان بابی صاحب

پیران پٹن جاگیر[۱] مین عطا کیا گیا۔

سنہ ۱۰۷۴ھ

شیرخان بابی کا سات سو سوار لیکر دودا کولی کی تنبیہ کو جانا اور اسکے صلہ مین فوجداری چنوال پانا

مہابت خان صوبہ دار احمد آباد نے شیرخان بہادر کو پانچسو سواروں کی جمعیت کے ساتھ دودا نامی باغی کولی کی تنبیہ و تادیب کے لئے مقرر کیا اور صوبہ دار کا یہ انتظام و تقرر حضور شاہی مین بھی نہایت پسندیدہ و مناسب سمجھا گیا بلکہ اسے حضور شاہی سے یہ حکم صادر ہوا کہ احتیاطاً[۲] دو سو سوار اور بھی شیرخان کی ہمراہی مین تعینات کئے جائین چنانچہ بابی موصوف سات سو سواران جرار کی جمعیت ہمراہ لیکر گئے اور باغیوں کو قرار واقعی سزا دی ان کا سرغنہ دودا مارا گیا اور جسقدر شور و شر و ہنگامۂ بغاوت برپا تھا فرو ہو گیا جس کے صلہ مین ان کو چنوال[۳] کی بھی فوجداری عطا ہوئی۔

شیرخان بابی کی وفات اور دفن

شیرخان[۴] بابی نے محمد امین خان کے اوائل زمانۂ صوبہ داری مین بمقام سنہ ۔۔۔ پٹن وفات پائی اور ان کا جنازہ احمد آباد لایا گیا جہان وہ عیدگاہ کے قریب دفن کئے گئے جب ان کی وفات کی خبر حضور شاہی مین پہونچی تو نہایت افسوس کیا اور صوبہ دار موصوف کو مرحوم کے صاحبزادوں کو تسلی دینے کا حکم صادر ہوا۔

شیرخان بابی کی نرینہ اولاد

شیرخان بابی کے چار بیٹے تھے محمد مظفر خان محمد مبارز خان محمد ظفر خان[۵] (مخاطب بہ صفدر خان) اور محمد شیر مبارز خان ذیل مین ان چارون فرزندان ذیشان مین سے تین فرزندون کا مختصر

---

[۱] شورٹ ایسکیچ آف جوناگڈھ صفحہ (۲) سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ جاگیر دودا کولی کو مارنے کے صلہ مین عطا ہوئی تھی لیکن حقیقت حال یہ معلوم ہوتی ہے کہ جاگیر پیران پٹن سابق نوکری ہی مین عطا ہوئی تھی اسلئے کہ صرف دودا کولی کے قتل کرنے پر اتنی بڑی جاگیر ملنی قرین قیاس نہین

[۲] مرآت احمدی جلد ۱ صفحہ ۲۶۹۔

[۳] پٹن اور اسکے اطراف کے ملک کو اس زمانہ مین چنوال کہتے تھے۔

[۴] انکے بھائی محمد عابد خان بابی کی وفات کا حال معلوم نہین ہوا اور اگرچہ ان کی اولاد ہوئی ہو تو بھی تاریخ مین انہون نے کوئی شہرت حاصل کی ہو ایسا معلوم نہین ہوتا۔

حال درج کیا جاتا ہے کیونکہ محمد شہباز خان بابی کا کوئی تاریخی حال نہین۔

۱۰۸۳ھ محمد مظفر خان بابی

محمد مظفر خان بابی کو ان کے والد ماجد شیر خان بابی کی وفات کے بعد ۱۰۸۳ھ مین منصب چارصدی ذات اور چار سو سوار اور کرڑی کی فوجداری کا عہدۂ جلیلہ مرحمت ہوا خان موصوف نے اپنے مفوّضہ علاقہ کا بندوبست اور انتظام قرار واقعی کیا اور موضع جلو اسن معمولہ پرگنہ کرڑی مین مسمی مونگیا[۱] وغیرہ چار گراسئے[۲] جو گاہ و بیگاہ فسادات اور شورشین برپا کرتے رہتے تھے ان چارون کو گرفتار کر کے محمد امین خان صوبہ دار احمد آباد کی خدمت مین بھجوا دیا جہان پہنچکر وہ چارون ایک مدّت تک قید رہکر مختار خان کے زمانۂ صوبہ داری مین رہا ہوئے ان کی رہائی کے سبب سے مختار خان صوبہ دار کی عالمگیر کی طرف سے بازپرس ہوئی اور آئندہ کے لئے ایسی کارروائیون کی نسبت اسکو ممانعت کی گئی۔

محمد مظفر خان بابی کی اولاد

یہ حال معلوم نہین ہوا کہ محمد مظفر خان بابی نے کب وفات پائی ان کی اولاد نے نہ کوئی ایسا نمایان کام کیا جسکو تاریخی شہرت حاصل ہوتی اور نہ ان کے کسی زیادہ معزز مرتبہ پر پہونچنے کی کوئی کیفیت تاریخون مین نظر سے گذری سوا اسکے کہ ان کے تینون بیٹون محمد بہادر خان اور محمد یحییٰ خان اور شاہ نواز خان مین محمد بہادر خان اپنے چچا محمد مبارز خان کے ساتھ بھڑوچ کی مہم مین موجود تھے اور محمد یحییٰ خان فوجداری گردھ کے عہدہ سے سرفراز تھے۔

محمد مبارز خان بن شیر خان بابی

جب محمد مظفر خان بابی فوجدار کرڑی مقرر کئے گئے تھے اسی زمانہ مین ان کے چھوٹے بھائی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۹) ۵ گجراتی اور انگریزی تاریخون مین اس نام کو جعفر خان لکھا ہے حافظ محمد امین صوبہ دار گجرات کے ساتھ رہکر اودیپور کے رانا سے لڑنے مین جو جانفشانی ظفر خان نے کی تھی اسکے صلے مین انہین صفدر خان کا خطاب بادشاہ محمد اورنگزیب عالمگیر کی طرف سے عطا ہوا تھا۔

۱ مرآت احمدی کے ایک نسخہ مین مکتا نام لکھا ہے۔

۲ گراس کے لغوی معنے لقمہ اور اصطلاحی معنے جاگیر اور گراسیہ کے معنے جاگیردار فارسی تاریخون مین ہندو چھوٹے جاگیردارون کو گراسیہ اور بڑون کو زمیندار اور مسلمانون کو جاگیردار لکھا ہے۔ اب تو اس ملک مین اکثر اوقات مسلمانون کو بھی گراسیہ کہتے ہین۔

محمد مبارز خان بابی الوریہ معمولہ پرگنہ کرّاہی کے عہدۂ تھانہ داری پر فائز ہوئے تھے سنہ ۱۱۰۰ھ مین کارطلب خان مخاطب بہ شجاعت خان کی صوبہ داری مین جب متیہ قوم کے لوگون نے بغاوت کرکے قلعہ بھڑوچ لے لیا تو شاہی لشکر بسرکردگی نظر علیخان و محمد مبارز خان بابی و محمد بہادر خان بابی ولد محمد مظفر خان بابی قوم مذکور کی تادیب کی غرض سے مقرر ہوا محمد مبارز خان بابی نے اپنے ساتھی سردارون کی رفاقت مین نہایت درجہ شجاعت و دانائی کے ساتھ قلعہ بھڑوچ کو فتح کرکے شاہی دربار مین ناموری و نیک نامی حاصل کی بعدازان سنہ ۱۱۰۳ھ مین خان موصوف بڑنگر کی فوجداری کے عہدۂ جلیلہ سے سرفراز کیئے گئے اور تقریبًا دو برس اس عہدے کا کام انجام دیتے رہے۔ اسکے بعد اپنے بھائی صفدر خان بابی کی جگہ عہدۂ فوجداری پٹن پر مقرر کیئے گئے اور اسی تقرر کے زمانے مین ان کی سعی اور توجہ سے جامع مسجد شہر پٹن کی مرمت کی گئی۔

سنہ ۱۱ھ
محمد مبارز خان بابی کی وفات

محمد مبارز خان بابی موضع شاہ پورہ (جو اس وقت سانپرہ نام سے مشہور ہی) متعلقہ پٹن کے سرکش کولیون کی تنبیہ و تادیب کیلئے روانہ ہوئے انہون نے سرکشون کو پوری سزا دی اور چند روز مین امن قائم کیا۔ مگر وہان سے واپسی کے وقت داہنی آنکھ مین ایک ایسا کاری تیر لگا کہ اسکے صدمے سے بیہوش ہوکر گھوڑے سے گرے اور اسی حالت مین انتقال کیا۔ بعد وفات انکی نعش احمدآباد مین لائی گئی اور مقام عیدگاہ کے قریب دفن ہوئی اُن کا عقد نکاح کمال خان جالوری نواب پالن پور کی دختر سے ہوا تھا۔

محمد مبارز خان کی اولاد

خان مرحوم جنکے تین فرزند محمد خان و محمد اعظم خان و محمد مرتضیٰ خان تھے ان تینون فرزندون مین سے بابی محمد خان کو کھیڑہ اور محمد اعظم خان کو بڑنگر سپرد ہوا۔ محمد خان کے تین فرزند تھے خان دوران خان و عابد خان و رسول خان جنمین سے خان دوران خان و عابد خان کا کھیڑے کے اتر اور رموند سے پر قابض ہونا ثابت ہوتا ہے جو داماجی گائیکواڑ مرہٹہ نے ان سے سنہ ۱۱۶۳ھ مین لے لیئے باوجودیکہ بابی جواہر د

خان ثانی (رادھنپور کے نواب) اور مرہٹون مین جو باہمی عہدنامہ ہوا تھا اُسکی رُو سے ان مین دخل دینا جائز نہ تھا عابد خان بابی کے فرزند بنا میان کے فرزند محمد نواز خان تھے جنکی شادی سردار محمد خان بابی کی دختر سے ہوئی تھی۔

اس مقام پر یہ امر بیان کرنا ضروری ہے کہ محمد مبارز خان بابی کی پانچوین پشت مین محمد عابد خان بابی بن محمد نواز خان بعد وفات محمد صلابت خان ریاست بالاسنور کے نواب ہوئے[1] مگر چند روز کے بعد جب ان کی کارروائیان برٹش گورنمنٹ کو ناپسند معلوم ہوئین تو ان کو ریاست سے معزول کر کے انہین کے بھائی محمد عادل خان بابی کو ۱۸۲۳ء مین نواب ریاست بالاسنور مقرر کیا عادل خان کے بعد ان کے بیٹے زور آور خان باپ کی مسند ریاست پر متمکن ہوئے اور ۱۵ برس حکمرانی کر کے ۱۸۸۲ء مین عازم ملک بقاء ہوئے زور آور خان کی وفات کے بعد ان کے فرزند محمد منور خان بابی نے والد ماجد کی مسند ریاست کو رونق بخشی اور ۱۷ برس حکمرانی کر کے ۱۸۹۹ء مین اس دار فانی سے انتقال کیا پھر ان کے صغیر سن صاحبزادے محمد جمعیت خان بابی مسند نشین ہوئے جنکی صغر سنی کی وجہ سے گورنمنٹ عالیہ کیطرف سے ایڈمنسٹریشن قائم ہے نواب صاحب نے راجکوٹ کے راجکمار کالج مین تعلیم پائی ہے ان کے اتالیق سید جلال الدّین قادری[2] تھے جو بعد مین

---

[1] شیر خان بن صلابت خان بن صفدر خان برادر محمد مبارز خان کی وفات کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے محمد مہابت خان جسطرح جوناگڈھ کے مالک ہوئے اسیطرح ان کے چھوٹے صاحبزادے سردار محمد خان کو بالاسنور کی جاگیر ملی سردار محمد خان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے محمد جمعیت خان نواب ہوئے اور ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے محمد صلابت خان زینت افزاے مسند ریاست رہکر ۱۸۴۸ء مین لاولد فوت ہوئے اگرچہ بالاسنور کی ریاست قرابت قریبہ کی وجہ سے نواب صاحب بہادر خان ثانی والی جوناگڈھ کو پہونچنی چاہیئے تھی لیکن ان کی بے توجہی سے برٹش گورنمنٹ نے یہ ریاست سردار محمد خان بن شیر خان کے نواسے محمد عابد خان بن محمد نواز خان بابی کو دیدی۔

[2] قادری صاحب ۱۹۱۲ء مین ریاست بالاسنور کے ایڈمنسٹریٹر کے عہدے پر بمبئی گورنمنٹ کی جانب سے مامور ہوے وہ سن قحط سالی تھا ایسے سختی کے زمانے مین قادری صاحب نے نہایت جانفشانی اور عرق ریزی سے رعایا پروری کی اور بیچارے بے زبان جانورون کی جان بچانے کی تدبیر کین

بالاسنور کے ایڈمنسٹریٹر ہوئے تھے [۳۱ ڈسمبر ۱۹۱۵ء کو نواب صاحب مسند نشین ریاست ہوئے ۱۹۱۵ء مین ان کی شادی بڑی دھوم دھام سے جوناگڈھ مین شاہزادہ شیر زمان خان کی صاحبزادی سے ہوئی تھی بالاسنور گجرات مین درجہ دوم کی ریاست ہے اور سالانہ آمدنی قریب پانچ لاکھ روپیہ ہے]

محمد ظفر خان بابی المخاطب بہ صفدر خان

شیر خان بہادر بابی کے لائق فرزند محمد ظفر خان[1] بابی المخاطب بہ صفدر خان اپنے سب بھائیون مین ہمت جرأت اور شجاعت وغیرہ تمام اوصاف کے لحاظ سے ممتاز تھے ان کی عمدہ کارگذاریان حضور شاہی مین نہایت قدر و منزلت کی نظر سے دیکھی گئین چنانچہ بمقتضائے مزید قدر شناسی ان کو صفدر خان کا خطاب مرحمت ہوا۔

صفدر خان کا فوجدار پٹن مقرر ہونا

شجاعت خان صوبہ دار گجرات کے شروع عہد مین صفدر خان[2] فوجداری پٹن کے عہدۂ جلیلہ سے سربلند ہوئے اور خدمات مفوضہ بڑی دانشمندی اولو العزمی اور نیکنامی کے ساتھ انجام دین سرکش مفسدون کی قرار واقعی تنبیہ کی قلعہ سانپرہ اور کہٹولی کی مرمت کرائی سنہ ۱۱۰۴ھ مین دوسو گاڑیان سنگ مرمر کی دینی مدرسہ اور مسجد وغیرہ کی تعمیر کے واسطے احمد آباد بھیجین اور باوجود اس کثیر تعداد سنگ مرمر بھیجد ینے کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۲) قادری صاحب کا خاندان گجرات مین مشہور و معروف ہے آپ کے جد امجد سراج الہند ابو البرکات سلطان سید حاجی ہود قدس سرہ العزیز سنہ ہجری کی چوتھی صدی مین بشارت جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سلطنت سمرقند ترک کرکے اشاعت اسلام کے لئے ہند مین تشریف لائے اور ملک گجرات مین روشنی اسلام پھیلائی۔ آپ کا مزار پیران پٹن مین زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ آپ کی اولاد مین کئی علما وفقہا گذرے ہین جنمین قاضی احمد جو صاحب کو خاص فخر حاصل ہے آپ اُن چہار برگزیدہ احمدون مین ہین جن کے دست مبارک سے شہر احمد آباد کی بنیاد پڑی [سنہ ۱۹۱۶ء مین قادری صاحب عدن کے سررشتۂ تعلیم کے افسر مقرر کئے گئے جہان آپنے تعلیم مین بہت اصلاحین کین۔ اسی سال آپ کو شرف حج حاصل ہوا۔ عدن سے واپس آنیکے بعد آپ کو احاطۂ شمالی مین ایجوکیشنل انسپکٹر کا عہدہ عنایت ہوا اور فی الحال بمبئی ڈویزن کے ایجوکیشنل انسپکٹر ہین آپکے والد سید میان صاحب کا انتقال ۹۲ سال کی عمر مین سنہ ۱۹۲۵ء مین ہوا ہے۔ وہ نہایت متقی و پرہیزگار بزرگ تھے عربی و فارسی کے عالم تھے]

[1] محمد ظفر خان اور صفدر خان ایک ہی شخص ہین مگر دیوان رنچھوڑجی نے تاریخ سورٹھ صفحہ ۱۳۱ (نسخۂ قلمی) مین محمد ظفر خان بن صفدر خان لکھکر فاش

شجاعت خان صوبہ دار کو اس مضمون کی ایک تحریر بھی لکھی کہ اگر اور ایک ہزار گاڑی سنگ مرمر مطلوب ہو تو یہاں سے اس کا سر انجام ہو سکتا ہے اسی سال ان کے بھائی محمد مبارز خان ان کی جگہ فوجداری پٹن کے عہدۂ جلیلہ سے سرفراز ہوئے لیکن ۱۱۰۷ھ میں محمد مبارز خان کی شہادت کے بعد پھر فوجداری مذکور کا عہدۂ جلیلہ انھین کے سپرد ہوا۔

۱۱۰۸ھ — صفدر خان نے اپنے عہدہ سے علیحدہ ہو کر حضور بادشاہ میں عرضداشت بھیجی

شجاعت خان صوبہ دار گجرات اور صفدر خان بابی کے مابین ۱۱۰۸ھ کے اوخر مین بعض مالی اور ملکی معاملات کے باعث کشیدگی واقع ہو گئی اس سبب سے صفدر خان نے اپنے عہدے سے کنارہ کش ہو کر شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے حضور مین ایک عرضداشت ارسال کی چونکہ بادشاہ ان کی کارگزاریون سے نہایت درجہ خوش تھے اسلئے عرضداشت پہونچنے کے بعد انکو حضور مین طلب کیا۔

۱۱۱۱ھ — صفدر خان کا حسب طلب مع فرزندان حضور بادشاہ مین روانہ ہونا

سنہ ۱۱۱۱ھ مین خان موصوف مع اپنے فرزندون کے حضور شاہی مین روانہ ہو گئے مگر ہنوز سفر ہی مین تھے کہ حسب استدعاے محمد قمر الدین خان پسر مختار خان (جو اپنے باپ کی وفات کے بعد صوبہ دار مالوہ ہوا تھا اور جس نے مختار خان کے خطاب کا بھی اعزاز حاصل کیا تھا) ان کے نام حضور شاہی سے اس مضمون کا فرمان صادر ہوا کہ قمر الدینخان کی رفاقت مین رہکر مالوہ کی بغاوتون کے ہنگامے فرو کرو لہذا شاہی حکم کے موافق سفر مذکور سے عنان عزیمت موڑ کر ملک مالوہ کی بغاوتین فرو کرنے کی طرف متوجہ ہوئے۔

۱۱۱۳ھ — صفدر خان بابی کا احمد آباد جانا

جب شاہزادۂ عالیجاہ محمد اعظم شاہ ملک گجرات کی صوبہ داری کے عہدہ پر مقرر ہو کر رونق افروز احمد آباد ہوئے اسوقت صفدر خان بابی کو پھر گجرات آنے کا شوق ہوا اور شاہزادہ موصوف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۲) غلطی کی ہو اور اسکے انگریزی اور گجراتی مترجمون نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔

[2] اسکے پہلے صفدر خان بابی یا صلابت خان بابی کا متصدی و فوجدار سورت ہونا بعض گجراتی تواریخ وغیرہ مین ہے وہ محض غلط ہے کیونکہ صفدر خان اور صلابت خان جو سورت کے متصدی ہوئے ہین اور شخص ہین جو بابی نہین تھے۔

محمد ظفر خان المخاطب بہ صفدر خان بابی صاحب

کی خدمت مین وکیل بھیجکر اپنا مافی الضمیر عرض کیا اس پر شاہزادے نے حضور شاہی سے اجازت منگواکر ان کو احمد آباد طلب فرمایا۔ اتفاقاً انہین دنون مین درگاداس راٹھوڑ[1] کی نسبت (جو اس زمانہ مین پٹن کا فوجدار تھا لیکن باغی ہوگیا تھا) شاہزادہ محمد اعظم شاہ کے نام حضور شاہی سے قتل کرنے یا گرفتار کرکے بھیج دینے کا حکم آیا تھا لہذا شاہزادہ عالیجاہ نے اس بارے مین مشورہ کیا اسوقت صفدر خان نے سر دربارہ راٹھوڑ مذکور کے گرفتار یا قتل کرنے کا ذمہ لیا۔

صفدر خان بابی کا درگاداس راٹھوڑ کی گرفتاری یا قتل کا ذمہ لینا۔

جب راٹھوڑ مذکور شاہزادے کے حسب طلب پٹن سے روانہ ہوکر موضع باریج کے قریب دریاے سابرمتی کے کنارے پہونچکر مقیم ہوا تو شاہزادے نے بحیلۂ شکار اپنی فوج کو تیاری کا حکم دیا اور راٹھوڑ مذکور کے پاس سواری مین حاضر ہونے کا حکم بھیجا جب باغی راٹھوڑ کے حاضر ہونے مین تاخیر ہوئی تو ایک دوسرا چوبدار اسکے بلانے کو روانہ کیا۔ راٹھوڑ کو صفدر خان کے آنے اور فوج کے تیار کئے جانے سے شک تو پیشتر ہی سے پیدا ہوچکا تھا اس دوسرے چوبدار کے پہونچنے سے کامل یقین ہوگیا کہ یہ سب سامان خاص میری ہی ہلاکت وگرفتاری کے ہین اسلئے باغی راٹھوڑ نے پہلے تو اپنے خیمون ڈیرون مین آگ لگا کر سب کو جلاکر خاک سیاہ کردیا بعد اپنی جمعیت کو ہمراہ لیکر مارواڑ کی جانب فرار ہوگیا۔

صفدر خان بابی اور درگاداس کا معرکہ

شاہزادے کو جب اسکے بھاگ جانے کی خبر ملی تو سید افضل داروغہ توپخانہ کو مع صفدر خان بابی ودیگر منصب داران ملک اسکے تعاقب مین روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ درگاداس کو حتی الامکان گرفتار کرکے ہمارے حضور مین حاضر کرین یا قتل کردین اس حکم کے ساتھ ہی سرداران منتخب روانہ ہوگئے اور صفدر خان بابی نے اپنے فرزندون اور قریب کے رشتہ دارون سمیت کوچ در کوچ تعاقب کرتے ہوئے اثناے راہ پٹن مین باغی مذکور کو جا پکڑا باغی مذکور نے جب دیکھا کہ حریف سر پر آپہونچا اور فرار کا موقع نہین رہا چار ناچار مقابلہ پر آمادہ ہوگیا اگرچہ اسکے

[1] راٹھوڑ مذکور نہایت شریر طبع تھا چنانچہ شاہزادہ محمد اکبر (جو اپنے باپ سے منحرف ہوگیا تھا) کے اغوا مین اسکی بڑی کوشش تھی یہ جسونت سنگھ مہاراجہ جودھپور کا رشتہ دار تھا۔

پوتے نے اسکو یہ مشورہ دیا کہ مین فوج شاہی کو روکتا ہون تم یہان سے نکل جاؤ تو وہ اس مشورہ پر کاربند ہوکر چلے جانے کی فکر کرنے لگا اور اسکا پوتا (جسکو بزعم خود اپنی دلاوری و زور جوانی کا بہت کچھ گھمنڈ اور غرور تھا اور جسکی ہمراہی مین اپنے آپ کو سور ما سمجھنے والے اور اسکی جان نثاری مین ایک دوسرے پر پیشقدمی کے آرزومند راجپوت تھے) صفدر خان کے مقابلے مین مشغول ہوگیا لیکن چونکہ کالون کے سامنے چراغ نہین جلتے صفدر خان بابی جو اپنی شجاعت اور بہادری کے لحاظ سے اسم بامسمّی سردار تھے مع اپنے فرزندون کے جنمین سے ہر ایک گویا ایک ایک شیر ببر تھا ایسی پُردلی اور ایسے جوش سے اس پر حملہ آور ہوئے کہ حریف کی شجاعت اور جوانی کا سارا گھمنڈ خاک مین ملگیا اور آخرکار درگا داس کا پوتا اور اسکے بہت سے ہمراہی راجپوت صفدر خان کے صاحبزادے محمد صلابت خان بابی اور محمد خان جہان خان بابی کے ہاتھ سے قتل ہوئے اتفاقاً اس معرکہ مین محمد صلابت خان بابی کے سر پر تلوار کا زخم خفیف سا لگا تھا جسکا انجام بخیر ہوا لیکن درگا داس اسقدر فرصت کو غنیمت جانکر اور موقع پاکر بے سر و سامان فرار ہوگیا اور پٹن جاکر وہان سے اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیتا ہوا تھراد کی جانب چلدیا اور فوج شاہی جو اسکے تعاقب مین تھی پٹن پہونچی اور درگا داس کا کوتوال فوج شاہی کی مدافعت مین نبرد آزما ہوکر مارا گیا۔ جب شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو یہ سب خبرین معلوم ہوئین تو اس نے صفدر خان بابی کی نسبت واپس آنے کا حکم نافذ کیا جس سے وہ واپس آئے۔

صفدر خان بابی اور درگا داس راٹھوڑ کا معاملہ

واقعۂ مذکورۂ بالا کے تین چار سال بعد درگا داس راٹھوڑ نے گجرات مین آکر چنوال کے کولیون کو اپنے ساتھ متفق و آمادۂ بغاوت کرکے شورش برپا کی اس شورش کے دور کرنے کی غرض سے ایک شاہی فوج بھیجی گئی لیکن جب فوج مذکور کامیاب نہوئی تو صفدر خان بابی نے پٹن کی فوجداری کا عہدہ جلسیلہ عطا ہونے کے وعدہ پر درگا داس راٹھوڑ کے گرفتار یا قتل کرنے کا بیڑہ ذمہ لیا اور شاہزادے نے حضور شاہی مین درخواست کرکے وعدۂ مذکور پورا کرنے کی منظوری حاصل کرلی مگر گجرات کی معتبر اور مشہور تاریخین درگا داس راٹھوڑ کے بعد کے حالات سے بالکل ساکت ہین کہین

اس کا نام بھی ان مین نہین پایا جاتا لیکن صفدر خان بابی کا پٹن کی فوجداری پر فائز ہونا بلا اختلاف ثابت ہے جس سے قیاس بلکہ یقین کیا جاسکتا ہے کہ خان ذیشان نے باغی مذکور کو قتل کیا اور اسی راے پر اس زمانے کے انگریز وغیرہ مؤرخون نے اتفاق کیا ہے ۔

۱۱۱۵ھ صفدر خان کے منصب مین تین سو سوارونکا اضافہ اور خلعت اور فوجداری پرگنہ بیجاپور عطا ہونا ۔

مذکورۂ بالا عمدہ اور نمایان خدمات کے صلے مین پیشگاہ شاہزادہ محمد اعظم شاہ صوبہ دار گجرات سے صفدر خان بابی کے منصب مین تین سو سوارون کا اضافہ ہوا اور خلعت فاخرہ اور پرگنہ بیجاپور[1] کی فوجداری مرحمت ہوئی ۔

شاہ عالم بہادر شاہ کے جلوس کے دوسرے برس صفدر خان بابی کا موروثی خطاب دوسرے شخص کو عطا ہوا تو صفدر خان بابی نے اپنے خطاب کی بحالی کے لئے حضور شاہی مین عرضداشت بھیجی اُس پر یہ حکم لکھا گیا کہ بحال بحال بحال گو دیگرے ہم داشتہ باشد ۔ اس روز سے ایک خطاب ایک سے زیادہ شخصون کو دینے کا دستور ہوگیا جو پہلے خاندان تیموریہ مین نہ تھا[2] ۔

۱۱۲۳ھ / ۱۷۱۱ء صفدر خان کا محمد بیگ خان اور شہامت خان کے درمیان مین صلح کرادینا

محمد بیگ خان[3] اور شہامت خان نائب صوبہ دار گجرات مین جو پہلے سورت کا متصدی اور امانت خان کے خطاب سے مخاطب تھا باہمی سخت خانہ جنگی کا اتفاق شہر احمد آباد مین پیش آیا اس موقع پر اگرچہ شہامت خان نے دھوکا دیکر محمد بیگ خان کی غفلت مین اس پر یکایک حملہ کیا لیکن چونکہ وہ بہت بہادر اور مدبر شخص تھا اس وجہ سے حریف کے یکایک آپڑنے پر بھی اُس نے استقلال اور ثابت قدمی سے کام لیکر اپنے ہمراہیون کو سنبھالا اور فوراً حریف سے مقابلہ کرنے کو مستعد ہو گیا اس اثنا مین چارون طرف سے افغان اور دیگر سپاہی بھی اسکی مدد کو

[1] یہ پرگنہ احمد آباد کے شمال مین واقع ہے اور اس وقت ریاست گایکواڑ کے ماتحت ہے ۔

[2] شمس العلما مولوی ذکاء اللہ کی تاریخ ہندوستان جلد نہم صفحہ ۳۷ ۔

[3] اس سے پہلے سورٹھ اور پٹن کا فوجدار رہ چکا ہے اور اس واقع کے بعد شہامت خان کی جگہ نائب صوبہ دار احمد آباد مقرر ہوا ہے ۔

پہونچے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شہامت خان کی فوج نے ہرچند اس پر متواتر حملے کئے مگر کچھ کامیابی حاصل نہ کر سکے۔ آخر کار صفدر خان بابی نے بیچ مین پڑکر صلح کرائی اور فریقین کو جنگ و جدل سے باز رکھکر شہر کو بھی قتل و غارت کی آفت سے بچالیا۔

۱۱۲۹ھ / ۱۷۱۶ع صفدر خان کو احمد آباد مین مہاراجہ اجیت سنگھ صوبہ دار کا اپنی کمک پر معین کرنا۔

فرخ سیر پادشاہ دہلی کے عہد سلطنت مین جب مہاراجہ اجیت سنگھ زمیندار جودھپور صوبہ دار گجرات مقرر ہوا تو اس نے صفدر خان بابی کو شجاع مدبر اور معتمد سردار جانکر اپنی کمک کے واسطے بحکم بادشاہ موصوف احمد آباد ہی مین رکھا تو خان موصوف نے ایک عرصہ تک اس مفوضہ خدمت شاہی کو نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے انجام دیا۔

صفدر خان کو سرانجام خدمت شاہی کیلئے حیدر قلی خان کا طلب کرنا۔

جب حیدر قلی خان دیوان خالصہ و متصدی سورت نے موضع مونجپور متعلقہ بڑودہ پر اس واسطے چڑھائی کی کہ وہانکے زمیندار نے سرکش ہوکر پیشکش دینا موقوف کردیا تھا تو صفدر خان بابی کو احمد آباد سے سرانجام خدمت شاہی کے لئے اپنے پاس طلب کیا اور موضع مذکور پر یورش کرکے زمیندار کو سخت تنبیہ کی اور اس کا غرور توڑ کر دونون سردار احمد آباد چلے گئے اسکے بعد فوجداری سورٹھ[1] حیدر قلی خان[2] کے متعلق ہوئی اور اس نے وہان کی نیابت صفدر خان بابی کو دینی چاہی لیکن انہون نے فوج اور اخراجات کے لئے زیادہ طلبی کی جس سے یہ بات ملتوی ہوگئی۔

۱۱۳۰ھ صفدر خان بابی اور حیدر قلیخان مین باہم جنگ کے بعد مصالحت ہوئی۔

گو حیدر قلیخان اور صفدر خان بابی مین باہم نہایت اتفاق و اتحاد تھا مگر جب حیدر قلیخان نائب صوبہ گجرات مقرر ہوا تو بمقام پٹلا د

---

[1] اب تک فوجداری سورٹھ ابھے سنگھ بن مہاراجہ اجیت سنگھ صوبہ دار گجرات سے متعلق تھی۔

[2] کرنل واٹسن نے اپنی تاریخ گجرات کے صفحہ ۹۲ مین نیابت کو ان کے بیٹے محمد صلابت خان سے منسوب کیا ہے اور ان کے اسوقت گوہلواڑ کے فوجدار وغیرہ ہونے سے بھی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کرنل موصوف نے مرآت احمدی کے شاید کسی اور نسخہ سے لکھا ہو۔

سرداران گجرات استقبال کو گئے جن مین بابی موصوف بھی تھے وہان ان دونون مین ایک خفیف سی وجہ پر[۱] باہم کُدورت و نا اتفاقی ہوگئی اور آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ وجدال کی نوبت پہونچگئی با اینہمہ حیدر قلی خان اُن سے صلح کرنے پر آمادہ تھا لیکن بعض وجوہ سے صلح کا اتفاق نہوا اسکے بعد صفدر خان نے احمد آباد آکر چند ہی روز مین چار پانچ ہزار سوار و پیادہ فوج فراہم کرکے بغرض جنگ کوچ کیا اور پھر آکر حیدر قلیخان سے لڑائی کی لیکن چونکہ صفدر خان بابی کی فوج مین اکثر کولی وغیرہ کمزور لوگ تھے جنھین صدمات جنگ برداشت کرنے کی تاب و طاقت نہ تھی اس وجہ سے خان موصوف کامیاب نہو سکے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگون کے پاؤن اکھڑ گئے تھے اور اگرچہ خان موصوف کے دونون فرزندون محمد صلابت خان اور خان جہان خان مخاطب بہ جوانمرد خان نے مع محمد اسد[۲] غوری بہت کچھ مردانہ کوششین کین مگر کوئی عمدہ اور بہتر نتیجہ مترتب نہوا اور خان موصوف زک پاکر رادھن پور چلے گئے اور وہان پہونچکر سامان جنگ فراہم کرکے پھر بھی مقابلے کا ارادہ کر رہے تھے کہ اس اثنا مین غزنی خان عرف محمد فیروز جالوری دیوان پالن پور نے ان دونون سردارون مین ثالث بالخیر ہوکر صلح کرادی اور حیدر قلیخان نے بابی موصوف کی بڑی عزّت کی۔

۱۱۳۳ھ صفدر خان اور ناہر خان کی باہمی سخت گفتگو کے بعد صلح۔

ناہر خان سے جو مہاراجہ اجیت سنگھ زمیندار جودھپور صوبہ دار گجرات کی طرف سے دیوان صوبہ تھا اور صفدر خان بابی سے جو اسوقت فوجدار گودھرا تھے ۱۱۳۳ھ مین کسی امر پر آپس مین سخت گفتگو ہوگئی آخر کار جنگ شمشیر و تفنگ کی نوبت پہونچی مگر خیر گذری اور زیادہ خونریزی ہونے پائی کیونکہ خیر اندیش لوگون نے بیچ مین پڑکر مصالحت کرادی۔

---

[۱] حیدر قلیخان کے ایک افسر نے صفدر خان بابی کے سقّے سے جھگڑا کیا تھا۔

[۲] مرآت احمدی کے بعض نسخون مین محمد اسد غورنی بھی لکھا ہے لیکن غوری صحیح معلوم ہوتا ہے۔ شاید سلاطین گجرات کے غوری حاکمان سورٹھ کی اولاد مین سے تھے اور یہ شیر خان بن محمد صلابت خان بابی کے خسر ہوتے تھے۔

صفدر خان کا اپنے فرزند محمد صلابت خان کو دہلی بھیجنا۔

سنہ مذکور میں جب حیدر قلیخان معز الدّولہ کا خطاب پاکر صوبہ دار گجرات مقرر ہوا تو اس نے نیابت کی سند معصوم قلیخان مخاطب بہ شجاعت خان کے نام جو اس وقت بندر کھمبایت کا متصدی تھا روانہ کی چونکہ شجاعت خان کو صفدر خان بابی سے اگلی کاوش اور عداوت تھی اس لئے اب موقع پاکر اس نے حضور شاہی میں شکایتیں کر کے بابیوں کی اکثر جاگیریں اپنے رشتہ دارون کو دلوادیں اور پرگنہ کھیڑا پر جو محمد خان فرزند محمد مبارز خان بابی کی جاگیر میں تھا فوج کشی کر کے دس ہزار روپیہ بطور نذر وصول کیا ان تمام وجوہ سے صفدر خان نے اپنے فرزند محمد صلابت خان کو اور محمد صلابت خان کے فرزند محمد بہادر خان کو دہلی روانہ کیا ان دونون نے دہلی پہونچکر معز الدّولہ حیدر قلیخان سے ملاقات کی وہ ان کے آنے سے نہایت خوش ہوا اور کمال مدارات سے پیش آکر بہت پسندیدہ طور سے ان کو حضور شاہی میں باریاب کرایا چنانچہ حضور شاہی سے محمد صلابت خان کو اضافۂ منصب کا اعزاز حاصل ہوا اور تمام جاگیرین بدستور سابق بحال کی گئین۔ اسکے بعد معز الدّولہ نے ان کو بڑے احترام و عزّت کے ساتھ اپنے پاس رکھا اور جب خود گجرات آیا تو ان کو بھی اپنے ہمراہ لایا۔ اور محمد بہادر خان کو حسب تجویز معز الدّولہ حیدر قلیخان دوسو اسی[۲۸۰] سوار اور پانصدی کا منصب اور اسلام آباد عرف سادرہ اور بیرپور کی تھانہ داری اور **شیر خان** کا خطاب وغیرہ بہ سبب اعزاز حضور شاہی مرحمت ہوئے یہ تمام واقعات سنہ ۱۱۳۴ھ مین وقوع پذیر ہوئے۔

سنہ ۱۱۳۵ھ

صفدر خان بابی کا قائم مقام صوبہ دار گجرات ہونا۔

معز الدّولہ حیدر قلیخان کی جگہ نظام الملک صوبہ دار گجرات مقرر ہوکر گجرات روانہ ہوئے اور معز الدولہ نے حضور شاہی میں حاضر ہونے کی غرض سے کوچ کیا لیکن نظام الملک نے اوجین تک پہونچکر بذات خود گجرات آنے[۱] کا ارادہ ملتوی رکھا اور نائب صوبہ اور دیوان وغیرہ کی تجویز کرنے لگے چنانچہ مستقل نائب صوبہ کے گجرات پہونچنے تک صوبہ کی حفاظت و حراست صفدر خان کے سپرد ہوئی صفدر خان بابی قلعہ بھدر مین داخل ہوکر صوبہ داری کے ضروری کام انجام

[۱] کرنل واٹسن نے اپنی تاریخ گجرات مین نظام الملک کا ورود گجرات بعد مین لکھا ہے جو مرآت احمدی سے نہین پایا جاتا۔

دینے لگے اور حامد خان مستقل نائب صوبہ کے آنے تک انہون نے نہایت درجہ خوش اسلوبی اور حسن تدبیر سے اپنے منصبی امور انجام دیئے۔

سنہ ۱۱۳۶ھ
صفدر خان بابی کا صلح کرا دینا حامد خان اور شجاعت خان مین

نظام الملک کی معزولی پر مبارز الملک سر بلند خان صوبہ دار گجرات مقرر کیا گیا نظام الملک کے نائب حامد خان اور سر بلند خان کے نائب شجاعت خان مین باہم جنگ شروع ہو گئی تین روز تک متواتر طرفین سے سخت جنگ و مقابلہ کا بازار گرم رہا۔ آخر صفدر خان بابی نے اپنے دونون فرزندون محمد صلابت خان اور خان جہان خان مخاطب بہ جوانمرد خان کو بھیجا اور ان دونون دونون جنگ آورون کو سمجھا کر مصالحت کرا دی اور بلدۂ احمد آباد کو تاراج و برباد ہونے کی آفت و مصیبت سے بچا لیا۔ بعد ازان حامد خان قلعہ بھدر خالی کر کے چلا گیا۔ مگر چونکہ حامد خان نے یہ صلح تہ دل سے نہین کی تھی صرف صفدر خان کا پاس و لحاظ کر کے باسباب ظاہر تصفیہ کر لیا تھا اسلئے برسات کا زمانہ بسر کرنے کے حیلے سے قصبۂ دوحد[۱] مین آکر فروکش ہوا اور مرہٹون سے سازباز کر کے پھر شجاعت خان سے جنگ پر آمادہ ہو گیا محمد صلابت خان چونکہ حامد خان کے فتنہ پردازارادے سے مطلع ہو چکے تھے لہذا اس موقع پر انہون نے اپنا شہر مین رہنا مناسب نہ جانا اور مع متعلقین اپنی جاگیر گھوگھہ[۲] واقع گوہلواڑ کو روانہ ہو گئے مگر صفدر خان احمد آباد ہی مین مقیم رہے اور جب ایک سخت جنگ کے بعد حامد خان فتحیاب اور شجاعت خان قتل ہوئے تو صفدر خان نے ابراہیم قلیخان برادر شجاعت خان کو فہمایش کر کے حامد خان سے ملوا دیا اس پر بھی ابراہیم قلی خان نے کسی حیلے سے حامد خان کو مار ڈالنا چاہا اور جب حامد خان کو اسکے ارادۂ فاسد سے آگاہی ہو گئی تو اس نے ابراہیم قلیخان کا بھی کام تمام کر دیا۔

---

[۱] چونکہ اس جگہ گجرات اور مالوہ کی حدین ملتی ہین اسوجہ سے اس کا نام دوحد رکھا گیا ہے۔

[۲] مرآت احمدی قلمی صفحہ ۱۵۰ کی تصریح کے مطابق گھوگھہ ان کے والد صفدر خان کی جاگیر تھی لیکن قریباً اس واقعہ کے دس برس پیشتر سے محمد صلابت خان کی خدمت مین گوہلواڑ تھا جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گھوگھہ انہی کی جاگیر مین تھا۔

۱۱۳۶ھ
صفدر خان بابی کا حراست احمد آباد پر مقرر ہونا

رستم علیخان متصدی بندر سورت نے اپنے بھائی شجاعت خان اور ابراہیم قلیخان کے قتل کا واقعہ سُنکر مع فوج ان دونون کا انتقام لینے کی غرض سے حامد خان کی طرف کوچ کیا۔ ادھر حامد خان نے جب یہ خبر سُنی تو یہ بھی صفدر خان بابی کو حراست احمد آباد پر چھوڑ کر رستم علیخان کے مقابلے کو روانہ ہوگیا اور محمد صلابت خان کو بھی گوہلواڑے سے بلوالیا چنانچہ محمد صلابت خان حسب الطلب گوہلواڑے سے جاکر اس مہم مین شریک ہوئے اور چالباز مرہٹون کی مدد سے رستم علیخان کا کام[۱] تمام کرکے یہ دونون سردار احمد آباد واپس آئے۔

۱۱۳۷ھ
صفدر خان بابی کی وفات اور اوصاف

صفدر خان بابی نے بمرگ مفاجات وفات پائی اور احمد آباد کی عیدگاہ کے قریب اپنے آبائی مقبرہ مین مدفون ہوئے احمد آباد مین انہون نے ایک محلہ آباد کیا تھا جو بابی پورہ کے نام سے مشہور تھا انہون نے عمر بھی طویل پائی اور اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ سے لیکر محمد شاہ بادشاہ کے عہد سلطنت تک پانچ بادشاہون کی خدمات نہایت جانفشانی سے انجام دین اور وہ پانچون ان کی عمدہ کارگذاریون سے خوش رہے عالمگیر نے اپنے ایک رقعۂ مندرجۂ رقعات عالمگیری مین انکا یون ذکر کیا ہے کہ فوجداری سورٹھ بہ یکے از گجراتیان[۲] مثل صفدر خان بابی و پسران بہلول شیرانی باید داد کہ در عمل نیک نام بودہ اند۔ اس سے ظاہر ہے کہ عالمگیر کی رائے مین ان کی قابلیت شجاعت اور کاردانی کا کیسا اعلیٰ درجہ اور مرتبہ تھا اور ان کے عمدہ اوصاف کے باعث بادشاہ موصوف ان سے کہانتک رضامند اور خوش تھے صفدر خان بابی کے حالات مین یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ان کی ذات سے خاندان بابی گجرات مین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۱) [۳] کرنل واٹسن اپنی تاریخ گجرات کے صفحہ ۹۸ مین ابراہیم قلیخان کو شجاعت خان کا بیٹا لکھا ہے مگر مرآت احمدی مین برادر لکھا ہے۔

[۱] فاربس صاحب نے اپنی انگریزی تالیف راس مالا مین غلطی سے رستم علیخان کی خودکشی کا ذکر کیا ہے۔

[۲] ترجمہ سورٹھ کی فوجداری گجراتیون مین سے صفدر خان بابی یا بہلول شیرانی کے کسی بیٹے کو دینی چاہئے کیونکہ وہ سرکاری خدمت مین نیک نام رہے ہین۔

اس قدر طاقت ور ہو گیا کہ بڑے بڑے سردار بھی اس خاندان کا رعب و دبدبہ ماننے لگے صفدر خان بابی دو مرتبہ صوبہ دار گجرات کی قائم مقامی کے اعزاز سے سرفراز ہوئے چنانچہ اس رتبۂ جلیلہ پر مامور رہ کر ہر مرتبہ کے تقرر مین نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ خدمات متعلقہ انجام دین۔ خان موصوف کے دیگر واقعات سے ان کے خاندانی اعزاز اور قوت و شوکت کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے کہ کسی صوبہ دار گجرات کا جمانا یا اکھاڑ دینا گویا ان کے قبضہ مین تھا اور زیادہ تر تحسین و آفرین کے قابل خان موصوف کا یہ وصف تھا کہ باوجود اس قابو اور اختیار کے ان کا دل و دماغ فتنہ و فساد کے ارادون اور خیالون سے پاک تھا۔ مزاج ایسا وفادار و صلح کل پایا تھا کہ بڑے بڑے سردارون کی باہمی خانہ جنگیون مین فریقین کو سمجھا کر اکثر موقعون پر مصالحت کرا دی جسکے سبب سے مخلوق خدا قتل و غارت سے اور شہر بربادی کی آفت سے محفوظ رہے۔

صفدر خان بابی کی اولاد خان موصوف کی نرینہ اولاد حسب ذیل تھی۔ (جنمین سے اکثر فرزند اور پوتے انکی زندگی ہی مین ملک گجرات کے ملکی عہدون پر مقرر ہونے کا اعزاز حاصل کر چکے تھے)

محمد صلابت خان[1][5] محمد شیر خان[2] محمد سردار خان[3] محمد عثمان خان[4] محمد خان جہان خان المخاطب بہ جواں مرد خان[5] محمد پر دل خان[6] محمد عبدالرحیم خان[7] محمد داؤد خان[8] وفادار محمد خان[9]۔

مذکور الصدر تمام فرزندون مین سے ۶ - ۸ - ۹ کے حالات کچھ بھی معلوم نہین ہوئے۔ محمد عبدالرحیم خان کا صرف اسقدر حال معلوم ہوتا ہے کہ حامد خان کے عہد نیابت مین فوجدار کڑی تھے۔ محمد عثمان خان اعلیٰ درجہ کے اولو العزم اور بہادر تھے۔ محمد سردار خان بھی اپنے والد بزرگوار کے ساتھ اکثر مہمات مین موجود رہے۔ محمد شیر خان بڑے جری و دلاور تھے مگر کولیون سے لڑنے مین دغا سے شہید ہوئے۔ رانپور کے جاگیردار جو[2][5]

[1][5] کرنل واکر نے بمبئی گورمنٹ سیلکشن نمبر ۳۹ حصۂ اول کے صفحہ ۱۷۹ مین محمد صلابت خان کو محمد شیر خان کا بیٹا لکھا ہے جو برعکس اور ظاہری غلطی ہے

[2][5] اسٹیٹ اسٹیکل اکونٹ آف جوناگڈھ کے صفحہ ۲۱ مین کرنل واٹسن لکھتے ہین کہ جاگیردار رانپور شہباز خان برادر صفدر خان کی اولاد سے ہین اور گجرات راجستان کے صفحہ ۳۱۱ مین بھی اسی کی تقلید کی گئی ہے لیکن کتاب اول الذکر کے صفحات ۵ - ۱۲۴ مین کرنل موصوف نے اپنے قول مذکور

نواب جوناگڈھ دام اقبالہ کے ماتحت ہین انہین محمد شیر خان بابی کی اولاد مین سے ہین صفدر خان بابی کے فرزندون مین محمد صلابت خان اور جوانمرد خان (محمد خانجہان خان) نے سب سے زیادہ شہرت عزت اور ناموری حاصل کی محمد صلابت خان کی اولاد جوناگڈھ۔ بالاسنور۔ بانٹوہ۔ مانا ودر اور سردار گڈھ کی حکمران ہوئی اور محمد خانجہان خان کی اولاد رادھن پور کے نواب ہوئے اس موقع پر مناسب سمجھکر موصوف الصدر دونون سردارون کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ درج کئے جاتے ہین۔

محمد صلابت خان ولد صفدر خان بابی

محمد صلابت خان فرزند صفدر خان بابی اپنے تمام بھائیون مین جسطرح باعتبار عمر بڑے تھے اسی طرح از روے شجاعت واولوالعزمی وشہرت وناموری مین بھی سب سے زیادہ ممتاز وسربرآوردہ تھے درگاداس راٹھوڑ کی مہم اور اسکے پوتے کے قتل مین جو نمایان خدمات ان سے ظہور مین آئین اس کی تفصیل ان کے والد ماجد کے حالات مین گذر چکی ہے۔

محمد صلابت خان بابی فوجدار بالاسنور ہوئے

محمد صلابت خان پانصدی ذات ڈھائی سو سوارون کے منصب اور جاگیر وفوجداری بالاسنور سے خلد مکان اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ دہلی کے آخری عہد سلطنت مین سرفراز ہوئے اور کچھ عرصہ کے بعد ان کو فوجداری سانولی بھی عطا ہوئی۔

سنہ ۱۱۲۰ھ محمد صلابت خان بابی کا قصبہ دہار جاکر بادشاہ کی قدمبوسی حاصل کرنا۔

جس وقت محمد صلابت خان قصبہ سانولی مین تھے خلد منزل ابو النصر قطب الدین محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ بادشاہ کے حضور سے خواجہ عبد الحمید خان (جو اسوقت دیوان صوبہ تھے) کے نام اس مضمون کا حکم صادر ہوا کہ موجودہ خزانہ ہمراہ لیکر حضور مین حاضر ہو جاؤ نیز وہ کلام مجید جو حضرت علی بن موسیٰ رضا علیہما التحیۃ والثنا کے خاص دست مبارک کا لکھا ہوا اور حضرت شاہ عالم قدس سرہ کی درگاہ کے کتب خانہ مین موجود ہے بغرض زیارت ہمراہ لاؤ دیوان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۳) بالا کے خلاف لکھا ہے یعنے رادہنپور کے جاگیردار کو شیر خان کی اولاد سے قرار دیا ہے جیساکہ ہم نے لکھا ہے اور یہی صحیح ہے اور گجرات راجستان نے بھی صفحہ ۱۳۴ مین اپنے قول اول کے خلاف یہی لکھا ہے۔

موصوف اس حکم کی رو سے مذکورۂ بالا دینی و دنیوی دونون خزانے لیکر حضور بادشاہ مین روانہ ہوا تو سانولی پہونچکر اس نے محمد صلابت خان بابی کو بھی بطور بدرقہ ہمراہ لے لیا اور قصبۂ دہار علاقہ مالوہ مین پہونچکر بادشاہ کی قدمبوسی سے دونون شرفاندوز ہوئے اسکے بعد خواجہ عبد الحمید خان دیوان تو قاضی القضاۃ کے عہدۂ جلیلہ سے سرفراز ہوکر وہین رہے اور محمد صلابت خان کو واپس جانے کی اجازت ملی۔

۱۱۲۸ھ — محمد صلابت خان بابی کی تفویض مین گوہلواڑ کا آنا۔

اس سال ملک سورٹھ ابھے سنگھ بن مہاراجہ اجیت سنگھ صوبہ دار گجرات کی ماتحتی سے نکال کر بادشاہ کے حکم سے حیدر قلیخان کو تفویض کیا گیا چونکہ گوہلواڑ مین زیادہ بدنظمی پھیلی ہوئی تھی لہذا پہلے پہل گوہلواڑ سورٹھ سے جدا کرکے حیدر قلیخان کی طرف سے محمد صلابت خان کو تفویض کیا گیا اور پرگنہ گھوگھہ جاگیر مین ملا ایسے نازک[۱] وقت مین بھی جبکہ صوبہ دار گجرات مہاراجہ اجیت سنگھ اور حیدر قلیخان دربار شاہی کے رسوخ یافتہ اشخاص کے درمیان سخت عداوت تھی محمد صلابت خان نے اپنی قابلیت اور دوراندیشی سے خدمت مفوضہ باحسن وجوہ انجام دی اور آخر تک انجام دیتے رہے۔

۱۱۳۷ھ — محمد صلابت خان کا فوجداری بیرم گام حاصل کرنا

نائب صوبہ دار شجاعت خان اور حامد خان مین جو مخالفت تھی اس مین محمد صلابت خان نے توسط کرکے ان دونون مین مصالحت کرادی لیکن جب حامد خان نے مرہٹون سے سازباز کرکے شجاعت خان اور اسکے بھائی رستم علیخان وغیرہ کو قتل کرڈالا (جسکا بیان اوپر ہوچکا) اور گجرات پر اپنی اور مرہٹون کی مشترکہ خودمختارانہ حکومت قائم کی تو شاہی اطاعت و فرمان برداری سے بالکل باہر ہوگیا اور جاگیرون مین تغیر و تبدل اور عام رعایا پر جبر و تعدّی کرنی شروع کردی اسوقت محمد صلابت خان نے اپنا شہر مین رہنا مناسب نہ سمجھا اور عہدۂ فوجداری بیرم گام حاصل کرکے ۱۱۳۷ھ مین اسطرف روانہ ہوگئے اور چند روز مین وہان کا بندوبست کرکے اپنے بھتیجے کو نائب فوجداری بیرم گام پر چھوڑ کر خود گوہلواڑ چلے گئے۔

---

[۱] جب سید عقیل سورٹھ کی فوجداری لیکر حیدر قلیخان کی طرف سے پالیٹانہ تک جاچکا تھا اسوقت مہاراجہ اجیت سنگھ اور حیدر قلیخان کے مابین لڑائی کی تیاری تھی مگر محمد صلابت خان کے سمجھانے پر سید عقیل سورٹھ سے چلا گیا لہذا لڑائی نہونے پائی۔

محمد صلابت خان کا فوجداری بیرمگام پر پھر بحال ہونا۔ ۱۱۳۸ھ

شجاعت خان نائب مذکور کے واقعۂ قتل کے بعد مبارز الملک سربلند خان بہادر دلاور جنگ کو حضور شاہی سے بذات خود صوبہ داری گجرات پر روانہ ہونے کا حکم ہوا۔ اسکی آمد آمد کی خبرین صوبۂ گجرات مین گرم ہوئی تھین کہ حامد خان ۱۱۳۸ھ ماہ محرم مین پیشکش وصول کرنیکے بہانے سے جھالاواڑ کی جانب روانہ ہو گیا اور محمد صلابت خان اور اُن کے بھائی محمد خانجہان خان الملخاطب بہ جوانمرد خان کو بھی اپنے ساتھ ملحق ہو جانے کو لکھا چنانچہ بمقتضائے مصلحت وقت حسب الطلب حامد خان محمد صلابت خان گوہلواڑے سے اور جوانمرد خان رادھن پور سے مع فوج روانہ ہو کر اس سے مل گئے لیکن جب حامد خان نے یہ خبر سُنی کہ مبارز الملک قریب آپہونچا ہے تو احمد آباد کی جانب واپس چلا گیا محمد صلابت خان اور جوانمرد خان دونون بھائی حامد خان سے علٰحدہ ہو کر مبارز الملک کے استقبال کو روانہ ہوئے اور بمقام سِدّھ پور مبارز الملک سے ملاقی ہونے کا اتفاق ہوا محمد صلابت خان اس سے پیشتر فوجداری بیرمگام کے عہدہ سے علٰحدہ کئے جا چکے تھے لیکن جب مبارز الملک کو یہ معلوم ہوا کہ گجرات مین بابی خاندان عموماً اور اس خاندان مین محمد صلابت خان خصوصاً بڑے زبردست اور نہایت قابو دار ہین تو اس نے بلحاظ مصالح مُلکی اُن کو پھر فوجداری بیرمگام پر بحال کر دیا اور اُن کے بھائی جوانمرد خان (خان جہان خان) کو فوجداری پٹن کے منصب پر مقرر کیا اور ان دونون بھائیون کو خلعت فاخرہ عنایت کر کے نہایت دلجوئی کی چونکہ ان ایام بدنظمی مین گجرات کے راجپوت اور کولی وغیرہ زمیندار صوبہ دار شاہی کی برابر اطاعت نہین کرتے تھے۔ لہٰذا مبارز الملک سربلند خان نے بغرض رفع بدنظمی ان کے بلانے اور حکم بجالانے کے بارہ مین محمد صلابت خان اور جوانمرد خان کو کفیل کیا اور پروانجات بھیجکر طلب کیا چنانچہ وہ بابیان موصوف کے اعتبار پر حاضر ہوئے اس کارروائی سے صاف ظاہر ہے کہ ملک کے زمینداروں اور عام رعایا کو اُن کے اقوال اور اُن کے اقرارون پر کسقدر بھروسہ اور کیسا اعتماد تھا بلکہ وہ سب لوگ ان دونون بابی سردارون کے قول و اقرار کو صوبہ دار گجرات جیسے اعلیٰ درجہ کے شخص کے قول و اقرار سے بھی زیادہ معتبر جانتے تھے۔

۱۱۳۹ھ
مبارز الملک سربلند خان صوبہ دار گجرات کے ساتھ محمد صلابت خان بابی کا ملک کاٹھیاواڑ مین پیشکش وصول کرنا۔

۱۱۳۹ھ کی ابتدا مین جب مبارز الملک سربلند خان بہادر نے پیشکش نہ پہونچنے کی وجہ سے جزیرہ نمائے کاٹھیاواڑ پر فوج کشی کی تو محمد صلابت خان بھی ان کے ہمراہ تھے اور خان موصوف کی جانفشانیون اور عرق ریزیون سے تین شبانہ روز کی سخت جنگ کے بعد ارجن سنگھ زمیندار دوڈھوان مطیع و فرمانبردار ہو گیا اور محمد صلابت خان کے توسط سے اسکو معافی دیگئی تین لاکھ روپیہ تاوان جنگ اور پیشکش زمیندار مذکور نے منظور کرکے ادا کیا یہ حالت دیکھکر اطراف کے دوسرے زمیندار بھی خائف ہوئے اور پیشکش دینا قبول کیا اسلام نگر عرف جام نگر یا نوانگر کے جام ہردہول نے اپنی طرف سے وکلا بھیجکر محمد صلابت خان کے ذریعے سے بغیر جنگ و مقابلہ تین لاکھ روپیہ پیشکش دینا منظور کیا بعد سرداران موصوف واپس چلے گئے۔

دوسرے مرتبہ دورہ

محمد صلابت خان بابی اسی سال کے آخر مین پھر کاٹھیاواڑ کے دورہ پر مبارز الملک سربلند خان صوبہ دار گجرات کی ہمراہی مین آئے اور جام نوانگر نے ایک لاکھ روپیہ علاوہ مقرر شدہ تین لاکھ روپیہ کے بذریعہ خان موصوف ادا کیا لہذا اس حسن خدمت کے صلہ مین ایک زنجیر فیل کا عطیہ دربار دہلی کے طرف سے ان کو ملا۔

پوربندر کو جانا

جام مذکور سے پیشکش وصول کرنے کے بعد ان دونون سردارون نے پوربندر کیطرف کوچ کیا یہ خبر سنتے ہی زمیندار پوربندر مسمی کھیما مستعد جنگ ہوا آخر لڑائی ہونے کے بعد وہ بھاگ نکلا اور جب اسکو معلوم ہوا کہ ملک خالصہ ہوا جاتا ہے تو بذریعہ محمد صلابت خان بابی [1] ۱ ۃ لاکھ محمودی دیکر اطاعت قبول کی اور اسی طرح خان موصوف کی سفارش سے اسکی خطا بھی معاف ہوئی۔

ہلوڈ مین قیام

پوربندر سے مراجعت کے وقت اثنائے راہ مین ان دونون سردارون نے محمد نگر عرف ہلوڈ مین قیام کیا وہان کے جھالا زمیندار پرتاپ سنگھ نے اپنی دختر مبارز الملک سربلند خان

---

[1] کرنل واٹسن نے اپنی تاریخ گجرات مین ۴۰ ہزار روپیہ لکھا ہے اور ۱ ۃ لاکھ محمودی بموجب مرآت احمدی۔

صوبہ دار گجرات کے نکاح مین دی اور اپنی بھتیجی[۱] کا محمد صلابت خان بابی سے نکاح کرادیا اور یہ درخواست[۲] کی کہ ہردہول زمیندار نوانگر اپنے بڑے بھائی رائے سنگہ نامی کو سنہ ۱۷۱۸ء مین قتل کرکے خود غاصب نوانگر ہوگیا ہے اور متوفے کا بیٹا تماچی جو میرا بھانجا ہے حقدار ہے۔ اس پر سرداران موصوف نے پرتاب سنگہ کا خراج (پیشکش) معاف کیا اور اسکی خواہش کے مطابق ہردہول مذکور کو نوانگر سے خارج کرکے تماچی مذکور کو مسندنشین کیا جسکے صلہ مین اس نے محمد صلابت خان بابی کو بطور نذرانہ تین گاؤن[۳] ترا کوڑہ۔ چرکھڑی۔ اور ڈیاڈہ دیئے اور چونکہ ملک کاٹھیاواڑ پر محمد صلابت خان کے رعب داب کا سکہ خوب بیٹھا ہوا تھا لہذا اس مرتبہ ان کے حسن سعی سے پیشکش شاہی کی معقول رقم وصول ہوئی۔

سنہ ۱۱۴۲ھ
محمد صلابت خان کی تفویض مین جوناگڈھ آنا۔

جب اسد قلی خان فوجدار جوناگڈھ کو مرض موت لاحق ہوا تو اس نے ملکی مصلحتون پر نظر کرکے محمد صلابت خان کو جو اس ملک مین ذی اثر تھے جوناگڈھ تفویض کیا جب اسکے بعد اسد قلیخان[۴] نے قضا کی تو محمد صلابت خان نے بوجہ کثرت کاروبار ملکی اپنے فرزند ارجمند محمد بہادر خان مخاطب بہ شیر خان کو جو بڑے مدبر اور بہادر تھے اپنا نائب کرکے جوناگڈھ بھیجا جو دربار شاہی سے بھی منظور ہوا چنانچہ شیر خان موصوف کے حالات مین اس کا مفصل بیان آئیگا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۷) [۴] اسوقت یہ دار الصدر تھا اب دہرنگدہرہ دار الصدر ہے۔

[۱] پرتاب سنگہ کا چچا زاد بھائی جو ماتھک کا زمیندار تھا اسکی یہ بیٹی تھی۔

[۲] اس درخواست کی تدبیر مذکور پرتاب سنگہ کی بہن رتنا بائی (جو زمیندار کچھ بھج سے بیاہی ہوئی تھی) کی بتائی ہوئی تھی اسوقت تماچی مذکور اپنی خالہ رتنا بائی مذکورہ کے پاس تھا اسکا باپ قتل کیا گیا اسوقت یہ صغیرسن تھا ہردہول اسکو بھی مصلحتاً شاید قتل کروا لے اس خیال سے اسکے باپ کی ایک لونڈی اسکو صندوق مین بند کرکے اسکی خالہ مذکورہ کے پاس لے گئی تھی۔

[۳] یہ تینون گاؤن خان موصوف کے فرزندون شیر زمان خان اور دلیر خان نے بعد مین کمبھا زمیندار گونڈل کو معاوضہ لیکر دیدیے چنانچہ اس وقت تک یہ تینون گاؤن گونڈل کے قبضہ و تصرف مین ہین۔

سنہ ۱۱۴۱ھ محمد صلابت خان کا خلعت وغیرہ سے اعزاز پانا

جب جوانمرد خان قصبہ پالن پور کی مہم مین گولی کے زخم سے شہید ہوئے تو محمد صلابت خان اپنے پیارے بھائی کو دفن کرکے مراسم ماتم داری ادا کرنے مین مصروف ہوئے مرحوم کے انتقال کو تین روز گذرے تھے کہ مبارز الملک صوبہ دار گجرات محمد صلابت خان کے مکان پر تعزیت کو گئے اور ان کو خلعت شمشیر۔ اسپ اور جمدھر مرحمت کیا اور ان کی سفارش سے جوانمرد خان مرحوم کے فرزند محمد کمال الدینخان اور محمد انور خان کو مناصب شایستہ خطابات اور جاگیرین عطا کین جس کا مفصل بیان جوانمرد خان کے حالات مین آئیگا۔

سنہ ۱۱۴۱ھ محمد صلابت خان کے ذریعہ سے زمیندار بہادر دا کا مطیع ہونا اور پیشکش دینا۔

سال مذکور مین مہی[1] ندی کے کنارے زمیندار بہادر دا پر مبارز الملک صوبہ دار گجرات نے چڑھائی کی اور ایک روز جنگ و مقابلہ رہا دوسرے روز زمیندار مذکور نے محمد صلابتخان کے ذریعہ سے اطاعت قبول کی اور پیشکش کا بیس ہزار روپیہ بھی انہین کے ذریعہ سے ادا کیا جسکے بعد ان دونون سرداروں نے احمد آباد کی طرف مراجعت کی۔

سنہ ۱۱۴۳ھ محمد صلابتخان بابی کی وفات اور مدفن۔

چونکہ قصباتی دولت محمد ٹانک کے بھائی علی نے عداوت کی وجہ سے اودے کرن دیسائی کو جو بیرمگام کا کامدار تھا جمدھر سے ہلاک کیا تھا لہذا حسب الحکم مبارز الملک بہادر محمد صلابت خان احمد آباد سے بیرم گام کے قصباتیون کی تنبیہ و تادیب کے لئے روانہ ہوئے اور موضع پالڑی مین پہنچکر قیام کیا تھا کہ یکایک ہیضہ کے جانستان مرض مین مبتلا ہوکر جہان آخرت کی طرف کوچ کر گئے خان مرحوم کی وفات پر لوگون کو سکتہ کے مرض کا گمان ہوا تھا اس سبب سے انکی نعش کو بلدۂ احمد آباد لیجا کر سکتہ کے مرض کا علاج کرنا چاہا۔ لیکن چونکہ فی الواقع خان مرحوم کا خاتمہ بخیر موضع پالڑی ہی مین ہو چکا تھا اور مرض سکتہ مین مبتلا ہونا صرف لوگون کا گمان ہی گمان تھا لہذا ان کے عزیزون وغیرہ نے ان کے آبائی مقبرے مین دفن کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۸) ۴۵ اس کی نعش کو دہلی لے گئے اور یہ امیر الامرا سید حسین علی کا خسر ہوتا تھا۔

[1] اسکو فارسی کی تاریخون مین مہندری بھی لکھا ہے۔

خاندان بابی مین محمد صلابت خان کا ملک کاٹھیاواڑ مین اوّل اوّل اقتدار پانا۔

خاندان بابی مین محمد صلابت خان ہی اوّل اوّل وہ شخص ہوئے ہین جنکا خاص تعلق جزیرہ نمائے کاٹھیاواڑ مین باعتبار اقتدار و حکومت پیدا ہوا ان سے پہلے ان کے اسلاف اور ان کے اہل خاندان جو اسوقت موجود تھے خاص گجرات سے خدمت شاہی کا تعلق رکھتے تھے۔ جب محمد صلابت خان کی کارگذاری خدمت شاہی مین محسوس ہوئی اس وقت کاٹھیاواڑ کے ایک حصّہ گوہلواڑ مین بدانتظامی پھیلی ہوئی تھی اور اس نازک زمانے مین ایک ایسے لایق شخص کی جو اس فتنہ و فساد کو فرو کرکے ملک کو اصلاح پر لائے ضرورت تھی بنظر بر آن محمد صلابت خان بہادر اس بڑے کام کے لئے منتخب کئے گئے اس انتخاب کا نتیجہ ایسا عمدہ ہوا کہ ان کے جانے اور حکومت کرنے سے وہ سب خرابی دور ہو کر رعایا اور حقوق شاہی کو نمایان فائدہ پہونچا اور اُنکا حُسن انتظام نائب السلطنت (صوبہ دار) کے لوح دل پر منقوش ہوگیا۔

اس وقت مرہٹون (جنکا قدم خاص گجرات مین جم گیا تھا) کی تاخت و تاراج کا کاٹھیاواڑ مین بھی خوف لگا رہتا تھا اور بیرم گام جو کاٹھیاواڑ کا دروازہ تھا مخدوش ہو رہا تھا جس سے وہان مرہٹونکی روک ٹوک کرنے اور زمینداروں پر موجودہ حالت ضعف سلطنت مین رعب ڈالنے کے واسطے ایک زبردست اور مدبّر شخص کی ضرورت تھی لہٰذا محمد صلابت خان کو بیرم گام کی فوجداری سے بھی اختصاص دینا قرین مصلحت معلوم ہوا چنانچہ سرانجام مہمات ملک اور رفع فتنہ و فساد مین وہ اپنی کوشش و لیاقت سے خوب کامیاب و مورد تحسین و آفرین ہوئے لیکن جب یہ حامد خان نائب صوبہ کے ساتھ جھالاواڑ کی طرف دورے پر گئے ہوئے تھے کنٹھاجی اور پیلاجی گائیکواڑ مرہٹون نے مفید مطلب موقع پاکر گوہلواڑ مین زمیندار سیہور پر فوج کشی کی اور اُسے محصور کرکے اپنے زعم مین چندہی روز مین اس کا فتح کرلینا آسان سمجھا مگر زمیندار سیہور بھاؤ سنگھ کو ایک تو محمد صلابت خان بہادر کے امداد کی امید تھی۔ دوسرے خود بھی دلیری رکھتا تھا لہٰذا مرہٹے حسب منشا اپنا مقصود حاصل نہ کرسکے اور جب ادھر اپنے کشود کار مین طول ہوتے دیکھا اودھر محمد صلابت خان کا دورہ پر سے عنقریب

آنا یہی سمجھ لیا تو اُن کو دل کھو لکر لڑنا مناسب معلوم نہوا اور ناکامی کے ساتھ واپس چلا جانا پڑا۔ بھاؤسنگھ نے محمد صلابت خان بہادر کی امداد و تقویت سے بجائے سیہور کے بھاؤنگر کی بنیاد ڈالنے اور اُسکو اپنا دارالصدر بنانے مین کامیابی حاصل کی اِسی زمانے مین مبارز الملک سربلند خان صوبہ دار گجرات گوہلواڑ مین پیشکش کے لئے گئے تو بڑی سہولت سے بھاؤسنگھ نے محمد صلابت خان کے توسط سے ادا کیا جب محمد صلابت خان نے گوہلواڑ اور بیرم گام مین حسن خدمات و کارروائی کی شہرت و ناموری پائی اور ملک پر اچھا اثر اُن کی طبیعت و قابلیت کا پڑا تو اُن کے اعزاز و اقتدار کی ترقی جوناگڈھ کے تفویض کئے جانیسے بھی وقوع مین آئی اب تمام ملک کاٹھیاواڑ پر ان کا پورا پورا تسلط ہو گیا اُنھون نے اپنے اس تسلط مین تمام زمینداران ملک پر ایسی نظر عنایت و نگاہ رعایت رکھی کہ سب کے سب اُن کے گرویدۂ احسان ہو کر بہت آسودگی سے رہے اور حقوق شاہی کی محافظت مین بھی خان ذیشان کوشش بلیغ کام مین لائے خلاصہ یہ کہ جب صوبہ دار وقت برائے پیشکش دورہ کرتے اور احیاناً کوئی زمیندار ادائے پیشکش یا اور کسی وجہ سے اظہار تمرد کرتا تو ان کی تدبیر و توسط سے وہ گرہ کھلجاتی اور زمیندارون کے پیشکش ادا کر دینے پر اُن کی سفارش سے اس قسم کی خطائین بھی عفو ہو جاتین علاوہ برین اگر زمیندارون مین باہم کوئی تکرار مسند نشینی یا تقسیم حقوق وغیرہ کی وقت پیش آتی تو اُس [illegible] بھی یہ حکم کئے جاتے تھے غرض ان کے ایسے ایک دو نہین بلکہ کئی احسانات ملک پر ہین چنانچہ پرتاب سنگھ [illegible] زمیندار دھرنگدھرہ کے بھانجے جام تماچی کو جو حقدار تھا نوانگر کی حکومت اسکے غاصب چچا کے پنجے سے چھڑا کر پیشگاہ مبارز الملک سربلند خان صوبہ دار

لہ کرنیل جیمس پیل صاحب پولیٹکل ایجنٹ کاٹھیاواڑ نے اپنی ۱۸۵۹ء کی رپورٹ مین نزد محمد صلابت خان کا رانی کے بیٹے بھائی میان نامی کے نام پر بندر بھاؤنگر کی بنیاد قائم کرنا اور ان کی طرف سے بھاؤسنگھ گوہل کو اسکی نگرانی کا کام سپرد ہونا اور اسکے صلہ مین بندر مذکور کے محصول کا کچھ حصہ اُنکو عطا ہونا لکھا ہے۔ رانی سے مراد محمد صلابت خان کی منکوحہ جھالا راجپوتانی ہو اور بھائی میان اس سے پیدا ہوا ہو اگرچہ خان موصوف کا کوئی بیٹا اس نام کا نہین معلوم ہوتا مگر شاید چھوٹو مین سے کسی کا عرف ہو یا بھائی میان نامی نے کم عمری مین وفات پائی ہو۔

گجرات سے دلوائی اور اسی طرح اور کئی چھوٹے بڑے زمینداروں نے انکے احسانات سے فائدے اُٹھائے بلکہ خاص و عام کو ان سے راحت اور منفعت پہونچی مرہٹے اگرچہ صرف ایک مرتبہ اُن کی حین حیات مین موقع پاکر اس ملک مین آگئے لیکن ان کے اقتدار کی وجہ سے کچھ مضرّت نہ پہونچا سکے ان کی ساری بیرحمی اور ملک کی تباہی و فتنہ پردازی خان موصوف کی وفات کے بعد ظہور مین آئی۔

محمد صلابت خان بابی کا خاص گجرات مین ملکی اقتدار اور اُن کے ذاتی اوصاف

محمد صلابت خان اولو العزمی اور امن دوستی و صُلح جوئی مین ایسے ممتاز تھے کہ انکے تمام خاندان مین ایک سردار بھی اُن کا مثیل نہ تھا۔ ایک مرتبہ انہون نے ابو النّصر قطب الدّین محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ شہنشاہ دہلی کے حضوری کا افتخار حاصل کیا اور دوسری بار ابو المظفّر ناصر الدّین محمد شاہ بادشاہ دہلی کے دربار مین باریابی سے مفتخر ہوئے اس اعزاز و شرف پر خاندان بابی جسقدر نازان ہو زیبا ہے یہ دوسرا شرف ملازمت بادشاہی ایسے نازک اور مخالف وقت مین ظہور پذیر ہوا کہ شجاعت خان نائب صوبہ کے سے رکن سلطنت و مقتدر شخص کے ہوتے ہوئے بھی جوان سے برسر مخالفت پر تھا یہ اپنی تدبیر و عقلمندی کی بدولت برابر اپنے مقاصد مین مظفر و کامیاب ہوتے رہے بااینہمہ جب اسی شجاعت خان کو مبارز الملک سربلند خان بہادر کی طرف سے نیابت صوبہ کی خدمت تفویض ہوئی اسوقت حامد خان اپنے برادر زادہ آصف جاہ نظام الملک بہادر کی طرف سے احمد آباد پر قابض اور ملک کو اپنے تحت حکومت سے نکال کر شجاعت خان کو سپرد کرنے سے برسر انکار تھا اور مقاتلہ و مجادلہ یا تلوار کے فیصلہ کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آتا تھا ایسے نازک وقت مین محمد صلابت خان نے شجاعت خان کی اگلی تمام مخالفین فراموش کر دین اور دونون کے درمیان ثالث بالخیر ہو کر مصالحت کرا دی جس سے شجاعت خان کو قبضہ دلا گیا۔ اور حامد خان وہان سے چلا گیا اس واقعہ سے اُن کی امن دوستی و صلح پسندی اور تدبیر و دانشمندی ظاہر ہے صوبہ دار وقت کے دل مین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۱) ۳ لوکل مؤرخون نے ۱۷۲۳ء مطابق ۱۱۳۵ھ مین بنیاد قائم ہونا لکھا ہے مگر مرآت احمدی مین ۱۱۴۲ھ تک بیہو ز نام بطور دار الصّدر آتا ہے۔

۱ ان کی تقرری فوجداری کے کچھ پہلے بیرمگام اور اسکے علاقہ کو مرہٹے خوب غارت کر چکے تھے لیکن ان کی فوجداری مین ان مرہٹون کی پھر دال نہ گلی۔

بھی انکی ایسی محبت و عظمت تھی اور ملکی حالت دیکھکر ایسی ضرورت تھی کہ کاٹھیاواڑ کی طرح خاص گجرات مین بھی اکثر اوقات تحصیل پیشکش کے لیئے ان کو اپنی رفاقت مین رکھتے تھے چنانچہ یہ پیچیدگی کے وقت ہر گتھی بہت خوبی کے ساتھ سلجھا دیتے تھے اور ملک مین بھی جتنا اُن کا اعتبار و اقتدار تھا صوبہ دار کا بھی نہ تھا جسکی مثال گذر چکی ہے۔ محمد صلابت خان شجاع بھی ایسے ہی تھے اُن کی اوائل عمر مین اُن کی شجاعت کا شہرہ جو انہون نے درگا داس راٹھوڑ سے مقابلہ کرنے مین ظاہر کی شہنشاہ عالمگیر کے دربار تک پہونچا اور شہنشاہ ممدوح نے اظہار خوشنودی فرما کر انہین جاگیر بالاسنور کے علاوہ دوسرے عمدہ مناصب بھی عطا فرمائے۔ اس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ رقعات عالمگیری مین جو فتح جنگ خان بابی کا ذکر آیا ہے وہ انہین کا خطاب ہوگا کیونکہ اس نام کا کوئی بابی سردار شجرۂ بابیان مین نہین اور نہ ان کے والد ماجد محمد ظفر خان المخاطب بہ صفدر خان کے سوا اور کوئی بابی سرداران کے لگّے اور جوڑ کا اسوقت تھا جو اس خطاب کو پاسکتا اور ان وجوہ سے اس قیاس کی صحت کی تائید ہوتی ہے۔ ان کا یہ اعزاز بھی قابل ذکر ہے کہ اپنے پدر عالیقدر کے مثل یہ نامور سردار بھی پانچ شہنشاہان دہلی کی خدمات عالیہ کی عمدہ طور پر وفاداری کے ساتھ بجا آوری سے مورد تحسین و آفرین ہوئے ہین بلکہ من وجہ اپنے باپ سے بھی زیادہ مناصب حاصل کرنے اور آخر زیست تک ان کے قائم رکھنے کا افتخار حاصل کر چکے ہین۔

محمد صلابت خان جیسے صاحبِ شمشیر تھے ویسے ہی اہلِ قلم بھی تھے جس وقت شجاعت خان کا بھائی رستم علیخان قتل کیا گیا اور اس کا سر چبوترہ پر لٹکایا گیا اس وقت محمد صلابت[1] خان نے اسکی وفات کی تاریخ نظم مین کہی تھی جس کا آخری شعر یہ ہے:۔

بسالِ ہزار و صد و سی و ہفت	سر سر فرازان ز دنیا برفت

اس سے ان کی اعلیٰ درجہ کی لیاقت علمی ظاہر ہوتی ہے۔

[1] ان کا تخلص مستعد ہے۔ مرآت احمدی قلمی صفحہ ۴۶۸۔

محمد صلابت خان کی تعمیرات

سابرمتی ندی کے اس پار انہون نے ایک پورہ آباد کیا تھا اور اس کا نام اپنے نام پر **صلابت پور** رکھا جب حضرت خلد مکان اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے عہد مین ان کو بالاسنور بطور جاگیر عطا ہوا ہے تو اس کا حصار نہ تھا انہون نے اسکے گرداگرد پختہ اینٹون کا حصار تعمیر کروایا اور ان کو بالاسنور عطا ہونے سے پیشتر اسمین جو قلعہ موجود تھا اسکی مرمت کروائی اور بالاسنور کے قریب جو مقام سرکش کولیون اور رہزنون کا سکونت گاہ اور ملجا و ماوا تھا وہان بھی ایک قلعہ تعمیر کروا کے آباد کیا اور اس کا نام **صلابت نگر** رکھا۔

محمد صلابت خان کے فرزندون کے نام۔

محمد صلابت خان کے تین فرزند تھے محمد بہادر خان المخاطب بہ شیر خان۔ محمد دلیر خان اور محمد شیر زمان خان جنکے حالات علیحدہ باب مین لکھے جائینگے۔

محمد خان جہان خان مخاطب بہ جوانمرد خان بن صفدر خان بابی

صفدر خان بابی کے فرزند محمد خان جہان خان المخاطب بہ جوانمرد خان نے درگاداس راٹھوڑ کی مہم مین بہت کچھ شجاعت دکھائی اور اسکے پوتے کو قتل کرنے مین اپنے برادر محمد صلابت خان کے قدم بقدم شریک رہے جسکا مفصل بیان گذر چکا ہے۔

جوانمرد خان اول کو فوجداری رادہن پور عطا ہونا۔

اواخر عہد خلد مکان اورنگ زیب عالمگیر مین محمد خان جہان خان بابی کو پانصدی ذات دوسو سوار کا منصب رادہن پور کی فوجداری اور **جوانمرد خان** کا خطاب عطا ہوا وہ مدت دراز تک اس فوجداری[1] کا کام بخوبی کرتے رہے۔

۱۱۳۸ھ

جوانمرد خان اول کا فوجدار رادہن پور ہونا

جب مبارز الملک سربلند خان بہادر دلاور جنگ صوبہ داری کی خبر آمد آمد گجرات مین گرم ہوئی تو جوانمرد خان نے محمد حامد خان کے ساتھ دورے سے علیحدہ ہو کر صوبہ دار مذکور کے استقبال کی غرض سے کوچ کیا اور جب صوبہ دار موصوف سے ملاقات ہوئی تو انہون

[1] کرنل واٹسن نے اپنی مولفہ تاریخ گجرات کے صفحہ ۹۱ مین لکھا ہے کہ فوجداری رادہن پور محمد خان جہان خان کو سنہ ۱۷۱۵ء ۱۱۲۸ھ مین مہاراجہ اجیت سنگھ کے عہد مین عطا ہوئی لیکن یہ غلط فہمی ہے مرآت احمدی مین فارسی کی عبارت سے ظاہر ہے کہ اسوقت خان جہان خان منصب و فوجداری مذکورہ رکھتے تھے یعنے اسکے پہلے معین ہو چکے تھے۔

نے جوانمرد خان کو پٹن کی فوجداری عنایت کی اسوقت جو شاہی خدمت اُن سے بطرز شایستہ ظہور مین آئی تھی اس کا بیان ان کے بھائی محمد صلابت خان کے حالات مین تحریر ہوا ہے۔

۱۱۳۸ھ — جوانمرد خان اوّل کا پیلاجی اور کنتھاجی کے دفعیہ کے لئے متعین ہونا

اسی سال مبارز الملک کے بیٹے خانہ زاد خان کی ہمراہی مین پیلاجی و کنتھاجی مرہٹون کے دفعیہ کے واسطے خان موصوف متعین ہوئے چونکہ خانہ زاد خان بذات خود بھی نہایت درجہ بہادر اور دلیر تھا اور جوانمرد خان جیسے اسم بامسمیٰ جری سردار اسکی ہمراہی مین مامور ہوئے اسلئے اُن دونون سردارون نے یکدل ہو کر مرہٹون کو پے در پے ایسی شکستین دین کہ ان کے دامن ثبات و استقلال کی دھجیان اُڑا دین اور آخر کار مرہٹون کو اُسوقت جواس باختہ ہو کر ملک گجرات سے بھاگنا ہی پڑا۔

۱۱۴۱ھ — جوانمرد خان اول کی وفات اور مدفن وغیرہ

۱۱۴۱ھ مین جوان مرد خان نے موضع بالور متعلق پٹلاد[1] کے زمیندار پر چڑھائی کی جسمین عین گرمی ہنگامۂ کارزار کے وقت اگرچہ خان موصوف کی بائین ران پر گولی لگی لیکن نتیجہ اس جنگ کا یہ ہوا کہ مخالف کی قرار واقعی تادیب و تنبیہ کر کے خان موصوف ہمعنان کامیابی و فتحمندی واپس آئے مگر چونکہ گولی نہایت درجہ کاری لگی تھی لہٰذا اس زخم سے جانبر نہ ہوئے اور اسی کے صدمہ سے چند روز کے بعد انہون نے وفات پائی اور بلدۂ احمدآباد مین عیدگاہ کے متصل اپنے آبائی مقبرے مین دفن کئے گئے خان مرحوم نے اپنے چھوٹے فرزند محمد زور آور خان کے نام احمدآباد کی عیدگاہ کے قریب ایک پورہ آباد کر کے اس کا نام زور آور پور رکھا تھا خان مرحوم کی وفات کے بعد ان کے بڑے بیٹے محمد کمال الدین خان کو مبارز الملک سربلند خان نے خان مرحوم کے بڑے بھائی محمد صلابت خان بابی کی سعی و سفارش سے ہفت صدی ذات کا منصب جوانمرد خان خطاب اور پرگنہ سمی اور موجپور کی فوجداری عنایت کی دوسرے فرزند محمد انور خان بابی کو پانصدی ذات کا منصب صفدر خان

[1] اسوقت پٹلاد کی فوجداری بھی ان کے سپرد تھی جو اسی سال یعنی ۱۱۴۱ھ مین ملی تھی۔

خطاب اور رادھن پور کی فوجداری مرحمت فرمائی مذکورۂ بالا منصبون اور عہدون کے علاوہ ان دونون بھائیون کو ریگستانی علاقہ مین تیس[1] ہزار بیگہ زمین بھی مرحمت کی گئی تیسرے بیٹے محمد زور آور خان تھے جو اسوقت کم عمر تھے ذیل مین ان تینون بھائیون کا حال ایک ہی سلسلہ مین درج کیا جاتا ہے۔

۱۱۴۴ھ — پرگنہ بڈنگر و فوجداری پٹن جوانمرد خان ثانی کے سپرد ہونا۔

مہاراجہ ابھے سنگھ کے زمانۂ صوبہ داری مین پرگنہ بڈنگر بھی جوانمرد خان ثانی کے سپرد ہوا اور پٹن کی فوجداری بھی ان کو مرحمت ہوئی تھی لیکن انہون نے کسی مصلحت سے اسکے قبول کرنے سے اس وقت انکار کیا۔

۱۱۴۵ھ — جوانمرد خان ثانی کی وساطت سے اوما بائی و ابھے سنگھ کے درمیان مصالحت ہونا

جب اوما بائی زوجہ کھانڈے راو دھابھاڑے نے احمد آباد پر یورش[2] کی تو صوبہ دار وقت مہاراجہ ابھے سنگھ نے جوانمرد خان ثانی کی وساطت سے اوما بائی کے ساتھ مصالحت کرلی اور اوما بائی کو ۸۰ ہزار روپئے علاوہ پیشکش دیئے جانے کے لئے صوبہ دار مذکور کے ضامن جوانمرد خان ثانی ہوے اور اس کارگذاری کے صلہ مین جوانمرد خان ثانی کو بیرمگام کی فوجداری ملی۔

۱۱۴۶ھ — جوانمرد خان ثانی کا پرگنہ کڑی و بیجاپور بطور اجارہ لینا۔

جوانمرد خان ثانی اور بھاو سنگھ دیسائی سے قصبۂ بیرمگام مین باہم فساد ہوا اس پر خان موصوف فوجداری بیرمگام کے عہدے سے علیحدہ کئے گئے اور پرگنہ کڑی و بیجاپور اجارہ لیکر وہان چلے گئے لیکن چونکہ اس اجارہ مین نقصان ہوا اس لئے ناچار رادھن پور روانہ ہوگئے۔

۱۱۴۶ھ — جوانمرد خان ثانی کی چڑھائی ایڈر پر

چونکہ جوانمرد خان ثانی کو اجارے مین خسارہ ہوا تھا اور فوج کی تنخواہ بھی چڑھ گئی تھی۔ اس مجبوری سے خان موصوف نے قلعہ ایڈر پر چڑھائی کی جو اسوقت انند سنگھ اور رائسنگھ برادران مہاراجہ ابھے سنگھ صوبہ دار گجرات کی زمینداری مین تھا اور کٹوسن کا کولی اکراجی نامی اور اُسکے

---

[1] نیو ایڈیشن گورنمنٹ سلکشن نمبر ۲۵ صفحہ ۲۶

[2] مہاراجہ ابھے سنگھ نے بمقام ڈاکور دغا سے پیلاجی گائیکواڑ کا کام تمام کرا دیا تھا اسکے انتقام لینے کے لئے اوما بائی نے یورش کی۔

علاوہ اور اورکولی لوگ خان موصوف کے مددگار تھے الغرض خان موصوف نے جاکر قلعہ مذکور کا محاصرہ کرلیا اور اب وہ موقع قریب تھا کہ اہل قلعہ عاجز ہوکر پیام صلح دین کہ اسی اثنا مین ملہار راؤ اور راناجی سندھیا لشکر کثیر التعداد کے ساتھ قلعہ والون کی مدد کو آپہونچے اسلئے جوانمرد خان ثانی نے پونے دو لاکھ روپئے تاوان جنگ دینا منظور کرکے اُن سے صُلح کرلی اور اس مقررشدہ رقم تاوان مین سے ۲۵ ہزار روپئے نقد ادا کرکے باقیماندہ رقم کے عوض اپنے بھائی زور آور خان وغیرہ کو یرغمال مین مرہٹون کے سپرد کردیا جو تاوان کی رقم ادا ہوجانے کے بعد چلے آئے۔

۱۱۴۸ھ صفدر خان ثانی کا پرگنہ مونڈہ ماترا ورنڑیاد اجارہ لینا۔

جوانمرد خان ثانی کے بھائی محمد انور خان مخاطب بہ صفدر خان نے پرگنہ مونڈہ ماتر اور نڑیاد کا اجارہ لیا لیکن مرہٹون کے متواتر ہنگامہ آرائیون کی وجہ سے اجارہ مین خسارہ ہوا ناچار صفدر خان احمد آباد چلے آئے اور احمد آباد سے رادھن پور روانہ ہوگئے۔

۱۱۴۹ھ جوانمرد خان ثانی کی مدد سے احمد آباد کا قبضہ مومن خان نے لیا

جب حضور بادشاہ سے مومن خان حاکم پٹلاد و متصدی بندر کھمبایت کے نام صوبہ داری گجرات کا حکم صادر ہوا اُس وقت مہاراجہ ابھے سنگھ کی طرف سے اس کا نائب رتن سنگھ بھنڈاری شہر پر قابض تھا اس وجہ سے بغیر کسی زبردست اور بہادر سردار کی امداد کے صوبہ گجرات کا قبضہ لینا نہایت دشوار تھا اس لحاظ سے مومن خان نے اس دشوار کام کی انجام دہی مین جوانمرد خان ثانی کو جو بھنڈاری سے ناراض تھے اپنا قوّت بازو بنایا اور نقل فرمان حوالہ کرکے ان کو پیران پٹن کی فوجداری پر بھیجا اور ان کے بھائی محمد زور آور خان کو کھیرالو دیا پٹن مین بخت سنگھ برادر ابھے سنگھ کی جانب سے بہادر خان جالوری عرف پہاڑ خان حکمرانی کررہا تھا۔ جوانمرد خان ثانی نے پٹن پہونچکر اُسکو فرمان دکھاکر شہر خالی کرنے کی تحریک کی اس پر پہاڑ خان آمادۂ جنگ ہوا مگر تھوڑی سی حرب و ضرب کے بعد مغلوب ہوگیا اور جوانمرد خان ثانی نے محمد جنگ گھوگھر قصباتی

کی مدد سے پٹن پر قبضہ کرکے مومن خان صوبہ دار کو صورت واقعہ کی اطلاع دی اور اپنے بھائی صفدر خان کو نائب مقرر کرکے مومن خان سے مع فوج مل گئے اور اُن کو احمد آباد[۱] پر قابض کرا دیا۔

۱۱۵۵ھ
جوانمرد خان ثانی کو اضافہ منصب وغیرہ کا اعزاز حاصل ہونا۔

جب جوانمرد خان ثانی احمد آباد مین اپنے بھائی زور آور خان کی شادی کرنے گئے تھے ان دِنون اضافہ منصب عَلم و نقارہ اور بہادری کے خطاب کا اعزاز بادشاہ کی طرف سے اُن کو عطا ہوا۔

محمد زور آور خان کا جنگ کولیون سے۔

زور آور خان برادر جوانمرد خان ثانی پرگنہ بہیل کو پیشکش وصول کرنے کی غرض سے گئے تو کولیون سے لڑائی ہوئی کامیابی تو ہوئی مگر زور آور خان کا خالہ زاد بھائی اس لڑائی مین کام آیا۔

۱۱۵۶ھ
جوانمرد خان ثانی کا احمد آباد پر قبضہ کرنا اور فخر الدولہ کو شکست دینا

ماہ محرم ۱۱۵۶ھ مین مومن خان صوبہ دار کی وفات کے بعد جدید صوبہ دار مقرر کئے جانے تک صوبۂ گجرات کی حراست مفتخر خان پسر مومن خان اور ان کے برادر فدا الدینخان کے سپرد ہوئی مگر ان دونون مین ناموافقت ہوگئی اور اسی اثنا مین عبد العزیز حاکم جنیر نے گجرات کی صوبہ داری کا فرمان[۲] اپنے نام حاصل کرکے جوانمرد خان ثانی کے نام صوبہ کی نیابت کا حکم بھیجا اسلئے جوانمرد خان ثانی نے مفتخر خان اور فدا الدینخان کو نکالکر احمد آباد پر قبضہ کر لیا لیکن اسکے بعد عبد العزیز اپنے ساتھ آئی ہوئی فوج کے ایک رستم راؤ مرہٹے کی دغابازی کی وجہ سے گجرات مین آتے وقت شکست پا کر مرہٹون کے ہاتھ سے مقتول[۳] ہوگیا۔ جب ان تمام واقعات مذکورۂ بالا کی اطلاع بادشاہ کے حضور مین ہوئی تو بموجب حکم عالی

(حاشیہ صفحہ ۲۴۷) ۱ مگر کرنل واٹسن نے اپنی تاریخ گجرات مین پہلے وقت جالوری کا جوانمرد خان کو دخیل نہ ہونے دینا لکھا ہے جو مرآت احمدی کے خلاف ہے

۱ اس معرکہ مین مرہٹون کا داماجی گائیکواڑ اور سردار رنگوجی بھی مومن خان کے مددگار تھے اور اس مدد کے صلہ مین بجائے کھمبایت پرگنہ بیرمگام اور گجرات مین نصف حصہ مرہٹون کا قرار پایا (اس سے پہلے چوتھ مقرر تھی) اور اس وقت سے مرہٹہ نائب احمد آباد مین رہنے لگا۔

۲ مرآت احمدی مین جعلی فرمان لکھا ہے۔ لیکن مآثر الامرا مین جعلی نہین لکھا۔

فخر الدّولہ بہادر صوبہ دار مقرر ہوکر گجرات کو آیا۔ جوان مردخان ثانی نے یہ خبر سنکر اپنے بھائی صفدرخان اور پٹلاد کے مرہٹہ سردار گنگا دھر کو اُسکے مقابلے کے واسطے روانہ کیا مگر فخر الدّولہ نے ان دونون کو شکست دی اور آگے بڑھکر بلدۂ احمد آباد کا محاصرہ کرلیا۔ اسکے بعد جوانمردخان ثانی نے اپنے چچازاد بھائی محمد بہادر خان الملقب بہ شیرخان اور زمیندار ایڈر رائے سنگھ کی مدد سے فخر الدّولہ کو ہزیمت دی اور دوسرے روز صفدرخان بابی وغیرہ نے فخر الدّولہ کو قید کرلیا اور اس کے بعد جوانمردخان مثل صوبہ دار مستقل طور پر مہمات ملکی انجام دینے لگے چنانچہ اولاً انہون نے عبدالحسین خان دیوان صوبہ کو معزول کرکے اس کی جگہ پر قائم قلیخان کو جو ان کے بھروسے کا آدمی تھا مقرر کیا اور اپنے بھائی زورآور خان کو رسول نگر عرف بیسل نگر کی فوجداری دی اس اثنا مین اُنکے بھائی صفدرخان ثانی سے اُنکی کچھ نااتفاقی ہوگئی تھی اور وہ اودے پور چلے گئے تھے مگر بعد چند روز دونون بھائیون مین اتفاق ہوگیا چنانچہ وہ صفدرخان کو اپنا نائب مقرر کرکے پیشکش وصول کرنے جایا کرتے تھے۔

سنہ ۱۱۵۸ھ — جوانمردخان ثانی کا محمد عظمت خان کرانی کو فوجدار دھولقہ مقرر کرنا

اس سال جوانمردخان نے فوجداری دھولقہ محمد عظمت خان کرانی کو تفویض کی اور فوج بھی کسیقدر بڑھائی بیورے اور مصادرے کی رقمون کی بابت جوانمرد خان ثانی اور نائب ترمبک راؤ مرہٹے کے فیما بین رنجش ہوگئی تھی کہ اسی اثناء مین رنگوجی بذریعہ اوما بائی گائیکواڑ کی قید سے رہا ہوکر پھر احمد آباد مین نائب مقرر ہوا چونکہ اسکی جوانمردخان سے دوستی تھی لہذا رنگوجی نے ان کی مدد سے ترمبک راؤ نائب مرہٹہ کو نکالدیا اور مرہٹون کے حقوق پر خود قابض ہوگیا۔

سنہ ۱۱۵۹ھ — جوانمردخان کے قبضہ سے دھولقہ اور جیتپور کا نکل جانا۔

سنہ ۱۱۵۹ھ مین محمد عظمت خان کرانی فوجدار دھولقہ کے نائب محمد جان باز کو دھولقہ سے اور عنبر حبشی کو جو جوانمردخان کیطرف سے متعین تھا جیتپور معمولہ پرگنہ حویلی سے نکال کر فخر الدولہ اور گنگا دھر مرہٹہ ان دونون مقامون پر قابض ہوگئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۸) ۵۳ بمقام کیم کٹھودرہ یا کیم چوکی (معمولہ پرگنہ اولپاڑ ضلع سورت) شکست پائی اور وہانسے بھاگتے ہوے نربدا کے کنارے مارا گیا۔

سنہ ۱۱۶۰ھ
صفدر خان ثانی کا کڑی کے قصباتیون کو تنبیہ کرنا۔

سنہ ۱۱۶۰ھ مین کڑی کے قصباتیون نے ہنگامۂ فساد برپا کیا اور وہان کے نائب فوجدار کو مار ڈالا وہان کی فوجداری اس زمانے مین صفدر خان بابی کے متعلق تھی خان موصوف نے جاکر اس فساد کو رفع دفع کیا اور وہان قلعہ تعمیر کرا دیا۔

سنہ ۱۱۶۰ھ
جوانمرد خان ثانی اور رنگوجی کا باہم ملال ہونا اور محاصرہ احمد آباد مین رنگوجی کی ناکامی

اسی سال رنگوجی جوانمرد خان ثانی سے کسی بات پر آزردہ خاطر ہوکر فخر الدولہ اور اسکے دمسازکانوجی ٹاکپر وغیرہ مرہٹون سے جا ملا اور ملک کی بہت کچھ بربادی کی بعد ازان فخر الدولہ کو صوبہ دار بنانے کی تدبیر مین سرگرم ہوا جوانمرد خان ثانی نے رنگوجی کے ارادون سے آگاہ ہوکر اسکے گماشتے کو شہر سے نکالدیا اور اس کی جگہ جنارد ہن پنڈت کو مقرر کیا جس سے رائسنگھ زمیندار ایڈر کو اور شیر خان بابی کو رنگوجی نے اپنی مدد کے لئے بلوایا اور ان سب نے ملکر بلدۂ احمد آباد کا محاصرہ کیا لیکن اس اثنا مین ہرپبا نامی کھنڈ راؤ گائیکواڑ کے متعلق نے جو پورسلہ مین تھا رنگوجی کے محال پٹلاد کو برباد کر دیا یہ سنکر وہ وہان چلا گیا اور دوسرون کو بھی محاصرہ چھوڑنا پڑا اس محاصرہ مین کانوجی ٹاکپر شریک نہین ہوا کیونکہ وہ پہلے ہی دکن کی طرف جا چکا تھا۔

سنہ ۱۱۶۱ھ
جوانمرد خان ثانی کا قلعہ جنبیل پور پر فوج بھیجنا۔

سنہ ۱۱۶۱ھ مین قلعہ جنبیل پور (جس پر فخر الدولہ اور مرہٹون نے قبضہ کر لیا تھا) کو چھڑانے کی غرض سے جوانمرد خان نے عبدالواسع بخشی کو مع فوج بھیجا۔ یہ خبر سنکر رنگوجی نے بھی اہل قلعہ کی مدد کے واسطے فوج روانہ کی جب ان دونون لشکرون مین جنگ ہوئی تو جوانمرد خان ثانی کی فوج اپنے حریف کے مقابلے مین زک اٹھاکر واپس چلی آئی۔

جوانمرد خان ثانی کا محمد شہباز خان روہیلے کو قتل کرا دینا۔

اسی سال محمد شہباز خان روہیلہ جس نے بہت کچھ خدمات نمایان انجام دی تھین اور جوانمرد خان ثانی نے اسکو کڑی کا فوجدار کر دیا تھا اپنی کارگذاریون کے گھمنڈ پر آمادہ بغاوت ہوگیا لیکن جوانمرد خان ثانی نے اس روہیلے کو قتل کرا دیا۔

رعایائے احمد آباد کا جوانمرد خان کی طرز حکومت کی نسبت اپنی رضامندی ظاہر کرنا

اسی سال کے اواخر مین حضور شاہی سے مہاراجہ بخت سنگھ برادر

مہاراجہ ابھے سنگھ صوبہ دار گجرات مقرر ہوا جب یہ خبر احمد آباد پہونچی تو علما، سادات، مشایخ اور رعایا نے اس تقرر کی نسبت اپنی نارضامندی ظاہر کی اور مارواڑیون کے اس سے پیشتر بہت سے گذشتہ مظالم کی فریاد کرتے ہوئے جوانمرد خان کے طرز حکمرانی کی نسبت سبنے اپنا اطمینان اور رضامندی ظاہر کی در بالاتفاق مضمون مذکور کا محضر بادشاہ کی حضور مین ارسال کیا۔ اُدھر بخت سنگھ کی صوبہ داری کا تقرر سُنکر فخر الدولہ نے گجرات سے دہلی کی راہ لی اب جوانمرد خان کو قوی دشمن مرہٹون سے مقابلہ کرنا پڑا۔

سنہ ۱۱۶۲ھ — جوانمرد خان کی فوجکشی پٹن پر اور محمد جنگ کھوکھر کو شکست دیکر پٹن پر قبضہ کرنا

چونکہ سلطنت مین پورا ضعف ہوگیا تھا اسلئے ہر ایک چھوٹا بڑا خود سر و سرکش ہوتا جاتا تھا چنانچہ جوانمرد خان کا مقرر کیا ہوا محمد جنگ کھوکھر قصباتی موقع پاکر پیران پٹن دبا بیٹھا تھا جسے جوانمرد خان نے فوجکشی کر کے شکست دی اور شہر پر قبضہ کر لیا۔

سنہ ۱۱۶۳ھ — صفدر خان ثانی کی وفات

اس سال صفدر خان برادر جوانمرد خان لا ولد فوت ہوئے جوانمرد خان کو بھائی کا نہایت رنج ہوا مگر چالیسوین کے بعد بلدۂ احمد آباد مین قائم قلیخان کو نائب کر کے اطراف کے زمینداروں سے پیشکش وصول کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔

سنہ ۱۱۶۴ھ — جوانمرد خان کا کاٹھیاواڑ پیشکش وصول کرنے کو جانا

سنہ ۱۱۶۴ھ مین جوانمرد خان نے کاٹھیاواڑ جاکر زمینداران گوہلواڑ و نُوانگر وغیرہ سے پیشکش وصول کیا اور جھالاواڑ جاکر مسماۃ جی جی بائی[۱] کے استغاثہ پر اس کے مُفید مطلب فیصلہ کر کے احمد آباد کی طرف مراجعت کی۔

سنہ ۱۱۶۴ھ — جوانمرد خان کی موضع بنود پر چڑہائی

اسی سال جوانمرد خان نے موضع بنود معمولہ پرگنہ بیرم گام پر آثار سرکشی پائے جانے کی وجہ سے چڑہائی کی لیکن اس لڑائی مین بخشی عبد الواسع مع فوجی آدمیون کے کام آیا اور

[۱] دہرنگدھرہ کا زمیندار گج سنگھ نامی اپنے بھائی شیشا نامی کی صلاح پر چلتا تھا جس سے گج سنگھ کی اہلیہ مسماۃ جی جی بائی ناراض ہوکر اپنے بیٹے جسونت سنگھ کو لیکر اپنے میکے چلی گئی گج سنگھ کبھی دہرنگدھرہ اور کبھی ہلود مین رہا کرتا تھا شیشا نے یہ موقع پاکر بدنیتی سے ہلود پر قبضہ کر لیا مگر گج سنگھ نے فوج جمع کر کے اُس پر چڑھائی کی اور ہلود کو اسکے قبضہ سے نکال لیا اسکے بعد شیشا نے دہرنگدھرہ پر اپنا قبضہ کر کے لڑنے کی تیاری کی یہ سُنکر

جوانمرد خان کے ناف کے قریب جھلتی ہوئی گولی لگ کر نکل گئی۔ مگر سرکشون کو پوری سزا ملگئی۔

سنہ ۱۱۶۵ھ
پانڈورنگ پنڈت کا احمد آباد کو محصور کرنا۔

جس طرح جوانمرد خان کو گائیکواڑ کا قوی ہوتا جانا ناپسند تھا اسی طرح بالاجی راؤ پیشوا بھی اسکو نہین دیکھ سکتا تھا لہٰذا ان دونون مین گائیکواڑ کی قوت توڑنے کی قرار داد ہوئی ابھی اس پر عمل نہین ہونے پایا تھا کہ پیشوا نے داماجی راؤ گائیکواڑ کو بمقام پونہ بالا ہی بالا قید کرلیا اور ملک گجرات کا نصف حصہ جو مرہٹون کا تھا اس کو اپنے اور داماجی گائیکواڑ کے درمیان بالمناصفہ تقسیم کردینے پر اُسے مجبور کیا اُس نے بھی یہ قبول کیا لہٰذا پیشوا نے اپنے حصہ کی محافظت کے لئے گجرات مین پانڈورنگ پنڈت کو مع فوج بھیجا اور پیشوا کی بہنتی کے اشارے سے احمد آباد کو محصور کرلیا۔ کیونکہ پیشوا کا گجرات کے تمام زرخیز ملک پر دانت تھا لیکن جوانمرد خان نے اپنی جوانمردی اور تدبیر سے اس کو کامیاب نہونے دیا جس سے محاصرہ اُٹھا کر افسوس کے ساتھ اسکو واپس چلا جانا پڑا۔

سنہ ۱۱۶۶ھ
۱۷۵۲ء
مرہٹون کا احمد آباد پر قابض ہونا

جوان مرد خان اگرچہ بہادر تھے۔ مگر دوراندیش نہ تھے۔ انہین باتون سے مسلمان سردارون کو (جنہین اپنا دوست بنائے رکھنا ضروری تھا) اپنا دشمن بنا لیا چنانچہ بادشاہی صوبہ دار فخر الدولہ سے مخالفت کرکے مسلمانون کی قوت کمزور کردی یہانتک کہ اپنے چچیرے بھائی شیر خان سے بھی سلوک واتفاق نہ رکھا ان وجوہ سے مرہٹون کی قوت کا سیلاب بڑھتا گیا جسکو یہ اپنی تنہا قوت سے نہین روک سکتے تھے چنانچہ حامد خان نائب صوبہ کی خودغرضی سے مرہٹون کو گجرات کا ایک ربع ملگیا تھا اور اسکے بعد جودھپور کے مارواڑیون کی بدنیتی نے بادشاہی صوبہ دار مومن خان سے اُن کو نصف گجرات دلا دیا اسی طرح ہندوستان کے اور حصون پر بھی یہ لوگ قبضہ پاتے جاتے تھے لیکن جوانمرد خان قسمت کے اچھے تھے کہ ایسے وقت مین مرہٹون مین کچھ دنون کو پھوٹ پڑ گئی جس سے وہ اپنی سینہ زوری سے صوبہ داری

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۱) جی جی بائی نے جوانمرد خان سے مدد کی درخواست کی انہون نے شیشا کو وہان سے نکالا جس سے دہرنگدھرہ مین بائی مذکورہ اپنے بیٹے کو لیکر راج کرتی رہی آخر اسکے شوہر کے مرنے پر اس کا بیٹا جسونت سنگھ ہلود کا بھی مالک ہوا۔

پر جمے رہے مگر مسلمان سرداروں کے اختلاف سے اسلامی حکومت میں ضعف آگیا اور مرہٹوں میں بجائے اختلاف پھر اتفاق ہو گیا چنانچہ پیشوا نے داماجی گائیکواڑ کو یہ وعدہ لیکر قید سے رہا کر دیا کہ میرے بھائی رگھوناتھ راؤ کو تمام ملک گجرات کے فتح کرنے میں مدد دینا اس قول و قرار کے بعد رگھوناتھ راؤ اور داماجی فوج گران لیکر احمد آباد کی طرف روانہ ہوئے ادھر جوانمرد خان پنڈت کی ناکامی کے باعث مرہٹوں کی طرف سے ایسے مطمئن ہو گئے تھے کہ سفر نہ کرنے کی خواہش پر کچھ توجہ نہ کی اور محمد مبارز شیروانی کو اپنا نائب بنا کر اپنے بھائی محمد زور آور خان[1] کی ہمراہی میں پیشکش وصول کرنے کے لئے بلدۂ احمد آباد سے تخمیناً ڈیڑھ سو میل سے بھی کسی قدر زیادہ فاصلے پر یعنی سروہی تک نکل گئے اس اثنا میں مرہٹوں کے بڑے بڑے سردار کثیر التعداد فوجیں ہمراہ لیکر آ پہونچے اور بلدۂ احمد آباد کا محاصرہ کر لیا جب جوانمرد خان کو یہ خبر پہونچی فوراً احمد آباد کو روانہ ہو گئے اور کوچ در کوچ مسافت طے کرتے ہوئے رادھن پور پہونچے یہاں سے فوج مرتب کر کے اپنے بھائی محمد زور آور خان کے زیر حکم احمد آباد روانہ کر دی اور اسکے بعد خود بھی صرف دو سو سواران جرار و آزمودہ کار ہمراہ لیکر عازم بلدہ ہوئے اور اس وقت پہنچے جبکہ مرہٹوں کی فوجیں چاروں طرف سے شہر کو گھیرے ہوئے تھیں مگر ایسے نازک موقع پر بھی خان موصوف اپنی جوانمردانہ و دانشمندانہ کوششوں سے شہر کے اندر داخل ہو گئے اور بعد میں بڑی فوج کو بھی شہر میں داخل کرا دیا اور کمال ہوشمندی و دانائی و قابلیت کے ساتھ شہر کو مرہٹوں کی آفت سے بچایا انہیں مواقع میں ایک مرتبہ تقریباً سات سو مرہٹے حصار شہر کی دیوار کی جانب سے شہر کے اندر داخل ہو گئے مگر خان موصوف نے اس واقعہ کی خبر پاتے ہی اس کا فوراً تدارک کر دیا اور جسقدر مرہٹے دیوار پھاند کر چلے آئے تھے سب کو تہ تیغ کیا اس شکست فاش کی وجہ سے مرہٹوں کے سپہ سالار رگھوناتھ راؤ نے تنگ آکر صلح کی درخواست کی مگر جوانمرد خان نے سخت شرائط دیکھکر نامنظور کی مگر مرہٹوں نے یہ چالاکی کی کہ شہر میں غلہ وغیرہ ضروری اشیا آجانے کی راہیں بالکل بند کر دیں اور عوام الناس کے

[1] خان دوران خان بن محمد خان بابی کو بھی قصبہ کہیڑا سے مرہٹوں نے ہمراہ لیا تھا یہ جوانمرد خان کے خالہ زاد بھائی ہوتے تھے۔

خیالات بدلنے کے واسطے یہ بھی مشہور کر دیا کہ حضور شاہی سے صوبہ داری گجرات ہم لوگون کو ملی ہے چونکہ راہین بند ہونے کے سبب سے شہر والون کو فاقہ کشی کی نوبت آگئی تھی اور سپاہ نے بھی تنخواہ کا سخت تقاضا کیا تھا[1] اسلئے جوانمرد خان کو بمقتضائے مصلحت وپٹیل سُکھدیو کے ذریعہ سے شرائط ذیل پر بتاریخ ۲۷ جمادی الاول ۱۱۶۶ھ مطابق ۲ ر اپریل ۱۷۵۳ء کو صلح کرنی پڑی۔

شرائط معاہدہ

شرط اوّل ایک لاکھ روپئے نقد اور ایک زنجیر فیل دوسری قیمتی اشیاء کے ساتھ جوانمرد خان کی نذر کیا جاوے جو فوراً نذر کیا گیا۔

شرط دوم محالات پٹن۔ بڈنگر۔ سمی۔ مونجپور۔ رسول نگر عرف بیسل نگر۔ تھراد۔ کھرالو۔ رادہن پور۔ تروارہ اور بیجاپور۔ یہ سب جوانمرد خان اور ان کے بھائی محمد زور آور خان کو جاگیر مین عطا ہونگے اس شرط پر کہ ان سب مین مرہٹون کی جانب سے کسی قسم کی مداخلت نہوگی۔

شرط سوم محمد زور آور خان برادر جوانمرد خان تین سو سوار اور پانچ سو پیادہ فوج سے سرکار مرہٹہ مین نوکری کرینگے اور ان کی تنخواہ مرہٹون کی سرکار سے ملا کریگی۔

شرط چہارم۔ جوانمرد خان ثانی کے اعزا و اقارب رفقا اور نوکر سب اپنی اپنی جاگیرون اور عہدون پر بحال رہینگے

شرط پنجم۔ جوانمرد خان فوجی اعزاز کے ساتھ شہر احمد آباد خالی کر دینگے۔

یہ عہدنامہ بڑے بڑے مرہٹے سردارون ملہار راؤ ہولکر اور راباجی سندھیہ کی ضمانت سے مکمل ہو کر فریقین کے دستخط ہوا اسکے بعد جوانمرد خان بابی فوجی اعزاز کے ساتھ پٹن روانہ ہو گئے۔ افسوس جس ملک پر ساڑھے چار سو برس سے اسلامی حکومت تھی اور جو شہر ساڑھے تین سو برس سے اسلامی حکومت کا دار الصدر ہونے کا فخر رکھتا تھا آج اسکا قبضہ ابو النصر مجاہد الدین احمد شاہ بادشاہ دہلی کے عہد مین اسلامی حکومت سے نکل کر مرہٹون کے ہاتھ مین چلا گیا۔

---

[1] ایک وقت شہر کے لوگون سے جوانمرد خان نے ۵۰ ہزار روپے کی رقم جمع کر کے فوج کی تنخواہ ادا کی تھی لیکن وہ پھر بھی متقاضی ہوئے۔ اگر

۱۱۶۶ھ
جوانمرد خان ثانی کے نام صوبہ داری کا فرمان شاہی صادر ہونا

اس عہدنامہ کی قرارداد ہو چکی تھی کہ جوانمرد خان بابی کے نام صوبہ داری گجرات کا شاہی فرمان صادر ہوا مگر ظاہر ہے کہ وہ فرمان ایسے وقت مین کیا فائدہ پہونچا سکتا تھا۔

۱۱۷۴ھ
معاہدے کا ٹوٹنا

عہدنامہ مسطورۂ بالا کی رو سے مندرجہ تمام اضلاع جوانمرد خان ثانی کے قبضہ مین رہے باقی اکثر حصۂ گجرات پر مرہٹے قابض ہو گئے تھے۔ عہدنامہ کے ۴ برس بعد تک فریقین اپنے اپنے اقرار کے پابند رہے چنانچہ جب مومن خان ثانی نے مرہٹون سے احمدآباد چھین لیا تو جوانمرد خان نے عہدنامہ کی رو سے مرہٹون کی مدد کی لیکن ۱۱۷۴ھ (۱۷۶۱ء) مین جب احمد شاہ ابدالی نے پانی پت کے میدان مین مرہٹون کو شکست فاش دیکر دو لاکھ مرہٹون کو قتل کیا اور ان کی قوت اور زور کو بالکل سست کردیا تو اس واقعہ کے چند ہی روز بعد حضور شاہی سے گجرات کے زبردست اور طاقتور سردارون نواب بھڑوچ مومن خان ثانی نواب کھمبایت اور جوانمرد خان ثانی وغیرہ کے نام اس مضمون کا فرمان صادر ہوا کہ اسوقت متفقہ کوشش کرکے مرہٹون کو گجرات سے نکال دو۔ لہذا جوانمرد خان اور دیگر مذکور الصدر سردار فرمان شاہی کی تعمیل مین کوشش کرنے لگے۔

۱۱۷۴ھ
مرہٹون کی چڑھائی بیسل نگر پر

مرہٹون نے جب دیکھا کہ گجرات ہاتھ سے جاتا ہے تو اتفاق کرکے یکایک مرہٹہ سردار سداسیوراؤ کو ایک بڑی فوج کے ساتھ بھیجا جسنے رسول نگر عرف بیسل نگر کا محاصرہ کرلیا جو بابیون کے قبضہ مین تھا۔

۱۱۷۴ھ
جوانمرد خان کے بھائی زور آور خان کا لاولد شہید ہونا اور ان کا دفن

اس جنگ مین جوانمرد خان کے بھائی محمد زور آور خان لاولد شہید ہوئے اور بیسل نگر کے تالاب کے کنارے دفن کئے گئے چنانچہ ان کا مقبرہ وہان اب تک موجود ہے نیز ان کے آدمیون نے دغا کی لہذا جوانمرد خان کو

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۵۱) ایک مہینہ تک محاصرہ طول کھینچتا تو مرہٹے صرف چوتھ ہی لیکر چلے جانے پر راضی ہوتے۔

سنہ ۱۱۷۴ھ — مرہٹون کا جوانمرد خان کے محالات پر قابض ہونا

آخر کار پھر مصالحت کرنی پڑی جس سے پٹن بڈنگر۔ کھیرالو۔ بیجاپور اور رسول نگر عرف بیسل نگر یہ پانچون محال مرہٹون کے قبضے مین چلے گئے اور باقی پانچ محال مین تھراد[۱] اور ترواڑہ[۲] کے علاوہ صرف تین محال ایک سمی دوسرا مونجھپور تیسرا رادھن پور ابتک جوان مردخان کی اولاد کے قبضے مین ہین۔

سنہ ۱۱۷۸ھ — جوان مردخان کی وفات اور مدفن اور ان کا سلطان پور بسانا

سنہ ۱۱۷۸ھ (۱۷۶۵ع) مین جوانمردخان نے عالم فانی سے ملک جاودانی کا سفر کیا اور پٹن مین دفن ہوئے خان مرحوم نے سابرمتی ندی کے اُس پار اپنے بیٹے کے نام سے ایک پورہ آباد کیا تھا اور اُس کا نام سلطان پور رکھا تھا۔

جوانمردخان کی اولاد۔

جوانمردخان کے دو فرزند تھے ایک محمّد غازی الدّین خان جو نوّاب ہوئے دوسرے محمّد نجم الدّین خان جنھون نے دنیا سے سنہ ۱۱۸۵ھ مین لاولد سفر آخرت کیا اسلئے ان کا تمام حصّہ ملک بھی محمّد غازی الدّین خان ہی کے قبضہ مین رہا اُن کے زمانے مین سمی اور رادھن پور کی راجگڈھی اور شہر پناہ کی تعمیر ہوئی جب سندھ سے غلام شاہ نامی سردار ملک کچھ پر چڑھ آیا اور کچھ کے راؤ کی مدد مین جو لشکر نوّاب صاحب نے بھیجا تھا اُسکی قرارداد کے موافق خرچ دینے مین تعویق ہوئی تو لشکر نے سمی پر قبضہ کرنا چاہا لہذا راؤ نے فوراً خرچ دیدیا جس سے لشکر واپس چلا آیا۔ غازی الدّینخان نے سنہ ۱۲۰۸ھ مین انتقال کیا۔ غازی الدّینخان مرحوم کے بھی دو فرزند تھے ایک محمّد شیرخان دوسرے محمّد کمال الدّین خان عرف باوامیان ان دونون مین محمّد شیرخان

[۱] یہ محال اصل واگھیلا راجپوتون کے قبضہ مین تھا عیسوی چودھوین صدی سے مسلمانون کے قبضہ مین آیا یہ مین اُن واگھیلون نے مارواڑ مین سکونت اختیار کی ان کی اولاد مین کانجی نامی جوانمردخان کی مدد مین رہا جسکے صلے مین خان موصوف نے اسکو تھراد کی زمانہ داری دی تھی اب یہ محال اسکی اولاد کے قبضے مین ہے

[۲] یہ محال بھی اصل واگھیلا راجپوتون کا تھا اسلامی حکومت مین بلوچون کی جاگیر مین رہا بعد ازان جوانمردخان نے اس پر اپنا قبضہ کرلیا تھا مگر ان کی وفات کے بعد بلوچون نے موقع پاکر پھر لے لیا ان بلوچون کا فتح خان بلوچ کی (جو سلاطین گجرات کے عہد مین بڑا زبردست سردار تھا) اولاد مین سے ہونا مشہور ہے۔

نواب ہوئے اور محمد کمال الدینخان کو سمی۔ اور موضع چھپور کی جاگیر ملی مگر چونکہ محمد کمال الدین خان بھی سنہ ۱۸۲۴ء مین لاولدہی انتقال کر گئے۔ اس سبب سے وہ علاقہ بھی جو انکی جاگیر مین تھا ریاست راد ھن پور مین شامل کر لیا گیا۔ نواب محمد شیر خان کے زمانہ سے رادھن پور خاص دار الصدر ریاست ٹھیرا ان کی مسندنشینی کے موقع پر یعنی سنہ ۱۸۱۳ء مین برٹش گورنمنٹ سے اوّل اوّل عہدنامہ ہوا اور جب سندھ کی ایک قوم کہوسا نامی نواحی ملک مین خرابی پیدا کرنے لگی تو اسکے نکالنے مین سرکار انگریزی کیطرف سے نواب صاحب کو مدد ملی۔ سنہ ۱۸۲۵ء مین نوّاب صاحب محمد شیر خان نے وفات پائی اور چونکہ اسوقت ان کے فرزند محمد زور آور خان کی عمر صرف تین برس کی تھی اسلیئے برٹش گورنمنٹ کی جانب سے ولیعہد موصوف کی سوتیلی والدہ سردار بی بی منتظمہ ریاست مقرر ہوئین سنہ ۱۸۳۷ء مین نواب صاحب محمد زور آور خان کو ریاست کے اختیارات عطا ہوئے سنہ ۱۸۷۴ء مین انہون نے وفات پائی ان کے بعد ان کے فرزند نواب صاحب محمد بسم اللہ خان مسند نشین ریاست ہوئے جب سنہ ۱۸۹۵ء مین انہون نے انتقال کیا تو انکے دو صاحبزادون محمد شیر خان اور محمد جلال الدین خان مین سے بڑے محمد شیر خان باپ کے جانشین ہوئے۔ مگر صغر سنی کی وجہ سے برٹش سرکار نے ریاست کا انتظام کیا۔ دونون صاحبزادون نے راجکوٹ کے راجکومار کالج مین تعلیم پائی۔ سنہ ۱۹۰۷ء مین محمد شیر خان با اختیار مسند نشین ریاست ہوئے جب انہون نے سنہ ۱۹۱۰ء مین لاولد انتقال کیا تو محمد جلال الدین خان کی صغر سنی کی وجہ سے برٹش سرکار نے پھر انتظام کیا اور سنہ ۱۹۱۰ء مین وہ بااختیار نواب تسلیم کر لیئے گئے۔

ریاست رادھن پور گجرات مین درجہ اوّل کی ہے اور اس کی سالانہ آمدنی تخمیناً نو ۹ لاکھ روپیہ ہے

یہان ریاست رادھن پور کا سلسلہ ختم ہو گیا اور بالاسنور کا سلسلہ اس سے پیشتر بیان ہو چکا ہے۔

پس گجرات مین جو بابی خاندان کی ریاستین ہین ان کا بیان تمام ہو چکا اب کاٹھیاواڑ مین خاندان بابی کی جسقدر ریاستین ہین ان کا بیان نوّابان سورٹھ کے حالات مین کیا جائیگا۔
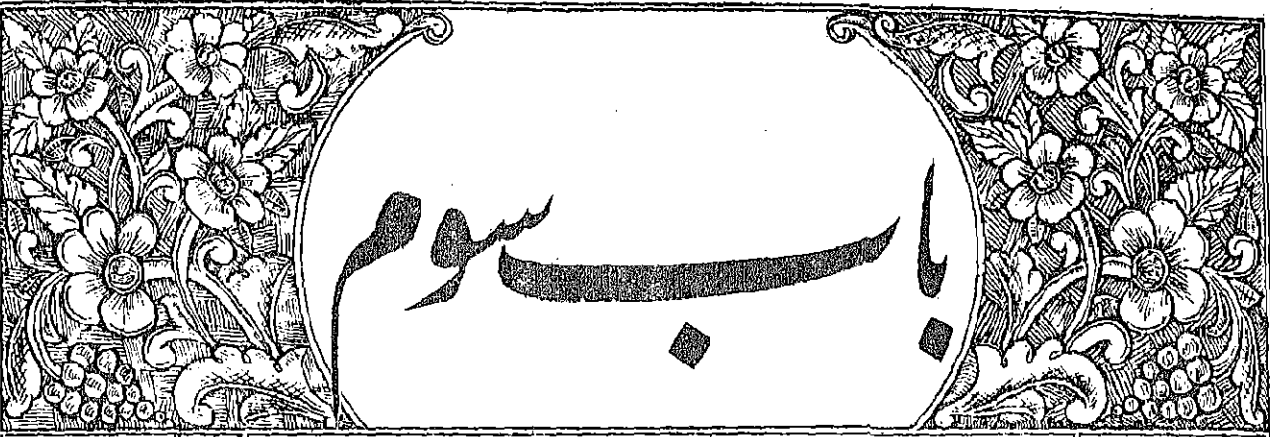
جس طرح محمد ظفر خان مخاطب بہ صفدر خان بن شیر خان بابی کی اولاد مین محمد صلابت خان سب بھائیون سے زیادہ تر ذی شجاعت قابل اور لائق تھے ۔ اسی طرح محمد صلابت خان کی اولاد مین محمد بہادر خان بابی المخاطب بہ شیر خان بہادر نہایت درجہ اولوالعزم صاحب جرأت و شجاعت بڑے مُدبّر اور بانی ریاست جوناگڈھ گذرے ہین ۔ اُنہون نے ایک مدّت دراز تک ملک گجرات کے بڑے بڑے معرکون مین نمایان خدمات اور عمدہ کام انجام دیئے ہین جس زمانے مین نواب شیر خان بہادر جوناگڈھ کے عہدۂ فوجداری پر متعیّن ہوئے باوجودیکہ اسوقت فوجدارون کی حکومت مین بہت کچھ کمزوری اور طرح طرح کی خرابیان پیدا ہوگئی تھین مگر نواب موصوف نے اپنی ذاتی شجاعت اور قابلیت سے اس عہدے مین تحسین و آفرین کے لائق اصلاحین کرکے اسکی گھٹی ہوئی قوّتون کو پورا کردیا اور جھالاواڑ گوہلواڑ اور ہالار وغیرہ سے جہان کے لوگ اس سے پیشتر متمرد اور سرکش ہوچکے تھے خراج وصول کیا اور نہایت درجہ تعریف کے لائق ان کی یہ کارروائی ہے کہ اگرچہ اسوقت تمام ملک پر مرہٹے مسلّط ہوچکے تھے مگر اُنہون نے اپنی عمدہ تدابیر سے اپنی ریاست کو

نواب صاحب محمد بہادر خان المخاطب بہ شیر خان بابی

مرہٹون کی دست برد سے ہوشمندی اور ہوشیاری کا برتاؤ کر کے محفوظ رکھا۔ انہین نواب شیر خان بہادر کی عالی ہمتی اور اولوالعزمی کا ایک ظاہر نتیجہ یہ بھی ہے کہ جوناگڈھ کی ریاست اسوقت بھی کاٹھیاواڑ بابی خاندان نیز بمبئی احاطہ کی تمام اسلامی ریاستون مین سب سے بڑے مرتبہ کی ریاست ہے۔ چونکہ نواب شیر خان بہادر ہی اوّل اوّل شاہی خطاب نوابی سے مفتخر اور ریاست کے بانی ہوئے ہین اسلئے اُن کے حالات جو تاریخ کاٹھیاواڑ و گجرات سے متعلق ہین تفصیل کے ساتھ لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

سنہ ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۹ء — محمد بہادر خان بابی کا فوجدار گرد مقرر ہونا

محمد بہادر خان بابی سب سے پہلے سنہ ۱۱۳۱ھ مین سلطنت محمد رفیع الدرجات بادشاہ دہلی اور مہاراجہ اجیت سنگھ کی صوبہ داری کے زمانے مین فوجداری گرد[1] یعنی اطراف احمد آباد کی فوجداری کے عہدے سے سرفراز ہوئے اور اپنے منصب کی مہمات نہایت ہوشیاری و مستعدی کے ساتھ انجام دیتے رہے۔

سنہ ۱۱۳۴ھ / ۱۷۲۱ء — محمد بہادر خان بابی کا حضور بادشاہ مین جانا پانصدی ذات ۲۸۰ سوار کا منصب سادرہ اور بیرپور کی تھانہ داری اور شیر خان کا خطاب عطا ہونا۔

سنہ ۱۱۳۴ھ / ۱۷۲۱ء مین جب شجاعت خان نائب صوبہ دار گجرات نے بابیون سے عداوتین کرنی شروع کین جس کا بیان ان کے دادا صفدر خان بابی کے حالات مین گذرا تو محمد بہادر خان اپنے والد بزرگوار محمد صلابت خان کے ساتھ حضور بادشاہ مین روانہ ہوئے وہان پہونچکر معز الدولہ حیدر قلیخان صوبہ دار گجرات ان کی ملاقات سے نہایت محظوظ ہوا اور بڑی عزت و توقیر کے ساتھ ان دونون سردارون کو پیشگاہ حضرت فردوس آرامگاہ ابوالمظفر ناصر الدین محمد شاہ بادشاہ دہلی مین پہنچایا بادشاہ نے خوش ہو کر محمد بہادر خان کو پانصدی ذات ۲۸۰ سوار کا منصب اور شیر خان خطاب سے معزز و سربلند فرمایا۔ اور اسلام آباد عرف سادرہ اور بیرپور کی تھانہ داری کا عہدہ مرحمت کیا جسکو ایک مدت تک انہون نے بخوبی انجام دیا۔

[1] مرآت احمدی کے ایک نسخے مین کڑی بھی لکھا ہے۔

سنہ ۱۱۴۰ھ / ۱۷۲۸ء

محمد بہادر خان مخاطب بہ شیر خان بہادر کا نائب فوجدار جوناگڈھ ہونا۔

سنہ ۱۱۴۰ھ ۱۷۲۸ء مین محمد بہادر خان بابی المخاطب بہ شیر خان بہادر جوناگڈھ کے نائب فوجدار مقرر ہوئے اس تقرر کی مفصل حقیقت یہ ہے کہ اسد قلی خان فوجدار جوناگڈھ جب اپنی بیماری مین زندگی سے مایوس ہوا تو اُس نے محمد صلابت خان بابی کو جوناگڈھ تفویض کیا بعدہٗ جب اسد قلیخان نے وفات پائی تو محمد صلابت خان نے اپنے فرزند شیر خان بہادر کو اپنی طرف سے نائب کرکے بھیجا پھر جب ان تمام واقعات اور کارروائیون کی اطلاع حضور شاہی مین پہونچی اور اسد قلیخان کا بیٹا غلام محی الدین خان اپنے باپ کی جگہ فوجدار جوناگڈھ مقرر کیا گیا۔ تو اس نے بھی سند نیابت شیر خان بہادر کے نام روانہ کردی۔

سنہ ۱۱۴۳ھ / ۱۷۳۱ء

شیر خان بابی کا نیابت فوجداری جوناگڈھ سے علحدہ ہونا۔

سال مذکورۂ بالا مین ایک شخص میر اسمٰعیل نامی غلام محی الدین خان فوجدار جوناگڈھ کیطرف سے نیابت فوجداری جوناگڈھ کی سند لیکر احمد آباد آیا۔ اور عہدۂ مذکور مین دخل کا خواستگار ہوا مگر چونکہ مبارز الملک سربلند خان بہادر صوبہ دار گجرات شیر خان بابی کی قابلیت اور عمدہ کارگزاریون سے بہت خوش تھا اور اسکے سوا اُن کے والد ماجد محمد صلابت خان بابی کا پاس خاطر بھی ملحوظ تھا اس سبب سے اُس نے میر اسمٰعیل کو دخل نہین دیا۔ اور شیر خان بابی بہادر کو بحال رہنے دیا مگر سنہ ۱۱۴۳ھ مین جب کہ محمد صلابت خان کا واقعۂ وفات پیش آچکا تھا۔ میر اسمٰعیل مذکور دوبارہ مع سند نیابت آیا۔ تو اُسے دخل ملگیا۔ اور شیر خان بابی اس عہدہ سے کنارہ کش ہوکر گھوگھہ مین اقامت گزین ہوئے۔ کیونکہ گھوگھہ اور بالاسنور کی جاگیرین ان کے والد ماجد کی وفات کے بعد بادشاہ کیطرف سے ان کے نام منتقل ہوگئی تھین۔

شیر خان بابی کا اپنی جاگیرین بحال کرانے احمد آباد جاکر کامیاب ہونا اور اضافۂ منصب و خطاب کا اعزاز حاصل کرنا

اسی سال گھوگھہ دکلائی نواب قدسیہ بیگم والدۂ محمد شاہ پادشاہ کی جاگیر مین شامل کیا گیا۔ شیر خان بابی نیابت جوناگڈھ سے تو اس تقرر کے پیشتر ہی علحدہ ہوچکے تھے جاگیر گھوگھہ کا تغیر ان کے لئے ایک دوسری دقت پیش آئی۔ اسلئے اپنی جاگیر بحال کرانے کی

غرض سے احمد آباد گئے اس وقت مہاراجہ ابھے سنگھ زمیندار جودھپور مبارز الملک کے اخراج اور صوبہ گجرات کے انتظام کے لئے حضور بادشاہ سے صوبہ دار ہو کر احمد آباد پہنچ چکا تھا شیرخان بابی نے اپنے خسر سردار محمد خان غوری اور راجہ بخت سنگھ برادر مہاراجہ کی معرفت مہاراجہ سے ملاقات کی اور تین ہاتھی کئی گھوڑے اسکے علاوہ بہت سے تحائف اور کسی قدر نقد حضور بادشاہ مین پیش کرنے کیلئے مہاراجہ کو دیکر اپنی جاگیر کے بحال کرانے کی عرض کرنے کے واسطے تحریک کی مہاراجہ نے ان کا استحقاق اور حسن خدمات ملحوظ رکھکر بحالی آبائی جاگیر عطائے خطاب بہادری اور اضافۂ منصب کے واسطے اپنی رائے کی عرضداشت پیشگاہ بادشاہ مین بھیجی جو پہنچکر شرف اجابت سے مشرف ہوئی چنانچہ اُن کی قدیم جاگیر ان کو مرحمت ہوئی اسکے علاوہ خطاب اور اضافۂ منصب کے اعزاز سے بھی سرفراز کئے گئے۔

> سنہ ۱۱۴۴ھ / ۱۷۳۲ع
> شیرخان بہادر کا بشارکت سردار محمد خان غوری فوجدار بڑودہ ہونا۔

سنہ ۱۱۴۴ھ / ۱۷۳۲ع مین جب مہاراجہ ابھے سنگھ صوبہ دار گجرات نے مرہٹون کے مشہور و معروف سردار پیلاجی گائیکواڑ کو دغا سے بمقام ڈاکور[1] قتل کراکے بڑودہ پر شیرخان بابی کی شرکت سے قبضہ کرلیا اور مسمی دلا ایک بڑے سرغنہ سے زر باقی وصول کرنے کے لئے اسکے گرفتار کرنے مین مصروف ہوا چنانچہ سر شام مذکور دلا کے بلانے کو کئی آدمی بھیجے مگر چونکہ دلا کو شک پیدا ہوگیا تھا اس سبب سے ایک بادرفتار گھوڑے پر سوار ہو کر کسی طرف بھاگ گیا اور ہاتھ نہین آیا۔ اسکے دوسرے روز دلا نے مہاراجہ ابھے سنگھ کے پاس اس مضمون کی تحریر بھیجی کہ اگر سردار محمد خان غوری فوجدار بڑودہ مقرر کردیا جائے تو البتہ مین ادائے زر باقی کا پختہ وعدہ کرسکتا ہون بغیر اسکے نہین۔ مہاراجہ نے اس ضرورت سے سردار محمد خان کو فوجدار بڑودہ مقرر کردیا مگر چونکہ بڑودہ ایک ایسا مقام تھا جسکو علی الخصوص ایسی نازک حالت مین مرہٹون کے ہاتھ سے بچانا بہت بڑے جوانمرد اور اولوالعزم شخص کا کام تھا اس لحاظ سے سردار محمد خان غوری نے دور اندیشی کی اور مرہٹون کے آئندہ حملون کو زیر نظر رکھکر مہاراجہ مذکور سے

[1] پرگنہ ٹھاسرہ ضلع کھیڑہ مین ہنود کے مشہور تیرتھ کا مقام ہے یہان ہر سال میلہ ہوتا ہے جسمین بہت ہنود جمع ہوتے ہین۔

یہ درخواست کی کہ شیر خان بہادر بابی بھی اس فوجداری کے منصب مین میرے شریک کئے جائین۔ اسپر مہاراجہ نے ان دو سرداران موصوف کو نصف نصف کا شریک قرار دیکر فوجداری بڑودہ پر مقرر کردیا اور خود اس تقرر کے بعد احمد آباد واپس چلا گیا اس حسن خدمت کے صلہ مین شیر خان بہادر کو حضور شاہی سے **نوّاب** کا خطاب عطا ہوا۔

سنہ ۱۱۴۵ھ / ۱۷۳۳ء نواب شیر خان بہادر کا مستقل فوجدار بڑودہ ہونا	سنہ ۱۱۴۵ھ مین جب سردار محمد خان غوری نے وفات پائی تو نواب شیر خان بہادر بڑودہ کے مستقل فوجدار ہو گئے۔
نواب شیر خان کا اوما بائی کے مقابلے کو تیار ہوجانا اور اوما بائی کا ان سے بملاطفت پیش آنا۔	اسی سال جیسا کہ سردار محمد خان غوری نے بمقتضائے دور بینی مرہٹون کے آنے کا گمان کیا تھا۔ ویسا ہی ہوا کہ مرہٹون کے سپہ سالار کھانڈے راؤ دھابھاڑے کی بیوہ سماۃ اوما بائی جو خاوند کے مرنے کے بعد اپنے بیٹے کے

کم عمر ہونے کے باعث سپہ سالاری کی تمام مہمات فوجکشی وغیرہ جو اسکے خاوند سے متعلق تھین بذات خود انجام دیتی تھی چالیس ہزار فوج جرّار ہمراہ لیکر پیلاجی کے خون کا انتقام لینے گجرات پر چڑھ آئی اور احمد آباد کا محاصرہ کرنے کے بعد مہاراجہ سے اپنی چوتھ اور سردیسمکھی[1] قبول کرا کے بڑودہ کیطرف روانہ ہوئی۔ ادھر نواب شیر خان بہادر بھی اوما بائی کی آمد آمد سے مطلع ہوتے ہی قلعے اور شہر کے استحکام کا پورا پورا انتظام کر کے اسکے مقابلہ و مدافعت کے واسطے تیار ہو گئے لیکن چونکہ اوما بائی مہاراجہ ابھے سنگھ سے باہم قول و اقرار کے بعد مصالحت کر آئی تھی اور نواب شیر خان بہادر کی شجاعت اور دلاوری سے خوب آگاہ تھی اس نے بڑودہ مین جنگ و مقابلہ کرنا مصلحت نہ جانا بلکہ شیر خان بہادر سے بمصالحت پیش آنا بہتر سمجھ کر ان کو باعزاز تمام طلب کیا اور نہایت لطف و مدارات سے پیش آئی اسکے بعد حسب قرارداد مہاراجہ اپنی چوتھ کے کماسداروں (تحصیلدارون) کو ہمراہ دیکر خان موصوف کو نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔

---

[1] سردیسمکھی یعنی محصول کا دسوان حصہ۔

سنہ ۱۱۴۵ھ ۱۷۳۲ء

گھوگھہ کی جاگیر پر سہراب خان کا قبضہ کر لینا۔

جب شیر خان بہادر خود بڑودہ مین رہنے لگے تھے اُس وقت سے گھوگھہ بارہ کی جاگیر انہون نے اپنے بھائی شیر زمان خان اور دلیر خان کی زیر حفاظت و حراست کر دی تھی سنہ ۱۱۴۵ھ مین برہان الملک (وکیل نواب قدسیہ بیگم) نے سہراب خان کو جو سورٹھہ کا بقیہ پیشکش وصول کرنے کی خدمت پر مقرر کیا گیا تھا یہ لکھا کہ گھوگھہ پر قبضہ کر لو چنانچہ مذکور خان نے اس پر قبضہ کر لیا اور اپنی طرف سے حاجی محمد رفیع نامی شخص کو وہان معیّن کیا شیر زمان خان وغیرہ نے ہر چند کوشش کی لیکن کچھ کارآمد نہوئی اس طرح شیر خان بہادر کی آبائی جاگیر ہاتھ سے نکل گئی۔

سنہ ۱۱۴۶ھ ۱۷۳۳ء

مہاد جی گائیکواڑ کا بڑودہ پر فوجکشی کرنا۔

سنہ ۱۱۴۶ھ مین نواب شیر خان بہادر اپنے چچازاد بھائی سرباز خان بن سردار خان کو بڑودہ کی حفاظت اور حراست پر چھوڑ کر خود اپنی جاگیر پرگنہ بالاسینور کے بندوبست کو گئے اندنون پیلاجی گائیکواڑ کا بھائی مہاد جی بڑودہ کے قریب جمبوسر پر قابض تھا۔ انکے چلے جانے سے میدان خالی پاکر اپنے مقام سے آندھی کی مانند اُٹھا اور آتے ہی بڑودہ کا محاصرہ کر لیا۔ ادھر انکی خبر پاتے ہی بابی سرباز خان بھی شہر اور قلعے کی مرمت و استحکام کرکے مہاد جی کے مقابلے و مدافعت کیلئے تیار ہوئے مہاد جی کے آتے ہی روزمرّہ جنگ تیر و تفنگ ہونی شروع ہوگئی۔ جب نواب شیر خان بہادر کو اس حادثے کی خبر پہنچی انہون نے فوراً رتن سنگھ بھنڈاری نائب صوبۂ گجرات کو صورت واقعہ کی اطلاع دیکر مدد کی خواستگاری کی اور خود اپنی تھوڑی سی فوج ساتھ لیکر بڑودہ روانہ ہوگئے۔ ادھر نائب صوبہ کے پاس جب مدد کی درخواست پہنچی تو اُس نے مومن خان متصدی کھمبایت کو لکھا کہ مہی ندی کے گھاٹ پر شیر خان بہادر سے جاملے اور دونون ملکر مرہٹون کو نکالین۔ مہاد جی نے جب سُنا کہ شیر خان نے مہی ندّی سے عبور کیا تو اُس نے بڑودہ کا مورچہ برقرار رکھکر بذات خود ایک حصۂ فوج کے ساتھ کوچ کیا اور ان کے مقابلے کو جا پہنچا۔ شیر خان بہادر اور ان کے دلاور رفیقون نے اگرچہ بمقابلۂ مہاد جی نہایت درجہ کی مردانہ کوشش دکھائی اور دل کھولکر حملے کئے۔ لیکن چونکہ مہاد جی کی فوج کثیر تھی کوئی کامیابی کی صورت نظر نہ آئی آخر کار یہانتک نوبت پہنچی کہ نواب شیر خان بہادر کے تمام معتمد اور

جان نثار رفیقون مین سے ایک بھی باقی نہ رہا سب نے داد شجاعت دیکر اور حق وفاداری ادا کرکے اپنی جانین نثار کردین۔ اور خاص نواب موصوف کی سواری کا گھوڑا بھی تلوار کے زخم سے مجروح ہوا اب ان کی ہمراہی مین صرف چند سپاہی ایسے رہگئے جنکے چہرون پر نامردی و بزدلی کے سوا کورنمکی و بے وفائی کے آثار بھی نمایان تھے۔ نواب موصوف نے یہ نازک حالت دیکھکر چارو ناچار میدان معرکہ سے باگ اُٹھائی اور حریف کے تدارک کی غرض سے بالاسنور روانہ ہوگئے۔ ادھر مومن خان جو مدد کو بعد مین آیا وہ بھی یہ حالت دیکھکر اس وقت مرہٹون سے جنگ کرنا اور اس موقع پر ٹھیرنا خلاف مصلحت جانکر کھمبایت واپس چلا گیا اس طرف سرباز خان بابی نے جب دیکھا کہ اب کسی طرف سے مدد پہونچنے کی کوئی امید نہین اور محاصرے پر مدت بھی ڈیڑھ مہینے سے زیادہ گذر چکی تھی رسد پہونچنے کا بھی کوئی سامان نظر نہ آتا تھا۔ اور اپنے پاس کا موجودہ آذوقہ بھی قریب اختتام تھا۔ بوجوہ مذکورہ مجبور ہوکر اُنھون نے مرہٹون سے امن و امان کا عہد و پیمان لینے کے بعد بطور مصالحت شہر بڑودہ خالی کردیا چنانچہ اس صلح کے بعد سے آج تک بڑودہ برابر گائیکواڑ کے قبضہ مین چلا آتا ہے مشہور روایت ہے کہ اس محاصرہ مین اہلیہ شیر خان بہادر مسماۃ لاڈلی بیگم بنت سردار محمد خان غوری نے بڑی بہادری سے کام کیا تھا۔

نواب شیر خان بہادر کا فوجدار بیرم گام مقرر ہونا۔

بڑودہ کے مذکورۂ بالا واقعات کی خبر جب نائب صوبہ دار کو پہونچی تو اُس نے فوراً شیر خان بہادر کو بالاسنور سے طلب کرکے بیرم گام کی فوجداری کے عہدہ سے سرفراز کیا۔ بیرم گام مین ان سے پیشتر ان کے چچازاد بھائی جواں مرد خان ثانی فوجدار تھے مگر چونکہ اُنھون نے بھاؤسنگھ دیسائی کو گرفتار کرادیا تھا[1] اس وجہ سے پرگنہ بیرم گام کے لوگ ان سے کسی قدر ناخوش تھے اور شیر خان بہادر کے والد بزرگوار کی کارگزاریون سے یہان کی رعایا نہایت رضامند اور خوش تھی اس لحاظ سے اس عہدے پر شیر خان بہادر کا تقرر بہت مناسب و پسندیدہ ہوا۔

۱۱۴۷ھ ۱۷۳۵ء سہراب خان سے مقابلہ

برہان الملک جو دربار شاہی کا ذی رتبہ رکن تھا اسکے وسیلے سے سہراب خان کو جو

[1] گرانٹ ڈف مؤرخ تاریخ مرہٹہ کے موافق گرفتاری کا سال ۱۷۳۲ء ہے اور مرآت احمدی مین ۱۱۴۶ھ مطابق ۱۷۳۴ء لکھا ہے۔

جوناگڈھ کا نائب فوجدار بھی تھا بیرم گام کی بھی فوجداری ملی مگر اسکے بعد ہی بیرمگام دربار شاہی سے مہاراجہ ابھے سنگھ صوبہ دار گجرات کی جاگیر ٹھیرا تھا تاہم سہراب خان اس پر قبضہ کرنے کے خیال سے جوناگڈھ مین صادق علیخان نامی کو اپنا نائب چھوڑکر بیرمگام کی طرف روانہ ہوا جب رتن سنگھ بھنڈاری نائب صوبۂ گجرات نے سُناکہ سہراب خان آتا ہے تو فوج لیکر اُسکے مقابلے کو روانہ ہوا اور شیر خان بہادر فوجدار بیرمگام کو بھی اپنی کمک کیلئے بلایا۔ مذکور بھنڈاری کے حسب الطلب خان ممدوح مناسب جمعیت ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور موضع ہرالہ مین بھنڈاری کے لشکر سے جا ملے۔ ان کے مشورہ پر بھنڈاری بیرمگام کی فوجداری کی بابت پھر دربار شاہی سے آخری حکم آنے تک صلح کرنے پر راضی ہوگیا مگر سہراب خان نے نہ مانا۔ آخر کار قصبۂ دہندوقہ سے کچھ فاصلے پر بمقام دہولہ[1] بڑی لڑائی ہوئی جسمین سہراب خان مارا گیا اور یہ سب اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

نواب شیر خان بہادر کا فوجداری بیرمگام سے علٰحدہ ہونا

اسی سال رتن سنگھ بھنڈاری نائب صوبہ نے بیوقوفی سے گلاب چند[2] نامی ایک کم حوصلہ اور کم اصل مارواڑی کو شیر خان بہادر کی جگہ فوجدار بیرمگام مقرر کیا۔ بیرمگام چونکہ کاٹھیاواڑ کی کنجی شمار کیا جاتا تھا اسلئے داماجی گائیکواڑ مدت سے اس مقام پر قبضہ کر لینے کی تاک مین تھا مگر چونکہ شیر خان بہادر جیسے زبردست دلاور اور دانشمند یہان کے فوجدار تھے اس سبب سے مرہٹون کی دال نہین گل سکتی تھی جب خان موصوف کی جگہ گلاب چند جیسا کم حوصلہ و کم اصل اسکا فوجدار ہوا تو داماجی گائیکواڑ نے موقع پاکر بیرمگام کے بھاؤ سنگھ دیسائی کو اپنے ساتھ ملا لیا اور دیسائی مذکور نے اپنے مکر و فریب و چالاکی سے مرہٹون کو بیرمگام پر قابض کرادیا مگر بعد ازان داماجی کے ظلم سے دیسائی مذکور کو اپنی اس کارروائی پر نادم ہونا پڑا۔

۱۱۴۸ھ شیر خان بہادر کا پٹلاد - نڑیاد ارہر ماتر - اور دہندوقہ کا فوجدار مقرر ہونا

شیر خان بہادر فوجداری بیرمگام سے علٰحدہ ہونے کے بعد اپنی جاگیر بالاسنور جانے کا ارادہ کرکے قصبۂ کھیڑہ مین اقامت گزین تھے کہ ۱۱۴۸ھ مین حسب الطلب

[1] مرآت احمدی مین دہولہ لکھا ہے جو دہندوقہ سے ۴ کروہ یعنی کوس کے فاصلے پر ہے مگر کرنل واٹسن نے دہولی لکھا ہے جو دہندوقہ سے ۶ میل کے فاصلے پر ہے۔

[2] مرآت احمدی مین گلاب چند نام ہے مگر کرنل واٹسن نے کلان چند لکھا ہے۔

نائب صوبۂ گجرات بلدۂ احمد آباد کو گئے۔ ان کے طلب کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ اندنون مومن خان کہ جو امرائے گجرات مین ایک زبردست سردار تھا اور نائب صوبہ کے فیما بین کسی باعث سے عداوت ہوگئی تھی اس سبب سے نائب صوبہ نے مومن خان کو برطرف کرادیا اور اسکی جگہ شیر خان بہادر کو بڑیاد اریہر ماتر اور مونڈہ کی فوجداری دلوائی تاکہ شیر خان بہادر کی مدد سے اپنے حریف مومن خان کو زک دے اور شیخ محمد عاقل و میر محمد زمان جمعدارون کو پانچ پانچ سو سوار دیکر شیر خان بہادر کی کمک مین تعیناتی کا حکم دیا اور نواب شیر خان بہادر کو خلعت فاخرہ مع شمشیر عطا کرکے ان کے پیشکار کو بھی عطیۂ خلعت سے سرفرازی دیکر فوجداری مفوضہ پر روانہ ہونے کی رخصت دی۔ نائب صوبہ سے رخصت حاصل کرکے ۱۹ ذی الحجہ سنہ ۱۱۴۸ھ کو نواب موصوف رحمت پورہ مین رونق افروز ہوئے اور نئی فوج بھرتی کرنی شروع کردی رحمت پورہ مین دو روز قیام کرنیکے بعد دونون جمعداران مذکور کو بھی ہمراہ لیکر تمام نئی و پرانی فوج کے ساتھ کھیڑہ مین فروکش ہوئے اور پہونچتے ہی بجا آوری خدمت متعلقہ مین مصروف ہوگئے اور پیشکش وصول کرکے موضع دہگام پہنچے۔ وہان پہنچکر خان موصوف کو یہ خبر ملی کہ مومن خان کو صوبہ داری گجرات کا شاہی فرمان مل چکا ہے اور جوانمرد خان بابی اور مرہٹہ نائب رنگوجی کو اپنے ساتھ موافق و متفق کرکے اس نے رتن سنگھ بھنڈاری نائب صوبہ کے اخراج کا پورا پورا سامان بہم پہنچایا ہے اسلئے براہ کمال دوربینی و دانشوری شیر خان بہادر ان دونون جمعدارون سے کنارہ کش ہوئے اور ان کو اپنی ہمراہی سے واپس جانے کی ہدایت کرکے خود اپنی جاگیر بالاسنور مین جاکر اقامت پذیر ہوئے۔

سنہ ۱۱۵۰ھ
۱۷۳۸ء
شیر خان بہادر کو گھوگھہ بطور جاگیر عطا ہونا۔

جب مومن خان جوانمرد خان اور مرہٹون کو اپنا متفق و معاون بنا کے رتن سنگھ بھنڈاری کو احمد آباد سے نکالکر سنہ ۱۱۵۰ھ مین خود بطور صوبہ دار داخل ہوا تو اسکے چند روز بعد تحصیل پیشکش کا ارادہ کیا مگر ایسے نازک وقت مین بڑے زبردست سردار کی ہمراہی بغیر اس کا وصول ہونا محال تھا اسلئے شیر خان بہادر کو بالاسنور سے بلوا کر اپنے ساتھ لیا اثنائے

سفر مین جسوقت ایڈر سے کوچ کیا ہے تو پالن پور کے دیوان بہادر خان جالوری عرف پہاڑ خان بذریعہ شیر خان بہادر صوبہ دار سے ملاقی ہوا بعد تحصیل پیشکش دونون سردار احمد آباد واپس آگئے چونکہ اسوقت شیر خان بہادر کی کوشش سے پیشکش شاہی کی معقول رقم وصول ہوئی تھی اسلئے اس حسن خدمت کے صلہ مین انکو جاگیر گھوگھہ پھر عطا ہوئی اور بڑے اعزاز و احترام کے ساتھ مومن خان نے انہین اُدھر رخصت کیا

سنہ ۱۱۵۰ھ
۱۷۳۸ء
شیر خان بہادر کی تفویض مین جوناگڈھ آنا۔

اسوقت میر دوست علی جوناگڈھ کا نائب فوجدار تھا۔ وہ اپنی ناتجربہ کاری اور سادہ لوحی کی وجہ سے خدمت شاہی کو خاطر خواہ انجام نہین دے سکتا تھا۔ اسکا انتظام اسقدر ابتر ہو رہا تھا کہ سرکاری روپیہ بھی وصول نہین ہوتا تھا جس سے فوج کی تنخواہ ادا کیجائے غرض وہ خود بھی پریشان حال رہتا تھا نیز مرہٹے جو ملک کو تاخت و تاراج کرتے پھرتے تھے اُن کا جوناگڈھ پر بھی دانت تھا جس سے جوناگڈھ بڑے خطرے مین تھا اور یہ ایسی مشکل تھی کہ موجودہ خرابی کی اصلاح کی کوئی جرأت نہین کرسکتا تھا۔ آخر کار دربار شاہی سے شیر خان بہادر بطور نائب مقرر کئے گئے وہ ہنوز جوناگڈھ گئے نہین تھے کہ میر ہزبر خان فوجدار جوناگڈھ کیطرف سے معمور خان نامی سند نیابت لیکر گجرات آیا اور شیر خان بہادر کی تقرری کی بابت مومن خان صوبہ دار وقت سے شکایت کی مگر جب دیکھا کہ جوناگڈھ کا انتظام کرنا مشکل ہے اور میر ہزبر خان مذکور نے بھی وفات پائی ہے تو معمور خان چلا گیا اُدھر شیر خان بہادر کو جوناگڈھ جانے کی تاکید ہوئی انہون نے جوناگڈھ جاکر وہان کے نائب فوجدار میر دوست علی کو پریشانی سے نجات دی چنانچہ وہ جوناگڈھ سے چلا گیا اور شیر خان بہادر خرابیون کے دفع کرنے اور ملک کو حسن انتظام پر لانے مین مصروف ہوئے۔

شیر خان بہادر کا ہمت علیخان فوجدار جوناگڈھ کیطرف سے بھی نائب فوجدار ہونا۔

میر ہزبر خان کی وفات کے بعد اسی سال یعنی سنہ ۱۱۵۰ھ مین ہمت علیخان نامی دربار کے حضوری سردار کو جوناگڈھ کی فوجداری عنایت ہوئی تو اس نے بھی مرہٹون کی ہمیشہ کی ہنگامہ پردازی اور یورش کا لحاظ کرکے شیر خان بہادر ہی کو نیابت فوجداری

بحال رکھنا مستحسن اور قرین مصلحت سمجھا۔ اب نواب موصوف بالکل بے فکر و مطمئن ہو کر ملک سورٹھ کے اندرونی انتظام و اصلاح مین زیادہ سرگرم ہوئے چنانچہ اواخر ۱۱۵۵ھ یعنی پانچ برس تک نواب موصوف نے ملک سورٹھ سے قدم باہر نہین نکالا۔ اور اس مدت مین سورٹھ کے ان سب سرکشون کو بھی مطیع و زیر کیا جو ضعف حکومت کی وجہ سے فوجداران سورٹھ کی اطاعت نہین کرتے تھے۔ اور ملک مین ہر طرح کا امن و امان قائم کر کے رعایا کو ہر طرح کی آسایش پہنچائی۔

۱۱۵۵ھ ۱۷۴۲ء
نجم الدولہ مؤمن خان کا گھوگھہ پر قبضہ کرنا

۱۱۵۵ھ مین نجم الدولہ مؤمن خان صوبہ دار گجرات نے اپنے دورۂ گوہلواڑ کے وقت شیر خان بہادر کی جاگیر گھوگھہ پر قبضہ کر لیا اور اُن کے نائب اور گماشتون کو بے دخل کر کے اپنی طرف سے وہان نائب وغیرہ مقرر کر دئیے۔

۱۱۵۶ھ ۱۷۴۳ء
شیر خان بہادر کا جونا گڈھ سے مفتخر خان اور فدا الدین خان کی مدد کو جانا

چونکہ ۱۱۵۶ھ کے اوائل مین نجم الدولہ نے وفات پائی لہٰذا اس کا بیٹا مفتخر خان اور بھائی فدا الدین خان حضور بادشاہ سے صوبہ دار گجرات کے آنے تک صوبہ داری کا کام انجام دینے پر مامور ہوئے نجم الدولہ نے ناواجبی طور پر شیر خان بہادر کی غیر موجودگی مین گھوگھہ پر قبضہ کر لیا تھا اسلئے یہ تو ان سے رنجیدہ خاطر تھے ہی جوانمرد خان بابی بھی بعض وجوہ سے ان سے علیحدہ ہو گئے اور آخر ان دونون کی کنارہ کشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرہٹون کا زور روز بروز بڑھنے لگا۔ ادھر مفتخر خان اور فدا الدین خان کی طاقت حکومت گھٹنے لگی ایسے وقت مین مرہٹہ نائب رنگوجی نے مفتخر خان اور فدا الدین خان کو خفیہ مار ڈالنے کا ارادہ کیا تاکہ سارا گجرات آسانی سے ہاتھ آجائے مگر اسمین اسکو کامیابی نہ ہوئی اس بات کے ظاہر ہونے پر لڑائی چھڑ گئی مرہٹونکی قوت بڑھی ہوئی تھی اسلئے مفتخر خان نے شیر خان بہادر کو لکھا کہ فدا الدینخان دو ایک روز کے بعد کھمبایت سے آنے والے ہین ان کے آجانے پر آپ کی فوج کے مصارف کا معاملہ عمدگی کے ساتھ طے ہو جائیگا مرہٹون کا زور بڑھا ہوا ہے اسلئے ایسی حالت مین آپ کو مناسب ہے کہ فوراً پہنچین شیر خان بہادر نے مطلع ہوتے ہی بتقاضیٔ

کی رنجیدگی کا خیال نہ کرکے چارسو سوار کے ساتھ جوناگڈھ سے کوچ کیا اور جب دریائے سابرمتی کے کنارے پہنچے تو اراکین مفتخر خان برسم استقبال آکر لیگئے اور مفتخر خان نے خان موصوف سے ملاقات مین اس فوری مدد کا شکریہ ادا کرکے خوشی کا اظہار کیا۔ پھر جب فداء الدینخان آئے تو مصارف فوج کی نسبت بھی باہم گفتگو ہوکر چارسو روپیہ روزانہ پر فیصلہ ہوا۔ رنگوجی جب ان حالات سے مطلع ہوا تو اس نے بہت افسوس کیا اور اسکو اپنی ناکامی اور خرابی کا یہانتک یقین ہوگیا کہ مفتخر خان کے پاس مصالحت کے پیام بھیجنے شروع کئے مگر اب اس طرف تو شیرخان بہادر کے آجانے سے کامل تقویت ہوچکی تھی اسلئے ان پیامون پر کچھ توجہ نہ کی گئی۔ آخرکار مقابلہ ہوگیا اور کئی روز تک متواتر سخت جنگ اور مقابلے کا بازار گرم رہا جس مین ہزارہا جانین تلف ہوئین اور انجام کار یہ ہوا کہ رنگوجی گرفتار کرلیا گیا اور بطور نظربند شیرخان بہادر کی سپردگی مین رکھا گیا اور اس نے بورسد اور پیٹلاد کا پرگنہ دینے کا اقرار کرلیا۔

شیرخان بہادر اور مفتخر خان کے درمیان نااتفاقی۔

رنگوجی کی گرفتاری کے بعد جب مذکورہ بالا جنگ کا ہنگامہ فرو ہوچکا تو ان تینون سردارون مین باہم نفاق پھیلنا شروع ہوگیا اس نفاق کا باعث یہ ہوا کہ شیرخان بہادر اور فداء الدینخان مین باہم ربط و اتحاد نہایت درجہ بڑھگیا تھا مفتخر خان نے بعض آثار سے اس ربط و اتحاد کو اپنی خرابی کا موجب سمجھکر جوانمرد خان سے عہد و پیمان کیا اور اُن کو اپنے پاس بلوالیا۔ اس پر جب فداء الدینخان نے دیکھا کہ اب مفتخر خان کا پلہ بھاری ہوگیا ہے تو اس نے بھی شیرخان بہادر کے ربط و اتحاد سے قطع نظر کرکے مفتخر خان ہی کی موافقت اختیار کرلی۔ شیرخان بہادر نے ان کارروائیون کے بعد جب دیکھا کہ یہ سب باہم موافق و یکدل ہوگئے ہین اور روزانہ مصارف فوج کی رقم جو فیما بین قرار پاچکی تھی اسکے وصول ہونے مین بھی قصور و فتور واقع ہونے لگا ہے تو وہان کا قیام مصلحت نہ جانا مگر چونکہ رنگوجی نظربند انہین کی سپردگی مین تھا اس جہت سے چاروناچار چندے وہ مقیم رہنا پڑا اور اس قیام کے زمانے مین ہرچند مفتخر خان سے مصارف فوج کے بارے مین تحریک کی

لیکن کوئی جواب باصواب نہ ملا۔

شیرخان بہادر کی حراست سے رنگوجی کا فرار ہوجانا اور اسکے بعد شیرخان کا بالا مستور جانا

جب جوانمردخان کا اقتدار اور اختیار بلدۂ احمدآباد مین روز بروز بڑھنے لگا تو رنگوجی کو اپنی خرابی کا اور بھی یقین ہوگیا۔ ہرچند وہ غور و تامل کرتا تھا لیکن اپنی رہائی اور خلاصی کی کوئی صورت نہین پاتا تھا۔ آخرکار تنگ آکر شیرخان بہادر کو خبر ہوئے بغیر ایک حیلہ کرکے بھاگ گیا اور بورسد جا پہنچا۔ دوسرے روز جب خبر ہوئی کہ رنگوجی فرار ہوگیا ہے تو شیرخان بہادر خود اسکی تلاش کو نکلے اتفاقاً اسی روز فداءالدینخان کی طرف سے باغ مین ان کی اور جوانمردخان بابی کی دعوت تھی۔ مگر اس تردد کی وجہ سے نواب شیرخان بہادر اس دعوت مین بھی شریک نہ ہوسکے اور تمام روز رنگوجی ہی کی جستجو اور تلاش مین سرگرم رہے۔ جب اس کا پتہ کہین نہ ملا تو چاروناچار شام کو اپنے ہمراہیون سمیت فداءالدینخان کے روبرو جاکر صورت واقعہ بیان کی جس سے وہ ناخوش ہوا اور رنگوجی کو مع قبائل حاضر کرنے کی تاکید کی۔ شیرخان بہادر نے اپنے مکان پر آکر رنگوجی کے قبائل کو جو دیکھا تو ان کا بھی پتہ نہین تھا۔ اس اثنا مین فداءالدینخان نے اس گمان سے کہ انہون نے اپنے مکان مین رنگوجی کو عمداً چھپا رکھا ہے کوتوال شہر کو مع ایک حصۂ فوج کے تعینات کرکے شیرخان بہادر کے مکان اور محلے کے راستے بند کرادیے بلکہ ان کے مکان کا محاصرہ کرادیا۔ ادھر شیرخان بہادر بھی اپنی حفظ آبرو کے لحاظ سے اپنی جمعیت کو مسلح کیے ہوئے تمام رات دست بقبضۂ شمشیر رہے اور یہ بالکل قریب تھا کہ ان سے اور کوتوال سے باہم جنگ ہوجاتی مگر اس اثنا مین میرزا علی محمدخان مؤلف مرآت احمدی کے والد نے آکر فداءالدین خان کے روبرو اس معاملے مین شیرخان بہادر کی لاعلمی بیان کرکے کہا کہ وہ رنگوجی کے بھاگ جانے کی کیفیت سے بالکل بے خبر ہین اور تعیناتی آدمیون کو راستون پر سے اٹھواکر شیرخان بہادر کو اپنے مکان مین لے گئے جس سے ہنگامہ فرو ہوا اور قرار پایا کہ شیرخان بہادر رنگوجی کے پنڈتون کو فداءالدین خان کے حوالے کردین۔ اس قرارداد کے موافق انہون نے ساٹھ پنڈت حوالے کردیے

اب شیر خان بہادر نے شہر مین قیام کرنا خلاف مصلحت جانکر بالاسنور کیطرف کوچ کیا۔

فداء الدینخان اور مفتخر خان پر شیر خان بہادر کا احسان اور انکا کپڑ بنج وغیرہ پر قابض ہونا۔

اسی سال جوانمرد خان نے مفتخر خان اور فداء الدین خان کو الگ کرکے صوبۂ گجرات پر بطور نائب عبد العزیز خان عرف مقبول عالم قبضہ کر لیا تو شیر خان بہادر نے بالاسنور سے جاکر قصبۂ محمود نگر عرف کپڑ بنج وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے ملازمون کے سپرد کرکے خود مع قبائل احمد آباد کو چلے گئے چونکہ جوانمرد خان کا صوبۂ گجرات پر قابض ہوجانا محض سینہ زوری سے تھا اسلئے جوانمرد خان کے نام حضور شاہی سے فرمان صادر ہوا کہ تم صوبۂ گجرات سے دست کش ہوجاؤ۔ اور دوسرا فرمان مفتخر خان کے نام صوبہ داری گجرات کے ملنے کا پہنچا جس سے ان دونون سردارونمین جنگ ہوگئی آخر کار جوانمرد خان غالب رہے۔ اور شیر خان بہادر کے توسط سے مفتخر خان اور فداء الدینخان عزت آبرو کے ساتھ شہر سے رخصت ہوگئے۔

شیر خان بہادر کا جوانمرد خان کو مدد دینا

رنگوجی نائب مرہٹہ کے تو بعد بھاگ جانیکے بعد کھنڈے راؤ برادر داماجی راؤ گائکوار سے ملکر پٹلاد وغیرہ کی خرابی کرکے اس پر قابض ہوگیا۔ آخر الامر یہ دونون مرہٹے مع فوج احمد آباد پر چڑھ آئے جوانمرد خان بابی ان کے مقابلے کو تیار ہوگئے اور شیر خان بہادر کو بھی اپنی مدد کیلئے ساتھ لیا چونکہ رنگوجی شیر خان بہادر کی دلیری و شجاعت سے واقف تھا اور ان کا شرمندۂ احسان بھی تھا اسلئے جنگ کی نوبت نہین آئی تھی کہ مصالحت ہوگئی مگر مرہٹون کو ان کے حقوق سابق ملنے کا جوانمرد خان نے اقرار کر لیا۔ جس سے کھنڈے راؤ مصولقہ کو۔ رنگوجی پٹلاد کو۔ اور شیر خان بہادر اپنی جاگیر بالاسنور کو روانہ ہوگئے

۱۱۵۷ھ
۱۷۴۴ء

شیر خان بہادر کا پہلے فخر الدولہ کی مدد مین رہنا اور پھر جوانمرد خان کو مدد دینا۔

مفتخر خان کو ناکام پاکر بادشاہ نے فخر الدین فخر الدولہ فتح جنگ بہادر کو ۱۱۵۷ھ (۱۷۴۴ء) مین گجرات کا صوبہ دار مقرر کیا اس نے پہلے تو اپنی طرف سے جوانمرد خان کو نیابت کا حکم لکھ بھیجا مگر بعد چند روز کے وہ خود احمد آباد کیطرف روانہ ہوا۔ جب سرحد گجرات پر پہنچا تو شیر خان بہادر نے بالاسنور سے چلکر

اپنی جمعیت کے ساتھ بمقام بیرپور اس کا استقبال کیا فخر الدولہ نے خلعت و سرپیچ مرصع اور ایک زنجیر فیل دیکر شیر خان بہادر کو اپنا قوت بازو بنایا وہان سے احمد آباد کی طرف کوچ کیا تو رائے سنگھ راجہ ایڈر بھی اثنائے راہ مین ساتھ ہوگیا۔ اُدھر جوانمرد خان بھی فخر الدولہ کے مقابلہ کو آمادہ ہوگئے اور مدافعت کے لیے فوج بھیجی مگر چونکہ شیر خان بہادر کی فخر الدولہ کو قوی مدد تھی اسلئے اس فوج کو شکست ہوئی اور فخر الدولہ نے آگے بڑھکر احمد آباد کا محاصرہ کیا لیکن جب شیر خان بہادر کو فخر الدولہ کی مرہٹون سے سازش کا سراغ ملگیا تو انھون نے فخر الدولہ کی معیت کو چھوڑکر جوانمرد خان کی رفاقت کرنی مناسب وقت سمجھی۔ راجہ رائے سنگھ نے بھی ان کی تقلید کی اور جب دوسری لڑائی ہوئی تو شیر خان بہادر کی مدد سے جوانمرد خان کی فتح ہوئی اسوقت شیر خان بہادر نے اپنے لشکر مین بہت اضافہ کیا تھا۔

سنہ ۱۱۵۸و۵۹ھ
۱۷۴۶ع

شیر خان بہادر کا رنگوجی کی مدد کو جانا اور فخر الدولہ اور اسکے ساتھ کے مرہٹون سے جنگ کرنا

فخر الدولہ جب جوانمرد خان کے مقابلے مین زک پاکر مرہٹون سے علانیہ جاملا اس وقت مرہٹون مین بھی باہم طرح طرح کے جھگڑے پھیلے ہوئے تھے یعنی کھنڈے راؤ گائیکواڑ نے رنگوجی کو قید کرلیا لیکن ادابائی نے اسکو قید سے نکالا۔ چنانچہ قید سے نکلکر وہ احمد آباد آیا اور کھنڈے راؤ کے مقرر کئے ہوئے نائب ترمبک راؤ کو وہان سے نکالدیا۔ یہ موقع پاکر فخر الدولہ نے ترمباک راؤ کیطرف کے گنگا دھر پوناجی وٹھل اور کرشناجی وغیرہ کو موافق کرکے مرہٹون کے اضلاع چوتھہ پر قبضہ کرلیا اور مسلمان عاملون کو نکالدیا۔ رنگوجی کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اس نے شیر خان بہادر سے مدد چاہی انھون نے اقرار کیا اور بالاسنور سے روانہ ہوکر پرگنہ سوندہ و نڑیاد کے چند قریات[1] کو تاخت و تاراج کرتے ہوئے فخر الدولہ اور اسکے ساتھی مرہٹون کے مقابلے کو جا پہنچے۔ بموضع کٹھلال[2] معمولہ کپڑونج شیر خان بہادر نے مقام کیا تھا کہ دشمنون نے شبخون مارا

[1] ان قریات پر اس وقت مرہٹون کا قبضہ تھا۔

[2] اسکو مرآت احمدی مین کنٹھل لکھا ہے مگر صحیح نام کٹھلال ہے۔

باوجودیکہ ان کی جمعیت کثیر تھی شیرخان بہادر نے نہایت جوانمردی سے کام لیا طرفین سے معدودے
چند آدمی کام آئے آخر فجر ہونے پر دشمنون کیطرف سے صلح کا پیام آیا اور بعدہ فخر الدولہ سے ملاقات ہوئی
عندالملاقات فخر الدولہ نے یہ کہا کہ ہمین ملکر جوانمردخان کو احمد آباد سے نکالنا اور سارے ملک پر قبضہ کرلینا
چاہیئے مگر شیرخان بہادر کو فخر الدولہ اور مرہٹون پر بالکل اعتبار نہ تھا اور مرہٹون کا زور بھی بڑھتا جاتا تھا
اسلیئے شیرخان بہادر تردد ہی مین تھے کہ رنگوجی کا بالاسنور پہنچ جانا ان کو معلوم ہوگیا۔ انہون نے بمقام
کپڑ بنج اس سے ملنا مصلحت جانکر کپڑ بنج کی جانب کوچ کردیا۔ اس پر فخر الدولہ اور مرہٹون نے ان کا
تعاقب کرکے یہ کوشش کی کہ رنگوجی ان سے نہ مل سکے۔ مگر یہ دونون مل گئے۔ آخرکار کپڑ بنج کے قریب
فخر الدولہ اور مرہٹون سے سخت لڑائی ہوگئی جس مین شیرخان بہادر نے ایسی دلیری سے مقابلہ کیا کہ
دشمنون کو اول اول توپسپا کردیا مگر جب ان کا گھوڑا زخمی ہوکر گرا اور خان ممدوح جو زرہ پوش اور
ہتھیارون سے گویا غرق آہن تھے پیادہ پا ہوگئے۔ تب مرہٹون نے ان پر چارون طرف سے ہجوم کیا
اور قریب تھا کہ ہلاک کرڈالین مگر اسی اثنا مین اُن کے سقّے نے اُن کے واسطے اپنا گھوڑا حاضر کیا جسپر
سوار ہوکر خان موصوف مرہٹون کے نرغہ سے نکلکر باہر آئے اور وفادار سقّے نے اسی میدان مین حریفون کے
ہاتھون شربت شہادت نوش کیا۔ اسکے بعد شیرخان بہادر اور رنگوجی قصبہ کپڑ بنج مین جاکر پناہ گزین ہوئے
فخر الدولہ اور مرہٹہ سردارون نے کپڑ بنج کا محاصرہ کرلیا اس موقع پر اتفاقاً ملہار راؤ ہولکر اس طرف
سے جارہا تھا رنگوجی نے دو لاکھ روپیہ نقد اور دو ہاتھی دیکر اسکو اپنی مدد کے لئے بلوایا اسنے آنے
کا اقرار کیا لیکن جب فخر الدولہ اور اسکے ساتھی مرہٹون کو یہ حقیقت معلوم ہوئی تو محاصرہ اٹھا کر چلدیئے

سنہ ۱۱۶۰و۶۱ھ
۱۷۴۸ء
شیرخان بہادر کا فخر الدولہ اور رنگوجی کی مدد کرنا بمقابلہ جوانمردخان و داماجی گائیکواڑ

رنگوجی اور جوانمردخان کے درمیان کسی وجہ سے اَن بَن ہوگئی اسلیئے
رنگوجی بھی فخر الدولہ سے مل گیا اور سانند وغیرہ کی خرابی کرنے کے بعد
ان دونون نے سنہ ۱۱۶۰ھ مین بلدۂ احمد آباد کا محاصرہ کیا جوانمردخان نے

چند مسلمان سردارون کو دشمن بنالیا اس وجہ سے شیر خان بابی مصلحۃً فخر الدولہ اور رنگوجی کے مددگار ہوکر شریک محاصرہ ہوگئے۔ ان کی وجہ سے رائے سنگھ زمیندار ایڈر بھی شریک محاصرہ ہوگیا۔ ادھر جوانمرد خان نے بھی حفاظت شہر کی تیاری کر دی۔ مگر اس اثنا مین کھنڈے راؤ گائیکواڑ کے متبنٰی ہرپیا نے جو اُس کی طرف سے بورسد کا حاکم تھا۔ رنگوجی کے پٹلاد وغیرہ کو خراب و برباد کیا۔ یہ سُنکر رنگوجی احمد آباد کا محاصرہ چھوڑ کر اس طرف روانہ ہوا۔ اس وقت شیر خان بہادر وغیرہ بھی اسکی کمک کو پہنچے اور ہرپیا سے قلعہ بورسد چھین کر اس کو وہان سے نکال دیا۔ یہ سُنکر داماجی گائیکواڑ اپنے بھائی کھنڈے راؤ کو ساتھ لیکر بورسد گیا۔ اور اس کا محاصرہ کرلیا۔ جوانمرد خان ثانی اور مومن خان ثانی نے داماجی کی مدد کو اپنی طرف سے فوج بھیجی جس سے اس کی تقویت اور زیادہ ہوگئی۔ آخر پانچ مہینے کے قریب محاصرہ کے بعد ۱۱۶۱ھ مین داماجی گائیکواڑ نے بورسد پر قابض ہوکر رنگوجی کو قید کرلیا۔ بعد مین شیر خان بہادر بالاسنور اور ایڈر کا زمیندار رائے سنگھ ایڈر چلے گئے۔

۱۱۶۱ھ

شیر خان بہادر کا گجرات سے جوناگڈھ کو جانا۔

چونکہ شیر خان بہادر بڑے دور اندیش تھے اس لئے جب دیکھا کہ گجرات کی حالت دن بدن بدتر ہوتی جاتی ہے۔ اور جوانمرد خان اپنے ذاتی منافع کی غرض سے اسلامی سردارون مین اتفاق ہونے نہین دیتے اور مرہٹون کا اس نااتفاقی کے سبب زور بڑھتا جاتا ہے۔ یہان تک کہ کل گجرات عنقریب ان کے قبضے مین جانے کو ہے تو ایسی حالت مین خود گجرات مین رہنا قرین مصلحت نہ سمجھا۔ لہٰذا اپنے فرزند سردار محمد خان کو بالاسنور سپرد کرکے ۱۱۶۱ھ مین جوناگڈھ چلے گئے اور اُن کی غیر موجودگی کے زمانے مین جوناگڈھ کا انتظام انکی بی بیان لاڈلی بیگم اور آمنہ بیگم کرتی رہی تھین۔

خاص گجرات مین شیر خان بہادر کی کارروائی کی کیفیت

چونکہ شیر خان بہادر نے خاص گجرات مین ایک مدت دراز یعنی ۳۰ برس تک مختلف مقامات مین شاہی خدمت انجام دی ہے لہٰذا اس جگہ انکی کارروائی کی بابت اظہار رائے

نامناسب نہوگا۔ واضح ہو کہ اس زمانۂ ضعف سلطنت مغلیہ مین اُن کا زمانہ اُن کے
باپ محمد صلابت خان اور دادا محمد صفدر خان کے زمانے سے بھی بہت ہی نازک و
مشکل تھا۔ اس واسطے کہ مغل سلطنت کے اخیر کے چند پادشاہون کی کمزوری اور سردارونکی
خانہ جنگیون کی وجہ سے سلطنت کا ڈھانچہ بگڑنے لگا تھا اس کا اثر ہندوستان کے تمام صوبجات
خصوصًا صوبۂ گجرات پر اتنا پڑ رہا تھا کہ صوبہ دار معزول صوبہ دار منصوب کو تسلیم نہین کرتا تھا اور
بغیر لڑائی کئے ملک کو اسکے قبضہ مین نہین دیتا تھا طرّہ یہ کہ صوبہ دار کے ماتحت افسر اسکو برابر ستاتے
تھے۔ یہ وہ زمانہ ہے جسمین محمد صفدر خان بابی اور محمد صلابت خان بابی تھے۔ مگر اسکے بعد کا زمانہ جسمین
شیر خان بابی تھے اور بھی ضعیف اور نازک ہوگیا تھا اسواسطے کہ نادرشاہ نے سلطنت کی موجودہ شان
و شوکت کو کروڑون روپیہ کا تخت طاؤس وغیرہ لیجاکر اور بھی بگاڑا پھر ابدالیون کی تاخت و
تاراج اسپر اضافہ ہوئی یہ تو بیرونی حادثات تھے۔ اندرونی یہ آفتین تھین کہ چارون طرف مرہٹون کے
ظلم و ستم کی دہوم مچی ہوئی تھی اور اکثر حصون پر وہ مسلط بھی ہوگئے تھے۔ یہ سب بلائین خانہ
جنگیون کی آفتون کے علاوہ تھین۔ مختصر یہ کہ بادشاہ خواب غفلت مین اور چراغ سلطنت ٹمٹاتی
حالت مین تھا جس کا اثر صوبۂ گجرات مین یہ محسوس ہوا کہ خود صوبہ دار کے ماتحت افسر اسکے احکام کی تعمیل
نہین کرتے تھے بلکہ مقابلہ کو کھڑے ہوجاتے تھے اس سے ایسے مختلف فریق ہوگئے تھے کہ ہر ایک
اپنا اپنا رنگ حکومت جما کر بادشاہ یا راجہ بننے کی فکر مین تھا چنانچہ ابھے سنگھ کی صوبہ داری مین مارواڑیون
نے جور و بیداد سے ملک کو الگ برباد کر رکھا تھا صوبۂ گجرات کے اعلی درجہ کے افسران سلطنت
اپنے ذاتی منافع کو ملحوظ رکھکر اور مرہٹون سے ملکر سلطنت کی بنیاد کو جُدا اُکھاڑ رہے تھے ادھر مرہٹے
مُنھ کھولے گجرات کو ہڑپ کرنا چاہتے تھے اور منتظر ہی بیٹھے تھے کہ ذرا اور موقع ملے تو یہ شکار اپنے
ہاتھ آجائے خاص دار الخلافہ کی یہ کیفیت ہو رہی تھی کہ گرگٹ کی طرح احکام شاہی رنگ بدلتے رہتے تھے

گاہ ناسخ گاہ منسوخ ایسی حالت مین رعب سلطنت کیسا اور تعمیل احکام کیا بیچارے صوبہ دار کی اطراف احمد آباد کے سوا کوئی سنتا تک نہ تھا۔ بھڑوچ اور سورت تو صوبہ دار سے بالکل بیگانہ ہی تھے۔ اور ملک کا پیشکش بھی بڑی خرابی سے کچھ آتا کچھ نہ آتا۔ گویا نہ آنے کے برابر ہو رہا تھا۔ بیشتر حصۂ گجرات مرہٹون نے اپنی مٹھی مین کر لیا تھا مسلمان سرداروں کی کمال نا اتفاقی نے اور بھی سامان زوال مہیا کر دیا تھا۔ غرض ایسی نازک اور پیچیدہ حالت مین بادشاہی خدمات وفاداری سے بجالانی سخت مشکل تھی بلکہ ناممکن کہنا چاہیئے۔ باین ہمہ شیر خان بہادر نے اور سرداران اسلام کی بہ نسبت جو مسلک اختیار کیا تھا وہ ازروئے انصاف اس زمانۂ پر آشوب کے رنگ کو دیکھکر مستحق تعریف و توصیف ہے جس طرح ان کے دادا اور باپ نے پانچ بادشاہون کے عہد سلطنت مین خدمات بادشاہی بجالانے کا اعزاز و افتخار حاصل کیا اسی طرح شیر خان بہادر بھی پانچ بادشاہان دہلی محمد رفیع الدرجات محمد رفیع الدولہ ملقب بہ شاہ جہان ثانی ابو المظفر ناصر الدین محمد شاہ ابو النصر مجاہد الدین احمد شاہ اور ابو العدل عزیز الدین محمد عالمگیر ثانی کی خدمتین بجالاکر مفتخر ہوئے ان مین سے احمد شاہ کے اوائل سلطنت مین یہ گجرات سے جوناگڈھ آکر جوناگڈھ ہی رہے۔ خاص گجرات مین جہان کہین شاہی خدمت ان کو تفویض ہوئی اسکو وفاداری سے سلطنت کے مفید مطلب بجالائے بڑودہ جیسا زبردست مقام انہین کی اعانت مشترکہ نے مرہٹون کے زبردست ہاتھون سے نکالا اگر ان کی غیر موجودگی موقع نہ دیتی تو پھر بڑودہ مرہٹون کے ہاتھ مین جانا مشکل تھا۔ اسی طرح جب تک یہ بیرم گام کے فوجدار رہے بیرم گام پر ذرا آنچ نہ آئی۔ ان کا جانا تھا کہ مرہٹے آکر اسکو دبا بیٹھے علی ہذا القیاس جہان جہان یہ مامور ہو کر جاتے تھے آسائش عامۂ خلائق مین کوشان ہوتے جس سے لوگ ان سے راضی رہتے تھے ان کا ایسا اقتدار تھا کہ صوبہ دار وقت کو بھی اکثر اوقات تحصیل پیشکش مین انہین کی امداد سے کامیابی حاصل ہوتی تھی بلکہ ان کی اعانت سے صوبہ دارون کی صوبہ داری کو تقویت ملتی تھی اسی واسطے وہ ان سے مدد لیتے تھے

مگر یہ اس حد تک مدد دیتے تھے کہ بادشاہی حقوق کے لئے ضرر رسان نہو چنانچہ فخر الدولہ جب صوبہ دار
ہو کر آیا تو اوّل اوّل اُنھون نے اسکی امداد کی مگر جب اسکی بے اعتدالی دیکھی تو امداد سے ہاتھ کھینچ لیا اسیطرح
مفتخر خان اور فدا الدینخان کے بھی معیّن و مددگار رہوئے اور ان کی آبرو بچائی حالانکہ ان لوگون نے شیرخان
بہادر کے ساتھ وقتاً فوقتاً بدسلوکیان کی تھین نیز دوسرے سردارون کی بدسلوکی کے عوض احسان اور نیکی
سے پیش آتے تھے چنانچہ سہراب خان کو بیرگام کا قبضہ لینے کے بارے مین لڑائی سے پیشتر آشتی کی طرف
بلایا مگر وہ نہ آیا باوجودیکہ اس نے انکی جاگیر گھوگھہ پر قبضہ کر کے اُن کے بھائیون کو بیدخل کر دیا تھا اسی طرح بہادر خان
جالوری فوجدار پالن پور کو بھی صوبہ دار وقت سے ملا دیا ان تمام باتون سے ان کی آشتی پسندی اسلامی
ہمدردی اور عفو وغیرہ اوصاف حسنہ ظاہر ہوتے ہین حق قرابت کا انکو ایسا پاس تھا کہ اپنے چچا زاد بھائی
جوانمرد خان سے اگرچہ ناراض رہتے تھے تاہم کئی بار مرہٹون کے مقابلے مین ان کا ساتھ دیا مگر انکی حد سے زیادہ
بے اعتدالی پر مجبوری سے مخالفت بھی کی۔ مسلمان سردارون کے سوا غیر قوم کو بھی مدد دیتے تھے مگر اسوقت کہ
سلطنت کے فائدے کا کوئی پہلو دیکھ لیتے چنانچہ رنگوجی مرہٹے کو اکثر اوقات مدد دی ہے اس واسطے
کہ سلطنت اسلامیہ کا سخت دشمن داماجی گائیکواڑ تھا جو ملک کی گھات مین لگا ہوا تھا اور رنگوجی اس سے کم
جو داماجی کا دشمن تھا اور اُسکے زور کو توڑنا چاہتا تھا یہ بات مفید سلطنت تھی لہذا شیرخان بہادر نے یہ دیکھکر رنگوجی
کے ساتھ دینے اور داماجی کے غرور و پندار کو توڑنے کی حکمت عملی اختیار کرنے کو مناسب جانا کہ داماجی سا
بڑا دشمن زیر ہو جائے تو رنگوجی سے ایسا کھٹکا نہین مگر جب اسکو گائیکواڑ سے ملکر یا اور کسی طرح سلطنت کی
حق تلفی کا باعث سمجھا تو اس سے بھی لڑے پس شیرخان بہادر کا داماجی گائیکواڑ کو سلطنت کا سخت دشمن
سمجھنا صحیح تھا جو بعد مین ثابت ہوگیا اور جوانمرد خان کو اسمین غلطی ہوئی کہ اپنی مدد سے اسکی طاقت کو اور
بھی بڑھایا اور انجام کار اُسکے ہاتھون خود نقصان اُٹھایا سلطنت کی حمایت کا ان کو ایسا خیال تھا کہ جب
مرہٹون نے فخر الدولہ کے ساتھ ملکر پرگنات کے مسلمان عاملون کو خارج کر دیا تو جوانمرد خان کو اسکا تدارک کرنا

چاہیے تھا کیونکہ وہ اسوقت اپنے آپ کو صوبہ دار سمجھے ہوئے تھے پھر بھی اسطرف ملتفت ہوئے مگر شیرخان بہادر نے مرہٹون کا مقابلہ کیا غرض ان کارروائیون سے ان کا ہر طرح حامی ملک و دولت ہونا اور دشمنون کی ناکامی کے لئے کوشان رہنا ثابت ہوتا ہے۔ اگر ان کی حکمت عملی کے مسلک پر اور مسلمان سردار بھی بالاتفاق چلتے تو گجرات مسلمانون کے ہاتھ سے شاید نہ جانے پاتا۔ ان امور کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ شیرخان بہادر اپنے تمام ہمعصر سردارون مین فرد روزگار تھے علاوہ برین خطابات اضافہ منصب اور جاگیر وغیرہ دربار شاہی سے ان کو مرحمت ہوے جس سے ان کی بہادری وفاداری اور حسن خدمت کا ثبوت ملتا ہے ان کو حضور بادشاہی مین شرف ملازمت حاصل کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

شیرخان بہادر کا فخر الدولہ اور کانوجی ٹاکپر کو شکست دینا

فخر الدولہ بہادر اور مرہٹہ سردار کانوجی ٹاکپر دونون ملک ملک کا ٹھیاواڑ مین پیشکش وصول کرنے کی غرض سے[1] گئے اور قصبہ بنتھلی[2] پر مورچہ قائم کرکے اسکو فتح کرلیا۔ جسکی[3] خوشی مین فخر الدولہ بہادر نے اپنی بہادری کا فخر جتانے کو قلعہ مفتوحہ کی طلائی کنجیان بنوائین۔ اور ۲۱ اشرفیان

---

[1] دیوان رنچھوڑجی نے جو اپنی تاریخ سورٹھ مین لکھا ہے کہ پیلاجی گائیکواڑ نے جوناگڈھ پر قبضہ کرنے کے ارادے سے سمت ۱۸۰۲ مین آکر اس کا محاصرہ کرلیا اور اسوقت نواب شیرخان بہادر نے بجز صلح کے کوئی چارہ نہ دیکھا اور موہن جی جیکارنا گر کو وکیل بناکر بھیجا چنانچہ اسکی کارگذاری سے صلح ہوگئی وہ محض غلط ہے کیونکہ پیلاجی ۱۷۳۲ء مین یعنی اس واقعہ کے چودہ برس پیشتر بمقام ڈاکور قتل ہوچکا تھا۔

[2] بنتھلی ایک مشہور قصبہ ہے جو شہر جوناگڈھ سے مغرب کی جانب نو میل کے فاصلے پر اوبین ندی کے کنارے واقع ہے اسکی آبادی سات ہزار سے کچھ زائد ہے اور بہت قدیم مقام ہے بلکہ بعض مؤرخ اسکی قدامت کو جوناگڈھ پر بھی ترجیح دیتے ہین اور قدیم خاندانون چوڑا سما وغیرہ کا دارالصدر رہا ہے قصبہ بنتھلی کا سب سے زیادہ تر قدیم نام وامنستھلی ہے ہندوؤن کی روایات مین اسکے وامنستھلی نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ وشنو کا پانچوان اوتار جسکا نام وامن تھا اس قصبہ مین رہتا تھا اور دہند وسرے کے ایک کتبے مین اسکا نام وامن دہام لکھا ہے اور بنتھلی کے ایک کتبہ محررہ سمت ۱۴۶۹ مین اسکا نام وامن پور لکھا ہے اسکی زمین نہایت زرخیز اور بہت سرسبز و شاداب ہے گنا یہان عمدہ اور بکثرت پیدا ہوتا ہے تانبے پیتل کے برتن بھی اس قصبہ مین عمدہ بنتے ہین اس مین ایک خوشنما سرکاری محل ہے جو نولکھا کے نام سے مشہور ہے اور نواب محمد حامد خان بہادر ثانی کے عہد حکومت

بطور نذر حضور شاہی مین ارسال کین۔ اسکے بعد یہ دونون جوناگڈھ کی طرف کوچ کر کے اسکو بھی فتح کرنیکے ارادے سے آگے بڑھے لیکن شیر خان بہادر نے اُن کو شکست فاش دی اسلئے وہ واپس چلے گئے۔ اسکے بعد نواب شیر خان بہادر نے قصبۂ بنتھلی پر بھی قبضہ کرلیا۔

سنہ ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء
بسنت رائے پوربیہ کا مطیع ہونا

شیر خان بہادر کی عدم موجودگی جوناگڈھ کے زمانے مین ایک بڑا سرہنگ و خودرائے ٹھاکر بسنت رائے پوربیہ جو میر دوست علی کے وقت سے دیوان تھا عربونکی ایک جماعت کو موافق کر کے اور شہر جوناگڈھ کو اپنا مرکز قرار دیکر اطراف شہر کو لوٹنے لگا تھا شیر خان بہادر کی فوج نے اس پوربیہ کو شہر سے نکالدیا مگر اسکے بعد اُس نے کھانٹ قوم کے لٹیرے مالنیہ نامی کو اپنا موافق و مددگار بناکر راتون رات قلعۂ بالاعرف اوپرکوٹ پر جبکہ پہرہ نہ تھا قبضہ کرلیا اور تیرہ مہینے تک قلعہ کے اطراف مین لوٹ مار کرتا رہا تیرہ مہینے کے بعد شیر خان بہادر کی فوج نے ان سب کو شکست دیکر ملک سے نکالدیا جب مذکور کھانٹ وغیرہ ہمراہیون کے ساتھ بسنت رائے فرار ہوگیا تو شیر خان بہادر کی فوج کے ایک حصّہ نے تعاقب کر کے اسکو گرفتار کیا اور جوناگڈھ لے آئی۔ یہ تمام مذکورۂ بالا کارروائیان دلپت رام ناگر کی ادائی مین ہوئین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۸) مین تعمیر ہوا ہے بہلائی شاہ کا متبرک مزار۔ دامن کا مندر۔ سورج کُنڈ۔ اور کپیل مُنی۔ کی جگہ اس قصبے کے مشہور مقامات ہین اسکے چوطرفہ سنگی حصار بھی ہے اب وہ ریلوے اسٹیشن ہے۔ [ایک عالیشان اسلامی مدرسہ بھی اس قصبہ مین قائم ہوا ہے۔]

۳؎ مرآت احمدی مین صرف بنتھلی فتح کر کے چلاجانا لکھا ہے۔ کس نے فخر الدولہ سے مقابلہ کیا یہ لکھا نہین مگر تاریخ سورٹھ نے فخر الدولہ کا بنتھلی سے ناکام ہوکر جانا لکھا ہے مقابل کون تھا وہ اس نے بھی نہین لکھا۔ اس واقعہ کے سنہ مین بھی اختلاف ہے۔

بمبئی گزیٹر جلد ۸ کے موافق شیر خان بہادر کے جوناگڈھ جانے کے بعد اسی سنہ یعنی ۱۷۴۸ء مطابق سنہ ۱۱۶۱ھ مین یہ واقعہ ہوا تاریخ سورٹھ مین سمت ۱۸۰۳ ہے جو مرآت احمدی کے سنہ ۱۱۶۰ھ کے قریب ہے مرآت احمدی کے بموجب سنہ ۱۱۶۰ھ مین شیر خان بہادر فخر الدولہ اور رنگوجی وغیرہ نے ملکر احمد آباد کا محاصرہ کیا اس سے پہلے اسی سنہ ۱۱۶۰ھ کے اوائل مین یہ واقعہ ہوا ہے اس سے یا تو شیر خان بہادر فخر الدولہ کو شکست دیکر فوراً گجرات واپس چلے گئے اور پھر فخر الدولہ ان سے ملگیا یا شیر خان کے طرفدارون نے جوناگڈھ سے آکر فخر الدولہ کا مقابلہ کیا تاریخ سورٹھ سے شیر خان بہادر کا

بسنت رائے جب گرفتار ہوکر جوناگڈھ آیا تو اسی اثناء یعنی سنہ ۱۱۶۱ھ مطابق سنہ ۱۷۴۸ء مین شیرخان بہادر بھی رونق بخش جوناگڈھ ہوئے۔ جسوقت بسنت رائے قیدی ان کے روبرو حاضر کیا گیا اور اس نے اپنی بدکرداری پر اظہار ندامت و خجالت کیا تو شیرخان بہادر نے اپنی عالی ہمتی سے اسکی بدکرداریان معاف کرنے کے بعد اسکے فعل کی ضمانت لی اور ایک گاؤن پنچالہ نامی واقع گھیڑ وفادار اور نیک چلن رہنے کی شرط پر اسکو گذارے کے لیئے عطا کیا چنانچہ اس پنچالہ گاؤن پر اب تک بسنت رائے کی اولاد قابض ہے۔

دیوان دلپت رام کا انتقال

واقعۂ مذکورۂ بالا کے دو برس بعد دلپت رام ناگر نے جو شیرخان بہادر کے دیوان تھے انتقال کیا۔ اس لیئے جگن ناتھ جھالا[1] جو دلپت رام متوفی کے پیشکار اور عربون کے وکیل تھے جمعدار شیخ عبداللہ زبیدی کی مدد سے دیوانی کا کام انجام دینے لگے۔

شیرخان بہادر کی پانچ برس کی کارروائی۔

شیرخان بہادر جوناگڈھ آجانے کے بعد سے سنہ ۱۱۶۶ھ یعنی پانچ برس تک تحصیل پیشکش اور اپنے ملک کے اندرونی انتظام مین مصروف و مشغول رہے جس کو انھون نے عمدہ طور سے انجام دیا۔

سنہ ۱۱۶۶ھ داماجی گائیکواڑ کا پرگنہ کپڑ ونج پر قبضہ کرلینا۔

شیرخان بہادر کی غیر موجودگی کو غنیمت جانکر سنہ ۱۱۶۶ھ کے اواخر مین داماجی گائیکواڑ نے احمدآباد فتح کرنے کے بعد شیرخان بہادر کے عاملون کو پرگنہ کپڑ ونج[2] سے نکال کر

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۷) دو تین بار جوناگڈھ آکر گجرات واپس جانا پایا جاتا ہے۔ مگر مستند مرآت احمدی سے سنہ ۱۱۵۷ھ سے لیکر سنہ ۱۱۶۱ھ تک خاص گجرات مین شیرخان بہادر کا برابر مصروف کارزار ہونا پایا جاتا ہے اور یہی معتبر ہے اسواسطے کہ خود صاحب مرآت احمدی اس زمانہ مین موجود تھے۔

[2] قصبہ کتیانہ سے ۸ میل فاصلے پر ایک مقام آمراپور ہے۔ یہ تعلقہ بھی ہے وہان کے تعلقدار سوہتا کہے جاتے ہین۔ اصل مین یہ راجپوت تھے مگر بعد مین مشرف باسلام ہوئے یہ تعلقہ ان کو فخر الدولہ کی طرف سے عطا کیا گیا تھا سالانہ آمدنی تخمیناً ۱۶ ہزار روپیہ ہے۔

[1] یہ پہلے کچولا کہلاتے تھے لیکن ایک مدت تک جھالاواڑ مین رہنے کی وجہ سے جھالا کہلائے۔

[2] خاص گجرات مین ضلع کہیڑا کا یہ پرگنہ ہے۔

اس پر بھی قبضہ کرلیا۔

سمت ۱۸۱۰ مطابق ۱۱۶۷ھ ۱۷۵۳ و ۵۴ء
عربون کی جوناگڈھ مین شورش
بہ روایت دیوان رنچھوڑجی مصنف
تاریخ سورٹھ

شیخ عبداللہ زبیدی وغیرہ سہ بندی[1] کے عربون کی تنخواہ بہت سی چڑھ گئی تھی اسلئے انہون نے سخت تقاضا کیا۔ اور نافرمانی پر آمادہ ہو گئے اسپر شیرخان بہادر نے اُن کے وکیل جگنّاتھ جھالا سے کہا کہ تم اپنے عربون کو فہمائش کر کے روبراہ کرو اس کارگزاری کے صلے مین عہدۂ دیوانی پر مستقل کر دیئے جاؤ گے جگنّاتھ جھالا نے عربون کو ہر چند سمجھایا مگر اس فہمائش کا کوئی فائدہ مترتب نہوا اور عرب اپنی حرکات سے باز نہ آئے۔ جب جگنّاتھ نے جو بڑا چالباز تھا دیکھا کہ فہمائش سے کچھ کاربرآری نہین ہوتی تو عربون کے استیصال کی نسبت اُس نے ایک عجیب تجویز سوچی اور وہ یہ تھی کہ خود تو شیرخان بہادر کو پیشکش وصول کرنے کے بہانے کاٹھیاواڑ لے گیا۔ اور اسکے بھائی رودرجی نے جو عربون کے ساتھ قلعۂ بالا مین رہتا تھا اُن کو یہ فریب دیا کہ ہمارے پاس کا موجودہ اسباب جنگ ایسا نہین جو جنگ کے موقع پر کام دے سکے۔ بہت فرسودہ اور کُہنہ ہو گیا ہے۔ اسلئے مناسب یہ ہے کہ اس سامان کو فروخت کر کے نیا خرید کیا جائے چونکہ عرب اُسکو معتبر سمجھتے تھے۔ اس باعث سے سب نے اُسکی اس تجویز کو منظور کر کے موجودہ سامان جنگ سب کا سب رودرجی کے حوالے کر دیا۔ اُس نے تمام سامان قبضے مین آجانے کے بعد اپنے بھائی جگنّاتھ کو صورت حال کی خبر دی۔ اُس نے اطّلاع پاتے ہی اپنے آقا شیرخان بہادر کے ساتھ فوراً ایکبارگی بالائی تو رات قلعہ پر حملہ کیا اور شیرخان بہادر کیطرف کے جو عرب قلعے کے باہر تھے دیوارون مین نقب لگا کر اوپر جا پہنچے۔ کچھ مقابلے کے بعد اُن سرکش عربون کو امان مانگنی پڑی۔ عربون کے امان طلب ہونے کے بعد شیرخان بہادر نے عبداللہ زبیدی کو خرچ راہ دیکر شہر سے روانہ کر دیا۔

مگر عربون کا یہی واقعہ جو مذکور ہوا معتبر تاریخ مرآت احمدی	۱۱۶۷ھ عربون کی شورش مذکورۂ بالا بروایت تاریخ مرآت احمدی

[1] اسی معنی مین لفظ سر بندی بھی آتا ہے۔

مین اسطرح لکھاہے کہ شیرخان بہادر نے شیخ عبداللہ زبیدی[۱] اور اسکے علاوہ اور چند جمعداران عرب کو نوکر رکھکر اوپرکوٹ کی حفاظت وحراست ان کے سپرد کی تھی۔ رفتہ رفتہ اُن سب عربون کی تنخواہ اسقدر چڑھ گئی کہ جس کا یکبارگی اداہونا دشوار معلوم ہوتا تھا۔ اور عرب لوگ سخت تقاضا کرتے تھے۔ چونکہ قلعۂ بالا اُن کے قبضہ مین تھا اسوجہ سے اُن کا علحدہ کردینا بھی آسان امر نہ تھا۔ بوجوہ مذکورہ اس موقع پر شیرخان بہادر نے عربون کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے یہ عجیب حکمت عملی کی کہ اکثر جمعداران عرب کو تحصیل پیشکش کے دورہ مین اس وعدہ پر اپنے ہمراہ لیا کہ دورہ مین جو روپیہ وصول ہوگا وہ سب تمہاری تنخواہ مین دیدیا جائیگا۔ اور صرف چند عرب قلعۂ بالا مین باقی رہگئے جسوقت شہر جوناگڈھ سے ۳۰ میل کے فاصلے پر پہنچے اُسوقت شیرخان بہادر نے کسی موضع کو تاخت وتاراج کرنے کے حیلے سے چند منتخب سواران جرار اپنے ساتھ لیکر لشکرگاہ سے کوچ کیا۔ اور شیخ عبداللہ زبیدی وغیرہ تمام ہمراہی جمعداران عرب کو اپنے لشکر کی حفاظت کی غرض سے وہین چھوڑا اور کوچ درکوچ کرتے ہوئے جوناگڈھ مین داخل ہوئے۔ شہر مین داخل ہوتے ہی تمام دروازے بند کردئے۔ اس اثنا مین لشکرگاہ کے عرب بھی کسی طرح اس بھید سے واقف ہوکر براہ راست شہر جوناگڈھ تک آپہنچے۔ اور کسی خفیہ راہ سے حصار قلعہ کے قریب جاکر رستون کے ذریعہ سے قلعہ کے اندر داخل ہوگئے۔ جس سے جنگ شروع ہوگئی مگر چونکہ عربون کے پاس سامان جنگ ناکافی تھا اسلئے اس جنگ کا سلسلہ دیر تک قائم نہ رکھ سکے آخر انکو صلح کرنی پڑی جسکے بعد چڑھی ہوئی رقم تنخواہ کسیقدر کمی کے ساتھ ان کے حوالے کردی گئی۔ اور قلعۂ بالا عربون نے شیرخان بہادر کے سپرد کردیا۔

جوناگڈھ مین امن وامان قائم ہونا

واقعۂ مذکورۂ بالا کے بعد چار برس تک کوئی معرکۂ جنگ وجدل پیش نہین آیا۔ شیرخان بہادر کے عمدہ انتظام سے ہرطرح کا امن رہا۔ اور اطراف ملک کے لوگ آآکر علاقۂ جوناگڈھ مین

---

[۱] کرنل واٹسن نے اپنی کتاب تاریخ گجرات مین لکھاہے کہ ۱۷۵۴ء مطابق ۱۱۶۷ھ مین عربون نے سرکشی کرکے قلعہ بالا استوار پر قبضہ کرلیا مگر پھر شیرخان بہادر سے صلح کرلی۔ مگر یہ غلط ہے۔

آباد ہونے لگے چنانچہ پیشوا کی طرف سے منگرول[1] مین اسوقت نتاجی نامی تھانہ دار رہتا تھا وہ ایسا ظالم تھا کہ اسکے ظلم و ستم سے تنگ آکر کیا ہندو اور کیا مسلمان عام لوگ جوناگڈھ اور اسکے اطراف مین آآکر آباد ہوئے۔

سنہ ۱۱۷۱ھ / ۱۷۵۷ء — مرہٹون کا شیر خان بہادر سے دوستانہ برتاؤ

سنہ ۱۱۷۱ھ مطابق ۱۷۵۷ء مین سداشیو رام چندر نائب بالاجی باجی راؤ پیشوا پوربندر کی طرف سے اور سیاجی راؤ ولد داماجی راؤ گائیکواڑ گوہلواڑ کی طرف سے یہ دونون مع فوج کثیر جوناگڈھ کی جانب آئے۔ مگر چونکہ یہ لوگ نواب شیر خان بہادر کی شجاعت اور پُردلی سے بخوبی واقف تھے اس لحاظ سے خان موصوف کے ساتھ دوستانہ برتاؤ کرکے روانہ ہوگئے۔

سنہ ۱۱۷۲ھ / ۱۷۵۸ء — شیر خان بہادر کی وفات

نواب شیر خان بہادر نے دار الصدر جوناگڈھ مین ۲۵ محرم سنہ ۱۱۷۲ھ مطابق ۲۹ ستمبر سنہ ۱۷۵۸ء کو وفات پائی اور چتیہ خانہ کی مسجد کے مقابل مقبرہ مین مدفون ہوئے۔ انکی ولادت احمد آباد سے ۱۲ کوس کے فاصلہ پر موضع بیل مین ہوئی تھی۔ تقریباً ۲۴ برس شاہی خدمت بجالائے۔ انکی عمر بھی اچھی ہوئی۔ غلام محی الدین خان پسر اسد قلیخان فوجدار جوناگڈھ جب سنہ ۱۱۴۲ھ مین حضور بادشاہ سے اپنے باپ کی جگہ فوجداری جوناگڈھ سے سرفراز ہوا ہے اور اُس نے نیابت فوجداری جوناگڈھ کی سند

[1] منگرول کا قدیم نام منگل پور یا پٹن ہے اور بعض مؤرخین کے قیاس کے موافق مصری سیاح بطلیموس جو دوسری صدی عیسوی مین گذرا ہے اس نے جسے مونوگلوسم لکھا ہے وہ یہی منگرول ہے اہل اسلام کے عہد حکومت مین اس کا نام منگلور ہوا جو بگڑ کر اب منگرول یا مانگرول ہوگیا اس نام کا ایک اور شہر ملیباری منگلور ہونے کی وجہ سے جہازران لوگ اسکو سورٹھی منگلور کہتے تھے چنانچہ باربروسہ وغیرہ سیاحون نے اسکو سورٹھی منگلور لکھا ہے سنہ ۱۱۴۶ء کے کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گوہل جیٹھوہ وا باگھیلہ راجپوتون کی زیر حکومت تھا مگر فیروز شاہ تغلق بادشاہ دہلی کے عہد حکومت مین بموجب کتبہ سید سکندر ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سنہ ۷۸۴ھ مین اسکو فتح کیا یہ بزرگ صاحب علم و فضل اور صاحب کرامت بھی تھے۔ آپ کا مزار منگرول ہی مین ہے۔ آپ کی اولاد مین سے سجادہ نشین سید محمد مین عہد فیروز شاہی سے اٹھارھوین

حاصل کرکے نواب شیر خان بہادر کے نام بھیجکر ان کو نائب کیا ہے اُس زمانے سے لیکر آخر عمر تک شیر خان بہادر کی خاص حکومت جوناگڈھ کے ۳۲ سال ہوتے ہین۔

ملک سورٹھ مین شیر خان بہادر کی کارروائی کی کیفیت

شیر خان بہادر نے خاص گجرات مین جو کارروائی کی اس کا بیان گذر چکا۔ اب یہان ملک سورٹھ کی کارروائی کا بیان کیا جاتا ہے۔ سورٹھ مین پہلے پہل بطور نائب فوجدار شیر خان بہادر کا تقرر ہوا مگر بعد مین بجائے ہمّت علیخان حسب فرمان شاہی یہ فوجدار مطلق ہوگئے۔ فوجداری کا عہدہ اس زمانہ مین بڑے اختیارات کا عہدہ ہوتا تھا اور ملک کا ایک حصہ فوجدار کی جاگیر مین ہوتا تھا۔ اسی طرح شیر خان بہادر کو بھی نیابت مین شاہی خدمت عمدہ طور پر انجام دینے کے صلہ مین جوناگڈھ کی فوجداری اور جاگیر ملی۔ ان کی غیر موجودگی کے زمانہ مین سورٹھ کا انتظام اگرچہ بُرا نہین ہوا مگر انہون نے آخری دس برس کی موجودگی جوناگڈھ مین اسکا بہت عمدہ بندوبست کرکے ہر طرح امن وامان قائم کیا۔ جس سے ملک کی آبادی بہت کچھ بڑھی جیسا اوپر بیان ہوچکا ہے۔ ہان صرف ایک مرتبہ عربون نے سرکشی کی تھی مگر اسکو انہون نے تدبیر سے فرو کردیا۔ اگر ایسا زبردست فوجدار سورٹھ کے ایسے نازک زمانے مین نہ ہوتا تو مرہٹہ لوگ اسکو دبا لیتے یا اطراف کے ہندو رجواڑے غصب کرلیتے جزیرہ نمائے کاٹھیاواڑ کے جو راجہ رجواڑے پچھلے فوجدارون کی کمزوری کی وجہ سے اُن کو نہین مانتے تھے انہون نے بھی شیر خان بہادر کو بوجہ شجاعت و تدبیر تسلیم کرلیا۔ جو بادشاہی پیشکش معدوم ہوچکا تھا اُسکو بھی اُنہون نے ازسرنو قائم کردیا جسکی اب بھی زورطلبی کے نام سے شہرت ہے لیکن کل مسلمانون سے ازروئے اسلامی ہمدردی اور چھوٹے چھوٹے ہندو تعلقدارون سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۳) صدی عیسوی کے آغاز تک اہل اسلام کی یہان حکومت رہی بعدہ پیشوا کے قبضہ مین گیا۔ چونکہ مرہٹہ عامل نے لوگون پر طرح طرح کے مظالم کئے اسلئے ملک شہاب الدین اور شیخ فخرالدین وغیرہ نے ۲۴ رمضان ۱۱۶۲ھ کو منگرول مرہٹون سے فتح کیا۔ فی الحال منگرول جوناگڈھ کے زیر حکومت ہے۔ شہر منگرول جوناگڈھ سے ۴۰ میل کے فاصلے پر جنوب مغرب مین واقع ہے۔ اسکی آبادی ۱۶ ہزار ہے۔ اور آب وہوا عمدہ ہے۔

کم استطاعت کی وجہ سے زورطلبی لینا مناسب نہ جانا چنانچہ یہ قاعدہ ابتک جاری ہے۔ باوجودیکہ پیشوا اور گائیکواڑ کے خراج مین اکثر اوقات خلل پڑ گیا۔ مگر اُن کی زورطلبی کا زور بعد مین برابر مستحکم رہا۔ اسموقع پر یہ ظاہر کرنا مناسب نہ ہوگا کہ شیرخان بہادر کی نیابت اور فوجداری مطلق کے بارے مین تو کل مؤرخین کو جنمین بعض انگریزی پولیٹکل افسر بھی شامل ہین۔ اصل مطلب مستند تاریخ فارسی سے نہ ملنے کیوجہ سے بڑے بڑے مغالطے ہوئے ہین جس کی تفصیل اس جگہ غیرضروری ہے۔ ایک غلطی یہ کی کہ شیرخان بہادر ۱۷۴۸ء مین اپنا لقب بہادرخان قرار دیکر خودمختار نواب ہوگئے۔ مگر اس خودمختاری کا پتہ نہ اُسوقت کی کسی کتاب مین ہے نہ اُن کے عہد کے فرامین اُسکی شہادت دیتے ہین۔ اس غلطی کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے اصل نام محمد بہادرخان اور شاہی خطاب بہادرخان کو شیرخان کا اپنے واسطے بہادرخان کا لقب قرار دینا اور دوسرے بادشاہی خطاب نواب کو اور فوجداری مطلق کو (جو بڑے اختیارات کی تھی) خودمختار ہوجانا سمجھے۔ ایسی ایسی غلطیون کا ایک موجد ہوا اور دوسرے اسکے مقلد ہوئے تحقیق کسی نے نہین کی۔ اُن کے خودمختار نہونے کی اس سے بھی صریحی تائید ہوتی ہے کہ شیرخان بہادر کے زمانہ سے اُن کے پوتے نواب محمد حامد خان کے عہد تک کی خاص تحریرون مین فدوی بادشاہ غازی لکھا ہوا ہے۔[1] اسی طرح سکے مین بھی تھا البتہ جب سلطنت مغلیہ کا سایہ اوٹھ گیا تو قدرت نے اُن کو خودمختار بنا دیا۔

نواب شیرخان بہادر کے اوصاف

نواب شیرخان بہادر بڑے دیندار پابند صوم وصلوٰۃ دلیر مدبّر اور منصف مزاج ہونیکے ساتھ بڑے فیّاض بھی تھے۔ چنانچہ والا ویرا نامی کاٹھی کو جیت پور مین جو دارالصّدر جونا گڈھ سے ۱۵ میل کے فاصلہ پر ہے قلعہ بنانے کی اجازت دی۔ اور یہ پرگنہ اُسکو وفادار رہنے کی شرط پر جاگیر مین عطا کیا اسکی اولاد بھی ابتک سرکار جوناگڈھ کی خراج گذار ہے اسیطرح

[1] کاٹھیاواڑ ڈائرکٹری صفحہ ۵۲۳-۶۳۵

دہولقہ کے قصباتی جو جوانمرد خان سے ناراض ہوکر ان کی حمایت مین چلے آئے تھے۔ اُن کو گاریہ دہر[1] کا پیشکش عطا کردیا۔ سادات علما مشایخ اور بزرگان دین کو جاگیرین عطا کین واتارہ وغیرہ مقامات پر رفاہ عام کی عمارتین وغیرہ بنوائین۔ بلکہ اس فیاضی مین اُن کو ہنود سے بھی بخل نہین تھا چنانچہ کوٹلی[2] کے مہنت کو موضع کوٹلی بصیغہ خیرات عطا کیا۔ یہ بے طمع بھی تھے اسی واسطے جوناگڈہ کے قرب وجوار کے خودمختار مسلمانون کے چھوٹے چھوٹے مقامات کی طرف جن کا لینا انکو مشکل نہین تھا کبھی دست طمع دراز نہ کیا۔ اِن کی اس نیک نیتی کا یہ ثمرہ دیکھا جاتا ہے کہ ان کے ملک کا کتنا بڑا باغ پھلا پھولا ہوا ہے۔ ان کے ہمعصر بڑے طبقہ کے مسلمان سردارون کے برخلاف جو چند روز اپنی طمع سے متمتع رہے۔ مگر آخر کار اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی اولاد کے پاس بمقابلہ سرکار سورٹھ بہت ہی کم ملک رہگیا۔ شیر خان بہادر بڑے قوی اور کثیر الطعام تھے۔

محمد شیر زمان خان و محمد دلیر خان برادر شیر خان بہادر

شیر خان[3] بہادر نے اپنے بھائیون محمد شیر زمان خان اور محمد دلیر خان کو جو ان کے والد محمد صلابت خان کی وفات کے وقت بہت کم عمر تھے پرگنہ گھوگھہ کی جاگیر سہراب خان کے پہلے اور رستم خان کے قبضہ مین چلے جانے کے بعد اپنے عہد[4] فوجداری مین تعلقہ بانٹوہ جاگیر مین دیا۔ شیر خان بہادر کے قبضہ مین پرگنہ گھوگھہ تھا۔ اسوقت انہون نے اسکو ان دو بھائیونکی حراست مین رکھا تھا جس کا بیان اوپر گذر چکا ہے تعلقہ بانٹوہ کے حصے ہوکر چھوٹے چھوٹے تین تعلقہ ہوگئے جنمین سے دو بانٹوہ اور سردار گڈھ

---

[1] پالیتانہ سے مغرب مین ۷ میل کے فاصلے پر گاریہ دہر ہے بموجب آئین اکبری اور مرآت احمدی یہ سرکار سورٹھ کا پرگنہ تھا۔

[2] محال تھیلی کا یہ موضع ہے اور تھیلی سے قریب ۴½ میل کے فاصلے پر ہے۔

[3] کرنل واکر نے ان کے والد محمد صلابت خان کی طرف منسوب کیا ہے مگر یہ صحیح نہین اسواسطے کہ محمد صلابت خان سورٹھ کے فوجدار مطلق نہین ہوے ہین اور کرنل واٹسن نے بعض کے قول سے سہراب خان کی طرف منسوب کیا ہے یہ بھی صحیح نہین ہے کیونکہ شیر خان بہادر وغیرہ بابیون اور سہراب خان کے درمیان سخت عداوت ہوگئی تھی

[4] دیوان رنچھوڑجی نے سمت ۱۷۸۹ مطابق ۱۷۳۳ء لکھا ہے مگر اسوقت شیر خان بہادر فوجدار مطلق نہ تھے کہ جاگیر دینے کے مجاز ہوتے۔

عرف گیڈر محمد شیر زمان خان کی اولاد کے قبضہ مین ہین۔ ان مین سے ہر ایک کے بارہ ۱۲ بارہ ۱۲ گاؤن ہین۔ اور ہر ایک تعلقہ کی آمدنی سالانہ قریب ایک ایک لاکھ روپیہ ہے۔ مگر تعلقہ بانٹوہ کے اب بہت سے حصّے ہوگئے ہین۔ یہ دونون تعلقے چوتھے کلاس کے ہین۔ محمّد دلیر خان کی اولاد کے قبضہ مین مانا ودر ہے جسکے ۲۴ گاؤن ہین اور سالانہ آمدنی قریب تین لاکھ روپیہ ہے۔ یہ تیسرے کلاس کا تعلقہ ہے۔

نواب شیرخان بہادر کی دو بیگمین

نواب شیر خان بہادر کی دو بیگمین تھین۔ ایک آمنہ بیگم جو محمد خان بابی جاگیردار کھیرڑہ کی بیٹی اور محمد خان دوران خان بابی کی بہن تھین۔ دوسری لاڈلی بیگم جو سردار محمد خان غوری فوجدار بڑودہ کی بیٹی تھین۔

نواب شیرخان بہادر کے چار فرزند خاص اور ایک متبنّیٰ فرزند

نواب شیر خان بہادر کے چار فرزند نرینہ تھے جنمین سب سے بڑے نواب محمد مہابت خان بہادر تھے جو اپنے والد مرحوم کی وفات کے بعد جوناگڈھ مین ان کے جانشین ہوئے اور جنکی حکومت کا بیان باب چہارم مین کیا جائے گا۔ دوسرے فرزند نواب سردار محمد خان بہادر تھے جو بالا سنور کے مالک ہوئے چنانچہ ان کے والد شیر خان بہادر کی وفات کے برس ۱۱۷۱ھ مین ایک بڑا ہنگامہ برپا ہوا جسکا مفصّل حال یہ ہے کہ جب جوانمرد خان ثانی اور مرہٹون سے باہم عہدنامہ ہوکر ملک تقسیم ہوا ہے تو اس عہدنامہ کی روسے نصف حصّۂ بالاسنور پر بھی مرہٹے قابض ہوگئے تھے اور اس زمانے سے سردار محمد خان کے عہد تک برابر قابض چلے آتے تھے مگر نواب سردار محمد خان نے سلطان حبشی کے بھکانے سے جو ان کا خانہ زاد غلام اور کامدار تھا بالاسنور کے پیشوا والے نصف حصّے سے اسکے مقرر کردہ آدمی کو نکالکر اس نصف حصّۂ بالاسنور پر بھی قبضہ کر لیا اسلئے مرہٹہ سردار سداشیو رامچند ربالاسنور پر چڑھ آیا۔ سردار محمد خان کا عالم شباب تھا انہون نے اپنے مددگار حبشی مذکور کے مشورہ دینے پر سداشیو رام چندر سے جنگ کی تیاری کردی۔ آخر کار خوب لڑائی ہوئی سردار محمد خان نے نہایت دلاوری کے ساتھ مقابلہ کیا۔ مگر لڑائی مین غالبیّت اور مغلوبیّت نہین معلوم ہوئی۔ آخر کار صلح ہوگئی جس مین تیس ہزار روپیہ سردار محمد خان کو تاوان جنگ ماننا پڑا اور حبشی مذکور کو بطور یرغمال دیا۔ اسکے بعد سداشیو رام چیندر نے

زمیندار لونا واڑہ پر چڑھائی کی اور چونکہ فتح حاصل نہ ہوتی تھی اس لحاظ سے اس نے سردار محمد خان سے مدد چاہی۔ اس پر سردار محمد خان اپنی فوج سمیت اسکی مدد کو گئے اور زمیندار مذکور نے تنگ آکر پچاس ہزار روپیہ جرمانہ دیا اسکے بعد سداشیو رام چندر موڈاسہ کی طرف روانہ ہوگیا اور سردار محمد خان بالاسنور چلے گئے چونکہ سلطان حبشی مرہٹوں کے پاس بطور یرغمال تھا اسلئے اسکا معتمد محمد جہان (یہ بھی خاندان بابی کا غلام تھا) حبشی مذکور کی جگہ بطور نائب کام انجام دینے لگا لیکن کچھ مدت کے بعد محمد جہان نے سردار محمد خان سے سرکشی کرنی شروع کی یہانتک کہ خان موصوف اسکو نکال دینے کے درپے ہوگئے مگر ایسا موقع نہ پاتے تھے کہ نکالدین۔ اسی اثنا مین اُدھر مرہٹون نے سلطان حبشی پر باقی روپیہ کے واسطے تنبیہہ کرنی شروع کی۔ حبشی مذکور نے ان کی زجر اور توبیخ سے عاجز آکر یہ درخواست کی کہ اگر مجھ سے کچھ روپیہ نقد لیکر باقی رقم سے دست بردار ہو جاؤ اور عہدنامہ کے تمسک واپس دیدو تو مین قلعہ بالاسنور تمہارے سپرد کردون۔ مرہٹہ سردار بھگوان نامی نے اس معاملہ کو غنیمت جانکر منظور کر لیا اور حبشی مذکور کو ہمراہ لیکر بالاسنور گیا۔ یہ وہ موقع تھا کہ سردار محمد خان بھی مقام آترسنبہ سے نئی فوج نوکر رکھ کر محمد جہان کو نکالنے کے ارادے سے بالاسنور جاتے تھے مگر جب انہون نے یہ معاملہ دیکھا تو واپس گئے۔ اور سلطان حبشی اور اسکے معتمد محمد جہان کی کورنمکی نے بالاسنور پر ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ء مین مرہٹون کا قبضہ کرادیا۔ قلعہ پر قابض ہونے کے بعد بھگوان نے غلامان مذکور کو انعام و خلعت دیکر نوکر رکھ لیا اور اپنے بیٹے کالو کی ہمراہی مین قلعہ کی حراست پر تعینات کر دیا۔ جب اُن غلامون پر آقا سے کورنمکی کرنے کے باعث عام لوگون کی طرف سے لعنت ملامت ہونے لگی تو اُن کو اپنی بدکرداری پر بہت ندامت ہوئی اور اُس کورنمکی سے اپنے ولی نعمت کو جو نقصان پہنچا تھا اسکی تلافی یہ کی کہ سردار محمد خان کو جو اپنے چچیرے چچا جوانمرد خان کے ساتھ پٹن چلے گئے تھے ایک عریضہ لکھا کہ آپ بالاسنور آیئے ہم اس پر آپ کا قبضہ کرادینگے۔ اس تحریر کے جواب مین

[1] مرآت احمدی سے اختلاف کرکے کرنل واٹسن نے اپنی تالیف تاریخ گجرات مین سنبل نگر کی طرف جانا لکھا ہے۔

خان موصوف نے ان کو آفرین و تحسین کے کلمات لکھے۔ مگر ہنوز اس خط و کتابت کا کوئی نتیجہ ظاہر ہونے پایا تھا کہ کالو کو اس معاملہ کی خبر ہو گئی اور اُس نے اپنے باپ کو تمام حقیقت لکھ بھیجی جس نے فوراً بالاسنور آ کر غلامون کو نہایت ذلّت و خواری سے گرفتار کر کے احمد آباد بھیجکر مقید رکھا بلکہ قید مین اُنکے ساتھ نہایت سختی کا برتاؤ کیا آخرکار زبیدی جمعدار عرب نے تین ہزار روپیہ کی ضمانت دیکر ان کو رہا کرا دیا اسکے بعد کالو کی جگہ مرہٹون کی طرف سے ایک پنڈت فوجدار بالاسنور ہو کر آیا یہ پنڈت بالاسنور کا اجارہ دار بھی تھا اس نے آتے ہی لوگون پر جور و ظلم شروع کر دیا اسکے جور و ظلم سے عاجز ہو کر کولیون اور زمینداروں کی ایک جماعت سردار محمد خان کے پاس گئی اور سب نے ان کو بالاسنور فتح کرنے کی ترغیب دی خان موصوف یہ موقع مناسب سمجھکر فوراً تیار ہو گئے اور بالاسنور پہنچکر لڑائی شروع کر دی نتیجہ یہ ہوا کہ مرہٹون نے امان مانگی اور سردار محمد خان سنہ ۱۱۷۴ھ ۱۷۶۰ع مین بالاسنور پر پھر قابض ہو گئے۔ چنانچہ اسوقت سے بالاسنور برابر خاندان بابی ہی کے قبضہ مین چلا آتا ہے جسکا بیان حصۂ سوم کے باب دوم مین گذر چکا ہے۔

نواب شیر خان بہادر کے تیسرے فرزند محمد رستم خان اور چوتھے فرزند
محمد صلابت خان تھے ان کے علاوہ ایک متبنّی فرزند
محمد ہاشم خان تھے یہ سب نواب محمد
مہابت خان کی تعیناتی
مین تھے
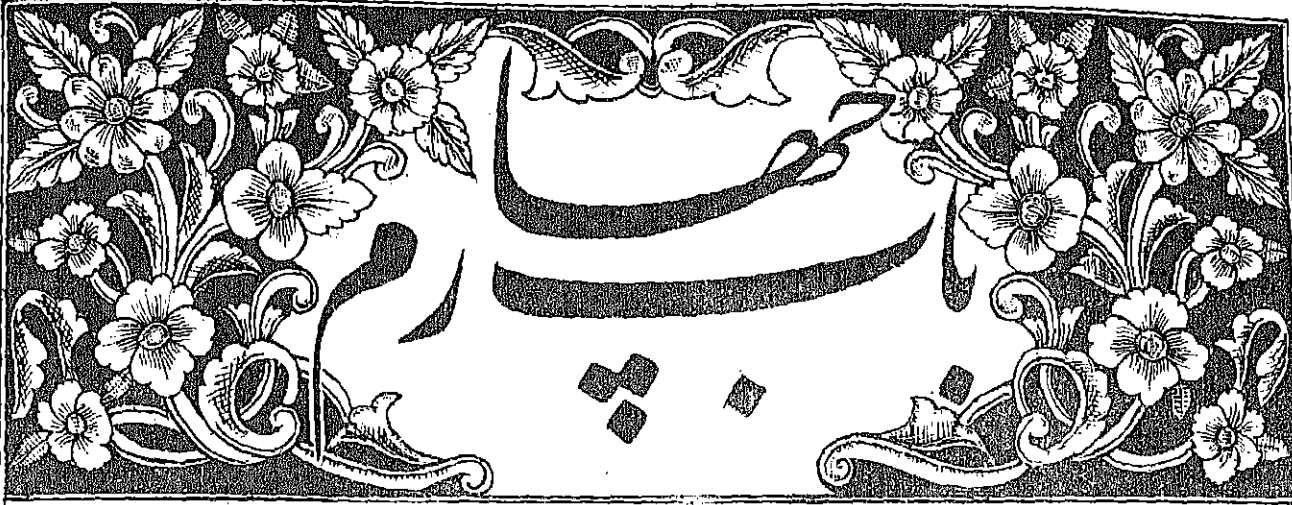
نواب محمدؐ مہابت خان بابی بہادر اوّل بن نواب محمدؐ شیر خان بابی بہادر
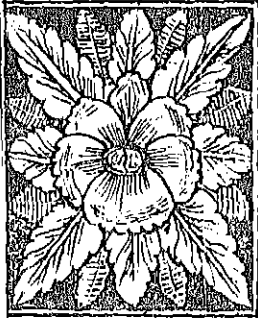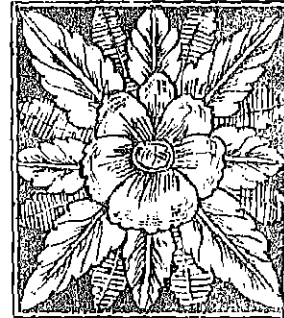
نواب محمد شیر خان بہادر کی وفات کے بعد تمام امرا اور ارکین ریاست کے اتفاق سے ۲۸ ماہ محرّم سنہ ۱۱۷۲ ہجری مطابق ۲ اکتوبر سنہ ۱۷۵۸ء روز دوشنبہ کو نواب محمد مہابت خان بہادر مسند ریاست جوناگڈھ پر رونق افروز ہوئے۔

دیوان جگناتھ جھالا کا قتل

جگناتھ جھالا دیوان ریاست نہایت خود رائے اور خود پسند شخص تھے انہوں نے بہت کچھ دولت جمع کر لی تھی اور ہر کام مین اپنا ہی ٹٹو آگے بڑھانا چاہتے تھے اس پر طرّہ یہ کہ نواب صاحب کے حریفون سے اندرونی سازش بھی رکھتے تھے جس سے درباری امرا اور رعایا کے دل اُن سے سخت ناراض تھے آخر کار ایک حبشی غلام نے جسکا نام بلال تھا موقع پا کر دیوان مذکور کو جوناگڈھ کے پچھواڑی دروازے پر قتل کر ڈالا۔ اور چونکہ مقتول کے بھائی رودرجی نے ریاست کے خلاف سازش کرنی شروع کی
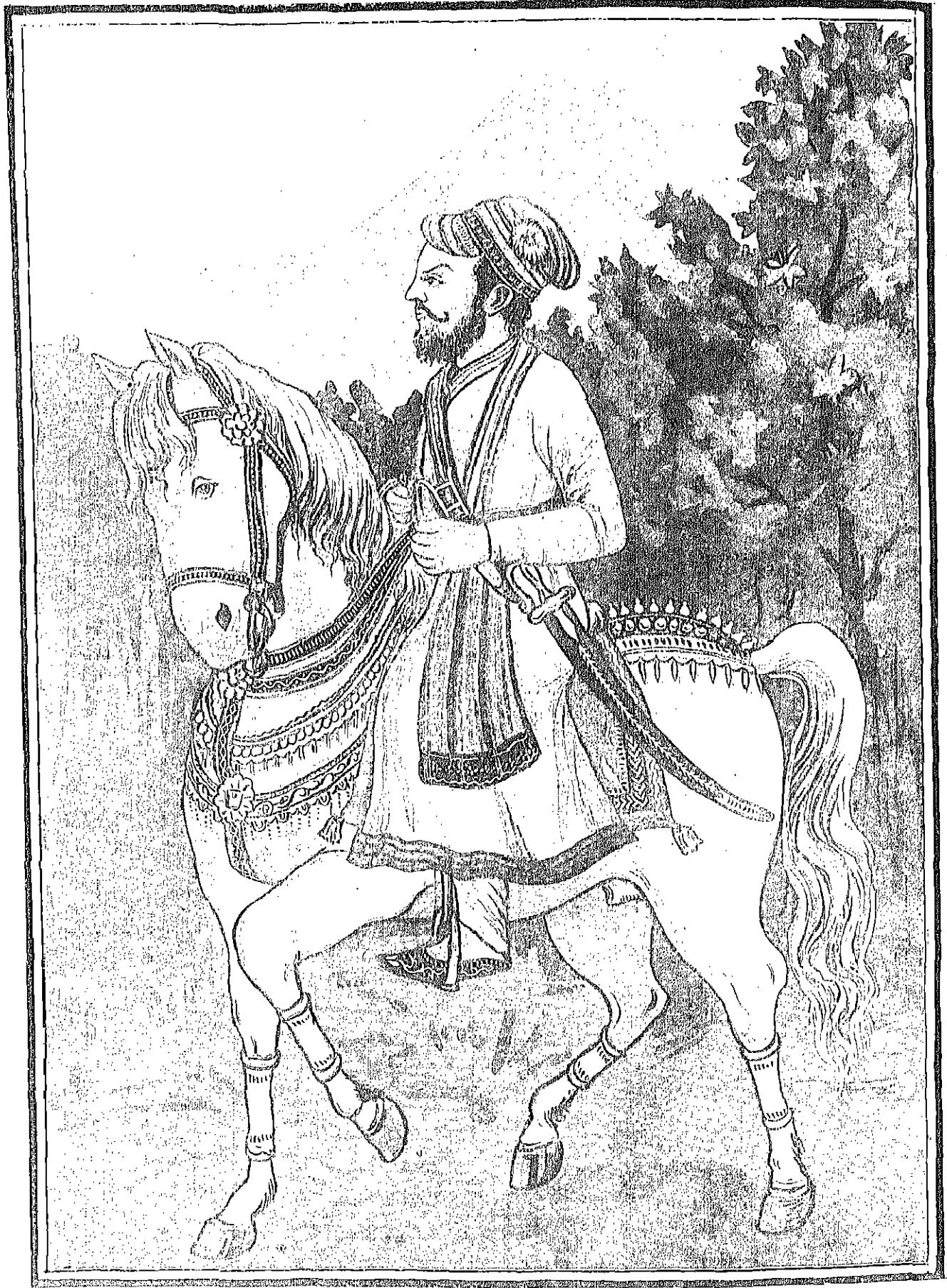
نواب صاحب محمد مہابت خان بابی اول

لہٰذا مقتول کے عیال واطفال و مال کے ساتھ شہر جوناگڈھ سے چلے جانے کا حکم نافذ ہوا چنانچہ نامبردہ مقتول کے عیال و اثاث البیت کو اپنے ہمراہ لیکر بمقام پوربندر چلا گیا۔ پھر ایک مدت دراز کے بعد جب رودرجی نے بعض ذریعون سے نواب محمد مہابت خان بہادر کی حضور مین معافی کی درخواست کی تو اس کا قصور معاف ہوا۔ اور جوناگڈھ آنے کی اجازت ملی۔

سوم جی جیکار اور دیال جی بقال کا یکے بعد دیگرے دیوان ہونا۔

دیوان جگناتھ جھالا کے بعد سوم جی جیکار اور ان کے بعد دیال بقال اور ان کے بعد پھر سوم جی جیکار عہدۂ دیوان ریاست سے سرفراز ہوئے مگر ان سب کا قیام زیادہ مدت تک نہین رہا۔

۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ء نواب صاحب محمد مہابت خان کو معزول کرنے کی غرض سے سلطان بی بی کا ہنگامہ برپا کرنا بطبق روایت تاریخ مرآت احمدی

نواب صاحب محمد مہابت خان بہادر کے برخلاف ایک سازش ہوئی اور وہ بھی یہی کہ سلطان بخت عرف سلطان بی بی صاحبہ نواب محمد بہادر خان المخاطب بہ شیر خان بہادر کی ہمشیر یعنی نواب محمد مہابت خان بہادر کی پھوپھی نواب شیر خان بہادر کے چچا شیر خان ابن صفدر خان کے بیٹے شہامت خان سے بیاہی گئی تھین۔ ان سلطان بی بی صاحبہ نے نواب محمد مہابت خان بہادر کو معزول کرنے کی غرض سے ایک ہنگامہ فساد برپا کیا جسکی نسبت مختلف روایتین ہین معتبر تاریخ مرآت احمدی مین ہے کہ چونکہ سلطان بی بی کے لڑکے بابی محمد ظفر خان اور نواب محمد مہابت خان بہادر باہمی مخالفت رکھتے تھے اسلئے اُدھر محمد ظفر خان جوناگڈھ سے ہنگامہ آرائی کے ارادے سے باہر نکلے اُدھر محمد مہابت خان بہادر بھی فوج کی تیاری کرکے باہر تشریف لے گئے اس اثنا مین جوانمرد خان جو محمد مہابت خان کے چچیرے چچا اور خسر بھی ہوتے تھے حقیقت معلوم کرکے اصلاح اور رفع کدورت کرنے کیلئے پیران پٹن سے راد ھن پور اور وہان سے ان کی طرف روانہ ہوئے اور ادھر محمد ظفر خان اور نواب محمد مہابت خان بہادر بھی متعاقب یکدیگر پہونچکر جوانمرد خان سے آملے جوانمرد خان نے ان دونون کو بدلائل عقلی و نقلی فہمائش کرکے معرکہ آرائی

باز رکھا اور ملاپ کرا دیا۔ بعد اسکے دونون لشکرون کے اتفاق سے پرگنات سرکار سورٹھ کی تحصیل وتشخیص کرکے جوانمرد خان تو لیا نہ ہوتے ہوئے مقام دہندوقہ کے قریب پہنچے اور اس مقام سے ان سے جدا ہوکر پیران پٹن چلے گئے اور نواب محمد مہابت خان بہادر نے جوناگڈھ کی طرف مراجعت کی یہ واقعہ سنہ ۱۱۷۳ھ کا ہے۔

ہنگامۂ مذکورۂ بالا کا حال بروایت دیوان رنچھوڑجی مؤلف تاریخ سورٹھ

دیوان رنچھوڑجی مؤلف تاریخ سورٹھ نے واقعۂ مذکورۂ بالا کو اسطرح لکھا ہے کہ سلطان بی بی صاحبہ کے لڑکے محمد ظفر خان تو اس زمانے مین وفات پا چکے تھے لیکن محمد ظفر خان کے دو فرزند محمد مظفر خان اور فتحیاب خان جو ہنوز کم عمر تھے موجود تھے اس موقع پر سلطان بی بی صاحبہ نے جمعدار سلیمان عرب کو جو ریاست کا رکن رکین اور ایک زبردست امیر تھا اپنے ساتھ موافق کرکے نواب محمد مہابت خان بہادر کو قلعۂ بالا مین نظربند کرلیا اور اپنے پوتے محمد مظفر خان کو برائے نام جوناگڈھ کی مسند ریاست پر بٹھا کر ان کے نواب ہونے کی منادی کرادی جب اس واقعہ کا شہرہ ہوا تو نواب جوانمرد خان رئیس رادہن پور نواب محمد مہابت خان بہادر کی حمایت اور ان کے رہا کرانے کا حیلہ کرکے فوج کثیر ہمراہ لیکر پیران پٹن سے جوناگڈھ آئے اور قلعۂ بالا (اوپرکوٹ) سے تھوڑے فاصلے پر پہنچکر مقام کیا۔ نواب نظربندی کی حمایت تو ایک حیلہ تھا در حقیقت جوانمرد خان بہادر کی نیت یہ تھی کہ جوناگڈھ اپنے فرزند محمد غازی الدینخان کے سپرد کردین اور نواب محمد مہابت خان بہادر کو اپنے ساتھ رادہن پور لیجائین۔ غرض یہ ارادہ کرکے جوانمرد خان نے رات کو سیڑھی لگا کر جنوبی سمت سے قلعہ پر چڑھ جانے کا قصد کیا مگر قلعہ کے پہرے والون کی ہوشیاری کے سبب کامیابی نہوئی۔ ناچار اسی رات کی صبح کو جوانمرد خان بہادر نے جوناگڈھ سے مراجعت کرکے دو منزل کے فاصلے پر جاکر مقام کیا تاکہ اہل قلعہ کے مطمئن اور غافل ہوجانے کے بعد پھر مراجعت کرکے حملہ کرین مگر جمعدار سلیمان عرب نے اس ارادے کی اطلاع پاتے ہی نواب محمد مہابت خان بہادر کو جوناگڈھ کی مسند ریاست پر بٹھا دیا اور محمد مظفر خان و فتحیاب خان کو رانپور جاگیر دیکر ان سے ریاست کی شرکت کا لادعوے لکھوا لیا۔ چنانچہ

رانپور اتبک انہین کی اولاد کے قبضہ و تصرف مین ہے اور یہ امر بھی قرار پایا کہ سلطان بی بی صاحبہ جونا گڈھ سے کہین اور جاکر سکونت گزین ہون اس واقعہ کو دیوان رنچھوڑجی سمت ۱۸۱۸ مطابق سنہ ۱۷۶۱ء سے منسوب کرتے ہین اس تقدیر پر مرآت احمدی سے قریب دو برس کا فرق پڑتا ہے اور ما بعد کے مورخ جیسے کرنل واٹسن وغیرہ نے بھی اس واقعہ مین دیوان رنچھوڑجی کی تقلید کی ہے ناموں کی نسبت بھی اس واقعہ مین اختلاف ہے یعنی بقول مؤلف مرآت احمدی نواب محمد مہابت خان بہادر سے اور محمد ظفر خان پسر سلطان بی بی سے مقابلہ تھا اور بقول دیوان رنچھوڑجی سلطان بی بی کے پوتے محمد مظفر خان اور نواب محمد مہابت خان بہادر سے مقابلہ تھا قول اوّل سے جوانمرد خان بہادر کی نیت بخیر اور دوسرے سے برخلاف معلوم ہوتی ہے اور بقول رنچھوڑجی کے لا دعویٰ لکھوانا بھی غلط ہے اسواسطے کہ اُن کو ریاست مین کوئی حق نہ تھا غرض رنچھوڑجی کی تحریر ہر طرح نامعتبر معلوم ہوتی ہے زیادہ اعتبار صاحب مرآت احمدی کا ہے جو اسوقت کا مورخ ہے نیز جوانمرد خان چچا ہونے کے علاوہ نواب محمد مہابت خان کے خسر بھی تھے۔ واقعۂ مذکورۂ بالا فیصل ہونے کے بعد پرگنہ اپلیٹہ ۳۵ ہزار جامی کوری نقد کے معاوضہ اور پانچہزار جامی سالانہ پیشکش کے وعدے پر کمبھاجی زمیندار گونڈل کو لکھدیا گیا۔

سنہ ۱۷۶۲ء عہدۂ دیوانی کے کارپردازون کا عزل و نصب	سوم جی جیکار کے بعد میوالال بن جگ جیونداس گجراتی کایستھ کچھ مدت تک دیوان رہے ان کے بعد نواب صاحب کے چچا شیر زمان خان تعلقدار بانٹوہ دیوان ہوئے اور دو سال کے قریب تک مہمات عہدۂ دیوانی انجام دیتے رہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۲) [۱] رانپور شہر جونا گڈھ سے شرقی سمت ۱۲ میل کے فاصلے پر ادبین نامی ندی کے کنارے آباد ہے اسکی مردم شماری تقریباً تین ہزار ہے۔ یہ قصبہ کوہ گرنار کے دامن مین واقع ہے اور یہ تعلقہ نواب صاحب جونا گڈھ دام اقبالہ کے زیر حکومت ہے بمبئی گورنمنٹ سلکشن نمبر ۳۹ حصہ اول کے صفحہ ۱۸۱ مین لکھا ہے کہ محمد صلابت خان یعنے محمد مہابت خان بہادر کے دادا نے اپنے داماد شہامت خان کو جو سلطان بی بی صاحبہ کے شوہر تھے رانپور دیا تھا۔ مگر یہ قول غلط ہے رانپور والے شہامت خان بن شیر خان بن صفدر خان کی اولاد مین سے ہین نہ کہ شہباز خان برادر صفدر خان کی نسل سے جیسا کہ اکثر مؤرخون نے لکھا ہے۔

سلطان بی بی صاحبہ کا بلاول پر قبضہ کر لینا

نواب صاحب کے والد ماجد نواب شیر خان بہادر کے عہد فرمانروائی مین بلاول[1] سرکار جوناگڈھ کے ماتحت نہ تھا بلکہ بلاول اور پٹن اور دیگر چند پرگنات حضور شاہی سے نعمت خان لودی کی جاگیر مین تھے۔ رعایائے پٹن نے کئی بار سرکشی کی لیکن چونکہ نعمت خان زورمند شخص تھا تمام بغاوتون کو فرو کرتا رہا۔ دیو کے پرتگیز لوگ اور ماجی آنگلیا مرہٹہ دریائی لٹیرے نے بھی اس بندر پر دندان طمع تیز کر کے حملے کئے مگر ان کو بھی خان موصوف کے مقابلے مین کامیابی نہوئی۔ اسکے بعد خان موصوف کتیانہ گیا اور وہین وفات پائی اس کا مقبرہ ابتک وہان موجود ہے۔ اسکی وفات کے بعد نواب صاحب کی پھوپھی سلطان بی بی صاحبہ نے بلاول پر قبضہ کر لیا اور کچھ مدت تک یہ انکے زیر انتظام رہا۔ اسکے بعد قاضی شیخ میان اور ان کے بھائی شہاب الدین نے سندرجی دیسائی اور دیگر معززین کو اپنے ساتھ ملا کر ۱۷۶۲ء مین سلطان بی بی کو علیحدہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور پھاڑجی اور چاندا اور فیروز شاہ وغیرہ خاص آدمیون کو جو ہمیشہ شورش و بغاوت کرتے رہتے تھے قرار واقعی سزا دی اور اپنا پورے طور پر عمل دخل کر لیا۔

عربون کی سرکشی اور دیوان امرجی کا بتلاش روزگار جوناگڈھ آنا۔

عربون کی فوج نے جنکی تنخواہ بہت چڑھ گئی تھی بغاوت کر کے قلعۂ بالا پر قبضہ کر لیا۔ اور قسم کھائی کہ تا ادائے رقم تنخواہ قلعے کا قبضہ نہ چھوڑینگے اسپر نواب محمد مہابتخان

---

[1] بلاول کا قدیم نام ہنود کے پران مین ویلاون ہے اور بعض قدیم کتب ہنود سے اس کا نام ویلاپور (چھوٹا بندر) معلوم ہوتا ہے والا قوم کے ایک راجپوت ویراول نامی نے اسکو آباد کیا تھا اسوجہ سے اسکا نام ویراول ہوا یہ بندر سومناتھ پٹن سے دو میل کے فاصلے پر واقع ہے سلاطین گجرات کے زمانے مین اسکو وہ عروج تھا جو سلاطین مغلیہ کے زمانے مین شہر سورت کو حاصل ہوا تھا خاندان خلجی اور تغلق کے عہد سلطنت مین جسقدر گھوڑے ملک عرب سے آتے تھے وہ اسی بندر پر جہاز سے اتار کر دہلی روانہ کئے جاتے تھے حاجی لوگ بھی اسی بندر سے بیت اللہ شریف جاتے تھے اسکی آبادی تقریباً ۱۳ ہزار ہے اور آب ہوا نہایت لطیف ہے یہان کے سیٹھ جوہری عبداللہ اور عبدالحبیب دونون بھائیون نے اپنی دینداری اور فیض رسانی سے عربی مدرسہ قائم کیا ہے جو عمدہ تعمیر ہے۔

بہادر نے اسکو محصور کرلیا اسی اثنا میں منگرول کا باشندہ ایک ناگر امرجی[۱] نامی نواب ممدوح کی خدمت میں بامید ملازمت حاضر ہوا نواب ممدوح نے اس سے فرمایا کہ اگر تم جونا گڈھ کے باگیسری دروازہ کو جسپر بھی وہی عرب قابض ہیں ان کے قبضے سے چھڑا کر ملازمان سرکار کے سپرد کردو تو تم کو نوکری عطا ہوگی امرجی نے جمعدار سالمین کے بھروسے پر جسکی شجاعت کو یہ پہلے سے جانتا تھا اس کام کا ذمہ لیا اور پوربندر جاکر جمعدار مذکور اور دیگر عربوں کو ہمراہ لیئے ہوئے رات کے وقت قریب جوناگڈھ پہونچے اور چونکہ نواب صاحب نے رات کے وقت بنظر احتیاط ان کو شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی تھی اسلیئے یہ سب شہر کے باہر ہی مقیم ہوئے اور رات کے وقت باگیسری دروازے کے عربوں کو غافل پاکر ان پر حملہ آور ہوئے۔ اس حملہ میں بہت سے عرب قتل ہوئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ باگیسری دروازہ سالمین اور امرجی نے ملازمان نواب کے سپرد کردیا۔ اُدھر قلعۂ بالا کے عربوں کو نواب ممدوح نے اس سختی کے ساتھ محصور کیا کہ انھوں نے بھی پناہ مانگ کر صلح کی درخواست کی اور آخر فیصلہ یہ ہوا کہ ان تمام عربوں کو نصف تنخواہ دیکر رخصت کیا گیا۔ بعد اُسکے امرجی اور جمعدار سالمین نواب ممدوح کی ملازمت سے سرفراز کیئے گئے۔ اور خدمت سرکاری باتفاق یک دیگر عمدگی سے انجام دینے لگے۔

سنہ ۱۷۶۴ء
فتح بلاول

جب بلاول میں قاضی شیخ میاں کا اقتدار و اختیار روز بروز بڑھنے لگا تو نواب محمد مہابت خان بہادر نے بعض مصالح ملکی کے لحاظ سے بلاول پر فوج کشی مناسب سمجھی اور مع فوج کوچ کرکے بلاول سے دو کوس کے فاصلے پر موضع آدری میں نزول اجلال فرمایا اور خود بنفس نفیس یہیں مقیم رہکر امرجی اور عبداللہ خان حبشی کو ایک جانب سے اور واحد الدین اور سندھیوں کو دوسری جانب سے حملے کا حکم دیکر روانہ کیا عبداللہ خان وغیرہ مغربی سمت سے سیڑھی لگا کر قلعہ کے اوپر جا پہنچے اور طلایہ[۲]

[۱] یہ احوال اسکے بیٹے رنچھوڑجی کا لکھا ہوا ہے۔

[۲] طلایہ وہ فوج ہے جو شہر و لشکر کی رات کو محافظت کرتی ہے۔

کے سپاہیون کو تہ تیغ کیا اور تھانہ کے چار سو عربون کو بھگا دیا اور اسطرف واحد الدین اور رگھیہ سندھی بھی دریا کی جانب سے داخل قلعہ ہوکر عبداللہ خان وغیرہ کے ساتھ جا ملے پھر تو اس گرما گرمی کی لڑائی ہوئی کہ آخر کار مقہورین لوگ مقابلے کی تاب نہ لاکر معرکۂ کارزار سے جہانگیر میان[1] ابن قاضی شیخ میان کے ساتھ فرار ہو گئے اور سندرجی دیسائی مع قبائل اسیر ہو گیا جب نوابصاحب کو اس فتح کا مژدہ پہونچا تو وہ بھی طبل شادمانی بجواتے ہوئے تشریف لے گئے۔ اور تمام رعایا نے خدمت نواب ممدوح مین حاضر ہوکر اس فتحمندی کی مبارکباد دی۔ کچھ دنون کے بعد نواب صاحب نے جوناگڈھ کی طرف مراجعت فرمائی۔

امرجی کو منصب دیوانی عطا کرنا

نواب صاحب بہادر کے چچا محمد شیر زمان خان تعلقدار بانٹوہ کی دیوانی کے بعد پوپٹ پارک اور ان کے بعد جوہر چند سیٹھ اور مولچند پارک بہت ہی قلیل مدت تک دیوان رہے اب امرجی کو جو اس زمانہ تک صرف فوجی خدمات انجام دیتے تھے نواب ممدوح نے دیوانی[2] کے جلیل القدر عہدے سے سرفراز کیا مگر تلوار خنجر قبضۂ زرین علم نقارہ سکھپال چوبدار اور مشعل وغیرہ لوازم عہدۂ دیوانی عہدہ ملنے کے کچھ مدت بعد عطا کئے گئے۔

سنہ ۱۷۶۹ء محمد شیر زمان خان جاگیردار بانٹوہ کی مخفی طور سے جوناگڈھ پر چڑھائی اور ناکامیابی

سنہ ۱۷۶۹ء[3] مین محمد شیر زمان خان جاگیردار بانٹوہ عم نواب محمد مہابت خان بہادر نے جوناگڈھ پر قبضہ کر لینے کا خیال خام کرکے اور چند اوباشش

---

[1] انگریزی ترجمۂ تاریخ سورٹھ مین مترجم برجس صاحب نے صفحہ ۱۴۸ مین شیخ جہانگیر اور شیخ میان دو شخصون کا بھاگنا لکھا ہے اور گجراتی ترجمہ تاریخ سورٹھ کے صفحہ ۱۱۴ مین بھی ایسا ہی ہے۔ مگر یہ غلط ہے۔

[2] دیوان رنچھوڑجی نے امرجی کے دیوان ہونیکا سن نہین لکھا مگر یہ لکھا ہے کہ فتح تاناجہ کے بعد امرجی کو دیوانی کا خلعت وغیرہ عطا ہوا اور تاناجہ سنہ ۱۷۶۹ء مین فتح ہوا ہے اور کرنل واکر دیوان امرجی کا دیوان مقرر ہونا سنہ ۱۷۶۶ء مین لکھتے ہین۔

[3] تاریخ سورٹھ کے انگریزی و گجراتی ترجمون مین سمت ۱۸۲۵ لکھا ہے مگر اصل فارسی مین سمت ۱۸۲۶ ہے اور کرنل واٹسن نے سنہ ۱۷۷۰ء لکھا ہے۔

آوارہ گرد لوگون کو ہمراہ لیکر بانٹوہ سے کوچ کیا اور راتون رات طے مسافت کر کے جوناگڈھ کے منجھوری دروازے کے متصل بشارت باغ مین پہونچکر مخفی طور سے مقام کیا علی الصّباح دروازہ کھلتے ہی حملے کا ارادہ کر کے دروازے کے قریب آپہونچے اتفاقاً اسوقت کچھ لکڑہارے اور شہر کے لوگ جو داول[۱] شاہ کی زیارت کرنے جاتے تھے دروازے کے قریب پہونچ گئے تھے ان سب لوگون نے یہ ناگہانی آفت دیکھکر دروازہ بند کر لیا اور لڑنے پر آمادہ ہو گئے شیر زمان خان نے یہ حقیقت دیکھ کر ناکامی و مایوسی کے ساتھ بانٹوہ کی جانب مراجعت کی۔

۱۷۶۹ء دلکھانیہ پر چڑھائی

جنگل گر مین دلکھانیہ ایک مقام ہے جہان اکثر لٹیرے اور باغی جمع ہو کر اطراف مین لوٹ مار کیا کرتے تھے چیتل کے کاٹھی کونپا والہ نامی گراسیہ نے اس سال نواب صاحب کو نذرانہ دیکر یہ استدعا کی کہ اگر ان بدمعاشون اور ان کی جائے پناہ اور مسکن کا پورا پورا استیصال اور بیخکنی ہو جائے تو رعایا خصوصاً مسافرون کو نہایت آرام ملے نوابصاحب نے یہ درخواست منظور کر کے فوج کا ایک حصہ زیر حکم دیوان امرجی دلکھانیہ روانہ کیا جس نے مقام مذکور کو بالکل برباد و ویران کر دیا بہت سے باغی قتل ہوئے اور بقیۃ السّیف اِدھر اُدھر بھاگ گئے اس طرح مخلوق کو ظلم سے نجات ملی۔ مذکور گراسیہ بھی دیوان امرجی کے ہمراہ گیا تھا۔

۱۷۶۹ء فتح قلعہ کتیانہ

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ قصبہ کتیانہ[۲] کے قصباتیون نے نعمت خان لودی کو کتیانہ بلاکر

---

[۱] یہ سلطان محمود بیگڑہ کی طرف سے آمرن متعلقہ ہالار کے تھانہ دار تھے ان کا نام عبداللطیف بن ملک محمود قریشی تھا اور سلطان موصوف کی طرف سے انکو داورالملک خطاب تھا جو بگڑ کر داول شاہ مشہور ہو گیا ان کا راجپوتون پر بڑا رعب داب تھا یہ بڑے بہادر نیک طینت اور بجا آوری احکام شریعت کے کامل پابند اور صاحب کشف و کرامات تھے ان کو ایک راجپوت نے دغا سے شہید کر ڈالا جس کا مفصل حال صفحہ ۸۲ مین درج کیا گیا ہے۔ وفات کی تاریخ لفظ ذی قعدہ سے نکلتی ہے اسی مہینہ کی تیرہ کو یہ شہید ہوئے ہین اور موضع آمرن مین مدفون ہین اطراف کے بہت سے لوگ زیارت کو جاتے ہین۔ ۸۸۹ھ

اپنا حاکم قرار دیا تھا لیکن جب خان موصوف نے سنہ ۱۱۶۰ھ ۱۷۴۷ء مین وفات پائی تو دوسرے برس تک وہان پھر زمانہ سابق کے مانند ابتری و بدنظمی رہی آخرکار سب نے متفق ہوکر سنہ ۱۷۵۵ء مین کتیانہ کو رانا پوربندر کے سپرد کیا جو نو برس تک اسکے قبضے مین رہا جب رانائے مذکور نے ظلم و تعدی شروع کی تو وہان کے قصباتیون نے سنہ ۱۷۵۹ء مین نواب شیر خان بہادر کے متبنیٰ فرزند محمد ہاشم خان کو بلاکر اپنا حاکم بنایا۔ پھر جب انہون نے بھی جور و ظلم شروع کر دیا تو پیر خان شیروانی اور شاہ بھائی کے بہتیجے بھاونتہ[5] کھوکھر اور دیگر قصباتیون نے نواب محمد مہابت خان بہادر کے حضور مین حاضر ہوکر فریاد کی کہ ہاشم خان ظلم کر رہے ہین اور اگر خان موصوف رانائے پوربندر کے کامدار پریم جی لوہانہ کے ساتھ متفق ہو جائینگے تو پھر کتیانہ کا ہاتھ آنا بھی دشوار ہو جائیگا۔ اس فریاد پر نواب ممدوح نے جو فوج دلکھانیہ گئی ہوئی تھی اسکو حکم بھیجا کہ بالا بالا کتیانہ پہونچکر اس مہم کو انجام دے۔ فوج مذکور نے اس حکم کے رو سے جاکر کتیانہ کا محاصرہ کیا اور سرنگ لگاکر قلعہ کا ایک برج اُڑا دیا۔ اس پر محمد ہاشم خان گھبراکر بھاگ گئے اور خان موصوف مجبور ہوکر امان طلب ہوئے۔ الغرض قلعہ کتیانہ پر سنہ ۱۷۶۹ء مین نواب ممدوح کی فوج نے قبضہ کرلیا اور محمد ہاشم خان کو قصبہ بہادرنگر عرف منجھوڑی[6] بطور مدد معاش دیا گیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۷) [3] دیوان رنچھوڑ جی نے جیتل لکھا ہے۔ مگر کرنل واٹسن وغیرہ نے جیتپور لکھا ہے۔

[4] افواہاً مشہور ہے کہ کُنتی نام ایک گوالن یہان اپنے جانورون کو چرایا کرتی تھی اسکے نام پر اس کا نام کُنتیانہ ہوا۔ جو مخفف ہوکر کتیانہ ہوگیا۔ سلاطین گجرات کے عہد سلطنت مین جب محمود بیگڑہ کا بیٹا مظفر حلیم سورٹھ کا حاکم تھا اسکو یہان کی آب ہوا بہت پسند تھی اسلئے وہ اکثر اوقات یہین رہا کرتا تھا جس سے اسکا نام مظفرآباد رکھا چنانچہ اسکا بنایا ہوا ایک قلعہ بھی یہان موجود ہے۔ یہان جلال شاہ اور سکین شاہ وغیرہم رحمہم اللہ تعالےٰ کے مزارات ہین اور نعمت خان لودی کا بھی مقبرہ ہے جسنے سنہ ۱۱۶۰ھ مین وفات پائی اس مقبرے مین تاریخ وفات کندہ کی ہوئی موجود ہے۔

[5] تاریخ سورٹھ فارسی مین بھاونہ کھوکھر اور اسکے ترجمون مین بھاوت کھوکھر لکھا ہے۔

[6] منجھوڑی گاؤن جوناگڈھ سے چھ میل فاصلے پر اوبن ندی کے کنارے واقع ہے افواہاً مشہور ہے کہ مسماۃ رانک دیوی راہ کہنگار کے ساتھ

اور دیوان امرجی کا چھوٹا بھائی گوبندجی نواب صاحب کی طرف سے قلعہ دار کتیانہ مقرر کیا گیا۔

سنہ ۱۷۶۹ء
اکھیراج رئیس بھاؤنگر کی مدد کے لیئے تلاجہ پر چڑھائی۔

بھاؤنگر کے جنوب مین ۳۱ میل دور پہاڑی پر ایک پرفضا مقام ہے جس کا نام تلاجہ ہے۔ یہ مقام پہلے واجا قوم کے قبضے مین تھا اسکے بعد باریہ قوم کے کولی اُسپر قابض ہوگئے یہ باریہ کولی ایسے سرکش لٹیرے تھے کہ اگر موقع پاتے تھے تو انگریزون کے جہاز بھی لوٹ لیتے تھے اور اسقدر زبردست ہوگئے تھے کہ بھاؤنگر کا راول اکھیراج[۱] بھی انکا مقابلہ نہین کرسکتا تھا جب اکھیراج ان کی لوٹ مار سے عاجز آیا تو اس نے نواب محمد مہابت خان بہادر سے مدد مانگی۔ نواب ممدوح نے اس قوم کے استیصال کے لیئے ایک جرّار فوج روانہ کی جس نے تلاجہ کا محاصرہ کیا سخت جنگ ہوئی۔ باریہ کولی بھی بڑے استقلال سے لڑے لیکن اس جرّار فوج کے سامنے کامیابی بہت مشکل تھی۔ آخر ہتھیار رکھ دیئے۔ اور ایک معتد بہ رقم جرمانہ ادا کرکے آئندہ سرکشی اور لوٹ مار نہ کرنے کا اقرار کیا[۲]۔

سنہ ۱۷۷۰ء
سلیمان نگر عرف کچھ بھج کے متصدیوں کی رہائی

سلیمان نگر عرف کچھ بھج کے راؤ گوڑجی کے ذمے عرب جمعدارون کی تنخواہ بہت چڑھ گئی جب انہون نے سخت تقاضا کیا تو راؤ موصوف نے اپنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۸) بیاہے جانے سے پہلے اسی منجھوڑی گاؤن مین ایک کمہار کے یہان رہتی تھی اسکا نام بہادر نگر بھی ہے۔ جو نواب صاحب اوّل کے نام سے موسوم ہوا ہے۔

[۱] بمبئی گزیٹیر جلد ۸ مؤلفہ کرنل واٹسن مین لکھا ہے کہ سنہ ۱۷۷۲ء مین بھاؤنگر کے راول اکھیراج نے انتقال کیا۔ اور اس کا بیٹا بخت سنگھ جانشین ہوا۔ اس سے ثابت ہے کہ یہ واقعہ عہد اکھیراج کا ہے۔ لیکن کرنل موصوف اپنی تالیف اسٹیٹس اسٹیکل اکونٹ آف جوناگڈھ کے صفحہ ۳۷ مین لکھتے ہین کہ سنہ ۱۷۶۸-۶۹ء مین بخت سنگھ نے نواب جوناگڈھ سے مدد مانگی۔ پس یہ دونون قول باہم متناقض ہین۔ مگر کرنل موصوف کا پہلا قول صحیح ہے۔ اس واقع مین رنچھوڑجی نے غلطی سے اکھیراج کی جگہ بخت سنگھ کا نام لکھا ہے

[۲] چونکہ باریہ کولی اقرار پر قائم نہ رہے اور سرکشی کرنے لگے اسلیے بھاؤنگر کے راول نے گورنمنٹ انگلشیہ سے مدد لیکر سنہ ۱۷۷۱ء مین تلاجہ پھر فتح کیا۔ تا۔

چند متصدیون کو بطور یرغمال اُن کے سپرد کیا جب اسکے بعد بھی ادائے تنخواہ مین زیادہ تاخیر ہوئی تو عربون نے متصدیون سے سختی کا برتاؤ شروع کیا اور نہایت ذلت کے ساتھ ان کو علاقہ ہالار مین لے گئے اور اپنے جمعدار کی اطاعت سے بھی منحرف ہوگئے یہ جمعدار ایک ذی عزت اور غیرت مند شخص تھا۔ ماتحتون کی بے اعتدالی دیکھکر آجی نامی ندی مین ڈوب مرا۔ یہ احوال سُنکر نواب صاحب نے دیوان امرجی کو جو اس ضلع مین پیشکش وصول کرنے گئے تھے حکم دیا کہ رقم متنازعہ فیہ اپنے ذمہ کرکے متصدیون کو آزاد کرادو۔ دیوان نے اس حکم کی فوراً تعمیل کی اور متصدیون کو جو عربون کے پاس قید تھے آزاد کرادیا۔ اس سے کچھ کا راؤ نواب صاحب کا بہت کچھ رہین منت اور شکر گذار ہوا۔

سنہ ۱۷۷۱ء — مالیہ کی قوم میانہ اور باگھیرون کو تنبیہہ

مقام موربی سے شرق وجنوب مین ایک مقام مالیہ[۱] ہے یہان کے اصل باشندے قوم میانہ اور راوکھا کی طرف سے گئے ہوئے باگھیر قوم کے لوگ ایسے جنگجو اور سرکش تھے کہ پیشوا اور گائیکواڑ[۲] اور جام کے بڑے بڑے جرار لشکرون سے بھی بارہا مقابلہ کرکے اُن کو پریشان وحیران کردیا کرتے تھے۔ اور علاقہ جات ہالار اور جھالاواڑ کو ملک کچھ تک تاخت وتاراج کرتے رہتے تھے چونکہ علاقہ جات مذکور مین زور طلبی لینے کے سبب سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۹) باریہ کولیون کی مفسدہ پردازیون کا لحاظ کرکے تلاجہ کو اپنے مقبوضات مین شامل کرنے سے انکار کیا۔ لہذا گورنمنٹ انگلیشیہ نے یہ مفتوحہ علاقہ نورالدین خان نواب کھمبایت کے سپرد کردیا۔ اسکے تھوڑی مدت کے بعد راول بخت سنگھ نے نواب موصوف سے تلاجہ ۸۰ ہزار روپیہ کو خرید کرلیا چنانچہ ابتک اسی کے خاندان کے قبضہ مین ہے۔

[۱] یہ میانہ مالیہ کہا جاتا ہے۔ دوسرا ہاٹھی مالیہ جو سرکار جوناگڈھ کے ماتحت ہے۔

[۲] گائیکواڑ کا ایک عرب جمعدار نماز پڑھ رہا تھا اتفاقاً ایک میانہ بھی وہان جانکلا۔ اور کہا کہ جسکے آگے سر جھکاتا ہے۔ اُس سے تو ڈرتا ہے۔ عرب جمعدار نے غصہ ہوکر کہا مین صرف اللہ ہی سے ڈرتا ہون۔ وہ بولا میرے ساتھ مالیہ چلکر دیکھ ہم تو وہان اللہ سے بھی نہین ڈرتے (راس مالا صفحہ ۱۲۴)۔

نواب صاحب کی اعلیٰ حکومت تھی اسلئے ان کی حمایت ضروری سمجھکر نواب صاحب نے اُن سرکشون کے استیصال کی غرض سے ایک فوج بھیجی جس نے اُن کو شکست فاش دی۔ اور آخرکار انھون نے معتدبہ رقم جرمانہ ادا کی۔ اور آئندہ کی نسبت اقرارنامۂ اطاعت بھی لکھدیا۔

سنہ ۱۷۷۰ء
قوم بابریہ کے سرکشون کی تنبیہہ

علاقہ بابریہ واڑ کے بابریہ قوم کے لوگ ہرچہارطرف سخت لوٹ مار کرتے رہتے تھے جس سے وہان کی رعایا پریشان تھی۔ نواب صاحب نے اُن کی تنبیہہ کے لئے ایک فوج بسرکردگی دیوان امرجی روانہ کی جس سے پہلے روز سرکشون نے نہایت بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا۔ مگر دوسرے روز پسپا ہوکر امان طلب ہوئے۔ اور لوٹ کا مال واپس دیکر آئندہ لوٹ مار سے باز رہنے اور نواب صاحب کو سالانہ پیشکش دینے کا اقرارنامہ لکھدیا۔

سنہ ۱۷۷۰ء
اونہ ودیلواڑہ کے قصباتیونکو تنبیہہ

فوجداران سورٹھ کی بدانتظامی سے ان کے ماتحت جاگیردار سرکش ہوگئے تھے چنانچہ اونہ[1] اور دیلواڑہ کے قصباتیون نے بھی سرکش ہوکر خودمختاری اختیار کرلی تھی۔ سنہ ۱۷۷۰ء مین جب نوابی فوج بابریہ لوگون کو زیر کرنے کے بعد قصبہ اونہ کے قریب جارہی تھی ان قصباتیون نے اپنے مضبوط قلعے اور جمعیت کے گھمنڈ اور نخوت کے زعم مین فوج نوابی سے چھیڑچھاڑ کرنی شروع کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سخت لڑائی کے بعد قصباتیون کو عاجز آکر ایک بڑی رقم بطور جرمانہ دینی پڑی۔ اور اُسکے وصول ہونے تک اونہ کے شیخ طاہر کے بیٹے شیخ جنید کو دارالریاست جوناگڈھ اول مین رہنا پڑا۔

آونہ کے قصباتیون کو نواب صاحب کی مدد

اسی سال دیلواڑہ کے سید لطیف میان نے آونہ فتح کرلیا۔ اور وہان

[1] اونہ اور دیلواڑہ قریب قریب واقع ہین اسلئے دونون کا نام ملاکر لیا جاتا ہے۔ اونہ کی آبادی چھ ہزار سے زیادہ ہے۔ اور دیلواڑہ کی چار ہزار کے قریب ہے۔ دیلواڑہ کی نسبت آونہ قدیم مقام ہے اور اس کا قدیم نام اونت دُرگ (اُنچا قلعہ) ہے۔ سلاطین گجرات کے عہد مین مسلمان دیلواڑہ کو نوانگر کہتے تھے۔ اور آونہ پہلے اونہ وال برہمنون کے زیر حکومت تھا۔ اسکے بعد واجا قوم کے قبضے مین آیا پھر اسکے بعد اہل اسلام اسپر قابض ہوئے۔

کے قصباتی جلا وطن ہوئے مگر بعد مین نواب صاحب کی مدد سے وہ آونہ پر پھر قابض ہوگئے۔ ان دونون مقامات سے سرکار نواب صاحب مین دوبرس سے پیشکش آتا تھا۔ اور نواب صاحب کی حکومت کا تھانہ بھی تھا۔

سنہ ۱۱۶۶ء — گونڈل کے رئیس کمبھاجی کا حوصلہ نواب صاحب کی سرحدی محافظ فوج پر اور انجام کار کمبھاجی کا امان مانگنا

گونڈل کا رئیس کمبھاجی ثانی جاڑیجا ایک کم استطاعت زمیندار تھا لیکن اس نے اپنی ذاتی فطرت اور چالاکیون سے اپنے مقبوضات کے حدود کو وسیع کرلیا تھا۔ اور دولتمند بھی ہوگیا تھا۔ رفتہ رفتہ اپنے راجپوتوں کی جمعیت پر اس کو اسقدر گھمنڈ اور ایسا بھروسہ ہوگیا کہ اپنے قدیم محسن[1] نواب محمد مہابت خان بہادر کے مقبوضات پر بھی طمع کی نگاہ ڈالی اور گائیکواڑ کے لشکر کی مدد لیکر نواب صاحب کی اس فوج پر حملہ آور ہوا جو سرحد ریاست پر ملک کی حفاظت وحراست کے واسطے رہتی تھی اس فوج کی تعداد قلیل تھی۔ اور موضع مالا سمڑی کے قریب اس کا مقام تھا جب کمبھاجی اور مرہٹون کی کثیر تعداد فوج نے اس پر اچانک حملہ کیا تو اُس نے زک پائی اور جمعدار سالمین گھوڑے سے گرکر مرہٹون کے قابو مین آگیا۔ جب یہ فوج زک اُٹھاکر جوناگڈھ آئی تو نواب صاحب نے اسکو ملامت کرکے شرمندہ کیا۔ اور ایک بڑی فوج ظفر موج آراستہ کرکے دیوان امرجی کے زیرافسری کمبھاجی کی تنبیہ کے لئے روانہ کی جب یہ لشکر قریب جا پہنچا تو کمبھاجی نے اپنے فعل پر اظہار شرمندگی کرکے امان مانگی اور لوٹا ہوا تمام مال واپس دینے کے علاوہ ایک بڑا جرمانہ بھی ادا کیا۔ اور مرہٹون نے نوابی فوج سے خوف کھاکر سالمین جمعدار کو اپنے ہان سے اعزاز واحترام کے ساتھ رخصت کردیا۔

سنہ ۱۱۶۶ء — چھتراسہ کے زمیندار بامنیہ جی کو تنبیہ

واقعۂ مذکورہ بالا مین چھتراسہ کا زمیندار بامنیہ جی بھی کمبھاجی کا شریک اور معاون تھا اسلئے نواب صاحب کی فوج نے کمبھاجی کے مطیع کرنے کے بعد مراجعت

[1] کمبھاجی اصل مین نواب مہابت خان صاحب کی خدمت مین جوناگڈھ رہا کرتا تھا جوناگڈھ مین اسکے رہنے کا مکان کمبھاجی کی حویلی کے نام سے ابتک مشہور ہے۔

کرکے چھتراسہ کا محاصرہ کیا۔ آخر بابینہ جی نے مجبور ہوکر بہت کچھ نقد وجنس بطور جرمانہ پیش کرکے نواب صاحب کی اطاعت وفرمان برداری اختیار کرلی۔

دیوان رنچھوڑجی کی خلاف بیانی

دیوان رنچھوڑجی اپنی تاریخ سورٹھ مین لکھتا ہے کہ چونکہ نواب صاحب کے دل مین دیوان امرجی کے طرف سے کدورت تھی۔ اسلئے خود انہون نے رئیس گونڈل کو اپنی خود کی سرحدی فوج پر حملہ کرنے کا اشارہ کیا۔ اور ترغیب دی تھی۔ مگر یہ اسکی ایک ایسی کھلی غلط بیانی ہے کہ جس کو ایک معمولی عقل کا آدمی بھی باور نہین کرسکتا۔ کیونکہ وہ خود ہی یہ بھی لکھتا ہے کہ نوابی سرحدی فوج جب شکست کھاکر جوناگڈھ واپس آئی تو نواب صاحب نے اُس کو سخت ملامت کرکے شرمندہ کیا۔ اور ایک بڑی فوج کمبھاجی کی تنبیہہ کے لئے روانہ کی۔ اسکے سوا دیوان مذکور نے صراحتاً یہ بھی لکھا ہے کہ دیوان امرجی اس وقت اس سرحدی فوج مین موجود نہ تھے۔ بلکہ جوناگڈھ مین تھے۔ ان اقوال پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ یہ قول مؤلف مذکور سراسر خلاف واقعہ اور نواب صاحب کی نسبت سراسر بدگمانی وافترا پردازی ہے۔ اس سے بھی قطع نظر یہ امر قابل غور ہے کہ کیا نواب صاحب دیوان امرجی کی شوکت و رعب سے ایسے مغلوب ہوگئے تھے کہ دیوان موصوف کے استیصال کیلئے اپنی چھوٹی فوج کو راجپوتون اور مرہٹون کی تلوارون سے خود ہی کٹوا دینا گوارا کرلیتے۔ مگر اصل مین کمبھاجی کا یہ حملہ خاص اس وجہ سے ہوا تھا کہ امرجی سے اسکی دشمنی تھی۔ اور اس کا خیال تھا کہ امرجی بھی سرحدی فوج کے ہمراہ ہوگا۔ اپنے اصل مقصد مین کمبھاجی فتحمند نہ ہوا۔ ورنہ چند سرحدی سپاہیون پر اس طرح حالت بیخبری مین حملہ کرنے مین کمبھاجی کی کوئی بہادری نہین تھی۔

۱۷۷۱ء

منگرول کے قاضی شیخ میان پر چڑہائی

منگرول کے شیخ میان کی سرکشی حد سے زیادہ ہوگئی تھی۔ اور چونکہ وہ کسی طرح اطاعت قبول نہ کرتے تھے اسلئے نواب محمد مہابت خان بہادر نے اُن کی تنبیہہ ضروری سمجھکر اپنے فوجی افسرون سے مشورہ کیا۔ اور ۱۷۷۱ء مین ایک بڑی فوج تیار کرکے

منگرول روانہ کی۔ اس فوج مین بعض عرب جمعدار بھی تھے اور افسر اعلیٰ اس فوج کے دیوان امرجی تھے۔ اس فتح نصیب فوج نے پہلے قلعہ سیل اور پھر بگسرہ دیواسہ اور رجھیاری کے قلعے بڑی جوانمردی سے فتح کئے خصوصاً قلعہ سیل[۱] پر سخت معرکہ پیش آیا تھا۔ یہ چارون قلعے فتح کرکے یہ فوج آگے بڑھی۔ اور منگرول کا محاصرہ کیا۔ اور چارون طرف توپین لگاکر گولہ باری شروع کردی جب شیخ میان کو یقین ہوگیا کہ اب قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا تو انہون نے اپنا معتمد بھیجکر صلح کی درخواست کی اور اپنے پرگنے مین نصف حصہ نواب صاحب کا قرار دیکر مصالحت کرلی۔

۱۷۷۲ء دیوان امرجی کی معزولی

دیوان امرجی اگرچہ ایک منتظم شخص تھے۔ مگر اسکے ساتھ یہ بھی تھا کہ عربون کی مدد سے پے در پے فتحمندیان حاصل کرنے کے غرور و تکبر نے ان کے دماغ مین انانیت وخودسری کے خیالات پیدا کر دئے تھے۔ اور اسی وجہ سے دیوان مذکور کے بیٹے دیوان رنچھوڑجی کے قول کے موافق اُن کے ہمقوم ناگر اکثر ان کے دشمن ہوگئے تھے۔ ان کا غرور اور تکبر ایسا بڑھ گیا تھا کہ نواب صاحب کے اختیارات مین دخل درمعقولات دینے لگے۔ اور نواب صاحب کے آداب و تعظیم کی نگہداشت مین بھی کمی کرنے لگے۔ اگر امرجی یہ سمجھتے کہ میری فتوحات اور میرا حسن انتظام صرف نواب صاحب کی خوش اقبالی کی وجہ سے ہے تو اُن کا یہ سمجھنا ان کی شرافت کی دلیل ہوتا۔ نیز غرور و خودبینی وغیرہ خصائل بد سے اُن کو پاک رکھتا۔ اس لحاظ سے نواب صاحب نے بمقتضای دور اندیشی اور انجام

(حاشیہ صفحہ ۳۰۴) [۱] واٹسن نے یہ واقعہ ۱۷۶۴ء سے منسوب کیا ہے۔ کرنل واکر بمبئی گورنمنٹ سلیکشن نمبر ۳۹ حصۂ اول کے صفحہ ۱۸۱ مین ۱۷۶۴ء سے منسوب کرتے ہین جو تاریخ سورٹھ کے برخلاف ہے۔

[۱] سیل سرکار جوناگڈھ کا محال ہے۔ اور بگسرہ اس کا ایک تعلقہ ہے۔ اور سیل بگسرہ کے نام سے مشہور ہے۔ سلاطین گجرات کے عہد سلطنت مین بگسرہ کا تعلقہ چوڑاسما کے رائے زادون کی جاگیر تھا۔ ایک دوسرا بگسرہ بھی ہے جو والا کاٹھی کے ماتحت ہے یہ بہت آباد قصبہ ہے اس کی آبادی آٹھ ہزار ہے۔ سیل بگسرہ کی آبادی سے بہت کم ہے۔

بینی اُن کو عہدۂ دیوانی سے سبکدوش کر دیا۔ اور جیت پور جانے کی اجازت دی۔ مگر تھوڑی مدت کے بعد جب نواب صاحب کو معلوم ہوا کہ اب امرجی کا غرور ٹوٹ گیا ہے مزاج راستی پر آگیا ہے۔ اور اگلے خیالات اُن کے دماغ سے نکل گئے ہین۔ نیز ان کی نمک حلالی وخیرخواہی کے وعدہ اور معافی کی خواستگاری پر نظر کر کے نواب صاحب نے ان کو عہدۂ دیوانی پر پھر بحال کر دیا۔

سنہ ۱۷۶۳ء — منگرول کے قاضی شیخ میان پر دوبارہ چڑھائی اور اُن کا مطیع ہونا۔

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ منگرول کے قاضی شیخ میان سے پرگنے کا نصف حصہ نواب صاحب کا قرار پا کر صلح ہوئی تھی۔ مگر اب پھر شیخ میان نے عہدشکنی کر کے لُوٹ مار شروع کر دی۔ اس لیئے نواب صاحب نے سنہ ۱۷۶۳ عیسوی کے اوائل مین ان پر دوبارہ فوج کشی کا ارادہ کر کے بذات خود کوچ کیا۔ اس سفر مین بیگم سردار بخت صاحبہ بھی ساتھ تھین۔ مگر شیخ میان نے اس حال سے مطلع ہو کر اطاعت قبول کر لی۔ لُوٹ کا مال واپس کر دیا۔ اور ایک معتدبہ رقم جرمانہ بھی ادا کی۔

ستراپاڑہ کی فتح

اسی سال اطراف کے لوگون نے نواب صاحب کے حضور مین شکایت کی کہ چاند پٹنی زمیندار ستراپاڑہ[۲] ہم غریبون پر نہایت سخت ظلم کرتا ہے۔ اور لُوٹ مار سے اُس نے سب کو محتاج کر دیا ہے۔ ان مظلومون کی فریاد سنکر نواب صاحب نے فوج روانہ کی جس نے پہونچتے ہی قلعہ ستراپاڑہ کے حصار پر مورچہ قائم کیا۔ اور ایک

---

[۱] کرنل واٹسن نے سنہ ۱۷۶۶ء لکھا ہے (اسٹیٹ سٹیٹسٹکل اکونٹ آف جوناگڈھ صفحہ ۴۰)

[۲] ستراپاڑہ پٹن سے سات میل پر بحرِ عرب کے کنارے سمت جنوب و مشرق کے مابین واقع ہے۔ اس کا قدیم نام سپت پاٹن ہے۔ سپت زبان

مہینے تک برابر ایسی سخت گولہ باری ہوتی رہی جس سے چاندبٹی نے عاجز آکر امان کی درخواست کی اور قلعہ خالی کرکے مقام گورکھ مڈھی[1] مین چلا گیا۔ اور قلعہ ستراپاڑہ مین نواب صاحب کیطرف سے ایک قلعہ دار مقرر کیا گیا۔

سنہ ۱۷۷۴ء — لیمڑی کے ٹھاکر ہربم جی کو امداد

فتح سنگھ گائیکواڑ نے لیمڑی کا محاصرہ کیا وہان کے ٹھاکر ہربم جی نے اپنی کمزوری کی وجہ سے نواب صاحب کی خدمت مین مدد کی درخواست بھیجی چنانچہ بحکم نواب صاحب فوج روانہ ہونے کو تھی کہ فتح سنگھ نے یہ خبر سُنی اور ہمت ہار کر محاصرہ اُٹھا کے چلا گیا۔

سنہ ۱۷۷۴ء — وانکانیر کے ٹھاکر بھاراجی کو مدد دینی

وانکانیر کے ٹھاکر بھاراجی نامی کے مقبوضات مین ایک مقام کوٹی کنڈنی کے کاٹھی لوگ سرکش تھے اور تمام علاقہ کو تاراج و برباد کرتے رہتے تھے مذکور ٹھاکر نے نواب صاحب سے مدد مانگی اور انہون نے فوج روانہ کی جو سرکش کاٹھیون کو پیٹا اور اسکے تمام علاقہ مین امن وامان قائم کرکے واپس آئی۔

سنہ ۱۷۷۴ء — نوانگر کے جام جسّاجی کے دیوان میر امن خواص کو مدد دینی

سنہ ۱۷۷۴ء مین میر امن عرف میرو خواص جو نوانگر کے جام جسّاجی کا دیوان تھا جب اوکھا کے باگھیرون کی لوٹ مار سے بہت عاجز ہو گیا تو قلعہ پوشترہ سے باگھیرون کا قبضہ اُٹھا دینے کے لیئے وہ نواب صاحب سے مدد کا خواستگار ہوا۔ نواب ممدوح نے اس مدد کے معاوضے مین اس سے ایک رقم منظور کرا کے فوج بھیجی جس نے پوشترہ کا محاصرہ کر لیا اور چونکہ یہ قلعہ سنگین ایسا مستحکم تھا جس کا فتح ہونا سخت دشوار تھا اسلئے نوابی فوج نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۵) سنسکرت مین سات کو کہتے ہین اور پاٹ معنے پور ہے اسکی آبادی تقریباً ساڑھے تین ہزار ہے۔

[1] مسمی گورکھناتھ جو کان پھٹے جوگیون کے فرقے کا بانی ہوا ہے گورکھ مڈھی اسی کے رہنے کی جگہ ہے۔ یہ سومناتھ پٹن سے نو میل فاصلے پر سرسوتی نامی ندی کے کنارے واقع ہے۔ کان پھٹے جوگیون کے فرقے مین شادی کرنیکی ممانعت ہے۔ یہ لوگ کان کی لو کو چیر کر اسمین مُندرہ پہنتے ہین

اسکو شہر نگ سے اڑا کر فتح کر لیا۔ قلعہ کی فتح سے بیشمار مال و دولت جو اُن لٹیرون نے دکن عرب مسقط۔ حبش۔ سندھ۔ اور فرنگیون کے بندرون سے لُوٹ لُوٹ کر جمع کی تھی فوج فاتح کے ہاتھ آئی۔

۱۱۸۸ھ / ۱۷۷۴ء — نواب محمد مہابت خان بہادر کی وفات اور ان کے اوصاف و انتظامات کا ذکر۔

نواب صاحب محمد مہابت خان بہادر نے سولہ[16] برس حکومت کر کے بروز جمعہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۱۸۸ھ ہجری مطابق کارتک بدی ۴ سمت ۱۸۳۱ مطابق ۲ دسمبر ۱۷۷۴ء کو تقریباً چالیس برس کی عمر مین وفات پائی۔ اور اپنے پدر بزرگوار کے مقبرے کے قریب ایک مقبرے مین دفن ہوئے۔ نواب موصوف بہادر اور اولوالعزم نواب ہونے کے علاوہ دین دار بھی تھے۔ انہون نے اپنی ولیعہدی کے زمانہ مین دیو کے فرنگیون کو خوب دبایا اور دیو سے تھوڑے فاصلے پر محکمہ چنگی بھی قائم کیا جسکو کاٹھیاواڑ مین مانڈوی کہتے ہین اِس مین مال کی درآمد و برآمد کا محصول لیا جاتا ہے چنانچہ وہ مانڈوی اب تک قائم ہے اور اپنے عہد حکومت مین سرکش اقوام کولیون میانون اور باگھیرون کو زیر کر کے خلق اللہ کو ان کے جور و ظلم سے بچایا۔ سنہ ۱۷۶۰ء مین پرگنہ بھیندرڈہ اور بھیلکہ کاٹھیون کو بطور جاگیر دیئے جسکی وجہ سے وہ لوگ لوٹ مار چھوڑ کر نیک چلن بنگئے کاٹھیاواڑ کی چھوٹی ریاستون جیسے لیمڑی اور وانکانیر وغیرہ اور موجودہ اول درجہ کی ریاستون

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۶) گورکھ مڈھی مین سدابرت جاری ہے جسمین ہر ایک بھوکے کو دو وقت کھانا دیا جاتا ہے۔

لہ ریاست جوناگڈھ کے ماتحت محال امریلی کے ایک ہندو متعصدی نے ایک دولتمند تاجر کے ساتھ ایسی سختی کا برتاؤ کیا کہ وہ تاجر اپنی تمام دولت اور مال امریلی مین چھوڑ کر چیتل کو جہان کاٹھی رہتے تھے چلا گیا اور ان سے کہا کہ اگر تم لوگ امریلی سے میرا مال لا دو گے تو اسکا نصف تم کو دونگا کاٹھیون نے امریلی پر ڈاکہ ڈالکر وہ تمام مال لوٹ لیا۔ لیکن بدنیتی سے سب مال تقسیم کرنا چاہا جب پر کاٹھی کی عورت نے انکو ملامت کی اور کہا کہ بدعہدی کا نتیجہ ہمیشہ برا ہوا کرتا ہے اس بات نے کاٹھیون پر ایسا اثر کیا کہ تاجر کا تمام مال لیکر اسکے پاس گئے تاجر نے حسب وعدہ نصف حصہ دینا چاہا انہون نے اسکے لینے سے بھی انکار کیا جس سے کاٹھیون کو بڑا فائدہ حاصل ہوا یعنے بہت سے تاجر اُن کے علاقہ مین آکر آباد ہو گئے اور ان کی نیک نامی کی شہرت ہوئی۔ جب نواب صاحب نے بھیلکہ اور بھیندرڈہ ان کو بطور جاگیر مرحمت کئے تو ان کاٹھیون نے رہزنی اور ڈکیتی کا پیشہ بالکل ترک کر دیا۔ اور نیک چلن ہو گئے۔

بھاؤنگر جام نگر اور گونڈل وغیرہ کو نواب صاحب موصوف کیطرف سے وقتاً فوقتاً استمداد پر امداد دی گئی ہے جس سے مقصود امن عامۂ خلائق قائم رکھنا تھا۔ ان نواب صاحب کی اوائل مسند نشینی میں اگرچہ دو تین برس تک انتظام ریاست خاطر خواہ نہ ہونے پایا تھا لیکن پھر آخر حکومت تک عمدہ نظم ونسق اور امن وامان قائم رہا اکثر قلعے مفتوح اور حدود ریاست وسیع ہوئے۔

نواب محمد مہابت خان بہادر کی بیگمات

نواب محمد مہابت خان بہادر کی دو بیگمیں تھیں۔ ایک سردار بخت صاحب جو کمال الدین خان المخاطب بہ جوانمرد خان رئیس رادھن پور کی صاحبزادی تھیں۔ یہ بڑی ہوشمند منتظمہ اور رعب داب والی بیگم تھیں۔

دوسری سبحان کنور صاحبہ تھیں جن کے بطن سے شاہزادہ محمد حامد خان بہادر پیدا ہوئے۔

جو اپنے پدر بزرگوار کی وفات کے بعد

مسند ریاست پر متمکن ہوئے

نواب صاحب محمد حامد خان بابی اوّل
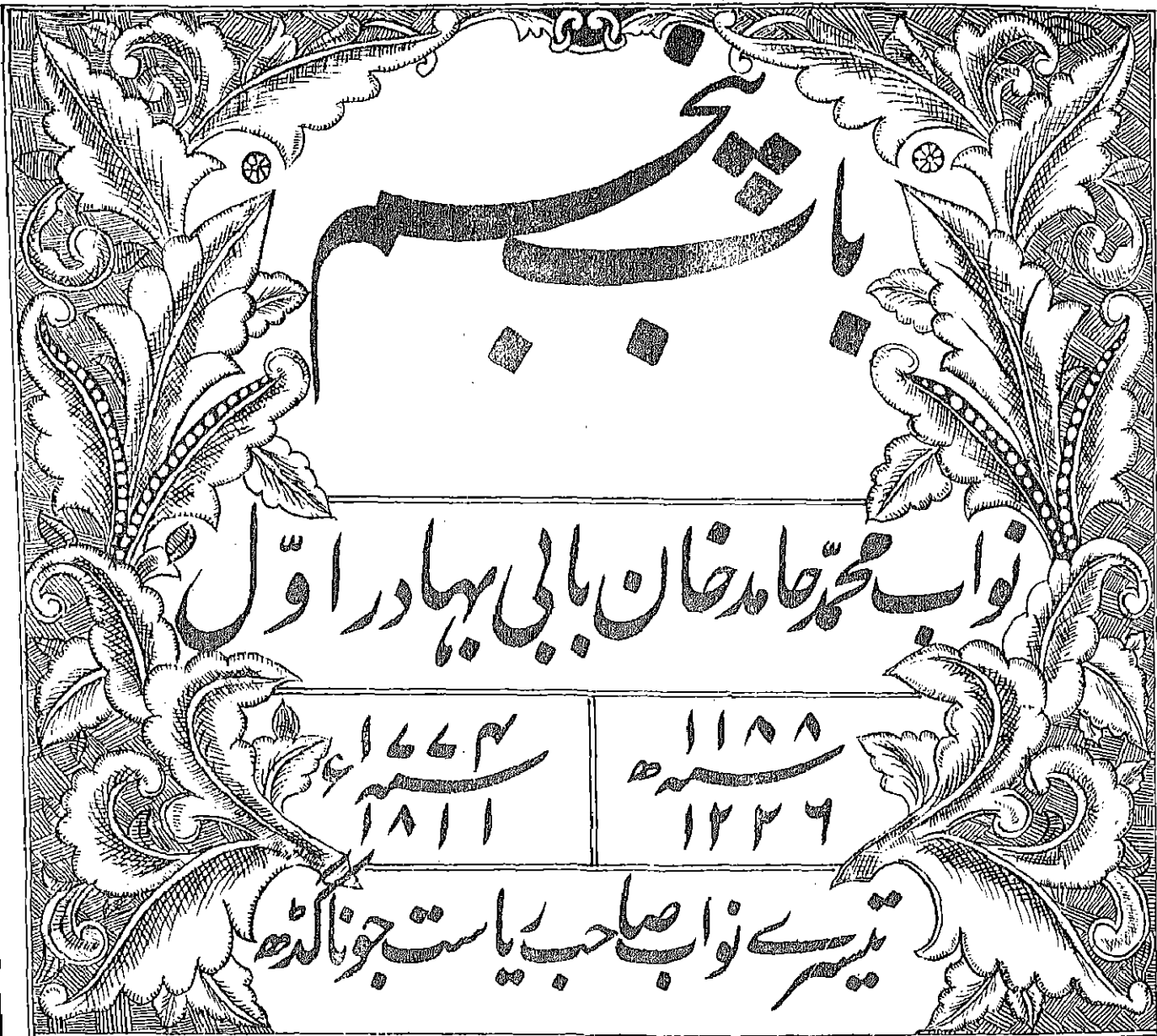
نواب محمد مہابت خان بہادر کے انتقال پُرملال کے تیسرے دن ۲۹ رمضان المبارک سنہ ۱۱۸۸ھ مطابق ۴ دسمبر سنہ ۱۷۷۴ء روز یکشنبہ کو نواب محمد حامد خان بہادر امرا و ارکین ریاست کے اتفاق رائے سے مسند آرائے حکومت ہوئے۔ اس وقت نواب صاحب ممدوح کی عمر آٹھ برس[۱] کی تھی۔ ان کی مسند نشینی کے موقع پر ریاست مین کوئی تغیر و تبدل نہین ہوا۔ بلکہ جس طرح ان کے والد ماجد نواب محمد مہابت خان بہادر کے وقت مین تمام کاروبار ریاست عمدگی کیساتھ ہوتے تھے اسیطرح ہر ایک کام جاری رہا اور کسی قسم کی دقت اور بدنظمی نہین ہوئی

۱؎ کرنل واکر نے ۱۳ برس کی عمر لکھی ہے۔ مگر کرنل واٹسن اور صاحب تاریخ سورٹھ نے آٹھ برس لکھے ہین۔

۱۷۷۵ء
تحصیل پیشکش کیلئے لشکر کا جانا۔

مسند نشینی کے بعد سب سے پہلے یہ انتظام عمل مین آیا کہ تشخیص جمعبندی کی غرض سے ایک بڑا لشکر روانہ کیا گیا جو معمولی تحصیل و تشخیص کے بعد علاقہ جھالاواڑ سے بھی پیشکش لیتا ہوا جوناگڈھ کی طرف روانہ ہوا۔

بانٹوہ کے جاگیرداربابیونکا ناگوریون اور قصباتیون سے سازش کرکے قلعہ بنتھلی پر قبضہ کرلینا اور آخرکار عاجز آکر قلعہ خالی کرنا

چونکہ اسوقت دیوان امرجی اور اکثر فوجی سردار مع فوج دارالریاست سے کسی قدر فاصلے پر گئے ہوئے تھے اس وجہ سے موقع پاکر نواب صاحب بہادر کے چچیرے چچا مختار خان اور عادل خان بابی ابن شیر زمان خان جاگیردار بانٹوہ نے بنتھلی کے ناگوریون اور قصباتیون سے سازش کرکے نہایت آسانی کے ساتھ بنتھلی کے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ بانٹوہ کے یہ بابی سردار اور دیوان امرجی کے درمیان نااتفاقی تھی۔ لہٰذا انہون نے بنتھلی پر حملہ کیا تھا۔ جب دیوان امرجی وغیرہ کو یہ سب کیفیت معلوم ہوئی تو فوراً مع تمام لشکر کے کوچ درکوچ بنتھلی جا پہونچے اور قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ ایک دوسری دقت یہ پیش آئی کہ اس وقت آبورا و مہی پت راو جو پیشوا کیطرف سے صوبہ دار احمدآباد تھا اس ملک مین پیشکش وصول کرنے آیا ہوا تھا بابیان مذکور نے اس کو طمع زر دیکر اپنی مدد کے واسطے بلایا جب یہ کیفیت دیوان امرجی کو معلوم ہوئی تو دیوان مذکور نے قلعہ بنتھلی کا کچھ لشکر سے محاصرہ قائم رکھکر بذات خود مع باقی لشکر کے مرہٹون کے مقابلے کے لئے کوچ کیا۔ ان دکھنیون نے جب دیکھا کہ جوناگڈھ کے لشکر جرّار کا مقابلہ دشوار ہے تو باہم صلح کرلی اور دیوان امرجی اور دیگر فوجی سردارون کو خلعت دئے۔ وصول کردہ پیشکش بھی دیدیا۔ اور دیگر بقیہ تحصیل و جمعبندی کا کام ان کے سپرد کیا۔ جب دیوان امرجی مرہٹون کے خرخشے سے مطمئن ہوئے تو قلعۂ بنتھلی کا محاصرہ اور بھی سختی سے کیا۔ محصورین جب بیرونی کمک سے مایوس ہوگئے تو بمجبوری ان کو صلح کرنی پڑی اور قلعہ ملازمان نواب صاحب کے سپرد کرکے بانٹوہ کو واپس چلے گئے۔

۱۷۷۶ء فوج نوابی سے پیشوا اور گائیکواڑ کے صوبہ دارون کی جنگ اور انکی شکست

جب کہ فوج نوابی دیوان امرجی کے زیر حکم علاقہ پنچال مین

تھی تو اتفاقاً اسی اثنا مین پیشوا اور گائیکواڑ کے صوبہ دار اَمرت راؤ اور بھُوبن پیشکش وصول کرتے ہوئے سورٹھ کی طرف آئے چونکہ اُنکو اپنی جمیعت کے دبدبے اور شوکت پر بہت کچھ گھمنڈ تھا اسلئے انہون نے فوج نوابی سے جنگ کرنے مین پیشقدمی کی اور جیت پور کے میدان مین ایک سخت معرکۂ جنگ ہوا آخر کار مرہٹون نے شکست کھائی اور اسکے دوسرے روز مرہٹہ سردارون نے صلح کرنے کی سلسلہ جنبانی کی اور کمبھاجی زمیندار گونڈل اور کاٹھ والا زمیندار جیت پور کی وساطت سے صلح ہوگئی -

موربی کے ٹھاکر باگھ جی کو مدد دینا

موربی کے ٹھاکر باگھ جی نے جب ملک کچھ کے بے آب وگیاہ ریگستان کو عبور کرکے واگڑ علاقۂ راؤ کچھ پر فوج کشی کرنی چاہی تو اس نے نواب صاحب سے مدد مانگی۔ نواب صاحب نے بسر کردگی دیوان امرجی ایک فوج مدد کے لئے روانہ کی جسنے کچھ کے دشوار گذار ریگستان کو جسے اس ملک مین رن کہتے ہین طے کرکے دو قلعے ایک پلاسوہ دوسرا اکیر یانگر بڑی جوانمردی سے فتح کئے اور بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا آخر کچھ کے راؤ نے معتدبہ نذرانہ اور تاوان جنگ بھیجکر اس مخمصہ سے نجات حاصل کی -

١٧٦٦ء

رانائے پوربندر کو مدد دینا

١٧٦٦ء مین پوربندر کے رانا سلطان جی نے جام نگر کی سرحد پر مقام بیتھالی مین ایک نیا قلعہ تعمیر کرایا اسلئے جام کے دیوان میر امن عرف میر خواص نے لشکر کثیر کے ساتھ آکر اس کا محاصرہ کیا - جب محاصرے پر ایک مدت گذر گئی اور قلعہ فتح نہوا تو اس نے ایک چوبی قلعۂ روان بنواکر قلعۂ بیتھالی کی دیوار تک پہنچایا اور اسکی فوج کے لوگ سیڑہیان لگاکر قلعۂ بیتھالی پر چڑہنے لگے مگر نصف بلندی دیوار تک پہنچے تھے کہ قلعہ والون نے باروت چونے اور آگ کی ہنڈیان جو خاص اسی موقع کے لئے تیار کرائی تھین اسقدر برسانی شروع کین کہ چڑہنے والے لوگ بدحواس نیم جان اور سوختہ ہو ہو کر نیچے گرے اور گرتے ہی جنمین کچھ جان باقی تھی وہ بھی گرنے کے صدمے سے مر گئے لیکن جب میر امن نے اسکے بعد بھی محاصرہ قائم رکھا تو رانائے پوربندر نے تنگ آکر نواب صاحب سے

مدد کی درخواست کی اور لشکر نوابی کے تمام مصارف کی کفالت کا وعدہ کیا۔ مگر جب فوج نوابی روانہ ہوئی تو میر امن صلح پر رضامند ہو گیا۔ اور صرف مدد خرچ رانائے مذکور سے لیکر محاصرہ اُٹھا لیا۔

سنہ ۱۷۷۷ء
نوابی فوج سے جیواجی شامراج صوبہ دار گائیکواڑ کا شکست کھانا

گائیکواڑی صوبہ دار جیواجی شامراج کاٹھیاواڑ مین تحصیل و تشخیص کرتا ہوا بمقام امریلی پہنچا۔ اور قلعہ پر قبضہ کر کے فساد برپا کرنے لگا۔ چونکہ یہ ایک سخت مہم تھی اس لحاظ سے نواب صاحب نے بمزید اہتمام دیوان امرجی اور عرب پٹھان اور سندھی دلاور جمعدارون کے زیر نگرانی ایک آزمودہ کار لشکر جرار تیار کر کے صوبہ دار مذکور کے مقابلے کو روانہ کیا۔ جس نے اس صوبہ دار کو امریلی کے میدان مین شکست فاش دی۔ شکست کے بعد یہ صوبہ دار قلعۂ امریلی مین پناہ گزین ہوا۔ مگر آخر کار اپنی جان بچا کر چلا گیا۔ تاہم دیوان امرجی نے امریلی کا قلعہ احتیاطاً منہدم کرا دیا۔

منگرول کے قاضی شیخ میان کا جوناگڈھ حاضر ہو کر قصور معاف کرانا

اسی اثنا مین منگرول کے قاضی شیخ میان نے پھر فساد برپا کیا۔ نواب صاحب نے ان کی تادیب کے لئے تھوڑی سی فوج روانہ کی جو چند ماہ تک قاضی مذکور سے جنگ کرتی رہی۔ آخر جب قاضی عاجز ہو گئے تو ایک روز موقع پاکر راتون رات روانہ ہو کر جوناگڈھ آ پہونچے اور نواب صاحب کے حضور مین حاضر ہو کر معافی مانگی۔ آخر بعض سادات عظام کی سفارش سے ان کا قصور معاف کیا گیا۔

فتح سنگھ راؤ گائیکواڑ والی بڑودہ کا بذات خود فوج کثیر کے ساتھ جوناگڈھ پر چڑھ آنا۔

جیواجی شامراج صوبہ دار گائیکواڑ جب نوابی فوج سے زک پاکر اور صلح کے حیلے سے جان بچا کر بحالت زار بڑودہ پہنچا تو فتح سنگھ راؤ گائیکواڑ والی بڑودہ نے طیش مین آکر ایک بڑی فوج تیار کی اور نوابی فوج سے انتقام لینے کے لئے بذات خود روانہ ہوا۔ اس طرف نواب محمد حامد خان بہادر والی ریاست جوناگڈھ نے بھی اس خبر سے مطلع ہو کر جرار سوارون کے رسالے اور آزمودہ کار پیادون کی فوج نہایت تجمل و شان کے ساتھ آراستہ کر کے فتح سنگھ کے مقابلے کو روانہ کی۔ مگر جس وقت فتح سنگھ جیت پور کے میدان مین پہونچا تو خود اسکے اور اُسکے

ناکت

ماتحت مرہٹہ سرداروں کے دل پر نوابی فوج کی شان وشوکت دیکھکر اور اسکی گذشتہ فتوحات کے کارنامے اطراف کے زمینداروں سے سُنکر ایسا رعب چھا گیا کہ جنگ ومقابلے کی رائے بدلکر پیشکش کی جسقدر رقم باقی تھی اس سے بھی دست بردار ہوکر واپس چلا گیا۔ مگر دوسرے سال پھر جیواجی شامراج مذکور اس شکست کا انتقام لینے کے ارادے سے چڑھ آیا۔ لیکن اس مرتبہ بھی ارادہ پورا کرنے کی جرأت نہوئی اور سال گذشتہ کے مانند ہمعنان ناکامیابی واپس گیا۔

۱۷۷۹ء — رانائے پوربندر کے کامدار پریم جی لوہانہ کو تنبیہ۔

پریم جی لوہانہ جو سلطان جی رانائے پوربندر کا کامدار تھا اس نے رانائے پوربندر کو ورغلا کر بہت سے عرب شتر تنخواہوں پر نوکر رکھوائے اور شورش وفساد برپا کرنا شروع کردیا۔ اسکی اس شرارت کی سزادہی کے لئے ریاست جوناگڈھ کی طرف سے فوج روانہ کی گئی۔ چونکہ وہ فوج نوابی کے مقابلے کی تاب نہ لایا اس لحاظ سے اس نے مقررہ رقم پیشکش کیسقدر افزون کرکے نذر کی اور بہت سے تحفے اور ہدیے دیکر نواب صاحب سے معافی چاہی۔

۱۷۸۰ء — گونڈل کے کبھاجی کو مدد دینا

جاڑیجا کبھاجی زمیندار گونڈل نے ریاست جوناگڈھ سے استغاثہ کیا۔ کہ ملک محمد[1] وغیرہ سندھیوں کی جمیعت نے قلعہ دیوڑہ اور رکھا گسری کو اپنی جائے پناہ قرار دیکر اپنی قوم کے بہت سے آدمیونکو جمع کرلیا ہے۔ اور میرے علاقہ کو جو حقیقت مین نواب صاحب ہی کا علاقہ ہے تاراج کرتے ہین۔ یہ فریاد سُنکر نواب صاحب نے ان کی تخریب کے لئے فوج جرّار روانہ کی جس نے وہان جاتے ہی مورچے باندھکر توپین لگادین تو اہل قلعہ بھاگ نکلے اور دونون قلعے فتح کرلئے۔

قحط

اسی سال اس علاقہ مین کچھ آثار قحط کے نمایان ہوئے لیکن بہت جلد اللہ پاک نے ان

[1] ملک محمد سندھی قاضی تھا جسکو قاضی القضات کی خدمت پر بڑی جاگیر عطا ہوئی تھی۔

آثار کو دفع کر دیا۔

سنہ ۱۷۸۰ء
بھاؤنگر کو مدد دینا

جام صاحب کے دربار کا ایک امیر جیوا سیٹھ نامی تھانہ دار کنڈورنہ جو بڑا بہادر اور دلیر تھا اور کاٹھیا واڑ کے اکثر مقامات مین غارت گری کیا کرتا تھا اتفاقاً سنہ ۱۷۸۰ء مین اس نے موضع گڈہالی علاقہ بھاؤنگر کو لوٹا۔ وہان کے ایک راجپوت زمیندار کو قید کر کے لیگیا اور قلعہ میواسہ معمولہ کنڈورنہ مین لیجاکر مقید کر دیا۔ نواب صاحب نے اس روداد سے مطلع ہوکر اسکی تادیب کے لئے فوج ظفر آب زیر حکم دیوان امرجی میواسہ کی طرف روانہ کی۔ اثنائے راہ مین تھانہ دار مذکور کے مددگارون سے جو مقام دہرول سے آتے تھے مقابلہ ہو گیا۔ فوج نوابی نے ان مددگارون کا کام تمام کر کے جاتے ہی قلعہ کا محاصرہ کیا۔ تھانہ دار نے جب دیکھا کہ اس فوج سے نجات ملنی دشوار ہے تو زمیندار محبوس کو حوالے کیا اور معقول رقم جرمانہ کی بھی دی۔ جام صاحب کا دیوان میرامن خواص بھی اگرچہ تھانہ دار مذکور کی مدد کے لئے روانہ ہوکر مقام کنڈورنہ مین پہنچ چکا تھا مگر اسکی بھی یہ جرأت نہوئی کہ جوناگڈھ کی فوج کا مقابلہ کرے لہذا خاموشی اختیار کر کے بغیر لڑے چلا گیا۔

سنہ ۱۷۸۱ء
اونہ و دیلواڑہ کا خالصہ مین داخل ہونا

سنہ ۱۷۸۱ء مین اونہ کے قصباتیون کے سرگروہ شیخ طاہر نے اونہ بغیر لڑائی کے نواب صاحب کو دیدیا۔ نواب صاحب نے اس اطاعت کے صلہ مین اچھی جاگیر اسکو عنایت کی۔ دیلواڑہ کے سید لطیف میان نے نوابی فوج کی کچھ حملہ آوری کے بعد دیلواڑہ نواب صاحب کے قبضہ مین دیدیا۔ غرض اونہ و دیلواڑہ اسطرح ممالک محروسہ نواب صاحب مین داخل ہو گئے۔ قبل اسکے نواب صاحب کے والد مرحوم نواب صاحب محمد مہابت خان کے عہد حکومت مین سرکار جوناگڈھ کی حکومت ہی تسلیم کیجاتی تھی چنانچہ سرکاری تھانہ رہتا تھا اور پیشکش آتا تھا۔ اب جو اونہ و دیلواڑہ نواب محمد حامد خان بہادر کے ملک مین شامل ہو گئے تو اطراف کے سرکشون کی حالت موجودہ موازنہ کر کے اس طرف ایسا ذی اثر انتظام کیا گیا کہ بابریہ جیسی سرکش قوم بھی کامل طور پر مسخر و مطیع

ہوکر اپنے حرکات ناصواب سے باز آئی بلکہ قرب وجوار کی حکومتین جیسے حبشیون کا ظفر آباد[1] اور پرتگیزون کی ریاست دیو[2] بھی مرعوب وخائف ہوگئین۔

سنہ ۱۷۸۲ء

ویسا وورا اور چھپانہ کے محالات کا ریاست جوناگڈھ مین داخل ہونا

ویسا وورا اور چھپانہ کے محالات بہت وسیع مگر کم آباد تھے۔ ان مین جنگل زیادہ تھا۔ کاٹھی لوگ ان کی حفاظت اور حراست جیسی چاہیئے ویسی نہین کرسکتے تھے۔ اسلیئے وہ تمام علاقہ نواب صاحب کے زیر حکومت آگیا۔

سنہ ۱۷۸۲ء

پانچ پیپلہ کی مشہور لڑائی

نواب محمد حامد خان بہادر کے عہد کا سب سے بڑا واقعہ تاریخی موضع پانچ پیپلہ کی لڑائی ہے بلکہ ریاست جوناگڈھ کے تمام نوابان عالیشان مین سے کسی نواب کے عہد حکمرانی مین ایسا معرکہ عظیم وقوع پذیر نہین ہوا۔ اس جنگ کی خاص وجہ یہ تھی کہ ریاست جوناگڈھ کے اطراف وجوانب کے راجاؤن ٹھاکرون اور زمیندارون سے معمولی سالانہ زورطلبی ریاست وصول کیا کرتی تھی جسکے وصول کرنے مین سرکار جوناگڈھ کو اکثر اوقات فوجکشی کرنا پڑتی تھی اور اکثر دینے والے

---

[1] یہ بابریاواڑ مین ساحل دریا پر واقع ہے اسکو مظفر شاہ ثالث نے آباد کرکے مظفر آباد نام رکھا تھا لیکن اب اُسکا مخفف ظفر آباد مشہور ہے اسمین ایک قلعہ ہے ضعف سلطنت مغلیہ مین یہان کا تھانہ دار خود مختار ہوگیا تھا اور کولیون سے متفق ہوکر بندر سورت کے آنے جانے والے جہازون کو لوٹنے لگا تھا اس پر سورت کے سیدی ہلال نے کچھ آدمی فراہم کرکے اس تھانہ دار پر حملہ کیا اور کولیون کو گرفتار کرکے ایک رقم جرمانہ کی تھانہ دار کی طرف عائد کی جسکو وہ ادا نکرسکا۔ اسلیئے مجبور ہوکر اس نے ظفر آباد سیدی ہلال کے حوالے کردیا مگر سیدی ہلال نے یہان کا انتظام کرنا دشوار سمجھا تو اس کو نواب جزیرہ (جنجیرہ) کے ہاتھ فروخت کرڈالا ابتک یہ اسکی اولاد کے زیر حکومت ہے۔ اس کی طرفسے یہان ایک حاکم رہتا ہے جسکو معاملتدار کہتے ہین اسکے بارہ[12] گاؤن ہین آمدنی قریب ایک لاکھ روپیہ رقبہ ۳۵ میل مربع اور آبادی قریب دہزار کے ہے۔ اسکو دوسرے درجہ کے اختیارات حاصل ہین۔

[2] سنسکرت کے لفظ دویپ سے دیو ہوگیا یہ پہلے چاوڑا راجپوتون کے زیر حکومت تھا بعدہٗ واگھیلونکے قبضہ مین آیا جنسے اہل اسلام نے لیا۔ اسلامی زمانے مین یہ تجارت سے بہت مشہور ہوگیا اور بہادر شاہ سلطان گجرات کے آخر زمانے یعنی سنہ ۹۴۳ھ سے پرتگیز قلعہ بنواکر اس پر قابض ہوگئے

سخت لڑائیون اورخون ریزیون کے بعد ادا کرتے تھے یہ زورطلبی اُن کو سخت ناگوار گذرتی تھی اسلیئے
وہ سب باطنی عداوت رکھتے تھے اور اس جوئے سے اپنی گردنون کو آزاد کرنا چاہتے تھے علاوہ برین
اس اسلامی ریاست کے فتوحات کو روز بروز ترقی بھی حاصل ہوتی گئی تو اُن لوگون کو اور بھی زیادہ
کھٹکا پیدا ہوا۔ نیز جام جسّا کے دیوان میرامن خواص اور کمبھاجی زمیندار گونڈل کو جوناگڈھ کے دیوان
امرجی کے ساتھ بہت کچھ ذاتی عداوت بھی تھی۔ ان تمام وجوہ سے میرامن خواص اور اسکے بھائی بھگوان
خواص نے جو ریاست جام نگر کے گویا مالک اور مختار تھے جو چاہتے تھے کرتے تھے۔ اور پوربندر کے رانا
سلطان جی اور زمیندار گونڈل کمبھاجی جاڑیجا اور اطراف کے زمیندارون نے باہم موافقت کر کے
جوناگڈھ کی مخالفت پر عہد و پیمان کیا بایکدیگر قسمین کھائین اور گائیکواڑ کی فوجین جسقدر اطراف مین تھین
اُن سے بھی مدد اور حمایت کا وعدہ لیا۔ جسکی جسقدر جمعیت تھی اُس نے اُسی کو ساز و سامان جنگ سے آراستہ
کر کے لشکر وافر فراہم کیا۔ اور سبنے نہایت جوش و خروش کے ساتھ یہ عزم بالجزم کر لیا کہ جوناگڈھ کو بالکل
پامال کر کے مسلمانون سے تمام ملک کو پاک کر دینا چاہیئے۔ تاکہ ہمیشہ کے لئے زورطلبی اور خراج گزاری سے
نجات حاصل ہو جائے۔ غرض کہ اُن لوگون نے اس قسم کے خیالات خام اپنے دلون مین پختہ کر کے ایک دل بادل
فوج کو ساتھ لیکر سنہ ۱۷۸۲ء[۱] مین جیت پور کے قریب پہونچکر بھادر نامی ندی کے کنارے مقام کیا جب نواب صاحب نے ان
بدخواہون کا یہ جوش و خروش سُنا تو باوجودیکہ نواب موصوف نوعمر تھے مگر نہایت اولوالعزمی اور استقلال سے
اپنے برادرون دیوان وغیرہ سردارون اور دیگر جان نثارون کو جیسے محمّد مختار خان بابی جاگیردار بانٹوہ راہ نور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱۵) جب سے اب تک اُن کے قبضہ مین ہے دیو کے سوا اس جزیرے مین ۱۲ گاؤن مین جنمین گھوگھلہ بڑا ہے۔ یعنے دیوا اور گھوگھلہ ہر ایک کی قریب چار چار ہزار کی آبادی ہے۔ دوکاندار فجر سے دس گیارہ بجے تک اور شام کے چار سے مغرب تک اپنی اپنی دوکانین کُھلی رکھکر لین دین کرتے ہین۔ کُل جزیرہ کا رقبہ ۵ میل مربع۔ آبادی تقریباً ۱۱ ہزار اور سالانہ آمدنی ۳۸ ہزار روپیہ ہے۔

[۱] کرنل واکر نے سنہ ۱۷۸۳ و ۸۴ء لکھا ہے۔ مگر صحیح سنہ ۱۷۸۲ء ہے۔

کے محمد مظفر خان بابی اور فتحیاب خان بابی منگرول کے قاضی شیخ میان کھڑیہ کے حاتم خان اور حیات خان
بلوچ عبداللہ خان بیبی عبدالرحیم خان کرانی ہرسنگھ سولنکی سید کرم علی سید گل محمد مولوی احمد اللہ
عسر کھوکھر اور جیت پور وغیرہ کے بہت سے کاٹھیون کو جمع کیا یہ تمام سردار اپنی اپنی شایستہ جمعیت
سمیت حاضر ہو کر لڑنے مرنے کو تیار ہو گئے چونکہ مخالفین نے اس جنگ کی تیاری نہایت جوش و خروش
سے کی تھی اس لحاظ سے اس ریاست کے ماتحت مسلمان رئیس اور دیگر سردار اس ریاست کو حکومت
اعلیٰ سمجھ کر اور یہ اندیشہ کر کے کہ اسکے تنزل مین ہم سب کا تنزل ہے کمال سرگرمی کے ساتھ شریک ہو گئے
اس وقت فوج نوابی مین ۷۰ نشان صرف عربون کے بیڑون کے تھے علاوہ اسکے قصباتی اور سندھیون
وغیرہ کے بھی بہت سے نشان تھے جب یہ فوج ظفر نصیب فراہم ہو چکی اُس وقت نواب صاحب اور بعض
سردارون نے یہ تجویز کی کہ دشمنون کو جوناگڈھ پہونچنے کا موقع دینا مناسب نہین بلکہ ان پر حملے کی پیشقدمی
کیجائے چنانچہ ساعت سعید مین روانہ ہو کر جیت پور کے میدان مین خیمہ زن ہوئے نواب صاحب نے اس
لڑائی مین بنفس نفیس جانے کا عزم مصمم کر لیا تھا۔ مگر تمام سردارون نے نہایت اصرار کے ساتھ عرض کی کہ
جب تک ہم جان نثارون مین سے ایک بھی زندہ رہے اُس وقت تک حضور کا دارالامارت سے حرکت کرنا
خلاف مصلحت ہے اسلئے نواب ممدوح نے اپنی روانگی کا ارادہ ملتوی رکھا جب میرامن نے یہ کیفیت
لشکر خونخوار کی دیکھی او خوف وہراس دل پر طاری ہوا تو جانبری اور عقب گزاری کے واسطے یہ حیلہ کیا کہ
ایک معتمد اپنا سرداران لشکر نوابی کے پاس بھیجکر پیام دیا کہ مین جنگ اور خون ریزی نہین چاہتا ہر طرح
نواب صاحب کا نیاز مند ہون۔ آپ لوگ اپنے دو معتمد ہمارے لشکر مین بھیجئے تاکہ معاملۂ صلح مین گفتگو کیجائے
اس استدعا پر جب دو معتمد بھیجے گئے تو میرامن نے اُن کو اپنے خیمہ مین بلاکر ان کے روبرو لن ترانیان کرنی

۱؎ اب اسکو اس ملک مین کلیانی بولتے ہین۔

۲؎ یہ غیبن پور عرف بالا گاؤن کا رہنے والا گراسیہ تھا۔

شروع کین مگر معتمدون نے ایسے دندان شکن جواب دئے کہ ان کے تمام حوصلے پست ہوگئے حتیٰ کہ معتمدون کو سوتا چھوڑکر آدہی رات کو تمام لشکر بھادر ندی کے پار اُتر گیا۔ نوابی لشکر کو جب یہ خبر پہونچی فوراً اُن کا تعاقب کیا اور موضع پانچ پیپلہ مین پہونچکر دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا۔ نوابی فوج چار حصّون پر منقسم ہوئی۔ ایک حصّے جسمین عرب سندہی اور کھرپہ والے بلوچ تھے دیوان امرجی کے زیر حکم رہا دوسرے حصّے کے سردار محمد مظفر خان بابی اور فتحیاب خان اور محمد مختار خان بابی تھے تیسرے حصّے مین کاٹھی اور اُن کی جمعیت تھی چوتھے حصّے کے منگرول کے قاضی شیخ میان سردار تھے اوّل اوّل کچھ دیر تک طرفین نے گولونکا مینہ برسایا پھر تیرون کی بوچھار رہی۔ دشمنون کو اپنی کثرت اور گائیکواڑ کی مدد وحمایت پر بڑا بھروسہ تھا یکدل ہوکر یکبارگی اس زور شور سے حملہ آور ہوئے کہ لشکر نوابی کی ثابت قدمی اور استقلال کے پاؤن اُکھڑنے کو تھے کہ فوراً محمد مظفر خان بابی اور قاضی شیخ میان وغیرہ سردارون نے جوانمردی اور شجاعت کا دامن اپنی ہمّت کے ہاتھون سے مضبوط پکڑکر اپنی اپنی جمعیت کو للکارا جس سے بہادران لشکر ایسے جوش وخروش کے ساتھ دشمن پرحملہ آور ہوئے کہ اسکی جمعیت متفرق ہوکر درہم برہم ہوگئی اور اُسکی ترتیب وانتظام مین بالکل فتور پڑگیا۔ بھگوان خواص گولی سے زخمی ہوا اور میرامن خواص تمام فوج کا افسر تھا کسی طرف فرار ہوگیا۔ افسرون کی یہ حالت معلوم کرکے تمام فوج کے پاؤن اُکھڑ گئے اور بدحواس ہوکر بھاگ نکلے بہت سا مال غنیمت فتحمندون کے ہاتھ آیا۔ اور اس معرکۂ عظیم کی فتح کے نقارے بجاتے ہوئے اپنی فرودگاہ کو واپس آئے اس معرکہ مین اگرچہ نواب صاحب کے تمام سرداران لشکر اور عموماً ہر ایک پیادہ وسوار نے اعلیٰ درجہ کی شجاعت ودلاوری دکھائی لیکن خصوصاً بابی سردارون نے اور قاضی شیخ میان نے بہت کچھ شہرت اور ناموری حاصل کی۔ اس فتح نمایان کے بعد حضور نواب صاحب کا لشکر منصور بڑے تزک واحتشام کے ساتھ دارالامارت جوناگڈھ مین داخل ہوا۔ ادھر میرامن خواص کو اپنی شکست اور نکبت پر غیرت آئی امداد کرنے کے واسطے امدادی رقم دیکر مانا جی گائیکواڑ برادر فتح سنگھ گائیکواڑ والی بڑودہ کو مع لشکر بلوایا اُس نے آکر قلعہ دیورہ کا محاصرہ کرلیا۔ اور گولہ باری شروع کردی اگرچہ اُدھر نواب صاحب

کیطرف سے جو عرب جمعدار بالخیر نامی قلعہ دار تھا اُس کی جمعیت بہت ہی قلیل تھی تاہم ابتدائے محاصرہ مین شجاعت اور دلاوری سے مستعد ہوگیا۔ مگرچونکہ ایسی فوج کثیر کا مقابلہ کر کے کامیاب ہونا نہایت دشوار تھا۔ اسلئے بشرط امن قلعہ حوالے کردیا۔ اور اپنا سامان گولہ باروت وغیرہ لیکر چلا گیا۔ اُسکے بعد گائیکواڑی فوج نے اس قلعہ کو مسمار کر کے میدان کردیا۔ اور یہین سے فوراً بڑودہ کو مراجعت کی کیونکہ اُس کو خوف تھا کہ جوناگڈھ سے فوج ضرور آئیگی۔

۱۷۸۳ء
راناسلطانجی کی تنبیہہ اور رانائے مذکور کا اور دوسرے زمینداروں کا عاجز ہوکر معافی مانگنا۔

جب نواب صاحب کو مذکورۂ بالا قلعۂ دیورہ کے مسمار ہوجانے کی خبر پہونچی تو سب سے پہلے رانائے پوربندر سلطانجی کی تنبیہہ کے لیئے فوج بھیجی اِس حال سے مطلع ہوکر میر امن خواص جو رانائے مذکور کی موافقت کا عہد وپیمان اُس سے کرچکا تھا رانا سے منحرف ہوگیا۔ اور ایک معتد بہ رقم پیشکش ادا کر کے اِس نے نوابصاحب سے اپنی تقصیرات کی معافی چاہی جب نواب صاحب نے اُس کو معافی بخشی تو وہ فوج نوابی مین داخل ہوگیا[۱] اور رانائے مذکور کا اکثر حصۂ ملک پامال کر کے قلعہ کھرسرا پر مورچے لگا دیئے بعد اُسکے ایک حصۂ فوج نوابی کا جھالاواڑ اور گوہلواڑ کی جمعبندی وصول کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ رانانے عاجز ہوکر آخرکار ایک بڑی رقم جرمانے اور خراج کی ادا کی اور مسمار شدہ قلعۂ دیورہ کو ازسرنو بنوا دینے کا وعدہ کر کے نجات پائی۔ علیٰ ہذا کمبھاجی زمیندار گونڈل وتمام زمینداروں نے پیشکش ادا کیا اور معافی چاہی اور نواب صاحب نے بمقتضائے مراحم والطاف سب کو معافی دی۔

زمینداروں مین باہمی نزاع

جب زمینداران مذکور اپنے کیفر کردار کو پہونچ چکے اور نواب صاحب نے سب کی تقصیرات معاف کردین تو اس جنگ کے اخراجات کی نسبت ان مین باہم نزاع ہوئی۔ آخر بہت ردوبدل کے بعد

---

[۱] کرنل واٹسن لکھتے ہین کہ اس نے ایک دستہ فوج اپنی طرف سے فوج نوابی مین داخل کیا۔ اور رنچھوڑجی مؤلف تاریخ سورٹھ نے یون لکھا ہے کہ میر امن خواص خود نواب صاحب کی فوج مین داخل ہوا۔

یہ فیصلہ قرار پایا کہ تمام مصارف دس حصّون پر تقسیم ہون جس مین پانچ حصّے جام نگر کے جام صاحب اور چار حصّے رانائے پوربندر سلطان جی ادا کرین۔ باقی ایک حصّہ زمیندار گونڈل دے۔ مگر اس فیصلہ کے بعد بھی جام نگر و پوربندر مین ایک مدّت دراز تک باہم یہ تکرار رہی۔

پرگنہ دانٹھہ کا ملک نوابی مین شامل ہوا اسی سال پرگنہ دانٹھہ نواب صاحب کے ملک محروسہ مین داخل ہوا۔

سنہ ۱۷۸۴ء اسوقت نواب صاحب اٹھارہ برس کی عمر کو پہنچے تھے لیکن اپنی فطری استعداد سے کاروبار ریاست کے نشیب و فراز کو خوب سمجھنے لگے تھے۔ اور اسکے ساتھ دلیر اور مدبر بھی تھے چنانچہ اس عمر مین انہون نے بہ نفس نفیس تحصیل پیشکش کو جھالاواڑ اور گوہلواڑ جاکر اپنی چالاکی اور مستعدی سے زمیندارون کے دلون پر بہت گہرا اثر ڈالا۔ اور تمام ریاست مین آپ کے رعب و داب کا سکہ بیٹھ گیا۔

دیوان امرجی کا قتل گونڈل کا رئیس کمبھاجی اور دوسرے راجپوت اور کاٹھی دیوان امرجی کے سخت مخالف تھے۔ اسلئے بعض دشمنون نے دیوان مذکور کو جوناگڈھ مین قتل کر ڈالنے کی سازش کی اور آخر کار ۱۱۔ ربیع الثانی سنہ ۱۱۹۸ھ مطابق ۶۔ مارچ سنہ ۱۷۸۴ء کو کسی آدمی کے ہاتھ قتل کرادیا۔ اور اپنے اس ارادے مین کامیاب ہوئے۔[1]

نواب صاحب نے دیوان امرجی مقتول کے بڑے بیٹے رگھوناتھ جی کو ریاست کے عہدۂ جلیلہ دیوانی پر فائز کرنے اور اسکے باپ کی جاگیر بحال کرنے کا اعزاز بخشا۔ اور اسکے بھائی رنچھوڑجی کو

[1] دیوان امرجی کے دشمنون نے دیوان مذکور کے رشتہ دارون کو مدد دیکر اس امر پر برانگیختہ کیا کہ قتل دیوان مذکور کا الزام نوابی خاندان پر عائد کرے تاکہ اس بیوفائی و نمکحرامی کے صلے مین اُن کو اور ریاستون کی طرف سے انعام اور جاگیر وغیرہ مل سکے۔ مگر وہ اپنی اس عیارانہ چال مین ناکام رہے۔ جب دیوان مذکور کے رشتہ دارون کی مفسدانہ کارروائیون کا کوئی خاطرخواہ نتیجہ نہ نکلا تو انہون نے انتہائی درجہ کی عاجزی اور اظہار اطاعت سے نواب صاحب کو ایسا رضامند کرلیا کہ نواب صاحب نے امرجی کے بڑے بیٹے رگھوناتھ جی کو عہدۂ جلیلہ

کوستراپاڑہ کی قلعہ داری کے عہدہ پر سرفراز کیا۔[۱]

دیوان رگھوناتھ جی اور اسکے رشتہ دارون کی بے ایمانی

دیوان رگھوناتھ جی کو دیوانی کا عہدہ ملنے کے بعد نواب صاحب کے ملک مین وہ اور اسکے رشتہ دار ابتری اور خرابی ڈالنے لگے۔ انہون نے سرحدی کے جمعداران عرب سید سالم عبداللہ بن حمید احمد عمر اور محمد زبیدی وغیرہ کو تنخواہ کے تقاضے کے لیئے اُبھارا۔ انہون نے ریاست کے کئی محالات پر قبضہ کر لینے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوسکے۔ لہٰذا دیوان رگھوناتھ جی اور شرکائے سازش جیت پور بھاگ گئے۔ اسکے بعد نواب صاحب نے جوناگڈھ کے ناگر تاپی داس کو عہدۂ دیوانی عطا کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۰) دیوانی و جاگیر موروثی کو بحال رکھا۔ مگر چند روز کے بعد رگھوناتھ جی اور اسکے خویش و اقارب جو ملازمین ریاست تھے ریاست مین خرابی و ابتری پھیلانے اور تمرد و سرکشی کرنے پر کمربستہ ہونے لگے۔ ایسی حالتمین بھی نواب صاحب نے ازراہ مہربانی رگھوناتھ جی کو جیت پور چلے جانے دیا۔ مگر امرجی کے غرور و تکبر کی اس کی اولاد نے پوری پوری تقلید کی اور وہ ریاست کے خلاف وقتاً فوقتاً کارروائیان کرتے رہے۔

دیوان امرجی کے دشمنون کی اتنی کثرت تھی کہ خود اسکے ہمقوم ناگر بھی اسکے خون کے پیاسے ہورہے تھے۔ اور بقول رنچھوڑجی جام نگر کے دیوان میر امن خواص نے دیوان مذکور کو ایک ایسی ضیافت مین مدعو کیا تھا جسمین اُسے زہر دیکر مار ڈالنے کی تجویز کی گئی تھی جب یہانتک نوبت پہنچنے پر بھی اعدائے مذکور کامیاب نہو سکے تو آخر نوابی خاندان کو بدنام کرنے کی غرض سے خاص جوناگڈھ مین اُسے قتل کروا دینے کی سازش کی گئی۔

بہرحال اس قتل کے اصلی وجوہ بالکل مخفی رکھے گئے تھے۔ اسلیئے رنچھوڑجی نے اپنی تاریخ سورٹھ مین جو کچھ فخریہ لکھا ہے وہ ہرگز ہرگز قابل تسلیم و لائق اعتماد نہین۔ بلکہ اپنی خاندانی بڑائی کے جوش مین آکر جو حالات اس نے لکھے ہین اس سے تعصب اور خود غرضی کے علاوہ اسکی اور اسکے خاندان کی حد درجہ کی سرکشی بے ایمانی اور کور نمکی پائی جاتی ہے۔ اُس زمانہ کے کسی شاعر نے دیوان امرجی کے قتل کی تاریخ کہی ہے:۔

ناگہان امروز کوس رحلتی	برسر دیوان امرجی کوفت مرگ
مرد دیوا لئے بکافر نعمتی	فی البدیہ سال قتلش آمد این

۱۱۹۸ھ

[۱] بقول کرنل واکر رگھوناتھ جی اور رنچھوڑجی دونون بھائی جوئنٹ دیوان ہوئے۔

خاندان امرجی کے رشتہ دارون کی اندرونی سازشون کے زمانے مین تھانہ دار تھوہ کو (یہ تھانہ نواب صاحب کی طرف سے قائم کیا گیا تھا) بھاونگر کے راول بخت سنگھ نے نکال دیا اور اُسکے نزدیک کے مقامات تولیانہ پاٹنہ اور سلطری وغیرہ پر اپنا قبضہ و دخل کر لیا۔

۱۷۸۵ء اس سال خفیف سا قحط پڑا تھا۔ دیوان تاپی داس نے قریب ایک برس عمدہ طور سے دیوانی کے کام کو انجام دیکر استعفا دیا۔ اُن کی جگہ منوہر داس جیکارنا گرجو پہلے دیوان امرجی متوفی کے موافق اور پھر مخالف ہوگئے تھے دیوان مقرر ہوئے اور بعد مین بھیم بھائی جو خوجہ قوم سے تھے دیوان ہوئے۔ یہ دونون تھوڑے تھوڑے دنون کے لئے دیوان رہے ہین

۱۷۸۶ء سندھیون کی بغاوت دیوان امرجی کے رشتہ دارون کی اندرونی سازشون کی وجہ سے شرف الدین اور عمرو وغیرہ سندی جمعدارون نے قلعہ ہنتھلی پر قبضہ کر لیا۔ اس لئے نواب صاحب نے اس فساد کے فرو کرنے کی غرض سے ہنتھلی پر فوج کشی کی اور تمام باغیان سرکش کو نکالکر قلعہ پر قبضہ کر لیا بعدہ جوناگڈھ مراجعت فرمائی۔

دیوان امرجی کے رشتہ دار جب نواب صاحب کے برخلاف سازشین کرنے مین ناکام ہوئے تو چاروناچار اُن کو نواب صاحب کی طرف عاجزی کے ساتھ رجوع ہونا پڑا۔ نواب صاحب ممدوح گو اُن کے کردارون سے آگاہ تھے۔ مگر جب ان سب نے بہت کچھ عاجزی ظاہر کی اور آئندہ کے لیئے ہر طرح کی خیرخواہی اور وفاداری کرنے کا اطمینان دلایا تو نوابصاحب نے معافی دیکر ان سب کو جیت پور سے آنے کی اجازت دی۔ اور رگھوناتھ جی کو پھر دیوانی دی۔

رئیس موربی کو مدد اور نواب صاحب کی شادی ایک بڑے تاجر باشندۂ علاقہ موربی کا مال و اسباب بمقام تھان لٹیرون نے لوٹ لیا۔ موربی کے ٹھاکر نے نواب صاحب سے مدد لیکر اُن پر چڑھائی کی اور قرار واقعی سزا دیکر لوٹا ہوا تمام مال واپس دلا دیا۔

اسکے چند روز بعد خود بدولت نواب صاحب موربی تشریف لے گئے اور نوابصاحب غازی الدینخان والی رادھن پور کی دختر بلند اختر بی بی کمال بخت سے بڑی دھوم دھام کے ساتھ شادی کی۔
گونڈل کا رئیس کمبھاجی بڑا زیرک اور ہوشمند تھا۔ اس نے بلطائف الحیل بہت سے دیہات اِدھر اُدھر کے دباکر اپنے ملک مین شامل کر لئے تھے جن دیہات کی کوئی سند اس کے پاس نہ تھی۔ اس رئیس نے نواب صاحب کی نوکری مین حاضر رہکر خوشامد ودرآمد کرکے نواب صاحب کی طرف سے گونڈل[1] جیتلسر میلی منجھیٹی۔ لاٹھ بھیمورہ۔ سرسائی۔ اور چانپڑہ پر پورا پورا قبضہ کر لیا۔

> ۱۷۸۶ء
>
> زمیندار کیشود کو تنبیہ

کیشود[2] (کیشوج) کے زمیندار داگوجی نے اپنی حد سے تجاوز کرنا شروع کیا۔ اور عربون کے جمعدار مسعود اور عمر وغیرہ اور بکرانیون کے جمعدار بابی خان کو نوکر رکھکر شورش وفساد برپا کرنے لگا۔ بانٹوے کے چند دیہات تاراج کر دیئے۔ اس پر مختار خان اور عادل خان بابیون نے جو بانٹوے کے تعلقدار تھے نواب صاحب سے مدد چاہی۔ نواب ممدوح نے ایک فوج روانہ کی۔ اوّل موضع اگترائی[3] کے قریب ایک لڑائی ہوئی جسمین باغیون کا کچھ نقصان ہوا۔ پھر موضع میوآنہ کے متصل سخت جنگ ومقابلہ ہوا جسمین باغیون نے شکست کھائی۔ بابی مختار خان نہایت بہادری کے ساتھ سرگرم پیکار رہے۔ اور فوج نوابی مین جمعدار عاطف بن خضر اور

---

[1] دیوان رنچھوڑجی نے لکھا ہے کہ کمبھاجی نے تین لاکھ جام شاہی کوری کے معاوضہ مین جو نواب صاحب کے ذمّے بطور قرض تھین۔ گونڈل میلی منجھیٹی۔ لاٹھ بھیمورہ۔ سرسائی۔ اور چانپڑہ نواب صاحب سے لکھوا لیئے۔ اور کرنل واٹسن اور کرنل واکر نے بھی اسی قول کی تقلید کی ہے۔ لیکن یہ بالکل خلاف واقع ہے۔ اصل یہ ہے کہ دیہات مذکورہ پیشتر ہی سے کمبھاجی کے قبضہ وتصرف مین تھے۔ مگر چونکہ نواب صاحب کو اس ملک مین فوجداری اختیارات حاصل تھے اسلئے کمبھاجی پورا قبضہ لینے کی غرض سے نواب صاحب کی خوشامد اور نوکری بجا لایا کرتا تھا۔ قرض کا قصّہ محض غلط ہے۔

[2] کیشود کو فارسی تاریخ مین کیشوج لکھا ہے۔ جوناگڈھ سے ۲۵ میل فاصلے پر جنوب مغرب مین سابلی ندی کی شاخ تیلوری کے

جان محمد وغیرہ نے بھی دادشجاعت دی۔ آخرکار داگوجی نے مجبور ہوکر علاقہ بانٹوہ کا لوٹا ہوا مال واپس دیا اور ایک رقم بطور جرمانہ بھی ادا کی۔

واقعۂ مذکورۂ بالا کے چند مہینے بعد جب داگوجی کے ذمے فوج کی تنخواہ بہت چڑھ گئی اور تقاضے سے عاجز آگیا تو قلعہ کیشود ایک لاکھ جامی کے معاوضے مین اُسنے نوابصاحب کے ہاتھ فروخت کرڈالا۔

سنہ ۱۶۸۸ء
چوروائ کی فتح اور رانائے پوربندر کو سخت تنبیہ۔

چوروائ[۱] کا رائے زادہ زمیندار سنگھ جی مالیہ کی ہاٹی قوم کے زمیندار الیا کی لڑائی مین مارا گیا۔ اسکے بعد اسکے جانشین موکاجی کے پاس اپنی فوج کو دینے کے لئے روپیہ نہین رہا اسلئے رانائے پوربندر نے رشتہ داری کے بہانے سے فوج کی چڑھی ہوئی تنخواہ دینے کا اقرار کرکے چوروائ پر قبضہ کرلیا۔ اسکے بعد ستر ایارہ والے ہانسوا براہیم علیخان اور عطا وغیرہ پٹنی جمعدار امرجی کے رشتہ دارون کی سازشون سے رانائے مذکور سے مل گئے اسکو اس سے تقویت ہوگئی اسلئے رانائے مذکور بلاول گیا اور رات کے وقت سیڑہی لگاکر یکایک اسکے قلعہ پر چڑھ گیا۔ وہان کے قلعہ دارون دلیرخان اور غلامی کے پاس اول تو جمیعت قلیل تھی دوسرے مرے پر سو درّے یہ ہوئے کہ جب حریف سر پر پہونچکر قتل وغارت کرنے لگا اس وقت اُن کو خبر ہوئی۔ غرض ہرچند قلعہ دارون نے جانبازانہ کوششین کین لیکن کوئی کوشش مفید نہوئی۔ آخرکار غلامی نے درجۂ شہادت حاصل کیا۔ اور دلیرخان نے مجبور ہوکر امان مانگی۔ اور جان بچاکر نکل گیا۔ جب یہ خبر جوناگڈھ آئی تو خود بدولت نواب صاحب فوج جرار ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور جاتے ہی پہلے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۳) کنارے واقع ہے۔ قریب ۴ ہزار کے آبادی ہے۔ اسکے گرداگرد قلعہ ہے۔

[۳] [موضع اگترائی پہلے وزیر شیخ محمد بہاؤالدین صاحب کی جاگیر مین تھا اب امیر شیخ محمد بہائی صاحب کی جاگیر مین ہے]

[۱] یہان چور بہت رہتے تھے اسلئے چوروائ نام مشہور ہوگیا۔ بندر بلاول سے ۱۳ میل فاصلے پر شمال مغرب مین بحرۂ عرب کے کنارے ہے۔ قریب ۳ ہزار کے آبادی ہے۔ اس کے گرد قلعہ ہے۔ یہان پان بہت عمدہ ہوتے ہین۔

چورواڑ کا محاصرہ کیا۔ رانا کے سپہ سالار ابراہیم خان نے محاصرہ کرنے والون پر حملہ کیا۔ مگر وہ گولی سے مارا گیا۔ نواب صاحب نے توپین لگا کر دیوار قلعہ کا اکثر حصہ ڈھا دیا

سنہ ۱۷۸۹ء

اور قلعے پر قابض ہو گئے۔ اس لڑائی مین فوج نوابی کے عمر کھوکھر وغیرہ نے نہایت جوان مردی دکھائی۔ اس موقع پر کمبھاجی زمیندار گونڈل بھی اپنی جمعیت کے ساتھ نواب صاحب کی نوکری مین موجود تھے۔ اس معرکے مین حریف کے جتنے آدمی گرفتار ہوئے تھے نواب صاحب نے سب کی جان بخشی کرکے رہا کر دیا۔ اور چورواڑ کے زمیندار رائے زادے موکاجی کو مع قبائل و عشائر نہایت عزت اور بڑی آبرو کے ساتھ دھوراجی روانہ کر دیا۔ اور چورواڑ نواب صاحب کے ممالک محروسہ مین شامل ہو گیا چنانچہ اس وقت سے آجتک برابر نواب صاحب ہی کی ریاست مین شامل ہے۔

بلاول کی فتح

چورواڑ فتح کرکے نواب صاحب مع لشکر منصور بلاول کی طرف بڑھے اور یہان کے قلعے کا محاصرہ کیا چونکہ محصورین جمعدار رکیبہ کرم شاہ ملک سلطان یحییٰ بن منصور عطاجی اور دیوجی کنور کے پاس سامان جنگ اور رسد کافی تھی۔ اوّل اوّل خوب مقابلہ کیا پھر جب نواب صاحب نے محاصرے مین شدّت کی اور سید سلیم اور سید علی وغیرہ مغربی سمت سے قلعہ مین داخل ہو گئے۔ اس وقت بھی اہل قلعہ نے مسلح ہو کر جواب ترکی بہ ترکی دیا۔ پہلے طرفین نے تلوار اور بندوق سے کام لیا پھر جنبیہ اور گھونسون کی نوبت آئی۔ اہل قلعہ بھی بہادری سے لڑے لیکن جب رانا کا چچازاد بھائی دیوجی قلعہ دار بلاول گولی سے مارا گیا تو قلعے والون کے پاؤن اکھڑ گئے وہ بھاگ گئے۔ اور قلعہ پر نواب صاحب کا قبضہ ہو گیا۔

سنہ ۱۷۹۰ء

رانائے پوربندر کو مطیع کرنا

قلعۂ بلاول فتح کرنے کے بعد نواب صاحب نے پیشکش وصول کئے۔ پیشکش وصول کرنے سے فارغ ہو کر یکبارگی رانا سلطان جی کے ملک پر یورش کی۔ اور

قلعۂ کنڈورنہ کا محاصرہ کیا جب اس محاصرے مین رانا بہت مجبور اور اپنی زندگی سے مایوس ہوگیا تو نواب صاحب سے معافی کی استدعا کی اور ایک معتدبہ رقم بطور جرمانہ ادا کرکے یہ اقرارنامہ لکھدیا کہ مین آئندہ کبھی نواب صاحب کے ممالک محروسہ پر کسی قسم کی دست درازی نہ کرونگا اور ہمیشہ اطاعت کرتا رہونگا۔ اس پر رانا کا قصور معاف ہوکر جان بخشی کی گئی۔ فتوحات مذکورۂ بالا سے فارغ ہوکر ہمعنان اقبال و فتحمندی بڑی دھوم دہام اور نہایت تزک و احتشام کے ساتھ نواب صاحب نے اپنے دارالامارۃ مصطفےٰ آباد عرف جوناگڈھ کو مراجعت فرمائی۔ یہان کی تمام رعایا نے نہایت خوشی کے ساتھ استقبال کیا۔

دیوان رگھوناتھ جی نے بھی اپنے باپ کی مانند رفتہ رفتہ اپنے اختیارات بڑہانے شروع کئے اور اس امر مین اپنے باپ سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گیا۔ اس طرح کہ خفیہ طور پر عرب سربندی کے محمد زبیدی صالح عبداللہ محمد ابوبکر۔ حامد محسن۔ حامد ناصر اور ناجی وغیرہ کو ورغلا کر آمادۂ بغاوت کردیا۔ نواب صاحب نے نہایت استقلال اور بڑے حسن تدبیر کے ساتھ فوراً اس کا تدارک کیا۔ یعنی اطراف کے سندہی اور کھانٹ قوم کے لوگون کو بلواکر ایک لشکر تیار کیا۔ اور پھر سرکش عربون کو بڑی فضیحت و رسوائی کے ساتھ جوناگڈھ سے نکال دئے۔ وہان سے نکلکر چوروآڑ کی طرف انہون نے تاخت و تاراج کرکے قلعۂ چوروآڑ پر قبضہ کرلیا۔ بعدمین خبر ہوتے ہی فوج نوابی نے انکو سخت تنبیہہ کرکے قلعہ لے لیا۔ اسی عرصہ مین دیوان رگھوناتھ جی اپنے کیفر کردار کا خوف کھاکر قصبۂ کُتیانہ ہوتا ہوا فرار ہوگیا۔

رگھوناتھ جی کے فرار ہوجانے کے بعد نواب صاحب نے پربھاشنکر کو جو اُنکی متصدیگری کرتے تھے اور دیال جی مہتہ کو جو دیوان رگھوناتھ جی کے کامدار تھے عہدۂ دیوانی ریاست سپرد کیا۔

سنہ ۱۷۹۱ع	سنہ ۱۷۹۱ع مین تمام جزیرہ نمائے کاٹھیاواڑ مین سخت قحط ہوا۔ اُسکے ساتھ ہی

چیچک کا مرض پھیلا جس سے ہزارہا آدمی ضائع ہو گئے۔

اسی سال گائیکواڑ فوج کا سپہ سالار حمید سندھی پیشکش لینے کے خیال سے جوناگڈھ آیا۔ مگر جب نواب صاحب نے پیشکش دینے سے انکار کیا تو وہ گاؤں کو تاخت وتاراج کرتا ہوا ابلاول تک پہونچا۔ واپسی کے وقت جب جوناگڈھ سے آٹھ میل فاصلے تک گیا تو نواب صاحب نے اپنی فوج جرار فراہم کر کے اس پر حملہ کیا۔ اس لڑائی میں حمید سندھی خود بندوق کی گولی سے مارا گیا۔ اسکے بعد اسکی تمام فوج حواس باختہ ہو کر فرار ہو گئی۔ یہ واقعہ ۱۷۹۲ء کے اوائل میں وقوع پذیر ہوا۔

۱۷۹۲ء دیوان رگھوناتھ جی کے فرار ہو جانے کے بعد سے اگرچہ پربھاشنکر اور دیابھی نواب صاحب کے حسب الحکم خدمات عہدۂ دیوانی انجام دیتے تھے لیکن اسوقت تک ان میں سے کسی کو حسب دستور ریاست اس عہدے کا خلعت نہیں عطا ہوا تھا۔ پربھاشنکر نے نواب صاحب سے عرض معروض کر کے رگھوناتھ جی کو پھر آنے کی اجازت دلائی۔ اور خدمات دیوانی میں یہ اور مرارجی بن ولبھ جی شریک کئے گئے۔ مگر چند ہی روز کے اندر ان میں باہم ایسی سخت عداوت ہوئی کہ ایک دوسرے کی بربادی میں کوتاہی نہ کرتے تھے۔ پربھاشنکر اور دیابھی کے درمیان کھلی عداوت تھی مگر ان دونوں کی رگھوناتھ جی سے پوشیدہ۔ مگر بعد کو اُن میں آپس میں

۱۷۹۳ء ظاہرا عداوت ہو گئی۔ اور ایک دوسرے کو نقصان پہونچانے کے درپے ہو گئے جس سے ریاست میں نائرۂ فتنہ وفساد مشتعل ہو گیا۔ ان کی اکثر حرکتیں جو ذاتی عداوتوں اور خود غرضیوں پر مبنی اور ریاست کے لئے سراسر نقصان رساں تھیں نواب صاحب نے نہایت احتیاط اور استقلال کے ساتھ ان کو ۱۷۹۳ء میں سبکدوش کر دیا۔

ان مفسدوں کے دفع فساد کے بعد نواب صاحب نے کلیان سیٹھ کو دیوان مقرر کیا۔ اور احمد آباد کے ناگر مادھورائے بن خوشحال رائے کو ان کا مددگار مقرر کیا لیکن کچھ مہینوں کے بعد ان دونوں میں نا اتفاقی

ہوگئی یہانتک کہ لڑائی کی نوبت پہونچی۔ آخر کار ما دھورائے علیحدہ کیا گیا۔ اسلئے کلیان سیٹھ بدون دخل غیر بے کھٹکے دیوانی کا کام کرنے لگے۔

۱۷۹۴ء
بھاؤنگر پر نواب صاحب کا فوج کشی کرنا۔

بھاؤنگر کے راول بخت سنگھ نے جھوہ کا تھانہ اُٹھا دینے کے علاوہ اب ۱۷۹۴ء مین چیتل کے کاٹھیون پر حملہ کرکے چیتل پر بھی قبضہ کرلیا۔ اور نواب صاحب کی طرف کا جو وہان تھانہ تھا اسکو بھی اُٹھا دیا۔ نواب صاحب نے یہ حال سُنکر بھاؤنگر پر بذات خود فوج کشی کی۔ مگر میر امن خواص نے جو جام نگر کا مختار کل دیوان تھا نواب صاحب کی حضور مین بہت عاجزی کرکے صلح کرادی۔ اسکے بعد جب نواب صاحب پیشکش وصول کرتے ہوئے کالا واڑ پہونچے تو میر امن خواص دیوان جام نگر نے حاضر ہوکر نیاز حاصل کیا۔

۱۷۹۵ء
شاہزادہ بہادر خان کا تولّد ہونا

۴ ار مئی ۱۷۹۵ء مطابق ۲۵ ذی قعدہ ۱۲۰۹ھ مطابق جیٹھ بدی ۱۲ سمت ۱۸۵۱ کو نواب صاحب کے مشکوے معلّےٰ راجکنور بائی کے بطن سے شاہزادہ پیدا ہوئے جن کا نام بہادر خان رکھا گیا۔ تاریخ ولادت بحساب ابجد لفظ بختاور[۱] سے ۱۲۰۹ھ نکلتی ہے۔

[۱] قطعۂ مادۂ تاریخ یہ ہے۔

ہزار شکر کہ از فضلِ ایزدِ اکبر	شگفت غنچۂ مقصود عالمی از سر
بخاست تہنیت از شش جہت بدین عالم	بدان زمان کہ تولّد شد آن مہ انور
ازین نشاط بمسند نواب حامد خان	نشستہ ثانی حاتم ببذل زر و گوہر
بروز یوم احد بیست و پنج ذی قعدہ	گرفت جلوۂ ہستی بوقت سعد سحر
چو گشت رغبت طبعم با متیاز سنہ	رسید مژدہ ز ہاتف کہ ہست بختاور ۱۲۰۹

ایضاً

جستیم چو سنہ اش ز ہاتف	گفتا بجہان بشد بشارت ۱۲۰۹ھ

سنہ ۱۷۹۶ء

نواب صاحب کا بذاتِ خود جام صاحب کی مدد کو جانا

کچھ کے دیوان فتح محمد نے ایک بڑی فوج سے ملک ہالار پر جو جام صاحب کے تحت حکومت تھا چڑھائی کی۔ جام صاحب میں ایسی بڑی فوج کے مقابلے کی طاقت نہ تھی۔ اسلئے وہ نواب صاحب سے مدد کے خواہان ہوئے۔ نواب صاحب بنفس نفیس دیوان کلیان سیٹھ مختار خان بابی۔ جمال خان بلوچ۔ ہری سنگھ سوانکی کُتیانہ کے قصباتی۔ منگرول کی فوج عرب اور سندھیون کے رسالے اور کاٹھی وغیرہ لوگون کو ہمراہ لیکر بڑی شان و شوکت کے ساتھ مدد کو روانہ ہوئے اور پرگنہ آمرن کے موضع دھنسرہ میں پہونچکر مقام کیا۔ وہان جام صاحب کا بھی لشکر آگیا۔ دشمن کا لشکر قریب ایک میل کے فاصلے پر پڑا ہوا تھا۔ اگرچہ نواب صاحب کے لشکر کو کمک پر آتے دیکھکر فتح محمد کو فتح کی امید نہین رہی تھی تاہم طرفین سے لڑائی کی تیاری ہو رہی تھی کہ اس بابین بین جسونت سنگھ[1] جھالاوالی ہلود و دھرانگدھ ہر دو نے متوسط ہو کر صلح کرادی۔

بھاونگر کے بخت سنگھ راول کو تنبیہہ

مذکورۂ بالا مقام دھنسرہ سے نواب صاحب بھاونگر کے بخت سنگھ راول کی تادیب کے لئے روانہ ہوئے۔ کیونکہ راول مذکور نے صلح کے بعد موقع پاکر قلعہ کنڈلہ و قلعہ راجولہ دبا لئے تھے۔ نواب صاحب نے وہان پہونچکر یہ دونون قلعے فتح کئے اور کاباجی گوہل قلعہ دار راجولہ کو قید کرکے قصبہ چیتل مین پہونچکر مقام کیا۔ اور بہت سے کاٹھی فراہم کرکے بھاونگر کو بالکل فتح کرلینے کا ارادہ مصمم کرلیا۔ اُدھر بخت سنگھ بھی اپنی سخت آزمائی کو بڑی فوج لیکر آیا۔ اسکے بعد مقام ورل اور ڈھستا کے درمیان ایک سخت جنگ ہوئی جس میں نوابی فوج غالب رہی۔ دوسرے روز پھر جنگ ہونے والی تھی کہ جیاجی جیٹھوا نے راول بھاونگر کے اشارے سے نواب صاحب کی خدمت میں صلح کی استدعا کی۔ آخر راول بخت سنگھ نے معافی چاہی اور ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ جرمانہ ادا کیا

[1] بیچر جی نے گج سنگھ کا نام لکھا ہے۔ مگر وہ تو سنہ ۱۷۸۲ء مین مرگیا تھا۔

۱۷۹۷ء — مالیہ سرکار جوناگڈھ مین داخل ہوا

مالیہ[1] کے ہاٹی قوم کا زمیندار پٹھابیت بہت شرارت کرتا تھا۔ اسلئے نواب صاحب نے قلعۂ مالیہ کا ۱۷۹۷ء[2] مین محاصرہ کیا۔ تین روز کے بعد وہان کے زمیندار نے مجبور ہوکر قلعہ حوالے کیا۔ نواب صاحب نے اسکو کچھ جاگیر عطا کی۔

۱۷۹۸ء — گائیکواڑ کے جمعدار امین کا چڑھ آنا

گائیکواڑ کی فوج کا سپہ سالار امین جمعدار جس کے باپ حمید سندھی کو فوج نوابی نے شکست دیکر مار ڈالا تھا بغرض انتقام ۱۷۹۸ء مین جوناگڈھ کے قریب آیا اور موضع منجھیوڑی کے قلعہ پر گولہ باری کرکے اس کا کچھ حصہ ڈہا دیا۔ اُدہر نواب صاحب اسکے مقابلے کی تیاری کرکے جانے ہی کو تھے کہ وہ فوراً وہان سے بھاگ گیا۔

۱۷۹۹ء — سائلہ کے ٹھاکر کو مدد دینا

نواب صاحب نے دھانڈل پور کے کاٹھی کے مقابلے مین سائلہ کے ٹھاکر کی مدد کے لئے ۱۷۹۹ء[3] مین فوج بھیجی تھی۔

۱۸۰۱ء

رگھوناتھ جی پھر معافی کا خواستگار ہوا تو حضور نواب صاحب نے اسکی خطا معاف کرکے کلیان سیٹھ کی جگہ اسکو پھر ۱۸۰۱ء مین دیوانی کے عہدہ پر بحال کیا۔ اور اسکے بھائی رنچھوڑجی کو بھی اسکے ساتھ شامل کردیا۔ رگھوناتھ جی اور رنچھوڑجی دونون کلیان سیٹھ کے دشمن تھے۔

۱۸۰۲ء

سرکار گائیکواڑ اور گڑی کے جاگیردار ٹھاراؤ کے درمیان لڑائی ہوئی اسمین ہر ایک نے نواب صاحب سے مدد مانگی مگر مصلحتہً ان دونون مین سے کسی کو بھی نہین دی گئی۔

۱۸۰۳ء — شیورام گاردی سے مقابلہ

۱۸۰۳ء مین رگھوناتھ جی اور رنچھوڑجی فوج لیکر پیشکش وصول کرنے

---

[1] یہ ہاٹی مالیہ کہا جاتا ہے۔ جوناگڈھ سے جنوب میں قریب ۳۶ میل فاصلے پر نگل ندی کے کنارے پر واقع ہے۔ آبادی قریب ۳ ہزار کے ہے۔ اسمین منارے والا قلعہ ہے۔ جوناگڈھ کی طرف سے پہلے کلاس کا مجسٹریٹ رہتا ہے۔ یہان آم بکثرت ہوتے ہین۔

[2] کرنل واٹسن نے ۱۷۹۶ء لکھا ہے۔

[3] کرنل واکر نے ۹۶-۱۷۹۵ء لکھا ہے۔

روانہ ہوئے جب یہ خراج حاصل کرتے ہوئے جھالاواڑ پہونچے تو یہاں شیورام گاردی سپہ سالار گائیکواڑ نے اُن سے مقابلہ کیا لیکن وہ ناکام رہا۔ اور نوابی فوج مقررہ زورطلبی وصول کرتی ہوئی جوناگڈھ واپس آئی۔

اسی سال ملہند راؤ گائیکواڑ نے قلعۂ امریلی مین شورش برپا کی۔ اور وستاوڑ کے ناگردیسائیون کو گرفتار کر کے ان سے فدیہ طلب کیا۔ اس پر ناگرون نے نواب صاحب سے استغاثہ کیا۔ نواب صاحب نے رنچھوڑجی کو مع فوج بھیجا۔ انہون نے ایک ہفتہ محاصرہ قائم رکھکر ناگرون کو چھڑا لیا اور ملہند راؤ آخر کار شرمندہ ہوکر واپس چلا گیا۔

سنہ ۱۸۰۴ء — باباجی کا زک پانا

سنہ ۱۸۰۴ء مین باباجی آپاجی دیوان گائیکواڑ ایک بڑا لشکر لیکر جزیرہ نمائے کاٹھیاواڑ مین داخل ہوا اور سہ چند پیشکش لیتا ہوا بنتھلی تک آ گیا۔ اور قلعہ بنتھلی کا محاصرہ کر لیا۔ نواب صاحب نے اسکے مقابلے کو فوج بھیجی۔ اس فوج نے اسکی ایسی خبر لی کہ اس نے مجبور ہوکر اور نقصان اُٹھا کر جسقدر زائد رقم وصول کی تھی وہ واپس دی۔ اور سہ چند پیشکش کی دستاویزین جو لوگون کو مجبور کر کے زبردستی لکھوالی تھین وہ بھی دیدین۔

سنہ ۱۸۰۵ء — تحصیل پیشکش

سنہ ۱۸۰۵ء مین نوابی فوج بدستور پیشکش وصول کرنے کو روانہ ہوئی۔ سب راجاؤن اور زمینداروں سے مقررہ زورطلبی وصول کر کے فوج جوناگڈھ واپس آئی۔

سنہ ۱۸۰۶ء — ریواشنکر کا دیوان ہونا

سنہ ۱۸۰۶ء مین رگھوناتھ جی اور رنچھوڑجی کی جگہ ریواشنکر مہتہ دیوان ریاست مقرر ہوئے۔

ارجن سکہ کا نوابی ملک مین شامل ہونا

اسی سال ارجن سکہ نواب صاحب کے ممالک محروسہ مین شامل ہوا۔

سنہ ۱۸۰۸ء کاٹھیاواڑ مین ایک انگریز افسر کے ورود کا پہلا موقع

سنہ ۱۸۰۷-۸ء مین افسران گائیکواڑ باباجی آپاجی وغیرہ

کے ساتھ بڑودہ کے رزیڈنٹ کرنل الکزنڈر واکر کاٹھیاواڑ مین آئے اور یہان کے راجاؤن اور زمینداروں سے گائیکواڑ کے پیشکش اور سرکار جوناگڈھ کی زورطلبی کی مقدار مقرر کرکے ان کی تحصیل کے نئے قاعدے قرار دئے تاکہ ہر سال کی فوج کشی سے ملک مین جو خرابی ویرانی اور بدامنی پھیلتی رہتی ہے وہ رفع ہوجائے۔ بعض راجاؤن کی نسبت یہ قرار پایا کہ بے توسط بالا بالا گائیکواڑ ہی کو پیشکش دیا کرین اور بعض کسی دوسری ریاست کے توسط سے ادا کیا کرین۔ مگر ان قواعد کا پورا پورا عملدرآمد بعد مین ہوا۔ کرنل واکر جس کام کی غرض سے آئے تھے اس مین نواب صاحب کیطرف سے کسی قسم کی مخالفت نہین ہوئی چنانچہ کرنل موصوف نے اس بارے مین اپنا اطمینان ظاہر کیا ہے۔

ماہ جنوری ۱۸۰۸ء مین سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی نے سرکار جوناگڈھ کے ساتھ دریائی لٹیرون کی بابت عہدنامہ کیا۔

۱۸۱۱ء
نواب صاحب کی وفات

نواب محمد حامد خان بہادر نے ۲۷ برس حکمرانی کرکے بروز سہ شنبہ ۱ صفر ۱۲۲۶ھ مطابق ۲۶ فروری ۱۸۱۱ء مطابق ۴ پھاگن سمت ۱۸۶۷ کو تقریباً ۴۵ سال کی عمر مین دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف سفر فرمایا اور اپنے آباواجداد کے مقبرے مین مدفون ہوئے۔

اوصاف یہ نواب صاحب فربہ اندام۔ نہایت نیک سیرت خوش اخلاق شیرین سخن عقلمند اور مدبر تھے۔ دیر آید درست آید پر اکثر عمل تھا اور بمقتضائے وقت کام کرنے پر نظر رکھتے تھے۔ مزاج مین قابلیت کے ساتھ چالاکی اور دوراندیشی تھی۔ اور بڑے دیندار پابند صوم وصلوٰۃ تھے۔ رمضان شریف کا ایسا ادب کرتے تھے کہ ملک کی کثرت قلیان کشی کے خیال سے حقے تڑوا ڈالتے تھے۔ تلاوت قرآن مجید کا بھی بدرجۂ غایت ذوق وشوق تھا۔

ان کے زمانے مین بارہ وفات کا کھانا بڑے پیمانہ پر ہوتا تھا۔ نواب صاحب نے ۱۲۲۴ھ مین

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اجمیری کی درگاہ پر ایک ہاتھی نذر کیا تھا۔ انہون نے سادات علما بزرگان دین اور کئی ہندؤن کو جاگیرین عطا کین تھین۔ ان کے خیروبرکت کے عہد مین ریاست کو خوب وسعت ہوئی۔ زورطلبی کی رقم ۳۶۶۰۰۰ روپیہ پر پہونچی۔ تھانہ دار یا قصباتی لوگ جو سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد رفتہ رفتہ خودمختار ہو گئے تھے۔ ان سب کو آہستہ آہستہ مطیع و فرمانبردار کرلیا۔ یہ بہادر بھی اعلیٰ درجہ کے تھے جب کاٹھیاواڑ کے تمام راجاؤن۔ ٹھاکرون اور زمینداروں نے باہمدگر اتفاق و اتحاد کرکے جوناگڈھ پر فوجکشی کی تو باوجودیکہ اُس وقت نواب صاحب کم عمر تھے۔ مگر تاہم بمقتضائے ذاتی شجاعت و دلاوری آپ نے اس مہم عظیم مین بنفس نفیس شریک ہونے پر اصرار کیا۔ آغاز سن رُشد سے تمام ملکی و مالی کام کی برابر بذات خود نگرانی کرتے رہے۔ کئی معرکون مین بذات خود شریک ہوئے۔ اور اپنی ذات سے ملک کی توسیع کی۔ اکثر سرکش قومون نے ان کی اطاعت اور فرمانبرداری قبول کی۔ کاٹھی لوگ گو اُن کے دور حکومت سے پہلے کسیقدر رجوع ہو گئے تھے۔ مگر بایں قوم کے لوگون نے خاص انہین کے عہد مبارک مین ریاست کی اطاعت اور فرمانبرداری پورے طور پر اختیار کی۔

ان کے دور حکومت مین اگرچہ عہدۂ دیوانی کے متواتر تغیرات سے متعدد دیوان ہوئے اور دیوان بھی زوردار تھے۔ اور یہ زور ان کا فوج رکھنے اور ملک کو اجارہ پر لینے کیوجہ سے تھا۔ باایہمہ عہدۂ دیوانی کے عہدہ دارون کے دلون مین باہمی عداوتون اور سازشون کا عجب طرح کا جال بھی دہوکے اور مغالطے مین ڈالنے والا الجھا ہوا تھا تاہم نواب صاحب ایسے بیدار دل اور ہوشیار تھے کہ ایسے مشکل وقت مین کسی دیوان کی ان کے آگے نہ چلی۔ انہون نے مشکل مسائل مین ایسی حکمت عملی سے کام لیا ہے جسکی نظیر تاریخون مین کم ملیگی۔ زود رنج اور خشمگین ہونے کے ساتھ رحم دلی کا وصف بھی اعلیٰ درجہ کا رکھتے تھے۔ ان کی عقلمندی و مدبری اس سے ظاہر ہے کہ انہون نے اپنے ملک کو مرہٹون کی لوٹ مار سے محفوظ رکھا۔ بلکہ اکثر معرکون مین انکو بڑی بڑی شکستین دین ان صفات کے علاوہ آپ کا مزاج صلح پسند اور بے تعصب تھا۔ جام نگر جانگر

پوربندر۔ موربی۔ گونڈل۔ اور سائلہ وغیرہ کے رئیسون پر بارہا ان کی مشکلات مین مدد دینے کی وجہ سے
ان کا احسان ہے۔ اور ہر ایک موقع پر مختلف ریاستون کے ساتھ صلح
اور بے تعصبی کا برتاؤ کیا ہے
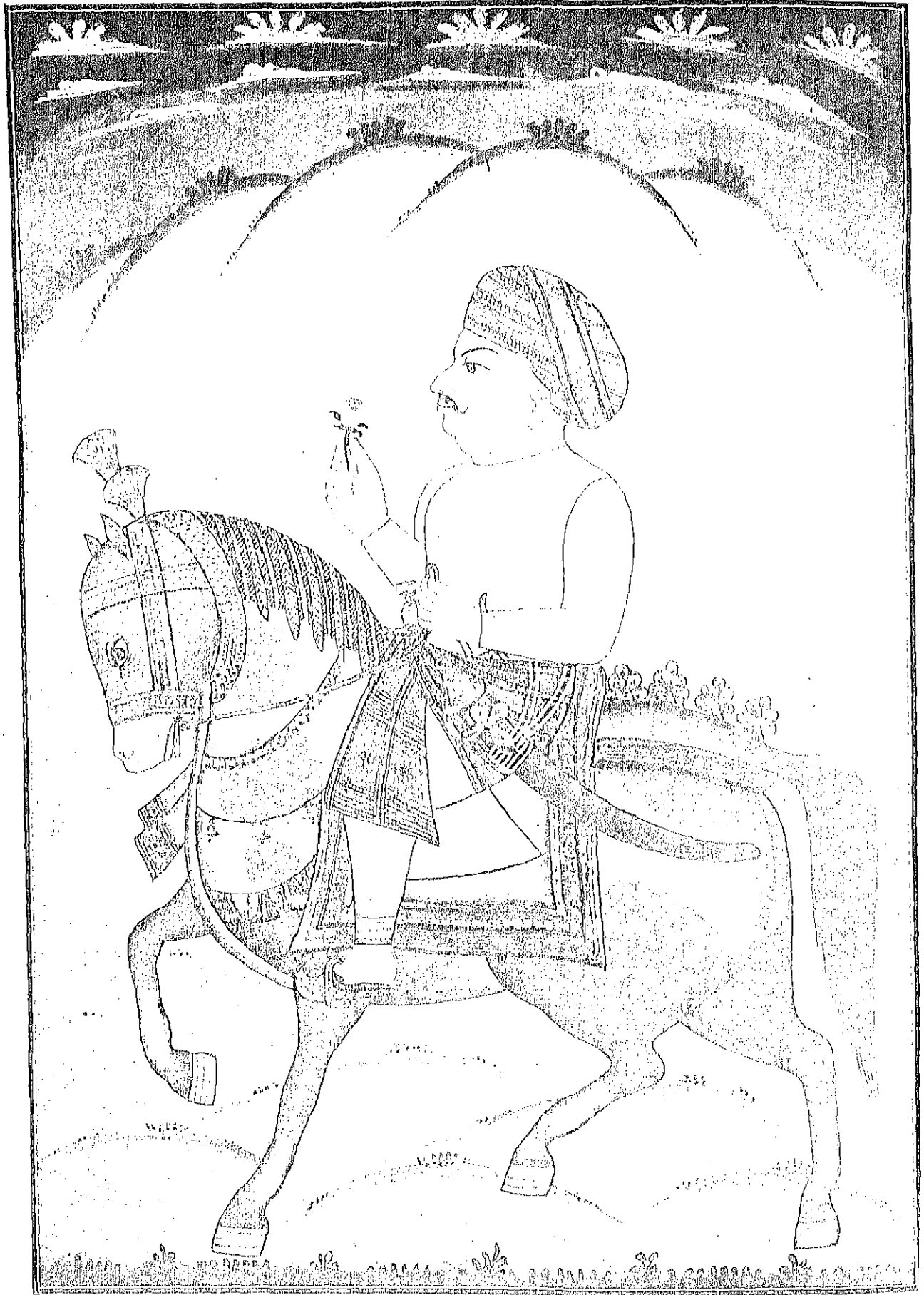
نواب صاحب محمد بہادر خان بابی ثانی

جب نواب صاحب محمد حامد خان نے وفات پائی تو اس وقت ان کے شاہزادہ بلند اقبال محمدؐ بہادر خان بہادر ولی عہد ریاست مقام پٹن میں رونق افروز تھے جمعدار عمر مقاسم میرزا اعظم بیگ چیلہ مگٹ رام بخشی اور کاہنداس ولد دیوان تاپی داس لشنو وغیرہ ارکین ریاست پٹن گئے۔ اور نواب صاحب محمدؐ بہادر خان ثانی کو لاکر مورخہ ۸ صفر ۱۲۲۶ھ مطابق ۳ مارچ ۱۸۱۱ء مطابق ۹ پھاگن سدسمت ۱۸۶۷ روز یکشنبہ کو مسند نشین ریاست کیا۔ اُس وقت اُن کی عمر ۱۷ سال کی تھی۔

دیوان کا تقرر

مسند نشینی کے چند روز بعد نواب صاحب نے رگھوناتھ جی کو ان کی تجربہ کاری کی وجہ سے

دیوان ریاست مقرر کیا۔ انہون نے وفاداری سے ریاست کے خدمات انجام دینے کا وعدہ کیا تھا۔

سنہ ۱۸۱۲ء

سنہ ۱۸۱۲ء مین سیناخاص خیل فتح سنگھ راؤ گائیکواڑ۔ کپتان کرناک رزیڈنٹ بڑودہ۔ گنگادھر شاستری۔ دیوان وٹھل راؤ۔ جمعدار امین اور میر کمال الدین حسین وغیرہ افسران گائیکواڑ مہم جام نگر[^1] سے فارغ ہوکر اثنائے واپسی مین جوناگڈھ سے آٹھ میل فاصلے پر بمقابل لال ورڈہین مقیم ہوئے اور نواب صاحب کی مسند نشینی کا نذرانہ طلب کیا۔ ان کی اس درخواست پر نواب صاحب قلعے کے استحکام ناکہ بندی اور دیگر ہر قسم کا کامل بندوبست کرکے لشکر مذکور کے مقابلے کو تیار ہوگئے۔ مگر جب دیوان رگھوناتھ جی نے مقام لال ورڈہین وٹھل راؤ دیوان گائیکواڑ سے ملاقات کی تو انہون نے بجز جنگ اور خون ریزی کے کچھ دیہات دینے منظور کرکے نذرانہ دینے کا معاملہ فیصل کرلینا مناسب سمجھا۔ اس اثناءمین نواب صاحب کو بعض ارکین ریاست سے معلوم ہوا کہ رگھوناتھ جی افسران گائیکواڑ سے درپردہ ملگیا ہے اور اس پر بھروسہ کرنے مین ریاست کو بہت بڑے نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ اسکے بعد بھی دیوان مذکور نذرانہ ولانے مین کوشش کرتا رہا۔ اس لئے نواب صاحب اور ان کی والدہ ماجدہ راجکنوربائی صاحبہ دیوان کی اس روش سے بہت ناراض ہوئے۔ جب دیوان رگھوناتھ جی نے اپنے کام مین ناکامی دیکھی تو دیوانی سے استعفا دیدیا۔

[^1]: چونکہ جام جسا جی اپنے بھائی ستاجی کو واجبی حق کی جاگیر نہین دیتا تھا۔ اسلئے ستاجی کرنل واکر اور گائیکواڑ سے طالب امداد ہوا۔ اسی اثناءمین کچھ کے راؤ نے بھی نوانگر پر اپنا دعوےٰ کیا۔ دونون قضیون کے تصفیے کے واسطے ہر دو سرکار کی طرف سے جام کو فہمایش کیجاتی تھی۔ مگر وہ نہین مانتے تھے۔ اسی اثناءمین جام کے ایک عرب نے ایک انگریز افسر کو بندوق سے مارڈالا۔ اور قاتل موڑپور متعلقہ نوانگر کے قلعہ مین پناہ گزین ہوگیا۔ سرکار کمپنی نے جام سے مانگا۔ مگر انہون نے نہ دیا۔ آخر نوبت لڑائی کی آئی۔ اور کچھ لڑائی کے بعد جام کو ان شرائط پر صلح کرنی پڑی۔ برٹش افسر کے قاتل کو حوالہ کردینا۔ قلعہ موڑپور کو برباد کرنا۔ کچھ کے راؤ کے دعوے کا فیصلہ کرنا۔ ستاجی کو واجبی جاگیر رانپور کے سوا ۱۲ گاؤن دینا۔ فتح سنگھ گائیکواڑ کو گدی کی بابت ۲۵ ہزار روپیہ نذرانہ دینا۔ پرگنہ سرپدڑ دھرول کے ٹھاکر کو واپس دینا۔

دیوان امرجی (صفحہ ۲۹۶)
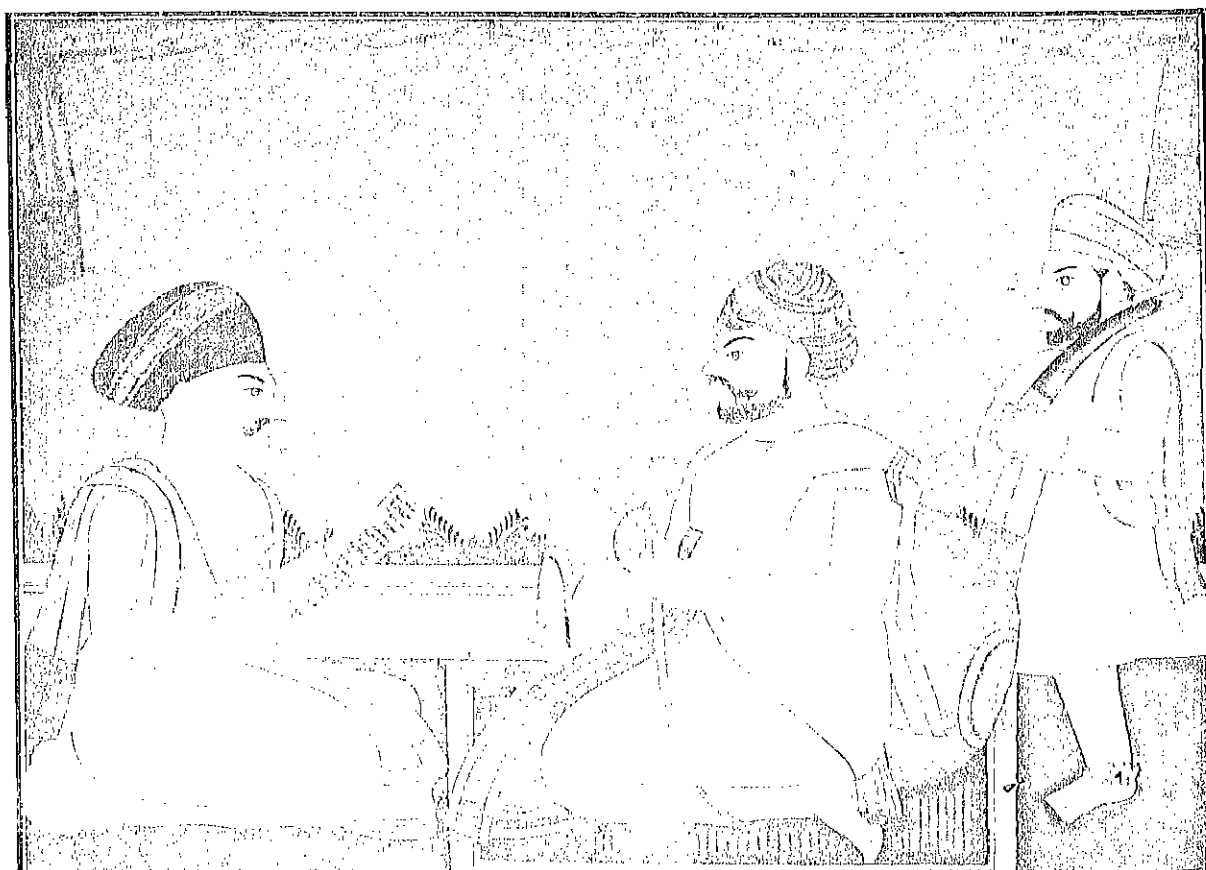
دیوان رگھوناتھ جی کے استعفا دینے کے بعد عہدۂ دیوانی کے خدمات جمعدار عمر مقاسم[1] (جو ایک زبردست جمعدار تھے) انجام دینے لگے۔ اس وقت گائیکواڑ کی طرف سے جب نذرانے کی نسبت زیادہ تقاضا ہوا تو بعد میں نواب صاحب اور ان کی والدہ صاحبہ کی رائے لئے بغیر جمعدار عمر مقاسم نے پرگنات امریلی[2] اور کوڈینار[3] گائیکواڑ کو دے دیئے۔

سنہ ۱۸۱۳ء

سنہ ۱۸۱۳ء میں ایک دنبالہ دار ستارہ طلوع ہوا۔ اور برابر چار مہینے تک نکلتا رہا۔ اس کی دُم تخمیناً آٹھ نو فیٹ کی نظر آتی تھی۔

اسی سال اس تمام ملک میں برسات کم ہونے سے سخت قحط پڑا جو اونہتّر[۶۹] کے نام سے مشہور ہے یعنی سمت ۱۸۶۹ کا قحط۔

سنہ ۱۸۱۴ء

سنہ ۱۸۱۴ء میں وبائے مہلک کا مرض پھیلا جس سے بہت سی مخلوق خدا ضائع ہو گئی۔ چوہوں کے بکثرت پیدا ہونے سے زراعت کو بھی نقصان کثیر پہنچا۔

پیشوا کا جو حصہ اس جزیرہ نما میں تھا چونکہ اس کا اجارہ ایک مدت معینہ کے لئے گائیکواڑ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۶) [۴] لال ڈُنڈ ایک جگہ ہے جہاں ایک بڑا درخت بڑ کا ہے۔ یہ جائے موضع بہیال کے قریب ہے جو وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤالدین کی جاگیر میں ہے۔

[1] اس نام کو دو تین طرح لکھا گیا ہے۔ جیسا مقاسم۔ مخاسشن۔ اور مخاسشم۔

[2] اس کا قدیم نام امرولی ہے۔ اسے گیراون ولی بھی کہتے تھے۔ یہ حصار دار مقام ہے۔ اسکی آبادی تقریباً ۱۴ ہزار ہے۔ اب وہ ریلوے اسٹیشن ہے۔ یہ پرگنہ فوجدار سورٹھ کے ماتحت رہتا تھا۔ مگر بادشاہان اسلام کی طرف سے اسکے جاگیردار سادات تھے۔ اور پھر کاٹھی لوگ بھی ہو گئے تھے۔ باقی حصہ کی آمدنی بحیثیت ماتحتی فوجدار کے نوابان جوناگڑھ کے خزانے میں داخل ہوتی تھی۔ گائیکواڑ نے وقتاً فوقتاً سادات اور کاٹھیوں کی جاگیریں لیکر کل پرگنہ کے صرف ¾ حصہ پر قبضہ کیا تھا۔

[3] کوڈینار سینگوڑہ ندی کے کنارے سمندر سے قریب ۳ میل فاصلے پر ہے۔ یہ حصار دار ہے۔ اس کا قدیم نام کیبرگر ہے۔ قریب ۸ ہزار

نے لے لیا تھا۔ اور ۱۸۱۳ء میں اس اجارہ کی مدت ختم ہوگئی تھی۔ لہٰذا ۱۸۱۴ء میں پیشوا کی فوج بھی اس ملک میں آئی جس سے گائیکواڑ کے رعب و داب میں فرق آگیا۔ تمام ملک میں کسیقدر ہل چل اور بدامنی شروع ہوگئی اور دو تین سال تک ملک کی یہی حالت رہی لیکن ۱۸۱۸ء میں جب پیشوا کا تمام ملک ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھ آیا اور اُسکے تمام حقوق ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف منتقل ہوگئے تو ملک میں رفتہ رفتہ ہر طرح کا امن ہوتا چلا۔ اور خلق اللہ کو آسائش میسر ہونے لگی۔

۱۸۱۵ء

۱۸۱۵ء میں جمعدار عمر مقاسم جو ایک زبردست امیر تھا اور عہدۂ دیوانی ریاست کے خدمات انجام دیتا تھا اس نے بھی اپنی حد سے تجاوز کرنا شروع کیا۔ اس وقت ریاست کے انتظامات کی نسبت چونکہ نواب صاحب کا تجربہ بہت بڑھ گیا تھا۔ نواب صاحب نے جمعدار مذکور کی نسبت روک ٹوک شروع کی جمعدار کو نواب صاحب کی یہ نگرانی اپنی نسبت ناگوار گزری۔ اور چند جمعداروں کو یاران و مساز بناکر سرکشی پر آمادہ ہوگیا۔ اسلئے وہ عہدۂ دیوانی سے سبکدوش کیا گیا۔ چونکہ اس کے پاس ریاست کا اجارہ تھا اسلئے اسکو موقوف کرکے اسکے معاوضہ میں عمر مقاسم کو موضع ٹیمبڑی اور پیپلیہ اور ۲½ لاکھ کوری نقد حسن ابوبکر کو جو عمر مقاسم کا رفیق تھا ۳ ہزار کوری اور سالم بن حمید کو موضع سانگھواڑہ عطا کئے گئے۔ اس فیصلہ کے بعد ان سب نے اپنے اپنے دعوے کی فارغخطی لکھدی۔

اسی زمانہ میں رگھوناتھ جی نے پھر جاجنی کی توان کو دیوانی عنایت ہوئی۔

۱۸۱۶ء

نواب صاحب کی طرف سے دھندوقہ۔ رانپور۔ اور گوگھ مقبوضات

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۷) کے آبادی ہے۔ اس پرگنہ میں بھی سیدون کو شاہان اسلام کی طرف سے جاگیر ملی تھی۔ چونکہ کل جزیرہ نمائے کاٹھیاواڑ کی حفاظت کی غرض سے ایک لشکر دوار کا میں رہتا تھا جسکے مصارف جوناگڈہ کی اعلیٰ حکومت بھی مثل گائیکواڑ کی حکومت کے اٹھاتی تھی۔ لہٰذا اسکے بدلے میں نواب صاحب نے قصبہ پرگنہ کوڑینار کی آمدنی مصارف مذکورہ میں لگادی تھی۔

سرکار کمپنی پر نواب صاحب کی زورطلبی کا جو حق تھا وہ ۲ جون ۱۸۱۶ء کی تحریر میں دوستانہ طور پر اٹھا لیا گیا۔ مگر دھولیرہ کی زورطلبی سرکار کمپنی کی درخواست سے بعد میں ۳ اپریل ۱۸۱۷ء کو چھوڑ دیگئی۔

۱۸۱۷ء ۱۸۱۷ء میں جسقدر پیشوا کا پیشکش ملک کاٹھیاواڑ پر تھا اسکے فراہم کرنے کی غرض سے کرنل بیلن ٹائن آئے۔

۱۸۱۸ء ۱۸۱۸ء میں پیشوا کا تمام ملک ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھ آیا۔ اور پیشوا کے جسقدر حقوق پیشکش کا کاٹھیاواڑ پر تھے وہ سب اسی کمپنی کی طرف منتقل ہوئے تو کرنل موصوف ہر سال پیشکش وصول کرنے آنے لگے۔

اسی سال میں دیوان رگھوناتھ جی کی جگہ مہتا پربھوداس ناگر دیوان مقرر ہوئے مگر چند مدت کے بعد سندرجی شوجی کھتری کچھی (کرنل بیلن ٹائن صاحب کے پیشکار) دیوان ریاست ہوئے چونکہ دیوان معزول رگھوناتھ جی کے طرفدار ناگر متصدی دیوان منصوب کے کارہائے متعلقہ میں ہارج اور مخل انداز ہوتے تھے۔ اور کرنل صاحب بھی ناگرون سے بہت ناخوش تھے۔ لہٰذا جو ناگر ملازمت میں تھے موقوف کئے گئے۔

۱۸۱۹ء ۱۶ جون ۱۸۱۹ء کو شام کے وقت جزیرہ نمائے کاٹھیاواڑ میں ایک بہت بڑا زلزلہ آیا جس سے بہت کچھ جان و مال کا نقصان ہوا۔ کئی مستحکم اور سنگی مکانات گر گئے۔ زمین شق ہوگئی اور اس میں سے گرم پانی نکلا۔ یہ زلزلہ مغرب کے وقت آیا تھا۔

اسی سال دیوان معزول رگھوناتھ جی نے ۵۶ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

۱۸۲۰ء ۱۸۲۰ء میں گائیکواڑ نے سرکار کمپنی کو لکھدیا کہ کاٹھیاواڑ کی جن ریاستون سے سرکار گائیکواڑ خراج لیتی ہے اُن سب سے آئندہ سرکار کمپنی خراج وصول کر کے گائیکواڑ کو بھیدیا کرے۔ اس سے جس حکومت کی باگ کاٹھیاواڑ میں گائیکواڑ کے ہاتھ تھی وہ سرکار کمپنی کے ہاتھ میں آگئی۔ اسلئے سنہ مذکور میں ملک کاٹھیاواڑ میں ایجنسی قائم ہوئی۔ ایجنسی کا صدر مقام راجکوٹ

مقرر کیا گیا۔ سب سے اوّل جو یہاں پولٹیکل ایجنٹ مقرر ہوئے وہ کپتان بارن ول صاحب تھے

اسی سال سکہ کوری کی قلت کی وجہ سے جوناگڑھ مین پھر ریاست نے ٹکسال کھولی۔

اسی برس نواب صاحب بہادر کی شادی بڑی دھوم دھام سے کچھ کے راؤ صاحب بھارہ کی ہمشیر کیسر بائی صاحبہ کے ساتھ ہوئی۔ اس مبارک تقریب مین نواب صاحب نے بڑی دریا دلی سے روپیہ صرف کیا۔ اور راؤ صاحب نے بھی رئیسانہ بہت جہیز دیا۔

اسی سال گرانٹ صاحب کو جو ایک انگریز افسر تھے کرڈینار کے راستے مین کاٹھیون نے گرفتار کرلیا۔ ان کاٹھیون کا سرغنہ باداوالا تھا۔ نواب صاحب نے پرگنہ ویساودر کا ایک حصہ کرنل ہیلن ٹائن صاحب کی سفارش سے باداوالا کو بطور جاگیر مرحمت کر کے اسکے معاوضہ مین گرانٹ صاحبکو رہا کرالیا۔[1]

---

[1] ویسٹرن انڈیا نامی کتاب مین لیگرانڈ جیکب نے کپتان گرانٹ صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا حال نقل کیا ہے جس کا خلاصہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔ کاٹھیاواڑ کے ساحل سمندر پر جو لٹیرے لوٹ مار کیا کرتے تھے ان کے استیصال کے لئے سرکار گائیکواڑ نے ایک فوج بھرتی کی۔ کرنل کرناک صاحب جو اسوقت رزیڈنٹ بڑودہ تھے انہون نے بمبئی گورنمنٹ سے سفارش کرکے ۱۸۱۴ء مین گرانٹ صاحب کو اس فوج کا افسر اعلیٰ مقرر کرایا۔ گرانٹ صاحب نے اس حصۂ فوج کے افسر ہونے کے بعد بہت سے لٹیرون کو قتل اور بہتون کو گرفتار کرکے ایسی کامیابی حاصل کی کہ ۱۸۲۰ء مین اس فوج کی حاجت نہ رہی۔ لہٰذا سرکار گائیکواڑ نے گرانٹ صاحب اور اُن کی تمام ماتحت فوج کو برخاست کیا۔ برخاست ہوکر صاحب مذکور چارج دینے کی غرض سے امریلی جارہے تھے کہ باداوالا کاٹھی نے اثنائے راہ مین اُن کو ایک جنگل سے گرفتار کرلیا۔ اور دو مہینے سترہ روز تک اس تشدّد اور سختی کے ساتھ گرک کے بڑے جنگل مین پہاڑ کی ایک چوٹی پر قید رکھا کہ ہر وقت دو آدمی ننگی تلوارین لیے ہوئے ان پر تعینات رہا کرتے تھے۔ اور پتھر کی دو تنگ چٹانین جو دن رات کی بارش سے بھیگی ہوئی تھین ان چٹانون پر صاحب مذکور کو سونا پڑتا تھا۔ اور ہر وقت ایسے سخت پہرے مین رکھے جاتے تھے کہ بھاگنا بھی ممکن نہ تھا۔ اس قید کے زمانے مین بعض اوقات باداوالا افیون کے نشے سے سرشار ہونے کی حالت مین گرانٹ صاحب کے قریب جنبیہ کھینچے ہوئے جاکر اور صاحب کو جنبیہ سے دھمکاکر پوچھتا کہ کتنے جنبیون مین تم مرجاؤگے

چنانچہ پرگنۂ مذکور کا یہ حصہ اس کاٹھی کے پاس ایک مدت تک رہا سنہ ۱۸۲۴ء مین اسکے دشمن کاٹھی ہیروالا سے لڑتے ہوئے وہ مارا گیا چونکہ وہ لاولد مر گیا تھا اسلئے حصۂ مذکور جوناگڈھ کی ریاست کے ملک محروسہ مین پھر داخل ہو گیا۔

سنہ ۱۸۲۱ء

یکم فروری سنہ ۱۸۲۱ء کو نواب صاحب نے سرکار کمپنی کو لکھدیا کہ کل جزیرہ نما کی زورطلبی جو ہمارے انتظام سے وصول ہوتی چلی آئی ہے۔ اب آئندہ سے ہماری وہ زورطلبی گورنمنٹ وصول کر کے ہمارے پاس بھیجدیا کرے۔ اور اسکے مصارف مین کل رقم کی چوتھائی گورنمنٹ لے لیا کرے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴۰) صاحب جواب دیتے کہ ایک ہی وار کافی ہے۔ اور بہتر ہو کہ تم مجھکو مار ڈالو۔ تاکہ مجھکو ان تکالیف سے نجات ملے۔ یہ جواب سنکر باواوالا یہ کہتا کہ مجھے تمہارے مار ڈالنے مین کچھ باک نہین۔ مین نے ایک ماہی گیر کی مچھلیان مارنے کی تعداد کے برابر آدمی قتل کئے ہونگے۔ لیکن اگر تمہاری سرکار میری جاگیر مجھے واپس دے تو البتہ چھوڑ دون۔ کھانے کے لئے انھین صرف باجری کی روٹی اور مرچین۔ اور کبھی کبھی دودھ بھی ملا کرتا تھا۔ اور خود باواوالا اور اسکے آدمی بھی یہی غذا کھاتے تھے۔ ایک وقت بیلن ٹائن صاحب نے ولایتی کڑاہی اور کیلیریٹ کا ایک شیشہ بھیجا تھا جسکو شراب جانکر باواوالا نے چکھا مگر زہر خیال کر کے تھوک دیا۔ اور صاحب کو پینے کے لئے کہا۔ صاحب نے پیا تو اس کا شک رفع ہوا۔ باواوالا کے ہمراہی آدمیوں مین دو سوار گرانٹ صاحب سے کسی قدر بلطف و محبت پیش آتے تھے۔ اور جہان کہین سے لوٹ مار کر واپس آتے تو جو حالات اس لوٹ مار مین پیش آتے وہ سب اور لوگون پر اپنے جور و ظلم کرنے کے تمام واقعات صاحب مذکور سے بیان کرتے۔ ان کاٹھیون کے قواعد جور و ظلم مین ایک یہ قاعدہ بھی تھا کہ جب کسی دولتمند سوداگر یا کسی متمول کو گرفتار کر لاتے تو اسکو اس امر پر مجبور کرتے کہ فلان معتد بہ رقم کا رقعہ اپنے کسی عزیز یا نوکر یا معتمد کے نام لکھکر رقم مذکور ان کو منگوا دے۔ اور اگر وہ شخص ایسے تحریر کرنے اور وہ رقم جو کاٹھیون نے اس سے وصول لینی قرار دی ہوتی اسکے منگوا دینے مین عذر یا انکار کرتا تو اس بیچارے مظلوم کے پاؤن مین رسیان باندھکر اس کو اُلٹا کر کے کنوئین مین لٹکا دیتے۔ اور اگر کوئی بیچارہ اسپر بھی رقم منگوا دینے کا اقرار نہ کرتا تو اسکو اسی طرح سرنگون کنوئین کے پانی مین غوطے دیتے اور جب تک وہ اقرار نہ کر لیتا اسی عذاب مین مبتلا رکھتے جس سے وہ مظلوم جو کچھ یہ لوگ کہتے اسکی تعمیل کرنے پر مجبور ہو جاتا۔

اس تجویز کو گورنمنٹ نے منظور کیا جس پر ابتک عملدرآمد چلا آتا ہے۔

اسی سال نواب صاحب بہادر کی سواری امریلی کو گئی وہان بارن ویل صاحب پولٹیکل ایجنٹ اور دوسرے انگریز افسرون سے ملاقات ہوئی۔

سنہ ۱۸۲۲ء — سنہ ۱۸۲۲ء مین ملک کاٹھیاواڑ مین کمپنی سرکار کی حکومت کی تعمیل جس کا بیان گذر چکا پوری پوری ہونے لگی چنانچہ اوکھا کے سرکش باگھیرون کو سخت سزا دی بیٹ کے راجہ سنگرام کو قید کیا اور کھومان کاٹھیون کو تنبیہ کی۔ اسی زمانے سے جزیرہ نمائے کاٹھیاواڑ کے باہمی فسادات کم ہونے لگے اور صلح وامن کی تمام ملک مین ترقی ہوئی گئی۔ گر پورا پورا بندوبست ہونے مین ایک مدت گذری۔

سنہ ۱۸۲۳ء — سنہ ۱۸۲۳ء مین دیوان سندرجی نے جو جاترا کو ہردوار گئے ہوئے تھے واپس آکر اپنے مکان بندر مانڈوی (کچھ) مین قضا کی۔ اب ان کے بھتیجے ہنس راج اور رتنسی جنھون نے جوناگڈھ کا اجارہ بھی لیا تھا دیوانی کا کام کرنے لگے۔

سنہ ۱۸۲۴ء — سنہ ۱۸۲۴ء کے اواخر مین نواب صاحب کی بیگم کیسربائی صاحبہ نے اس دار فانی سے عالم جاویدانی کا سفر کیا۔

اسی سال نواب صاحب کے مرشد میان صاحب احمد خان خلیفہ محکم الدین پنجابی رحمہ اللہ تعالےٰ مقتول ہوئے۔ اس قتل کی کیفیت یہ ہے کہ نواب صاحب اپنے مرشد کی بڑی تعظیم وتکریم کرتے تھے یہ امر حاسدین کو ناگوار گذرا حتّٰی کے اُن کے درپے قتل ہوگئے۔ اور موقع پاکر تاریخ ۴ محرم الحرام سنہ ۱۲۴۰ھ مطابق ۲۹ اگست سنہ ۱۸۲۴ء کو بمقام منتھلی قتل کرواڈالا۔ جب یہ خبر ملالت اثر نواب صاحب کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴۱) قید کے زمانے کی ایک رات کو جو طوفانی ہوا کی رات تھی گرانٹ صاحب کے مار ڈالنے کی تجویز ہوئی۔ مگر بعض کاٹھیون کے اختلاف رائے کی وجہ سے اس تجویز کے پورا ہونے کا اتفاق نہوا۔ گرانٹ صاحب نے اس قید سخت مین جو تکلیفین اُٹھائی تھین اُن کے باعث سے رہائی پانے کے بعد بھی طرح طرح کے امراض مین مبتلا رہے۔

پہونچی تو آپ متأسف و متالم ہوئے اور بعد تحقیقات واقعہ بدمعاشوں کو سخت سزا دیکر کیفر کردار کو پہونچایا۔ مگر دیسی بن سندجی جو شامل خونریزی تھا وہ شہر بدر کیا گیا۔ نواب صاحب نے براہ نوازش و کرم مقتول کے بیٹے میاں صاحب یوسف خان کو دو گاؤں جاگیر میں عنایت کئے۔ اور صرف کثیر کے ساتھ مرحوم کا مقبرہ بھی ٹانگلی میں بنوا دیا جہاں یہ واردات قتل ہوئی تھی۔ ہر سال آپ کا عرس بڑی دھوم سے ہوتا ہے۔

اسی سال نواب صاحب مقام کاٹھروٹا میں جنرل الفنسٹن صاحب گورنر بمبئی سے ملاقی ہوئے۔ ملاقات بڑے لطف و تپاک سے ہوئی طرفین میں دوستانہ باتیں ہوئیں اور مراسم اظہار محبت و مسرت ادا کئے گئے۔

ہنس راج اور رتنشی کا جیسا ظلم و ستم بڑھ گیا تھا اسی طرح ان کا غرور اور استکبار بھی حد سے متجاوز ہو گیا تھا جس سے نواب صاحب کو خدمات ریاست پر انکھیں برقرار رکھنا قرین مصلحت نہ معلوم ہوا۔ لہٰذا ہر دو نامبردہ معزول کئے گئے۔ بعد میں حسین میاں ولد تھو میاں خلیفہ محکم الدین پنجابی رح جو احمد خان مغفور کے بعد نواب صاحب کے مرشد ہونے کے اعزاز پر فائز ہوئے تھے۔ دیوان مقرر کئے گئے۔

اسی سال چھیلنہ اور رہاموورہ کے کہمان کاٹھیوں نے بغاوت کی اور ظلم و ستم کرنا شروع کر دیا۔ نواب صاحب نے جمعدار لونگ اور جمعدار عبداللہ کو ان کے دفعیہ کے لئے روانہ کیا۔ جنہوں نے باغیوں کی قرار واقعی تادیب کر کے سب کو منتشر کر دیا جس سے اس بغاوت کا ہنگامہ بالکل فرد ہو گیا۔

۱۸۲۵ء ۱۸۲۵ء میں گوبندجی جھالا جو کیشو وغیرہ کے متصدی گری کے کام پر تھے دیوان مقرر ہوئے۔

اسی سال مین سخت قحط پڑا جسمین فاقہ کشی کی تکلیف سے بہت سے آدمی اور جانور ہلاک ہوئے نواب صاحب کی طرف سے رعایا کی خاطر خواہ امداد کی گئی جس سے اُن کی پریشانی دور ہو گئی۔

جیٹل میر نامی شخص نے جو کہانٹ کی قوم مین سے تھا۔ کاٹھیاواڑ مین ڈکیتی کرنی شروع کی۔ یہ شخص ایسا زبردست تھا کہ گونڈل اور پوربندر وغیرہ سے پال لیتا ہوا موضع منجیوڑی کو جو سرکار جوناگڈھ کے ماتحت ہے لوٹ لیا۔ اسلئے نواب صاحب بہادر نے فوج بھیجکر اسکو گرفتار کرایا۔ اور ۲۰ ہزار کوری اس پر جرمانہ کیا۔

۱۸۲۶ء کرنل بارن ویل صاحب پولٹیکل ایجنٹ کی میم صاحبہ نے قضا کی اس باعث سے کرنل موصوف سنہ ۱۸۲۶ء مین رخصت حاصل کرکے کیپ آف گڈ ہوپ ہوتے ہوئے انگلستان چلے گئے اور کرنل موصوف کی جگہ کپتان ولسن عہدۂ پولٹیکل ایجنٹ کا کام انجام دینے لگے۔

۱۸۲۸ء سنہ ۱۸۲۸ء مین نواب صاحب کے مشکوئے معلی مین دادی بو بیگم صاحبہ کے بطن سے شاہزادہ محمد حامد خان کی ولادت باسعادت ہوئی۔

۱۸۳۰ء سنہ ۱۸۳۰ء مین سر مالکم صاحب گورنر بمبئی بمقام راجکوٹ تشریف لائے تو نواب صاحب کی سواری بھی وہاں گئی اور ملاقات باہمدگر بڑے لطف اور تپاک سے ہوئی۔

دیوان گوبندجی نے جوناگڈھ کا دس برس کا اجارہ لیا تھا۔ انہون نے کاشتکارون پر بہت ظلم کرنا شروع کیا۔ اسلئے وہ عہدۂ دیوانی سے سنہ ۱۸۳۰ء مین معزول کئے گئے۔ اور ان کی جگہ

---

(۵۱) ایک قسم کا ٹکس ہے۔

(۵۲) رنچھوڑجی نے سمت ۱۸۸۵ مطابق سنہ ۱۸۲۹ء مین بارن ویل صاحب کا جانا اور ان کی جگہ بلین صاحب کا ہونا لکھا ہے مگر بمبئی گزیٹیر جلد ۸ اور کاٹھیاواڑ ڈیرکٹری سے سنہ ۱۸۲۶ء مین بارن ویل صاحب کا جانا اور ان کی جگہ کپتان ولسن اور کپتان انگلس اور ان دونون کے بعد بلین صاحب کا سنہ ۱۸۲۸ء مین پولٹیکل ایجنٹ ہونا لکھا ہے۔

سندر جی ہنس راج سنگوی دیوان مقرر ہوئے۔

سنہ ۱۸۳۱ء سنہ ۱۸۳۱ء میں نواب صاحب اپنے ملکی دورے کو تشریف لئے گئے تھے کہ اثنائے دورہ میں جب موضع کوئلی میں پہونچے تو موضع مذکور میں جو مٹھ ہے اسکے پوجاری نے انکی بہت تکریم خاطر و تواضع کی جسکی وجہ سے نواب صاحب اس سے نہایت رضامند اور خوش ہوئے اور ایک ہاتھی پالکی مشعل اور دو گاؤں ایک بوڑ کا دوسرا رنگ پور۔ پوجاری مذکور کو بطور جاگیر مرحمت کرنے کا اعزاز بخشا۔

سنہ ۱۸۳۳ء
جوشی لال جی وغیرہ کا دیوان ہونا
سنہ ۱۸۳۳ء میں سندر جی کی جگہ جوشی لال جی کھٹاؤ اور پیتامبر جوئنٹ دیوان ہوئے۔

سنہ ۱۸۳۵ء سنہ ۱۸۳۵ء میں جوشی لال جی کھٹاؤ اور پیتامبر کی جگہ امرت لال امرچند کا ریاست کی دیوانی پر تقرر ہوا۔

سنہ ۱۸۳۶ء
حامد خان بہادر کی ولیعہدی
سنہ ۱۸۳۶ء میں نواب محمد بہادر خان بہادر نے اپنے شاہزادے محمد حامد خان کی ولیعہدی کی تعیین کی غرض سے دار الصدر مصطفیٰ آباد عرف جوناگڈھ میں ایک شاندار دربار منعقد کیا جسمیں پولٹیکل ایجنٹ کرنل لانگ صاحب بھی تشریف لا کر رونق بخش دربار ہوئے۔ اور بعد ادائے لوازم مقررہ شاہزادہ محمد حامد خان بہادر ولیعہد ریاست قرار دئے گئے۔

اسی سال دیوان امرت لال کی کارروائی اچھی ثابت نہ ہوئی تو وہ معزول کئے گئے اور اُن کی جگہ تھورام امرجی بوچ دیوان ہوئے۔

سنہ ۱۸۳۷ء نواب صاحب کے محل نازو بی بی بیگم صاحبہ کے بطن سے ۱۵ صفر سنہ ۱۲۵۳ھ مطابق ۲۱ مئی سنہ ۱۸۳۷ء بروز یکشنبہ کو شاہزادہ **محمد مہابت خان** تولد ہوئے۔

سنہ ۱۸۳۸ء

سنہ ۱۸۳۸ء کے اوائل مین نواب صاحب نے سرکار کمپنی کے مشورے سے اپنے ملک محروسہ مین ستی ہونے کا رواج جو ہندو رجواڑون کی نسبت سے اس اسلامی ریاست مین بہت کم بلکہ کالعدم تھا بکقلم موقوف کردیا۔ یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ ملک کاٹھیاواڑ کی دیگر ریاستون مین ستی ہونے اور دختر کشی وغیرہ کے قدیم جاہلانہ مراسم بکثرت رائج تھے۔ اُن کے موقوف کرانے مین گورنمنٹ انگریزی کو بہت کچھ دقتین پیش آئین۔ لیکن ریاست جوناگڈھ مین وہ دقتین بالکل پیش نہ آئین اسلئے کہ اس ریاست مین ایسے وحشیانہ مراسم پہلے ہی سے نہین تھے۔

سنہ ۱۸۳۹ء

جب ٹھوارام امرجی بوچ دیوان ریاست کی کارروائی بھی اچھی نہ ثابت ہوئی تو بعد معزولی ان کی جگہ سید ننھا میان صاحب احمد آبادی کے ذریعہ سے گائیکواڑ کے دیوان وٹھل راو کے چھوٹے بھائی سداشیو راو کا تقرر[ل] سنہ ۱۸۳۹ء مین عمل مین آیا۔

اسی سال رانائے پوربندر وکمات جی اپنی مان کو ساتھ لیکر گرنار کی جاترا کو جوناگڈھ آئے۔ اور نواب صاحب سے ملاقات کرکے ایک گھوڑا نذر کیا۔

سنہ ۱۸۴۰ء
وفات نواب صاحب

تاریخ ۲۴ ربیع الاوّل سنہ ۱۲۵۶ھ مطابق ۲۷ مئی سنہ ۱۸۴۰ء مطابق ۱۱ ویساکھ و دسمت ۱۸۹۶ روز چہارشنبہ کو نواب صاحب محمّد بہادرخان ثانی نے تقریبًا ۴۵ برس کی عمر مین ۲۹ برس حکومت کرکے بکایک مرض دُمّل مین وفات پائی اور اپنے پدر بزرگوار کے مقبرہ کے متصل مقبرہ مین آسودہ رحمت آلہی ہوئے۔

اوصاف

یہ نواب صاحب بڑے رحمدل فیاض نیک طبع اور عقلمند تھے۔ بڑے دلیر اور شجاع ہونے کے علاوہ نہایت مدبّر حکمران تھے۔ اپنی سلطنت کا انتظام بڑی دانشمندی سے کرتے رہے۔

ل تاریخ سورٹھ کے اصل فارسی نسخے مین سمت ۱۸۹۵ مطابق سنہ ۱۸۳۹ء لکھا ہے۔ مگر اسکے انگریزی و گجراتی ترجمون مین غلطی سے سمت ۱۸۹۰ مطابق سنہ ۱۸۳۴ء لکھا ہے۔ اس غلطی کی تقلید کرنل واٹسن وغیرہ مؤرخون نے بھی کی ہے۔

ملک کو اجارہ پر دینے کا رواج تھا۔ اسلئے اُن کو کئی مرتبہ دیوان کو بدلنے کی ضرورت پیش آتی رہی۔ اس قدر آپ کو رعایا کی فلاح و بہبودی اور ان کے امن و امان کا خیال رہتا تھا کہ رعایا اور کسانون وغیرہ پر دیوان کے ظلم و تعدی کو وہ روا نہ رکھتے تھے۔ ان کی طبیعت امورِ خیر کی طرف زیادہ مائل تھی اسلئے انہون نے اپنی حکومت کے زمانے مین بہت سے مواضعات اور وظائف سادات وغیرہ کو عطا کئے۔ نیز ۱۲۳۴ھ مین سید صاحب حکیم اسدعلی خان بہادر کو سورت سے جوناگڈھ بلایا۔ اور سیدی امر کی حویلی عنایت کی اور پانچہزار کوری[۱] سالانہ مقرر کی۔ فارسی زبان سے ان کو بڑی دلچسپی تھی۔ موسیقی کے بڑے شائق اور دلدادہ تھے۔ یہانتک کہ گانے کے بول سنتے ہی راگ راگنی کی شناخت کر لیتے تھے۔ سیر و شکار کا بہت شوق تھا۔

نواب بہادر خان صاحب کے صاحبزادے

نواب بہادر خان صاحب کے تین صاحبزادے تھے۔ ایک حامد خان دادی بی صاحبہ کے بطن سے۔ دوسرے مہابت خان نازو بی بی صاحبہ کے بطن سے۔ تیسرے صلابت خان (عرف دادا میان ڈھال والے) امیر بخت صاحبہ کے بطن سے امیر بخت صاحبہ بانٹوہ کے حاتم خان کی زوجہ تھین جو بعد مین نواب صاحب کے نکاح مین آئین۔ اور اس وقت ان کے ساتھ ایک فرزند بھی تھا۔ جس کا نام کبیر خان تھا۔ مگر بعد مین شیر خان کے نام سے مشہور ہوئے

[۱] پونے چار یا چار کوری کا ایک روپیہ ہوتا ہے۔

محمد حامد خان بہادر کی مسند نشینی

نواب صاحب محمد بہادر خان بابی کی وفات کے بعد ان کے بیٹون مین مسند نشینی کی بابت نزاع پیدا ہوئی. اور ہر ایک اپنے اپنے استحقاق کی روسے ریاست کا مدعی ہوا. لیکن محمد حامد خان چونکہ سب بھائیون مین بڑے تھے اور خاندانی نظار اُن کے موئد نکلے. نیز اپنے پدر بزرگوار کے عہد حکومت مین ولیعہد بھی ہو چکے تھے. لہذا ۲۶ ربیع الاول سنہ ۱۲۵۶ھ مطابق ۲۹ رمئی سنہ ۱۸۴۰ع مطابق ۱۳ ویساکھ ودی سمت ۱۸۹۶ بروز جمعہ مسند نشین ہوئے. اس وقت بلین صاحب کاٹھیاواڑ کے پولیٹکل ایجنٹ تھے جو دوسری بار پولیٹکل ایجنٹ ہو کر آئے تھے

نواب صاحب محمد حامد خان بابی ثانی

دوسرون کی طرف سے ریاست کی دعویداری

چونکہ محمد مہابت خان کے سوا دوسرے مدعیون کے استحقاق کی دلیل نہایت ضعیف تھی اسلئے وہ اپنے دعوے پر قائم نہ رہ سکے چنانچہ بعد ازان چند مواضع لیکر اپنے دعوے سے دست بردار ہو گئے۔ مگر محمد مہابت خان اپنے دعوے پر قائم اور مصر رہے انکی دلیل تھی کہ ان کی مان بھی بابی خاندان سے ہین۔ تو یہ نجیب الطرفین ہونے کے سبب سے افضل و مستحق ریاست ہین لیکن اس وقت محمد مہابت خان اپنی کوشش مین ناکام رہے۔

نواب صاحب کی مان دادی بوصاحبہ کا مختار کل ہونا۔

چونکہ نواب صاحب محمد حامد خان تخت نشینی کے وقت صرف دوازدہ سالہ تھے اور یہ عمر انتظام مہمات مملکت کے لائق نہین ہوتی اسلئے رانپور کے بابی شہامت خان دیوان سداشیوراؤ اور رمزمودار ورجداس کا پنچ مقرر کیا گیا۔ مگر بعد چندے اس پنچ کی موقوفی ہو گئی۔ اس پنچ کے برخلاف کھتری بلونت رائے نے سازش کی تھی اسلئے وہ قید کیا گیا تھا۔ اسکے بعد نواب صاحب کی والدہ دادی بوصاحبہ کتیانہ والی کے ہاتھون ریاست کا کاروبار رہا۔ حبیب خان شروانی کتیانہ والے اور سداشیوراؤ جوئنٹ دیوان مقرر ہوئے۔ اور حبیب خان کا چھوٹا بھائی نتھو خان جو سب سے زیادہ مقتدر اور طاقتور تھا۔ خانگی کاروباری مقرر کیا گیا۔

نواب صاحب کی شادی کتخدائی

۱۸۴۱ء
۱۲۵۷ھ

۱۲۵۷ھ مطابق ۱۸۴۱ء[1] مین نواب صاحب محمد حامد خان کی شادی مانا وور کے تعلقدار کمال الدین خان بابی کی صاحبزادی ملائم بخت عرف بڑی بی صاحبہ اور بالاسنور کے نواب صاحب محمد زور آور خان بابی کے بھائی بہادر خان بابی کی صاحبزادی لعل بخت عرف چھوٹی بی صاحبہ کے ساتھ بڑی شان وشوکت سے ہوئی۔ ان شادیون مین بڑی فیاضی سے سات لاکھ روپیہ کے قریب خرچ کیا گیا۔

کاٹھیون کی راہ زنی

اسی سال کاٹھی ہرسورو الا اور کاٹھی بہوجا مانگی راہ زنی کرکے ملک سورٹھ مین

[1] ۱۸۴۲ء مین۔

بربادی اور خرابی کرنے لگے تھے۔ لہٰذا ان دونوں کو گرفتار یا قتل کر کے رعایا کو ان کے ظلم سے نجات دینے کو فوج بھیجی گئی بعد میں بھوجا گرفتار ہوا اور ہرسور والا نے کچھ عرصہ کے بعد ہتیار ڈالدیئے اور اپنے حرکات ناجائز سے باز آیا۔

۱۸۴۲ء — منگرول پر فوج کشی

چونکہ منگرول کے شیخ ۔ شیخ میاں ثانی عرف بڑا میاں نے جادۂ اطاعت سے انحراف کیا تھا۔ لہٰذا ۱۸۴۲ء میں نواب صاحب نے حبیب خان شروانی کو سالار لشکر بنا کر انکی تنبیہہ کے لیئے مع فوج بھیجا۔ فوج کا پہونچنا تھا کہ شیخ نے اپنی سرکشی سے باز آ کر بموجب دستور سابق اطاعت اختیار کی۔

سونا نکالنے کی آزمائش

اسی سال سون رکھ نامی ندی کی ریت میں سے سونا نکالنے کا تجربہ کیا گیا مگر آمدنی سے خرچ بڑھ جانے کی وجہ سے وہ کام بند کر دیا گیا۔

نواب صاحب کا اپنے بھائی محمد مہابت خان اور ان کے متعلقین پر تشدد

۱۸۴۲ء میں اس بنا پر کہ محمد مہابت خان اپنے دعوے سے باز نہیں آتے تھے۔ نواب صاحب نے اُن کے وفادار مصاحب لعل بھائی پر یہ زور ڈالا کہ تم اپنی حکمت عملی و فہمائش سے چند مواضع ہم سے دلوا کر ان کو دعوے سے دست بردار کرا دو۔ مگر یہ تدبیر کارگر نہوئی۔ لعل بھائی کی اہلیہ چاہت بو محمد مہابت خان کی والدہ نازو بی بی عرف ماجی صاحبہ کی بڑے بھروسے کی مصاحبہ تھیں۔ اور محمد مہابت خان کے لڑکپن ہی کے زمانہ سے یہ میاں بیوی ان پر جان دیتے تھے۔ اور اول ہی سے ان کی حفاظت میں جان لڑا رکھی تھی۔ بعد میں محمد مہابت خان اور اُن کے جان نثار رفیق پائین باغ[1] میں رہنے لگے۔ لیکن خدائے پاک مظلوموں کا مددگار ہوتا ہے۔ لطیفۂ غیبی یہ پیدا ہو گیا کہ شیخ محمد بہاؤالدین بذریعہ اپنی پھوپھی چاہت بو کے محمد مہابت خان کے پاس آنے جانے لگے۔ اور باہم دونوں میں ایسا ربط ضبط بڑھا کہ ہم عمری اور دلی

[1] یہ باغ بعد میں وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤالدین صاحب کو عنایت کیا گیا۔ جہاں اب موصوف الصدر کی تعمیر کردہ خاص حویلی ہے۔

موانست کی وجہ سے رات دن ایک جگہ رہتے تھے اور کبھی ان مین جدائی نہین ہوتی تھی۔ چنانچہ رسم ختنہ دونون کی ایک ساتھ ادا کی گئی تھی۔ اور رفتہ رفتہ اپنی لیاقت اور خیرخواہی سے خاص مصاحب بھی ہوگئے۔ اور ایسے شریک حال ہوئے کہ محمد مہابت خان کا وہ غم والم پہلا سا نہ رہا۔ مشیت ایزدی کو کون جانتا تھا کہ ایک زمانہ مین محمد مہابت خان نواب عالیشان اور شیخ محمد بہاؤالدین وزیر اعظم ہوکر آسمان تاریخ پر آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکین گے۔ اور اپنی روشن دماغی سے ملک کا عمدہ انتظام کرکے ملک کو آباد اور رعایا کو شاد کرینگے۔ اور شیخ محمد بہاؤالدین دانش آئین کو رکن رکین ریاست ہوکر کئی حکومتون تک وہ بے نظیر وزارت عظمےٰ رہین گے۔ جس سے ملک سورٹھ کو روز بروز زیبائش و آرائش حاصل ہوتی رہے گی۔

۱۸۴۳ء
نواب صاحب کا بذات خود ریاست کا انتظام کرنا

چونکہ نواب صاحب خورد سال تھے۔ اور انتظام ریاست اُن کی مان کرتی تھین لہٰذا اُن کی طرف سے اُن کی مہربانی اور بھروسے کا شخص مذکور نتھوخان شروانی کُتیانے والا جو ریاست مین بڑا دخیل اور ذی اثر تھا۔ وہ مختار کل ہوکر ریاست مین جو چاہتا تھا تصرف کرتا تھا چنانچہ وہ اور مہاجن زبر سیٹھ جوائنٹ دیوان مقرر کئے گئے حبیب خان ایجنسی اور ریاست کے مابین وکیل مقرر کیا گیا۔ زبر سیٹھ اور اسکے مددگار خزانہ برباد کرنے لگے اسوقت ریاست کا انتظام بہت خراب ہورہا تھا۔ جب نواب صاحب کو ان نمک حراموں کی کارروائی کی پوری خبر ہوگئی اور حضور نے ان کی روک ٹوک شروع کی تو وہ مقابلہ پر تیار ہوگئے۔ مگر نواب صاحب جو فطرۃً چالاک تھے اور اُس پر تجربہ بھی بڑھ گیا تھا۔ اسلئے موجودہ انتظام بدلنے کیلئے اپنے معتمد ندیموں جمعدار مبارک عرب و جمعدار سعید بن ناصر و سیدی مبارک سرور و اننت جی ناگر وغیرہ سے مشورہ[1] کیا۔ جب یہ راز سربستہ نتھوخان اور زبر سیٹھ پر کھلا تو دونون نے موخر الذکر کی حویلی مین پناہ گزین ہوکر مخالفت

[1] نائب کی کوٹھڑی مین مشورہ ہوا چونکہ نتیجہ اس کا بامراد پیدا ہوا اس واسطے وہ فتح کوٹھڑی کے نام سے موسوم ہوئی۔

و سرکشی ظاہر کی اور اپنی سرکاری تعیناتی عربون کو اپنی حمایت کی سپر بنا کر اپنے خداوندِ نعمت سے بظاہر مقابلہ کرنے پر آمادہ ہو گئے اس خبر کا نواب صاحب کو ملنا تھا کہ ہاشم بھائی نائب کو حکم دیا گیا کہ ان کو جا کر تنبیہ و تادیب کرے۔ چنانچہ اس نے تعمیل حکم کر کے توپ لگا دی۔ مگر حویلی مین سے عربون نے پہلے گولی مارنی شروع کی اسلئے توپ کے چند فیر کیے گئے۔ کہ ان دونون نے ازراہ عجز امان طلبی کی علامت نمایان کی۔ اس پر توپ بند کی گئی۔ اس خرخشہ مین چند آدمی زخمی ہوئے۔ اور نتھو نائب کو بھی اُدھر کی گولی کا زخم لگا اور وہ دونون مقید ہوئے۔ زبر سیٹھ تو ایک رقم جرمانہ دیکر شہر بدر ہوا۔ اور اپنے وطن قصبہ کنڈورنہ متعلق جام نگر مین جا رہا۔ اور وہین بحالت خراب مر گیا۔ اور نتھو خان تا زیست نواب صاحب کے پاس محبوس رہا لیکن جب نواب صاحب نے وفات پائی اور نواب محمد مہابت خان کی مسند نشینی کی نوبت آئی تو ان کی والدہ نازو بی صاحبہ چاہت بو اور لعل بھائی نے اپنی عالی ظرفی سے اس سے انتقام لینے کا خیال نہ کر کے عفو سے کام لیا چنانچہ وہ رہا ہو گیا۔ اور نواب صاحب محمد بہادر خان کے دور حکومت مین زندہ تھا۔

حبیب خان شروانی کی موقوفی

یہان یہ بھی ظاہر کرنا ضروری ہے کہ اگرچہ حبیب خان نتھو خان کا بھائی ہوشیار کارگذار اور پختہ کار متصدی تھا اور آبادیٔ ملک کا تو گویا بانی ہی تھا اور قبل تسلط نواب صاحب انکی مان دادی بو صاحبہ کے عہد انتظام مین سرکاری خدمات بوجہ احسن بجالایا تھا۔ مگر جب نتھو خان اور زبر سیٹھ وغیرہ اپنے افعال ناصواب سے مورد عتاب ہوئے تو بمقتضائے دوراندیشی حبیب خان بھی سرکاری خدمت سے علحدہ کیا گیا۔ تاہم نواب صاحب اپنی مردم شناسی اور حبیب خان کی لیاقت اور کاردانی کے باعث اسکو پھر کوئی سرکاری خدمت سپرد کرنے کا خیال رکھتے تھے۔ لیکن نواب صاحب کی وفات نے یہ ارادہ پورا ہونے نہ دیا۔ البتہ نواب صاحب کے زمانۂ وفات کے کچھ عرصہ کے بعد عہد نواب صاحب محمد مہابت خان کے آغاز مین جو پنچ مقرر ہوئے تھے ان مین یہ لائق شخص

بھی داخل کیا گیا تھا۔

نواب صاحب کی نوازشیں خیرخواہان ریاست پر

جب نواب صاحب کو نظم ونسق کلی کا اقتدار اور اختیار حسب منشا حاصل ہوگیا تو اپنے ان ندیمون اور مشیرون کو جو زبرسیٹھ وغیرہ کے استیصال کے مشورہ مین شریک تھے عمدہ عمدہ جاگیرین اور ایک ایک بیرق جمعداری کی عطا کرکے رتبۂ امارت پر پہونچایا اور اننت جی کو عہدۂ جلیلۂ دیوانی سے مختص اور سرفراز فرمایا۔ لیکن اس مین دقت یہ پیش آئی تھی کہ نوابصاحب کے پدر والا گہر نوابصاحب محمد بہادر خان ثانی کے زمانۂ حکومت مین جو اننت جی کا بھائی امرت لعل کچھ دنون دیوان رہکر ایجنسی کے کسی الزام مین آگیا تھا۔ اسلئے سرکار بمبئی نے یہ قرارداد کی تھی کہ امرت لعل یا اسکے خاندان کا کوئی متنفس کسی ذمہ دار عہدہ پر نہ رہنے پائے۔ مگر نواب صاحب نے اپنے حسن تدبیر اور استقلال اور عزم سے اُس مشکل کو اس طرح حل کیا کہ پولٹیکل ایجنٹ صاحب پر اپنی یہ خواہش ظاہر کی کہ اننت جی نے میری ریاست کو باغیون سے پاک وصاف کرنے مین مجھے معقول مدد دی ہے۔ نظر برآن مجھے اسکے دیوان بنانے کی ضرورت ہے چنانچہ اس باب خاص مین پولٹیکل ایجنٹ صاحب نے بمبئی گورنمنٹ کو لکھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نواب صاحب اپنے اس ارادہ مین کامیاب ہوئے اور اننت جی دیوان ریاست قرار پائے۔

سنہ ۱۸۴۵ء کرنل لانگ صاحب کا پولٹیکل ایجنٹ ہونا۔

سنہ ۱۸۴۵ء مین مسٹر بیلنٹ کی جگہ کرنل لانگ پولٹیکل ایجنٹ کاٹھیاواڑ کے ہوکر آئے اور ۱۴ برس تک پولٹیکل ایجنٹ رہے۔ اتنی مدت تک کوئی صاحب پولٹیکل ایجنٹ نہین رہے۔ ان مین اور نواب صاحب مین بہت ہی ربط وضبط اور اخلاص واتحاد تھا۔

سنہ ۱۸۴۷ء ویدھا اور روڈا کی راہزنی

ویدھا مانیک نامی ایک شخص قوم باگھیر سے اوکھا منڈل کا رہنے والا سرکار گائیکواڑ سے ناراض ہوکر باغی ہوگیا۔ اور ملک کی بربادی کرنے لگا۔ اس اثناد

مین روڑا نامی چروا ہا اپنی جماعت کے لوگون سے بگڑ کر اُن کی تخریب کی غرض سے ویدہا کے ساتھ ملگیا ان لوگون نے ایسا اُدھم مچا رکھا تھا کہ سرکار بڑودہ کو بھی مجبور ہوکر بڑودہ ریزیڈنسی کو لکھنا پڑا۔ اور وہان سے کاٹھیاواڑ ایجنسی کو تحریر بھیجی گئی۔ اُس پر کاٹھیاواڑ کے کل رؤسا اور تعلقدارون کو تاکید ہوئی کہ ویدہا اور روڑا گرفتار کئے جائین۔ گرفتار کرنے والا بڑا انعام پائیگا چنانچہ اس کے اشتہار بھی لگائے گئے۔ اوکھا منڈل کی خرابی کرنے کے بعد یہ دونون باغی جوناگڈھ کے گر کے جنگل مین آچھپے۔ ایک دن کپتان لوک صاحب گائیکواڑی سوار کے ساتھ راجکوٹ سے پوربندر کو جا رہا تھا۔ اُس کو باغیون نے بندوق سے مار ڈالا۔ آخر سنہ ۱۸۴۹ء مین روڑا نے سرکار جوناگڈھ مین حاضر ہوکر ہتیار ڈالدئے اور اس کے کچھ مدت بعد ویدہا بھی ہتیار رکھکر مطیع ہوگیا۔ اس طرح اس ہنگامہ کا خاتمہ ہوا۔

سنہ ۱۸۵۰ء
کثرت بارش

سنہ ۱۸۵۰ء مین بارش کی کثرت سے ندیون کے سیلاب عظیم سے دیہات ریاست کو بڑا نقصان پہنچا۔ نواب صاحب نے اپنی دریا دلی سے غریب رعایا کو خوب مدد دی جس سے ان کی پریشانی دور ہوگئی۔

سنہ ۱۸۵۱ء
قصبۂ آمرن کو نواب صاحب کی سواری کا جانا۔

اس لحاظ سے کہ جزیرہ نمائے کاٹھیاواڑ کی تمام ریاستون مین جوناگڈھ کا درجہ اعلیٰ ہے نواب صاحب کو ہمیشہ یہ مرکوز خاطر رہتا تھا کہ جوناگڈھ کی قدیمی شان وشوکت اور عظمت تمام رؤسا کی نظرون مین اہم اور دلون پر مؤثر رہے۔ اس خیال سے آپ کی سواری قصبہ آمرن متعلقہ نوانگر کی طرف زیارت مزار داول شاہ[1] کیلئے ایسی دھوم دھام اور تزک و احتشام کے ساتھ روانہ ہوئی کہ تمام کاٹھیاواڑ مین اس کی شہرت ہوگئی۔ اس سفر مین نوانگر کے جام رنمل جی اور موربی کے ٹھاکر بھانا بھائی نے نواب صاحب کی بڑی خاطر و مدارات کی تھی۔ بعد مین اپنے ملک مین دورہ کرتے ہوئے حضور کی سواری جوناگڈھ رونق افروز ہوئی۔

---

[1] دیکھو صفحہ ۸۲ کی نوٹ ۲

مرحوم نواب صاحب محمد بہادر خان کے زمانہ مین کاٹھیاواڑ ایجنسی قائم ہوکر نواب صاحب محمد حامد خان کی نوابی مین ایجنسی مذکور مستحکم ہوتی جاتی تھی اسلئے فتنہ و فساد کے ہنگامے جو پہلے ہوا کرتے تھے وہ بالکل بند ہوگئے تھے۔ اور امن و امان ہوگیا تھا جس سے نواب صاحب کو ملک گیری کے مہات پیش نہ آئے۔ اور نہ زیادہ عمر پائی جس سے حالات فرمانروائی زیادہ ہوتے۔

نواب صاحب کی وفات

ملکی دورے سے مراجعت کے بعد نواب صاحب کی طبیعت جادۂ اعتدال سے منحرف ہوئی اور اسی عارضہ مین تپ دق ہوگیا۔ ہرچند کہ اطبائے تجربہ کار نے بہت کچھ علاج کیا مگر کچھ سود مند نہوا۔ اور قریب تین ماہ بیمار رہکر عین عالم شباب مین ۲۳ برس کی عمر مین گیارہ برس حکمرانی کرنے کے بعد نواب صاحب موصوف نے بتاریخ ۴ شعبان ۱۲۶۷ھ مطابق ۵ جون ۱۸۵۱ء مطابق ۷ جیٹھ سدی سمت ۱۹۰۷ بروز جمعہ لاولد وفات پائی۔ اور اپنے والد بزرگوار کے مقبرہ کے قریب مدفون ہوئے۔ جہان اب جداگانہ مقبرہ ہے۔ ملک مین رنج عظیم اور سخت ماتم برپا ہوا کسی نے سچ کہا ہے ع

این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد

نواب صاحب کے اوصاف

ان نواب صاحب کو جب اختیارات ملکی پر اقتدار ہوا تو ان کی طبیعت سے ہشیاری اور مستعدی کے جوہر ظاہر ہونے لگے۔ ملک کا دورہ شروع کیا تاکہ رعایا کے حال سے بذات خاص آگہی حاصل کرین اس عزم و استقلال کے ساتھ نواب صاحب کی قوت انتخابی و مردم شناسی کا بھی یہ حال تھا کہ آپ اپنے والد بزرگوار نیز اپنے عہد کے اعلےٰ طبقے کے قدیم و جدید لائق و فائق اشخاص کا انتخاب کرکے ان کا ایک مجمع شائستہ ترتیب دیا۔ اس مجمع مین چند شخص ایسے بھی تھے جو نواب صاحب محمد مہابت خان کے ابتدائی دور نوابی مین (جب کہ پنچ کاروبار ریاست کرتے تھے) موجب خدمات نمایان ہوئے تھے۔

انتظام ملکی اور فریاد رسی اس سے ظاہر ہے کہ مستغیثون کے استغاثے بذات خاص سُنکر

فیصلے کردیتے تھے حتیٰ کہ پنچ ذات کے لوگ بھی آپ کی حضور مین عرض و معروض بلاواسطہ کرنے کے مجاز تھے اور اُن کی طرزِ گفتگو پر کبھی چین بہ جبین نہین ہوتے تھے۔ بلکہ جاتی ہوئی سواری کو روک کر اُن کی فریاد کو گوشِ حق نیوش سے سنتے تھے۔ ایک دن چند امرائے ہمرکاب نے عرض کیا کہ حضور کی شان کے آگے ایسے کمتر لوگون کے واسطے سواری کو روکنا شایانِ حکومت نہین۔ آپ نے فرمایا کہ حاکم کو محکوم کے استغاثے سننے کے واسطے احکم الحاکمین نے رتبۂ عالی دیا ہے۔ اس مین قصور کرنا بڑا کفرانِ نعمت اور روزِ قیامت کی بازپرس شدید کا موجب ہے۔ اس سے منتظمانِ ریاست پر بڑا اثر اور رعب طاری ہوا۔

نواب صاحب موصوف نے بہ نسبت اپنے پدرِ عالیجاہ نواب صاحب محمد بہادر خان ثانی کے خزانۂ ریاست کو بڑھایا باانیہمہ تعمیرِ عمارات سے بھی دلچسپی تھی مگر اس عہد مین ایسی تعمیرین تو کہان جیسی اُنکے جانشین نواب صاحب محمد مہابت خان کے زمانۂ نوابی مین تیار ہوئین۔ البتہ انہون نے قدیمی نامی عمارت راج محل کے ایک حصہ کو جسکو سبھا کا بنگلہ (دار المشاورۃ) کہتے ہین بڑا خرچ کرکے عمدہ بنوایا۔ اُن کا خزانچی سیدی جوہر حبشی دربار کا ایک معتبر اور ذی رتبہ شخص تھا۔

آپ حسین و جمیل اور نازک اندام تھے اکثر نشست دیوانخانۂ عالی مین رکھتے تھے جہان سرہندی کے جمعداران عرب حاضر دربار رہتے تھے۔ مزاج کے ظریف مگر رعب دار تھے۔ معتوب سے کبھی صاف دل نہ ہوتے تھے حتیٰ کے اپنے بھائی محمد مہابت خان سے جو کاوش پڑگئی تھی عمر بھر وہ کینہ دل سے نہ گیا۔ نظیر اس کی یہ ہے کہ ان کو شادی کرنے کو بھی خوشی سے بمقام رادھن پور نہ جانے دیا جبتک کہ اس مین اجنبی کا توسط نہوا۔ اسلئے چاہت بو جیسی عاقلہ نے عمدہ تدبیر یہ کی کہ عقدِ مناکحت کے واسطے مخطوبہ کی طرف کے وکیل رادھن پور سے بلوائے گئے۔ اور بمقام گونڈل محمد مہابت خان کا نکاح نواب صاحب محمد زورآور خان کی دخترِ نیک اختر کمال بخت سے کردیا گیا۔ بعد اس کے گونڈل سے محمد

مہابت خان روانہ ہوکر کاٹھیاواڑ کے پولیٹکل ایجنٹ صاحب سے بمقام بالاچھڑی[1] ملتے ہوئے راد ہن پور چلے گئے۔

فارسی اردو اور گجراتی کی تعلیم بزمانۂ طفولیت ہوئی تھی۔ فارسی کا شوق تو آپ نے مسند نشینی کے بعد بھی رکھا یہی وجہ تھی کہ آپ کی استعداد فارسی اچھی تھی۔ آپ علم دوست بھی تھے چنانچہ کاٹھیاواڑ کے پولیٹکل ایجنٹ مسٹر میلٹ نے کاٹھیاواڑ مین اجرائے صیغۂ تعلیم کی ابتدا کی تو نواب صاحب نے فراخ حوصلگی سے اس کام مین بہت مدد دی جسکی تقلید کاٹھیاواڑ کی دوسری ریاستون نے بھی کی۔

علم موسیقی سے بہت دلچسپی تھی اور کبھی کبھی شطرنج کھیل کر اور پتنگ اڑا کر بھی تفریح حاصل کیا کرتے تھے۔ شکار کھیلنے کے بڑے شائق تھے۔ عمدہ بندوق لگاتے تھے۔ شوق کی وجہ سے اس زمانہ کے رنگ کے موافق سلاح خانہ مین ہتیار بھی عمدہ عمدہ فراہم کئے تھے۔ نواب صاحب نے آبادی ملک کا بھی خوب انتظام کیا تھا۔ انہون نے دفاتر ملکی کا بھی ایسا عمدہ انتظام کیا کہ جس سے جملہ سرکاری کاغذات سرکاری محکمہ جات دفاتر ہی مین رہنے لگے۔ ورنہ اُن کے قبل یہ حال تھا کہ آزادی کی وجہ سے سرکاری کاغذات اہلکار اپنے اپنے گھر لیجایا کرتے تھے۔ اور جب اہلکارون مین تغیر و تبدل ہوتا تھا تو جو کاغذ جہان ہوتا وہین رہجاتا تھا جس سے بڑی مشکل آتی تھی۔

نواب صاحب سرکار برٹش کے بڑے دوست تھے چنانچہ
کپتان لوک صاحب کے قاتلون کی گرفتاری مین
انہون نے بڑی امداد کی تھی۔

[1] یہ مقام نوانگر سے مشرق مین ۲۴ میل کے فاصلے پر سمندر کے کنارے واقع ہے۔ یہان کی ہوا عمدہ ہے لہذا اکثر انگریز افسر وہان جاتے ہین۔ یہان بہت قسم کی مچھلیان ہوتی ہین۔

باب ہشتم

نواب سر محمدؐ مہابت خان بابی بہادر ثانی

۱۲۶۷ھ – ۱۲۹۹ھ | کے۔ سی۔ ایس۔ آئی | ۱۸۵۱ء – ۱۸۸۲ء

چھٹے نواب صاحب ریاست جوناگڈھ

نواب صاحب کی مسند نشینی ۱۲۶۷ھ / ۱۸۵۱ء

جب نواب صاحب مرحوم محمدؐ حامد خان ثانی کا انتقال ہوا۔ اس وقت نواب صاحب محمدؐ مہابت خان بمقام رادھن پور تھے جس تاریخ کو نواب صاحب محمدؐ حامد خان مرحوم نے وفات پائی۔ اُسی تاریخ کو نواب صاحب محمدؐ مہابت خان نے خواب دیکھا کہ اپنے بھائی یعنی نواب صاحب محمدؐ حامد خان نے انتقال کیا ہے۔ اس خواب کا حال انہوں نے اپنے وفادار مصاحب لعل بھائی سے جو ہمراہ تھے فوراً بیان کردیا چونکہ نواب صاحب محمدؐ حامد خان لاولد تھے۔ ان کی بیماری

نواب صاحب سر محمد مہابت خان بابی بہادر ثانی کے۔سی۔ایس۔آئی۔

طول پکڑ گئی تھی اور زندگی کی اُمید بہت کم تھی۔ لہٰذا اراکین دولت کی رائے مین پولیٹکل ایجنٹ صاحب کاٹھیاواڑ کو جوناگڈھ بلوانا اور اُن کو ٹھہرائے رکھنا ضروری معلوم ہوا۔ چنانچہ اس وقت کے پولیٹکل ایجنٹ کرنل لانگ صاحب بلوائے گئے۔ اگرچہ نواب صاحب محمد مہابت خان نواب صاحب محمد حامد خان مرحوم کی رحلت کے بعد وارث اور مستحق ریاست تھے تاہم صلابت خان عرف دادامیان ڈھال والے نے اپنے استحقاق کا دعوےٰ ظاہر کیا۔ حالانکہ قبل اس کے اُنھون نے لادعوے لکھدیا تھا چنانچہ ایجنسی نے اُن کے دعوے کو خارج کر دیا۔ اور محمد مہابت خان کو مستحق ریاست تسلیم کیا۔ اسی وقت نواب صاحب کی والدہ نازو بی بی نے جو ماجی صاحبہ کے نام سے مشہور تھین۔ اور رادھن پور نہین گئی تھین بلکہ جوناگڈھ ہی مین مقیم تھین فوراً قاصد بھیجکر اپنے اقبال مند فرزند کو اسکی اطلاع دی۔ خبر پاتے ہی محمد مہابت خانصاحب رادھن پور سے جوناگڈھ کو روانہ ہوگئے محمد مہابت خانصاحب نوابی شان وشوکت اور تزک واحتشام کیساتھ رونق بخش جوناگڈھ ہوکر تاریخ ۱۱ رمضان المبارک ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۱ جولائی ۱۸۵۱ء کو جمعہ کے دن مسند نشینی کی قدیم جگہ پر سریرآرائے ملک سورٹھ ہوئے

۱۸۵۲ء
پنچ کا تقرر

جب نواب صاحب موصوف مسند آرائے حکومت ہوئے اس وقت اُن کی عمر صرف چودہ برس کی تھی۔ اسلئے پولیٹکل ایجنٹ کرنل لانگ صاحب نے یہ بات قرار دی کہ کاروبار ریاست پنچون کے ذریعہ سے ہوا کرے۔ چنانچہ اشخاص مندرجۂ ذیل مقرر کئے گئے۔ (۱) محمد خان بابی تعلقدار بانٹوہ (۲) اننت جی دیوان ریاست (۳) حبیب خان شروانی ساکن قصبہ کتیانہ۔ اور صدر یعنی سرپنچ دیوان صاحب تھے۔ جمعدار محمد صالح ہندی۔ نواب صاحب حامد خان مرحوم کے محلات کی نگرانی اور ان کے حقوق کی نگہبانی پر متعین ہوئے۔ اگرچہ انتظام ریاست اس طرح ہوگیا تھا تاہم نواب صاحب کی والدہ خانگی امورات کی مختار رکھی گئین تھین۔ سرانجام امور کے لئے وہ وقتاً فوقتاً خانگی دیوان مقرر کیا کرتی تھین۔ ۱۸۵۲ء مین جب

حبیب خان شروانی نے قضا کی تو بجائے متوفے کے سید احمد عبداللہ عیدروس۔ اور سنہ ۱۸۵۶ء
مین محمد خان بابی نے وفات پائی تو اُن کی جگہ اُن کا بیٹا سربلند خان پنج مقرر ہوئے۔

نوابی کے قبل کے جان نثارون کی قدردانی

چونکہ نواب صاحب محمد مہابت خان نہایت قدردان اور حق شناس تھے انہون نے اپنی نوابی سے قبل کے جان نثارون اور مددگارون کی قدردانی فرمائی تھی اور اپنے عہد حکومت مین بھی اُن کو اعلیٰ درجات اور ذمہ داری و اعتبار کے بلند مناصب تک پہنچا دیا۔ مثلاً لعل بھائی کو خاص پیشکار کا رتبۂ عالی عنایت فرما کر فیل نشینی کا اعزاز بخشا۔ لیکن وہ تھوڑی مدت کے بعد اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ مگر اُن کی بیوی چاہت بو صاحبہ جو بڑی عاقلہ اور مردون کی سی ہوشمند عورت تھین۔ باجی صاحبہ کی مصاحبت مین رہکر ریاست کے کاروبار مین مشیر رہین۔ چاہت بو کے حقیقی بھتیجے شیخ محمد بہاؤالدین[1] جو نواب صاحب سے صرف دو برس بڑے اور عہد طفولیت سے اُن کے رفیق وفادار تھے مع مصاحبت خاص رسالہ کے افسر اعلیٰ بنائے گئے۔ اور اُن کے بھائی محمد نصیر الدین عرف نتھو بھائی اور محمد جمال الدین عرف جمال بھائی اور چچازاد بھائی محمد حفیظ الدین عرف محمد بھائی کمانیر نواب صاحب کے خاص محافظ مقرر ہوئے جو بہت بڑی ذمہ داری اور اعتماد کی خدمت ہے۔

اجارۂ مروجہ کی موقوفی

ایک زمانے سے ملک کے اجارہ دینے اور مستاجرون سے نذرانہ لینے کا قاعدہ جاری تھا۔ اس صورت مین مستاجرانِ ملک ناجائز طمع زرکشی کے باعث رعایا پر سختی اور تعدی کیا کرتے تھے نواب صاحب نے اُسکو یکقلم موقوف کر دیا۔ اور اہل اجارہ کی جگہ وہیوٹدار (تحصیلدار) مقرر کئے۔

سنہ ۱۸۵۴ء لاڈلی بی بی صاحبہ سے نواب صاحب کی شادی کتخدائی

اگرچہ نواب صاحب اور اُن کی والدہ ماجدہ۔ اپنے وفادار رفقا کو ان کی وفاداری اور تحمل مصائب کا معاوضۂ شائستہ جو اوپر تحریر ہوا عنایت فرما چکے تھے تاہم

[1] شیخ محمد بہاؤالدین صاحب کے حالات اس باب کے اخیر مین لکھے ہین۔

انہون نے یہ چاہا کہ اس وفادار اور جان نثار خاندان کو اپنے خاندان عالی سے متصل اور متحد کرنے کا بھی اعزاز دیکر قدر شناسی کا مزید ثبوت دیا جائے۔ بدین خیال نواب صاحب کی شادی چاہت بو صاحبہ کے بھائی شیخ محمد ہاشم کی دختر اور شیخ محمد بہاؤالدین وزیر صاحب کی ہمشیرہ لاڈلی بی بی صاحبہ سے سنہ ۱۸۵۳ء مین بڑی دھوم دھام سے ہوئی۔

سرکار برٹش سے خطاب و القاب مین نواب صاحب کا امتیازی درجہ

کرنل لانگ صاحب پولٹیکل ایجنٹ کی تجویز سے جو جو القاب تمام رؤسائے کاٹھیاواڑ کے واسطے گورمنٹ عالیہ سے منظور ہوئے تھے اُن سے صاف ظاہر ہے کہ نواب صاحب اور اُن کی والدہ ماجدہ اور بیگم صاحبہ کے واسطے جو شاندار الفاظ گورمنٹ عالیہ اور پولٹیکل ایجنٹ صاحبان کی طرف سے مستعمل ہوتے ہین ان کی رو سے بھی نواب صاحب اور ریاست جوناگڈھ کو اور رؤسائے کاٹھیاواڑ پر درجۂ امتیاز حاصل ہے۔

باجی صاحبہ اور پنچون کے درمیان شکر رنجی

آخر سنہ مذکورہ مین باجی صاحبہ اور پنچون کے درمیان کچھ شکر رنجی ہو گئی تھی۔ اور اگرچہ وہ کرنل لانگ صاحب کے توسط سے آگے نہ بڑھنے پائی۔ لیکن بھوانی داس عرف بھگو مہتا محافظ دفتر اور اس کے نائب گوکلجی جھالا (جو بعد کو دیوان ریاست ہوئے) باجی صاحبہ کے طرفدار تھے۔ اسلئے دیوان اننت جی کی تدبیر سے وہ دونون سبکدوش کر دئے گئے۔ مگر کچھ مدت کے بعد گوکلجی جھالا محافظ دفتر[1] مقرر کئے گئے۔

سنہ ۱۸۵۴ء تعلیم کی قدردانی

نواب صاحب تعلیم کے بڑے حامی اور قدردان تھے۔ کرنل لانگ صاحب پولٹیکل ایجنٹ کاٹھیاواڑ مین تعلیم علوم جدیدہ کی اشاعت و ترقی کے لئے بدل ساعی تھے چنانچہ اس سلسلہ مین نواب صاحب نے تمام رؤسائے کاٹھیاواڑ سے زیادہ امداد دیکر اپنی علم دوستی کا ثبوت دیا۔ اور اپنے دارالصدر جوناگڈھ مین اردو اسکول اور سنسکرت کا پاٹھ شالہ

---

[1] اسوقت ان کی تنخواہ ریاست کا رائج سکہ جسکا نام کوری ہے ۵۰ کوری یعنی تیرہ روپیہ تھی۔

۱۷ مارچ ۱۸۵۴ء کو جاری کیا۔ نیز سر رشتۂ تعلیم بھی قائم کیا۔

کمال بخت صاحبہ کا جونا گڈھ آنا

کمال بخت صاحبہ کو بلانے کی غرض سے نواب صاحب اور ماجی صاحبہ کی طرف سے نادر خان وزیر صاحب کے بھائی محمد نصیر الدین عرف ننھو بھائی۔ جمال الدین عرف جمال بھائی اور چچازاد بھائی محمد حفیظ الدین عرف محمد بھائی رادھن پور بھیجے گئے چونکہ ماجی صاحبہ نے اپنے فرزند ارجمند کی یہ شادی اپنی آنکھون سے نہین دیکھی تھی۔ لہذا ارمان نکالنے کا یہ موقع تھا کہ بہو کو بڑی دھوم دھام اور تزک و احتشام کے ساتھ جونا گڈھ مین لائین۔ اس خیال سے ارکین ریاست۔ سادات کرام۔ مشائخ اور ساہوکار مہاجن سب کو لیکر ماجی صاحبہ خود بہو کے استقبال کو بہادر باغ تک گئین اور بڑی خوشی و خرمی سے خیر مقدم کیا۔ بیگم موصوفہ نے ناتھی بو والی حویلی مین قیام کیا۔

۱۸۵۵ء — بیگم کمال بخت صاحبہ کے حالات

۱۸۵۵ء مین بیگم کمال بخت صاحبہ رادھن پور گئین۔ اور ۱۸۶۰ء مین جونا گڈھ واپس آئین۔ پھر ۱۸۶۱ء مین رادھن پور واپس گئین۔ اور وہان ایک سال رہکر انتقال کیا۔

۱۸۵۶ء — شاہزادہ محمد بہادر خان صاحب کی ولادت

نواب صاحب کی زوجہ لاڈلی بیگم صاحبہ کے بطن سے تاریخ ۱۳ جمادی الاول ۱۲۷۲ھ مطابق ۲۲ جنوری ۱۸۵۶ء بروز سہ شنبہ کو ایک فرزند پیدا ہوا جن کا نام **محمد بہادر خان** رکھا گیا۔ مگر عہد طفلی سے لیکر نوابی تک ان کو باپو میان کہتے تھے۔

۱۸۵۸ء — شاہزادہ محمد رسول خان کی ولادت

بتاریخ ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۳ جولائی ۱۸۵۸ء کو نوربی بی صاحبہ کے بطن سے نواب صاحب کے دوسرے فرزند **محمد رسول خان** پیدا ہوئے۔

پنچون کی موقوفی

اب تک ریاست کے کاروبار پنچون کے ذریعے چلتے تھے جس کی نگرانی خود کرنل لانگ صاحب (پولیٹکل ایجنٹ کاٹھیاواڑ) بھی کرتے تھے۔ صاحب موصوف نے امور ریاست مین مدد دیکر

ریاست کی بہی خواہی کا بڑا خیال رکھا۔ جوناگڈھ اور دوسری ریاستوں کے مابین جو حدود وغیرہ کی بابت نزاعیں تھیں۔ ان کی صفائی ہوگئی اور آبادانی ملک پر بھی زیادہ توجہ ہوئی۔ نواب صاحب اور پنچوں کے درمیان کبھی کبھی کسی امر میں جو اختلاف ہوجایا کرتا تھا۔ اس میں بھی کرنل صاحب موصوف نواب صاحب اور ان کی والدہ صاحبہ کی رضامندی کو ملحوظ رکھکر اس اختلاف کو عمدہ طریقہ سے دور کردیتے تھے۔ اگرچہ زمام انتظام پنچوں کے ہاتھ میں تھی تاہم باجی صاحبہ کی قوی دلیل سے خاص فرامین اور دیگر کاغذات رقوم پر نواب صاحب ہی کی مُہر اور صاد کا ہمیشہ کے لئے ثبت ہونا قرار پایا چنانچہ اس معاملہ میں جسکی وجہ سے اکثر فریقین میں اختلاف رہا کرتا تھا نواب صاحب کو اختیار حاصل ہوگیا۔ پنچوں کا رکن اعظم انت جی اگرچہ قابل اور تجربہ کار آدمی تھا لیکن اُس کا طرز عمل جو نواب صاحب اور اُن کے خاص گروہ سے تھا پسندیدہ نہ تھا اسلئے نواب صاحب اور باجی صاحبہ اس سے رضامند نہیں رہتے تھے اور اسی وجہ سے ان کے اور پنچوں کے مابین اکثر اختلافات رہا کرتے تھے۔ تاہم پنچوں کا انتظام مدتِ معینہ تک قائم رہا۔ اور جب نواب صاحب سنِ تمیز کو پہنچے اس وقت ۱۸۵۸ء میں پنچ موقوف ہوکر نواب صاحب مختارِ کُل ہوگئے۔

دیوان کا تقرر جب نواب صاحب ملکی اختیارات پر قابض ہوگئے تو اب یہ نازک مسئلہ پیش ہوا کہ دیوان ریاست کس کو مقرر کیا جائے کیونکہ انت جی نواب صاحب محمد حامد خان کے زمانہ حکمرانی میں دیوان رہ چکا تھا۔ اور پنچوں میں بھی رکن اعظم تجربہ کار اور حالات ریاست سے بھی بخوبی واقف تھا نیز اس وقت سرکار جوناگڈھ کو پرگنات کوڑی نار اور امریلی کی بابت سرکار گائیکواڑ کے ساتھ اور چند مواضع کے متعلق ریاست بھاؤنگر کے ساتھ مقدمات ملکی درپیش تھے اور پولیٹکل ایجنٹ صاحب کی رائے بھی انت جی کو دیوان بنانے کی تھی۔ وجوہ متذکرہ کے لحاظ سے نواب صاحب کی اس ناراضگی کے باوجود اُسی کو دیوانِ ریاست مقرر کرنا پڑا۔ لیکن اس کے ساتھ سید احمد

عہد روسس کو بھی شریک رکھا گیا۔

۱۸۵۸ء
معزولی ایسٹ انڈیا کمپنی

اکثر مواقع پر ایسا ہوا کہ جب معاملات ہندوستان کی نسبت پارلیمنٹ مین تقریر اور مباحثہ ہوا تو اکثر ممبرون نے اصرار کیا کہ اگر اس ملک کا انتظام کمپنی کے اختیار سے نکلکر بالکل بادشاہ اور پارلیمنٹ سے متعلق ہو جائے تو بہت بہتر ہو۔ چنانچہ ۱۷۸۴ء سے اس امر کی گفتگو ہو رہی تھی اور اس وقت ولیم پیٹ صاحب وزیر اعظم نے فرمایا کہ اس تغیر سلطنت سے انگریزون اور ہندوستانیون دونوں کو فائدہ ہوگا۔ بغاوت ہند کے ۱۸۵۷ء اور ۱۸۵۸ء کے ہولناک واقعات نے اہل انگلستان کو حکومت کمپنی سے بالکل مخالف اور منحرف کر دیا اس لئے یکم اگسٹ ۱۸۵۸ء کو ملکہ معظمہ صاحبہ نے ہند کی حکومت اپنے ہاتھ مین لی۔ پس اس تاریخ سے ایسٹ انڈیا کمپنی قطعاً معزول ہو گئی اور سلطنت ہند برطانیہ کے مقبوضات مین داخل ہو گئی۔

۱۸۵۹ء
اننت جی کی غیر مفید دیوانی اور اُسکی موقوفی۔

اس طرح اننت جی کو دیوانی تو ملی مگر افسوس یہ ہے کہ اُس کی دیوانی مین مذکورۂ بالا مقدمات مین سرکار جوناگڈھ کو خلاف توقع ناکامی ہوئی مشہور یہ ہے کہ اس نے اس باب خاص مین اپنے ولی نعمت کے واجب الادا حقوق و فرائض کی پاسداری نہ کر کے سرکار جوناگڈھ کے حقوق کو دوامی ضرر پہنچایا اور چونکہ یہ ایجنسی کے ذریعے سے دیوان ہوا تھا اسلئے وہ خود اور اُس کے متوسّلین جو سرکاری خدمات مین تھے بہت بے پروائی کرتے اور سرکاری محاصل کو نقصان پہنچانے لگے تھے جس سے نواب صاحب کی ناراضگی درجۂ کمال کو پہنچ گئی اور یہی مصلحت معلوم ہوئی کہ عہدۂ دیوانی سے وہ معزول کر دیا جائے یہ وہ زمانہ تھا کہ کرنل لانگ صاحب جیسے مدبّر اور صلح کل پولٹیکل ایجنٹ جو تمام پولٹیکل ایجنٹون مین سب سے زیادہ (چودہ ۱۴ برس تک) کاٹھیاواڑ مین پولٹیکل ایجنٹ رہے ہین کاٹھیاواڑ سے تشریف لیجا چکے تھے۔ اور ان کی جگہ کرنل بار صاحب

پولیٹکل ایجنٹ مقرر ہو کر آئے تھے اسی زمانہ مین نواب صاحب راجکوٹ تشریف لے گئے تھے مگر کرنل بار صاحب یکبیک ولایت کو روانہ ہو گئے۔ ان کے انچارج (قائم مقام) میجر لیبک صاحب ہوئے۔ صاحب موصوف نے نواب صاحب کی مرضی کے خلاف اننت جی سید احمد عیدروس اور سید ننھا میان احمد آبادی کا پنچ مقرر کر دیا۔ پھر بھی ایجنسی نے احتیاطاً اس بات کو ضروری سمجھا کہ سربندی کے جمعدارون کو متفق الرّائے کر لینا چاہیئے کیونکہ چند ناگر وغیرہ متصدی لوگ دیوان اننت جی کے مخالف ہو گئے تھے۔ لہٰذا میجر لیبک صاحب نے اپنے اسسٹنٹ کپتان شارٹ صاحب کو عرب جمعدارون کے بلا لینے کے لئے جوناگڈھ بھیجا۔ اننت جی کو یہ امید تھی کہ عرب جمعدار پنچون کے تقرر سے اختلاف نہ کرینگے بلکہ موافقت کرینگے چنانچہ جب کپتان شارٹ صاحب نے جمعدارون کو بُلا کر اُن کا منشا دریافت کیا تو سب نے بالاتفاق یہی کہا کہ ہم ریاست کے نوکر اپنے مالک نواب صاحب کے مطیع حکم ہین۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایجنسی کا منشا پورا نہ ہوا۔ اننت جی نے جب یہ صورت دیکھی تو اپنی کامیابی کا دوسرا پہلو نکالا یعنی شارٹ صاحب کو یہ پٹی پڑھائی کہ نواب صاحب اپنی تیار کی ہوئی نئی فوج سے ناگواڑہ کو لوٹنا چاہتے ہین۔ صاحب موصوف نے اس مضمون کی رپورٹ پولیٹکل ایجنٹ صاحب کو لکھ بھیجی۔ انہون نے اسکو صحیح سمجھکر لارڈ الفنسٹن صاحب گورنر علاقہ بمبئی کو خلاف نواب صاحب رپورٹ کر دی۔ مگر گورنر صاحب موصوف بڑے عاقل و فرزانہ اور جہاندیدہ تھے۔ انہون نے دیکھا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کی آگ گویا ابھی تک بجھی نہین ہے اور کاٹھیاواڑ مین باگھیر قوم کا ہنگامہ بھی ہنوز قائم ہے مبادا ایسے خطرناک زمانے مین کاٹھیاواڑ مین کوئی نئی بات خلاف امن عامہ پیدا ہو جائے اور یہ بھی اُن کے خیال مین آیا کہ یہ اننت جی کے بارہ مین نواب صاحب پر نامناسب دباؤ ہوتا ہے۔ بلحاظ مذکورہ خیالاتِ دور اندیشی انہون نے فوراً مشہور صلح پسند کنلاک فاربس کو جو اس وقت دھولیہ (خاندیس) کے جج تھے کاٹھیاواڑ کا پولیٹکل ایجنٹ عارضی طور پر مقرر کیا۔ اور

ہدایت کی کہ دیوان کی بحالی و برطرفی کا اختیار نواب صاحب کو ہے کسی شخص کے دیوان بنانے مین نواب صاحب پر دباؤ ڈالنا مناسب ہے جب صاحب موصوف بمقام جیت پور پہونچے اور اُن کی تشریف آوری جوناگڈھ کی اطلاع ہوئی تو بحکم نواب صاحب شیخ محمد بہاؤالدین مع عرب جمعدار سعید بن ناصر جیت پور تک اُن کے استقبال کو گئے۔ اور جب پولیٹکل ایجنٹ صاحب جوناگڈھ تشریف فرما ہوئے تو انہون نے نواب صاحب سے تخلیہ کی ملاقات مین گورنر صاحب کی تمام ہدایات بیان کین اور دیوان اننت جی اور اُن کے شریک سید احمد عیدروس موقوف کر دیئے گئے۔

سنہ ۱۸۵۹ء — شاہزادی تاج بخت کا تولد

نواب صاحب کی اہلیہ ننھی بی صاحبہ کے بطن سے جو محمد خان بلوچ ساکن مقام سکرانہ کی بیٹی تھین ایک لڑکی پیدا ہوئی جن کا نام تاج بخت رکھا گیا اور جنکی شادی ۱۴ سال کی عمر مین سربلند خان ابن رستم خان بابی تعلقدار بانٹوہ سے بڑی دھوم دھام سے ہوئی۔

سنہ ۱۸۶۰ء — سیٹھ ڈونگرسی کا دیوان ریاست ہونا

اسباب مذکورہ سے دیوانی کی جگہ خالی تھی اور نواب صاحب اس خدمت جلیلہ پر کسی لائق شخص کو مقرر کرنا چاہتے تھے۔ کہ اس اثنا مین چند مہاجنون نے ڈونگرسی دیوسی نامی قوم کھتری ملک کچھ کے رہنے والے کی تعریف کرکے عہدۂ دیوانی کے عطا ہونے کی سفارش کی اور اُن کے پیش کردہ شرائط دیوانی مین سے اس ایک شرط پر کہ "قربت شد" کی مہر دیوان کے پاس رہے۔ پنچ والون نے ماجی صاحبہ کو یہ سمجھایا کہ یہ شرط برائے نام ہے۔ خلاصہ یہ کہ ڈونگرسی مذکور تاریخ یکم فروری سنہ ۱۸۶۰ء کو دیوان مقرر ہو گئے۔

ڈونگرسی کی دیوانی اور بے اطمینانی

ڈونگرسی دیوان کاروبار ریاست بطرز شایستہ انجام نہین دے سکتا تھا کیونکہ اسمین منصب جلیلۂ دیوانی کے انجام دہی کا مادہ نہین تھا۔ اور اس کی سفارش کرنے اور اپنے لانیوالون کا مخالف بنگیا جب وہ ایسے غیر مستقل مزاج کا آدمی دیکھا گیا تو

نواب صاحب کو بھی اس کا اعتبار کم ہونے لگا۔ "مرتب شد" کی مُہر لینے پر بھی ڈونگرسی دیوان نے اصرار کیا۔ آخرکار تاریخ ۲۶ اپریل ۱۸۶۱ء کو ڈونگرسی عہدۂ دیوانی سے موقوف کیا گیا۔

۱۸۶۱ء

تجدید دیوانی

دیوان مذکور کی موقوفی کے بعد یہ فکر ہوئی کہ عہدۂ دیوانی پر کس شخص کو مقرر کیا جائے۔ گوکل جی جھالا ناگر اور لوہانہ کیشو جی دونوں اس عہدے کے لئے کوشاں تھے آخر یہ امر قرار پایا کہ خدمت دیوانی گوکل جی جھالا کے سپرد کی جائے۔ اس لئے جاہت بو صاحبہ کی پروردہ لڑکی کی شادی دھوم سے ڈھال والی حویلی میں ہو رہی تھی۔ اس کی محفل میں تاریخ ۲۲ مئی ۱۸۶۱ء کو گوکل جی جھالا خلعت دیوانی سے سرفراز کئے گئے۔ لیکن اُن کی دیوانی برائے نام تھی۔ کیونکہ کیشو جی لوہانہ سید احمد عیدروس اور مولوی نور خان کاروبار میں دخل دیتے تھے الا ایجنسی کے متعلق جو کام پڑتا تھا اُس کو دیوان سرانجام دیتے تھے۔

جسلا نامی مفسد کا جو قوم میّا سے تھا گرفتار ہو کر اس کا توپ سے اُڑایا جانا

موضع کنیری کے رہنے والے قوم میّا کے ایک شخص کیگلا نامی کی زمین کی بابت اپنے چچیرے بھائیوں سے تکرار ہوئی۔ اس نزاع میں جو یہ ناکام ہوا تو اس نے اپنے حقیقی بھائیوں کو ساتھ لیکر لوٹ مار شروع کردی اور جسلا میّا بھی اس کا شریک ہو گیا۔ اس پر مفسدہ پردازوں کو سرکاری آدمی سمجھانے گئے لیکن وہ نہ سمجھے بلکہ سرکشی سے مقابلہ کرنے لگے۔ ریاست کی نرمی کی وجہ سے ان کی شرارت نے چار پانچ برس تک طول پکڑا۔ آخر ۱۸۵۹ء میں کیگلا مارا گیا۔ اس سے اس کے بھائیوں کا دل چھوٹ گیا۔ اور وہ ہتھیار رکھکر مطیع ہو گئے لیکن ایک یہ کانٹا کھٹکتا رہ گیا کہ جسلا نے اُن سے الگ ہو کر لوٹ مار شروع کردی۔ اور ملک میں کھلبلی سی مچادی۔ آخر سرکاری آدمیوں نے جو اُسے بمقام اونٹ وڈ جا دبایا تو وہ وہاں سے اپنی فطرتی چالاکی سے نکل گیا۔ لیکن دوسرے ہی دن شیخ محمد بہاؤالدین نے جو اس فساد کی

بیخکنی کے لئے بھیجے گئے تھے اپنی خداداد شجاعت جبلی مردانگی اور قابل تعریف تدبیر و فرزانگی سے بمقام کوٹڑہ اس نابکار خلق آزار کو گرفتار کرلیا جو جوناگڈھ لائے جانیکے بعد توپ سے اڑادیا گیا۔

کیشوجی اور ویرجی دو لوہانے بھائیون کا زور شور

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ گوکلجی کی دیوانی برائے نام تھی سیاہ و سفید کا مختار کیشوجی تھا۔ اور اس کا بھائی ویرجی پرائیویٹ سکریٹری تھا تو گویا دونون بھائی بیبا کانہ کام کرتے تھے۔ اپنے عزیزون کو بڑے بڑے محالات سونپ دیئے۔ سرکار کے امیرون اور اہلکارون کو ستانے لگے حتیٰ کہ نواب صاحب کے مصاحبون سے بھی مخالفت کرنے لگے۔ اور آخر خود نواب صاحب کو بھی خرچ دینے سے تنگ کرنے کی جرأت کرنے لگے بلکہ اپنی فتنہ پردازی سے ایجنسی اور سرکار جوناگڈھ کے مابین نفاق ڈالنے کی صورت پیدا کرنے لگے سرکاری خزانہ پر قبضہ کرکے اُس کو برباد کرنا چاہا۔ افسر خزانہ سید اندرجی کو اپنا مدعا برآنے کی غرض سے دھمکایا جب اس کا اُن سے قارورہ نہ ملا تو غریب کو ذلت و خواری کا جلاب دیا۔ یہانتک کہ ویرجی نے سید کا طانچہ سے بھی علاج کردیا۔ ان کے آوردہ آدمی بھی جو بڑی بڑی خدمتون پر تھے خوب روپیہ ہضم کرنے لگے۔ ان لوگون کے دفتر کے کام سے بھی محض نابلد ہونے کیوجہ سے دفترون مین بھی ابتری پڑی ہوئی تھی۔ ان لوہانون کا یہانتک دماغ چل گیا تھا کہ ایجنسی کو بھی خاطر مین نہ لاتے تھے۔

کیشوجی اور ویرجی کا تنزل

ناگھیر لوگون نے جو فساد اس زمانہ مین برپا کر رکھا تھا انھون نے اِن دونون بھائیون سے خفیہ طور پر تعلق پیدا کرلیا۔ ادھر نواب صاحب کو ان کے افعال ناستودہ معلوم ہونے لگے۔ ادھر ان کی یہ نئی کارستانی بھی ظاہر ہوئی جس کی خبر پولٹیکل ایجنٹ کرنل بار صاحب کو بھی پہنچی۔ انجام یہ ہوا کہ صاحب موصوف نے کیشوجی سید احمد عیدروس اور مولوی نور خان کو راجکوٹ بلاکر نظر بند کردیا۔ اس پر کیشوجی کے بھائی ویرجی نے ماجی صاحبہ اور جاہت بو صاحبہ کو سمجھا کر پولٹیکل ایجنٹ

صاحب کے خلاف کارروائی کرنے اور اپنے بھائی کی بریت کے لئے مسٹر کینن بیرسٹر کو بصرف کثیر بمبئی سے بلوایا۔ اُس نے آکر بذریعہ اخبارات پولٹیکل ایجنٹ صاحب کی بہت مذمت کی۔ ریاست کے انتظام کا بھی ایسا رنگ ڈھنگ تھا کہ تحریرات ایجنسی کا ریاست مین گویا پاس و لحاظ ہی نہ ہوتا تھا۔ جس سبب سے افسران ایجنسی ریاست سے بہت ہی ناخوش ہو گئے تھے۔ ایسی زبون حالت دیکھکر نواب صاحب کے دل مین تبدیل انتظام کا خیال پیدا ہوا۔ اور ابتداءً اپنا یہ مافی الضمیر انہون نے اپنے عاقل و وفادار مصاحب شیخ محمد بہاؤالدین پر ظاہر کیا۔ جو اب اپنے آقا اور ریاست کی خیرخواہی اور بہبودی مین کارگر تدابیر سوچنے لگے۔ ایسے عظیم الشان معاملہ سے انکو یہ پہلا ہی سابقہ پڑا تھا۔

مہاراجہ صاحب گائیکواڑ کا سومنات پٹن آنا۔

اسی سال مہاراجہ صاحب کھنڈے راؤ اپنے ملک کا دورہ کرتے ہوئے سومنات پٹن درشن کو آئے۔ نواب صاحب نے اپنے مصاحب شیخ محمد بہاؤالدین کو اُن کی مہمانداری کی غرض سے بھیجا۔ بلاول مین ملاقات ہوئی۔ مہاراجہ صاحب بڑے تپاک سے ملے خصوصاً اُن کا گھوڑا دیکھکر بہت خوش ہوئے کہا۔ کہان سے لیا۔ جواب دیا ایسے کئی گھوڑے ہمارے آقا کے پاس ہین یہ اُن کا اُترا ہوا ہے۔ پھر مہاراجہ صاحب نے کہا کہ نواب صاحب دیوان اننت جی سے کیون ناخوش ہین۔ کہا کہ ناخوش ہوتے تو شہر مین کیون رہنے دیتے۔ اور جاگیر کیون کھانے دیتے۔ مہاراجہ صاحب یہ سُنکر ساکت ہو گئے۔ پٹن وغیرہ مین نواب صاحب کے سپاہ اور بندوبست کو دیکھکر مہاراجہ صاحب نہایت خوش ہوئے۔ اور مہمانداری کے انتظام سے بھی اُنہین بڑی مسرت حاصل ہوئی۔

سنہ ۱۸۶۲ء متبنیٰ کرنے کی سند

تاریخ ۱۱ مارچ سنہ ۱۸۶۲ء کو برٹش گورنمنٹ عالیہ نے وائسرائے ہند لارڈ کیننگ صاحب کے عہد مین۔ اصلی وارث موجود نہ ہونے کی صورت مین کسی کو متبنیٰ کرنے اور اس کے حقدار ریاست ہونے کی سند نواب صاحب کو عطا کی۔ اور پھر یقین دلایا کہ

جب تک آپ کا خاندان سرکار انگلشیہ کے ساتھ بموجب شرائط و معاہدہ وفادار رہے گا کوئی بات مانع حکومت درمیان میں نہ آئیگی۔

بدانتظامی کی اصلاح

جیسا پیشتر تحریر ہوچکا ہے کہ نواب صاحب نے اپنا مافی الضمیر خرابی موجودہ کی نسبت شیخ محمد بہاؤالدین پر ظاہر کر کے حُسن انتظام کے متعلق مشورہ لیا تھا۔ وہ سوچتے تھے۔ لیکن عجب مشکل اور گومگو کی حالت میں تھے کہ ادھر تو نواب صاحب کو تبدیل حالت موجودہ کا خیال ہے جو نہایت ضروری ہے اُدھر نواب صاحب کی والدہ اور اُن کی ہمدم و ہمراز چاہت بو صاحبہ کا جو خود شیخ محمد بہاؤالدین کی حقیقی پھوپھی ہیں یہ حال ہے کہ ہرچند اُن نالائق لوہانوں کی ناہنجاری اور بداطواری سمجھائی جاتی ہے مگر اُن کے ذہن ہی میں نہیں آتی حالانکہ دانشمند اور ہوشیار تھیں مگر اپنی ضد اور اصرار سے ناچار تھیں۔ ان لوہانوں اور ناگروں میں اندرونی دشمنی تھی جس سے ریاست کے انتظام میں اور خرابی پیدا ہوگئی تھی۔ آخر کار نواب صاحب نے فرمایا کہ والدہ صاحبہ کو امور ریاست سے علٰحدہ کئے بغیر ریاست کی بدانتظامی کا یہ رخنہ بند نہیں ہوسکتا۔ آقائے نامدار کے حق خیر خواہی کو شیخ محمد بہاؤالدین نے اپنے تعلق قرابت پر غالب دیکھکر عرض کی کہ میں اپنے خداوند نعمت کے حکم کی تعمیل کو بدل حاضر ہوں۔ شیخ محمد بہاؤالدین نے عرب جمعدار محمد صالح ہندی عرب جمعدار محمد ابو پیچ عرب جمعدار مبارک عرب جمعدار سعید بن ناصر اور جمعدار جمال خان سکاری وغیرہ جمعداران سربندی سے یہ راز سربستہ بیان کیا سب متفق الرّائے ہوگئے کہ ماجی صاحبہ نواب صاحب سے علٰحدہ کیجائیں کیونکہ ماجی صاحبہ چاہت بو اور لوہانوں کا ایسا زور تھا کہ کسی طاقت اعلٰی کی امداد کے بغیر نواب صاحب حسب منشا ردوبدل نہیں کرسکتے تھے اور اس حالت میں قیام امن و امان بھی نہیں ہوسکتا تھا پس احتیاطاً کرنل بار صاحب کو یہ تمام حال بذریعہ مناسب بھیجا گیا۔ انہوں نے امداد کا وعدہ کر کے اپنے آسسٹنٹ کپتان الیٹ صاحب کو بھیجا۔ لیکن ان صاحب موصوف نے جوناگڈھ آتے ہی مرض ہیضہ سے قضا کی جس سے نواب صاحب کا منصوبہ ملتوی ہوگیا۔ جب اس اچانک موت کی خبر کرنل بار صاحب کو راجکوٹ

مین پہنچی تو اُن کی طرف سے بجائے متوفی ایلیٹ صاحب کے مسٹر کولسن کا (جو سویلین تھے) تقرر ہوا۔
چونکہ تکمیل منصوبۂ مذکورہ کے لئے نواب صاحب کا قصبۂ دہتھلی تشریف لیجانا اور وہان کے راج محل نولکھا مین قیام فرمانا پہلے ہی سے قرار پا چکا تھا لہٰذا مسٹر موصوف وہان پہلے سے پہنچے اس خبر کے پانے سے نواب صاحب کو اور بھی ہمت ہوگئی اور والدہ صاحبہ سے الگ ہو کر وہان جلد جانا مناسب سمجھا۔ حتّٰی کہ سخت شدت کی گرمی تھی تاریخ ۵ رجون ۱۸۶۳ء روز چہارشنبہ کو دو بجے دن کو اپنے محل سے گھوڑے پر سوار ہو کر چلدئے۔ اس وقت صرف شیخ محمد بہاؤ الدین ہمراہ تھے اور رفتار ایسی تیز کی کہ دہتھلی ہی مین جا کر دم لیا۔ دار الصدر جوناگڈھ کے دروازے بند کرنے کا انتظام ہو گیا تھا
نواب صاحب نے مسٹر کولسن سے بدانتظامی کی ساری کیفیت بیان کرکے ریاست کو بغیر شر و فساد کے عمدہ پیمانے پر لانے کے واسطے مشورہ کیا۔ نواب صاحب کی طرف سے جمعدار سالم سکیوان بخشی تھر اداس وغیرہ کے نام جو جوناگڈھ مین تھے حکم صادر ہوا کہ سرکاری محلات اور توشہ خانہ کو سنبھالنا اور کیشوجی اور ویرجی کے جو اعزہ و احباب جن جن بڑے بڑے عہدون پر شہر مین یا باہر سرکاری محالات مین تھے بحکم نواب صاحب موقوف کردئے گئے۔ ویرجی لوہانہ قید کیا گیا۔ ابھی نواب صاحب کی سواری دہتھلی ہی مین تھی کہ آپ کی طبع مبارک ناساز ہوگئی جس سے شیخ محمد بہاؤ الدین وغیرہ متعلقین کو تشویش پیدا ہوگئی لیکن پھر بفضل الٰہی مزاج ہمایون اپنے مرکز صحت و استقامت پر آگیا۔ سب کو بڑی خوشی حاصل ہوئی اور سب نے شافی مطلق کا شکریہ ادا کیا۔
گو کلجی جھالا برائے نام دیوان جو راجکوٹ مین پولٹیکل ایجنٹ صاحب کے پاس گئے ہوئے تھے اسی عرصہ مین دہتھلی آگئے۔ اب سب کو یہ تردد اور تشویش پیدا ہوئی کہ ماجی صاحبہ اور چاہت بُو کو کہان رکھنا چاہئے۔ صلاح یہ ٹھہری کہ یہ دونون اپنی اپنی مرضی کی چیزین جو چاہین لیکر ماجی صاحبہ ڈھال والی حویلی مین اور چاہت بُو بمقام دھوراجی جا کر رہین (یہ مقام اُن کی پسندگی کے مطابق قرار پایا)

نواب صاحب کے منتقلی داخل ہونے کے وقت جب سے مسٹر کولسن نے جوناگڈھ مین کسی شور و شر کے نہونے کا بندوبست کرکے اس کی ساری کیفیت کرنل بار صاحب پولٹیکل ایجنٹ کاٹھیاواڑ کو لکھی تو اُس پر انہون نے نواب صاحب کو اطمینان کے ساتھ امید دلائی کہ اب آپ عمدہ انتظام ریاست بآسانی کر سکین گے اور مسٹر کولسن کو یہ ہدایت کی کہ تم جوناگڈھ جاکر باجی صاحبہ سے نواب صاحب کے واسطے خاص محل خالی کراؤ۔ اسکے بعد خود کرنل بار صاحب راجکوٹ سے منتقل گئے اور نواب صاحب کی سواری شان و شوکت کے ساتھ مع صاحب موصوف جوناگڈھ آئی۔ چونکہ باجی صاحبہ ہنوز محل ہی مین تھین لہٰذا جمعدار عمر مقاسم کی حویلی[1] مین کچھ توقف فرماکر نواب صاحب بخیر و عافیت رونق افزائے قصر معلےٰ ہوئے۔ اور باجی صاحبہ[2] ڈھال والی حویلی اور چاہت[3] بو دھوراجی کو اور کرنل بار صاحب راجکوٹ کو سدھارے۔

شیخ محمد بہاؤالدین کا عہدۂ جلیلۂ وزارت پر فائز ہونا

جب نواب صاحب اس طرح اپنے عزم بالجزم مین کامیاب ہوئے تو آپ نے موجودہ خرابیون کے دفعیہ اور اصلاح معاملات اور ریاست کو عملی طور پر بارونق بنانے کو مقدم جانا۔ چونکہ شیخ محمد بہاؤالدین کو اپنی مسند نشینی کے قبل سے اُن کے خاص رسالہ کے افسر اعلیٰ ہونے تک اُن کے ہواخواہ ہونے اور بھرڈاکوؤن کے معاملہ مین اپنی جانکو معرض خطر مین ڈالکر سرکاری خدمات نمایان طور پر بجالاکر اپنی شجاعت و جرأت کا زبردست ثبوت دے چکے تھے۔ اور بعدازان نواب صاحب کے امور اعظم حکومت کے لئے مقام منتقلی جانے اور وہان سے فائزالمرام ہوکر مراجعت فرمانے تک اُن کی حسن تدبیر و لیاقت کا بھی امتحان کامل ہوکر اُن مین رتبۂ عالیۂ وزارت کا مادہ خاص محسوس ہونے لگا تھا۔ نظر بر آن بمقتضائے قدردانی و جوہر شناسی پیشگاہ حضور

---

[1] اس حویلی مین پہلے صدر عدالت تھی۔ اور اب گورنمنٹ پوسٹ آفس اور ریاست کا مطبع ہے۔

[2] ۱۸۶۹ء مین باجی صاحبہ نے اس دار ناپائدار سے رحلت کی اور بارہ شہید کے قریب مقبرہ مین مدفون ہوئین۔

[3] چاہت بو نے قصبۂ دھوراجی مین انتقال کیا۔ مگر اُن کی نعش کو وہان سے جوناگڈھ لاکر بارہ شہید کے قریب مقبرہ مین مدفون کی گئی۔

فیض گنجور نواب صاحب سے موصوف الصدر کو وزارتِ عظمیٰ کی خلعت گران بہا مرحمت ہو کر پالکی فیل نشینی۔ پاؤن مین سونے کا توڑا پہننے خطاب **فرزند رشید** سے مخاطب ہونے اور جاگیر مین موضع اگترائی نسلاً بعد نسلٍ ملنے کا اعزاز تاریخ ۱۳ جولائی سنہ ۱۸۶۲ء کو عطا ہوا۔

جمعدارون کی قدر دانی — بنتھلی کے معاملۂ عظیم مین وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤالدین صاحب کو اُن کی خدمات کا معاوضہ حضور نواب صاحب کی طرف سے جسطرح ملا اُسی طرح جمعدار محمد صالح ہندی وغیرہ جمعدارون کو بھی عطا ہوا۔

کیشوجی وغیرہ کے جرائم کی تحقیقات — کیشوجی سید احمد عیدروس اور مولوی نور خان جو باگھیر ڈاکوؤن کو امداد دینے کی پاداش مین راجکوٹ مین نظر بند تھے۔ اس امر کی قرارداد پر کہ اُنکے مقدمہ کی تحقیقات سرکار جوناگڈھ کرے۔ نواب صاحب اور کرنل لا صاحب نے مقدمہ کی تحقیق کر کے جب ثبوتِ جرائم پایا تو ہر ایک ماخوذ کو اُس کے جرم کے مطابق قانونی سزا یعنی کیشوجی کو دس برس کی اور باقی دونون کو نو نو برس کی قید اور ہر ایک کا ہزار ہزار کوری جرمانہ کیا۔

ویرجی لوہانہ بھی اوپر کوٹ مین مقید کیا گیا تھا اسلئے کہ اس پر باگھیر باغیون سے سازش کا الزام تھا۔ لیکن وہ قیدخانہ سے فرار ہونے کی کوشش مین کھڑکی سے خندق مین گر کر مر گیا۔ کیشوجی اور ویرجی دونون بھائیون نے ریاست کے خزانہ سے پچاس ہزار روپیہ غبن کیا تھا۔

زنانہ اسکول قائم ہونا — چونکہ نواب صاحب تعلیمِ نسوان کے حامی اور اشاعت تعلیم کے مربّی تھے لہٰذا سنہ مذکورہ کی ۴ ستمبر کو اپنی بیگم لاڈلی بیگم صاحبہ کے نام سے لڑکیون کے لئے مدرسہ (اسکول) قائم کیا جو "لاڈلی بی بی کنیا شالہ" کے نام سے اس وقت بھی جاری ہے۔

کرنل بار صاحب پر نواب صاحب کا بار احسان — جب کہ لوہانون کے بلائے ہوئے بیرسٹر کینن کو اُس تغیر و تبدل کے باعث جو بنتھلی کے جانے سے ہوا تھا کاٹھیاواڑ سے جانا پڑا تو اس نے بمبئی

گورنمنٹ پر یہ اثر ڈالا کہ ریاست جوناگڈھ میں جو تغیر و تبدل ہوا ہے وہ نواب صاحب کی مرضی سے نہیں ہوا اور نہ نواب صاحب اپنی والدہ ماجی صاحبہ سے ناراض ہیں اور یہ سب کچھ کرنل بار پولیٹیکل ایجنٹ کاٹھیاواڑ کی سازش ہے۔ اس کی وجہ گورنمنٹ کی سمجھ میں یہ آئی کہ اس کام میں دخل دینے سے نواب صاحب ناخوش ہوئے ہیں۔ اس لئے بمبئی گورنمنٹ نے کرنل بار صاحب کو عارضی طور پر موقوف کر دیا۔ اس کے بعد کرنل انڈرسن صاحب ایکٹنگ پولیٹیکل ایجنٹ کاٹھیاواڑ کے ذریعہ نواب صاحب سے دریافت کیا گیا کہ یہ تغیر آپ کی مرضی سے ہوا ہے یا نہیں چنانچہ صاحب موصوف نے نواب صاحب سے تخلیہ میں بالمشافہ دریافت کیا۔ نواب صاحب نے اپنی مرضی و خوشی سے تغیر و تبدل کرنا بیان فرمایا بلکہ خود نواب صاحب نے اپنی طرف سے سرکار بمبئی کو بھی لکھا جس سے سرکار موصوف کو اطمینانِ کلّی ہو گیا۔ اور کرنل بار صاحب پھر مع تحسین و آفرین بڑودہ کے ریزیڈنٹ مقرر کئے گئے۔

۱۸۶۳ء ریاست میں حسن انتظام کی ابتداء

ابتدائے ۱۸۶۳ء میں یہ امر مشورہ طلب پایا گیا تھا کہ اب ملکی نظم و نسق اور مفاسد موجودہ کی اصلاح کی کس موثر اصول پہ بنیاد ڈالی جائے۔ سابق دیوان اننت جی نے دیوان ہونے کی کوشش کی مگر نواب صاحب نے موجودہ گوکلجی جھالا ہی سے دیوانی کا کام لینا پسند فرمایا۔ مگر خوش انتظامی کے لئے بعد میں نسبت سبھا نامی کونسل مقرر ہوئی۔ جس کے ممبر وزیر صاحب دیوان صاحب جمعدار محمد صالح ہندی اور نرسنگھ پرشاد[1] وغیرہ چند امراء مقرر ہوئے۔ جب کونسل جدید سے کام اچھا ہونے لگا اور اننت جی کو اپنی ناکامی نظر آگئی تو اس نے کونسل میں ساز باز کرنے کی وقتاً فوقتاً کوشش شروع کی مگر وہ اس میں ناکام رہا۔

[1] یہ بھی جوناگڈھ ہی کا ناگر تھا۔ سورٹھ کے آسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ کا ابتک سررشتہ دار تھا۔ اور اس باعث سے کہ ناگروں اور لوہانوں میں کچھ عداوت تھی اور اس نے بنتھلی کے انقلاب میں مدد دی تھی جب وہ مستعفی ہو کر جوناگڈھ آیا تو اس کی اس خدمت کے باعث سرکار جوناگڈھ کی نوکری میں داخل ہو کر اس کونسل میں داخل کیا گیا۔ پہلے نرسنگھ پرشاد اور دیوان گوکلجی میں باہم عداوت تھی مگر پھر اتفاق ہو گیا

ابتک کیا چھوٹے اور کیا بڑے کیا رعایا کے اور کیا جاگیرداروں یا ریاستوں کے باہمی مقدمات طرفین سے مقرر شدہ پنچوں کے ذریعہ فیصل ہوتے تھے اور شہر جوناگڈھ اور حویلی جوناگڈھ کے فوجداری وغیرہ مقدمات کبھی کبھی نائب (جو کوتوال کے درجہ کا تھا) فیصل کرتا تھا پھر منشی دفتر پہ بھیجا جاتا تھا اور آخری فیصلہ دیوان کرتا تھا۔

کاٹھیاواڑ کے پولٹیکل ایجنٹ کرنل کیٹنج صاحب کے آنے کے بعد والیان ملک کے اختیارات و درجات قائم ہوئے اور اس ملک کے اکثر مروجہ قواعد و قوانین میں تغیر و تبدل کر کے انگریزی دیوانی و فوجداری قانون کی وضع پر سب ریاستوں میں عدالتیں قائم کی گئیں۔ اسی طرح ریاست جوناگڈھ میں بھی انصاف کی عدالتیں قائم ہوئیں۔ عدالتوں کے ناموں میں کئی مرتبہ تبدیلی ہوتی رہی آخر حضور عدالت صدر عدالت وغیرہ نام مقرر ہوئے جو ابتک قائم ہیں اور دوسرے محکمہ جات اور صیغہ جات بھی قائم ہوئے۔ جنکے نام مع تفصیل کیفیت حصۂ سوم باب اول میں مندرج ہیں۔

جنگی مکرانی جو بڑا راہزن تھا اسکو اور اسکے ہمراہیوں کو وزیر صاحب کا بہ دلاوری زیر کرنا

جنگی (جہانگیر) مکرانی اور اُسکے ساتھ کے چند مفسدوں نے گرکے جنگل میں راہزنی کر کے رعایا کا اسقدر نقصان کیا کہ چاروں طرف لوگوں کے دلوں میں خوف و ہراس پیدا ہونے لگا۔ جب یہ خبر جوناگڈھ پہنچی تو وزیر صاحب اس راہزن کے تدارک کے لئے تیار ہوئے۔ حضور نواب صاحب نے ہرچند منع کیا اور دوسروں کو بھیجنے کا حکم دیا مگر وزیر صاحب بذات خود گئے۔ جنگی مکرانی ان کی خبر سنتے ہی گھبرایا اور وزیر صاحب نے اپنی بہادری اور حکمت عملی سے ان راہزنوں کو مدت قلیل میں زیر کر لیا۔ جس کی رپورٹ اُس وقت کے اسسٹنٹ پولٹیکل ایجنٹ لفٹنٹ اچ۔ ٹی۔ ہیبرٹ صاحب کے ذریعہ پولٹیکل ایجنٹ کو اور وہاں سے گورنمنٹ بمبئی کو دی گئی۔ وزیر صاحب کی بڑی تعریف کی گئی ہیبرٹ صاحب نے سنہ ۱۸۶۳ء کے ماہ اپریل کی ۲۰ تاریخ کو جو تحریر بھیجی اس میں لکھا تھا کہ "فی الواقع وزیر صاحب کے اس کارنامہ کی

تعریف کے لئے مجھے الفاظ نہین ملتے زیادہ کیا لکھون "

سنہ ۱۸۶۴ء
باگھیر قوم کے باغیون سے وزیر صاحب اور جمعدار محمد صالح ہندی وغیرہ کا مقابلہ

باگھیر قوم نے جو ایک سرکش لٹیری قوم تھی اور گائیکواڑی ملک جگت عرف دوارکا مین رہتی تھی گائیکواڑ کے برخلاف سنہ ۱۸۵۸ء مین بغاوت کی اور کُل جزیرہ نمائے کاٹھیاواڑ مین فساد عظیم برپا کر دیا۔ اُس کے انسداد کے لئے چند انگریز افسر انگریزی اور ریاستون کی فوج کے ساتھ متعین کئے گئے جودھا مانیک مولو مانیک اور دیوا مانیک وغیرہ اُن کے سرگروہ تھے۔ دو تین برس کے بعد جب ان مین کے چند لوگ گر کے جنگل مین جا گھسے تو وزیر صاحب نے آسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ لفٹنٹ ایل۔ رسل صاحب کے ساتھ رہکر بہادرانہ کارروائی کی۔ چند باگھیر زندہ گرفتار کئے گئے۔ اس بارے مین گورنمنٹ کی طرف سے نواب صاحب کو مبارکباد دی گئی اور وزیر صاحب کی بڑی تحسین ہوئی۔ اسی اثنا مین جمعدار محمد صالح ہندی نے جو نواب صاحب کی طرف سے بڑی سربندی کے ساتھ برٹش سرکار کی مدد کو بھیجے گئے تھے اور جمعدار جمال خان شکاری نے مشہور باغی لالہ جگیہ کے بھتیجے وغیرہ کو مقام روگھڑی سے زندہ پکڑ لیا۔ اس شجاعانہ کارروائی کی سرکار انگریزی کی طرف سے تحسین ہوئی۔ موضع ہڑمٹیہ کے نزدیک کرنل کیٹنج صاحب نے باگھیرون سے جب لڑائی کی اس وقت جمعدار محمد صالح ہندی نے بڑی جرأت کر کے دو تین مشہور باغیون کو قتل کیا اور دوسرون کو بھگا دیا۔ اسکے بعد سنہ ۱۸۶۷ء مین باغی بڑے جوش سے مقابلہ کو اُٹھے اور مانچڑوہ اور توبرکی پہاڑی پر سخت مقابلہ ہوا جمعدار محمد صالح ہندی نے بڑی دلیری کے ساتھ مقابلہ کیا اور باغیون کو وہان سے ہٹا دیا۔ باوجودیکہ گرمی شدت کی تھی یہ عرب بہادر روزہ رکھکر لڑتا رہا مگر بیچر بینالڈز سخت زخمی ہوئے۔ اور کپتان ہیبرٹ اور لیٹوچ دونون پولیٹکل ایجنٹ کے معاون مارے گئے۔ مولو مانیک و دیوا مانیک وغیرہ بہت سے باگھیر بھی مارے گئے۔ نواب صاحب نے ان دونون صاحبون کی میمون کا اُسکے صلہ مین معقول وظیفہ مقرر کر دیا اور ان دونون صاحبون کی یادگار مین دس ہزار روپئے کی رقم دیکر

اسکی

اُس کی اسکالرشپ قائم کی۔ چونکہ اس طرح بغاوت کو فرو کرنے میں ریاست جوناگڈھ کی طرف سے اوّل درجہ کی مدد سرکار برٹش کو دی گئی اس لئے سرکار نے نواب صاحب کا نہایت شکریہ ادا کیا۔

شاہزادہ محمد بہادر خان صاحب کا جشن ختنہ

ملکی رسم کے مطابق شاہزادہ محمد بہادر خان صاحب کی سُنّت شادی یعنے تقریب ختنہ کا جشن بڑی دھوم سے ہوا جس کی خوشی میں کئی جلسے ہوئے اور سب قسم کے لوگوں کو بڑے بڑے انعامات عطا کئے گئے۔ کل تین لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ شاہزادہ موصوف چونکہ وزیر صاحب کے حقیقی بھانجے ہوتے تھے اس لئے وزیر صاحب نے اپنی جیب خاص سے قریب پچیس ۲۵ ہزار روپیہ کے خرچ کیا۔

نواب صاحب کی سواری دھوراجی کی جانب

اسی سال میں نواب صاحب مع وزیر صاحب و دیگر ارکین ریاست بڑے تزک و احتشام کے ساتھ بمقام دھوراجی حضرت محکم الدینؒ کے مزار پر برائے فاتحہ خوانی تشریف لے گئے اور وہاں سے بمقام راجکوٹ/ماتیکوواڑہ جہاں پولٹیکل ایجنٹ کرنل کیٹنج صاحب مقیم تھے اُن سے ملنے کو گئے۔ بڑے تپاک سے ملاقات ہوئی۔ اس وقت تک یہ رواج تھا کہ حضور نواب صاحب کے روبرو ماتحت افسر خواہ کوئی ہو کرسی پر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ کرنل صاحب موصوف نے نواب صاحب سے ہنستے ہنستے کہا کہ جب آپ کے ماتحت افسر ہمارے روبرو کرسی پر بیٹھتے ہیں تو آپ کے روبرو بیٹھنے میں کیا مضائقہ ہے۔ یہ تو آپ ہی کی دی ہوئی عزت ہے۔ نواب صاحب نے اقبال کیا۔ اُس وقت سے یہ دستور جاری ہوا۔

محال نواگڈھ قائم ہوا

مشترک دیہات ریاست جوناگڈھ اور جیت پور کے درمیان کاٹھیوں کی بابت پہلے کپتان اٹکنسن اور بعد میں کپتان رسّل نے تحقیقات کر کے انفصال کیا۔ اُس وقت سے جو دیہات ریاست جوناگڈھ کو ملے اس کا نیا محال یعنی پرگنہ بنایا گیا اور اُسکا صدر مقام نیاگڈھ جو نواگڈھ کے نام سے مشہور ہے قائم ہوا۔ سنہ ۱۸۶۹ء میں اس کی پکی فصیل بنی اور اس میں آفس اور پولس لائن کے

مکانات تعمیر کئے گئے۔

زمینداروں کی سرکشی و اطاعت — بابریہ واڑ کے چند زمینداروں نے نوابی حکومت سے علیحدہ ہو کر اپنی حکومت جمانے کا دعوےٰ کیا۔ مگر آخر کار اُن کو نواب صاحب ہی کے زیر حکومت رہنا پڑا۔ کیونکہ درحقیقت وہ ریاست جوناگڈھ کے ماتحت تھے۔ بابریہ واڑ کا صدر مقام بھیرائی ہے جہان نواب صاحب کی طرف سے ایک تھانہ قائم ہے۔

محکمۂ پوسٹ قائم کیا گیا — سرکاری کامون مین سہولت اور رعایا کی آسانی کی غرض سے محکمۂ پوسٹ (ڈاک) قائم کیا گیا۔ جس کے ٹکٹ کی قیمت برٹش گورنمنٹ سے کم رکھی گئی ہے۔

لاڈلی بیگم صاحبہ کی وفات — اسی سال یعنی تاریخ ۱۰ اکتوبر ۱۸۶۴ء کو لاڈلی بیگم صاحبہ نے اس دار فانی سے دار البقا کی طرف انتقال کیا اور نواب صاحب حامد خان ثانی مرحوم کے مقبرہ کے متصل نوابان بابی کے قدیم قبرستان مین مدفون ہوئین۔ اس وقت شاہزادہ محمد بہادر خان کی عمر آٹھ سال کی تھی ۱۸۶۲ء کے قبل نواب صاحب کی والدہ ماجی صاحبہ کی زیر پرورش تھے اور اب سے وزیر صاحب کی اہلیہ آمنہ بی بی صاحبہ کی زیر نگرانی و تربیت رہنے لگے۔

ترقی تجارت — نواب صاحب نے اپنی توجہ تجارت کی طرف مبذول فرما کر تجارت کی ترقی کے لئے کل ملک مین جو ٹیکس لیا جاتا تھا اس کو معاف کر دیا۔ نواب صاحب کی بلند حوصلگی پر گورنمنٹ بمبئی نے اپنی کمال خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

کونسلر محمد صالح ہندی کو عطائے جاگیر — نواب صاحب محمد حامد خان مرحوم کے وقت مین محمد صالح ہندی پورے وفادار رہے اور نواب کے ساتھ تنخیلی کے مشہور تغیر مین اور سر بلندی کو نواب صاحب سے برگشتہ ہونے دیتے نہین جو وفاداری کی تھی وہ ظاہر تھی اسکے علاوہ باگیرون کے مقابلہ مین کمال بہادری ظاہر کر کے اپنے آقائے نامدار کی جو عمدہ خدمت کی تھی وہ آشکارا تھی۔ علاوہ گونڈل۔ موربی۔ جالیہ وغیرہ

پر نواب صاحب کی زورطلبی کے جو حقوق تھے اُن کے تازہ کرنے کے وجوہ کرنل کیٹنج صاحب کے روبرو بدلائل بیان کئے۔ غرض شجاعت شعار محمد صالح ہندی جیسے سپاہی تھے ویسے ہی لاجواب متصدی بھی ثابت ہوئے۔ لہذا نواب صاحب نے ان سب باتون کا خیال فرماکر از راہ قدردانی موضع ہانڈلہ نسلاً بعد نسلٍ جاگیر مین ۲۴ ڈسمبر ۱۸۶۴ء کو عطا کیا۔

۱۸۶۵ء

جوناگڈھ اور پوربندر کے مشترک دیہات کا انفصال۔

ریاست جوناگڈھ اور ریاست پوربندر کے درمیان چند مشترک موضع کا تنازع تھا۔ لہذا سرکار بمبئی کے حکم سے کرنل کیٹنج صاحب نے کپتان لائڈ صاحب کو اسکے انفصال کے لئے مقرر کیا۔ ۱۸۶۵ء کے جون سے اس مقدمہ کی تحقیق شروع ہوکر دوسرے سال کے جنوری کے مہینہ مین ختم ہوئی۔ ریاست جوناگڈھ کے حصہ مین اٹھارہ ۱۸ دیہات اور ریاست پوربندر کے حصہ مین صرف چار ۴ دیہات آئے۔

سرکار جوناگڈھ اور سرکار گائیکواڑ کے درمیان حدود کا جھگڑا

سرکار جوناگڈھ اور سرکار گائیکواڑ کے درمیان گرجنگل کی حدود اور چند دیہات کی بابت جھگڑا تھا اس کے تصفیہ کے لئے برٹش گورنمنٹ نے کپتان ریگبی صاحب کو متعین کیا اور بعد مین اُن کی جگہ کرنل لیسٹر صاحب کو مقرر کیا۔

۱۸۶۶ء

چند محکمون کا قائم ہونا

۱۸۶۶ء مین صیغہ جسٹری صیغۂ تعلیم و صیغۂ صفائی قائم کئے گئے یہ محکمجات گو پہلے ہی سے قائم تھے۔ مگر اب ان کا انتظام نئے طور سے کیا گیا۔ خاص صیغۂ تعلیم سے چونکہ نواب صاحب کو نہایت دلچسپی تھی۔ اس لئے مال و زر سے خوب امداد کرتے تھے

بندر بلاول کی درستی

چونکہ نواب صاحب کو ترقی تجارت کا نہایت خیال رہتا تھا۔ بندر بلاول کی درستی کے لئے سرکار برٹش کا انجنیر مسٹر بلینل اسکاٹ عارضی طور پر اس کام کی سر انجام دہی کے لئے مقرر کیا گیا۔ کنارے پر ۱۰۴۶ فٹ طویل اور ۱۱ فٹ بلند دیوار بنوائی گئی اور پچاس ۵۰ فٹ بلند

منارۂ روشنی قائم کیا گیا۔ کُل خرچ چار لاکھ روپیہ سے زیادہ ہوا۔

ریلوے کی تعمیر میں التوا

اسی سال بہ ہدایت کرنل کیٹنج صاحب ریاست جوناگڈھ میں ریل کا اجرا قرار پایا اور جوناگڈھ سے بلاول تک مسٹر فورڈ نے اور دھوراجی تک مسٹر اسکاٹ نے پیمائش بھی کی مگر اس وقت یہ کام ملتوی رہا۔

نواب صاحب کی سواری راجکوٹ کی جانب

بمقام راجکوٹ کرنل کیٹنج صاحب نے تاریخ ۲۱ رنومبر ۱۸۶۶ء کو زراعت کے اوزار وغیرہ کی نمائش کی تھی اس کی دعوت پر نواب صاحب مع خدم وحشم وہاں تاریخ ۲۰ رکو رونق افروز ہوئے۔ کیونکہ ایسے کاموں کا انہیں فطری شوق تھا۔ راجکوٹ میں نواب صاحب کا استقبال بڑا شاندار ہوا تھا۔ گورنمنٹ کی طرف سے نواب صاحب کو توپوں کی سلامی ہوئی۔

۲۱ رنومبر کو درباری رسم کے مطابق پولیٹکل ایجنٹ صاحب نواب صاحب کی ملاقات کو تشریف لائے تھے۔ دوسرے روز نواب صاحب بازدید کے واسطے پولیٹکل ایجنٹ صاحب کے پاس تشریف لے گئے تھے۔

نواب صاحب کی شادی

سنہ مذکور میں سردار بخت بنت شہامت خان بابی جاگیردار رانپور سے نواب صاحب کی شادی کتخدائی ہوئی۔

وزیر صاحب وغیرہ کے خلاف سازش

چونکہ باجی صاحبہ اور چاہت بو بنتھلی کے تغیر وتبدل سے بہت ناخوش تھیں اسلئے اُن کے طرفداروں نے وزیر صاحب اور اُن کے مددگاروں کے خلاف کئی سازشیں کیں لیکن وہ ناکام اور نامراد رہے۔ آخر کار باجی صاحبہ کے بھانجے عبداللہ خان بابی اور اُس کے مددگار گوبندجی خانگی کاروباری۔ موڈ سندھی۔ عبداللہ حاما۔ علی جولاہا وغیرہم نے وزیر صاحب اور اُن کے خاص مددگاروں کی ہلاکت کی تجویز ٹھہرائی۔ مگر یہ بات ظاہر ہوگئی۔ بعد تحقیقات عبداللہ خان بابی۔ موڈ سندھی اور علی جولاہا کو ذیل

دس۱۰ برس کی اور ان کے علاوہ عبداللہ جمال خان اور حسن مسقتی کو سات۷ سات۷ حسن اور عالم کو تین۳ تین۳ برس کی قید ہوئی۔ پانچ شخصون کو جرمانہ ہوا۔ اور بقیہ مجرمون کو چلنی کی ضمانت پر رہائی دیگئی۔ آخر وزیر صاحب کی رحم دلی نے ان سزاؤن مین تخفیف کردی۔

سنہ ۱۸۶۷ء
لائبریری مطبع اور دستور العمل قائم ہوئے

سنہ ۱۸۶۷ء مین ایک کتب خانہ یعنی لائبریری عوام کے فائدہ کی غرض سے قائم کی گئی جس کو ولی عہد شاہزادہ محمد بہادر خان صاحب کے نام سے منسوب کیا یعنی بہادر خانجی لائبریری نام رکھا۔ نیز ایک مطبع قائم کیا گیا۔ ایک ماہوار رسالہ بھی شروع کیا گیا تاکہ اس مین سرکاری احکام اور محکمجات کے متعلق خبرین وغیرہ شائع ہون۔ اس رسالہ کا نام دستور العمل رکھا گیا جو ابتک جاری ہے۔

شاہزادہ محمد عادل خان کی ولادت

چھوٹی بی بی صاحبہ کے بطن سے نواب صاحب کے تیسرے فرزند محمد عادل خان پیدا ہوئے۔ بڑی خوشی ظاہر کیگئی۔ یہ شاہزادے عمدہ تربیت پاکر راجکوٹ کی راجکمار کالج مین بھیجے گئے۔ وہان کا نصاب تعلیم تمام کرکے انہون نے ہندوستان کا سفر کیا۔

گورنر صاحب بمبئی سے ملاقات

سر بارٹل فری ار صاحب گورنر بمبئی کراچی سے بمبئی جاتے تھے۔ اثنائے راہ مین نواب صاحب کی درخواست پر بلاول بندر مین صرف ایک دن کے لئے قیام کیا تھا۔ نواب صاحب و ولی عہد محمد بہادر خان صاحب۔ وزیر صاحب۔ دیوان صاحب اور حضور کونسلر محمد صالح ہندی وغیرہ کے ساتھ جوناگڈھ سے بلاول تشریف لے گئے اور گورنر صاحب سے ملاقات کی اور گورنر صاحب نے بازدید کی ملاقات نواب صاحب سے کی۔ طرفین سے ہدایا اور خلعت دیئے گئے۔ صاحب بہادر کی جو مدارات ہوئی اُس سے وہ نہایت محظوظ ہوئے۔ اور کہا کہ بمبئی مین مجھے ضروری کام ہوتا تو آپ کے مشہور شہر جوناگڈھ کو بشوق دیکھتا۔ پھر نواب صاحب اور ریاست کے انتظام کی تعریف کرکے بمبئی کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور نواب صاحب کی سواری جوناگڈھ واپس آئی۔

جوناگڈھ سے بلاول تک سڑک کی تعمیر

نواب صاحب نے بلاول سے تشریف لاکر جوناگڈھ سے بلاول تک پختہ سڑک بنانے کا حکم صادر فرمایا چنانچہ حسب الحکم بصرف زرِکثیر پکّی سڑک بنائی گئی۔

گورنمنٹ کیطرف سے نواب صاحب کے انتظامِ ریاست کی تعریف

نواب صاحب کو اختیارات ملے اُس وقت سے ابتک انتظام ریاست نہایت قابلِ تعریف ہوتا رہا جس کا ثبوت یہ ہے کہ سرکار بمبئی نے اپنا پورا اطمینان ظاہر کیا چنانچہ کاٹھیاواڑ ایجنسی کے پولٹیکل افسر کپتان ٹکنسن صاحب نے نواب صاحب کو لکھا کہ مجھے اس بات سے نہایت خوشی ہوتی ہے کہ آپ کو وزیر شیخ محمد بہاؤالدین جیسے نیک اور دانشمند وزیر ملگئے گویا یہ ایک گوہر بے بہا ہے جو آپ کے ہاتھ آگیا۔ وہ آپ کی ریاست کو ہمیشہ روشن کرتے رہیں گے۔ اسی طرح کرنل کیٹنج صاحب نے نواب صاحب کی بہت تعریف کرنے کے بعد لکھا کہ شیخ محمد بہاؤالدین۔ گوکل جی جھالا۔ محمد صالح ہندی اور برسنگھ پرشاد یہ چارون آپ کی ریاست کے ستون ہین جب تک ان مین اتفاق ہے آپ کی ریاست کا بول بالا ہے

نواب صاحب کی طرف سے سرکار برٹش کو امداد۔

سرکار برٹش کی افریقہ کی مہمات مین نواب صاحب کی طرف سے تیس لاکھ پونڈ گھانس کی امداد دی گئی۔ اس وقت پولٹیکل ایجنٹ کرنل اینڈرسن صاحب نے سرکار بمبئی کو لکھا کہ نواب صاحب اور بھی بہت سی مدد دینے پر آمادہ اور خوش ہین۔ جب وہان سرکار برٹش کو فتح ہوئی تو نواب صاحب نے گورنر بمبئی کو مبارک باد دی۔ گورنر سر سیمور فیٹز جرلڈ صاحب نے نواب صاحب کی امداد کا شکریہ ادا کیا۔ اور قیصرۂ ہند ملکہ وکٹوریہ صاحبہ کی خدمت مین نواب صاحب کے خط کی ایک نقل روانہ کرنے کی خوشنودی ظاہر کی۔

وکالت کا امتحان

چونکہ نواب صاحب کو یہ دلی شوق تھا کہ ریاست جوناگڈھ ہر معاملہ مین کاٹھیاواڑ کی اور ریاستون سے برتر رہے۔ اور سرکار عالیہ کا پسندیدہ انتظام جلد جاری ہو انصاف کے ضروری

درجون کی عدالتین قائم ہوچکین۔ اس کے بعد سال مذکورہ مین وکالت کا امتحان قرار پایا اور وکیلون مین جو قابل معلوم ہوا اور سات برس کا تجربہ کار ہو اس کو منصف کی جگہہ دینے کا حکم نافذ فرمایا۔

سومناتھ کے جاتریون پر جو سختی ہوتی تھی اُس کا تدارک۔ سومناتھ پٹن مین بمبئی وغیرہ کے بھاٹیہ قوم کے جاتریون (زائرون) پر سومناتھ پٹن کے برہمن طرح طرح کا تشدد کیا کرتے تھے۔ جب اس کی شکایت حضور نواب صاحب تک پہنچی تو تحقیق کے بعد اس کا انسداد کردیا گیا۔

افیون نوشی کی عادت ترک کرانا حکیم قاسم علی بنگالی نے جوناگڈھ آکر بحکم حضور ایک ایسی دوا تیار کی جس کے کھانے سے افیون کھانے والون کی عادت ترک ہوگئی۔ چنانچہ بہت سے آدمیون کو اس کالی بلا سے نجات ملی۔

سنہ ۱۸۶۸ء پیمائش زمین بحکم حضور نواب صاحب ریاست کی تمام زمین پیمائش کرائی گئی۔

کرنل اینڈرسن صاحب کا جوناگڈھ آنا وزیر صاحب اور محمد صالح ہندی کو جاگیر وغیرہ عنایت ہوئے۔ پولیٹکل ایجنٹ صاحب کرنل اینڈرسن ماہ مارچ مین جوناگڈھ تشریف لائے۔ نواب صاحب اور صاحب موصوف مین باہم بڑے تپاک سے ملاقاتین ہوئین اور ریاست کا عمدہ انتظام دیکھکر صاحب موصوف نے نواب صاحب کو مبارکباد دی۔ اور جوناگڈھ سے بلاول تک سڑک کی تعمیر اور بلاول مین یوروپین صاحبون کے آرام کے لئے ایک عالیشان مسافری بنگلہ بنوایا گیا تھا اس کے بارہ مین نواب صاحب کی بڑی تعریف کی۔

وزیر صاحب اور کونسلر محمد صالح ہندی نے جو جو سرکاری خدمتین انجام دی تھین ان کی تحریری رپورٹین حضور نواب صاحب مین پیش ہوئین تھین۔ اس لئے اس اثنا مین پولیٹکل ایجنٹ کرنل اینڈرسن صاحب کی آمد کے موقع پر راج محل مین ۱۸ / مارچ سنہ ۱۸۶۸ء کو ایک دربار منعقد کیا گیا اس مین پولیٹکل ایجنٹ صاحب نے نواب صاحب کو مخاطب کرکے کہا کہ وزیر شیخ محمد بہاؤالدین نے ریاست کی اور برٹش سرکار کی نمایان خدمتین انجام دی ہین اور ہمیشہ ریاست کی بہبودی دل سے

چاہتے رہتے ہین اور اپنی وفاداری کا پورا ثبوت دیا ہے۔ اسی طرح آپ کے کونسلر محمدؐ صالح ہندی نے بھی دونون سرکارون کی بڑی خدمتین کی ہین۔ اس کے بعد انتظام ریاست پر اپنا اطمینان ظاہر کیا۔ چونکہ نواب صاحب عنقریب ان دونون کی قدر افزائی کرنے ہی والے تھے۔ اس لئے کرنل صاحب موصوف کے ہاتھ سے موضع بھیال کا رقعہ مع پوشاک خلعتِ فاخرہ وزیر صاحب کو اور موضع وانڈرووڈ کا رقعہ مع خلعتِ گران بہا محمدؐ صالح ہندی کو دلایا۔

منگرول کے شیخ کے نام دیوان ریاست کی تحریر

منگرول کے شیخ صاحب ماتحتی سے انحراف کرنے لگے تھے۔ اس لئے دیوان ریاست نے کرنل واکر صاحب کے وقت سے ایجنسی کی طرف سے مختلف اوقات مین شیخ منگرول کو جوناگڈھ کے ماتحت رہنے کی تاکید کی تھی ان سب باتونکا اظہار کر کے لکھدیا کہ اگر اب بے اعتدالی دیکھی جائیگی تو سخت تدبیر عمل مین لائی جائیگی۔

دستخطی تحریرونکا حکم

ابتک ریاست جوناگڈھ کے ماتحت تعلقدار اور بڑے جاگیردار نواب صاحب کے حضور مین یا دیوان ریاست کے نام بغیر دستخط تحریرین ارسال کیا کرتے تھے جو اس ملک کا رواج تھا۔ مگر اب سے یہ رواج موقوف کیا گیا اور حکم صادر ہوا کہ بغیر دستخط تحریر ارسال نکرین اگر دستخط کرنا نہ جانتے ہون تو اپنے کسی معتمد کے ساتھ تحریر بھیجین۔

برجس صاحب کا آنا

بمبئی کے سر جمشید جی۔ جی جی بھائی ٹیکنکل اسکول کے پرنسپل برجس صاحب تاریخی تحقیقات کے لئے جوناگڈھ آنے والے تھے اور اس کام کے لئے اُن کو کچھ مدت محالات مین بھی دورہ کرنا تھا اس اثناء مین ایسے کام کے لئے نواب صاحب نے صاحب موصوف کی سہولت کے کُل اسباب مہیا کردینے کا حکم صادر فرمایا تھا۔ مگر صاحب موصوف ۱۸۶۹ء مین تاریخی تحقیقات کیلئے آئے۔

منشی خیرات علیخان بنگش فرخ آبادی کی اتالیقی۔

اس وقت شاہزادہ محمدؐ بہادر خان کی عمر بارہؔ سال کی تھی۔ اُن کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم دینے کا نواب صاحب کو بڑا خیال تھا۔ کرنل کیٹنج صاحب سے نواب صاحب نے

کہ رکھا تھا کہ آپ اس کام کے لائق کوئی شخص پائین تو ضرور ہماری طرف بھیجدین۔ صاحب موصوف جب راجپوتانہ گئے تو ریاست جودھپور کے وکیل منشی خیرات علیخان بنگش کو اس کام کا اہل پایا جو فرخ آباد کے نوابی خاندان سے تھے اور ریاست جودھپور کیطرف سے احمد نگر کی بابت ریاست ایڈر اور ریاست جودھپور کے درمیان جو مقدمہ چلرہا تھا اس کی کارروائی کے لئے سات برس تک خاص لندن مین رہ چکے تھے۔ اعلیٰ درجہ کی انگریزی زبان جانتے تھے۔ اس کے علاوہ فارسی و عربی کی بھی عمدہ استعداد رکھتے تھے۔ ان کے لئے صاحب موصوف نے نواب صاحب کو لکھا۔ نواب صاحب نے ماہوار تنخواہ مبلغ پانچسو روپیہ کے علاوہ خوراکی وغیرہ کی رقم جو تین سو روپیہ سے کچھ زائد ہوتی تھی منظور فرماکر انہین فورًا بلوالیا۔ اس وقت یہ تنخواہ دیوانِ ریاست کو بھی نہین ملتی تھی۔ غرض منشی صاحب موصوف جب جوناگڈھ پہنچے نواب صاحب کے حکم سے اراکین ریاست نے استقبال کیا اور دوسرے روز خود نواب صاحب ملنے کے لئے تشریف لائے۔ نواب صاحب کی یہ قدردانی تھی کہ فرزند کی تعلیم کی خوشی مین فرزند کے استاد کو خود اپنا استاد کہتے تھے۔ نواب صاحب کے حکم سے تاریخ ۲۲ جولائی ۱۸۹۶ء کو شام کے چار بجے ایک بڑی مجلس منعقد ہوئی جس مین بنفس نفیس شاہزادہ ولیعہد بہادر۔ وزیر صاحب۔ دیوان صاحب۔ کونسلر محمد صالح ہندی۔ سادات کرام علمأ امرا متصدیان وملازمان ریاست وغیرہ ہزارون آدمی جمع تھے۔ منشی صاحب موصوف نے فضائل علم پر بڑی فصاحت و بلاغت سے اُردو زبان مین ایک عمدہ تقریر کی۔ سامعین پر بڑا اثر ہوا ایسی عمدہ تقریر سُننے کا اہل جوناگڈھ کو یہ پہلا ہی موقع ملا تھا۔

شاہزادہ ولیعہد کی تعلیم　جس طرح خلیفۂ ہارون رشید اپنے فرزند امین اور مامون کی تعلیم کا خیال رکھتے تھے یعنی خود اپنے فرزند کو لیکر استاد کے گھر جاتے تھے اسی طرح نواب صاحب کو بھی فرزند کی تعلیم کا خیال تھا۔ خود شاہزادہ کو ساتھ لیکر منشی صاحب کی قیام گاہ پر جو ایک شاندار عالیشان سرکاری

حویلی[۱۵] میں تشریف لائے۔ منشی صاحب موصوف چونکہ قد آور تنومند اور رعب دار شخص تھے۔ شاہزادہ دیکھکر پہلے تو گھبرائے مگر منشی صاحب نے یہ مشاہدہ کرکے فوراً اپنے پاس لے لیا۔ اور پہلے پہل کھیل کود کی باتین کرکے ایسا اپنی طرف مائل کرلیا کہ پھر تو رات دن اُسی مکان مین سکونت اختیار کی۔ ان کے ساتھ شاہزادہ محمد رسول خان اور دوسرے امیرزادون کو بھی منشی صاحب پڑھاتے رہے۔

شاہزادہ ولیعہد صاحب کی شرکت نمائش

اسی سال کے آخر ماہ مین شہر بھڑوچ مین نمائش ہوئی۔ برٹش حکومت مین گجرات مین نمائش کا یہ پہلا ہی موقع تھا۔ افتتاح نمائش گورنر صاحب بمبئی کے ہاتھ سے ہوئی۔ کھنڈے راؤ گائیکواڑ اور گجرات کے چھوٹے بڑے کئی رئیس اور معززین کثرت سے اس نمائش مین شریک تھے۔ چونکہ ریاست جوناگڈھ کو بھی مدعو کیا گیا تھا نواب صاحب نے اپنے شاہزادہ ولیعہد محمد بہادر خان صاحب کو شرکت نمائش کے لئے بڑی شان و شوکت کے ساتھ بھیجا۔ دیوان ریاست گوکلجی جھالا حضور کونسلر و مصاحب محمد صالح ہندی اور اتالیق منشی خیرات علی خان وغیرہ شاہزادہ صاحب کی ہمراہی مین گئے۔ بھڑوچ مین سرکار برٹش کی طرف سے ولیعہد صاحب کو ۹ توپ کی سلامی کا اعزاز ملا اور دربار مین بھی حسب درجہ کرسی ملی۔ شہر کے مسلمان معززین نے جنمین اول درجہ قاضی سید نورالدین صاحب کا تھا جو اپنے زمانہ کے نامور عالم تھے شاہزادہ موصوف کو اُن کی شان کے مطابق دعوت دیکر بڑی خاطر و مدارات کی۔ سفر مین آتے جاتے دونون وقت رؤساء تعلقدارون۔ اور عمائدین کی طرف سے شاہزادہ موصوف کا بڑی عزت کے ساتھ استقبال ہوا تھا۔

سنہ ۱۸۶۹ء
ریاست موربی کا زورطلبی ادا کرنا

موربی کے ٹھاکر صاحب نے کئی سال سے نواب صاحب کی زورطلبی ادا نہین کی تھی۔ آخر بمبئی سرکار مین دعوے دائر ہوا۔ ٹھاکر صاحب بذات خود بمبئی گئے۔ اس وقت کے جدید کونسلر مسٹر ٹکر نے جو ہائی کورٹ سے بدلکر آئے تھے زیادہ مدت گذر جانے کے

[۱۵] (حویلی دیوان محمد صالح ہندی کے مکان کے سامنے تھی۔ اسکو ایڈمنسٹریٹر کے عہد مین منہدم کرکے ڈاکٹرون کے رہائشی مکانات بنائے گئے۔)

باعث ٹھاکر صاحب کی طرف فیصلہ کیا۔ لیکن اس کے بعد جب ریاست جوناگڈھ کی طرف سے دیوان صاحب گورنر بمبئی سیمور فٹیز جرلڈ صاحب کے پاس بمقام شہر پونا گئے اور مقدمہ کی کل کیفیت ظاہر کی تو آخر کار بحکم گورنمنٹ سے ریاست جوناگڈھ کے حق مین فیصلہ صادر ہوا اور ریاست موربی کو کل روپیہ ادا کرنا پڑا۔

کثرتِ باران

اس سال بارش کی وجہ سے اور ٹڈیون کی کثرت کے باعث کسی قدر زراعت کو نقصان پہونچا۔

نواب صاحب کی سواری راجکوٹ کی جانب

چونکہ اس سال کے ماہ نومبر کی ۱۵ تاریخ کو راجکوٹ مین گھوڑون کی شرطین تعین جس مین شرکت کی دعوت کرنل اینڈرسن صاحب کی طرف سے نواب صاحب کو ملی تھی اور خاص نواب صاحب کو بھی اس کا دلی شوق تھا لہٰذا نواب صاحب مع وزیر صاحب ودیگر اراکین ریاست راجکوٹ تشریف لے گئے۔ صاحب موصوف سے ملاقات ہوئی اور طرفین سے خوشی کا اظہار ہوا۔

سنہ ۱۸۷۰ء

نواب صاحب کا شاہزادہ ڈیوک آف اڈنبرا کی آمد کے دربار مین شریک ہونا۔

قیصرۂ ہند ملکہ وکٹوریہ صاحبہ کے دوسرے شاہزادے ڈیوک آف اڈنبرا سنہ ۱۸۷۰ء کے ماہ مارچ مین بمبئی تشریف لائے تھے شاہی خاندان کے رکن کا ہند مین آنے کا یہ پہلا ہی موقع تھا۔ لہٰذا گورنر بمبئی سر سیمور فٹیز جرلڈ صاحب نے اس تقریب کی خوشی مین دربار منعقد کرکے نوابون اور راجاؤن کو مدعو کیا تھا چنانچہ حضور نواب صاحب۔ ولیعہد بہادر۔ وزیر صاحب۔ دیوان ریاست اتالیق منشی خیرات علیخان بنگش کونسلر محمد صالح ہندی۔ نرسنگھ پرشاد۔ نذر محمد عرف ننھا میان۔ جمعدار مبارک بن سالم۔ سیدی ریحان۔ جمعدار جمال خان۔ شیخ محمد جمال الدین برادر حقیقی وزیر صاحب۔ حکیم صالح محمد وغیرہ ایک سو پچاس ۱۵۰ اراکین امراء اور ملازم کو ہمراہ لیکر بڑے تزک و احتشام سے دوسری مارچ کو صبح کے پانچ بجے جوناگڈھ سے

بندر بلاآول کی طرف عمدہ بگھیون مین روانہ ہوئے۔ نواب صاحب نے راستہ مین موضع اگتراآئی مین چند گھنٹے قیام فرمایا اور اسی دن چار بجے بندر بلاآول پہونچ گئے۔ بلاآول کے آفیسر اور اکابر نے بڑے تپاک سے حضور کا استقبال کیا۔ سلامی مین توپین سر ہوئین اور سرکاری محل مین جو لب ساحل واقع ہے حضور نے قیام فرمایا۔ ۴ر مارچ کو نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد بوشائر نامی عمدہ جہاز مین سوار ہو کر بمبئی کی جانب نہضت فرمائی۔ بیس گھنٹے دریائی سفر مین بخیر و عافیت طے ہوئے یہ جہاز خاص حضور کے واسطے چارٹر کیا گیا تھا۔ ۵ر مارچ کو دس بجے دن کو ساحل بمبئی پر پہونچے۔ جہاز کے کپتان وغیرہ کو جہاز جلد پہونچانے کی حسن سعی کے صلہ مین حضور نے ایک ہزار روپیہ اور پوشاکین انعام مین مرحمت فرمائین۔ گورنر صاحب کے پولٹیکل سکریٹری اور ایڈی کونگ۔ ایک افسر اعلیٰ فوج۔ اور ایک افسر گودی حضور نواب صاحب کے استقبال کے لئے ایک لونچ مین سوار ہو کر حضور کے جہاز پر تشریف لائے۔ آغا علی شاہ صاحب اور دیگر حضرات ایک دوسری لونچ مین سوار ہو کر استقبال کو تشریف لائے۔ حضور نواب صاحب اور ان کے سردارون کو بڑے تزک و احتشام سے اُتارا۔ جس وقت ساحل بمبئی پر قدم رکھا۔ اُس وقت توپون کی سلامی ہوئی۔ پلٹن جو حاضر تھی اُس نے سلامی دی اور باجہ کی بھی سلامی ہوئی۔ میمن خوجہ اور دوسری مختلف اقوام کے ہزارون آدمی حضور کے استقبال کو بندر پر حاضر ہوئے تھے۔ گاڑی مین سوار ہو کر حضور اپنے قیام پر تشریف لائے۔ فرامجی ہال نامی بنگلہ پہلے سے تین ہزار روپیہ ماہانہ کرایہ سے لیا گیا تھا حضور کو اپنے بنگلہ مین پہونچا کر افسران سرکاری نے رخصت لی۔ اُس روز حاجی اسمٰعیل حاجی حبیب وغیرہ چند اکابر بمبئی حضور کی ملاقات کو آئے اور اُسی روز پیرزادہ سید ننھا میان صاحب (متوطن احمد آباد) مع اپنے صاحبزادہ سید عبدالقادر کے احمد آباد سے بمبئی آئے اور شریک ہمراہیان حضور ہوئے۔

۱۰ر مارچ کو چار بجے گورنر صاحب کی ملاقات کے لئے پریل کے گورنمنٹ ہاؤس پر نواب صاحب

تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ کرنل انڈرسن صاحب پولٹیکل ایجنٹ کاٹھیاواڑ۔ وزیر صاحب۔ دیوان صاحب۔ محمد صالح ہندی۔ پیرزادہ ننھامیان صاحب (احمد آبادی) ننھامیاں اور نرسنگھ پرشاد تھے۔ جب سواری بنگلہ کے اندر داخل ہوئی تو توپوں کی سلامی ہوئی۔ پلٹن اور باجے نے بھی سلامی دی۔ بنگلہ کے دروازہ تک گورنر صاحب کے سکریٹری اور ایک مصاحب نواب صاحب کے استقبال کو آئے۔ ایوان گورنری کے دروازہ تک گورنر صاحب نے استقبال کر کے مصافحہ کیا اور ایک نفیس کوچ پر داہنی جانب بٹھلایا بعدہٗ پولٹیکل ایجنٹ صاحب وزیر صاحب وغیرہ سے مصافحہ کر کے بائیں جانب خود گورنر صاحب نے نشست فرمائی اور بائیں طرف گورنر صاحب کے سکریٹری اور پانچ صاحب (صاحبان کونسل اور مصاحبین) کی نشست ہوئی اور چند مصاحبین کوچ کے پیچھے استادہ رہے۔ نواب صاحب کی داہنی جانب پولٹیکل ایجنٹ صاحب اور اُن کے بعد وزیر صاحب اور دوسرے امرا کی نشست ہوئی۔ بعد مزاج پُرسی ذکر سفر دریا و موسم وغیرہ کی باتیں ہوتی رہیں۔ اُس کے بعد گورنر صاحب نے بڑی محبت سے نواب صاحب کے گلے میں پھولوں کا ہار پہنا کر عطر لگایا۔ بعدہٗ نواب صاحب نے گورنر صاحب کو ہار پہنا کر عطر لگایا۔ پھر سکریٹری صاحب نے پولٹیکل ایجنٹ صاحب۔ وزیر صاحب اور جملہ سرداران ہمراہی نواب صاحب کے ہار پہنا کر عطر لگایا۔ اس کے بعد گورنر صاحب نے ایوان گورنری کے دروازہ تک مشایعت فرما کر نواب صاحب اور ان کے سب امیروں کو مصافحہ کر کے رخصت کیا۔ سکریٹری اور ایک مصاحب پائین زینہ تک جہاں گاڑی کھڑی تھی پہونچانے آئے۔ چہار اسپہ سرکاری گاڑی میں سوار ہونے کے وقت توپوں کی سلامی ہوئی۔ پلٹن نے سلامی دی اور بینڈ بجایا گیا۔ نواب صاحب اپنے بنگلہ پر واپس تشریف لائے۔

۱۱ مارچ کو شاہزادہ العزیز ڈیوک آف اڈنبرا صاحب کی شام کو ۵ بجے بمبئی میں تشریف آوری ہوئی شاہزادہ صاحب کا استقبال پوری بندر اسٹیشن پر بڑی شان سے ہوا تھا۔ نواب صاحب بھی استقبال

کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ اُسی روز رات کے ۹ بجے دربار عام شاہی ہوا۔ اُس وقت بمبئی مین پچیس ۲۵ رؤسا تشریف لائے تھے جن مین سے چار رؤسا اعظم کو جو شریک دربار ہونے والے تھے دربار کے کمرۂ خاص مین موجودگی کا فخر حاصل تھا۔ جب شاہزادہ صاحب جلوہ فرما ہوئے تب گورنر صاحب اپنے مصاحبین اور افسران اعلیٰ و ارباب کونسل اور چند خاص اعلیٰ اکابر باشندون مین سے موجود تھے دربار مین فقط چار رؤسا شریک تھے۔ مہاراجہ صاحب بڑودہ۔ نواب صاحب جوناگڈھ۔ مہاراؤ صاحب کچھ اور مہاراجہ صاحب کولاپور انہین چارون رئیسون سے اس وقت شاہزادہ صاحب نے مصافحہ کیا اور باقی جملہ امراء جو وہان تشریف لے گئے تھے فقط رسم سلام بطرز امیرانہ بجا لاتے تھے اور شاہزادہ صاحب بنظر الطاف توجہ مبذول فرماتے تھے۔ ۱۱ بجے دربار برخاست ہوگیا۔

۱۲ مارچ کو ۱۲ بجے دوپہر کو ایک خاص دربار ہوا۔ نواب صاحب بھی اپنے امیرون کے ساتھ تشریف لے گئے تھے۔

۱۳ مارچ کو روز عید اضحیٰ تھا۔ نواب صاحب نے عید کی نماز شہر کی جامع مسجد مین ادا کی۔ بعد نماز خطیب صاحب کو نواب صاحب کی طرف سے خلعت فاخرہ مرحمت ہوا اور کئی غریبون کو مدد دیگئی۔

۱۴ مارچ کو چونکہ تعین دربار خاص واسطے نواب صاحب جوناگڈھ اور دیگر رؤسا کے لئے ہوا تھا۔ اول نواب صاحب مع امرا و باشوکت و شان ریاست شاہزادہ صاحب کے بنگلہ (گورمنٹ ہاؤس) پر دوپہر کو پونے بجے تشریف لے گئے جب نواب صاحب کی چہار اسپہ گاڑی بنگلہ کے احاطہ مین داخل ہوئی پلٹن پیادگان اور سواران صف بستہ دو رویہ نے سلامی دی۔ باجے اور توپون کی بھی سلامی ہوئی۔ جب گاڑی سے نواب صاحب اُترے زینہ تک سکریٹری صاحب اور مصاحب خاص نے استقبال کیا۔ نواب صاحب مع کرنل انڈرسن صاحب وزیر صاحب دیوان صاحب وغیرہم کے دربار ہال مین داخل ہوئے شاہزادہ صاحب نے بکمال اعزاز و مراحم خسروانہ تعظیم کرکے مصافحہ کیا اور ایک کوچ پر جو بکمال زیب و زینت آراستہ تھا۔

نواب صاحب کو جانب راست بٹھلایا اور خود جانب چپ متمکن ہوئے۔ مزاج پرسی وغیرہ مکالمت معمولی کے بعد شاہزادہ صاحب نے نواب صاحب کو ایک تصویر اپنی اور ایک اپنے والد مرحوم پرنس البرٹ صاحب کی تحفۃً بطریق یادگار عطا فرمائی اور نواب صاحب سے اُن کی اور ولی عہد صاحب کی تصویر کا وعدہ لیا۔ اس کے بعد شاہزادہ صاحب نے نواب صاحب کو پھولون کا ہار پہنا کر عطر لگایا اور نواب صاحب نے شاہزادہ صاحب کو ہار پہنا کر عطر لگایا۔ پھر بڑے تپاک سے سکرٹری صاحب نے پولٹیکل ایجنٹ صاحب اور وزیر صاحب وغیرہ ہمراہیان نواب صاحب کو ہار پہنا کر عطر لگایا۔ اس کے بعد بکمال مراحم خسروانہ مصافحہ کرکے نواب صاحب کو رخصت کیا۔ اور سکرٹری صاحب اور مصاحبین خاص نواب صاحب کو گاڑی تک پہنچانے آئے۔ جب نواب صاحب گاڑی میں سوار ہوئے تو توپون کی سلامی ہوئی اور پلٹن اور باجے نے بھی سلامی دی۔

۱۶ مارچ کو شب مین گورنمنٹ ہاؤس مین دربار ہوا تھا اس مین بھی نواب صاحب شریک ہوئے تھے۔

۱۸ مارچ کو شام کے ۵ بجے کا وقت شاہزادہ صاحب کی ملاقات بازدید کے لئے مقرر ہوا تھا۔ لہٰذا نواب صاحب کا مکان (فرامجی ہال) بڑے تکلف سے آراستہ کیا گیا تھا جب وقت مقررہ پر شاہزادہ صاحب کی سواری مع چند مصاحب خاص بنگلہ مین داخل ہوئی پلٹن سپاہیان اور سواران خاص جو دو رویہ صف بستہ حاضر تھے انہون نے سلامی دی۔ باجے اور توپون کی بھی سلامی ہوئی جب سواری قریب آئی وزیر صاحب اور دیوان صاحب نے استقبال کیا۔ نواب صاحب اور کرنل انڈرسن صاحب۔ دروازۂ ہال یعنی مکان دربار تک استقبال کیلئے تشریف لائے شاہزادہ صاحب سے مصافحہ کرکے اپنے عزیز مہمان کو کوچ پر بٹھایا۔ شاہزادہ صاحب نے نواب صاحب کو اپنے پاس بٹھایا۔ نواب صاحب کے قریب کرنل انڈرسن صاحب کرسی پر بیٹھے۔ بعد مزاج پرسی بہت باتین ہوتی رہین۔ بعدہٗ نواب صاحب نے ایک البم یعنی مرقع تصاویر جس مین نقشہائے کوہ گرنار اور مکانات قدیم کوہ شترنجہ (پالیتانہ) اور عمارات مختلف کاٹھیاواڑ تھے

اور ایک البم جس مین نواب صاحب و ولیعہد صاحب کی تصاویر تھین اور جوناگڈھ کے قدیم وجدید مکانات کے نقشے تھے نواب صاحب نے شاہزادہ صاحب کو بطریق ہدیہ یادگار پیش کئے۔ شاہزادہ صاحب نے دونون البم یکسان خوشنودی قبول فرمائے۔ بعدہٗ نواب صاحب نے شاہزادہ صاحب کو ہار پہنا کر عطر لگایا اور شاہزادہ صاحب نے نواب صاحب کو ہار پہنا کر عطر لگایا۔ شاہزادہ صاحب کے مصاحبین کو وزیر صاحب نے ہار پہنا کر عطر لگایا۔ اس طرح یہ ملاقات ختم ہوئی۔ نواب صاحب نے ہال کے دروازہ تک مشایعت فرمائی اور وزیر صاحب اور دوسرے امرا گاڑی تک پہونچانے گئے۔ پھر گارڈ آف آنر نے سلامی دی باجے نے بھی سلامی دی اور توپون کے فیر کئے گئے۔

دوسرے روز نواب صاحب کی طرف سے ایک قبضۂ شمشیر اور ایک کٹار شاہزادہ صاحب کے حضور مین ارسال کئے گئے۔ شاہزادہ صاحب نے عمدہ تصاویر کا البم۔ آئینہ کھلی جس مین نہایت نادر بیل بوٹے منقش تھے اور اس مین ایک عمدہ بیش قیمت گھڑی رکھی گئی تھی وغیرہ تحفہ نواب صاحب کو ارسال فرمائے۔

۱۹ مارچ کی صبح ۹ بجے شاہزادہ صاحب بمبئی کے بندر سے روانہ ہو گئے۔ اس وقت نواب صاحب بھی وہان تشریف لے گئے تھے۔

۲۳ مارچ کو گورنر صاحب بمبئی نواب صاحب کے بنگلہ پر تشریف لائے حسب معمول پلٹن اور باجے نے سلامی دی۔ توپون کی بھی سلامی ہوئی۔ نواب صاحب نے دروازہ ہال تک بہمراہی پولٹیکل ایجنٹ استقبال کر کے مصافحہ کیا اور مکلّف کوچ پر بٹھایا۔ جانب راست نواب صاحب نے اسی کوچ پر جلوس فرمایا۔ بعدہٗ بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی خاص طور پر شاہزادہ صاحب کی ملاقات کا بھی تذکرہ ہوتا رہا۔ بعدہٗ نواب صاحب نے گورنر صاحب کو ہار پہنا کر عطر لگایا اور گورنر صاحب نے نواب صاحب کو ہار پہنا کر عطر لگایا۔ دوسرے رفقا اور مصاحبین اور ارباب کونسل کو جو گورنر صاحب کے ہمراہ تھے وزیر صاحب نے ہار پہنا کر عطر لگایا۔ اس طرح پر یہ ملاقات ختم ہوئی۔ نواب صاحب نے ہال کے دروازہ تک مشایعت فرمائی

اور وزیر صاحب اور دیوان صاحب نے گورنر صاحب کو گاڑی تک جا کر سوار کرایا۔ پلٹن اور سواران دو رویہ صف بستہ نے سلامی دی۔ باجے نے بھی سلامی دی اور توپوں کے فیر کئے گئے۔

بعد رخصت شاہزادہ صاحب نواب صاحب بمبئی کے کارخانجات اور عمدہ عمدہ مقامات دیکھنے میں مصروف رہے۔ اسی عرصہ میں ہز ہائنس آغاخان صاحب اور شہر کے دیگر معززین کی طرف سے نہایت پُر تکلف اور صرف کثیر سے نواب صاحب کی دعوتیں ہوتی رہیں۔ بمبئی میں نواب صاحب نے کئی صیغوں میں انعامات عطا کئے جن کے چند نام حسب ذیل ہیں۔

گرانڈ میڈیکل کالج۔ بمبئی ایسوسی ایشن۔ اسٹوڈنٹ سوسائٹی۔ نیٹیو جنرل لائبریری۔ الگزنڈرا اسکول انگلو ورناکیولر لائبریری۔ انگلو ورناکیولر اسکول۔ فورٹ ریڈنگ روم۔ میڈ ہاؤس (دار المجانین)۔ کارخانوں میں مزدوروں کو بھی انعام وغیرہ دیا گیا۔

نواب صاحب کا پہلے سے ارادہ براہ خشکی احمد آباد ہو کر جوناگڈھ واپس آنے کا تھا۔ مگر بوجہ موسم گرما سفر خشکی مناسب نہ سمجھا۔ لہٰذا براہ دریا ۷ اپریل بروز پنجشنبہ ۷ بجے شام کو حضور ساحل بمبئی سے بندر بلاول کی طرف جہاز میں روانہ ہوئے۔ بوقت روانگی توپوں کی سلامی دی گئی۔ اور صدہا معززین اور ہزارہا لوگ ساحل سمندر تک خدا حافظ کہنے کے لئے آئے تھے۔ بروز جمعہ قریب ایک بجے دن کو بندر بلاول پہونچ گئے۔ ۹ اپریل کی صبح کو بلاول سے روانہ ہوئے اور موضع اگترائی پہونچکر خاصہ تناول فرمایا اور سہ پہر کو ۵ بجے بڑے جاہ و حشم سے شہر جوناگڈھ میں مراجعت فرمائی۔

تھوڑے دنوں کے بعد گورنر صاحب کی طرف سے خریطہ آیا جس میں نواب صاحب کے ڈیوک آف اڈنبرا کے ہند میں آنے کی خوشی میں رفاہ عام کے کاموں کے لئے ایک لاکھ روپیہ دینے پر گورنر اور شاہزادۂ موصوف کی طرف سے شکریہ ادا کیا گیا تھا۔

نواب صاحب کی اصلاحات اسی سال ''گر'' جنگل جس میں بہت کچھ زمین بیکار پڑی تھی اس میں سے

کچھ زمین قابل زراعت بناکر ریاست کی آمدنی مین اضافہ کیا گیا۔

اگرچہ ابتک ریاست مین کئی ایک قابل تجربہ کار طبیب اور بید علاج و معالجہ کے لئے ملازم تھے مگر جدید طریقہ پر ایک بڑا شفاخانہ بنایا گیا اور ایک لائق ڈاکٹر آمی داس نامی معقول تنخواہ پر ملازم رکھا گیا اسکے ماتحت کئی آدمی اور بھی رکھے گئے۔

نواب صاحب چونکہ نہایت رحم دل وغریب نواز تھے۔ رعایا کے تھوڑے نقصان سے بھی بہت متأثر ہوتے تھے۔ اس لئے آڑ[1] مین جہان اکثر آتش زدگی کا خوف رہتا تھا بلکہ اکثر اوقات آگ لگا ہی کرتی تھی اور مال و جان دونون کا نقصان ہوا کرتا تھا۔ وہان پانی کا خزانہ رکھنے کا بندوبست کیا۔ اسی طرح بندرگاہون کے جہاز والون کو جہازون مین زیادہ وزن بھرنے سے جس سے نقصان کا احتمال رہتا تھا ممانعت کی گئی اور حکم دیا کہ وزن مقررہ سے زیادہ نہ لادا جائے۔ ریاست کے کنوؤن وغیرہ پر بہت کچھ صرف کیا گیا تاکہ کسانون کو اور اُن کے جانورون نیز زراعت کو فائدہ پہنچے۔

پولس کا انتظام اب سے برابر باقاعدہ ہوگیا۔ اس کے ضروری قوانین وضع کئے گئے اور پولس کو حضور فوجداری عدالت کے افسر جمعدار مبارک بن سالم کے ماتحت رکھا گیا۔ اس سے پہلے نائب بطور کوتوال شہر کا انتظام کرتا تھا اور محالات مین سربندی کے آدمی پولس کا کام دیتے تھے۔

اس وقت تک مجرمون اور قیدیون کو نائب (مہتمم امور) کے حجرے مین قدیم رواج کے موافق "ہڑ"[2] مین رکھا جاتا تھا۔ اسکے لئے جیل کے مکانات دونون کے لئے الگ الگ بنائے گئے اور اُن مین مجرم اور قیدی رکھے جانے لگے۔

کسی حرام خور بدمعاش نے ستمبر کی ۷ تاریخ کی شب کو مارواڑی بھانڈون کو مٹھائی مین زہر دیدیا

---

[1] آڑ یعنی وہ بند جگہ جہان چرخون سے کپاس بیلا جاتا ہے۔

[2] ایک وزنی لکڑے مین زنجیر لگی ہوتی ہے جسکو "ہڑ سانکل" کہتے ہین۔

سب کے سب قریب مرگ ہو گئے حضور مین اطلاع ہوتے ہی اُن کو ہاسپٹل مین لیجانے کا حکم دیا گیا۔ وہان ڈاکٹر نے معقول علاج کیا۔ پندرہ شخصون مین سے صرف ایک مسن شخص مرگیا باقی سب اچھے ہو گئے۔

راجکوٹ مین راجستھانی کورٹ کا قیام

پہلے پہل کاٹھیاواڑ ایجنسی کو پھر گورنمنٹ بمبئی بعد ازان ہند کے اسٹیٹ سکریٹری کو محسوس ہوا کہ رؤسا کے خاندان والون اور قدیم جاگیردارون کے حقوق کی حفاظت بغیر دخل ایجنسی کے ممکن نہین اور یہ امن اور ترقی کے مانع ہے۔ اس لئے اس کی تدبیر سوچی گئی۔ اول درجہ کی ریاستون نے اس سے اختلاف کیا۔ پہلے پولٹیکل ایجنٹ صاحب سے بحث ہوئی۔ پھر گورنر صاحب بمبئی تک بحث کی نوبت پہنچی۔ کل کاٹھیاواڑ کی طرف سے جوناگڈھ کے لائق دیوان جو نہایت فصیح مقرر تھے بحث کے لئے مقرر کئے گئے۔ بمقام پونہ گورنر صاحب سر سیمور فیٹز جرلڈ سے بحث ہوئی۔ پولٹیکل ایجنٹ صاحب بھی وہان گئے ہوئے تھے۔ کئی روز تک بحث ہوتی رہی۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ راجکوٹ مین راجستھانی سبھا یا کورٹ سنہ ۱۸۷۳ء مین قائم کی گئی۔ اس کورٹ کا افسر اعلیٰ پریسیڈنٹ ہوتا اور اُسکے دو ممبر ہوتے تھے۔ اول درجہ کی ریاست مین سے اسیسر بھیجے جاتے تھے۔ جب یون قرار پایا تو ریاست نے ایک اور کورٹ "سبھایاتی کورٹ" قائم کی ریاست کے اس قسم کے نوابی خاندان والون اور قدیم جاگیردارون کے مقدمات پہلے اس کورٹ مین داخل ہوتے۔ پھر آخر فیصلہ کے لئے راجستھانی کورٹ مین جاتے تھے۔ اس کورٹ کے افسر اعلیٰ کو وہ اختیار حاصل تھا جو ایجنسی کی خاص پولٹیکل کورٹ کو تھا۔

گورنر صاحب کی راجکوٹ مین آمد اور راجکمار کالج کا افتتاح۔

کاٹھیاواڑ کے راجاؤن کے فنڈ سے اُن کی اولاد کی تعلیم کے لئے راجکوٹ مین ایک راجکمار کالج قائم کیا گیا۔ اس فنڈ مین سب سے بڑی رقم نواب صاحب کی طرف سے دی گئی تھی۔ اس کالج کی افتتاح کرنے کے لئے گورنر صاحب بمبئی سر سیمور فیٹز جرلڈ ۱۳ ڈسمبر کو راجکوٹ تشریف لائے۔ تاریخ ۱۴ کو گورنر صاحب نے ایک بڑا دربار منعقد کیا رؤسائے کاٹھیاواڑ شریک دربار ہوئے نواب صاحب نے بھی شرکت دربار کی۔ تاریخ ۱۵ کی صبح کو نواب صاحب نے گورنر صاحب کی

ملاقات کی اور دوسرے روز صبح میں گورنر صاحب نواب صاحب کی بازدید کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ کالج مذکور کا افتتاح ۱۶ر ڈسمبر کو شام کے ۴ بجے گورنر صاحب کے ہاتھ سے ہوا۔ اس کارروائی کے لئے ایک بڑا دربار منعقد ہوا تھا۔ نواب صاحب بھی اس میں شریک ہوے تھے۔

گورنر صاحب کی جوناگڈھ میں تشریف آوری

نواب صاحب نے راجکوٹ ہی میں گورنر صاحب کو اپنے مہمان ہونے کی دعوت دی تھی چنانچہ گورنر صاحب ۲۳ر ڈسمبر کی صبح کو جوناگڈھ تشریف فرما ہوئے۔ نواب صاحب نے اپنے معزز مہمان کی آؤ بھگت اور خاطر تواضع میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ غرض مہمان و میزبان دونوں کو بڑی مسرت ہوئی ہاسپٹل کی بنیاد گورنر صاحب کے ہاتھ سے ڈالی گئی۔ گورنر صاحب نے اپنی تقریر میں عمدہ انتظام ریاست کے لئے نواب صاحب کو مبارکباد دی۔ گورنر صاحب نے کوہ گرنار کی سیر کی پھر شیر ببر کے شکار کو گر کے جنگل میں تشریف لے گئے۔ کیمپ وغیرہ کا انتظام نہایت عمدہ تھا۔ خوشی کی بات یہ ہوئی کہ گورنر صاحب نے پانچ شیر شکار کئے جس کی مبارکباد دینے کو نواب صاحب نے اپنے وزیر شیخ محمد بہاؤالدین صاحب کو "گر" کے جنگل میں صاحب موصوف کے پاس بھیجا۔ اس کے بعد صاحب موصوف بلاول ظفرآباد اور بھاؤنگر ہوتے ہوئے بمبئی تشریف لے گئے۔

انتظام ریاست پر ایجنسی کی رائے

سنہ مذکور کے آخر میں پولیٹیکل ایجنٹ کرنل اینڈرسن صاحب اور اُن کے معاون جوائنٹ صاحب نے انتظام ریاست کی نہایت تعریف کی اور حضور نواب صاحب کی دریادلی اور رفاہِ عام میں صرفِ زرِ کثیر کی رپورٹ گورنمنٹ کو پیش کی۔

سنہ ۱۸۷۱ء مردم شماری

سنہ ۱۸۷۱ء کی ابتدا میں جس طرح کل ہندوستان کی مردم شماری ہوئی اسی طرح ریاست جوناگڈھ میں بھی مردم شماری ہوئی۔ کل آبادی ۳۸۲۰۵۳ ہوئی۔ گو محقق طور پر یہ مردم شماری پہلی ہی مرتبہ ہوئی تاہم نواب صاحب محمد حامد خان مرحوم کے زمانہ کی آبادی سے اندازاً ڈیڑھ گنی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

گورنمنٹ کی طرف سے نواب صاحب کو کے۔سی۔ایس۔آئی کا تمغہ عطا ہونا۔

نواب صاحب کا ملکی انتظام سرکار عالیہ کو بہت ہی پسند آیا تو اس کے صلہ میں ملکۂ معظمۂ ہند وکٹوریہ صاحبہ نے نواب صاحب کو۔کے سی۔ایس۔آئی۔کا تمغہ عطا کیا۔اس کی خبر ملتے ہی کرنل اینڈرسن صاحب نے نواب صاحب کو بڑی گرم جوشی سے مبارک باد لکھ بھیجی۔

تمغہ عطا کرنے کیلئے راجکوٹ میں دربار کا منعقد ہونا۔

گورنر صاحب کو اپنے ہاتھ سے نواب صاحب کو تمغۂ خطاب پیش کرنے کی بڑی خوشی تھی۔مگر پرنس آف ویلز کی علالت کی وجہ سے راجکوٹ نہ آسکے اور یہ کام کاٹھیاواڑ پولٹیکل ایجنٹ صاحب کے سپرد کیا۔۲۲ ڈسمبر کو ۳ بجے نواب صاحب اس تقریب میں مع وزیر صاحب، دیوان صاحب اور دیگر عمائد واراکین ریاست راجکوٹ کی طرف بڑے کروفر سے روانہ ہوئے گونڈل کے ٹھاکر صاحب کے اصرار پر راستے میں گونڈل میں قیام کیا۔ٹھاکر صاحب نے بڑی خاطر مدارات کی۔راجکوٹ سے آٹھ میل کے فاصلے پر بمقام پالڑی اسسٹنٹ پولٹیکل ایجنٹ مسٹر لی جیٹ نے اور دوسری ریاستوں جامنگر بھاؤنگر وغیرہ کی طرف سے ان کے نمائندوں اور دادا بھائی نوروزجی وغیرہ نے تاریخ ۲۵ کو استقبال کیا۔ایک میل کے فاصلے پر خود پولٹیکل ایجنٹ صاحب بڑا فوجی رسالہ لیکر نواب صاحب کے استقبال کو آئے جہاں شامیانہ استادہ کیا گیا تھا۔راجکوٹ کے ٹھاکر صاحب اور جامنگر بھاؤنگر وغیرہ ریاستوں کے دیوان وہاں بھی استقبال کو آئے تھے۔یہاں سے سواری بڑی شان و شوکت کے ساتھ روانہ ہوئی۔چار اسپہ گاڑی میں نواب صاحب۔پولٹیکل ایجنٹ صاحب شاہزادہ صاحب اور وزیر صاحب تھے۔اس کے بعد ۲۰ گاڑیاں اور تھیں۔سواری کے ہمراہ برٹش فوج اور گائیکواڑی رسالہ بھی تھے۔نواب صاحب کی سواری ساڑھے پانچ بجے ایجنسی کے باغ کے مقابل نصب کئے ہوئے خیموں میں داخل ہوئی۔وہاں سے انگریزی اور دیسی فوج نے جو حاضر تھی سلامی دی اور توپوں کی بھی سلامی ہوئی۔سواری کے ہمراہ آئے ہوئے حضرات نے تھوڑی دیر قیام فرمایا اور سب کو عطر لگایا گیا اور

اور پان دیئے گئے۔ بعد ازان سب تشریف لے گئے۔ اس وقت پولٹیکل ایجنٹ صاحب کو وہان سے روانگی کے وقت ریاست جوناگڈھ کی طرف سے توپون کی سلامی دی گئی۔

اس تقریب مین بتاریخ ۲۷ ڈسمبر چہارشنبہ کو گیارہ بجے شاندار دربار منعقد ہوا۔ کئی راجہ اور انگریز افسر وغیرہ شریک دربار ہوے تھے۔ لی جیٹ صاحب اور مسٹر کرشناجی فوج کے ساتھ نواب صاحب کو بلانے کے لیئے آئے۔ اور حضور کے مقام سے تمام امرا اور افسرون کے تزک و احتشام کیساتھ نواب صاحب کی سواری کیمپ کے راستہ سے دربار ہال کی طرف روانہ ہوئی۔ ہال کے مکان اور اس کے باغ کو بڑی خوبی سے آراستہ کیا گیا تھا۔ اور باغ کے دروازے کی کمانون پر موٹے سنہری حرفون مین نواب صاحب کو مبارک باد لکھی ہوئی تھی اور کمان کی دونون طرف چاند اور تارے کے نشان بنائے گئے تھے۔ شروع مین کرنل اینڈرسن صاحب نے تمغہ عطا کرتے ہوئے ملکۂ معظمہ کی تحریر اردو زبان مین بیان کی۔ اس کا مناسب جواب نواب صاحب نے بھی اسی زبان مین دیا اور ملکۂ معظمہ صاحبہ کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد دیوان گوکلجی نے منشی خیرات علیخان کا لکھا ہوا مضمون اردو مین پڑھا اور بعد ازان جوناگڈھ کے وکیل من سُکھ رام نے انگریزی مین اپنی تقریر پڑھی۔ پھر صاحب موصوف نے اپنے ہاتھ سے نواب صاحب کو تمغہ پہنایا۔ کچھ دیر کے بعد دربار برخاست ہوا۔

سنہ ۱۸۷۲ء نواب صاحب کی سواری ۳ جنوری سنہ ۱۸۷۲ء کو راجکوٹ سے روانہ ہوئی اور اُسی روز شام کو جوناگڈھ واپس آگئی۔ اُس تمغہ کی خوشی مین امرائے ریاست رعایا اور تمام سرکاری ملازمون نے بڑی خوشیان منائین۔ اس خطاب سے مخاطب ہونے کے بعد نواب صاحب کے نام اس طرح کی تحریر ہونے لگی

"خداوند خدایگان فیض بخش فیض رسان غریب پرور سلامت نواب صاحب سر محمد مہابتخان کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ بابی بہادر دام اقبالہٗ"

میّا قوم کی سرکشی۔ ریاست جوناگڈھ کے میّا قوم کے لوگون نے سرکشی اختیار کی۔ شیرگڈھ کا

رہنے والا اَمرا تعلقہ بانٹوہ کا رہنے والا آرسی نامی وغیرہ ان کے سرغنہ تھے۔ لہذا ان کے انسداد کے لئے فیڈرل سربندی یا لوکل فوج کے افسر اعلیٰ لفٹنٹ جون ہمفری صاحب شجاعت شعار محمد صالح ہندی اور شجاعت شعار جمعدار محمد حفیظ الدین عرف محمد بھائی کے ساتھ (جو دو سو آدمیوں کی پلٹن کے افسر تھے) روانہ ہوئے اور پولس افسرون نے بڑی دلیری اور تدبیر سے باغیانِ مذکور کے ہتھیار رکھوا دیئے اور اُن کے سرغنہ اَمرا وغیرہ نے نیک اطواری کی ضمانت دی۔ اس کارروائی کی رپورٹ اس وقت کے عارضی پولٹیکل ایجنٹ کرنل واکر صاحب نے بڑی تعریف کے ساتھ سرکار عالیہ کو بھیجی۔

ظالمانہ رواج کی موقوفی

کوہ گرنار پر ایک بلند چوٹی ہے جس کا نام بھیرَو جَو ہے۔ قدیم رواج کے موافق کئی ہندو وہان سے گر کر اپنی جان کو ہلاک کرتے تھے۔ اس عقیدے سے کہ اس طرح اور اس جگہ سے مرنے کے بعد پرلوک یعنی دوسری دنیا مین بہت اچھا انجام ہوتا ہے۔ اس جاہلانہ اور ظالمانہ رواج کے انسداد کے لئے نواب صاحب نے یہ حکم نافذ فرمایا کہ جو اس طرح اپنی جان دینا چاہیگا وہ خودکشی کے جرم مین گرفتار ہو کر سخت سزا پائیگا۔ اس وقت سے یہ رواج بالکل موقوف ہو گیا۔

تعمیرات

اسٹیٹ سول انجنیر مسٹر بلیکی نے آئینہ محل کے سامنے ایک حلقہ مکانات مع گھنٹہ گھر جس کا نام مہابت سرکل ہے اور دوسری کئی عمارتین اور سڑکین وغیرہ تعمیر کین۔

اصلاحات

بلاول سے جاتے اور دوسرے مقام سے آتے وقت سمندر کے مسافرون سے جو فیس لیجاتی تھی اس کی معافی کا حکم حضور نے صادر فرمایا۔

دیوانی اور فوجداری قوانین جو پہلے مرتب ہو چکے تھے ان مین اس سال اضافہ ہو کر ترمیم ہوئی۔

سنہ ۱۸۷۳ء

ولی عہد محمد بہادر خان صاحب کا سفر ہندوستان۔

ولی عہد شاہزادہ محمد بہادر خان صاحب پہلے منشی خیرات علیخان بنگش سے عمدہ تعلیم اور تربیت پاکر راجکوٹ کے راجکمار کالج مین داخل ہوئے اور وہان کی تعلیم مجوزہ تمام کی۔ اس کے بعد کرنل لیسٹر کونسلر محمد صالح ہندی (جو صرف بمبئی تک

ہمراہ گئے تھے) منشی خیرات علیخان اور سیٹھ اسمٰعیل وغیرہ کی ہمراہی مین شاہزادہ موصوف نے ہندوستان کے نامی شہرون مین جاکر ہر طرح کی معلومات حاصل کی جو آئندہ کے لئے نہایت کارآمد ثابت ہوئی۔ اس سفر مین کرنل موصوف کو شاہزادہ موصوف کی ہر ایک بات سے نہایت خوشی حاصل ہوئی جس کی رپورٹ انہون نے پولیٹکل ایجنٹ صاحب کو دی۔ انہون نے اس خوشنودی کا حضور نواب صاحب پر اظہار فرمایا۔

ولی عہد بہادر پولس کمشنر ہوئے

تین چار برس پہلے گو صیغۂ پولس مرتب ہو چکا تھا مگر جب سے محکمۂ پولس ولیعہد بہادر کے سپرد ہوا اور وہ پولس کمشنر مقرر ہوئے۔ اُنہون نے جوناگڈھ کی پولس کو برٹش پولس کا نمونہ کر دکھایا۔ کُل پولس کے ایکہزار تین سو آدمیون مین سے نصف کو ریگیولر پولس اور نصف ولیج یا اِرریگیولر پولس مین رکھا۔ ایک پولس سپرنٹنڈنٹ اور اس کے ماتحت پانچ اسسٹنٹ ہر ایک کی تحویل مین تین یا چار محالات اور ہر ایک محال کا ایک فوجدار رکھا گیا اور اُن کا امتحان بھی مقرر کیا گیا۔

شاہزادہ ولی عہد بہادر کی شادی کتخدائی

شاہزادہ ولیعہد محمد بہادر خان صاحب کی شادی کتخدائی بانٹوہ کے تعلقدار سربلند خان بابی کی دختر بلند اختر امیر بخت اور رانپور کے جاگیردار جوان مردخان بابی کی دختر نیک اختر امراؤ بخت سے بڑی دھوم سے ہوئی۔ قریب سات لاکھ روپیہ صرف کیا گیا۔ شہر جوناگڈھ مین اس کثرت سے لوگ جمع ہوئے تھے کہ کندھے سے کندھا چھلتا تھا تاہم بخیریت تمام کام کا سرانجام ہوا۔ ایجنسی نے اس کی کیفیت سرکار بمبئی کو لکھ بھیجی جس پر سے ۱۷ جولائی کو اس مضمون کا رزولیوشن نکلا کہ ہماری طرف سے حضور نواب صاحب کو اس مبارک تقریب کی مبارکباد دیجائے۔ اور کہا جائے کہ آپ کی فیاضی کی وجہ سے انبوہ کثیر جوناگڈھ مین جمع ہوا تھا۔ انتظام ایسا عمدہ کیا گیا کہ نہ کسی کی تندرستی مین فرق آیا نہ اور کسی بات کا نقصان ہوا۔ اس سے ہم نہایت خوش ہوئے۔

شاہزادی تاج بخت کی شادی کتخدائی

شاہزادی تاج بخت جو بیگم ننھی بی صاحبہ کے بطن سے ۱۸۵۹ء مین پیدا

ہوئیں بیگمیں اور اب جن کی عمر چودہ ۱۴ سال کی تھی بانٹوہ کے تعلقدار رستم خان بابی کے صاحب زادہ سربلند خان بابی کے ساتھ بیاہی گئیں۔

بہادر خانجی ہائی اسکول

اس وقت تک انگریزی اسکول جونا تمام تھا اب ہائی اسکول بنگیا اور اس کا نام شاہزادہ ولیعہد بہادر کے نام نامی سے منسوب ہوکر **بہادر خانجی ہائی اسکول** رکھا گیا۔ اس جدید مکان کی تعمیر کیلئے حضور نے ایک لاکھ پچیس ہزار روپیہ منظور فرمایا۔

سنہ ۱۸۷۴ء

ڈکیتی کے مقدمون کی تفتیش مین محمد صالح ہندی کا شامل ہونا

باگھیر قوم کی بغاوت کے خاتمہ پر ڈکیتی کے مجرمون کے مقدمات کی تفتیش کپتان اسکاٹ صاحب کے سپرد ہوئی۔ اس تفتیش مین جمعدار محمد صالح ہندی کو شامل کیا گیا۔ بمقام پوربندر یہ کارروائی ہوئی۔ اس کام کو سرانجام دینے کے بعد صاحب موصوف نے محمد صالح ہندی کی لیاقت کی بڑی تعریف لکھی۔ گورنمنٹ بمبئی نے بھی حضور نواب صاحب کو مبارک باد دے کر محمد صالح ہندی کی تعریف کی۔

دیوان کا تقرر

اسی سال گوکلجی جھالا کی جگہ محمد صالح ہندی دیوان ریاست بنائے گئے۔

نواب صاحب کی سواری راجکوٹ کو

سر فلیپ وُڈ ہاؤس گورنر صاحب بمبئی کی راجکوٹ مین تشریف آوری کے موقع پر نواب صاحب مدعو ہونے کی وجہ سے ۲۴ ڈسمبر کو راجکوٹ کے لئے روانہ ہوگئے۔ اُن کی معیت مین محمد بہادر خان صاحب وزیر صاحب اور دیوان محمد صالح ہندی تھے۔ انتظام کے واسطے پچاس ۵۰ پولس کے سپاہی پینتیس ۳۵ سوار۔ خاص پارٹی کے چھتر سپاہی۔ عربون کا بیڑا۔ باجہ چوبدار۔ پانچ ہاتھی اور دو توپین وغیرہ پہلے سے روانہ کردئے گئے تھے۔ حضور کی سواری کے ساتھ حسب ذیل حضرات تھے رانپور والے زور آور خان بابی اور انور خان بابی۔ کھڑپا کے بلوچ فتح خان۔ گوکلجی سمپت رام۔ جمعدار مبارک بن سالم۔ جمعدار سعید بن ناصر۔ میان اللہ رکھا میان۔ نرسنگھ پرشاد۔ جمعدار جمال بھائی۔ منشی خیرات علیخان۔ جمعدار حامد بن ہادی۔ ٹیمٹی کے جمعدار حامد۔ نائب شجاعت خان۔ امرجی اننت جی۔

حکیم صالح محمد جھالا سندرجی جمعدار جمال خان شکاری وغیرہ۔ اُسی روز یعنی تاریخ ۲۴ کو ۲ بجے حضور کی سواری پالڑی پہونچی۔ وہان ایک شامیانہ جو خاص طور سے لگایا گیا تھا اسمین حضور نے قیام کیا وہان پولیٹکل ایجنٹ صاحب کے اسسٹنٹ رسل صاحب مع رسالہ ڈنکا اور نشان وغیرہ کے استقبال کے لیئے آئے تھے۔ پانچ بجے حضور کی سواری راجکوٹ پہونچی اور راجکمار کالج کے سامنے خاص نصب کئے ہوئے خیمون مین قیام فرمایا۔ اس وقت سرکار انگریزی کی طرف سے گیارہ توپون کی سلامی ہوئی۔ رسل صاحب نے حضور کو خیمۂ خاص مین پہونچا کر رخصت کی اجازت لی۔

۲۷ تاریخ یوم یکشنبہ ۴ بجے درباری رسم کے مطابق پولیٹکل ایجنٹ پیل صاحب نواب صاحب کی ملاقات کے لیئے آئے۔ دوسرے روز نواب صاحب ۴ بجے بازدید کے واسطے پیل صاحب کے پاس تشریف لے گئے نصف گھنٹہ گفتگو کے بعد نواب صاحب نے مراجعت فرمائی۔ پولیٹکل ایجنٹ صاحب کا نواب صاحب کی ملاقات کے لیئے پہل کرنا یہ خاص نوابان جوناگڈھ ہی کے لئے مخصوص تھی۔ کاٹھیاواڑ کے دیگر والیان ریاست پہلے پولیٹکل ایجنٹ صاحب سے خود جا کر ملاقات کرتے تھے۔ اس کے بعد وہ بازدید کو آتے تھے۔

۱۸۷۵ء مورخہ یکم جنوری ۱۸۷۵ء کو ۴ بجے پولیٹکل ایجنٹ صاحب اس لئے نواب صاحب کی ملاقات کو تشریف لائے تاکہ گورنر صاحب کے استقبال کے انتظامات دیکھ لین۔ سب انتظامات نہایت خوبی سے ہوئے تھے جس سے صاحب بہت خوش ہوئے۔

۲ جنوری کو صبح کے ۸ بجے گورنر صاحب جام نگر سے راجکوٹ تشریف لانے والے تھے۔ اُس وقت تمام راجاؤن اور آفیسرون نے شاندار استقبال کیا۔ راجکوٹ جب نصف میل رہ گیا تو گورنر صاحب ایک شامیانہ مین ٹھہرے اور وہان سے تمام رجواڑون اور آفیسرون کے ساتھ جلوس مین راجکوٹ آئے۔ اس جلوس مین گورنر صاحب کی گاڑی کے پیچھے تمام راجاؤن کی گاڑیان تھین جن مین نواب صاحب کی گاڑی

سب سے آگے تھی اور جوناگڈھ کے ہاتھی بھی جلوس مین سب سے اول تھے۔ ۴ تاریخ کی صبح کو ۸ بجے سب راجاؤن سے پہلے نواب صاحب گورنر صاحب کی ملاقات کو تشریف لے گئے۔ پلٹن اور بینڈ نے سلامی دی اور گورنر صاحب کے سکریٹری نے آگے آکر استقبال کیا۔ گورنر صاحب نے نواب صاحب اور شاہزادہ صاحب سے ہاتھ ملایا اور دیگر امراء جو ہمراہ تھے اُن کا صرف سلام لیا۔ پھر جب نواب صاحب کرسی پر متمکن ہوئے تو گیارہ توپون کی سلامی ہوئی۔ گورنر صاحب نے نواب صاحب کی مزاج پرسی کرنے کے بعد فرمایا کہ آج آپ سے دوسری بار ملاقات کرکے مجھے بڑی مسرت ہوئی۔ گورنر صاحب نے نواب صاحب اور شاہزادہ صاحب کو ہار پہنا کر عطر و گلاب لگایا۔ اس کے بعد نواب صاحب وہان سے واپس ہوئے اس وقت بھی گیارہ توپون کے فیر سلامی کے لئے ہوے اور پلٹن اور باجے نے بھی سلامی دی۔

شاہزادہ آلفرڈ صاحب کی ہند مین تشریف آوری کی یادگار مین نواب صاحب نے ایک لاکھ روپیہ خرچ کرکے راجکوٹ مین الفرڈ ہائی اسکول کی عمارت تیار کرائی تھی اُسکا افتتاح گورنر صاحب نے بڑے شاندار اجتماع کے سامنے اسی تاریخ ۴ بجے فرمایا۔ پولیٹیکل ایجنٹ صاحب نیز گورنر صاحب نے نواب صاحب کی رفاہ عام کی کوششون کا بہت اعتراف فرمایا۔

۵ جنوری کو گورنر صاحب بازدید کے واسطے نواب صاحب کے پاس تشریف لائے۔ صبح ۸ بجے جس وقت گورنر صاحب نواب صاحب کے کیمپ کے احاطہ مین داخل ہوئے تو پلٹن اور بینڈ نے سلامی دی۔ کافی عرصہ تک نواب صاحب کے ساتھ گفتگو کرکے گورنر صاحب واپس تشریف لیگئے۔ اُسوقت اُن کو ہار پہنائے گئے اور عطر و گلاب لگایا گیا۔ نیز پلٹن اور بینڈ نے سلامی دی۔ آمد و رخصت کے وقت سترہ سترہ توپون کی سلامی ہوئی۔

۶ جنوری کو ۲ بجے دن کے گورنر صاحب نے دربار منعقد کیا۔ جس مین شرکت کے واسطے نواب صاحب اور شاہزادہ صاحب مع دیگر چھ امراء کے تشریف لے گئے۔ گورنر صاحب کے پاس پہلی کرسی نواب صاحب کی تھی۔ اس دربار مین کاٹھیاواڑ کے والیان ریاست کی طرف سے گورنر صاحب کو ایک

سپاسنامہ پیش کیا گیا جس کے جواب مین گورنر صاحب نے تقریر فرمائی۔ دربار کے خاتمہ پر جب گورنر صاحب کھڑے ہوئے تو سترہ توپون کی سلامی ہوئی۔ داخلہ کے وقت بھی اسی طرح سترہ توپون کے فیر ہوے تھے اس دربار سے جب نواب صاحب روانہ ہوے تب بھی گیارہ توپون کی سلامی ہوئی اور داخلہ کے وقت بھی اسی طرح گیارہ توپون کی سلامی ہوئی تھی۔

چونکہ گورنر صاحب راجکوٹ سے جوناگڈھ تشریف لانے والے تھے اس لئے نواب صاحب ۷ر تاریخ کو ہی جوناگڈھ واپس ہو گئے۔

گورنر صاحب کی جوناگڈھ مین تشریف آوری

گورنر صاحب کے قیام کے لیے منجھوڑی دروازہ کے باہر تقریبًا پانسو قدم پر سڑک کے مغربی جانب بشارت باغ کے شمال کی طرف بہت صاف و ہموار مقام پر خیمہ و شامیانہ وغیرہ نصب کئے گئے تھے اور احاطہ کو خوب آراستہ کیا گیا تھا۔ اس موقع پر شہر کو بھی خوب آراستہ کیا گیا تھا۔ ۱۱ر تاریخ کو ساڑھے آٹھ بجے صبح گورنر صاحب تشریف لانے والے تھے اس وقت نواب صاحب و شاہزادہ صاحب مع وزیر صاحب امراء و افسران پلٹن۔ ہاتھی۔ ڈنکا و نشان وغیرہ کے شکر باغ کے سامنے استقبال کے لئے آئے چونکہ اسی مقام سے گورنر صاحب گھوڑے پر سوار ہوکر جوناگڈھ تشریف لانے والے تھے۔ مقررہ وقت پر شکر باغ کے سامنے گورنر صاحب کی سواری پہونچی اور انہون نے گھوڑے سے اُتر کر نواب صاحب سے ہاتھ ملایا اور خیر و عافیت دریافت کی۔ یہان سے گورنر صاحب اور نواب صاحب چار گھوڑون کی گاڑی مین بیٹھے۔ اس جلوس مین گاڑی مین گورنر صاحب اور نواب صاحب کے سامنے پیل صاحب بیٹھے تھے اور شاہزادہ صاحب گاڑی کے ہمراہ گھوڑے پر سوار تھے۔ کیمپ کے سامنے جب سواری پہونچی تو پلٹن نے سلامی دی اور بینڈ بجا۔ اور جیسے ہی گورنر صاحب تنبو مین داخل ہوئے تو سترہ توپون کی سلامی ہوئی۔ اس کے بعد بہت دیر تک گورنر صاحب نواب صاحب کے ساتھ گفتگو کرتے رہے۔ انہون نے فرمایا کہ جوناگڈھ کی حدود مین داخل ہوکر جو خوشحالی و زرخیزی دیکھی اُس سے بہت مسرت ہوئی۔

جواب مین نواب صاحب نے شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد گورنر صاحب ہاتھیون کا معائنہ کرنے کے واسطے باہر تشریف لائے۔ عماری اور جھول وغیرہ سے آراستہ کئے ہوے ہاتھی دیکھکر گورنر صاحب بہت مسرور ہوئے۔ پھر گورنر صاحب تو تنبو مین چلے گئے اور نواب صاحب شاہزادہ صاحب اور وزیر صاحب وغیرہ جلوس کے ساتھ ڈھال کے راستہ ہوتے ہوے شہر کے راج محل مین تشریف لائے۔ رعیت بازارون مین سلام کے واسطے جمع تھی اور نواب صاحب بڑی مسرت سے سب کے سلام لیتے جاتے تھے

اسی دن ۴ بجے نواب صاحب شاہزادہ صاحب وزیر صاحب اور دیوان محمد صالح ہندی گورنر صاحب کی ملاقات کے لئے اُن کی قیامگاہ پر گئے۔ نواب صاحب کے جلوس مین چوبیس[۲۴] سوار تھے جیسے ہی حضور کی سواری کیمپ کے پاس پہونچی کہ اڈیکانگ استقبال کے لئے آئے۔ تنبو کے دروازے کے سامنے سکریٹری صاحب استقبال کے لئے آئے۔ تنبو مین داخل ہونے پر گورنر صاحب نے بڑھکر ہاتھ ملایا اور مزاج پرسی کی اور فرمایا کہ جوناگڈھ مین آکر مجھے بہت مسرت ہوئی ہے۔ نواب صاحب نے شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد تھوڑی دیر ملکی معاملات پر باتین ہوتی رہین۔ پھر گورنر صاحب نے نواب صاحب اور شاہزادہ صاحب کو ہار پہنا کر عطر و گلاب لگایا۔ اور پان کے بیڑے دئے۔ اور اڈیکانگ نے دوسرے امراء کو ہار پہنائے۔ اسطرح یہ ملاقات ختم ہوئی اور نواب صاحب راج محل مین واپس تشریف لائے۔

پونے سات بجے گورنر صاحب بازدید کے واسطے نواب صاحب کے دربار مین تشریف لائے تنبو کے احاطے سے روشنی کا عمدہ انتظام تھا۔ تمام سڑک پر محمد صالح ہندی کی حویلی سے ڈھال کی سڑک پر اور وہان سے سرکل کے بازار مین ہوتی ہوئی راج محل تک خوب روشنی کی گئی تھی۔ خاص کر محل اور سرکل کی روشنی قابل دید تھی۔ دربار کی آراستگی بھی قابل ذکر تھی۔ گورنر صاحب روشنی والی سڑک پر ہوتے ہوئے راج محل کے نزدیک جس وقت پہونچے تو سوارون نے اور پولس اور خاص پلٹن کے سپاہیون نے سلامی دی۔ نواب صاحب شاہزادہ صاحب اور وزیر صاحب نے دربار کے دروازہ پر گورنر صاحب کا استقبال کیا اور ہاتھ ملایا

اندر کے چوک مین داخل ہوتے وقت بینڈ نے سلامی دی۔ اور دربار ہال مین داخلہ کے بعد جس وقت نشست پر متمکن ہوئے تو سترہ توپون کی سلامی ہوئی۔ دربار کی شان وشوکت دیکھکر گورنر صاحب بہت مسرور ہوئے۔ سرکل اور راج محل کی روشنی کی تعریف کی اور جوناگڈھ کے استقبال وخیر مقدم پر بہت کچھ اظہار مسرت واطمینان کیا۔ نواب صاحب نے شکریہ ادا کیا۔ تقریبًا پون گھنٹہ یہ دربار رہا اس کے بعد نواب صاحب نے گورنر صاحب کو ہار پہنا کر عطر وگلاب لگایا اور پان دیا پھر جلسہ برخاست ہوگیا۔ گورنر صاحب کو دروازہ تک پہونچا کر گاڑی مین سوار کرادیا۔ اُسوقت بھی سترہ توپون کی سلامی ہوئی۔ پلٹن وغیرہ نے بھی سلامی دی۔ پھر گورنر صاحب اپنی فرودگاہ پر آگئے۔

۱۲ تاریخ صبح کے ۵ بجے گورنر صاحب اپنے اسٹاف کے ساتھ خاص اُن کے واسطے تیار کی ہوئی کرسی نما ڈولیون مین بیٹھکر گرنار پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ اُن کے ہمراہ شاہزادہ صاحب وزیر صاحب اور محمد صالح ہندی گئے تھے۔ شاہزادہ صاحب نے گورنر صاحب کو تمام مقامات کی سیر کرائی پہاڑ پر ناشتے اور کھانے کا معقول انتظام تھا جہان سب نے کھایا۔ گورنر صاحب اس حسن انتظام سے بہت خوش ہوئے اور پانچ بجے قیامگاہ پر واپس آگئے۔ رات کو سات بجے تنبو کے گرد آتشبازی چھوڑی گئی۔ گورنر صاحب نواب صاحب شاہزادہ صاحب اور وزیر صاحب تنبو کے پاس بیٹھے تماشا دیکھتے تھے۔ شہر کی مخلوق بھی دیکھنے کے واسطے جمع تھی۔ اس نظارہ سے بھی گورنر صاحب بہت خوش ہوئے۔

۱۳ تاریخ کو صبح ۸ بجے گورنر صاحب اوپر کوٹ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد بارہ شہید دیکھنے گئے۔ چار بجے شام کو سکر باغ دیکھنے گئے اور وہان شیر اور دوسرے کئی قسم کے جانور دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد شہر کی سیر کرتے ہوئے جونی اکڑ مین گینڈا دیکھا اور نئی اکڑ مین ہاتھی کی ساٹھ ماری کا تماشا دیکھکر اپنے قیامگاہ گئے۔ سکر باغ مین رات کے ۹ بجے ورزشی کرتبون کا مظاہرہ ہوا۔ اس وقت گورنر صاحب نواب صاحب شاہزادہ صاحب اور وزیر صاحب وہان تماشا دیکھنے گئے

روشنی کا ہر چہار طرف بڑا انتظام تھا اور آتشبازی بھی چھوڑی گئی۔ یہ سب تماشا دیکھکر گورنر صاحب بہت خوش ہوئے۔

۱۴ تاریخ کو صبح ساڑھے چھ بجے گورنر صاحب مع اپنے حکام کے بھیلکھ جانے کے واسطے روانہ ہو گئے۔ اس وقت سترہ توپون کی سلامی ہوئی اور پلٹن اور بینڈ نے بھی سلامی دی۔ گورنر صاحب اور اُن کا اسٹاف گھوڑون پر سوار ہو کر روانہ ہوا۔

۱۸۷۵ء — محمد بہادر خان صاحب کی تیسری شادی کتخدائی

شاہزادہ ولی عہد محمد بہادر خان صاحب کی تیسری شادی کتخدائی محمد منور خان بابی نواب صاحب بالاسنور کی شاہزادی لعل بخت صاحبہ سے بڑی دھوم کے ساتھ ہوئی۔

دیوان محمد صالح ہندی کے ساتھ سابق دیوان گوکلجی جھالا کو شریک کرنا

وزیر صاحب شیخ محمد بہاؤالدین اور دیوان محمد صالح ہندی کی درخواست پر نواب صاحب بہادر نے سابق دیوان گوکلجی جھالا کو دیوان محمد صالح ہندی کے ساتھ جوئینٹ دیوان مقرر کیا۔ اس وقت سے دونون کے دستخط ساتھ ہونے لگے۔ مگر دیوان محمد صالح ہندی کو خاص دوسرے سرکاری کام بہت رہا کرتے تھے اس لئے اس برس کے آخر مین بطور دیوان صرف گوکلجی جھالا ہی کے دستخط ہونے لگے۔

نواب صاحب کا سفر بمبئی

ملکۂ معظمہ صاحبہ کے بڑے شاہزادہ ولیعہد پرنس آف ویلز ۸ نومبر کو بمبئی تشریف لائے اور اُن کے اعزاز مین بمقام بمبئی والیان ملک کو دعوت دیکر دربار منعقد کیا گیا۔ لہٰذا حضور نواب صاحب مع اسٹاف براہ احمد آباد تشریف لے گئے۔ اسٹاف مین خاص حضرات یہ تھے۔ ولیعہد صاحب، وزیر صاحب، دیوان صاحب محمد صالح ہندی، مشیخت مآب ننھا میان صاحب وغیرہ۔

نواب صاحب شاہزادہ صاحب کے استقبال کے لئے ۸ تاریخ کو بندر پر تشریف لے گئے تھے۔ ۹ تاریخ کو سوا بارہ بجے شاہزادہ صاحب سے ملاقات کے لئے نواب صاحب پرل کے گورنمنٹ

ہاؤس پر تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ پانچ امیر تھے۔ آمدورفت کے وقت گیارہ گیارہ توپون کی سلامی ہوئی اور گارڈ آف آنر نے۔ اور بینڈ نے سلامی دی۔ شاہزادہ صاحب نواب صاحب سے ملکر نہایت خوش ہوئے۔

چونکہ شاہزادہ صاحب کو وقت بہت کم تھا اس لیئے یہ امر قرار پایا کہ رؤسا کی ملاقات بازدید ایک ہی جگہ کی جائے تاکہ زیادہ وقت صرف نہو۔ لہٰذا اسکریٹریٹ کا مکان اس کام کے لیئے پسند کیا گیا۔ سب رؤسا کو الگ الگ کرے سپرد کیئے گئے۔ اس لیئے شاہزادہ صاحب نے نواب صاحب سے تاریخ ۱۱ کو دوپہر کے وقت اسی مکان مین بازدید کی ملاقات کی۔

نواب صاحب کا قیام ۱۳ تاریخ تک بمبئی مین رہا۔ اُسکے بعد آپ جوناگڈھ واپس تشریف لائے

گھوڑون کی نمائش

اسی سال ڈسمبر کی ۲۳ تاریخ کو گھوڑون کی نمائش کی گئی جن کے عمدہ عمدہ گھوڑے تھے اُن کو حضور کی طرف سے انعامات عطا ہوئے۔

۱۸۷۶ء

بیگم سردار بخت کا انتقال

نواب صاحب کی بیگم صاحبہ سردار بخت بنت شہامت خان بابی جاگیردار رانپور نے اس دارفانی سے دارالبقا کی طرف رحلت کی۔

نواب صاحب کی دہلی کی طرف روانگی

ملکۂ معظمہ وکٹوریہ صاحبہ نے قیصرۂ ہند کا خطاب اختیار کیا۔ اس کی خوشی مین ہندوستان کے قدیم پایۂ تخت دہلی مین یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو دربار منعقد ہونے والا تھا اور چونکہ نواب صاحب مدعو کیئے گئے تھے اس لیئے ریاست کا چارج اپنے ولیعہد محمد بہادر خان صاحب کو تفویض کرکے وزیر صاحب محمد صالح ہندی۔ گوکلجی جھالا۔ نرسنگھ پرشاد۔ جمعدار سعید بن ناصر شیخ محمد حفیظ الدین عرف محمد بھائی۔ سیٹھ اسمٰعیل اور خاص امرا و اراکین ریاست کے ساتھ یکم ڈسمبر ۱۸۷۶ء کو جوناگڈھ سے روانہ ہوکر سمندر کے راستہ یعنی بلاول بندر سے بمبئی پہنچے اور وہانسے اسپیشل ٹرین مین سوار ہوئے اور درمیان مین بڑے بڑے شہرون کی سیر کرتے ہوئے دہلی پہنچے۔ ۲۸ تاریخ ماہ مذکور پنجشنبہ کو

نمبر ۵۱۱

نواب صاحب نے لارڈ لٹن صاحب وائسرائے ہند سے ساڑھے دس بجے ملاقات کی۔

۱۸۷۷ء یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو دربار عالیشان منعقد ہوا اور ملکۂ معظمہ کے خطاب شہنشاہی کی کارروائی ختم ہوئی بعدازان دربار برخاست ہوگیا۔ بحکم گورنمنٹ عالیہ لارڈ لٹن صاحب بہادر کی طرف سے حضور نواب صاحب کو بجائے گیارہ (۱۱) توپ کے پندرہ (۱۵) توپون کی سلامی۔ سونے کا تمغہ اور ایک شاہی جھنڈا عطا کئے گئے۔ دیوان محمد صالح ہندی کو "خان بہادر" اور دیوان گوکلجی جھالا کو "راؤ بہادر" کا خطاب لارڈ لٹن صاحب نے دیا۔ یہ فخر کاٹھیاواڑ کی کسی اور ریاست کو بلکہ ایسی دوسری ریاستونکو بھی نصیب نہوا۔ اس دربار مین نواب صاحب کی آمد و رخصت کے وقت علی الترتیب ۱۱ اور ۱۵ توپونکی سلامی ہوئی

نواب صاحب کا سفر ہندوستان دربار ختم ہونے کے بعد اور مہم سے فارغ ہوکر نواب صاحب مع ہمراہیان شہر دہلی اور اُس کی مشہور شاہی عمارتون دیوان عام و خاص وغیرہ دیکھکر روانہ ہوئے۔ نواب صاحب نے وہان سے ایک کمربند مرصع ایک لاکھ کو اور ایک خیمہ ایک لاکھ کو خریدا۔ اکبرآباد (آگرہ)۔ فتحپور سیکری۔ کانپور۔ لکھنؤ۔ متھرا۔ بنارس۔ کلکتہ۔ الہ آباد۔ پٹنہ۔ اور جبلپور وغیرہ۔ دیکھکر بمبئی آگئے۔ کلکتہ مین لارڈ لٹن صاحب سے ملاقات کی۔ صاحب موصوف نے نواب صاحب سے ملکر مسرت ظاہر کی۔ بمبئی مین دونون وقت گورنر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ نواب صاحب بمبئی سے اسٹیمر مین سوار ہوکر بلاول تشریف لائے۔ اور وہان سے جوناگڈھ آئے۔ ولیعہد بہادر نے اپنے والد ماجد حضور نواب صاحب کا بڑی دھوم سے استقبال کیا۔ اور نواب صاحب ولیعہد بہادر کے ہاتھون ریاست کا عمدہ انتظام دیکھکر نہایت خوش ہوئے۔ نواب صاحب کا یہ دورۂ سفر تقریبًا چار ماہ مین ہوا۔ بعد مین نواب صاحب کو رعایا کی طرف سے اظہارِ مسرت کے جو ایڈریس دیئے گئے تھے اُن سب مین لوگون نے ولی عہد بہادر کی ہر طرح کی عمدہ کارروائی پر خوشنودی کا اظہار کیا تھا۔

جوناگڈھ مین ولیعہد بہادر نے دربار خوشی منعقد کیا ملکۂ وکٹوریہ صاحبہ نے جو خطاب اختیار کیا اُس کی خوشی مین

ولی عہد محمد بہادر خان صاحب نے دار الصدر جوناگڈھ میں اپنے آئینہ محل میں یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو ایک شاندار دربار منعقد کیا اور نہایت خوشی منائی۔

بہادر ندی کے پل کی تعمیر

بہادر نامی ندی پر جو کاٹھیاواڑ میں سب سے بڑی ندی ہے دو لاکھ روپیہ خرچ کر کے نواگڈھ اور جیت پور کے قریب پل بنایا گیا۔ اس میں نواب صاحب نے سب سے بڑی رقم دی تھی۔ اس پل کا افتتاح ۱۷ جون کو ہوا۔

راجکوٹ میں نمائش

ماہ اگست میں راجکوٹ میں نمائش ہوئی۔ اس میں جوناگڈھ میں بنی ہوئی کئی چیزیں اور ریاست کے جنگل کی ۶۰ قسم کی جڑی بوٹیاں بھیجی گئیں تھیں چنانچہ انکی عمدگی کی وجہ سے انعامات ملے۔

گورنر صاحب کی جوناگڈھ میں تشریف آوری

۲۰ نومبر کو بمبئی گورنر صاحب سر رچرڈ ٹیمپل کے مئی فر پر جہاز نے رات کے تین بجے بلاول کے کنارے کچھ فاصلہ پر لنگر ڈالا سویرے پولٹیکل ایجنٹ جیمس پیل صاحب اور سورٹھ پرانت کے اسسٹنٹ پولٹیکل ایجنٹ میجر فیلپس صاحب استقبال کے لئے جہاز پر تشریف لے گئے۔ گورنر صاحب اور اُن کے متعلقین فوراً جہاز سے اتر آئے اور بندرگاہ پر نواب صاحب کے ولیعہد محمد بہادر خان صاحب اور دیوان صاحب نے اُن کا استقبال کیا۔ یہ سب حضرات وہاں سے شہر بلاول میں ہوتے ہوئے پٹن گئے۔ منگلوری شاہ کا مزار اور سومناتھ کا مندر وغیرہ دیکھکر دس بجے بلاول کے سرکاری محل پر لوٹ آئے۔

شام کو گورنر صاحب نے بندرگاہ جسکا کام ہنوز باقی تھا اور فانوس بحری کا معائنہ کیا۔

۲۱ کی صبح کو سویرے عمدہ بگھیوں میں جوناگڈھ جانے کو گورنر صاحب اور دیگر حضرات روانہ ہوئے سواری کے ہمراہ سوار وغیرہ حاضر تھے جب سواری جوناگڈھ کے قریب پہونچی تو نواب صاحب بڑی شان و شوکت کے ساتھ استقبال کے لئے شہر کے باہر تشریف لے گئے۔ گورنر صاحب سے وہاں بڑے تپاک سے ملاقات ہوئی۔ نیا بنگلہ جسکی تعمیر کچھ دنوں پہلے ختم ہو چکی تھی اور جو بعد میں مہابت منزل کے نام سے

مشہور ہوا گورنر صاحب کے قیام گاہ کے لئے پورے طور سے آراستہ کیا گیا تھا۔ گورنر صاحب کی آمد کے موقعہ پر وہان ہاتھی۔ توپین پیادہ لشکر وغیرہ حاضر تھے۔ گورنر صاحب جب اس بنگلہ مین داخل ہوئے تو اُن کو سلامی دی گئی۔ اور توپون کے فیر کئے گئے۔

۲۲ کی صبح کو گورنر صاحب نے اوپرکوٹ۔ ہاسپٹل جیلخانہ۔ اور ہائی اسکول کا معائنہ کیا۔ دوپہر کے بعد نواب صاحب گورنر صاحب کی ملاقات کو اُن کے قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ اور شام کو گورنر صاحب بازدید کی ملاقات کے لئے نواب صاحب کے محل پر تشریف لائے۔ محل اور اُس کا احاطہ اور راستے کے مکانات چراغان سے خوب منوّر کئے گئے تھے۔ شب کو خاص ڈنر پارٹی ہوئی اور اُس کے بعد آتش بازی چھوڑی گئی۔

۲۳ کی فجر کو گورنر صاحب گرنار کے پہاڑ پر جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ گورنر صاحب پہاڑ کی سب سے بلند چوٹی تک جو سطح بحری سے تین ہزار چھ سو چھیاسٹھ فٹ اونچی ہے پیادہ پا چڑھے تھے

۲۴ کو گورنر صاحب بگھیون مین جیت پور ہوتے ہوئے دھوراجی تشریف لے گئے۔ اور دوسرے دن دوپہر کو واپس جوناگڈھ لوٹ آئے۔

شام کو نواب صاحب اپنے درباریون کے ہمراہ گورنر صاحب کے قیامگاہ پر اخیر ملاقات مین خدا حافظ کہنے کے لئے تشریف لائے۔ اس موقعہ پر گورنر صاحب نے اپنے معائنہ کا مختصر سا بیان کیا اور نواب صاحب کے حسن انتظام ریاست کو خوب سراہا۔ اور نواب صاحب کی مہمان نوازی سے بہت محظوظ ہوئے۔

قیام جوناگڈھ مین گورنر صاحب نے ریاست جوناگڈھ اور شیخ منگرول کا کیا تعلق ہے وہ دریافت کیا کیونکہ شیخ مذکور نے خود مختار ہونا چاہا تھا۔

۲۶ کو صبح پانچ بجے گورنر صاحب پوربندر جانے کے لئے روانہ ہوگئے۔

معزز مہمان

اسی سال بھاؤنگر کے ٹھاکر صاحب تخت سنگھ جی کرنل پار۔اور دیوان ساملداس بطور مہمان جوناگڈھ آئے۔

قحط سالی

اس سال بارش کی قلت کی وجہ سے قحط سا تھا اور دوسرے سال بھی کثرت باران کی وجہ سے یعنی جب ایک سو چار انچ بارش ہوئی تھی کہ ایسی کبھی نہیں ہوئی۔ گجرات اور کاٹھیاواڑ مین سب جگہ قریب قحط ہی سا تھا۔ نواب صاحب نے اپنی رعایا پر بہت رحم فرمایا۔ دیوانی دعاوی داخل کرنے کی ممانعت کردی۔ محصول معاف کیا۔ کسانون کو تقاوی وغیرہ دینے مین بہت خرچ کیا محتاجون کو مفت اور مالدارون کو نصف قیمت پر گرجنگل کی لکڑی لینے کی اجازت ہوگئی۔غرض دو برس مین ریاست کا کُل پندرہ لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔

۱۸۷۸ء

شاہزادہ محمد رسول خان کی شادی اور شاہزادہ محمد عادل خان کا راجکمار کالج مین داخل ہونا۔

۱۸۷۸ء مین شاہزادہ محمد رسول خان کی شادی کتخدائی امن بخت بنت سربلند خان بابی سے بڑی دھوم کے ساتھ ہوئی۔ اور شاہزادہ محمد عادل خان راج کوٹ کے راجکمار کالج مین اعلیٰ تعلیم پانے کے لئے داخل ہوئے۔

ہٹو مکرانی کی رہزنی کا خاتمہ

ہٹو نامی مکرانی شیر گڈھ تھانہ کا سپاہی تھا۔ وہ کسی جرم کی وجہ سے گرفتار کیا گیا۔ دورانِ تفتیش مین یہ فرار ہوگیا اور چند میا قوم کے آدمیون سے ملکر اس نے تھانہ مذکور کے دو آدمیون کو سخت زخمی کیا جن مین سے ایک مرگیا۔ ہٹو نے اطاعتاً حاضر ہوکر کہا کہ مین اس کام مین شامل نہین ہون۔ مگر جب دیکھا کہ ثبوت ہونے کو ہے تو پھر فرار ہوکر مفسدون سے جا ملا۔ اور سب ملکر رعایا پر ظلم کرنے لگے۔ پولیس سپرنٹنڈنٹ نائب شجاعت خان ہاشم خان اور اسسٹنٹ پولیس سپرنٹنڈنٹ مکرانی دین محمد جنگی اور اسسٹنٹ پولیس سپرنٹنڈنٹ سلیمان ابن عمر نے بہت کم عرصہ مین ان مفسدون کی بیخکنی کی یعنی موضع وڑوانگرا کے نزدیک لڑائی ہوئی۔ گیارہ مفسد مارے گئے۔ اور چند گرفتار ہوئے۔

ہتّو اور اس کا ساتھی صالح محمد اور میتا قوم کے دو تین آدمی مارے گئے۔ ان مقتولون مین ایک زنانہ نام کی کاٹھیانی عورت بھی تھی جو مفسدون کے ساتھ شامل تھی۔

محمد صالح ہندی دوبارہ دیوان بنائے گئے

دیوان ریاست گوکلجی جھالا نے ۲۸ نومبر کو انتقال کیا۔ حضور نواب صاحب نے شجاعت شعار محمد صالح ہندی کو اپنی ریاست کے دیوان ہونے کا اعزاز بخشا۔ اس وقت سے دیوان دفتر اور ملکی دفتر (ریوینیو ڈپارٹمنٹ) جو ساتھ ساتھ تھے الگ الگ کردیئے گئے اور ملکی دفتر کو خاص اختیار دیا گیا گو اسے دیوان دفتر کے ماتحت رکھا گیا۔

نواب صاحب نے بہاؤالدین خیراتی ہاسپٹل کا افتتاح کیا۔

اس سال کثرت باران کی وجہ سے بخار پھیلا اور کئی آدمی ہلاک بھی ہوئے۔ وزیر صاحب کی اہلیہ آمنہ بی بی صاحبہ بھی اس مرض مین مبتلا ہوئین۔ ایک نووارد تجربہ کار ڈاکٹر محمد حسین کا علاج کیا گیا۔ طبیعت درست ہوگئی۔ خاتون موصوفہ نے اپنے شوہر سے کہا کہ ایک دواخانہ آپ کی طرف سے غربا کے لئے کھولا جائے اور ڈاکٹر محمد حسین کے سپرد کیا جائے۔ وزیر صاحب نے اس کو قبول کیا اور نواب صاحب سے اسکے افتتاح کے لئے عرض کی۔ حضور نے منظور فرمایا اور بتاریخ ۱۵ ڈسمبر آپ نے دواخانہ کا افتتاح کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ریاست نے اس دواخانہ کے مصارف اپنے ذمہ لے لئے۔

۱۸۷۹ء

چونکہ خان بہادر دیوان محمد صالح ہندی نے نواب صاحب کی وفاداری اور جانفشانی سے خدمت کی تھی اسی طرح ان کے حکم سے سرکار برٹش کی خدمت بھی بخوبی بجالاتے تھے لہٰذا اس کے صلہ مین سرکار عالیہ کی طرف سے دیوان موصوف کو۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کا تمغہ عطا کیا گیا۔ جو یکم جنوری ۱۸۷۹ء کو اس وقت کے پولیٹکل ایجنٹ کرنل ایل۔ سی۔ بارٹن صاحب نے جوناگڈھ مین دربار منعقد کرکے نواب صاحب کے حضور مین دیوان موصوف کو اپنے ہاتھ سے عنایت فرمایا۔ اور کہا کہ یہ تمغہ نسلاً بعد نسلٍ قائم رکھا جائے گا۔

حضور نواب صاحب نے شیخ منگرول کو دوسرے درجہ کا اختیار عطا کیا۔	اطاعت اور عدم اطاعت کی بابت ریاست جوناگڈھ اور شیخ منگرول کے مابین مدت دراز سے سوال برپا تھا۔ گو پہلے شیخ موصوف کی اطاعت قرار پاچکی تھی۔ تاہم کئی بار اطاعت سے انحراف کیا گیا۔ اس وقت ریاست جوناگڈھ کی طرف سے

تاکید پر تاکید ہوتی رہی آخر سرکار عالیہ مین یہ مقدمہ دائر ہوا۔ طرفین کے دستاویزون سے ثابت ہوگیا کہ اطاعت لازمی ہے۔ مختصر یہ کہ شیخ بدرالدین مرحوم کی وفات کے بعد اُن کے بڑے صاحبزادے شیخ حسین میان صاحب نے اطاعت قبول کرکے نواب صاحب کے حضور مین اپنے درجہ کے موجب اختیارات ملنے کی عرض کی حضور نواب صاحب نے پہلی باتون کو رفع کرکے اپنی دریادلی اور فیاضی سے کام لیا یعنی دوسرے درجہ کی ریاست کو جو اختیارات سرکار برٹش نے دیئے ہین۔ وہی اختیارات حضور نواب صاحب نے ریاست جوناگڈھ کے ماتحت رکھتے ہوئے شیخ موصوف کو عنایت خاص سے عطا کئے۔ یہ سب کارروائی بتاریخ ۵ جون روز پنجشنبہ نواب صاحب کے آئینہ محل مین منعقد کئے ہوئے دربار عام مین ہوئی۔ پولٹیکل ایجنٹ کرنل بارٹن صاحب بھی شریک دربار تھے جب شیخ حسین میان دربار مین آئے دیوان محمد صالح ہندی نے استقبال کرکے اُنکو جائے مقررہ مناسب درجہ پر بٹھایا۔ بعد ازان شیخ موصوف اُٹھکر نواب صاحب کیخدمت مین کورنش بجالائے اور اشرفیان نذر کین پھر اپنی عرضی پڑھی جو جوناگڈھ کی ماتحتی کو قبول کرنے اور اپنے حقوق خودمختاری سے دست بردار ہونے پر مبنی تھی۔ نواب صاحب کیطرف سے خاص مہربانی کے طور پر دوسرے درجہ کے اختیارات کا پروانہ شیخ موصوف اور اُن کے جانشینون کے لئے دیا گیا۔

تعمیرات	اس سال تعمیرات مین ریاست کا قریب چار لاکھ روپیہ صرف ہوا۔
۱۸۸۸ء رہزنی کا تدارک	ہمیرا رسی۔ اور بھیما ارسی۔ از قوم میا۔ اور ویرا اور دیوآیت از قوم کاٹھی نے رہزنی اختیار کی مگر فوراً ہی پولس سپرنٹنڈنٹ نائب شجاعت خان ولد

خان اور ان کے نائب جمعدار سلیمان عمر نے نہایت ہوشیاری اور دلیری سے ان کو نیست و نابود کرد

جدید نائب دیوان کا تقرر اسی سال کے ماہ مئی میں بھاؤنگر کا رہنے والا باپالال مانک لال از قوم ناگر جوناگڈھ کا نائب دیوان مقرر کیا گیا۔

شکار کی ممانعت حضور سے یہ حکم صادر ہوا کہ حضور کی بغیر اجازت کوئی شخص شکار نہ کرے اور اس کی بابت قواعد منضبط ہوئے۔

محکمۂ صفائی و رجسٹری شیخ محمد حفیظ الدین عرف محمد بھائی جو انفنٹری کے کمانڈر تھے محکمۂ رجسٹری اور بلدیہ بھی انہی کی ماتحتی میں رکھے گئے۔ اور ان دونوں صیغوں کے وہ کمشنر بنائے گئے۔ مذکورۂ بالا کاموں میں انہوں نے اصلاح کے ساتھ ساتھ نمایاں ترقی کی تھی۔ ان کی عمدہ کارروائی دیکھکر دو برس کے بعد کل محالات ریاست کی رجسٹری کا کام انہیں کے سپرد ہوا۔

محکمۂ پولس پولس کے فوجداروں کا امتحان لینا قرار پایا۔ اب تک اس محکمہ کے افسر اعلےٰ ولیعہد بہادر تھے۔ ان کے زیر نگرانی اس صیغے میں بہت اصلاح ہوئی جس کی تعریف ایجنسی اور گورنمنٹ بمبئی کی طرف سے کئی بار ہوتی رہی۔

جاگیرداروں کی قرضداری کا علاج جاگیرداران ریاست قرضداری کے مرض میں مبتلا ہوکر خراب و خستہ حال ہوتے جاتے تھے۔ اس لئے ان کی بابت ایک قانون وضع کیا گیا تاکہ ان کو اس مصیبت سے رہائی ہو۔

گورنمنٹ بمبئی کا رزولیوشن ماہ جولائی کی ۲۰ تاریخ کو بمبئی سرکار نے اپنا رزولیوشن ظاہر کیا کہ تعمیرات اور رفاہ عام کے کاموں میں ریاست جوناگڈھ بہت خرچ کرتی ہے اور ولیعہد نے پولس کی بہت کچھ اصلاح کی ہے اس سے گورنمنٹ نہایت خوش ہے۔

گورنر صاحب کی جوناگڈھ میں تشریف آوری ۲۲ ڈسمبر کی صبح ہوتے ہی بمبئی کے گورنر سر جیمس فرگوسن صاحب مع اپنے متعلقین کے جوناگڈھ آنے کے لئے جیت پور سے روانہ ہوئے جوناگڈھ

اور جیت پور کے درمیان ۱۸ میل کا فاصلہ ہے۔ گورنر صاحب نے یہ مسافت گھوڑے کی سواری پر دو گھنٹوں مین طے کی تھی۔ اُس وقت نواب صاحب نے گورنر صاحب کا استقبال شہر کے باہر کیا تھا۔ اسسٹنٹ پولٹیکل ایجنٹ سورٹھ میجر وڈ ہاؤس جو جیت پور سے اگلے روز جوناگڈھ تشریف لا چکے تھے نواب صاحب کے ہمراہ تھے اور انھون نے نواب صاحب کا گورنر صاحب سے تعارف کرانے کا اعزاز حاصل کیا۔ بعد مین گورنر صاحب بڑی شان و شوکت کے ساتھ اپنے قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ اس وقت ولیعہد محمد بہادر خان صاحب سوارون کے ایک رسالے کے ساتھ گورنر صاحب کے ہمراہ تھے۔ یہ استقبال بہت ہی شاندار ہوا تھا۔ گورنر صاحب کو توپون کی سلامی دی گئی۔ اِس موقع پر شہر کے راستے نشانون جھنڈیون وغیرہ سے خوب آراستہ کئے گئے تھے۔

اسی روز رسمی ملاقات اور بازدید بھی ہوئی۔ مغرب کے بعد تمام شہر کو چراغون سے منوّر کیا تھا اور گورنر صاحب نے نواب صاحب کے ہمراہ خاص جلوس مین روشنی دیکھنے کے لئے شہر مین گشت لگایا۔ رات کو خاص مہمانی دی گئی۔ مجلس طعام برخاست ہونے پر آتش بازی کے لطف نے اور بھی چار چاند لگائے۔

دوسرے روز سویرے گورنر صاحب اپنے ہمراہیون کے ساتھ گرنار پہاڑ پر تشریف لے گئے تمام حضرات کے لئے ناشتہ اور کھانے کا انتظام پہاڑ پر سرکاری بنگلہ مین کیا گیا تھا۔ دوپہر ہوتے ہی سب صاحب جوناگڈھ لوٹ آئے۔ گورنر صاحب نے یہ پہاڑ کی چڑھائی ایک گھنٹہ چالیس منٹ مین ختم کی تھی۔ واپسی پر گورنر صاحب نے سواری سے اُتر کر اشوک کے کندہ پتھر کا معائنہ کیا۔ اسی روز شام کو گورنر صاحب اوپر کوٹ باغات وغیرہ دیکھنے گئے۔ گورنر صاحب کی اس تشریف آوری کے موقع کی رسمی اور درباری تقریبون مین نواب صاحب بخار مین مبتلا ہونے کی وجہ سے زیادہ حصہ نہ لے سکے اسلئے نواب صاحب کے فرزند دلبند شاہزادہ ولیعہد بہادر نے اپنے پدر بزرگوار نواب صاحب کی قائمقامی کی

اور گورنر صاحب اور دیگر حضرات کی مہمانداری وغیرہ کو نہایت حسن اور خوبی سے سرانجام دیا تھا۔
۲۴ تاریخ کی صبح کو گورنر صاحب راجکوٹ جانے کے لیئے روانہ ہوئے۔ گونڈل تک گھوڑے کی سواری کی اور وہان سے راجکوٹ تک بگھی مین رونق افروز ہوئے تھے۔

۱۸۸۱ء شاہزادہ محمد شیر زمان خان کی ولادت

شاہزادہ محمد رسول خان صاحب کی اہلیہ بیگم امن بخت صاحبہ کے بطن سے شاہزادہ محمد شیر زمان خان تاریخ ۳ ربیع الآخر ۱۲۹۸ھ مطابق ۴ مارچ ۱۸۸۱ء جمعہ کے مبارک روز تولد ہوئے جو بعد مین ولیعہد ریاست ہوئے تھے۔

مردم شماری

اسی سال ریاست کی مردم شماری ہوئی۔ گو مہلک بیماری اور قحط نے بہتون کو نابود کر دیا تھا تاہم کل آبادی ۳۸۴۲۹۳ ہوئی جو ۱۸۷۱ء کی گذشتہ مردم شماری سے ۲۲۴۰ کی تعداد مین زائد ہے۔

تعلیم سے اہل ہنود کا فائدہ اٹھانا

ریاست کی طرف سے آرٹس۔ میڈیکل۔ انجینیری۔ فلاحت۔ قانون وغیرہ کی اعلیٰ تعلیم پانے کے لیئے بمبئی پونہ وغیرہ جانے والون کو بڑی امداد ہوئی۔ اور یہ امداد ہمیشہ جاری رہی خصوصاً ہندوؤن کی ناگر قوم کے لوگ تعلیم مین بہت آگے تھے اس لیئے انہون نے خوب فائدہ اٹھایا۔

سرکاری حکم

گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق سیسہ اور شورہ لانے کی ریاست مین ممانعت ہوگئی مگر تین برس کے بعد نواب صاحب محمد بہادر خان کے عہد مین یہ ممانعت موقوف ہوگئی۔
سڑکون کے دونون طرف درخت لگانے کا حکم صادر ہوا اور فوراً عمل مین لایا گیا۔

بہادر خانجی ہائی اسکول کا افتتاح کرنل بارٹن صاحب کے ہاتھ سے

کاٹھیاواڑ پولیٹکل ایجنٹ کرنل بارٹن صاحب نے جوناگڈھ تشریف لا کر تاریخ ۱۴ جون کو ساڑھے پانچ بجے بہادر خانجی ہائی اسکول کا افتتاح کیا۔ ایک دربار منعقد ہوا جس مین نواب صاحب محمد بہادر خان صاحب۔ وزیر صاحب۔ دیوان صاحب۔ وغیرہ ارکان وامراو معززین ریاست شریک تھے۔ کرنل صاحب نے نواب صاحب کی فیاضی کی بڑی تعریف کی پھر آخر

مین صاحب موصوف کے ہاتھ سے طلبہ کو انعام دیا گیا۔

گورنمنٹ بمبئی کا رزولیوشن

سرکار بمبئی نے ۱۸۸۱ء مین رزولیوشن شایع کیا۔ اس مین نواب صاحب کے انتظام ریاست۔ فیاضی کے کامون۔ اور ولیعہد کی پولس کی جس نے گایکواڑی پرگنہ امریلی کے راہزنون کو مار کر ہٹا دیا تھا بہت کچھ تعریف و توصیف کی گئی تھی۔

نواب صاحب کا سفر راجکوٹ ۱۸۸۲ء

۱۸۸۲ء کے جنوری مین دربار منعقدۂ راجکوٹ مین بھاؤنگر کے ٹھاکر صاحب تخت سنگھ جی کو کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کا تمغہ ملا۔ نواب صاحب مع اسٹاف شریک دربار ہوئے کارروائی تمام ہوتے ہی نواب صاحب نے ٹھاکر صاحب موصوف کو سب سے پہلے مبارکباد دی۔

قیصرۂ ہند صاحبہ کا گولی کی زد سے نجات پانا جسکی خوشی مین نواب صاحب کی فیاضی

ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند وکٹوریہ صاحبہ پر ایک بدمعاش نے انگلستان کے پایۂ تخت لندن مین گولی چلائی تھی۔ مگر اُس کی زد سے ملکۂ معظمہ صاحبہ بچ گئین۔ اس کی خوشی مین نواب صاحب نے مساکین مین تقسیم کر دینے کے لئے پولٹیکل ایجنٹ صاحب کے پاس ایک ہزار روپیہ ارسال کر دیا۔ آخر یہ خبر ملکہ صاحبہ تک پہنچی اور اُنھون نے نہایت شکریہ کے ساتھ اظہار مسرت کیا۔

افیون

افیون کی خرید و فروخت اور مخفی طور پر لیجانے والون کی بابت نواب صاحب محمد بہادر خان ثانی مرحوم کے عہد مین گورنمنٹ نے معاہدہ کیا تھا کہ اب افیون کی خرید بمبئی سے کیجائے۔ افیون کی نسبت جو قانون گورنمنٹ نے وضع کیا تھا اس سے نواب صاحب نے اتفاق کر کے اسکی تعمیل کا اقرار کیا اور بذریعۂ پولٹیکل ایجنٹ صاحب سرکار عالیہ نے شکریہ ادا کیا۔

حضور نواب صاحب سر محمد مہابت خان۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کی وفات

ان ہردل عزیز رحمدل سخی بہادر دلیر اور عادل نواب صاحب نے ۱۵؍ ذی قعدہ ۱۲۹۹ھ مطابق ۲۹؍ ستمبر ۱۸۸۲ء جمعہ کے مبارک دن ۴۵ برس کی عمر مین ۳۱ سالہ حکومت کے بعد قریب تین ماہ بیمار رہکر اس عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف رحلت فرمائی۔

کُل ریاست نے بلکہ دور دراز رہنے والون تک نے بھی بہت ہی رنج وغم کیا تو متعلقین کے رنج وملال کی کیا حد ہو سکتی ہے چونکہ نواب صاحب نہایت ہر دل عزیز تھے مسلمان اور ہندو جنازہ کے ساتھ اس قدر شریک تھے کہ پہلے شاید ہی کبھی ایسا اتفاق ہوا ہو۔ بعد نماز جنازہ نواب صاحب مرحوم کو جہان دفن کیا گیا وہان بعد مین ایک عالیشان مقبرہ بنوایا گیا جو **مہابت مقبرہ** کے نام سے مشہور ہے۔ ایصال ثواب کے لئے چار حافظ قبر پر ہر روز قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے ہین۔ ایک گارڈ رہتا ہے جس مین سات سپاہی اور ایک افسر ہے۔ وزیر صاحب شیخ محمد بہاؤالدین ابتک بلا ناغہ[1] ہر روز بوقت شام فاتحہ کو تشریف لیجاتے ہین۔

اسی دن دیوانِ ریاست محمد صالح ہندی کے دستخط سے اعلان ہوا کہ تین روز تک ریاست کے سرکاری دفاتر بند رکھے جائین۔ عوام کو نواب صاحب مرحوم سے اس قدر محبّت تھی کہ تین روز تک انھون نے دوکانین نہین کھولین۔

نواب صاحب مرحوم کی وفات کی خبر پاتے ہی پولیٹیکل ایجنٹ صاحب اور والیان ریاست جام نگر۔ بھاؤنگر۔ وڈھوان۔ لیمڑی وغیرہ نے بذریعہ تار اظہار ملال کیا۔ پولیٹیکل ایجنٹ صاحب نے خاص طور سے ۳۰ تاریخ یعنی دوسرے روز کے ایجنسی گزٹ مین نواب صاحب مرحوم کا رحمدلی سے اپنی رعایا کے ساتھ برتاؤ۔ ہر جگہ دی ہوئی خیرات اور رفاہ عام مین فیاضی اور ہر دلعزیزی کی تعریف کے ساتھ اپنا رنج ظاہر کیا۔ اور ایجنسی کے کل دفاتر کو ایک دن کے لئے بند رکھوایا۔

نواب صاحب مرحوم کی ازواج واولاد

نواب صاحب مرحوم کی پہلی بیگم کمال بخت بنت زور آور خان بابی (نواب صاحب رادھن پور) تھین۔

(۲) دوسری لاڈلی بیگم بنت شیخ محمد ہاشم جن کے بطن سے شاہزادہ ولیعہد محمد بہادر خان تولد ہوئے

[1] [وزیر صاحب مرحوم اپنی آخری عمر تک برابر فاتحہ کو جایا کرتے تھے۔]

(۳) تیسری سردار بخت بنت شہامت خان بابی تعلقدار رانپور۔
(۴) چوتھی نور بی بی جن کے بطن سے شاہزادہ محمد رسول خان تولد ہوئے۔
(۵) پانچویں چھوٹی بی بی جن کے بطن سے شاہزادہ محمد عادل خان پیدا ہوئے۔
(۶) چھٹی ننھی بی بی بنت بلوچ محمد خان۔ ان کے بطن سے شاہزادی تاج بخت تولد ہوئیں۔
(۷) ساتویں ناتھی بو۔

نواب صاحب کے اوصاف تعلیم اور تربیت۔

عہد طفولیت میں نواب صاحب کو صوبہ میاں کہتے تھے طبیعت میں بہت سادگی تھی۔ آپ نے قرآن خوانی کے بعد مذہبی اردو اور فارسی تعلیم جوناگڈھ کے رہنے والے منشی گل محمد سے جو قوم ملا سے تھے حاصل کی تھی۔ نواب صاحب اردو بہت صاف بولتے تھے۔ مسند نشینی کے بعد گجراتی وغیرہ کی مناسب درجہ کی تعلیم پائی۔ علاوہ بریں نگرانی کرنے والے امرائے ریاست کی کمیٹی تھی۔ جس کے ممبر جوان مرد خان بابی تعلقدار رانپور۔ فرید خان نور خان۔ پربھوداس کہانداس اور نادر خان تھے۔ یہ اراکین دن بھر نواب صاحب کے ہمراہ رہا کرتے تھے۔

پابندی شریعت

نواب صاحب نماز روزہ کے پابند تھے۔ اور احکام شریعت کی پابندی کا نہایت شوق رہتا تھا۔ کوئی عالم یا کوئی اور شریعت کی بابت کچھ کہتا تو پوری توجہ سے سُنکر خوش ہوتے اور کہتے کہ اور کہو۔ تعصب سے پاک تھے۔ اس لئے اہلِ حدیث مولوی سلیمان جوناگڈی کا وعظ بھی شوق سے سُنتے تھے۔ سادات کرام اور علما کی بہت تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ وفات کے چار پانچ برس قبل عصمت پناہ نیک خاتون آمنہ بی بی عرف بوصاحبہ زوجۂ وزیر اعظم نے درخواست کی کہ شادی بیاہ میں جو مکروہ رسمیں ہیں وہ ترک کرادی جائیں تو اہلِ اسلام کو دین اور دنیا دونوں کا نفع پہنچے۔ نہایت خوش ہوئے اور تعمیل کا وعدہ فرمایا۔ مگر افسوس کہ یہ بات بوجہ وفات نواب صاحب مرحوم رواج نہ پاسکی۔

فیاضی

باز کی لڑائی اور پہلوانوں کی کشتی دیکھنے کا بڑا شوق تھا۔ سینکڑوں باز والے اور پہلوان مالامال ہوگئے تھے۔ اسی طرح شاعری اور موسیقی سے بھی دلچسپی تھی۔ شاعر وغیرہ کو خوب انعام واکرام دیتے تھے۔ دل کے نہایت فیاض تھے۔ ایک مرتبہ دیوان محمد صالح ہندی سے اثنائے گفتگو مین فرمایا کہ فلان کار خیر مین اب ڈھیل نہ کرو۔ دیوان صاحب نے عرض کی کہ اتنے دنون مین اگر یہ کام نہو جائے تو مجھپر جرمانہ کرین۔ نواب صاحب نے فرمایا کہ ایسا نہ کہو بلکہ یون کہو کہ اتنے دنون مین اگر یہ کام کرلون تو کیا انعام پاؤن۔ بعض اوقات اپنی دریادلی سے ادنیٰ ادنیٰ آدمیون کو بڑی بڑی قیمتی چیزین اور بڑی بڑی رقمین عطا فرمادیتے تھے۔

گھوڑے کی سواری

سواری کے لئے گھوڑا بہت پسند تھا۔ گاڑی کی سواری کو پسند نہین فرماتے تھے۔ گھوڑے کے شہسوار تھے۔ ایک دن کے وقفہ سے سواری ہوا کرتی تھی۔ آپ گھوڑے پر آگے آگے اور پیچھے پیچھے امرا و اراکین ریاست وغیرہ گھوڑون پر سوار ہوتے۔ خوب سر بندی ساتھ رہتی۔ عجیب شان وشوکت سے قابل دید سواری کا تجمل ہوا کرتا تھا۔

ہر ایک اجنبی شخص کی خبرگیری

سواری مین جاتے ہوئے اگر کوئی اجنبی شخص سامنے آگیا تو وہین گھوڑے کو ٹھہرا کر اُس سے گفتگو کرتے۔ اُس کا اور اُس کے وطن کا نام۔ کس پیشے اور فن کا آدمی ہے۔ جونا گڈھ مین آنے کا کیا سبب ہے تمام باتین نرمی سے دریافت فرماتے اور کچھ خرچ کو دیتے اور لائق پاتے تو فرماتے کہ محل پر آنا۔ ایک وقت اگر ایک آدمی کو دیکھ لیتے تو ہرگز اُسے نہ بھولتے۔

دلیری

دلیری تو گویا اُن کی فطرت مین تھی۔ مست ہاتھی کے سامنے صرف بید کی چھوٹی سی چھڑی ہاتھ مین لئے چلے جاتے ہاتھی دب جاتا۔ ایک شیر کا بچہ اپنے پلنگ کے پاس رکھتے تھے۔ جب وہ بڑا ہو کر شرارت کرنے لگا اور کچھ غصہ ور بھی ہوگیا تھا۔ مگر اُس وقت بھی جہان نواب صاحب نے بید کی چھڑی اُٹھائی وہ نواب صاحب کے قدمون پر گر کر لوٹنے لگتا اور پالو بلی کیطرح دُم ہلانے لگتا۔ وزیر صاحب

اور دیوان محمد صالح ہندی وغیرہ کو فکر ہوگئی کہ یہ وحشی جانور ہے اس کا کیا اعتبار خدانخواستہ کبھی نہ کبھی ضرر پہنچائے۔ اس خیال سے بہت کچھ خدمت مین عرض کرنے لگے۔ مگر یہی جواب ملتا رہا کہ میرا پلا ہوا ہے مجھے کوئی ضرر نہین پہنچا سکتا۔ آخر ایک دن اُس نے بہت کچھ شرارت کی۔ اُس روز سب نے دست بستہ بڑی عاجزی اور اصرار کے ساتھ عرض کر کے بمشکل اس شیر بچہ کو پنجرے مین ڈلوا دیا۔

انصاف رعایا کو خواہ کسی مذہب کی ہو دل سے چاہتے اور اُن کے ساتھ برابر انصاف کی بار بار تاکید فرماتے۔ حد سے زیادہ رحم دل تھے اور اسی سبب سے سب رعایا خواہ مسلمان ہو خواہ ہندو نواب صاحب کے گرویدہ تھے۔ ان کی نیک دلی اور خداشناسی کا اس سے اور بڑھکر ثبوت کیا ہوگا کہ لوگ ان کو بعد وفات ولی مانتے ہین۔ ان کے مزار پر منّتین چڑھاتے ہین اور ہر سال بڑی دھوم سے عُرس ہوتا ہے۔

مردم شناسی مردم شناس تو ایسے تھے کہ جیسے طبیب حاذق نبض شناس ہوتا ہے۔ اور قیاس کر کے تشخیص مین جب کسی کو اچھا پالیا اُس پر پورا اعتبار کر لیا۔ اسی وصف نے ان کی ریاست مین وہ روشنی پھیلائی جو کاٹھیاواڑ کی کسی اور ریاست کو نصیب نہ ہوئی۔ اس تشخیص مین کبھی دھوکا نہ کھایا۔ جب کہا فلان آدمی وفادار معلوم ہوتا ہے۔ بس پھر وہ تمام عمر ویسا ہی ثابت ہوا۔ انہی اوصاف کی وجہ سے عوام نے حضور کو صاحب کرامات تسلیم کر لیا۔

سیاحت نواب صاحب مرحوم سیاحت کے بڑے شائق تھے۔ اپنے ملک مین کئی مرتبہ دورہ کیا۔ کاٹھیاواڑ اور ہندوستان کے حصون مین کئی بار تشریف لے گئے۔ ان سفرون مین کُل پندرہ لاکھ روپیہ خرچ کیا۔

انتظام ریاست قدیم رواجات برطرف اور جدید طرز قوانین داخل ہو کر انتظام مین جو عمدگی پیدا ہوئی اس کا نواب صاحب مرحوم کو فخر ہے۔ برٹش سرکار کے نمونے کے مطابق قانون دیوانی و فوجداری

وضع ہوکر اُس کے موافق جدید عدالتون مین کارروائی ہونے لگی۔ بغیر پروانہ ہتھیار رکھنے اور افیون ونمک لیجانے یا لانے کی ممانعت کی گئی۔ تعلیم کی اشاعت پر جس کا نواب صاحب مرحوم کو ذاتی شوق تھا بڑا خرچ کیا گیا۔ اس بارہ مین وہ تمام کاٹھیاواڑ پر سبقت لیگئے۔ اعلیٰ درجہ کی تعلیم جو بمبئی اور پونہ وغیرہ مین دی جاتی تھی اس کے لئے بڑے بڑے وظیفے دیکر اپنی ریاست والون کو بھیجا۔ کتب خانے مطبع اور سرکاری ماہوار رسالہ جو دستور العمل کے نام سے مشہور ہے قائم وجاری کئے۔ زراعت اور تجارت کی بھی عمدہ ترقی ہوئی۔ آم کے درخت اپنے ملک مین جابجا لگوائے خصوصاً دار الصدر جوناگڈھ مین کئی قسم کے عمدہ درخت بکثرت لگ گئے کیونکہ درخت بڑا ہوکر جب پھل دینے کے لائق ہو تب فی درخت صرف چار آنہ سالانہ لگان مقرر کیا گیا۔ شہر کی آبادی نے ترقی پائی اس لئے پختہ شہرپناہ کو دو جگہ سے توڑکر وسیع کیا۔ ایک کالوہ ندی کی طرف اور دوسرے مغرب کی جانب وسعت دی گئی۔ سرائین پل اور سڑکین بکثرت تعمیر ہوئین۔ شہر کے راستے کشادہ کئے گئے۔ آئینہ محل کے سامنے ایک وسیع عمارت (سرکل) تعمیر کیگئی جس مین گھنٹہ گھر بنایا گیا۔ ان کے زمانہ مین کچہری کا نیا مکان آئینہ محل۔ کچہری خاص۔ جیل۔ بہادر خانجی ہائی اسکول۔ عدالتون کے مکان۔ ہاسپٹل۔ مانڈوی سرکل سرکل کی مسجد۔ فراشخانہ۔ سردارباغ کا بنگلہ۔ بارہ شہید کی مسجد۔ شہر کے باہر نیا بنگلہ۔ لال بنگلہ وغیرہ بنوانے مین پچاس لاکھ روپیہ سے زیادہ صرف ہوا۔ کاٹھیاواڑ کے اور مقامات مین تعمیر کے کام مین نواب صاحب نے آٹھ لاکھ روپیہ دیا ہے۔ باہر والون کو چندون وغیرہ مین عطیات چار لاکھ روپیہ سے زیادہ دیا ہے۔ شہر بلاول کی درستی پر چار لاکھ سے زیادہ روپیہ صرف ہوا۔ وفات کے چار پانچ برس قبل قحط سالی وغیرہ مین کسانون کو تقاوی اور غربا اور محتاجون کے لئے جو کام کھولا گیا اس مین پندرہ لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ رفاہ عام اور خیراتی کامون مین کئی لاکھ ملکر کل ایک کروڑ سے زیادہ خرچ کیا گیا۔

قدردانی نواب صاحب مرحوم مین قدردانی کا مادّہ اس قدر تھا کہ جس جس نے نمایان خدمات کی بجاآوری مین بدل وجان کام کیا تھا۔ اُن کو نیز خیراتی کامون مین نواب صاحب نے اپنے

عہد حکومت مین چھبیس[۲۶] دیہات اور کچھ الگ زمین ملکر پچاس ہزار ایکڑ زمین جاگیر مین دیدی۔

سیاسی مقدمات نواب صاحب کے عہد حکومت مین نواب صاحب اور دیگر والیان ملک اور زمینداران ملک کے درمیان مدت سے حد بندی و مشارکت دیہات کی بابت جو جھگڑے چل رہے تھے اور جن کی وجہ سے امن مین خلل پڑ رہا تھا اور ترقی کے حائل تھے اُن کے فیصلے ہو کر طرفین نے نجات پائی خاص کر اکثر مقدمات مین نواب صاحب ہی کو فتحمندی ہوئی ہے۔

اسی طرح حضور نواب صاحب کی زور طلبی جو اصل مین شاہان دہلی کی پیشکش کا استحقاق نوابان جوناگڈھ کو ملا تھا اُس کے ادا کرنے مین موربی۔ گونڈل۔ جیتپل جسدن۔ جالیہ۔ وغیرہ ریاستین جو قصور کرتی تھین اُن کو سرکار عالیہ نے حکم دیا کہ وہ جوناگڈھ کو زور طلبی برابر ادا کیا کرین۔

معزز مہمان اس عہد مبارک مین بڑودہ کے مہاراجہ صاحب۔ بھاؤنگر کے ٹھاکر صاحب دھرانگدھرہ کے راج صاحب۔ اور گونڈل۔ لیمڑی۔ وڈھوان۔ راجکوٹ۔ اور لکھتر وغیرہ دوسری ریاستون کے رئیس جوناگڈھ آئے تھے۔

اقبال مندی نواب صاحب محمد حامد خان مرحوم کے عہد حکومت مین آمدنی کا سالانہ اوسط پانچ لاکھ روپیہ اور خرچ پونے پانچ لاکھ روپیہ تھا۔ نواب صاحب محمد مہابت خان مرحوم کے عہد حکومت کے پہلے دس برس کی سالانہ آمدنی کا اوسط سوا بارہ لاکھ روپیہ ہوتا ہے۔ اور خرچ کا اوسط سوا چھ لاکھ روپیہ۔ دوسرے دس برس مین جب کہ عنان حکومت نواب صاحب کے ہاتھ آئی آمدنی کا اوسط سترہ لاکھ روپیہ اور خرچ ساڑھے چودہ لاکھ روپیہ۔ تیسرے دس برس مین آمدنی کا اوسط انیس لاکھ روپیہ اور خرچ ۱۸¾ لاکھ روپیہ۔

مدارُالمہام وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤالدین صاحب سی۔آئی۔ای۔ کے مختصر حالات

عہد مہابت خانی

چونکہ بلند اقبال شیخ محمد بہاؤالدین صاحب ریاست کے اوّل وزیر اعظم اور والئی ملک کی طرف سے مخاطب بہ فرزند رشید ہین لہذا اُن کے حالات زندگی کا مختصر تذکرہ تاریخ ہذا کے اس موقع پر انصافاً ضروری ہے۔

خاندانی حالات

شیخ محمد بہاؤالدین کے دادا شیخ محمد حفیظ الدین عرف حافظ بھائی بعض خانگی اختلافات کے باعث خاندان سے ناراض ہوکر عین شباب ہین ملتان سے جوناگڈھ آئے۔ چونکہ آدمی معزز خاندان کے صاحب علم حافظ قرآن اور بڑے درویش صفت متقی تھے۔ لہذا حضرت خلف شاہ میان کے سجادہ نشین سیّد غلام محیُ الدین صاحب نے اپنے خاندان کے بچّوں کی تعلیم وتربیت پر اُن کو مامور کیا۔ بعد ازان اُن سیّد بزرگون نے جوناگڈھ کے مشہور بلوچ سردار خان[1] کی دختر جمعیت بی بی کے ساتھ ان کا عقد کرادیا۔ اس کے بعد اُن[2] کی خدمات مرحوم

[1] یہ وہ سردار خان ہین جنکی بھتیجی جوناگڈھ کے شیخ المشایخ ننھا میان صاحب کی بیوی تھین۔

[2] ایک عرصہ کے بعد حافظ بھائی کے چچا اور چچیرے بھائی ان کو بلانے کے لئے آئے۔ کیونکہ ملتان ہین اُن کی کچھ جاگیر بھی تھی مگر انہون نے جانے سے انکار کردیا

نواب صاحب محمد بہادر خان کے محل سے وابستہ ہوگئیں۔ مشہور ہے کہ ایک درویش میان رضا قضا کے ساتھ حافظ بھائی دعا میں مشغول تھے کہ محمد مہابت خان پیدا ہوئے۔ لہٰذا اُن کی والدہ اُسی دن سے حافظ بھائی کی معتقد ہوگئیں۔ نواب صاحب محمد بہادر خان کے انتقال کے تیسرے برس حافظ بھائی نے بھی انتقال کیا۔ اُن کے دوسرے بیٹے محمد ہاشم جو شیخ محمد بہاؤالدین کے والد اور دروازۂ قلعۂ بالا (اوپر کوٹ) کے جمعدار تھے اور جو شیخ المشایخ ننھا میان صاحب کے ماتحت تھے۔ انہون نے باعزّت زندگی گذاری۔ اُن کے سب سے چھوٹے فرزند شیخ محمد بہاؤالدین ۱۸۳۵ء مین تولّد ہوئے۔ افسوس کہ کم سنی ہی مین والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ حافظ بھائی کے بڑے بیٹے پیر محمد عرف پیر بھائی تھے وہ سیّد خلف شاہ میان سجادہ نشین کی جاگیر کے منتظم تھے اُنکے بیٹے محمد حفیظ الدین عرف محمد بھائی ہین۔ حافظ بھائی کے تیسرے بیٹے محمود بھائی کی لڑکی کی نسل سے اس وقت داتار جمیل شاہ رح کے چِلّہ کے خلیفہ ہین۔

مدارالمہام وزیر اعظم یہ لفظ جوناگڈھ کی تاریخ مین بلکہ کل جزیرہ نمائے کاٹھیاواڑ کی تاریخ مین پہلے پہل داخل ہوا ہے۔ یاد رہے کہ یہ عہدہ دیوان کے عہدہ سے بالکل جداگانہ ہے۔ شاہی زمانے مین بادشاہ اپنی غیر حاضری مین بلکہ بعض اوقات موجودگی مین بھی جس کو اپنا اختیار دیتا تھا وہ ”وکیل مطلق“ کہا جاتا تھا۔ بعض وقت یہ اختیار وزیر کو بھی ہوتا تھا۔ اس وقت وزیر گویا ایک وزارت کا اور دوسرا وکیل مطلق کا اس طرح دو کام ایک ساتھ انجام دیتا تھا اور بعض وقت وزیر الگ اور وکیل مطلق الگ ہوتا تھا۔ اب یہ وزیر اعظم کا عہدہ وکیل مطلق کا عہدہ ہے۔ دیوان ریاست اُن کی ماتحتی مین ہوتے تھے۔ کاٹھیاواڑ کی اور ریاستون بلکہ دوسری دیسی ریاستون مین بھی دیوان کو جو دقّتین پیش آتی تھین اور آتی ہین وہ دیوان جوناگڈھ کو ہرگز پیش نہ آئین اور کام مین بہت سہولت ہوتی رہی۔

دوگونہ تعلقات وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤالدین کے پولیٹکل معاملات اور انتظام ریاست کے

متعلق اس سے قبل واقعات لکھے جاچکے ہین۔وزیر کو ابتک والئ ملک اور رعایا دو سے کام پڑتا تھا مگر اس زمانے مین ایک اور اضافہ ہوا یعنی برٹش گورنمنٹ کی رضامندی۔ ان تینون کو بیک وقت یکسان رضامند رکھنا نہایت مشکل امر ہے۔شیخ سعدی علیہ الرحمہ کا یہ قول مشہور ہے کہ ع

قربِ سلطان آتشِ سوزان بود

وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤالدین نے ان کو رضامند کرنے مین جو کامیابی حاصل کی ہے وہ باستثنائے سر سالار جنگ شاید ہی اس زمانے کی دیسی ریاستون مین اس درجہ کے کسی عہدہ دار نے حاصل کی ہو۔اس مین شک نہین کہ سر سالار جنگ کو جس قسم کے تعلقات نظام الملک دکن سے تھے ویسے ہی والئ جوناگڈھ کے ساتھ شیخ محمد بہاؤالدین کو ہین۔لہذا اس شخص کو کاٹھیاواڑ کا سر سالار جنگ کہنا ہر طرح زیبا و مناسب ہے۔اب مذکورۂ بالا تین پارٹیون مین سے جن کا خوش رکھنا وزیر پر لازم ہے پہلے ہم والئ ملک اور وزیر کی نسبت خیال ظاہر کرتے ہین۔

نواب صاحب نے خود مختار ہونے کے بعد پہلا کام جو کیا وہ یہ تھا کہ عنان حکومت وزیر صاحب کے سپرد کردی۔چونکہ نواب محمد مہابت خان صاحب وزیر صاحب کی سچّی وفاداری صداقت خیرخواہی اور جانفشانی کا اندازہ ایک مدّت دراز تک کرتے رہے۔بچپن مین بھی دونون ساتھ کھیلتے رہے۔اس بناء پر وہ نواب صاحب موصوف کی تخت نشینی کے بعد رسالہ خاص کے افسر اعلیٰ مع خطاب شجاعت شعار بنائے گئے۔پھر اعتماد آثار سے مخاطب ہوئے اور جب تجربہ و اعتماد مکمل ہوچکا تو وزارت کا عہدۂ جلیلہ۔پالکی۔فیل نشینی۔پاؤن مین سونے کا توڑا پہننے خطاب فرزند رشید سے مخاطب ہونے اور جاگیر مین موضع الکترائی ملنے کا اعزاز تاریخ ۱۳ جولائی ۱۸۹۲ء کو عطا ہوا۔بعد ازان وزیر صاحب نے ریاست کی اور برٹش سرکار کی نمایان خدمتین انجام دین اور ہمیشہ ریاست کی بہبودی دل سے چاہتے رہے۔اس لئے ۱۸ مارچ ۱۸۹۸ء کو موضع بھیال مع پوشاک و خلعت فاخرہ وزیر صاحب کو عنایت ہوا

اس وزارت کے عہدۂ جلیلہ کے عطا کرنے کا جو فرمان صادر ہوا اُس کے یہ الفاظ ہین "تمہاری وزارت کا اختیار ہمارے اختیار کے برابر ہے اور اس اختیار سے تم کاروبار ریاست کروگے اور ریاست کے درجہ کی حفاظت جیسی کہ مناسب ہے دل وجان سے کروگے۔ ہم کو تم پر پورا اعتبار ہے اور ہم اس بات سے خوش ہین کہ ہم اور رعایا دونون آپکو یکسان طور پر چاہتے ہین"

جب دیہات کا انعام عطا کیا گیا تو پروانہ مین یہ الفاظ لکھے گئے۔ "ہمارے زمانۂ طفولیت سے ہم مین اور تم مین باہمی رابطۂ محبّت ہے تم نے ہمارے فائدہ کے لئے بارہا تکلیف اُٹھائی ہے۔ خاص بنتھلی مین جاکر جو انقلاب ہوا اس وقت تم نے ایک فرزند کی طرح ہماری جان بچائی اور اپنا معتمد جانکر جب کبھی ہم نے کوئی حکم تمہین دیا اس کی بجاآوری بڑی ہمّت سے ہماری مرضی کے مطابق کی"

اس وزیر باوفا کو جن اوصاف سے نواب صاحب مرحوم نے متّصف کیا تھا انہون نے ویسا ہی اخیر تک یعنی نواب صاحب کی وفات تک خود کو ثابت کر دکھایا۔ نواب صاحب کے یون تو یہ رشتہ کے بھائی بھی ہوتے تھے۔ مگر حکمران تو کام کو دیکھتے ہین۔ تاریخی ضرب المثل ہے کہ الملک عقیمؐ (بادشاہ بانجھ ہوتا ہے) یعنی کسی قرابت ورشتہ داری کو مانتے نہین۔ جب کسی کی خدمات اور وفاداری دیکھتے ہین تو سب کچھ دیتے ہین۔ جس طرح جہانگیر ابن جلال الدین اکبر شہنشاہ ہندوستان خان اعظم میرزا برخوردار (جو چھ ہزاری منصب پر صوبہ بہار کا حاکم تھا) کے کام سے نہایت خوش ہونے کی وجہ سے اس کو بھائی کہکر بلاتا تھا۔ اسی طرح کام سے خوش ہوکر نواب صاحب محمد مہابت خان وزیر شیخ محمد بہاؤالدین کو ہر وقت روبرو یا غیبت مین بھائی کہا کرتے تھے اور جب کبھی ایجنسی اور گورنمنٹ بمبئی کی طرف سے ریاست کے عمدہ انتظام کی تعریف کی جاتی اور سب نواب صاحب کو مبارکباد دیتے تو بہت خوش ہوتے اور جس طرح سلطان فیروز شاہ ہندوستان کی تاریخ مین ایک جلیل القدر بادشاہ شمار کیا گیا ہے اور اپنے وزیر خان جہان مقبول کی نسبت (جو اُمّی ہونے کے باوجود سلطنت

کی قابلیت قدرتی طور پر رکھتا تھا (کہتا تھا کہ دہلی کا صاحب شوکت بادشاہ خان جہان ہے۔ اسی خندہ پیشانی سے نواب صاحب فرماتے کہ ہم نے تو ریاست بھائی (وزیر) کے سپرد کی ہے ان کو مبارکباد دو۔ اس پر بھی وزیر صاحب یہی جواب دیتے کہ یہ سب کچھ آپ کے اقبال سے ہوا ہے اور ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ کئی فرامین ایسے ہین جن میں وزیر صاحب کی تعریف پائی جاتی ہے۔ اگر سب احاطۂ تحریر مین آئین تو ایک دفتر بنجائے۔ ابتدا مین جب خاص سبھا جو حضور سبھا اور نسیت سبھا (انصاف کی عدالت آخری) کے نام سے بھی مشہور ہے قائم ہوئی تو اس مین نواب صاحب کے حکم سے چار ممبر تھے۔ اور وزیر صاحب موصوف اس کے صدر تھے۔ دیوان ریاست گوکلجی جھالا۔ محمد صالح ہندی اور نرسنگھ پرشاد۔ وغیرہ چند امراء ممبر تھے لیکن سبھا کے روح روان وزیر صاحب ہی تھے۔ جن کے مشورہ پر تمام نظم ونسق کا دارومدار تھا۔ مختصر یہ کہ خوش نصیب ہے وہ نواب جس کو ایسا وزیر ملے اور خوش نصیب ہے وہ وزیر جس کو ایسا آقا ملے۔

نواب صاحب کو اپنے وزیر کی قابلیت ایمانداری اور وفاداری کا جسقدر خیال تھا وہ مضمون بالا سے ظاہر ہے اور نواب صاحب کا انتخاب بالکل صحیح ثابت ہوا۔ گر دوسری طرف وزیر اپنے آقا کا کیسا جان نثار تھا کہ اپنی جان کو خطرے مین ڈالکر کام کرتا تھا۔ وزیر ہونے کے بعد کچھ لوگ انکی جان کے دشمن بنگئے تھے اور ملک مین کچھ عرصہ تک راہزنون نے امن عامہ مین خلل ڈال رکھا تھا۔ پھر وہ قدیم رواج کو دور کر کے جدید اصلاحات کا نفاذ کرنا چاہتے تھے۔ ایسی نازک حالت مین ظاہر ہے کہ وزارت کے پیچیدہ امور کو کامیابی کے ساتھ انجام دینا نہایت مشکل امر تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب اس مشکل سے نجات ملی تو ریاست کے کام اس خوبی سے انجام دئے کہ ایجنسی اور گورنمنٹ بمبئی تک کو دکھا دیا کہ کاٹھیاواڑ مین جوناگڈھ ہی اوّل درجہ کی ریاست ہے اور دوسری ریاستون کے مقابلہ مین عمدگی انتظام کے لحاظ سے امتیاز رکھتی ہے۔ عمدہ انتظام ہی نے نواب صاحب کو گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے خطاب

کی توپون مین چار توپون کے اضافہ کا اعزاز دلایا۔ دوسرے والیان ریاست کو چھوڑ کر شاہزادۂ انگلستان نے بمبئی مین نواب صاحب کی قیامگاہ پر آ کر ملاقات کی جو ریاست کے لئے ضرور قابل فخر ہے۔ بلند حوصلہ وزیر صاحب ایسے موقعون پر لاکھون کے خرچ مین بھی پس و پیش کرنے والے نہ تھے یعنی شاہزادہ صاحب کی یادگار مین تین لاکھ روپیہ خرچ کیا۔

انتظامی قابلیت یہ زمانہ فتوحات ملکی کا نہ تھا۔ اگر ہوتا تو یہی وزیر سپہ سالار بنکر جس طرح وزیر بسمارک نے پروشیہ کے ایک چھوٹے سے صوبہ کو جرمنی کا ملک بنا دیا اپنی جان پر کھیل کر نواب صاحب کے ملک کو بہت کچھ وسعت دیتے۔ مگر غور کیا جائے تو انھون نے وزیر بنکر اس سے بھی زیادہ کیا ہے یعنی ریاست کی سالانہ آمدنی سہ چند سے زیادہ بڑھادی۔ پرنس کنسرٹ (زوج ملکۂ معظمہ وکٹوریہ صاحبہ) کا یہ قول کہ "بغیر قابل وزیر کے سلطان بڑا نہین کہا جاسکتا" بالکل صحیح ہے۔ وزیر جیسے مرتبہ کا آدمی معرکۂ پرخطر مین بھی اپنے آقا سے وفادار رہے اور نگرانی۔ میّا۔ کھانٹ اور کاٹھی وغیرہ مختلف جرائم پیشہ اقوام کے رہزنون کو مارنے مین تلوار سے کام لے۔ یہ کوئی زیادہ تعجب انگیز بات نہین ہے کہ اسلام نے مسلمانون کو اس کی خاص تعلیم دی ہے۔ مگر جو شخص نہ کسی اسکول مین گیا ہو نہ کسی کالج مین پڑھا ہو وہ ریاست کے مختلف پولٹیکل صیغون مین کمال درجہ کی اصلاح و ایجاد کرلے۔ یہ ضرور حیرت انگیز بات ہے۔ مگر سرسیّد احمد کا قول تھا کہ "معمولی علم کا آدمی جو نیک نیتی صداقت ہمدردی اور محنت سے کام لیتا ہے دنیا مین کارہائے نمایان کر دکھاتا ہے" ویسا ہی اس وزیر نے کیا۔ اُن اوصاف کے ساتھ ان کی فطرتی عادت یہ تھی کہ جب کبھی کسی کام کا کوئی آدمی ملگیا اُس سے اُسی کام کی گھنٹون تک باتین کرکے اُس کام کا علم حاصل کرلیتے۔ بعض اوقات تو مکرّر سہ کرّر دریافت کرکے یاد کرلیتے۔ خواہ وہ آدمی ریاست کا ملازم ہو خواہ باہر کا۔ دیسی ہو یا یوروپین۔ ہندو ہو یا پارسی۔ اگر کسی دور دراز ملک مثلاً افغانستان یا عرب یا ایران کا کوئی سیّاح ملجاتا تو اس کے ملک کا رواج اور آئین سلطنت

وغیرہ خوب دریافت کرتے اور نہایت توجہ سے سُنکر یاد رکھتے پھر جو بات عمدہ معلوم ہوتی اسکو اپنی ریاست مین رائج کرتے۔ مشاورین مین ان کو ایک سچّا اور پکّا مسلمان منشی خیر العلی خان سا مشیر ملگیا تھا جو ہندوستان کی اکثر ریاستون سے بخوبی واقف تھے بلکہ انگلستان مین سات برس تک رہچکے تھے اس لئے انگریزون کی حکومت سے بھی بہت کچھ واقفیت رکھتے تھے۔ بنا برین انکی ذات سے مفید معلومات بہم پہنچتی رہی۔ وزیر صاحب نے بھی اُن کی قدر کرنے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا یعنی ان کو اپنے بھائی کے برابر مانتے تھے۔

اگلے زمانے کی تاریخ سُننے کا ہمیشہ شوق رہا۔ اس بات نے انہین ریاست کی ضروریات سے پورا باخبر کردیا۔ جس پر پابندیٔ وقت نے سونے پر سہاگہ کا کام دیا۔

وزیر صاحب اپنی ہمت شجاعت اور دانشمندی سے پہلے پہل پولس کمشنر

تدریجی ترقی خدمات

کا یہ فرض بجالائے کہ مدت قلیل مین راہزنون کی بیخکنی کی۔ کئی بار بذات خود جاکر اور کئی مرتبہ لائق آدمیون کو بھیجکر اس بلا سے نجات دلائی۔ یہ سب مذکور ہوچکا ہے جس کی قدر نہ صرف نواب صاحب ہی نے بلکہ برٹش گورنمنٹ نے بھی کی۔

اُس کے بعد انہون نے اپنی عقل اور دور اندیشی سے صیغۂ مال یعنی ریونیو پر توجہ مبذول فرمائی ایک تجربہ کار ریونیو کمشنر کی طرح جو کام کیا وہ بالکل آئینہ کی طرح صاف ہے یعنی پیمائش زمین کا صیغہ قائم اور اجارہ کا قدیم دستور موقوف کیا۔ گو اس کی تکمیل نواب صاحب محمد بہادر خان کے زمانے مین ہوئی۔ محال اونہ کی آمدنی بطور امانت خزانۂ عامرہ مین رکھی جانے لگی جس کا منافع ریاست نے بعد مین ریلوے پانی کے نل اور قحط سالی وغیرہ جیسے بڑے بڑے کامون مین صرف کیا اور قرض لینے کی ضرورت نہ پڑی جبکہ کاٹھیاواڑ کی دوسری ریاستون کو سودی قرض لینا پڑا تھا۔ وزیر صاحب کے ریونیو کام کی جب دیوان ریاست محمد صالح ہندی نے حضور مین رپورٹ پیش کی تو حضور نواب صاحب

نے فرمایا کہ "وزیر کی کارروائی مذکور کے ایک ایک لفظ سے ہم متفق ہین۔ وزیر نے رعایا کو فائدہ پہونچا کر اور خوش حال رکھکر ریاست کی آمدنی بڑہانے مین بڑی جانفشانی کی ہے اور جو کچھ کیا گیا ہے وہ صرف ریاست کی حفاظت اور فائدہ کے لئے ہے"

دوسری ریاستون اور جاگیر دارون کے ساتھ سرحدی حدود یا مشارکت دیہات یا زور طلبی وغیرہ کے جو جو پیچدار جھگڑے تھے وزیر صاحب نے بڑی فکر اور دور اندیشی سے واقف اور تجربہ کار آدمیون کو رکھکر ان سب کا رفتہ رفتہ فیصلہ کرایا۔ اس سے ریاست کو بہت کچھ فائدہ ہوا۔

جون جون زمانہ ترقی کرتا گیا عدالتون کے لئے باہر سے قانون دان آدمیون کو بلا کر ریاست مین نوکر رکھا۔ اس سبب سے اس کام مین بھی بڑی کامیابی حاصل کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ امیر المومنین خلیفۂ ثانی کے عہد حکومت کے واقعات سنکر اس اقبالمند وزیر کو عدل و انصاف کا خیال اسقدر پیدا ہو گیا جیسا کہ احمد شاہ سلطان گجرات و بانی احمد آباد کو تھا جس نے محض انصاف کی خاطر باوجودیکہ قانون اسلام کے مطابق دیت جائز تھی تاہم اپنے داماد کو جو قتل کے جرم مین ماخوذ ہوا تھا دار پر چڑھا دیا۔ اسی طرح اس انصاف پسند وزیر نے اپنے قرابت دارون کی آہ و زاری کا کچھ خیال نہ کر کے اپنے مجرم بھانجے کو ایک ہندو مستغیث کے مقابلہ مین دار پر چڑھا دیا۔

وزیر صاحب نے کوہ گرنار اور گر کے جنگل کی طرف توجہ کی اور ایک فوریسٹ کانزرویٹو افسر بنکر جنگل کے درختون کی حفاظت اور زمین کی زراعت کا کام شروع کیا۔ اس وقت تک کوہ گرنار اور گر کے جنگل سے ریاست مین کوئی آمدنی کی صورت نہ تھی۔ ویران حصہ کو آباد کرنے سے زراعت نے اس قدر ترقی پائی کہ چند دیہات بنکر ایک محال بنگیا جہان اب وہیوٹدار رہتا ہے۔

تعمیرات کا نواب صاحب کو ذاتی شوق تھا لہذا وزیر صاحب کو بھی اس مین زیادہ دلچسپی ہوئی رفاہ عام کی غرض سے سرائین سڑکین پلین وغیرہ اور شہر جوناگڈہ مین کئی شاندار عمارتین تعمیر کرائین

تجارت کی ترقی کے لئے بندر بلاول پر چار لاکھ روپیہ صرف کیا اور کئی طرح کا محصول معاف کر دیا۔ غرض ریاست اور رعایا کے فلاح و بہبود مین وزیر صاحب نے کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا۔ ایجنسی اور گورنمنٹ بمبئی کی طرف سے کئی بار اس کام کے متعلق ریاست جوناگڈھ کی تعریف ہوتی رہی۔

حسب اقتضائے زمانہ ریاست مین اشاعت تعلیم بذریعہ وزیر صاحب اس قدر ہوئی اور اتنا زرِ کثیر اس پر صرف ہوا کہ کاٹھیاواڑ مین کوئی ریاست اس کے مقابلہ مین نہین آسکتی۔ یہ اظہار خود ایجنسی اور گورنمنٹ بمبئی کی طرف سے کئی مرتبہ ہوا اور خاص طور پر وزیر صاحب کی تحسین کی گئی۔ نواب صاحب محمد مہابت خان کے عہد مین ہندو اور مسلمان دونون کے لئے یکسان تعلیم کا بندوبست تھا مگر مسلمان تو خواب غفلت مین تھے۔ تعلیم سے کوئی فائدہ نہین اٹھایا جب اس وزیر ہمدرد کو یہ محسوس ہوا تو نواب صاحب محمد بہادر خان کے عہد مین اہل اسلام کے لئے نواب صاحب مرحوم کی یادگار مین ایک عالیشان مہابت مدرسہ اپنی جیب خاص سے بنایا اور احمد آباد کے گجرات کالج مین ایک مسلمان فیلو (مہابت فیلو) رکھنے کے لئے تینتیس ہزار روپیہ کی رقم بمبئی یونیورسٹی کو دی۔ ریاست کے طلبہ کے لئے خاص خاص وظائف مقرر کئے۔ نواب صاحب محمد مہابت خان کے زمانے مین وزیر صاحب اور ان کی خاص جماعت کے مسلمان ممبر بہت زیادہ بر سر اقتدار تھے گو ہندو ناگر دیوان اور دوسرے چند افسر بھی تھے۔ مگر مسلمانون کے زیر نگرانی رہتے تھے۔ انگریزی تعلیم کو ترقی ہوئی اور ریاست مین لائق اہل علم آدمیون کی ضرورت پڑی اس وقت سے یعنے نواب صاحب محمد بہادر خان کے عہد مین ہندؤن کی تعداد مسلمانون سے بڑھنے لگی۔

خدا نے وزیر صاحب کو ایسا دل و دماغ عطا کیا تھا کہ ہر کام مین دلچسپی لینا گویا ان کی عادت ہو گئی تھی۔ امور ریاست کے اس قدر بوجھ کے باوجود کبھی کام سے اکتاتے نہین۔ قدیم تاریخی تحقیقات قدیم سکجات تانبے اور پتھر کے کتبون وغیرہ کی تحقیقات و جستجو کرنے والون کو بڑی مدد دی بلکہ اس قسم کی

چیزین خرید کرنے اور بہم پہونچانے مین ان کو ہر طرح کی سہولت اور آسانی پیدا کردی چنانچہ اس معاملہ مین کرنل واٹسن نے جو کاٹھیاواڑ کے پولیٹکل ایجنٹ صاحب ہوئے ہین اور رائل اشیاٹک سوسائٹی کے کئی ممبرون نے وزیر صاحب کی اعانت اور دلچسپی کے لیئے بہت کچھ شکریہ ادا کیا ہے۔ شہر کے باہر داتار اور گرنار کے پہاڑ اور ایک بڑی چٹان پر راجا اشوک کا قدیم کتبہ لکھا ہوا اور کئی پرانے غارون سے (جو اطراف جوناگڈھ مین موجود ہین) قدیم تاریخ کی جستجو کرنے والون کو جو کچھ معلومات بذریعہ وزیر صاحب موصوف حاصل ہوئین وہ دوسری جگہ سے نہین ملسکتی تھین۔ غرض کہ وزیر صاحب مین قدیم تاریخ سے دلچسپی کا مادہ بھی بہت کچھ تھا۔

دوراندیش وزیر صاحب نے ریاست یا والئی ریاست کے کسی کام کو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہمیشہ سرگرمی سے انجام دیا۔ ہمدردی اسقدر تھی کہ اپنے آقا کے خاندانی لوگون اور ریاست کے اُن ملازمون کا جو جاگیردار تھے۔ ایسا بندوبست کیا کہ قرضداری کی حالت مین مبتلا ہونے پائین۔

نوابی خاندان والون خصوصاً بیوہ بیبیون وغیرہ کے مکان پر خود جاکر اُن کی حالت کی تفتیش کیا کرتے اور ہر وقت اُن کی خبرگیری کرکے نیک سلوک کیا کرتے۔

شاہزادہ صاحب محمد رسول خان و محمد عادل خان کی تربیت اور شادی وغیرہ خانگی کام وزیر موصوف کی اہلیہ آمنہ بی بی صاحبہ کے متعلق رہے۔ اس نیک خاتون نے مادرانہ شفقت سے کام لیا۔

ریاست اور والئی ریاست کی عزت و شہرت کا اسقدر خیال مدنظر رہتا تھا کہ موقع بموقع خواہ ریاست مین خواہ باہر تعلیم کے لیئے یا اور رفاہ عام کے چندون کے لیئے خاص مسلمانون کے دینی و دنیاوی کامون مین لاکھون کے خرچ کرنے سے بھی وزیر صاحب نے دریغ نہ کیا۔ خاص اس قسم کے کامون سے نواب صاحب از حد خوش ہوتے تھے۔

منشی خیرات علی خان صاحب کے ذریعہ ہندوستان کی دیگر اسلامی وغیر اسلامی ریاستون سے سلسلۂ مواصلات وارتباطات اس طرح قائم کردیا کہ ریاست جوناگڈھ کے مرتبہ ووقار کے شایان شان باہمی تعلقات قائم ہوگئے اور خط وکتابت نیز پیغامات تقریب ومبارکباد وغیرہ مین نواب صاحب جوناگڈھ کی فرسٹ کلاس والئی ریاست ہونے کی پوزیشن کا قرار واقعی احترام ہونے لگا۔

اب وزیر صاحب کے اُن تمام کامون سے نتیجہ نکلتا ہے کہ اُن کی نسبت نواب صاحب کی جو رائے تھی وہ کہانتک پایۂ ثبوت کو پہنچی۔ وزیر صاحب کی سیاسی حکمت عملی دور اندیشی شجاعت دلیری۔ ہمدردی۔ وفاداری۔ جانفشانی۔ اور ریاست کی خیرخواہی کے مفصل حالات اوپر تحریر مین آئے

وزیر وشہریار مین باہمی محبت

مگر جو سچی محبت نواب صاحب اور وزیر صاحب کے مابین تھی۔ اس کا بیان کرنا باقی ہے۔ نواب صاحب جب تک وفات سے قبل صاحب فراش رہے تو ہر وقت بھائی بھائی کہکر وزیر صاحب کو پکارتے رہے اور اپنی سچی محبت کا اثر دم واپسین تک دکھاتے رہے۔ ادھر نواب صاحب کی طویل بیماری مین وزیر صاحب نے بھوک اور بیداری وغیرہ برداشت کرنے مین حد سے زیادہ تکلیف گوارا کی۔ وزیر صاحب کو اپنے آقائے نامدار کی وفات سے ایسا ہی صدمہ ہوا جیسا کہ اورنگ زیب عالمگیر کے ایک بڑے افسر کو اُس کی وفات سے پہونچا تھا۔ یعنے وہ اپنے آقا کی قبر پر جا بیٹھا۔ بعد مین شاہزادہ محمد اعظم اسکو سمجھا بجھا کر لے آیا تھا۔ اسیطرح وزیر صاحب نے نواب صاحب محمد مہابت خان کے مقبرہ مین جا بیٹھنے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ مگر محمد صالح ہندی نے سمجھایا کہ اب جو مسند نشین ہین وہ آپ کے فرزند کے برابر ہین اس خیال سے باز آئیے اور نوجوان نواب صاحب کے عہد نوابی کو روشن کرنے کی سعی وکوشش کرین۔ اُدھر نواب صاحب محمد بہادر خان کو جب یہ ارادہ معلوم ہوا تو انھون نے اپنی ممانی (اہلیہ وزیر صاحب) کے ذریعہ کہلوایا کہ اگر آپ وزارت ترک کردینگے تو مین نوابی ترک کردونگا۔

غرض اس نیک خاتون نے اپنے شوہر کو سمجھایا اور دونون طرف سے وزیر صاحب پر ایسا اثر پڑا کہ فوراً اپنے خیال سے باز آئے۔

اپنے دوست صادق اور آقائے نامدار نواب صاحب محمد مہابت خان کی وفات کے بعد ان کی یادگار مین خاص مسلمانون کی تعلیم کے لئے ایک لاکھ روپیہ خرچ کرکے ایک مدرسہ قائم کیا جس کا نام مہابت مدرسہ رکھا اور احمد آباد کے گجرات کالج مین مسلمانون کے لئے تیس ہزار روپیہ دیکر مہابت فیلوشپ قائم کی جو اب جوناگڈھ بہاؤالدین کالج مین منتقل ہوگئی ہے اور نواب مرحوم کے عالیشان مقبرے کے چاندی کے دروازے اپنی جیب خاص سے بنوائے ان کے علاوہ ترویج ثواب کے لئے کئی کام جاری کئے وہ ہمیشہ بلاناغہ نواب صاحب مرحوم کے مقبرہ پر عصر اور مغرب کے درمیان فاتحہ خوانی کے لئے حین حیات جاتے رہے۔

وزیر صاحب کا رعایا سے تعلق اوپر ہم لکھ چکے ہین کہ وزیر صاحب کو تین فریق سے تعلق تھا جن مین سے ایک نوابی تعلق کو بیان کردیا۔ اب ہم بتانا چاہتے ہین کہ رعایا کے ساتھ وزیر صاحب کا کیا سلوک تھا اور رعایا اُن سے کس قدر خوشنود تھی۔ بسمارک وزیر اعظم جرمنی کے اس قول کی وزیر صاحب کو خبر ہو یا نہو مگر ان کا عمل درآمد گویا بالکل اسی پر تھا۔ یعنی کاروبار ریاست مین صلح پسندی اور سلامت روی کا مسلک اختیار کرنا رعایا کے حق مین سلامتی ہے۔ ریاست کے کاروبار مین حقیقی اسلامی قانون کے مطابق رعایا کو بلاتفریق مذاہب ایک جانتے تھے اور انصاف مین کسی کی کوئی اور رعایت نتھی چارون طرف امن تھا۔ سڑکون۔ کنوئن۔ سراؤن۔ اسکولون اور پوسٹ آفسون وغیرہ رفاہ عام کے کامون مین سب کا حصہ برابر رہا اور ترقی تجارت کی آسانی۔ قحط سالی وغیرہ آفت کے زمانون مین رعایا پر رحم دلی پوری طور سے ہوتی رہی۔ سرکاری ملازمت مین جس کو لائق دیکھا داخل کیا۔ البتہ ناگر زیادہ تھے۔ کیونکہ ان مین تعلیم یافتہ زیادہ تھے

تعلیم کا فائدہ سب مذہب والون کو یکسان پہنچا مگر جب مسلمانون کو پست دیکھا تو بعد مین ان کی خاص رعایت کی گئی نیز اسلامی کامون مثلاً مسجدون اور دینی مکتبون وغیرہ کی امداد کی خصوصیت رکھی گئی۔ غرض اس بنی نوع انسان کے خیرخواہ وزیر صاحب نے رعایا کو خوشنود رکھنے اور خوشحال بنانے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا یہانتک کہ ہر قوم وملت کے ادنےٰ اور اعلےٰ کی تقریب شادی وتعزیت مین اسکے گھر جا کر اسکو ہر طرح شاد کرنا اور تعزیت کے موقع پر رنج کا اظہار کرنا ان کی مشہور صفت ہے۔

وزیر صاحب سے رعایا کے خوش ہونے کا نواب صاحب نے اپنے چند فرمانون مین وقتاً فوقتاً اور ایجنسی نے کئی بار رپورٹ مین اظہار کیا ہے۔ اسی طرح بڑے بڑے موقعون پر رعایا نے جو جو ایڈریس حضور نوابی مین پیش کئے ہین ان مین وزیر موصوف کی شان مین جو جو تعریفی عبارتین ہین اگر اُن سب کو درج کرین تو ایک ضخیم کتاب بنجائے۔ اس خوش اخلاق وزیر صاحب سے رعایا کا خوش ہونا چندان تعجب خیز نہین ہے مگر باہر کے دور و دراز خصوصاً احاطہ بمبئی کے اور عموماً ہندوستان کے دیگر حصّون کے رہنے والون کا ان سے خوش ہونا تعجب انگیز ہے چنانچہ بمبئی کے بڑے بڑے مسلمان معزز۔ صاحب علم اور دوسرے معززین نے ایک مہتم بالشان جلسہ منعقد کرکے وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤالدین صاحب کو ناصر الاسلام کا خطاب دیا۔ علاوہ برین والیان ریاست بھی ان سے اس قدر خوش تھے کہ ان سے خط وکتابت کرتے اور روبرو ملاقات سے ایک والئی ریاست کی طرح ملکر خوش ہوتے۔ بعدمین یعنی نواب صاحب سر محمد رسول خان بابی بہادر کے مبارک عہد مین جبکہ اس نامور وزیر صاحب کو سی۔ آئی۔ ای۔ کا خطاب ملا تو ریاست جوناگڈھ کے اور باہر کے لوگون نے اور کئی رئیسون نے اس تقریب خوشی کے یادگار مین قریب تین لاکھ روپیہ جمع کردیا۔ ایسے کام مین اس مجسم الاخلاق وزیر صاحب کے چندہ مین ایسی بڑی رقم کے جمع ہوجانے کی نظیر ملنی بہت دشوار ہے۔

حکومت برٹش کی خوشنودی و رضامندی

ریاست کی بھلائی اور عزت افزائی کی خاطر حکومت برٹش کی نمایاں خدمات کی بجاآوری میں وزیر صاحب نے پوری جانفشانی کی ہے جس کا ثبوت خود نواب صاحب کے چند فرامین ہیں جن میں ایک کی عبارت یہ ہے کہ "بھائی بہاؤالدین نے حکومت برطانیہ سے جو ربط وضبط حاصل کیا ہے وہ پہلے خواب وخیال میں بھی نہ تھا یعنی ریاست کو کبھی نصیب نہ تھا" انہوں نے مختلف طریقوں سے برٹش گورنمنٹ کی خدمات انجام دیں۔ مثلاً پہلے تو خاص برٹش سرکار کے مخالف باگھیر قوم کے چند باغیوں کو مارا اور گرفتار کیا۔ دشمنوں سے جنگ میں اسکے زخمی شدہ فوجیوں کی مالی امداد کی۔ مقتول افسروں کی اولاد کے لئے معقول وظیفے عطا کئے اور اپنی ریاست بلکہ تمام کاٹھیاواڑ میں امن وامان قائم کرکے حکومت برٹش کی طرف اپنی وفاداری کا اظہار کیا۔ ان سب کا ثبوت خود ایجنسی کی سالانہ رپورٹوں اور گورنمنٹ بمبئی کے رزولیوشنوں میں موجود ہے۔ جس کا اپنے اپنے محل پر ذکر ہوچکا ہے۔ وزیر ممدوح برٹش گورنمنٹ کی نیک اور مفید ہدایات پر عمل کرنے میں بہت کوشاں رہتے تھے اور جب کبھی پولیٹیکل ایجنٹ یا گورنر بمبئی کو نواب صاحب سے ملاقات کا اتفاق ہوتا تو اپنی ریاست کی کارروائی مختصر بیان کرکے آئندہ بہتری کی ہدایت اُن سے طلب کیجاتی۔ یہ کہکر کہ آپ سچے دوست ہیں آپ کا حق ہے کہ بہتری وترقی کے لئے ہدایت کریں۔ اس لئے خواہ مخواہ اُن کو بھی کچھ کہنا ہی پڑتا مگر انتظامات ریاست میں اُن کی جس قدر خوشنودی رہی ہے ان سب کا بدلہ گورنمنٹ نے وزیر صاحب کو یہ دیا کہ پولیٹیکل افسروں نے اعتراف کیا کہ ریاست جوناگڈھ کو وزیر شیخ محمد بہاؤالدین سا "گوہر بے بہا" ملگیا ہے اور آخر سرکار برٹش نے یہاں تک قدر کی کہ نواب صاحب سر محمد رسول خان بہادر کے زمانہ میں اس وزیر عالیشان کو سی۔ آئی۔ ای۔ کا خطاب دیکر گویا چار چاند لگادئے۔ ان تمام امور کے طفیل وزیر موصوف کی ذات کو سرکار برٹش کی طرف سے بڑا اعزاز حاصل ہوا۔
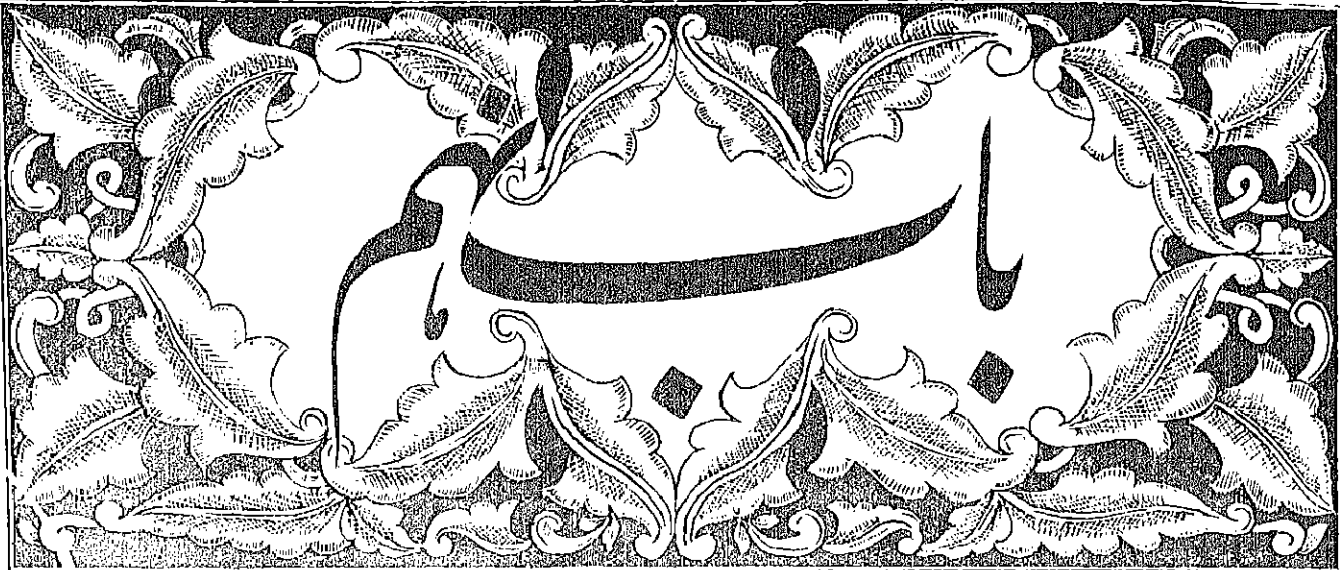
باب نہم

نواب سر محمد بہادر خان بابی بہادر ثالث جی۔ سی۔ آئی۔ ای

سنہ ۱۲۹۹ھ – ۱۳۰۹ھ | سنہ ۱۸۸۲ء – ۱۸۹۲ء
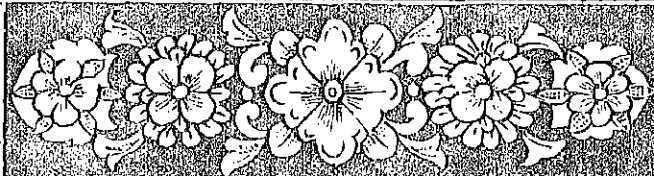
ساتویں نواب صاحب ریاست جوناگڈھ
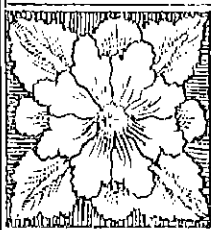
مسند نشینی سنہ ۱۸۸۲ء ۱۲۹۹ھ
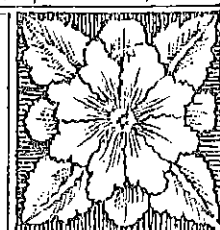
حسب دستور نواب صاحب محمد مہابت خان مرحوم کی وفات کے تیسرے روز یعنی تیجے کے فاتحہ کے قبل تاریخ ۱۶ ذی قعدہ سنہ ۱۲۹۹ ہجری مطابق یکم اکتوبر سنہ ۱۸۸۲ء بروز یکشنبہ کی فجر کو چھ بجے مسند نشینی کے اصل مقام پر جو مشہور سانٹھ حویلیوں کے متصل چبوترہ بنا ہوا ہے۔ بابی تعلقداران بانٹوہ۔ سردار گڈھ۔ رانپور وغیرہ اراکین و امرائے ریاست جوناگڈھ مدعو کئے گئے تھے۔ ریاست کی سربندی۔ رسالہ سواران سپاہ خاص پارٹی انگریزی اور دیسی باجے وغیرہ موجود تھے۔ ساڑھے چھ بجے صبح کے وقت مدار المہام وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤ الدین صاحب

دیوان صاحب محمد صالح ہندی۔ اور باقی تعلقداران موصوف وارا کین وامرائے ریاست کو ہمراہ لیکر خاص محل پر محمد بہادر خان صاحب کو بُلانے آئے۔ بدستور قدیم محمد بہادر خان صاحب سفید لباس پہنے۔ سفید دستار باندھے مسند نشینی کی مقررہ جگہ پر تشریف لائے۔

حسب دستور نوابان جوناگڈھ کے خاندانی پیرزادہ امیر کبیر سیادت مآب سید بادامیاں صاحب احمد آبادی نے نماز فجر پڑھوا کر مناسب وقت ہدایات فرما کر محمد بہادر خان صاحب کو مسند نشین کیا اور دعا و مبارکباد دیکر اپنی طرف سے ایک پوشاک (پانچ کپڑوں کا) حضور میں پیش کیا۔ بعد جملہ حاضرین کی طرف سے رسم نذرانہ ادا ہو کر مبارک بادی گئی۔ اکیس ۲۱ توپوں کی سلامی ہوئی۔ نوبت نقارہ اور بینڈ وغیرہ خوشی کے شادیانے بجے۔ سب لوگوں کو مصری (شکر) تقسیم ہوئی۔ اسطرح غمی خوشی میں مبدل ہوگئی۔

امیر ریاست وزوجہ وزیر اعظم آمنہ بو صاحبہ کے حقیقی برادر خازن خاص (توشکچی) محمد خان ولد فرید خان صاحب نے توشہ خانہ میں سے ایک تلوار۔ ڈھال۔ کٹار۔ خزانہ خاص کی کنجی اور مُہر جدید حضور میں پیش کی۔ نواب صاحب نے بدستور سابق کاروبار ریاست جاری رہنے کا ایک فرمان صادر فرمایا اور اس پر مُہر کرکے وزیر صاحب کے حوالہ کیا۔ ضروری کارروائی کے بعد حضور نواب صاحب کی طرف سے حسب ذیل مضمون پڑھا گیا:۔

امراء ریاست، سرداران، رعایا کی مختلف جماعتوں کے نمایندگان اور حاضرین!

ہمارے واجب التعظیم والد بزرگوار عالیجاہ نواب سر محمد مہابت خان بہادر۔ کے۔ سی۔ ایس آئی۔ مرحوم ومغفور نے تین ماہ بیمار رہکر بتاریخ ۱۵ ذی قعدہ (مطابق ۲۹ ستمبر) بروز جمعہ اس دار ناپائیدار سے دار البقاء کی طرف انتقال فرمایا اور عنان حکومت ہمارے ہاتھ آئی ہے۔ اب از روی فرض میں اظہار کرتا ہوں کہ اس انتقال پر ملال نے میرے دل کو ایسا صدمہ پہنچایا ہے

کہ مین مرحوم کے اوصاف حمیدہ بیان نہین کرسکتا مختصر یہ کہ اُن کی بزرگی مشہورِ خلق ہے اور میری ذات کے لیئے۔ رعایا کے لیئے۔ ریاست کے لیئے جو کچھ خوبیان اور برکتین نظر آتی ہین یہ سب انہی کی دعا کا طفیل ہے۔

مین خاص طور پر یہ ظاہر کرتا ہون کہ جب سے خود مختارانہ عنان حکومت میرے والد مرحوم کے ہاتھ آئی۔ عمدہ انتظام۔ جاہ و حشمت۔ آبادی ملک۔ چھوٹے بڑے امراء و ملازمانِ ریاست کی دلبری کرنے اور ریاست کی طرف وفادار رہنے کی ہدایت کرنے۔ نوابی خاندان مین خیر و صلح قائم کرنے اور امور ریاست مین اعلیٰ خدمت کرنے کے علاوہ۔ میرے والد کی بیحد ذاتی خدمت کرنے کے لیئے میرے بزرگوار ماموں مدار المہام وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤ الدین صاحب کا مین نہایت احسانمند ہون۔ ان مذکورہ کارہائے نمایان مین دیوان محمد صالح ہندی کا بھی حصّہ ہے۔ اِن دونون کا احسان میری ریاست اور مین خود ہرگز فراموش نہین کرسکتے ان کی ذات ریاست کے لیئے بیحد مفید ہے۔ لہٰذا مین چاہتا ہون کہ بدستور سابق یہ اپنا کام کرتے رہین۔ مین بھی انہین کے ذریعے واقف ہوکر ریاست کا کام کرتا رہون گا۔ کُل اہل ریاست پر واجب ہے کہ اِن کے حکم کو ہمارا حکم سمجھین۔

امرائے ریاست اور ملازمان ریاست کا جو مرتبہ ہے اس کی مین برابر نگہداشت کرونگا اور مجھے امید ہے کہ تمام رعایا جس کمال محبت و خلوص سے پیش آتی ہے اسی طرح پیش آتی رہے گی۔ اور بوجہ حاکم ہونے کے رعایا کا جو فرض مجھ پر ہے مین اس کی بجاآوری برابر دل و جان سے کرتا رہونگا،،

اس تقریر کے بعد دربار برخاست ہوا اور مرحوم نواب صاحب کے تیجے کی رسم ادا کرنے کا نواب صاحب نے حکم صادر فرمایا۔

۲۶

نواب صاحب محمد بہادر خان مسند آرائے ریاست ہوئے اس وقت ان کی عمر چھبیس برس کی تھی۔ چونکہ یہ فطرتاً چالاک اور ذہین تھے اور منشی خیرات علی خان جیسے ماہر علوم اور تجربہ کار شخص کے زیر تعلیم، وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤالدین اور دیوان محمد صالح ہندی کے زیر تربیت رہ چکے تھے اور راجکمار کالج کا نصاب تعلیم ختم کرکے کرنل لیسٹر ایسے لائق انگریز افسر کے ساتھ ہندوستان کا بڑا دورہ کرکے کافی تجربہ حاصل کر چکے تھے نیز اپنے والد بزرگوار کے عہد میں محکمۂ پولس کی نگرانی اور اپنے والد کی غیر موجودگی میں تمام ریاست کے کاروبار کا نظم و نسق بخوبی کر چکے تھے۔ ایسے نوجوان لائق شاہزادے کو مسند نشین ہوتے دیکھکر رعایا میں بڑی مسرت پھیل گئی اور سب نے اعتماد اور اطمینان کا اظہار کیا جو ان کے عہد میں اسی طرح اخیر تک قائم رہا۔

۱۸۸۳ء — میاّ قوم کی سرکشی

میاّ قوم کی سرکشی مشہور ہے۔ یہ لوگ قدیم سے ریاست جوناگڈھ کی ملازمت میں تھے اور اس کے عوض ان کو خاص شرطوں پر پٹیشو اور مالیہ محالات میں زمین دی گئی تھی۔ مگر اب ریاست جوناگڈھ کو ان لوگوں کی ملازمت کی کوئی ضرورت باقی نہ رہی لہٰذا ان کے پاس سے زمین کی محصول کا (نقدی) لینا قرار پایا۔ مگر ان سرکشوں نے ناراض ہوکر محصول دینے سے صاف انکار کیا۔ آخر نواب صاحب نے ان کی اراضی کو ضبط کر لینے کا حکم صادر فرمایا۔ جب ان کی زمینیں ضبط کر لی گئیں تو قریب دو سو میاّ قوم کے اشخاص اتفاق کرکے کنڈا[1] کی پہاڑی پر جا بیٹھے اور علم بغاوت بلند کیا۔ نواب صاحب نے انسداد کے لئے فوراً اپنے دو معتمد افسر جمعدار سلیمان ابن عمر پولس سپرنٹنڈنٹ اور مقبول میاں ولد فیض الدین میاں چشتی فارسٹ سپرنٹنڈنٹ جو ریاست کے جاگیردار امیر ہونے کے علاوہ ہر ایک موقع پر نہایت دلیر وفادار دوراندیش و خیرخواہ ریاست ثابت ہوئے تھے مع سپاہیوں کے وہاں بھیجا۔ ان دونوں نے حتی الامکان ان گمراہ سرکشوں کو راہ راست پر آنے کی بہت کچھ ہدایت

[1] قریب سینڈرڑا۔

کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخران سرکشون نے پہلے ہی سے گولی چلانا شروع کردی توان دلیرون کو بھی جوش آگیا اور مدافعانہ طور پر سخت مقابلہ کرنے لگے مگر آخر کار اُن مین سے کئی گرفتار ہوئے۔

بعدین اصل فساد کے انفصال کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا گیا جس کے صدر سویلین مسٹر ہیمیک تھے طرفین کے اظہار حالات کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ محصول لینے کا ریاست کو برابر حق حاصل ہے اسلئے محصول لینا قرار پایا۔ مگر جب ان سرکشون نے سر اطاعت خم کردیا تو نواب صاحب نے ازراہِ مرحمت ان کو کئی حق عطا کئے۔

دیوان محمد صالح ہندی کا استعفاء

خان بہادر دیوان محمد صالح ہندی سی۔ آئی۔ ای۔ نے بہ سبب کبر سنی و علالت طبع اپنے عہدۂ دیوان گری پر مامور ہونے سے کچھ عرصہ پہلے بھی استعفا پیش کیا تھا مگر نواب صاحب نے اس وقت ایسے تجربہ کار اور دلی خیرخواہ کا استعفا منظور نہین کیا تھا پھر اُنہین اسباب و وجوہ کے باعث دوبارہ استعفا دیا۔ نواب صاحب نے غور فرماکر بمجبوری تمام منظور فرمایا اور دوسرے دیوان کے تقرر تک نائب دیوان باپالال دیوانی کا کام کرتا رہا۔

نواب صاحب نے اس استعفے کے جواب مین جو کچھ تحریر فرمایا اس کا خلاصہ حسب ذیل درج ہے

قریبًا چوالیس برس تک شجاعت شعار اعتماد آثار خان بہادر محمد صالح ہندی سی۔ آئی۔ ای ریاست کی عمدہ خدمت بجالاتے رہے۔ ان کے اوصاف حمیدہ اور ہر وقت کی اطمینان بخش خدمتین دیکھکر میرے والد مرحوم نے ان کو اول درجہ کے امرا مین داخل کیا تھا۔ ابتک دو مرتبہ وہ دیوان گری کے عہدۂ جلیلہ پر متمکن ہوئے۔ میرے والد مرحوم کے عہد مین جو کارہائے نمایان اُن سے صادر ہوئے وہ سب میرے احاطۂ خیال سے باہر نہین ہین۔ میرے والد مرحوم کے عہد مین جو بیش بہا خدمات انجام دی ہین اُن سے مین بخوبی واقف ہون۔ غرض ان کی نسبت جو رائے مین نے قائم کی تھی اُسمین میری مسند نشینی کے بعد اور اضافہ ہوا۔ مشارٌالیہ ریاست کے بہی خواہ اور پورے وفادار ہین۔ اُنکی

بہادری مشہور ہے۔ اُن کے کارہائے نمایاں کے عوض مین صرف ریاست جوناگڈھ ہی نے قدرافزائی نہین کی بلکہ برٹش سرکار نے بھی بیحد عزت افزائی فرمائی ہے۔ ایسے پختہ مغز اور تجربہ کار دیوان (محمد صالح ہندی) کے عہدۂ دیوان گری پر قائم رہنے مین مجکو کئی فوائد تھے اور مین اسباب سے نہایت خوش تھا۔ مگر اُن کے بار بار کے اصرار کرنے پر نہایت افسوس کے ساتھ مجھے ان کا استعفٰا منظور کرنا پڑا۔

دیوان گری سے علحدہ ہونے کے بعد خاص جوناگڈھ اور دیگر محالات کی (ہندو مسلمان) نوابی رعایا نے جو اُن کی عمدہ کارروائی بے تعصبی اور محبت کے متعلق پسندیدہ کلمات ایڈریسون مین بیان کئے ہین وہ اُن کے لئے باعث فخر ہین۔

ہریداس کا دیوانی اور پرشوتم رائے کا نائب دیوانی پر تقرر

نائب دیوان باپالال کچھ عرصہ تک دیوانی کا کام کرتا رہا۔ بعد ازان مورخہ ۱۲ ستمبر سنہ ۱۸۸۳ء کو شہر نڑیاد کے رہنے والے دیسائی ہریداس بہاری داس جو ریاست آیڈر کے دیوان تھے ریاست جوناگڈھ کے دیوان مقرر ہوئے اور چونکہ نائب دیوان مذکور نے استعفا دیدیا اس لئے اس کی جگہ پرشوتم رائے سُندرجی جھالا جو دیوان گوکلجی کا بھتیجا اور حضور اسسٹنٹ تھا نائب دیوان مقرر ہوا۔

سرکاری حکم

مورخہ ۴ جولائی سنہ ۱۸۸۳ء کے ایجنسی گزٹ مین پولیٹکل ایجنٹ کرنل بارٹن صاحب کے نام سے یہ حکم شایع ہوا کہ ایک ریاست دوسری ریاست کے آدمی کو گرفتار کرے یا مقدمہ دائر کرے تو جس ریاست کا وہ ہو اس کو اطلاع دیجائے۔

نمک

اسی سال ریاست مین نمک بنانے اور برٹش حکومت مین لیجانے کی ممانعت کے بارے مین گورنمنٹ اور نواب صاحب کے مابین ایک معاہدہ ہوا۔

سنہ ۱۸۸۴ء

مابین نواب صاحب و وزیر اعظم دیہات ریاست کا جو اجارہ دیا جاتا تھا اس سے

ریاست اور رعایا دونون کو نقصان ہوتا تھا اس کو بالکل موقوف کرنے کا مشورہ پہلے سے ہو چکا تھا اور اس کی کچھ موقوفی تو پہلے ہی نواب صاحب محمد مہابت خان مرحوم کے عہد مین ہو چکی تھی مگر تکمیل اب ہوئی۔ ریاستون مین یہ دستور اسقدر استوار اور مضبوط ہو گیا تھا کہ دو برس پہلے اسکی موقوفی کا کوئی گمان تک بھی نہین کر سکتا تھا کیونکہ ریاست کے بارسوخ لوگ اجارہ لیتے تھے۔ اس موقوفی کی وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤالدین صاحب نے پہل کی۔ جو خود بھی اجارہ کے ذریعہ بہت کچھ حاصل کرتے تھے۔ مگر اپنے ذاتی نقصان کا کچھ خیال نہ کر کے ریاست اور رعایا کی بہبودی و بہتری کے لئے کمربستہ و مستعد ہو کر اس رواج کو یک قلم موقوف کر دیا۔ تکمیل مین جو انتظار کیا گیا وہ محض مصلحت پر مبنی تھا۔ ریاستون مین ایسی بلند حوصلگی اور فیاضی کی مثال مشکل سے ملیگی۔ اس کام کی ترقی اور تجارت مین آسانی کرنے کی ایجنسی اور سرکار بمبئی نے نواب صاحب کی بڑی تعریف کی۔

گورنر صاحب کی جوناگڈھ مین تشریف آوری

مورخہ ۲۲ نومبر ۱۸۸۴ء صبح کو بمبئی کے گورنر صاحب سر جیمس فرگیوسن جیت پور سے جوناگڈھ تشریف لائے۔ اس موقعہ پر شہر کے راستے نشانون جھنڈیون وغیرہ سے خوب آراستہ کئے گئے تھے۔ گورنر صاحب کا خیر مقدم بہت ہی شاندار ہوا تھا۔ دوپہر کے بعد نواب صاحب گورنر صاحب کی ملاقات کو اُن کے قیامگاہ پر تشریف لے گئے اور گورنر صاحب اور نواب صاحب اور دیگر حضرات نے شہر جوناگڈھ اور باغات مین گشت لگایا۔

مورخہ ۲۳ روز یکشنبہ کی صبح کو گورنر صاحب گرنار پہاڑ پر تشریف لے گئے اور پہاڑ پر پیادہ پا چڑھے تھے اور دوپہر کو ڈیڑھ بجے قیامگاہ پر لوٹ آئے۔ دوپہر کے بعد گورنر صاحب بازدید کی ملاقات کیلئے نواب صاحب کے محل پر تشریف لائے گورنر صاحب دربار ہال کی سجاوٹ اور اس کی عجیب اشیأ سے بہت محظوظ ہوئے پھول ہار تقسیم ہونے کے بعد گورنر صاحب۔ نواب صاحب اور دیگر حضرات پیڈوک اور جیل جن کے نئے مکان تیار ہوئے تھے معائنہ کرنے تشریف لے گئے۔ پھر وہان سے مہابت مدرسہ کی

جگہ پر تشریف لے گئے۔ ایک عالیشان شامیانہ مین دربار منعقد کیا گیا۔ نواب صاحب کی طرف سے دیوان صاحب ہرداس نے مہابت مدرسہ کی بنیاد ڈالنے کے لئے ایک تقریر پڑھی۔ اس کے بعد چاندی کی کنی اور چاندی کی موگری گورنر صاحب کو دئے گئے۔ انہون نے پہلے ایک مرتبان سنگ بنیاد کے نیچے رکھی۔ اس مین کئی رائج الوقت سکّہ اور ٹائمس آف انڈیا کی چند نقلین اور دوسرے کاغذ رکھے ہوئے تھے۔ اوپر کے پتھر کو برابر رکھنے کے بعد گورنر صاحب شامیانہ مین تشریف لائے۔ اور نواب صاحب کی تقریر کے جواب مین ایک لکچر دیا۔

اس کارروائی کے بعد کالوہ دروازہ کے باہر کالوہ ندی کے قریب ایک شامیانہ استادہ کیا گیا تھا۔ وہان دربار بھرا گیا۔ نواب صاحب کی طرف سے دیوان صاحب نے کالوہ ندی پر گورنر صاحب کی یادگار مین "فرگیوسن پل" کی بنیاد ڈالنے کے لئے گورنر صاحب سے درخواست کی۔ بنیادی پتھر رکھنے کے بعد نواب صاحب سے مخاطب ہوکر گورنر صاحب نے ایک لکچر دیا۔ اور نواب صاحب کے حُسن انتظام کو خوب سراہا۔ شب مین شہر کو چراغون سے خوب منوّر کیا گیا تھا اور گورنر صاحب نے نواب صاحب کے ہمراہ خاص جلوس مین روشنی دیکھنے کے لئے شہر مین گشت لگایا۔ اسی رات کو خاص مہمانی دی گئی اور بعد مین آتشبازی چھوڑی گئی۔

مورخہ ۲۴ کی صبح کو گورنر صاحب اور اُن کے اسٹاف کے حضرات گھوڑون پر سوار ہوکر دھوراجی روانہ ہوگئے۔

نواب صاحب کی فیاضی بمبئی مین صنعت و حرفت کی نمائش کا چندہ بذریعہ گورنمنٹ جمع ہو رہا تھا۔ نواب صاحب نے اس فنڈ مین ایک لاکھ روپیہ دیکر اپنی فیاضی و دریا دلی کا ثبوت دیا۔ سرکار بمبئی نے رزولیوشن شایع کیا جس مین نواب صاحب کی مذکورہ فیاضی کی بڑی تعریف کی گئی۔

غرّہ مہر ریاست کے دفتری کامون کی سہولت کی غرض سے غرّہ مہر یعنی دفتری سال کا

آغاز ہر سال کی یکم ستمبر سے مقرر کیا گیا۔

۱۸۸۵ء انٹورپ انٹرنیشنل (بین الاقوامی) نمائش مین ریاست کی طرف سے چند قابل تعریف چیزین بھیجی گئین تھین۔ سرکار برٹش مین اس کام کو نہایت پسندیدگی سے دیکھا گیا۔

انگلستان جاکر تعلیم پانے والے طلبہ کے لئے ریاست جوناگڈھ کی طرف سے دو اور وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤالدین صاحب کی طرف سے ایک۔ کل تین وظائف قریباً دو دو سو روپیہ ماہوار کے مقرر ہوئے اپنی رعایا کی طرف نواب صاحب اور وزیر صاحب کس قدر متوجہ تھے اسکا یہ بہت بڑا ثبوت ہے شروع مین جوناگڈھ کے رہنے والے منشی غلام محمد باوامیان نے بیرسٹر اور نروتم داس ناگر نے ڈاکٹر ہوکر اس فیاضی کا فائدہ اُٹھایا۔

وزیر صاحب شیخ محمد بہاؤالدین۔ گورنر صاحب بمبئی سر فرگوسن کی رخصت کے وقت ریاست کی جانب سے بمبئی تشریف لے گئے تھے۔

بڑا جیل خانہ جو سنٹرل جیل کے نام سے مشہور ہے نہایت پختہ اور آرام دہ تعمیر کرایا گیا۔ اس پر ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔

ہتیار اور بارود کے رکھنے اور خرید و فروخت کے قواعد و ضوابط مرتب کئے گئے۔

ریاست جوناگڈھ اور جیت پور کے کاٹھی قوم کے جاگیرداروںکے درمیان ایک مشترک موضع واگھڑیا کی تقسیم ہوئی جو زمین ریاست کو ملی وہان ایک جدید موضع آباد کر کے نواب صاحب کے نام پر بہادرپور اس کا نام رکھا گیا۔

ریاست کے کسی جاگیردار کی وفات پر اگر اس کی اولاد صغیرسن ہوتی تو اس کا کوئی قریبی رشتہ دار یا متعلق اس کی جاگیر وغیرہ کا انتظام کرتا۔ مگر جب اس مین بڑی خرابی دیکھی گئی اور یتیم بچون کے حق مین بڑا نقصان ہوتا ہوا نظر آیا تو نواب صاحب نے اس کام کی انجام دہی کے لئے ایک

دفتر قائم کیا جس کا نام **والی دفتر** ہے۔

اسی سال جوناگڈھ کا رہنے والا مشہور اور لائق ڈاکٹر تری بھوَنداس جو احمد آباد مین برٹش سروِس مین تھا شفاخانہ کا افسر اعلیٰ بنایا گیا۔ یہ شخص بمبئی یونیورسیٹی کا فیلو۔ احمد آباد میڈیکل اسکول کا پروفیسر اور فن مین کمال رکھنے والا تھا۔

بطور آزمائش نیل (گلی) کا ایک کارخانہ جوناگڈھ کے قریب موضع دولت پورہ مین قائم کیا گیا۔ نیل کی زراعت کے لئے ۶۰۰ ایکڑ زمین الگ کر دی گئی۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد اس مین کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آنے کی وجہ سے موقوف کر دیا گیا۔

اسی سال قصبۂ چوروا ڑمین تنبول (پان) (جو پہلے کثرت سے عمدہ ہوتا تھا اور کل کاٹھیاواڑ بلکہ گجرات مین بھی جاتا تھا) اور ناریل کے درخت بکثرت لگائے گئے اور بُن کے درخت بھی لگائے گئے۔

مکرانی لوگون کی بغاوت

پٹن محال (پرگنہ) کا موضع اناج کا کچھ حصہ تقریبًا پونی صدی پہلے ریاست جوناگڈھ کی طرف سے مکرانی محمد حسین جمعدار کو اس کی عمدہ خدمات کے صلے مین دیا گیا تھا۔ جمعدار مذکور اور اس کے بیٹے اسمٰعیل کی وفات کے بعد اسمٰعیل کی لڑکی زینب کی اولاد مین یہ جاگیر منتقل ہوئی تھی۔ مگر زینب کے دو پھوپھی زاد بھائی علی محمد اور ولی محمد نے اس جاگیر پر قبضہ کر لیا اور موضع مذکور کے حقدارون کو نکالکر خود قابض ہو گئے۔ انہون نے یہان تک سرکشی اختیار کی کہ ریاست کا کچھ حصہ بھی دبا لیا اور کل موضع کے با اقتدار مالک بن بیٹھے۔ ہر چند بغرض صلح ریاست کی طرف سے موضع کا ۱/۴ حصہ لیکر سمجھوتہ کرنے کی فہمائش کی گئی۔ مگر اس کا کوئی اثر ان ناحق شناسون پر نہ ہوا بلکہ وہان کی سرکاری سپاہ کو انہون نے نکالدیا۔ ابتدا مین ریاست کی رحمدلی نے ان سرکشون کو دلیر کر دیا تو روز بروز وہ زیادتی کرنے لگے۔ دو برس سے یہ مفسد خیالی پلاؤ پکا رہے تھے۔ اور اس اثنا مین انہون نے گولی بارود وغیرہ کا ایک خاصہ ذخیرہ جمع کر لیا تھا۔ جب ان تمام باتون کی صحیح اطلاع

ریاست کو ملی تو اس کے تدارک کی فکر ہوئی۔ آخر ریاست نے پولس کے افسر اعلیٰ کو ایک سو پچاس[۱۵۰] پیادہ سپاہیوں۔ ساٹھ[۶۰] سواروں اور دو[۲] توپوں کے ساتھ میجر اسکاٹ کے ہمراہ جو سورٹھ کے پولٹیکل افسر تھے روانہ کیا۔ کرنل ویسٹ صاحب پولٹیکل ایجنٹ کاٹھیاواڑ نے میجر موصوف کو یہ ہدایت کی تھی کہ بذاتِ خود اناج جاکر نواب صاحب سے ان سرکشوں کا سمجھوتہ کرادے اور ہر ممکن طریقہ سے اُنکو راہ پر لائیں۔ جب سب وہاں پہنچے تو میجر اسکاٹ نے پہلے ایک ایجنسی دفعدار اور جمعدار محمد جنگی کو علی محمد مکرانی کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ روبرو آکر گفتگو کرلو۔ مگر جب دیکھا کہ اس طرح یہ کام نہیں بنتا تو میجر صاحب نے اُن سرکشوں کے گرفتار کرنے کا حکم نافذ کیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ہدایت کردی کہ اگر مفسد دست درازی کی پہل کریں تو سرِ دست اِدھر سے اس کا جواب دینے میں کوتاہی نہ کی جائے۔ جب ریاست کی پولس کے افسر اعلیٰ نے جو تجربہ کار تھا موضع اناج کیطرف اپنا رخ کیا تو مکرانی لڑائی پر آمادہ ہوگئے اور گولا بارود کو آگ لگادی۔ طرفین سے آدمیوں کا نقصان ہوا مگر سرکاری آدمیوں کی خصوصًا چشتی بڑا میاں ولد فیض الدین میاں کی دلیری اور چالاکی نے یہ کام کیا کہ علی محمد اور اس کا لڑکا وزیر محمد مارے گئے اور ولی محمد اور اُس کا بھتیجا عبدالرحمٰن مع دیگر سرکشوں کے گرفتار ہوئے۔ مگر افسوس کہ اپنے آقا کا پکا وفادار بہادر چشتی بڑا میاں جان بحق تسلیم ہوا۔ مکرانی قادر بخش جو عرف عام میں "کادو" کے مہیب نام سے مشہور تھا۔ علی محمد و ولی محمد کا بھانجا تھا۔ یہ اور اُس کا بھائی ابوبکر۔ اللہ داد۔ دین محمد حاجی ولایتی اور وسو ولایتی اناج کی لڑائی میں موجود تھے۔ مگر میدان جنگ سے بزدلی کرکے فرار ہوگئے اور بعد میں اِدھر اُدھر فساد برپا کرکے بڑے زور و شور کے ساتھ علم بغاوت بلند کرنے لگے۔ پھر بھی ریاست نے اپنی رحمدلی سے علی محمد اور ولی محمد کے بہنوئی پیر محمد اور لشکران کو ان باغیوں کے سمجھانے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے ان کے پاس جاکر ہرچند سمجھایا مگر وہ کج فہم راستی پر نہ آئے اور یہ گستاخانہ جواب دیا کہ جب تک قیدیوں کی رہائی نہ ہوگی اور موضع اناج پھر سے ہمارے قبضہ و تصرف میں واگذاشت نہ کیا جائے گا اس وقت تک ہم ہرگز اپنے

ارادے سے باز نہ آئینگے غرض کہ اُن کے قرابت دارون کی یہ کوشش ناکام رہی۔ کچھ دنون کے بعد
ان باغیون نے پھر درخواست کی کہ دیوان صاحب اور جمعدار عبداللہ بن مبارک ہماری معافی کی ضمانت
دین۔ مگر یہ نامناسب درخواست منظور نہ ہوئی اور آخر قادر بخش عرف کادو۔ ابوبکر۔ الہ داد۔ دین محمد
وغیرہ کی گرفتاری کا حکم نافذ ہوا۔ قادر بخش اور اس کے بھائی کے بال بچے پہلے پہل نظر محمد
کے مکان پر رکھے گئے۔ مگر وہان سے قادر بخش اُن کو بھگا لے گیا اور جب نظر محمد کے آدمی اور
چند سرکاری سوارون نے تعاقب کیا تو باغیون سے سخت مقابلہ پیش آیا اور تین چار شخصون
کو گولی سے ہلاک کر دیا۔ اُسی دن سے انہون نے قتل و غارت کرنے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور
غریب رعایا پر طرح طرح کے مظالم کرتے رہے۔ اس سال یعنی ۱۸۸۵ء کے اخیر مین کرنل ویسٹ
صاحب پولیٹکل ایجنٹ کاٹھیاواڑ میجر اسکاٹ آسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ سورٹھ اور گایکواڑی امریلی
کے آسسٹنٹ ریزیڈنٹ میجر جیکسن کا بلاول مین قیام تھا۔ اس اثنا مین ایک دن شام کو میجر جیکسن
پٹن سے بلاول آرہے تھے کہ سردار تالاب کے قریب ان باغیون نے اُن کو میجر اسکاٹ سمجھ کر پکڑ لیا
اور جب دریافت حال پر معلوم ہوا تو رہا کر دیا اور صلح کرنے کی غرض سے ایک مقام تجویز کرکے وہان
اُن سے ملنے کا اقرار لے لیا۔ میجر اسکاٹ کو وہ اس لئے تلاش کرتے تھے کہ یہ صاحب موضع اناج کے
پہلے مقابلہ مین شامل تھے اس لئے اُن سے انتقام لینا چاہتے تھے۔ حسب وعدہ جب میجر جیکسن اُن
باغی مکرانیون سے موضع اناج کے اطراف مین ملے تو صاحب موصوف سے باغیون نے بغاوت سے
باز رہنے کے لئے چند شرائط پیش کین اور اپنی خطائین معاف کرنے کی نواب صاحب سے استدعا کی۔
چنانچہ ایسی باتون کے اب قبول کرنے کا موقع نہ رہا تھا لہٰذا ریاست نے نامنظور کیا۔ اس کے بعد جب
ریاست کی کارروائی بڑے زور و شور سے ہونے لگی تو باغیون کے چھکے چھوٹ گئے کئی باغی گرفتار
ہوئے اور کئی مارے گئے۔ قادر بخش الہ داد اور دین محمد دیو سے کسی جہاز مین سوار ہو کر بھاگ کر دمن پہنچے

اور وہان سے ریل کے راستہ سادھو کے لباس مین قادر بخش اور اللہ داد کراچی گئے اور دین محمد بمبئی
گیا۔ کراچی مین پولس کے ایک سپاہی امید علی نے قادر بخش کو مشتبہ آدمی تصور کرکے ٹوکا اور پولس
چوکی پر بٹھا کر اُس کے حال کی تفتیش کرنے لگا۔ قادر بخش کے بے سر وپا جوابات سے اس کا شبہ اور
بڑھگیا تو اس نے سخت کلامی اور دشنام دہی شروع کی اور گرفتاری کے خیال سے آگے بڑھا۔ مگر
قادر بخش بھی گالی سُنکر غصے مین آیا اور اُس کے ارادے کو سمجھکر مقابلے کو اٹھا اور اس سپاہی کو مار ڈالا
مگر دیگر پولس نے اسکو فوراً گرفتار کرلیا۔ مقدمہ دائر ہوا۔ آخر قادر بخش کو موت کی سزا دی گئی۔ اس کے
گرفتار کرنے مین جو سپاہی امید علی مارا گیا تھا اس کی بیوہ کو مقتول کی بہادری کے صلہ مین سالانہ
ساٹھ روپیئے ریاست جوناگڈھ سے تا بہ زندگی ملتے رہے اور جمعدار خیر محمد کو جس نے قادر بخش کو گرفتار
کیا تھا ریاست مذکور کی طرف سے معقول انعام عطا کیا گیا۔ غرض قادر بخش وطن مین پہنچنے سے
پہلے کراچی ہی مین اپنے کیفر کردار کو پہنچا اور ریاست جوناگڈھ کے جرائم کی جواب دہی قیامت پر اُٹھ
رہی۔ اللہ داد کراچی مین قادر بخش کے گرفتار ہونے کے تین روز بعد گرفتار ہوا اور جوناگڈھ لایا گیا۔
اسی طرح دین محمد عرف دینو بھی بمبئی سے گرفتار ہو کر جوناگڈھ آیا۔ آخر کار جرم کے ثبوت کے بعد دونون
کو موت کی سزا دی گئی۔ یہ بغاوت دو برس تین ماہ یعنی مورخہ ۱۶ جنوری ۱۸۸۵ء سے مورخہ ۲۰
اپریل ۱۸۸۷ء تک رہی۔ اگر اطراف ریاست جوناگڈھ کے خود غرض مفسدون نے ان باغیون کو
خورد و نوش وغیرہ بہم پہنچانے مین امداد نہ کی ہوتی تو بہت کم عرصہ مین یہ ہنگامہ فرو ہو جاتا۔

۱۸۸۶ء — کمیشن مابین جوناگڈھ و منگرول

سات برس پیشتر ریاست جوناگڈھ اور منگرول کے شیخ کے درمیان ماتحتی
کی بابت تصفیہ ہو چکا تھا۔ مگر ۱۸۸۴ء مین شیخ صاحب نے (جنھین اپنے
مقبوضہ دیہات کے علاوہ جو جوناگڈھ کی طرف سے ملازمت کے ضمن مین عطا کئے گئے تھے۔ ان منتشر
دیہات مین سے بھی کچھ کچھ مقررہ حصہ مل رہا تھا) چاہا کہ مختلف مواضع کے جداگانہ حصص ملنے موقوف

ہوکر اُن سب کے برابر جتنے دیہات قرار پائین اُن کے نام علىحدہ کردیے جائین۔ اس کام کے تصفیہ کے لئے ایک کمیشن قرار پایا جس کے پرسیڈنٹ میجر ہنٹر صاحب مقرر ہوئے جو بعد مین کرنل ہوکر جزیرہ نمائے کاٹھیاواڑ کے پولیٹکل ایجنٹ بھی ہوئے تھے۔ اس امر کی کارروائی ۱۸۸۶ء کے ستمبر مین ختم ہوئی۔ اگر جوناگڈھ کی نظر عنایت نہ ہوتی تو مقدمہ مین بہت کچھ طول ہوتا جو منگرول کے حق مین ضرر رسان تھا۔ آخر ریاست جوناگڈھ نے فیاضانہ طور پر اُن ستر دیہات کے مقررہ حصص کے بدلے اکیس دیہات کا ریونیو شیخ کو دیدیا۔ شیخ نے حضور نواب صاحب کا شکریہ اس طرح پر ادا کیا کہ اور حقوق کے لئے جوناگڈھ کے خلاف گورنمنٹ مین دعوے دائر کردیا۔ مگر اس مین اُن کو بڑی ناکامی ہوئی۔

گورنر صاحب کی تشریف آوری گورنر صاحب لارڈ رے مع ہمراہیان راجکوٹ سے گونڈل اور جیت پور ہوتے ہوئے ۱۱ ڈسمبر ۱۸۸۶ء روز شنبہ کی شام کو جوناگڈھ تشریف لائے۔

نواب صاحب اوران کے برادر عادل خان صاحب، وزیر صاحب، دیوان صاحب وغیرہ نے منجھیوڑی دروازہ پر مہمانون کا استقبال کیا اور وہان سے شہر کی دوسری جانب کے بنگلہ مہابت منزل تشریف لے گئے گورنر صاحب کا استقبال بڑا شاندار ہوا تھا۔

تاریخ ۱۲ بروز یکشنبہ کو نواب صاحب گورنر صاحب کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے اور اُسی دن شام کو گورنر صاحب ملاقات بازدید کے لئے محل پر تشریف لائے۔ اس وقت دربار ہال مین ایک دربار منعقد کیا گیا تھا۔ اس دربار مین عجب دلکش و خوشنما روشنی کی گئی تھی احاطۂ محل کے علاوہ بازار وغیرہ مین بھی چراغان ہوا تھا۔ دربار ہال مین گورنر صاحب اور نواب صاحب کے درمیان خوب باتین ہوئین۔ بعد کو پان سپاری اور پھولون کے ہار تقسیم ہوئے۔ پھر گورنر صاحب نواب صاحب اور دیگر حضرات شہر کی روشنی دیکھنے کو روانہ ہوئے۔ اسوقت دربار ہال کے

صحن کا لطف کامل تھا کیونکہ آتے وقت شفق کی روشنی مین پر لطف روشنی کا نہ تھا۔ بازار اور راستون کی روشنی بھی خوشنما تھی اس طرح روشنی کا سلسلہ گورنر صاحب کے قیام گاہ تک تھا۔

تاریخ ۱۳ کی صبح کو گورنر صاحب گرنار تشریف لے گئے اور شام کے وقت نیچے اتر آئے پھر شہر کی طرف لوٹتے وقت راجہ اشوک کے کتبہ کو دیکھنے کے لئے راستہ مین ٹھیرے جسکو بربادی سے بچانے کے لئے ریاست کی طرف سے ایک عمدہ سائبان بنا دیا گیا۔ رات کو تناول طعام کے بعد مہابت منزل کے مقابل میدان پر آتشبازی چھوڑی گئی۔ اس کو دیکھنے کے لئے گورنر صاحب۔ نواب صاحب وغیرہ حضرات وہان تشریف رکھتے تھے۔

مرحوم نواب صاحب محمد مہابت خان کے عہد مین ریلوے جاری کرنے کا جو ارادہ کیا گیا تھا وہ اب پورا ہوا۔ شہر کے باہر جہان فی الحال اسٹیشن ہے ایک شامیانہ قائم کرکے اس مین ۱۴ تاریخ کو دربار کیا گیا۔ کئی حضرات مدعو کئے گئے تھے۔ ساڑھے سات بجے صبح کو گورنر صاحب اور نواب صاحب اس دربار مین تشریف لائے اور جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ نواب صاحب کی طرف سے آپکے بھائی عادل خان صاحب نے گورنر صاحب کو مخاطب کرکے ایک تقریر پڑھی جس مین مٹی کھودنے کی رسم ادا کرنے کی درخواست پیش کی گئی۔ اس تقریر کے بعد گورنر صاحب نے نواب صاحب کو خطاب کرکے جواب دیا۔ پھر گورنر صاحب نواب صاحب وغیرہ شامیانہ کی سامنے کی جانب تشریف لے گئے جہان گورنر صاحب کو ایک چاندی کی کدالی پیش کی گئی جس کا خوشنما دستہ سیاہ لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ اس آلہ سے گورنر صاحب نے تھوڑی مٹی کھودی اور ایک ہاتھ گاڑی مین رکھی جس کو انہون نے ایک تختہ پر چلایا اور الٹ دیا۔ اس طرح یہ رسم ختم ہوئی اس وقت توپون کی سلامی دی گئی۔

اس کے بعد گورنر صاحب اور نواب صاحب وغیرہ عظیم الشان مقبرہ اور جامع مسجد کی طرف روانہ ہوئے۔ ان خوبصورت عمارتون مین نقاشی کا کام چل رہا تھا۔ بعد گورنر صاحب مہابت مدرسہ

کی بڑی عمارت کی طرف تشریف لے گئے۔ جو اسی عرصہ مین تیار ہو گئی تھی۔ یہ عمارت وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤ الدین صاحب کی طرف سے مرحوم نواب صاحب کی یادگار مین مسلمانون کی درسگاہ کے طور پر بنائی گئی ہے اور اس کا سنگ بنیاد مسٹر جیمس فرگیوسن صاحب نے رکھا تھا۔ جب گورنر صاحب سوا آٹھ بجے اس جگہ تشریف لائے تو اس کے افتتاح کی درخواست گورنر صاحب سے کی گئی۔ اس موقعہ پر نواب صاحب کی تقریر آپ کے بھائی عادل خان صاحب نے حسب ذیل انگریزی مین پڑھی:۔

یور ایکسیلینسی۔ یہ درسگاہ جسکے افتتاح کے لئے ابھی مین آپ سے عرض کرونگا اس کی تاریخ مختصر سی ہے تاہم دلچسپی سے خالی نہین۔

میرے ماموں اور وزیر شیخ محمد بہاؤ الدین صاحب نے مجھے یہ مشورہ دیا کہ چونکہ مسلمان تعلیم مین بہت پست ہین لہٰذا ان کی تعلیم کے لئے مناسب انتظامات کے ساتھ مستقل مدرسہ قائم کرنا ضروری ہے۔ مین نے ان کی رائے سے اتفاق کیا اور انھون نے مدرسہ کے لئے اپنی جیب خاص سے عمارت بنوانے کا ذمہ اپنے سر لیا اور یہ خواہش کا اظہار کیا کہ یہ درسگاہ میرے والد بزرگوار ہزہائنس سر مہابت خان بہادر مرحوم کی یادگار مین مہابت مدرسہ کے نام سے موسوم ہو۔ جنکے یہ ایک مخلص اور معتمد وزیر تھے۔ یہ بات مجھے نہایت پسند آئی اور یہ عمارت جہان ہم اس وقت جمع ہوے ہین اسی خیال کا نتیجہ ہے اور جس پر اسّی ہزار روپیہ کی لاگت آئی ہے۔ اُسی وقت یہ بھی طے پایا تھا کہ مدرسہ کے طالب علمون کے طعام و قیام کا بھی پورا بند و بست کیا جائے۔ لیکن یہ تمام حوائج و ضروریات پوری طور سے تیار ہو جائین اسوقت تک محض انتظار نہ کرکے درس و تدریس کا کام فوراً ہی شروع کر دیا جائے۔ لہٰذا ۱۸۸۵ء کے ماہ اگست مین مولوی اشرف علی ایم۔ اے (کلکتہ یونیورسٹی) ایسے قابل اور لائق پرنسپل کے ماتحت مدرسہ کا کام شروع ہوا۔ سات استادان کے ماتحت ہین۔ فی الحال اس مین ۱۵۰ طالب علم ہین جو گجراتی۔ اردو۔ فارسی

عربی اور انگریزی سیکھ رہے ہین۔ چند وظیفے غریب لیکن ذہین اور محنتی طالب العلمون کو دئے جاتے ہین جب باقیماندہ ضروریات اور انتظامات مہیا ہو جائینگے تب جن بچون کے والدین کھانے وغیرہ کے اخراجات برداشت کرنے کی استطاعت رکھتے ہون اُن سے خرچ لیا جائیگا اور غریبون کو نہ فقط ہر قسم کے تمام اخراجات کی معافی دیجائیگی بلکہ ان مین جو لائق ہونگے ان کو وظائف بھی دئے جائینگے

یہ بھی امید کیجاتی ہے کہ رفتہ رفتہ یہ درسگاہ کافی ترقی کرلے گی اور اپنے طالب علمون کو یونیورسٹی کے اعلیٰ سے اعلیٰ امتحانات کے لیئے تیار کرکے بھیج سکے گی اور مجھے یقین کامل ہے کہ جون جون ضروریات بڑھتی جائینگی ریاست بھی ہمیشہ اس کے لئے اسباب مہیا کریگی۔

یہ بیان کرنے کی چندان ضرورت نہین کہ ایسی مفید اور کارآمد درسگاہ کا قائم کرنا خصوصًا میرے وزیر شیخ محمد بہاؤالدین صاحب کی صوابدید اور مالی امداد کی وجہ سے ہوا ہے جس کا مین اس جلسہ مین عام طور پر ریاست کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہون۔

یہان پر چند جلیل القدر فیاضیون اور عطیات کے بیان کرنے سے جو میرے وزیر شیخ محمد بہاؤالدین صاحب نے نہایت فراخدلی سے حال ہی مین کی ہین مجھے نہایت مسرت حاصل ہوتی ہے تاکہ دوسرے بھی ایسے نیک کامون مین ان کی پیروی اور تقلید کرین۔ مثلاً آٹھ ہزار روپیہ احمد آباد انجمن اسلام کو ساڑھے تین ہزار روپیہ بمبئی کی انجمن اسلام کو اور ایک وظیفہ چھ ہزار تین سو روپیہ کا پونے دوسو روپیہ ماہوار کے حساب سے تین برس کے لیئے انگلستان مین اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے لئے اسکے علاوہ بھی انکی بہت سی داد و دہش اور سخاوتین ہین اور آخر مین ان کی قابل تعریف خواہش جو نیکی اور خلوص مین کسی سے کم نہین اور وہ یہ کہ میرے والد ماجد اور ان کے محب صادق مہابت خان بہادر کے نام کو بقاے دوام دینے کی غرض سے تیس ہزار روپیہ کی رقم یونیورسٹی مین جمع کرائی گئی جسکی آمدنی سے احمد آباد کے کالج مین مہابت فیلوشپ جاری کی گئی ہے۔

چونکہ یہ مجھے بخوبی معلوم ہے کہ آنجناب کو اس موقع پر یہان زیادہ ٹھیرائے رکھنا مزید زحمت و تکلیف سے خالی نہین ہے اس لئے آپ کی تمام مرحمتون اور مہربانیون جن کا اظہار آپ نے میری اور میری ریاست کے متعلق کیا ہے ان کے لئے اپنے ذاتی شکریہ کا احساس کرتے ہوئے مجھے اب ختم کرنا چاہیئے۔

مین خاص کر کے ہز ایکسیلینسی لیڈی رے صاحبہ کا بے حد ممنون ہون جنھون نے میرے پایہ تخت مین رونق افروز ہو کر مجھے عزت بخشی۔

اب میرے لئے یہ امر باقی ہے کہ جناب سے التماس کرون کہ آپ کی ہندوستان مین تشریف آوری سے پہلے آپ کی تعلیمی امور مین گہری دلچسپی اور ذوق وشوق رکھنے والے فرد کی حیثیت سے آپ کی شہرت سبقت لے چکی ہے اور زمانہ دراز ہوا کہ ملک کے دور افتادہ کونے کاٹھیاواڑ کی (میری) ریاست مین پہنچ چکی ہے۔ لہٰذا مہابت مدرسہ کے استعمال کے لئے اس تعمیر کے افتتاح کا اظہار فرمایا جاوے۔ یہ ایک مبارک یادگار ہے کہ آنجناب جیسے ہمدرد کے ہاتھون سے رسم افتتاح انجام پا رہی ہے اور مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اس مدرسہ کے شامل حال رہیگا۔ جسکو آپ ابھی کھول رہے ہین۔ نیز یہ دعا کرتا ہون کہ وہ بہت بارآور ثابت ہوگا۔

اس اڈریس کے بعد گورنر صاحب نے نہایت خوشی سے مدرسہ کا افتتاح کرتے ہوئے انگریزی مین فرمایا:۔

والاشان نواب صاحب۔ کرنل وڈ ہاؤس اور حضرات:۔

اس علاقہ کی اوّل درجہ کی اسلامی ریاست اور ہندوستان کی اسلامی دنیا مین بڑے مرتبے کے رئیس ہز ہائنس نواب صاحب کے دارالصّدر جوناگڈھ مین تعلیم گاہ کا قائم ہونا جو ریاست اور کاٹھیاواڑ کے جملہ مسلمانون کے لئے یکسان طور پر مفید ہے اور اس کے افتتاح کے لئے میرا بلایا جانا کمال خوشی اور بڑے اعزاز کا موجب ہے۔ مین یہ دیکھکر نہایت متاثر ہوتا ہون کہ آپ اور آپ کے ماموں (وزیر صاحب) اپنے اپنے مرحوم والد

اور بھائی کی یادگار قائم رکھنے مین ایک دوسرے پرکس قدر رشک کرتے ہین۔ یہ مدرسہ مقبرہ مسجد اور سرآے مرحوم بزرگون کی ارواح کی اس ترویح کا ثبوت ہے۔ جو مسلمانون کا ایک قدیم خاصہ تھا اور جواب بھی ان مین پایا جاتا ہے۔ آپ اور آپ کے ماموں صاحب نے تعلیم گاہونکے اضافہ مین کسی طرح کمی نہین کی۔ مین جانتا ہون کہ آپ نے راجکوٹ کی الفریڈ ہائی اسکول کی تعمیر مین ایک لاکھ روپیہ صرف کیا ہے۔ اپنی سلطنت محروسہ کے باہر نہ صرف اپنے ہم مذہبون بلکہ عامۂ خلائق کے لیئے ایسی تعلیم گاہین قائم کرنے مین جو فیاضی آپ نے دکھائی وہ نہایت شریفانہ اور بیغرضانہ ہے۔ علاوہ اس کے مین معلوم کرتا ہون کہ جوناگڈھ مین بہادرخانجی ہائی اسکول مین ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ صرف کیا۔ اور (راجکوٹ کے) راجکمار کالج مین جس سے بڑھکر کسی بات مین روپیہ زیادہ عمدگی سے خرچ نہین ہوسکتا آپ نے نوّے ہزار روپیہ دیا ہے۔ احمدآباد مین گجرات کالج کو ۲۰ ہزار روپیہ عنایت کیا ہے اور برٹش اسکول کے لئے جو کچھ آپ نے کیا اور تعلقداری گراسیہ اسکول مین چھ ہزار روپیہ دیا ہے اس کا مین یہان شکریہ ادا کرتا ہون۔ آپ کی ریاست کے کل مدارس کا خرچ ۲½ لاکھ روپیہ ہوتا ہے۔ اور جوناگڈھ کی رعایا میں سے جو راجکوٹ ہائی اسکول اور بمبئی کے کالجون مین پڑھنے جاتے ہین اُن کو جو وظائف دیئے جاتے ہین اس کی رقم ساڑھے تیرہ ہزار روپیہ ہوتی ہے۔ علاوہ برین مجھے خیال ہے کہ آپ یا آپ کے والد نے دہلی دربار کے وقت بنگالہ مین مختلف مقامات کے تعلیمی کامون مین ۲۵ ہزار روپیہ دیا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا آپ نے انجمن اسلام بمبئی کو دس ہزار روپیہ دیا ہے۔ یہ سب جیسا کہ مین ابھی کہہ چکا ہون آپ کی بیغرضانہ علمی امداد ہے۔ اور اب مین بڑی خوشی سے آپ کے وزیر صاحب کے فیاضانہ مفید عام مکان کا افتتاح کرتا ہون۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ نئے تالاب اور کنوؤن کی تعمیر مین انہون نے تیرہ ہزار روپیہ صرف کیا ہے۔ رفاہ عام کے مکانون مین پچاس ہزار روپیہ اور تعلیم کے کامون پر بیس ہزار روپیہ سے کم نہین خرچ کیئے ہین۔ روس ٹرکی اور افغان

لڑائیون کے زخمیون کے علاج کے لئے سات ہزار روپیہ دیا ہے۔ اور اس مدرسہ پر اس وقت تک انسی ہزار[1] روپیہ صرف کیا ہے اور احمدآباد کے گجرات کالج مین مہابت فیلوشپ قائم کرنے مین تیس ہزار روپیہ دیا ہے۔ اب مین آپ اور آپ کے مامون صاحب کے اس حسن سلوک کا جو آپ دونون نے کیا ہے آپ کی رعایا کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہون۔

مسلمانون کی تعلیمی ترقی کی بابت جو مین کچھ بیان کرنا چاہتا ہون اس مین میری دلی خواہش ہے کہ اس مین کوئی غلط فہمی نہ ہونے پائے۔ یہ ایک نہایت ضروری بات ہے کہ ملکۂ معظمہ کی رعایا کے ہر گروہ اور طبقہ کو سوسائٹی مین اس کے درجہ کے مطابق تعلیم دیجائے۔ لیکن جن لوگون نے اپنی ذہانت اور ہمت سے دوسرون پر سبقت حاصل کرلی ہے ان کی کوششون مین دخل نہ دیا جائے۔ لیکن یہ ایک فطری امر ہے کہ ایک سلطنت اور وہ بھی سلطنت برطانیہ ایسی حکومت (جسکو ہر چیز سے زیادہ اپنے انصاف اور راستبازی پر فخر ہے) اپنی اُس رعایا کی طرف مخصوص توجہ مبذول فرمائے جو ابتک رفتار ترقی کے میدان مین پیچھے رہ گئے ہین جس مین ان کا قصور نہین بلکہ ایسے واردات یا اُن وجوہات کے سبب سے پیچھے رہنا پڑا جو اُن کے قابو سے بالکل باہر تھے۔ ایسے لوگون کا حق ہے کہ وہ اپنے سرداران قوم سے مدد کے امیدوار ہون۔ اول اُن کا حق ہے کہ آپ اور آپ کے مامون سے نیز ان لوگون سے جو اس دنیا مین صاحب دولت ہین امید رکھین کہ اپنی زندگی مین ترقی کے لئے جو وہ کوشش کرتے ہین اس مین اُن کو مدد پہونچے۔ مسلمان ملکۂ معظمہ کی سب سے زیادہ وفادار اور سب سے زیادہ جری اور بہادر قومون مین سے ہین۔ اور گورنمنٹ ہند نیز گورنمنٹ بمبئی کی یہ خواہش ہے کہ مختلف صیغون مین مسلمانون کو پورا حصۂ عہدون کا ملے جسکے وہ مستحق ہین لیکن یہ بات بہت کچھ اُنکے دینی اور دنیوی سردارون پر موقوف ہے کہ مسلمانون مین وہ صفتین پیدا کرین جن کی ان مین فی الحال بہت

[1] بعد مین اور زیادہ خرچ ہوا۔

کمی ہے اور جن صفتون کے نہ ہونے کے سبب سے اُن کو وہ عہدے نہین ملتے جن کے وہ ہرطرح مستحق ہین۔ مجھے ذاتی تجربہ سے یہ بات معلوم ہے کہ جن عہدون کو مسلمانون سے پُر کرنے کی صاف صاف خواہش ہوتی ہے اُن کو پُر کرنے مین بڑی دقت پیش آتی ہے۔ اگر کوئی علاج اس کا پایا جاسکتا ہے تو اوّل درجہ کا علاج یہ ہے کہ وظیفے (اسکالرشپ) قائم کئے جاوین۔ اور مجھے بہت خوشی حاصل ہوتی ہے کہ حضور والا نے ایک ایسا فیاضی کا عطیہ انجمن اسلام بمبئی کو عطا کیا ہے کیونکہ بمبئی علاقہ مین بعض ایسے اعلےٰ عہدے ہین جو صرف برٹش رعایا کو دیئے جاسکتے ہین۔ اس لئے یہ بات ضروری ہے کہ صیغۂ تعلیم کے ہاتھ مین جو مدارس اور اسکول ہین اُن کو ہند کے دوسرے حصّہ کے لوگ مدد دین جو مدد دینے کے لائق ہین اور مجھکو معلوم ہے کہ اعلےٰ درجہ کے مسلمانون مین اپنے غریب بھائیون کی امداد کرنے کی ہمدردی اور فراخدلی کی کچھ کمی نہین۔ مین گورنمنٹ کی جانب سے کہتا ہون کہ اُس انجمن اسلام کے لئے جو بمبئی مین واقع ہے گورنمنٹ نے اُس سے زیادہ مدد دی ہے جتنی قواعد ترقی تعلیم اجازت دیتی ہے۔ (نعرہ ہاے خوشی) مجھے امید ہے کہ یہ درس گاہ نہایت مدرسہ مسلمانون کی تعلیم کے طرز کا خاص نمونہ ثابت ہوگا۔ اور مین چاہتا ہون کہ میرے ہندوستان سے جانے کے قبل پہلے کی نسبت بہت کہین زیادہ ترقی کریگا (نعرہ ہائے تحسین) حضور والا، آپ کے ماموں صاحب اور آپ کے ہم مذہب اپنی قوم کی مذہبی تعلیم اور انگریزی اصول تعلیم کا بہت خیال رکھتے ہین اور انگریزی اصول تعلیم کی ایک بہت بڑی بات مختلف مذہبی فرقون اور اُن کی مذہبی اور دنیوی تعلیم کی امداد کرنا ہے۔ آپ نے ابتدائی عمر سے اپنی مذہبی روایات کو قائم رکھکر اس کی قدر دانی کی ایک اعلیٰ مثال قائم کی ہے۔ اور آخر مین اُسی بات کو پھر کہتا ہون اور میری یہی خواہش ہے کہ ہند کے مسلمان نیک اور اچھے مسلمان رہین اور اپنی جرأت اور ہمت کی خصوصیات لئے رہین جو ان سے ہمیشہ ظاہر ہوتی رہی ہین۔ نیز یہ کہ اچھے مسلمان ہوتے ہوئے وہ ملکۂ معظمہ کی دیسی ریاستون مین رہکر اچھے رفیق اور سرکار عالیہ کے ممالک مین نیک اور

وفادار رعایا بنکر رہین (خوشی کے نعرے)

اس طرح یہ کارروائی ختم ہوئی اور بنگلہ فرودگاہ مین تناول طعام فرماکر گورنر صاحب مع ہمراہیان جیتپور روانہ ہوئے جہان سون گڈھ جانے کے لئے ایک اسپیشل ٹرین تیار تھی۔

ریلوے کی حکومت — اسی سال نواب صاحب نے اپنے ممالک محروسہ مین جہان جہان ریلوے بن گئی تھی وہان کی فوجداری اور ریلوے کی حدود خاص کی دیوانی حکومت باستثنائے حقوق شاہی جب تک یہ زمین ریلوے کے کام مین ہے گورنمنٹ مین منتقل کردی۔ اس عہدنامہ کی چھ مفصل شرائط ہوئین جن کی تفصیل یہان غیر ضروری ہے۔

گائیکواڑ کا دعوے رد ہونا — گائیکواڑ نے گرکے جنگل کی حدود کے متعلق قدیم سوال کو پھر تازہ کیا اور سرکار عالیہ مین اپنا مقدمہ دائر کیا۔ ۱۸۸۷ء مین ریاست جوناگڈھ سے جواب طلب کیا گیا جو مدلل طور پر دیا گیا اور ۱۸۸۹ء مین گائیکواڑ کا دعوے باطل ٹھہرا۔

اصلاحات — روئی اور اون پر جو سرکاری چنگی لی جاتی تھی یک قلم موقوف کردیگئی اور آم اور گوندے (لھسوڑ) کے درختون کی بکثرت کاشت کی گئی۔ گذشتہ تین سال سے کسانون کی بہتری کے لئے عمدہ عمدہ اصلاحات ریاست کی طرف سے شائع ہوئین اور ان پر برابر عمل درآمد بھی ہوتا رہا۔

۱۸۸۷ء

وکٹوریہ گولڈن جوبیلی — فروری ۱۸۸۷ء مین ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند کوئین وکٹوریہ صاحبہ کی سلطنت کا پچاسوان سال ختم ہونے پر انگلستان اور ہندوستان مین گولڈن جوبلی کا جشن منایا گیا۔ نواب محمد بہادر خان صاحب نے اظہار مسرت وشادمانی کے لئے رنگ محل کے مقابل میدان مین ایک شامیانہ مین عالیشان دربار مورخہ ۱۶ فروری کے صبح کے نو بجے منعقد کیا جسمین سورٹھ کے اسسٹنٹ پولٹیکل ایجنٹ کپتان کینیڈی کرنل ہنٹر مسٹر نوکس وغیرہ کے علاوہ ریلوے کے افسر اور ریاست کے افسر امرا مشائخ اور تمام اقوام کے معززین ریاست رونق افروز ہوئے تھے

شروع مین کینیڈی صاحب نے گورنر صاحب کی طرف سے آیا ہوا خریطہ پیش کیا۔ اُس کے بعد نواب صاحب کی طرف سے دیوان صاحب نے انگریزی مین تقریر پڑھی۔ اس مین برٹش گورنمنٹ کی خوبیون ملک کو اس سے ہونے والے فائدون اور ملکۂ معظمہ صاحبہ کی توصیف کا بیان کیا گیا۔ نواب صاحب نے اس موقع مسرت کی یادگار مین انگلستان جاکر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنیوالون کے لئے سالانہ تین ہزار روپیہ کی اسکالرشپ قائم کی جس کا نام "وکٹوریہ جوبیلی جوناگڈھ اسکالرشپ" رکھا گیا۔ مزید برآن جیل خانہ کے ۳۰ قیدیون کو رہائی بخشی اور کسانون پر جو رقم باقی تھی معاف کر دی کینیڈی صاحب نے نواب صاحب کی تقریر کے جواب مین ایک تقریر کی۔ اس کے بعد توپون سے ایک سو ایک فیر کئے گئے۔ اور دربار دس بجے ختم ہو گیا۔ دوپہر کو شہر مین بچون کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ رات کو شہر مین روشنی ہوئی اور کالوہ دروازے کے باہر آتشبازی چھوڑی گئی۔ دوسرے روز تاریخ ۱۷ کے شام کو بہادر خانجی ہائی اسکول کے ہال مین جلسہ منعقد کیا گیا جس مین کینیڈی صاحب کی میم صاحبہ کے ہاتھ سے بہادر خانجی ہائی اسکول۔ مہابت مدرسہ۔ پاٹھ شالہ۔ گجراتی اسکول اور لاڈلی بی بی کنیا شالہ کے بچون کو انعام اور مٹھائی تقسیم کئے گئے۔ اسی طرح جوناگڈھ شہر اور ریاست کے محالون مین دو دن تک جشن منایا گیا۔ یہ کارروائی جب لارڈ رے صاحب گورنر بمبئی کو معلوم ہوئی تو انہون نے نواب صاحب کی محبت و وفاداری کا اظہار ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند صاحبہ پر کیا جس سے وہ بہت خوش ہوئین۔

بیگم صاحبہ کا انتقال نواب صاحب کی بیگم لعل بخت صاحبہ نے مورخہ ۲۸ فروری روز دوشنبہ کی شام کے پانچ بجے اس دارِ فانی سے کوچ کیا۔ یہ عفت مآب بیگم نہایت نیک اور دیندار تھین اس تعزیت مین ریاست کے کل محکمے ایک دن کے لئے بند کر دیئے گئے اور دوکانداروں نے بھی اپنی دوکانون کو بند کر دیا۔

دیوان محمد صالح ہندی کی وفات

تاریخ ۲۴ فروری بروز پنجشنبہ کو دیوان محمد صالح ہندی[۱] نے انتقال کیا۔ ان کی حسن خدمات کے صلہ مین ریاست کے کُل دفاتر کو اُس روز تعطیل دیگئی

ڈیوک آف کونوٹ صاحب سے راجکوٹ مین ملاقات

سال مذکورہ مین ملکۂ معظمہ صاحبہ کے سب سے چھوٹے شاہزادے ڈیوک آف کونوٹ صاحب جو ہندوستان کی افواج کے افسر اعلیٰ مقرر ہوئے تھے راجکوٹ تشریف لائے اس وقت نواب صاحب مع وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤالدین صاحب اور دیوانِ ریاست وغیرہ شاہزادہ موصوف کی ملاقات کو راجکوٹ تشریف لے گئے تھے۔

---

[۱] خان بہادر محمد صالح ہندی اصل عرب ہین۔ ان کے والد لاہج ملک عرب سے ہند مین آئے اور کاٹھیاواڑ مین آکر جام نگر مین ملازم ہوئے۔ محمد صالح ہندی موضع جوڑیہ (متعلق ولایت ہالار) مین سنہ ۱۸۲۰ء مین پیدا ہوئے اور عہد طفولیت مین قرآن شریف اور ضروری دینی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور فن سپاہ گری سے واقف ہوکر ۱۹ سال کی عمر مین جوناگڈھ آکر مرحوم نواب صاحب محمد حامد خان کی ملازمت مین داخل ہوئے انہون نے سپاہ گری سے ترقی کرکے اعلیٰ درجۂ دیوانگری پر پہنچکر جو کار نمایان کئے وہ پہلے بیان ہوچکے ہین۔ شجاعت اور دلیری عربون مین فطرتاً ہوتی ہے۔ محمد صالح ہندی کو یہ بات پیدائشی نصیب تھی۔ محمد صالح ہندی بھی فطرتاً شجاع اور دلیر تھے وفاداری اور اخلاص کی صفت بھی کمال درجہ پر تھی۔ اپنی جان جوکھون ڈالنا تو گویا ان کی گھٹی مین پڑا تھا جوناگڈھ ریاست کی ملازمت مین یہ صفت کئی بار ظہور مین آئی۔ ان کی اسی قسم کی خدمتون کی وجہ سے نواب صاحب نے انکو اپنے پاس بطور مصاحب کے رکھا۔ نوجوان قدآور اور دلاور پورے تھے۔ اس لئے نواب صاحب ان کو صالح سوجر (سولجر) کے نام سے پکارتے تھے جب نواب صاحب محمد مہابت خان مسند نشین ہوئے اس وقت محمد صالح ہندی مرحوم نواب صاحب محمد حامد خان کی بیگمات کی ڈیوڑھی کے جمعدار بنائے گئے دیوان ریاست اننت جی کا بھی جمعدار موصوف پر بڑا اعتبار اور اعتماد تھا اور اپنے فرائض ادا کرنے کے علاوہ دیوان کے ہر ایک کام مین مدد دیتے رہے مگر جب دیوان موصوف کو نواب صاحب کے خلاف سازش کرتے پالیا تو اسکا ساتھ نہ دیا اور ریاست کی سچّی خیرخواہی مین مشغول رہے۔ بعد مین نواب صاحب محمد مہابت خان کے زمانے مین کئی نمایان خدمتین انجام دین۔ اس لئے پہلے وہ نواب صاحب کے مصاحب ہوئے پھر نسبت سبھا کے ممبر ہوئے۔ انہون نے اپنی فطرتی قابلیت اور دانائی سے ریاست کے اکثر کامون کو بخوبی انجام

سندھی قوم کے چند مفسد

سندھی قوم کے چند لوگ جو قتل و راہزنی کے جرم مین ریاست گونڈل کے جیل خانہ مین تھے چالاکی سے جیل خانہ کی دیوار پر چڑھکر پہرے والون پر غالب ہو گئے اور ان مین سے چند کو قتل کر کے فرار ہو گئے۔ ان کا سرغنہ پونا جماتھا۔ ظاہراً یہ باغی ریاست گونڈل کے خلاف تھے اور اسی وقت ایک چارن قوم کا شخص ریڈے جو موضع ڈھی کا باشندہ تھا ریاست جام نگر کے مقابلہ مین اٹھا۔ آخر یہ دونون اور ان کے کل آدمی بلکر ایک ہو گئے اس طرح یہ ایک مضبوط اور زبردست رہزنون کا جتھا بنگیا ریاست گونڈل اور جام نگر مین قتل و غارت کی وہ دھوم مچائی کہ آخر ان دونون ریاستون نے ملکر ان مفسدون کی سرکوبی کے لئے کرنل ہمفری صاحب کو مقرر کیا اور ان کے ماتحت مسٹر میلس اور مسٹر ساؤڈ بھی متعین ہوئے باوجود اس جدید معقول انتظام کے یہ سرکش باغی اپنی شرارتون سے باز نہ آئے بلکہ بڑے زور و شور سے ایک مدت تک بغاوت کرتے رہے۔ آخر مورخہ ۲۵ اگست ۱۸۸۸ء کو جونا گڈھ کے اسسٹنٹ پولس سپرنٹنڈنٹ عمر ہونک مکرانی نے باغی پونا کی ایک جماعت سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۶۲) دیکر نواب صاحب کو نہایت ہی خوش کر دیا۔ باگھیر قوم کے سرکشون نے بغاوت کا ایسا بازار گرم کر رکھا تھا کہ گویا ملک کاٹھیاواڑ کو ہلا دیا تھا۔ اسوقت برٹش گورنمنٹ نے نواب صاحب سے فوجی امداد طلب کی تو انہون نے اپنے دلیر اور وفادار محمد صالح ہندی کو سپاہ سالار بنا کر مدد کو بھیجا۔ انہون نے سرکشون کو زیر کرنے مین نمایان مدد دی اس سے گورنمنٹ بہت خوش ہوئی۔ ایسی ایسی عمدہ خدمات کے صلہ مین نواب صاحب نے ان کو دو گاؤن ایک ہانڈلہ اور دوسرا اانڈروڈ۔ جاگیر مین عنایت کئے۔ اور گورنمنٹ کی طرف سے خان بہادری اور سی۔ آئی۔ ای۔ کے خطاب عنایت ہوے۔ جن کا ذکر نواب صاحب کے حالات مین ہو چکا ہے۔
نواب صاحب نے کئی مرتبہ محمد صالح ہندی کو جبکہ وہ جونا گڈھ سے باہر تھے خطوط لکھے ہین۔ انہین جابجا تعریف کے الفاظ اور فقرے ہین جیسے "تم نے مثل فرزند کے یہ کام کیا ہے" "تمہاری وفاداری اور جان نثاری کی کوئی تعریف نہین ہو سکتی" "وہ ہماری ریاست کے آپ پورے خیرخواہ ہو غرض دیانت داری، وفاداری اور دانائی وغیرہ مین آپ بے مثل ہو" "میرے پیارے اعتماد آثار جمعدار محمد صالح ہندی کو شجاعت شعار کے علاوہ سپاہ سالار لکھا جائے" وغیرہ۔

تعلقہ بانٹوہ کے موضع مینڈرڈہ کے قریب سخت مقابلہ کیا اور اس جماعت کا سب سے زبردست سندھی عمر او تھا جو بڑی دلاوری و جوانمردی سے لڑا تھا مارا گیا۔ جوناگڈھ پولس افسر عمر ہونک زخمی ہوا اس کام کا جو انعام گونڈل اور جام نگر کی ریاستون نے مقرر کیا تھا عمر موصوف کو دیا گیا۔ وزیر صاحب کی سعی اور ریاست کے امیر اور بہادر افسر جمعدار سلیمان بن عمر کی کوشش سے باغیون کا سرغنہ پونا اور چند مفسد قاسم رنا۔ جند ابراہیم۔ قاسم شریف اور جمیسہ وغیرہ نے ہتیار ڈال دیئے۔ اور اطاعت قبول کرلی۔ لہٰذا بغیر تردد کے یہ فساد موقوف ہوگیا غرض اس کارروائی پر اسپیشل افسر کرنل ہمفری صاحب نے وزیر صاحب موصوف کا نہایت شکریہ ادا کیا۔ پولٹیکل ایجنٹ صاحب نے بمبئی گورنمنٹ کو لکھا۔ وہان سے گورنمنٹ کلکتہ کی طرف لکھا گیا۔ ان سب کی طرف سے ریاست جوناگڈھ کی بڑی تعریف کی گئی۔

جمعداری رواج کا موقوف ہونا

قدیم زمانہ مین انگلستان مین جس طرح فیوڈل سسٹم قائم تھا ویساہی ریاستون مین جمعداری کا رواج تھا یعنی ہر ایک جمعدار ریاست کا امیر کہا جاتا تھا اور اس کو جاگیر انعام مین دی جاتی تھی۔ اسکے علاوہ نقد بطور تنخواہ ایک رقم دی جاتی تھی جس سے وہ اپنے ماتحت آدمیونکو ماہواری دیتا اور جب ضرورت ہوتی اسوقت اپنے آدمیون کو لیکر خدمت کو حاضر ہوتا بعض وقت تنخواہ وغیرہ ملنے مین تاخیر ہونیکی وجہ سے یہ جمعدار سرکشی کرتے مگر اپنے آقا کے لئے جان دینے مین بھی دریغ نہ کرتے اور پورے وفادار ہوتے تھے۔ یہ جمعدار کئی قوم کے تھے عرب۔ پٹھان۔ مکرانی۔ سندھی۔ وغیرہ جب سے برٹش گورنمنٹ کی حکومت جدید ہندوستان کے وسیع ملک مین پھیلنے لگی اس وقت سے اس قسم کے قدیم رواجات موقوف ہونے لگے۔ اسی طرح جوناگڈھ کی ریاست مین بھی عملدرآمد ہونے کو تھا کہ موضع اتاج کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۶۳) منصب دیوانی پر رہکر انہون نے عمدہ خدمت کی ہے وہ بھی تحریر ہوچکی ہے۔ ریاست کی کل رعایا ان سے اسقدر خوش تھی کہ جب وہ ضعف کی وجہ سے ملازمت سے رٹائیر ہوئے اسوقت ریاست کے محالون کے لوگون نے الگ الگ سپاسنامے ایک بڑے جلسہ مین انکو پیش کئے اس جلسہ کے صدر وزیر صاحب تھے۔

جمعدار اور اس کے رشتہ دارون نے ملکر ریاست سے سرکشی کی۔ ریاست کو فوری سبب ملگیا اور اس رواج کے انسداد پر مستعد ہوگئی۔ عرب سندھی بلوچ پٹھان مکرانی اور دوسرے جمعدار جو صاحبان رسوخ و زور آور تھے اور انہین کے بزرگون نے ریاست کے واسطے سر دئے تھے یا سر دینے پر راضی اور خوش تھے۔ ایسون کا حق توڑ دینے مین دو طرح کی قباحت تھی۔ ایک اخلاقی طور پر یعنی ایک نے سرکشی کی تو دوسرون کو سزا کیون ہو۔ دوسری بات یہ تھی کہ اگر سب کے سب ملکر بغاوت پر آمادہ ہوجاتے تو چند روز تو ضرور ریاست کو پریشانی مین ڈالتے۔ ان سب باتون کو غور سے دیکھکر وزیر با تدبیر نے ایسی کارروائی کی کہ ان لوگون کو بھی راضی کیا اور اس رواج کو بھی موقوف کردیا۔ یہ کام آسان نہ تھا کیونکہ زور دکھلانے سے اور معاملہ ابتر ہوجانے کا خوف تھا۔ اس کارروائی سے گورنمنٹ بمبئی کو بڑا اطمینان ہوا۔

لارڈ رے صاحب گورنر بمبئی کی تشریف آوری۔

چونکہ لارڈ رے صاحب گورنر بمبئی پیشتر سے نواب صاحب کی کارروائی ریاست سے نہایت ہی خوش ہو گئے تھے اور نواب صاحب بھی گورنر صاحب کے شریفانہ مزاج و منصفانہ طبیعت سے نہایت خوش تھے۔ بنابرین گورنر صاحب موصوف کی تشریف آوری کے موقع پر ان کا بڑی دھوم سے استقبال ہوا۔ طرفین سے بڑے جوش کے ساتھ کئی ملاقاتین ہوئین اور مورخہ ۳۰ ڈسمبر ۱۸۸۷ء بروز جمعہ کو بمقام چوکی جو ریاست جوناگڈھ کا ایک موضع ہے اور ریلوے اسٹیشن بھی۔ دارالصدر جوناگڈھ سے گیارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ گورنر صاحب موصوف نے نواب صاحب کی درخواست پر جوناگڈھ ریلوے کا افتتاح کیا۔ نواب صاحب کے ایڈریس کے جواب مین گورنر صاحب نے ریلوے سے ریاست کو اور رعایا کو کیا کیا فوائد پہونچین گے اُن کو بڑی خوبی سے بیان فرمایا۔ ایسے بڑے کام مین خود کو شریک کرنے کا شکریہ ادا کیا اور ریاست مین ایسے بڑے بڑے کامون کا ہونا ریاست کی خوبی کا سبب بتایا اور آخر مین نواب صاحب اور وزیر صاحب کی تعریف

کرکے تقریر ختم کی۔

سہولت کے لئے اسٹیشن کے سامنے شہر پناہ کو توڑ کر گورنر صاحب موصوف کی یادگار مین ایک عالیشان دروازہ بنوایا گیا اور لارڈ رے صاحب کے نام سے منسوب کیا گیا یعنی اس کا نام **رے دروازہ** رکھا گیا۔ مگر زبان زد خلائق **اسٹیشن دروازہ** ہے اس دروازے پر ایک بڑی کلاک والا ٹاور ہے۔ سنگ مرمر پر گورنر صاحب کی صرف سر کی تصویر بنا کر محراب دروازہ پر نصب کی گئی ہے۔

۱۸۸۸ء
ریل کی پہلی ٹرین چلنے پر جشن

مورخہ ۱۹ جنوری ۱۸۸۸ء روز پنجشنبہ کو ریاست کی ریلوے کی پہلی ٹرین جیتلسر سے جوناگڈھ آئی اس کی خوشی منائی گئی۔ اس کے علاوہ جوناگڈھ ریلوے اسٹیشن کے بمقابل دونون طرف خوبصورت اور عالیشان مکانات وزیر صاحب۔ اپنی جیب خاص سے بنوا رہے تھے۔ اُن کے ساتھ ہی ساتھ چند سرکاری امرا اور دیگر لوگون کے مکانات بھی بن رہے تھے۔ اور وہ گویا ایک جدید آبادی سی ہو گئی۔ چونکہ اس وقت کے پولیٹیکل ایجنٹ کرنل وڈ ہاؤس صاحب نواب صاحب اور وزیر صاحب سے نہایت دوستی رکھتے تھے لہٰذا ان کے نام سے منسوب کرکے اس نو آبادی کا نام وڈ ہاؤس سبرب یعنی وڈ ہاؤس پورہ رکھا گیا۔ اس روز یعنی مورخہ ۱۹ جنوری سنہ مذکور کو اس وڈ ہاؤس پورہ کی بنیاد رکھنے کے لئے اور پہلی مرتبہ ریل گاڑی جوناگڈھ آئی اس کی خوشی مین اسٹیشن کے قریب ایک عالیشان شامیانہ استادہ کیا گیا جس مین تین بجے دوپہر کو دربار منعقد ہوا۔ اس دربار مین علاقہ سورٹھ کے اسسٹنٹ کپتان کینیڈی بھی شریک تھے۔ شروع مین دیوان صاحب نے نواب صاحب سے مخاطب ہو کر ایک تقریر کی۔ اسکے بعد نواب صاحب نے وڈ ہاؤس پورہ کی بنیاد رکھی اور جوناگڈھ اسٹیشن پر پہلی ٹرین آئی اسکی خوشی ظاہر کی۔ کل رعایا اس وقت ایسی خوشی اور بشاشت تھی کہ ان کی ایک بہت بڑی تعداد نے حاضر ہو کر اپنے

آقا نواب صاحب اور وزیر صاحب کا مختلف تہنیت ناموں میں شکریہ ادا کیا۔ اس طرح اس وقت شہر جوناگڈھ کی رعایا، شہر کے سادات اور علماء مہابت مدرسہ کے اساتذہ، گوسوامی مہاراج، ناگر برہمن اور ریلوے کے ہندوستانی ملازم وغیرہ کی طرف سے مختلف تہنیت نامے پیش کئے گئے۔ نواب صاحب کی شان میں اردو اور گجراتی زبان میں کئی نظمیں کہی گئیں۔ نواب صاحب کی طرف سے ان تہنیت ناموں کے جواب میں ایک تقریر کی گئی۔ بعد میں نواب صاحب۔ کینیڈی صاحب۔ عادل خان صاحب۔ وزیر صاحب۔ دیوان صاحب وغیرہ اسٹیشن پر تشریف لے گئے۔ اس وقت اسٹیشن کا احاطہ اور ٹرین پھولوں اور جھنڈیوں سے خوب آراستہ کئے گئے تھے۔ اس ٹرین میں نواب صاحب وغیرہ سوار ہوئے اور روڈال تک گئے۔ اور واپس لوٹ آئے تو بینڈ اور پلٹن نے سلامی دی۔ اس وقت ریلوے ملازموں کو انعام عطا کئے گئے اور مزدوروں کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔

اس کے بعد جب جوناگڈھ سے بلاول تک ریل تیار ہوگئی تو مورخہ ۳ رمئی کو ساڑھے تین بجے نواب صاحب وزیر صاحب وغیرہ امراء و افسران ریاست ٹرین میں بیٹھکر بلاول گئے اور ساڑھے چھ بجے بلاول پہونچ گئے۔ راستہ میں کیشود اور مالیہ اسٹیشنوں پر رعایا کی طرف سے حضور نواب صاحب کو تہنیت نامے پیش کئے گئے تھے۔ بلاول اسٹیشن پر استقبال کے لئے کپتان کینیڈی اور کئی حضرات آئے تھے بلاول شہر جھنڈیوں وغیرہ سے خوب آراستہ کیا گیا تھا اور رات کو روشنی کی گئی تھی۔ تاریخ ۴ر جمعہ کے دن نواب صاحب نے وہاں کے جوہری سیٹھ علی اسحٰق کے لڑکوں نے ایک عالیشان خوبصورت مدرسۂ تقویت الاسلام بنایا تھا اس کی افتتاح کی رسم ادا کی۔ جوہری بھائیوں کو جن کی کوشش اور امداد سے مدرسہ قائم ہوا تھا نواب صاحب نے عمدہ عمدہ پوشاکیں عنایت کیں اور ایک ہزار روپیہ مدرسہ کو عنایت کیا۔

تاریخ ۵ر کو سمندر کے کنارے فانوس بحری کے قریب ایک دربار منعقد ہوا۔ اسمیں کینیڈی صاحب

وغیرہ کئی ایجنسی آفیسر شریک ہوئے تھے۔ اس دربار مین بلاول۔ پٹن۔ چوروا ڑ ستر ہ پاڑہ اور بھنڈوری کے محالات کی رعایا کی طرف سے نواب صاحب کو تہنیت نامے پیش کئے گئے۔ ان محالات کے ملازم اور رعایا بلکہ قریب چھ ہزار آدمی اس جلسہ مین شریک ہوے تھے۔ اُس وقت بلاول کے قاضی محمود میان ابن کمال الدین نے نواب صاحب کی شان مین اردو زبان مین ایک نظم پڑھی تھی۔ نواب صاحب کی طرف سے ان تہنیت نامون کے جواب مین برادر عادل خان صاحب نے ایک تقریر پڑھی۔

تاریخ ۶ رکو نواب صاحب چند گھنٹون کے لئے پٹن تشریف لے گئے تھے۔ اور وہان اسکول کے طالب علمون کو انعام اور مٹھائی تقسیم کی تھی۔ تاریخ ۷ رکو بلاول سے روانہ ہوکر شاہ پور تشریف لے گئے۔ اور وہان دو روز قیام فرماکر تاریخ ۱۰ رکو اسپیشل ٹرین سے جوناگڈھ تشریف لائے۔

نمائش تاریخ یکم فروری کو گھوڑون اور دیگر جانورون کی نمائش جوناگڈھ مین کی گئی جسکے عمدہ جانور تھے اُن کو نواب صاحب کی طرف سے انعامات عطا ہوئے۔

فلاحت کی بابت گورنمنٹ بمبئی کی تعریف وزیر شیخ محمد بہاؤالدین صاحب نے ریاست کی فلاحت مین جو جو تدبیرین کا لکر ان پر عملدرآمد کرنے کے لئے دیوان ریاست ہرداس وغیرہ کو ہدایت کی اور انہون نے پوری توجہ سے تعمیل کرکے بڑی عمدگی سے کارروائی کی۔ اس کی گورنمنٹ بمبئی نے بہت تعریف کی۔

سنہ ۱۸۸۹ء کوہ گرنار پر سیاہ پتھر وکی سیڑھی چونکہ دارالصدر جوناگڈھ کے نزدیک گرنار پر ہندوؤن خصوصًا جینی لوگون کے کئی مندر ہین۔ لہٰذا ہندوستان کے دور دراز حصہ کے جاتریون کی ہر برس خاص خاص اوقات مین بھرمار رہتی ہے دامن کوہ اور بالائے کوہ ہندوؤن کے میلے بھرتے ہین۔ اور ہندوؤن کے علاوہ اور لوگ بھی مسافت دور دراز سے صرف تاریخی دلچسپی یا قدیم چیزون اور کوہی مناظر کے دیکھنے کی غرض سے آتے جاتے رہتے ہین مگر چونکہ راستہ خراب تھا اس وجہ سے جاتریون وغیرہ کو پہاڑ پر چڑھنے مین بڑی

دقت ہوتی تھی۔ جبین لوگون کے سربرآوردہ مشہور ڈاکٹر تربھوونداس وغیرہ نے دیوان ریاست سے بلکہ وزیر صاحب سے عرض کی کہ بذریعہ لوٹری جو زر جمع کیا جائے اس سے سیاہ سخت پتھرون کی سیڑھیان بنوائین جائین۔ تاکہ لوگون کی آمد و رفت مین سہولت ہو۔ وزیر صاحب نے یہ بات پسند کی اور حضور نواب صاحب سے درخواست کرکے اس کی منظوری لے لی۔ بعد ازآن ایک کمیٹی مقرر کی گئی جس کے ممبر جوناگڈھ کاٹھیاواڑ اور گجرآت کے نامور اشخاص ہوئے۔ ان مین چند مسلمان اور باقی سب ہندو تھے۔ لوٹری مین کامیاب اشخاص کی مقررہ رقمین منہا کرکے مبلغ ۱½ لاکھ روپیہ کی بچت رہی جو کوہ گرنار کی پکی سیڑھیون کی تعمیر مین صرف کی گئی۔ انہین ممبرون مین سے چند کام کی نگرانی کے لئے بھی مقرر تھے۔ یہ کام بخوبی سرانجام کو پہنچکر ۱۹۰۶ء مین ختم ہوا اور لوگون کو آنے جانے مین بڑی سہولت ہوگئی۔

داتار کا راستہ اس کے کچھ روز بعد وزیر صاحب کو یہ خیال آیا کہ کوہ داتار کا راستہ بھی پکا بنا دیا جائے تاکہ وہان کے آنے جانے والون کو بھی آسانی ہو۔ لہٰذا حضور نواب صاحب سے اس بات کی درخواست کی نواب صاحب نے فوراً منظور فرمایا اور یہ کام وزیر صاحب موصوف کے بنی عم شیخ محمد حفیظ الدین عرف محمد بھائی کو (جو میونسپل سکریٹری اور صیغہ رجسٹری کے افسر ہونے کے علاوہ میر عمارت بھی تھے) سپرد کیا گیا۔ انہون نے اس کام کو بہت کم مدت مین بخوبی انجام دیا یعنی کم خرچ مین کام بہت ہی اچھا ہوا۔

مہابت فیلوشپ حسب قرارداد وزیر شیخ محمد بہاؤالدین صاحب نے اپنے آقا اور بہنوئی نواب محمد مہابت خان صاحب مرحوم کی یادگار مین احمد آباد کے گجرات کالج کے لئے تیس ۳۰ ہزار روپیہ کی رقم عنایت فرمائی اور ایک مسلمان بی اے کو وہان رکھکر دو برس تک اسی روپیہ کی ماہوار مہابت فیلوشپ[۱]

[۱] جب سے جوناگڈھ مین بہاؤالدین کالج قائم ہوا یہ فیلوشپ گجرات کالج سے اس کالج مین منتقل ہو گئی ہے۔

دی۔ تاکہ اس عرصہ مین وہ بی۔ اے اور کوئی ڈگری حاصل کرسکے دو برس تک ممبئی یونیورسیٹی سے خط و کتابت ہوتی رہی اس کے بعد جب یہ بات منظور ہوئی تو ممبئی یونیورسیٹی کا بڑا جلسہ ہوا جس کے صدر نشین لارڈ رے صاحب گورنر ممبئی تھے۔ اس علمی جلسہ مین صاحب ممدوح نے وزیر صاحب کی بڑی تعریف کی اور فرمایا کہ اس عطیہ سے مسلمان طلبہ مین عمدہ طور سے پاس ہونے کا جوش پیدا ہوگا کیونکہ اس کی شرط خاص یہ تھی کہ مسلمانون مین اوّل درجہ مین پاس شدہ کو یہ فیلوشپ ملے گی اسی جلسہ مین وزیر صاحب کو مبارک باد دی گئی اور کما ینبغی شکریہ ادا کیا گیا۔

سنہ ۱۸۹۰ء

دیو کے پرتگیز گورنر کی چالاکی

سنہ ۱۸۵۹ء مین ریاست جوناگڈھ اور دیو بندر کی پرتگیز سرکار کے درمیان حدود ملکی وحقوق ہر دو سرکار کی بابت عہدنامہ ہوچکا تھا۔ مگر اس شرط کو ملحوظ خاطر نہ رکھ کے پرتگیز گورنر نے جوناگڈھ کے ماتحت محال آونہ کے وہیوٹدار کو فرمائش کی کہ ہمارے ماہی گیرون کو حسیپی ندی مین سے (جو جوناگڈھ کی حدود مین واقع ہے) پانی لینے دو۔ اس سے اُن کا مطلب کچھ اور ہی تھا یعنی رفتہ رفتہ دخل پاکر اپنی تجارت بڑھانی اور نوابی رعایا کو تکلیف دینی منظور تھی۔ جب نوابی افسر نے یہ بات قبول نہ کی تو گورنر پرتگیز نے ماہی گیرون کو جبرًا پانی لینے کو بھیجا۔ نوابی ملازمون نے ان کا مقابلہ کیا اور معاملہ بڑھ گیا۔ آخر یہ جھگڑا ایجنسی مین گیا۔ اور وہان سے اس کام کے فیصلہ کے لئے سنہ ۱۸۹۱ء مین ہیل صاحب مقرر ہوئے۔ وہان جاکر انہون نے تحقیقات شروع کی اور گواہون کے اظہار لیکر ریاست جوناگڈھ اور اس کی رعایا کو جو مالی نقصان ہوا تھا ثابت کیا اور اپنی یہ رائے ایجنسی مین روانہ کردی پرتگیز گورنر نے جو ناسزا حرکت کی تھی اس کا نوابی نوکرون نے سہولت سے جواب دیا کوئی زیادتی نہ کی۔ یہ کیفیت جب لارڈ رے صاحب گورنر ممبئی کو معلوم ہوئی تو وہ ریاست جوناگڈھ کی کارروائی سے نہایت خوش ہوئے ہیل صاحب کا فیصلہ یہ تھا کہ ریاست اور اس کی رعایا کو قریب دس ہزار روپیہ کا جو مالی نقصان پہنچا ہے وہ پرتگیز سرکار ادا کرے۔ یہ فیصلہ سنہ ۱۸۹۲ء مین ممبئی سرکار مین منظور ہوا۔ دیو کے گورنر نے یہ

فیصلہ قبول کیا اور پانی کے علاوہ دوسری دو باتون کی التماس کی۔ بعد ہٖن نواب صاحب سر محمد رسول خان صاحب سے گورنر صاحب بمبئی نے باہمی ملاقات کہا کہ بطور ثواب پانی دیا جائے تو بہتر ہے مگر جب دیو والون کی اندرونی پالیسی بیان کی گئی تو گورنر صاحب موصوف بھی اصل واقعہ کو بخوبی سمجھکر مطمئن ہو گئے اور دیو والے بھی خاموش ہو گئے۔

پولس کے قانون مین ترمیم گورنمنٹ برٹش کی طرز پر ریاست کے پولس قانون مین اسی سال پھر ترمیم ہوئی اور کارروائی زیادہ عمدہ طور پر چلنے لگی۔

پرنس وکٹر صاحب کی تشریف آوری ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند وکٹوریہ صاحبہ کے پوتے اور پرنس آف ویلز کے بڑے بیٹے پرنس البرٹ وکٹر صاحب نے اپنی تشریف آوری سے ریاست جوناگڈھ کو افتخار بخشا۔ ریاست جوناگڈھ مین شاہی خاندان کی یہ پہلی تشریف آوری تھی شاہزادہ صاحب کی اسٹیمر لورنیس تاریخ ۱۷ مارچ کی شام کو ساڑھے چھ بجے بلاول کے کنارے آ گئی اس وقت سورٹھ کے اسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ میجر کینیڈی صاحب اور دیوان صاحب ہر داس لونچ مین سوار ہو کر اُن سے ملنے کے لئے گئے۔ رات کو گیارہ بجے شاہزادہ صاحب اسٹیمر سے اُتر کر بندر سے اسپشل ٹرین مین سوار ہو کر مالیہ اسٹیشن پہنچے اور اُسی ٹرین مین آرام کر کے صبح ہی گاڑیون مین سوار ہو کر شیر ببر کے شکار کی غرض سے ساسن تشریف لے گئے جہان نواب صاحب بہادر نے اپنے شاہی مہمان کے رتبہ کے موافق راستون کی مناسب صفائی اور قیام گاہ کی زیب و زینت مین کوئی کمی نہ کی تھی۔ ایک خوبصورت بنگلہ تیار کرانے کے علاوہ اعلیٰ درجہ کے خیمے بھی لگائے تھے اور اسی طرح کھانے پینے کی اعلےٰ درجہ کی چیزین اور دیگر اسباب راحت و آرام بخوبی مہیا کر رکھے تھے۔ یہان تک کہ مالیہ اسٹیشن سے ساسن تک تار برقی کا سلسلہ بھی جوڑ دیا گیا تھا غرض شکار اور مہمانداری سے نہایت خوش ہو کر شاہزادہ موصوف ۲۰ تاریخ کی شام کو ساسن سے روانہ ہو کر مالیہ سے ٹرین مین شب کے ساڑھے

گیارہ بجے جوناگڈھ اسٹیشن پر تشریف لائے۔ نواب صاحب وزیر صاحب وغیرہ نے نہایت گرم جوشی کے ساتھ استقبال کیا۔ کاٹھیاواڑ کے پولیٹیکل ایجنٹ لیلی صاحب بھی نواب صاحب کے ہمراہ تھے۔ اس وقت شہر مین روشنی کی گئی تھی۔ مہمانون کا جلوس اسٹیشن سے شہر مین ہوتا ہوا مہابت منزل پر پہونچا۔ وہان آتشبازی چھوڑی گئی۔ شاہزادہ صاحب روشنی اور آتشبازی ملاحظہ فرما کر بہت خوش ہوئے۔ دوسرے روز فجر مین شاہزادہ صاحب کی آمد کی خوشی مین ۳۱ توپون کی سلامی ہوئی۔

تاریخ ۲۱ کے دوپہر کو ساڑھے بارہ بجے نواب صاحب شاہزادہ صاحب کی ملاقات کو اُن کے بنگلے پر تشریف لے گئے۔ اور چونکہ شاہزادہ کی تشریف آوری کی یادگار مین جذامیون کے علاج کے لیئے چلّہ داتار کے قریب ایک ہاسپٹل بنانا تھا اس لیئے اُس کا بنیادی پتھر رکھنے کے لیئے نواب صاحب شاہزادہ صاحب کے ہمراہ وہان تشریف لے گئے۔ اس ہاسپٹل بنانے کا خرچ وزیر صاحب نے اپنے ذمہ لے لیا۔ اس کا نام "پرنس البرٹ وکٹر لیپر اسائلم" رکھا گیا اس جگہ ایک شامیانہ استادہ کیا گیا تھا جب شاہزادہ صاحب اور نواب صاحب وہان تشریف لائے تو دربار کی کارروائی شروع ہوئی۔ ابتدا مین ہاسپٹل کا بنیادی پتھر رکھنے کے لیئے نواب صاحب کی طرف سے اُن کے برادر عادل خان صاحب نے درخواست پڑھی۔ اس کے جواب مین شاہزادہ صاحب نے حسب ذیل ایک مختصر سی تقریر انگریزی مین فرمائی :-

یور ہائینس! کاٹھیاواڑ کے جُذامیون کے لیئے جو ہاسپٹل قائم کیا جاتا ہے۔ اُس کی بنیاد میرے ہاتھ سے ڈالی جاتی ہے اس سے مجھے نہایت خوشی ہوتی ہے۔ اس کارِ خیر کی ایجاد کا اعزاز آپ کو اور آپ کے ماموں وزیر شیخ محمد بہاؤالدین کو ہے۔ عمارت کے لیئے جو جگہ منتخب کی گئی ہے اور جن حالات کے ماتحت انسٹیٹیوشن قائم کیا جا رہا ہے وہ بہت امید افزا معلوم ہوتے ہین اور مجھے کامل اعتماد ہے کہ

اُن
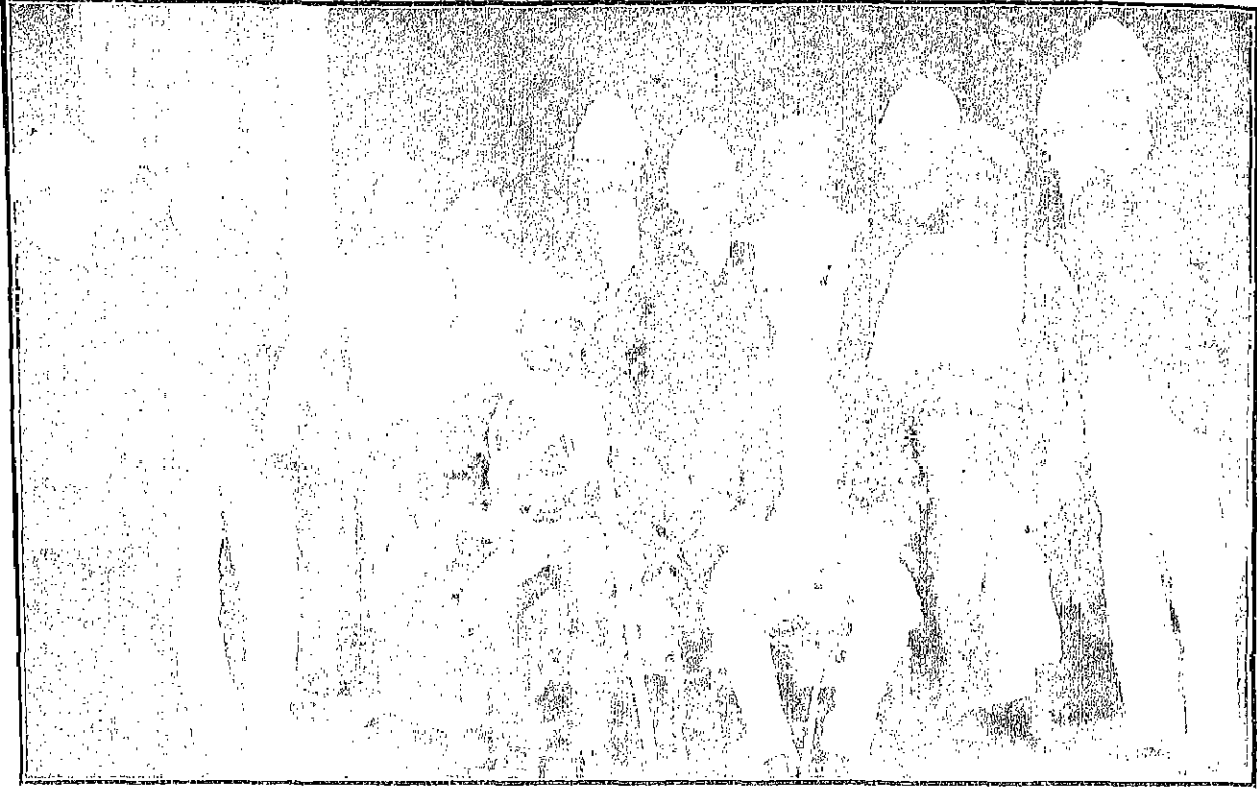
نواب صاحب محمد بہادر خان کے ہمراہ شاہزادہ البرٹ وکٹر صاحب۔

پرنس البرٹ وکٹر لیپر اسائلم

اُن غریب مریضون کے لئے جو اس خوفناک بیماری مین مبتلا ہین، یہ انسٹیٹیوشن بہت مفید ثابت ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ میرے والد ماجد جنکی خدمت مین مین آج کی مکمل کارروائی پیش کردونگا یہ سُنکر بہت مسرور ہون گے کہ جس مسئلہ سے اُنہین اسقدر دلچسپی تھی اس کی ابتدا جوناگڈھ مین کردی گئی ہے اور یہ کہ اس دلچسپ صوبہ مین میری "وزٹ" کی یادکو اس طرح پر قائم رکھا گیا ہے۔

مین اب یور ہائینس کی تجویز کے مطابق سنگ بنیاد رکھتا ہون۔

کارروائی ختم ہونے کے بعد شاہزادہ صاحب کو اپنے قیامگاہ پر پہونچا کر نواب صاحب اپنے محل مین تشریف لائے۔

سوا تین بجے شاہزادہ صاحب نواب صاحب سے ملاقات کے لئے اُن کے محل پر تشریف لائے اور بعد مین وہان سے نواب صاحب اور وزیر صاحب ان کو اسٹیشن پر پہونچانے کے لئے گئے شاہزادہ صاحب مع اپنی پارٹی کے اسپیشل ٹرین سے شام کے ۴ بجے روانہ ہوئے۔ اس وقت ۳۱ توپون کی سلامی ہوئی۔ شاہزادہ صاحب ۷ بجے بلاول پہونچے اور وہان سے لونچ مین سوار ہوکر اسٹیمر پر تشریف لے گئے۔ اسٹیمر تک پہونچانے کے لئے لیلی صاحب کینیڈی صاحب اور دیوان صاحب ہمراہ گئے تھے۔ اسٹیمر لورینس شب کے ساڑھے آٹھ بجے ممبئی روانہ ہوگئی۔

بلاول ڈوک اسٹیٹ ریلوے و کبوتری کان کی لائن

جو ریلوے بھاؤنگر گونڈل جوناگڈھ پوربندر کے نام سے موسوم تھی۔ اس کا ایک حصہ جو جیتلسر سے بلاول تک ہے نواب صاحب کی ملک ہے۔ بلاول مین اس ریلوے کا اسٹیشن بندرگاہ سے قریب ایک میل دور ہے اور اس کا جوڑ دینا نہایت ضروری تھا۔ بنابرین ان دونون کے درمیان ایک ریل قائم کی جس کا نام بلاول ڈوک اسٹیٹ ریلوے رکھا اور وہ ریاست کے ملازمون کی زیر نگرانی تھی۔ اس کے علاوہ پتھر لانے کی سہولت اور اس کی تجارت کی ترقی کی غرض سے جوناگڈھ اسٹیشن سے

کبوتری کان[۱] تک ۲ ۱/۲ میل کی مختصر ریلوے بھی تیار کی گئی۔

شہر بلاول ساسن محال اور نگر جنگل کی آبادی مین ترقی

شہر بلاول کے گرد شہر پناہ ہے مگر چونکہ اس کی آبادی مین ترقی ہوئی لہذا فصیل کا ایک حصہ گرا کر وسعت دیکر گرائے ہوئے حصّہ کو از سر نو تعمیر کرا دیا وزیر صاحب نے نگر کے جنگل اور ساسن محال کی طرف جو توجہ مبذول فرمائی تھی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آباد کئے ہوئے دیہات کی حالت زیادہ درست ہوئی اور چند نو آباد دیہات کا اضافہ ہوا غرض ۱/۴ صدی پہلے جو آمدنی ریاست کی ہوتی تھی اب اس کی چوگنی ہوگئی۔

امپیریل سرویس ٹروپس کا قائم ہونا

اسی سال نواب صاحب نے گورنمنٹ عالیہ پر اپنی وفاداری کے اظہار کیلئے ایک سو سوارون کا رسالہ قائم کیا۔ تاکہ جب برٹش سرکار کو امداد کی ضرورت پڑے اس وقت اُسے اپنی خدمت مین لاسکے۔ اس کا نام "امپیریل سرویس ٹروپس (لانسرز)" رکھا گیا۔ اس رسالہ کے مکانات اور دیگر اسباب مین قریب دو لاکھ روپیہ صرف ہوا اور سالانہ اوسط ساٹھ ہزار روپئے ہوتا ہے۔

سرکار عالیہ کی طرف سے نواب صاحب کو جی۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب عطا ہونا اور اسکے لئے راجکوٹ مین دربار کا منعقد ہونا۔

نواب صاحب محمد بہادر خان بہادر بابی کو اُن کی عام فیاضی، رفاہ عام کے کامون مین دلچسپی اور ہر صیغہ کی اصلاح کرنے کی وجہ سے ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہندوکٹوریہ صاحبہ نے نائٹ گرانڈ کمانڈر آف دہی موسٹ ایمینٹ آرڈر آف دہی انڈین امپایر یعنی جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کا تمغہ عطا فرمایا۔ اس تمغے کو اپنے ہاتھ سے پہنانے کی کارروائی کے لئے گورنر بمبئی لارڈ ہیرس صاحب راجکوٹ تشریف لائے۔

نواب صاحب بتاریخ ۱۴ر نومبر بروز جمعہ صبح کو اسپیشل ٹرین مین سوار ہوکر جوناگڈھ سے

---

[۱] [آیڈمنسٹریشن کے زمانہ مین کبوتری کان کی لائن نکال ڈالی گئی اور اس کی سمت بدل کر دیسا و ر تک بڑھائی گئی۔]

روانہ ہوئے۔ پہلے وڈھوان جنکشن پہنچے اور پھر وہان سے بذریعۂ موربی ریلوے شام کو راجکوٹ پہنچے۔ حضور کے استقبال کے لئے کاٹھیاواڑ کے پولٹیکل ایجنٹ اور لیونٹ صاحب سورٹھ کے اسسٹنٹ پولٹیکل ایجنٹ سکیڈن صاحب دیوان ہریداس وغیرہ اسٹیشن پر آئے تھے۔ نواب صاحب نے راجکمار کالج کے سامنے خاص نصب کئے ہوئے خیمون مین قیام فرمایا۔ نواب صاحب کے ہمراہ برادر عادل خان صاحب وزیر صاحب منشی خیرات علیخان بخشی اور دیگر امرا و اراکین ریاست تھے۔

تاریخ ۱۵ کی صبح کو کاٹھیاواڑ کے پولٹیکل ایجنٹ صاحب نواب صاحب کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ اور تاریخ ۱۷ کی صبح کو نواب صاحب بازدید کے لئے پولٹیکل ایجنٹ صاحب کے بنگلہ پر تشریف لے گئے۔

گورنر صاحب بذریعۂ اسپیشیل ٹرین ۱۷ تاریخ کی صبح ساڑھے چھ بجے احمد آباد سے روانہ ہوکر شام کے ۵ بجے راجکوٹ مین تشریف فرما ہوئے۔ اسٹیشن پر ایجنسی کے حکّام، نواب صاحب اور دوسرے سردارون نے گورنر صاحب کا نہایت تپاک سے خیر مقدم کیا۔ پھر گورنر صاحب جلوس کے ساتھ ریزیڈنسی گئے۔ اوّل اور دوسرے درجہ کے رئوسا بھی ان کی معیت مین ریزیڈنسی پہنچے اور وہان سے انہون نے رخصت چاہی۔ راجکوٹ مین گورنر صاحب چند یورپین شرفا خواتین اور دیگر حضرات جن کی مجموعی تعداد تقریبًا سو تھی، نواب صاحب کے مہمان رہے۔ ان کی مہمانداری کے لئے شاندار انتظامات کئے گئے تھے۔ تاریخ ۱۸ کی صبح کے وقت نواب صاحب گورنر صاحب کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ دوپہر کو گورنر صاحب، نواب صاحب وغیرہ گھوڑدوڑ مین تشریف لے گئے۔ رات کو پولٹیکل ایجنٹ صاحب کی طرف سے گورنر صاحب کے اعزاز مین ایک پارٹی دیگئی جس مین نواب صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔ تاریخ ۱۹ کو ۹ بجے ریزیڈنسی کے مقابل ایک شامیانہ مین عام دربار منعقد ہوا

تمام سرداروں اور اُن کے امیروں نے گورنر صاحب کی خدمت مین نذرانے پیش کئے اور گورنر صاحب نے اُن کو خلعت فاخرہ عطا فرمائی۔ دوپہر کو گورنر صاحب بازدید کے واسطے نواب صاحب کی فرودگاہ پر تشریف لائے۔

تاریخ ۲۰ بروز پنجشنبہ کو ساڑھے آٹھ بجے نواب صاحب کو تمغہ عطا کرنے کے لئے ریزیڈنسی کے مقابل اُسی شامیانہ مین دربار منعقد ہوا۔ سورٹھ کے اسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ سلیڈن صاحب نواب صاحب کو مدعو کرنے کے لئے ممدوح کے خیمہ مین تشریف لائے۔ جن حضرات کو دربار مین شرکت کرنے کی دعوت دی گئی تھی وہ ساڑھے سات بجے تک وہاں تشریف لائے ان مین یہ حضرات بھی تھے:۔

کرنل سی۔ وڈہاؤس سی۔ آئی۔ ای، خان بہادر قاضی شہاب الدین سی۔ آئی۔ ای۔ (سابق دیوان بڑودہ) خان بہادر پیستنجی جہانگیر سی۔ آئی۔ ای، راؤ صاحب مہی پت رام روپ رام نیلکنٹھ۔ سی۔ آئی۔ ای۔ دلپت رام ڈاہیابھائی سی۔ آئی۔ ای۔ (گجراتی زبان کے مشہور شاعر) راؤ بہادر رنچھوڑلال چھوٹالال سی۔ آئی۔ ای، منوچہرجی مہروان جی بھاؤنگری سی۔ آئی۔ ای۔ ان کے علاوہ کئی یورپین افسر وغیرہ بھی مدعو تھے۔ اس کے بعد حسب ذیل ترتیب سے یہ رؤسا دربار مین حاضر ہوئے

راجاؤن کا نام	داخل ہونے کا وقت	توپون کی سلامی
وڈھوان کے ٹھاکر صاحب	۷ بجکر ۳۵ منٹ	۹
لیمڑی کے ٹھاکر صاحب	۷ " ۴۰ "	۹
دھرول کے ٹھاکر صاحب	۷ " ۴۵ "	۹
موربی کے (مہاراجہ) ٹھاکر صاحب	۷ " ۵۵ "	۱۱

دہرنگدھرہ کے (مہاراجہ) راج صاحب	۷ بجکر ۰ منٹ	۱۵
بھاونگر کے (مہاراجہ) ٹھاکر صاحب	۸ ″ ۵ ″	۱۵
نوانگر کے (مہاراجہ) جام صاحب	۸ ″ ۱۰ ″	۱۵

جب سب رؤسا اور مہمان تشریف لا چکے اس وقت نواب صاحب سورٹھ کے آسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ اور امراء وغیرہ کے ہمراہ وہان ۸ بجکر ۲۰ منٹ پر جلوہ فرما ہوئے۔ وہان پر کاٹھیاواڑ کے پولیٹکل ایجنٹ کی جانب مقرر کردہ افسر اور گورنر صاحب کے ایک ایڈیکانگ نے نواب صاحب کا استقبال کیا۔ اس وقت نواب صاحب شامیانہ کے باہر ایک خیمہ مین رونق افروز ہوئے۔ نواب صاحب کے امراء اور رئیل ٹرانسلیٹر کی زیر ہدایت اپنی اپنی نشست پر متمکن ہوئے۔ ساڑھے آٹھ بجے گورنر صاحب شاندار جلوس کے ساتھ شامیانہ مین رونق افروز ہوئے۔ تشریف آوری پر فوجی سلامی ادا کی گئی اور توپون کے ۱۷ فیر کئے گئے جب آپ ڈائس پر اپنی نشست پر تشریف فرما ہوئے تو پولیٹکل سکریٹری نے اعلان کیا کہ دربار کی انعقاد کی وجہ یہ ہے کہ جوناگڈھ کے والاشان نواب صاحب کو علیاحضرت ملکۂ معظمہ کی عطائے خطاب (جی۔ سی۔ آئی۔ ای) سے مزین فرمایا جائے۔ اور اس کے بعد ملکۂ معظمہ کا عطیہ گورنر صاحب کے حوالہ کیا بعد ازان پولیٹکل سکریٹری مع پولیٹکل ایجنٹ اور دو جونیئر نائٹ کمانڈر آف دی آرڈر دربار مین مدعو کرنے کی غرض سے الگ خیمہ مین تشریف لے گئے جہان نواب صاحب تشریف رکھتے تھے۔ پھر ایک جلوس مرتب دیا گیا جس مین حسب ذیل ترتیب ملحوظ رکھی گئی تھی:۔

پولیٹکل ایجنٹ نشان خطاب ہاتھ مین لئے ہوئے۔

پولیٹکل سکریٹری حکومت بمبئی۔

دو نائٹ کمانڈر آف دہی موسٹ ایمینینٹ آرڈر آف دہی انڈین امپایر۔
یعنی کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔
ہز ہائینس نواب صاحب۔
ہز ہائینس نواب صاحب کے چوبدار۔

نواب صاحب کی آمد پر گارڈ آف آنر نے سلامی دی اور شامیانہ کے اندر جو ممبرانِ آرڈر تشریف فرما تھے وہ سب تعظیم کے لئے سروقد کھڑے ہوگئے۔ نواب صاحب نے دو نائٹ کمانڈرون کے ہمراہ ڈائس کی جانب سبقت فرمائی۔ پولٹیکل ایجنٹ نے نشان کو میز پر رکھدیا۔ اس کے بعد پولٹیکل سکریٹری نے ملکۂ معظمہ کے عطائے خطاب کو جو نواب صاحب کے لئے عطا ہوا تھا گورنر صاحب کے پاس سے لیکر پڑھکر سنایا اور پھر نواب صاحب کو میز کے قریب لے آئے دونون نائٹ کمانڈرون مین سے جونیر نائٹ کمانڈر نے سکریٹری سے ریشمی فیتہ اور بیج (تمغہ) لیکر نواب صاحب کے سینئر نائٹ کمانڈر ہونے کا اعلان کردیا اور سکریٹری سے اسٹار آف دہی آرڈر (نشان کا ستارہ) لیکر اُسے مناسب مقام پر لگادیا۔ اس کے بعد دونون نائٹ کمانڈرون نے آرڈر کا 'روب' نواب صاحب کے زیب بدن کیا جس کے بعد وہ سکریٹری کے ہمراہ ڈائس کے مقابل لائے گئے۔ نائٹ گرانڈ کمانڈر کا کالر پولٹیکل ایجنٹ نے گورنر صاحب کے حوالے کیا اور گورنر صاحب نے نواب صاحب کے گلوئے مبارک مین اُسے لگادیا۔ اس طرح گورنر صاحب نے خطاب کا تمغہ عنایت کیا اور سند خطاب دینے کے بعد یہ الفاظ فرمائے۔

"نائٹ گرانڈ کمانڈر آف دہی موسٹ ایمینینٹ آرڈر آف دہی انڈین امپایر کا خطاب علیاحضرت ملکۂ معظمہ قیصرِ ہند نے براہِ عنایت آپ کو عطا فرمایا ہے، اس انڈین امپایر کا معزز تمغہ علیاحضرت قیصرۂ ہند کے نام سے اور علیاحضرت قیصرِ ہند کے حکم سے مین آپ کو دیتا ہون"

اس کے بعد توپون کی سلامی ہوئی۔ اور گارڈ آف آنر نے سلامی دی۔ اور نواب صاحب اپنی جائے مقررہ پر تشریف لے گئے پھر سکریٹری نے نواب صاحب کے حسب ذیل پورے القاب بلند آواز سے پکارے:-

"والاشان سر بہادر خان مہابت خان نائٹ گرانڈ کمانڈر آف دہی موسٹ ایمیننٹ آرڈر آف دہی انڈین امپایر۔ اور ریاست جوناگڈھ کے نواب صاحب"

جب یہ سب مراحل طے ہو چکے تو گورنر صاسب نے اس باب کو ختم کر دیا اور دربار برخاست ہو گیا۔

اُسی دن ہندوستان کے مختلف حصص سے کئی ایک والیان ریاست۔ سرداران اور دیگر اشخاص کی جانب سے ہزارون تار نواب صاحب کو وصول ہوئے۔ جن مین نواب صاحب ممدوح کو اس نمایان اعزاز کے حصول پر مبارک باد پیش کی گئی تھی۔

سہ پہر کو گورنر صاحب نے گھوڑون کی نمائش مین شرکت فرمائی اور اُن کے کامیاب مالکون کو (ونیز ٹیرون) کی موجودگی مین جن کی ضیافت نواب صاحب نے اپنے ذمہ لے لی تھی۔ انعامات تقسیم فرمائے۔ رات کو گورنر صاحب کے اعزاز مین نواب صاحب کی طرف سے ضیافت ترتیب دی گئی جس مین یورپین مہمانون کے علاوہ بہت سے رؤسا اور بہت سے ہندوستانی دوستون نے شرکت فرمائی۔ ضیافت شامیانہ مین جہان عطائے خطاب کی رسم عمل مین آئی تھی دی گئی تھی۔ جگہ بہت خوبصورت طریقہ سے روشنیون سے منور کی گئی تھی۔ اس ضیافت مین ملکہ معظمہ صاحبہ کے لئے نواب صاحب کی جانب سے حسب ذیل "ٹوسٹ" کی تجویز پیش کی گئی:-

یور ایکسیلینسی! خواتین اور حضرات! اس موقع پر ہمارا اوّلین فرض یہ ہے کہ ہم اپنے شہنشاہ کی خدمت مین ہدیۂ احترام پیش کرین جن کے زیر عاطفت ہندوستان کے باشندے اس قدر

چین اور آزادی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر رہے ہین اس سرزمین کا کوئی حصہ اب ایسا نہین خواہ وہ برطانوی یا ہندوستانی حکومت کے ماتحت ہو جسے ہز مجسٹی ملکۂ معظمہ کے انصاف اُنکی دانشمندی اور پاکیزگی سے کافی حصہ نہ ملا ہو۔ صوبۂ کاٹھیاواڑ کی بہبودی اور اس کے رؤسا کا وقار ایسی چیزین ہین جو ہمیشہ ہز مجسٹی کی پیش نظر رہی ہین۔ لہٰذا مین آپ سے درخواست کرتا ہون کہ آپ نہایت تپاک اور جوش کے ساتھ علیا حضرت ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند کی درازی عمر اور خوش حالی کا جام نوش فرمائین۔

اس کے بعد گورنر صاحب کے لئے حسب ذیل درخواست کی گئی۔

خواتین اور حضرات! میری آپ سے اب یہ درخواست ہے کہ آپ ان معزز شرفا کی خدمات کا اعتراف کرین جنہون نے ہز مجسٹی ملکۂ معظمہ کے نمائندے کی تشریف آوری کے سلسلہ مین جملہ تقاریب کی باحسن وجوہ ادائیگی مین اس قدر حسن وخوبی کا التزام روا رکھا۔ ہم سوراشٹر مین ہز ایکسیلینسی کا پُر جوش خیر مقدم کرتے ہین اور یہ امر بخوبی جانتے ہین کہ آپ ہمیشہ ہمارے صوبہ۔ اُس کے رؤسا، اور باشندگان کے دوست رہین گے۔ ہم ہز ایکسیلینسی کے تقرر کے تہ مین اُس جذبۂ تلطف کا اظہار دیکھتے ہین جو ہز مجسٹی ملکۂ معظمہ ہندوستان مین حکومت کے اعلیٰ عہدون کو ایسے اشخاص سے پُر کرنے کے لئے فرماتی ہین جو انگلستان کی پبلک لائف مین بہترین شمار کئے جاتے ہین۔ مین آپ کے اوصاف حسنہ سے زیادہ دیر تک بحث نہ کرونگا اور نہ آپ کی اعلیٰ قابلیت کا تذکرہ کرونگا۔ جس کا لحاظ رکھکر علیا حضرت نے آپ کو نامزد فرمایا ہے۔ بلکہ مین صرف جملہ حضرات سے جو فی الحال شریک محفل ہین یہ درخواست کرونگا کہ وہ ہز ایکسیلینسی کے لئے دعا فرمائین کہ آپ کا عہد مبارک کامیابی مسرت اور کامرانی سے ہمیشہ ہمکنار رہے۔

مذکورۂ بالا "ٹوسٹ" کے جواب مین ہز ایکسیلینسی گورنر صاحب نے والاشان نواب صاحب کے

اعزاز میں جام صحت تجویز کرتے ہوئے حسب ذیل تقریر انگریزی میں فرمائی :-

یور ہائنس خواتین وحضرات !

مَیں ہزہائنس کا شکر گذار ہون کہ انہون نے ایسے محبت آمیز الفاظ مین میرا جام صحت تجویز کیا اور نیز آپ حضرات کا کہ آپ نے اسے نوش فرمایا مین اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہون کہ مجھی مین اپنی میعاد تقرری کی ابتداہی مین مجھے کاٹھیاواڑ آنے کا موقع حاصل ہوگیا اور اس طرح اُن لوگون سے واقفیت بہم پہونچنے کی سبیل نکل آئی جن کے ہاتھون مین ایک وسیع حد تک اس تاریخی صوبہ کا نظم ونسق ہے۔ نیز حکومت ہند کے اُن افسرون سے جو اس کے سیاسی اور انتظامی امور مین اسقدر اہم حصہ لے رہے ہین اور نیز اُن جملہ خواتین سے جنھین مین آج یہان پر موجود پاتا ہون اور جو اُن افسرون کی جن کی جانب مین اوپر اشارہ کر آیا ہون نہ صرف امداد کرتی ہین بلکہ اُن کے سخت اور تکلیف دہ کامون مین اُن کی تسکین اور راحت کا باعث بنتی ہین (نعرۂ مسرت)۔ مجھے یہ کہنے کی چندان ضرورت نہین ہے کہ اس مختصر سی "ویزٹ" مین جو مَین اس موقع پر کرسکا ہون، میرے ساتھ نہایت تلطف، مہربانی اور تپاک آمیز سلوک روا رکھا گیا ہے اور مین اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی طرف سے اور آپ سب حضرات کی طرف سے نہ صرف ہزہائنس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہون (نعرہ ہائے مسرت) بلکہ ان سب خواتین اور شرفا کا جنھون نے جیسا کہ مجھے معلوم ہے مختلف طریقون سے جن کا بیان کرنا میرے حیطۂ امکان سے باہر ہے۔ میری اس ویزٹ کے دوران مین مجھے آرام وآسائش پہنچانے مین اور میری مسرتون مین اضافہ کرنے مین حصہ لیا ہے۔ لیکن خواتین اور حضرات! میرے لئے جو جام صحت نوش کیا گیا ہے، اس کا جواب دینے سے کہین زیادہ خوشگوار فرض میرے سامنے یہ ہے کہ مین آپ سے درخواست کرون کہ آپ ہزہائنس نواب صاحب جوناگڈھ کا جام صحت

نوازش فرمانے مین میرے شریک ہون (نعرہ ہائے مسرت) مجھے یقین کامل ہے کہ آپ مین سے وہ حضرات جو عرصہ سے صوبہ کاٹھیاواڑ مین مقیم ہین اور جنہون نے آج ہز ہائینس کو اُس نشان کو قبول کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ جسے ہزمیجسٹی ملکۂ معظمہ نے از راہ نوازش اُنہین عطا فرمایا ہے، اُن تمام رفاہ عامہ کے کامون کا لحاظ کرتے ہوئے جو ہز ہائینس نے اپنے لوگون کی اور اپنی پیاری رعایا کی فائدہ رسانی اور بہبودی کے لیئے انجام دیئے ہین، اس عزت افزائی پر میری طرح اظہار مسرت کرینگے۔ آپ حضرات جو کاٹھیاواڑ مین رہ چکے ہین اور جو اس کی زمانۂ حال کی تاریخ سے واقفیت رکھتے ہین، مجھ سے کہین زیادہ بہتر طریقہ سے جانتے ہین کہ ہز ہائینس کو مفاد عامہ اور بہبودیٔ عامہ کے کامون سے کس قدر شغف اور انہماک ہے، جہانتک اندرونی رسل ورسائل کا تعلق ہے، کئی اہم پُل تعمیر کیئے گئے ہین۔ ساحلی رسل ورسائل کے سلسلہ مین بمقام ویراول ایک وہارف (بندرگاہ) اور گودی کی بنیاد ڈالدی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ایک جیل خانہ اور ہاسپٹل بھی تعمیر کردیئے گئے ہین۔ عام طور پر مفاد عامہ کے کامون کے بارے مین ہز ہائینس نہایت تندہی اور استقلال کے ساتھ اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہوئے ہین۔ اب ریاست کے نظم ونسق کے نہایت اہم پہلو کو لیجیئے، یعنی سلسلۂ رسل ورسائل کو جو ملک کے کاشتکارون اور تاجرون کو اُس تعلق کو قائم رکھنے مین مدد دیتا ہے جس کا نتیجہ عوام کے لیئے اس قدر فائدہ مند ثابت ہوا ہے اسبارے مین بھی ہز ہائینس کسی سے پیچھے نہین رہے۔ آپ مجھ سے کہین زیادہ بہتر طریقہ سے واقف ہین کہ سلسلۂ رسل ورسائل کو زیادہ آرامدہ بنانے مین لاکھون روپے صرف کیئے گئے ہین جو جیسا کہ مین نے ابھی بیان کیا ہے۔ نہایت ضروری چیز ہے۔ اس عظیم الشان صرفہ نے ہز ہائینس کی ہمت کو کسی طرح پست نہین کیا بلکہ وہ ہندوستان کے دوسرے حصون کی طرح سے ریلوے کے سلسلہ کو بھی بڑھانے مین مشغول ہین جو آج کل سڑکون کی طرح ایک لازمی شیے ہوگئی ہے ویراول

اور دارالسلطنت مین بالآخر براہ راست تعلق قائم ہوگیا ہے۔ یہ اسکیم اُن کے والد ماجد سر مہابت خان بہادر مرحوم کے زمانہ مین طے ہوئی تھی۔ مجھے امید ہے کہ یہ تعلق باشندگان جوناگڈھ کے لئے نہایت فائدہ مند ثابت ہوگا۔ علاوہ ازین ہز ہائنس نے تجارت پیشہ لوگون پر سے اُن قیود کو ہٹا لینے مین ایک نہایت اہم کارروائی انجام دی ہے۔ یہ قیود مثلاً ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانے پر محصول کی ادائیگی وغیرہ تجارت کی ترقی کی راہ مین مزاحم ہوتی تھین اور اسی لئے ہز ہائنس نے ان کا تدارک کرنے مین انتہائی جدوجہد ظاہر فرمائی ہے۔ مزید برآن انہون نے جوناگڈھ جیسی اہم ریاست کا حاکم ہونے کی حیثیت سے ایک زبردست ذمہ داری اپنے سر لی ہے یعنی یہ کہ وہ اب ریاست کی آمدنی کی تحصیل سے ذاتی طور پر گہری دلچسپی لین گے۔ میری رائے مین انہون نے محاصل کو ٹھیکہ پر دینے کے طریق کو منسوخ کر دینے مین اعلیٰ درجہ کی اصلاح کا نفاذ کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اگر اس سے اُنہین ابھی تک کچھ فائدہ نہین ہوا تو عنقریب معتدبہ فائدہ پہونچے گا اور اس سے نہ صرف اُن کی ذات کو بلکہ تمام ریاست کی آمدنی کو بیحد فائدہ پہونچے گا۔

اب مَین تعلیم کی طرف متوجہ ہوتا ہون اور مجھے امید ہے کہ آپ سب مجھ سے اتفاق کرینگے کہ اس بارے مین نواب صاحب نے مسلمانون کی تعلیم کے لئے خاص دلچسپی لی ہے۔ ان کے رشتہ دار وزیر شیخ محمد بہاؤالدین کی مدد سے انہون نے بڑے خرچ سے مہابت مدرسہ جوناگڈھ مین قائم کیا ہے۔ ہز ہائنس نے نہ صرف اپنے قرب وجوار مین تعلیم سے دلچسپی لی ہے بلکہ بمبئی مین اور احمد آباد مین انجمن اسلام کو کثیر رقوم عطا کی ہین۔ احمد آباد کے گجرات کالج مین انہون نے فیلوشپ قائم کی۔ بمبئی مین اس وقت اعلیٰ تعلیم کے ۳۳ طلبہ معقول وظیفہ پا رہے ہین۔ ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند کی جوبلی کی یادگار مین انگلستان جاکر قانون اور طبی تعلیم پانے والون کے لئے بڑے بڑے وظائف مقرر کئے۔ مسئلہ تعلیم کے سلسلہ مین آخری بات یہ کہنا چاہتا ہون کہ ہز ہائنس کے لئے یہ امر فخر کے قابل ہے

کہ جوناگڈھ کے صرف ایک ہائی اسکول مین فی الحال تین سو سے زیادہ طلبہ تعلیم پا رہے ہین۔ آج ہم سب
کاٹھیاواڑی گھوڑون کی نہایت دلچسپ نمائش دیکھکر آئے ہین اور اس سلسلہ مین ہز ہائینس نے
ان لوگون کے مفاد کے لئے جو گھوڑون کی پرورش اور تربیت کرنے کے کام مین لگے ہوئے ہین، مناسب
دلچسپی کا اظہار فرمایا ہے اور ساتھ ہی انہون نے اس نظام پر اپنے اعتماد کو بھی ظاہر کردیا ہے جسے حکومت
بمبئی نے بھی اپنے یہان رائج کردیا ہے یعنی یہ کہ انہون نے بمبئی کے ویٹیرنیری کالج (درسگاہ حیوانات)
کے ایک گریجویٹ کو اپنی ملازمت مین رکھ لیا ہے۔

خواتین وحضرات! آپ کو مجھ سے کہین زیادہ ہز ہائینس کی مہمان نوازی کا علم ہے اور آپ کو یاد ہوگا کہ
اس مہمان نوازی کی شاندار مثال صرف گذشتہ سال ہی مین آپ کے مشاہدہ مین آئی تھی۔ جبکہ ہمارے
محبوب پرنس آف ویلز اور پرنسس آف ویلز کے فرزند ارجمند ہندوستان کی سیاحت مین مشغول تھے
ہز ہائینس اُن والیان ریاست مین سے ہین جنہین پرنس موصوف کو اپنے یہان مدعو کرنے کی عزت
حاصل ہوئی تھی۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ سیاحت مذکور کی یادگار قائم کرنے کے خیال سے ہز ہائینس جوناگڈھ
مین جذامیون کے لئے ایک قیام گاہ قائم کرنے کا ارادہ رکھتے ہین (نعرہ ہائے مسرت) اور سب سے آخر مین
ہندوستان اور اس کے رہنے والون کے امن اور آسائش کے خیال سے ہز ہائینس اپنی ممتاز اور اعلیٰ
پوزیشن مین رہکر (اور اُن کی مالیات کا لحاظ رکھتے ہوئے اُن کا ایسا کرنا نہ صرف حق بجانب ہے بلکہ
عین فرض منصبی ہے) امپیریل سروس کور کے قیام مین حصہ لینا چاہتے ہین (نعرہ ہائے مسرت) جسے
حکومت ہند اس ملک مین سرکاری افواج مین ایک قابل قدر اضافہ قرار دیتی ہے کیونکہ اُنہون نے
کھلم کھلا اس امر کا اظہار فرمادیا ہے کہ ہندوستان کے تمام رؤسا کے لئے یہ امر باعث عزت ہوگا
اگر انہین یہان ہز مجسٹی کی خدمت کے لئے ایک "کور" قائم کرنے کی اجازت دی گئی۔ (نعرہ مسرت) اور
جیسا کہ آپ نے دیکھا ہوگا کل ہی دربار مین مین نے خوشی سے اظہار کیا تھا کہ ہندوستان کی گورنمنٹ عالیہ

نواب صاحب کے اس کام سے بہایت خوش ہوئی ہے (نعرۂ مسرت) ان حالات مین اے خواتین وحضرات! آپ کو آج یہ دیکھکر یقیناً مسرت ہوئی ہوگی کہ ہزمیجسٹی نے آپ کو آرڈر آف دی انڈین امپایر کا جلیل خطاب عنایت فرمایاہے اور مین محسوس کرتا ہون کہ آپ میری طرح اس دعا مین شریک ہونگے۔ کہ آئندہ زندگی مین ہز ہائنس مسرت سے ہمکنار رہین، آپ کو بارگاہ ایزدی سے طویل عمر عطا ہو تاکہ آپ اس نشان عزت سے عرصۂ دراز تک متمتع ہوتے رہین (نعرہ ہائے مسرت)

مذکورہ بالا ایڈریس کے جواب مین ہز ہائنس نواب صاحب کی طرف سے حسب ذیل اسپیچ دی گئی۔

یور ایکسیلینسی، خواتین وحضرات! مَین اُس مہربانی کا شکریہ ادا کرنے سے بالکل قاصر ہون جو آپ نے میرا جام صحت تجویز کرنے مین مجھپر ظاہر فرمائی ہے۔ میرے لئے آج کا دن حقیقی مسرت کا دن ہے اس لیئے کہ ہزمجسٹی نے مجھے جس عنایت کا اہل قرار دیا ہے وہ بجا طور پر نہ صرف میرے لئے فخر و مباہات کا باعث ہے۔ بلکہ میری تمام رعایا کے لئے اور تمام صوبہ کے لئے جس مین میری ریاست کو اتنے عرصہ سے اس قدر اہم اور قابل عزت جگہ حاصل رہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جوناگڈھ اور اسکی ہمسایہ ریاستین بے کھٹکے ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہینگی، یہ کہ یور ایکسیلینسی کی سمع مبارک مین اس صوبہ کے متعلق اچھی باتون کے علاوہ اور کوئی بات نہ آئے گی اور یہ کہ آپ کو ہم مین سے کسی کی طرف سے کوئی تکلیف نہ پہونچے گی۔ سوائے اس کے جو یور ایکسیلینسی کو راجکوٹ مین سیاحت کرنے سے پہنچی ہے۔

نواب صاحب نے اپنی اس عزّت افزائی کی یاد مین پندرہ ہزار روپیے رفاہ عام کے کام مین دیئے جس سے بعد مین راجکوٹ مین "بہادر خانجی ریزروایر" تعمیر کیا گیا۔ ۲۱ تاریخ کو گورنر صاحب نے اسکا سنگ بنیاد رکھا۔ جونہی گورنر صاحب شامیانہ مین جس کے عین وسط مین بنیادی پتھر تیار تھا اور جہان بہت سے رؤسا اور سرداران موجود تھے تشریف لائے، میجر فینٹن نے ایڈریس پڑھکر سُنایا اور گورنر صاحب سے بنیادی پتھر رکھنے کی درخواست کی۔ گورنر صاحب نے جملہ حاضرین کے

روبرو مناسب رسوم کے ساتھ سنگ بنیاد رکھا اور اس کے نیچے ایک چھوٹی ٹین کا سکیٹ رکھدی جس مین اخبارات، سکّے، اور دستاویز تھے اس دستاویز پر گورنر صاحب، نواب صاحب اور دیگر حضرات کے دستخط تھے۔ اس کے بعد گورنر صاحب نے ایک تقریر کی جس مین نواب صاحب کی فیاضی کی بہت تعریف کی۔ پھر گورنر صاحب راجکمار کالج مین تقسیم انعامات کی غرض سے تشریف لے گئے۔ نواب صاحب بھی بنفس نفیس تشریف فرما تھے۔

۲۲ تاریخ کی سہ پہر کو گورنر صاحب اور نواب صاحب گھوڑ دوڑ مین تشریف لے گئے۔ اور رات کو نواب صاحب نے گورنر صاحب اور دیگر مہمانون کو بڑے پیمانے پر ضیافت دی۔ بعد طعام طرح طرح کی آتش بازی چھوڑی گئی جس سے حاضرین بیحد محظوظ اور لطف اندوز ہوئے۔

۲۳ تاریخ بروز یکشنبہ کی صبح کو گورنر صاحب بھڑوچ روانہ ہو گئے۔

۲۶ تاریخ بروز چہارشنبہ کی صبح کو نواب صاحب راجکوٹ سے روانہ ہو گئے اور گونڈل مین دوپہر کو قیام فرما کر شب کو جوناگڈھ وارد ہوئے۔ وہان کی رعایا نے ۲۷ تاریخ کو نواب صاحب کی خدمت مین ان کے خطاب کے اعزاز مین ایڈریس پیش کیا اور چراغان (روشنی) کر کے اپنے تاثرات دلی کا اظہار کیا۔

۲۸ تاریخ بروز جمعہ کی شام کو چیتلسر سے اسپیشل ٹرین مین سوار ہو کر نواب صاحب جوناگڈھ تشریف لائے۔ آپ کا استقبال بڑا شاندار ہوا تھا اور شب کے وقت جب نواب صاحب شہر مین داخل ہوئے اس وقت لوگون نے خوشنما روشنی کی تھی۔

رعایا کی طرف سے اظہار مسرت

جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے تمغے کی خوشی کے اظہار مین جوناگڈھ اور ریاست جوناگڈھ کی رعایا نے طرح طرح کے سونے چاندی کے قلمدانون مین تہنیت نامے ۱۰ ڈسمبر کو وزیر صاحب کی حویلی مین ایک شاندار جلسہ مین نواب صاحب کو پیش کئے۔ اس دربار کا خاص توجہ دلانے والا واقعہ یہ ہے کہ نواب صاحب کے استاد منشی خیرات علی خان بنگش صاحب جب

دربار مین تشریف لائے تو نواب صاحب تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے اور جب رئیس خود اُٹھے تو
پھر کون رُک سکتا ہے وزیر اعظم اور دیوان ریاست وغیرہ سب کے سب تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ نواب
صاحب کے پاس منشی صاحب موصوف کو جگہ ملی۔ یہ بات پہلے کسی اتالیق کو نصیب نہ ہوئی تھی
بعد ازان درباری کارروائی شروع ہوئی۔ یعنی ہر قوم وملت کی جماعتون نے اپنے اپنے تہنیت نامے
جن مین نواب صاحب کی خوبی انتظام رعایا کے ساتھ محبّت ورحمدلی کا برتاؤ اور ان کی عام فیاضی
ودریادلی وغیرہ بیان کرتے ہوئے وزیر شیخ محمد بہاؤالدین صاحب کا ریاست کے کامون مین نیک
مشورہ دینے اور ریاست کے ہر کام کو وفاداری ودلسوزی سے کرنے اور رعایا کو خوش وخرم رکھنے
کی ہزارون ایسی سچی خوبیان بیان کی تھین کہ جن کو قلمبند کرین تو ایک خاصہ دفتر بنجائے۔ ان تہنیت
نامون سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ نواب صاحب اور وزیر صاحب سے رعایا کسقدر شاد ومطمئن
ہے۔ غرض رعایا کے جواب مین نواب صاحب نے اپنی محبت اور رعایا کو خوش حال رکھنے کا یقین
دلایا اور رعایا پر سے جداگانہ محالات مین لئے جانے والے ۳۶ طرح کے ٹیکس کی معافی دیدی گئی۔ اسکے
بعد عطر، گلاب اور پان تقسیم ہوئے اور دربار برخاست ہوا۔

سنہ ۱۸۹۱ء
گائیکواڑ کا بیجا دعوے

پراچی کے کُنڈ (جو پرگنہ سُترہ پاڑہ مین ہے) اور سومناتھ کے مندر پر نواب صاحب جوناگڈھ کا قدیم سے قبضہ چلا آتا ہے اور باوجودیکہ پہلے فیصلہ ہوچکا تھا تاہم
گائیکواڑ نے اس دلیل سے کہ پراچی کے کنڈ مین نہانے والے گائیکواڑی افسرون سے جوناگڈھ فیس نہین
لیتا اور مندر سومناتھ بیرون حدود حکومت نوابی ہے لہٰذا دونون مقامون کی مردم شماری کا حق خود کو دیا
جانے کا دعوے بمبئی گورنمنٹ مین دائر کیا۔ مورخہ ۲۷ جنوری سنہ ۱۸۹۱ء کو اس کے متعلق رزولیوشن
نمبر ۵۷۰ مین گورنمنٹ موصوف نے ظاہر کیا کہ گائیکواڑ کا یہ دعوے ناواجبی ہونے کی وجہ سے رد کیا
جاتا ہے اور حکم نافذ ہوا کہ ان دو مقامون کے علاوہ سومناتھ پٹن کے دوسرے پوتر مقامون پر بھی نواب صاحب

جوناگڈھ کا حق ہے اور پراچی وغیرہ مین نہانے والون سے ٹیکس لینے کا نواب صاحب موصوف کو اختیار ہے۔ اسی سال مین گائیکواڑ نے انڈیا گورنمنٹ مین اپیل کی مگر وہ رد ہوگئی۔ اس کے بعد جب گائیکواڑ نے سکریٹری آف اسٹیٹ کو اپیل کی تو وہ بھی سنہ ۱۸۹۲ء مین رد ہوگئی۔

ریاست جوناگڈھ کی مردم شماری

یکم فروری سنہ ۱۸۹۱ء کو نواب صاحب کی ریاست محروسہ کی مردم شماری ۴۸۴۱۹۰ ہوئی حالانکہ سنہ ۱۸۸۱ء مین تعداد مردم شماری ۳۸۴۲۹۳ ہوئی تھی دس برس کے عرصہ مین ایک لاکھ کی ترقی ہوئی آسان بات نہین اگر کل ہندوستان یا اُسکے خاص حصہ سے مقابلہ کیا جائے تو نوابی ملک کی ترقی کو خاصی فوقیت رہیگی۔

جیتلسر سے راجکوٹ تک ریلوے کی تعمیر۔

جیتلسر سے راجکوٹ تک ریلوے کا کام اسی سال شروع ہوا۔ اس ریلوے مین نواب صاحب کا فی روپیہ چھہ آنہ حصہ ہے۔

شاہزادہ محمد شیر زمان خان کا راجکمار کالج مین بھیجا جانا۔

چونکہ نواب صاحب کے اولاد نہین تھی اس لئے اپنے بھائی محمد رسول خان صاحب کے صاحبزادے محمد شیر زمان خان کو بہت چاہتے تھے اور اُن کو اعلیٰ تعلیم دلانے کی بیحد خوشی تھی۔ لہٰذا نواب صاحب نے معقول اہتمام کے ساتھ شاہزادہ موصوف کو راجکمار کالج مین داخل کرایا۔

وزیر صاحب کا استعفا نامنظور

وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤالدین صاحب نے اپنے بھانجے نواب محمد بہادر خان صاحب کے عہد مین اپنی خوش انتظامی سے ریاست کے سانچے کو ایسا درست کردیا تھا کہ برسون تک کوئی خامی نہ آنے کا یقین ہوچکا تھا۔ اب خود کی ملازمت ۳۰ برس کی پنشن کے قابل ہوگئی تھی۔ لہٰذا اپنی وزارت کا استعفا پیش کیا۔ نواب صاحب اپنے ماموں اور وزیر کو اپنا مربی خاص ہونیکی وجہ سے یہ سمجھتے تھے کہ ریاست کو ایسے خیرخواہ نہین مل سکتے۔ اس لئے استعفا نامنظور کیا گیا اور مورخہ ۲۸ مئی سنہ مذکورہ کو جو حضور فرمان صادر ہوا اس کا مضمون یہ ہے کہ ریاست کی کارروائی میرے

پدر بزرگوار کی مرضی کے مطابق مدار المہام شیخ محمد بہاؤالدین نے بڑی دوراندیشی صفائی و دانائی سے ۳۰ برس تک کی۔ اس عرصہ مین ملک کی مالی حالت اور امن و آبادی مین بہت کچھ ترقی ہوئی ہے۔ انصاف کی پوری داد دی گئی۔ دوسری ریاستون اور جاگیردارون کے ساتھ کے معاملات بخوبی طے ہوئے۔ ہندو اور مسلمان رعایا مین جو محبت و یکدلی اس وزیر نے قائم کر رکھی ہے اس کا نمونہ دوسری جگہ نہین ملسکتا۔ برٹش افسرون کے ساتھ وفادارانہ اور دوستانہ برتاؤ مین بھی بہت کچھ اضافہ ہوا۔ بعد ازان خود اپنے عہد مین جو قیمتی خدمات ادا کی تھین اُن کا ذکر اُن الفاظ مین ہے کہ مدتِ دراز کے بعد وفادار نمک حلال اور تجربہ کار وزیر شیخ محمد بہاؤالدین کا بڑی ذمہ داری سے الگ ہونا فطرتی بات ہے۔ مگر ان کے الگ ہونے سے ریاست اور خود مجھکو ان کی ضروری مدد اور دانشمندانہ مشورون کی بڑی حاجت رہیگی لہٰذا ایسی حالتین مین انکا استعفا منظور نہین کرسکتا اور مین امید کرتا بلکہ یقین رکھتا ہون کہ ان کو جب میرے اس ارادے کی خبر ہوگی تو یہ وفادار اور نمک حلال وزیر جن کو ریاست کی بھلائی ہر وقت مدنظر ہے۔ ہرگز اس معاملہ مین مجھے دوبارہ نہ کہین گے بلکہ ہمیشہ کی طرح ریاست کی بہبودی و بہتری مین سرگرم رہینگے۔ فی الحقیقت وزیر جنہون نے مدتِ دراز تک سرکاری خدمت پورے طور پر انجام دیکر اب دل سے الگ ہونا چاہتے تھے۔ مگر جب اپنے آقا کی یہی مرضی ہوئی تو اس کو بسر و چشم قبول کرنا پڑا یہ گویا حاکم و محکوم دونون کی خوش نصیبی تھی۔

اصلاحات احمد آباد اور بمبئی وغیرہ کے کالجون مین پڑھنے والے طلبہ جو ریاست جوناگڈھ کے ہون اُن کے لئے وظیفون کی جو رقم پہلے سے مقرر تھی اس مین اضافہ کر کے ۲۵ بڑی رقم کے وظیفہ مقرر کئے جس سے ہندوٗن کی خاص ناگر قوم نے باوجود مرفہ حال ہونے کے خوب فائدہ اُٹھایا۔

اسی سال یہ فرمان صادر ہوا کہ ریاست کی مقرر کردہ طبی کمیٹی جس کو سند دے وہ مطب کر سکے ہر ایک عطائی اور غیر سند یافتہ حکیم یا بید مطب اور علاج کرنے کا مجاز نہین۔

سنہ ۱۸۹۲ء
پرنس وکٹر کی وفات پر اظہار غم

ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند وکٹوریہ صاحبہ کے پوتے اور شہنشاہ ہندوستان اڈورڈ ہفتم کے بیٹے پرنس وکٹر نے مورخہ ۱۴ر جنوری جمعرات کے روز وفات پائی جس سے دفاتر و مدارس ریاست مورخہ ۱۶ر جنوری کو بند رہے اور نواب صاحب اور وزیر صاحب کو خصوصًا۔ اور متعلقین ریاست کو عمومًا۔ اس نوجوان شاہزادہ صاحب کی موت کا نہایت رنج و افسوس ہوا جسکی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ شاہزادۂ مرحوم جس زمانہ مین جوناگڈھ تشریف لائے تھے تو اُن سے ملکر نواب صاحب اور وزیر صاحب اُن کے اوصافِ حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے جان و دل سے گرویدہ ہو چکے تھے۔ جب یہ افسوسناک خبر پہنچی ہے۔ اُس وقت نواب صاحب سخت علیل تھے۔ اسی مین یہ غمناک خبر سُنکر بیحد رنجیدہ ہوئے

نواب صاحب کی وفات

نواب صاحب محمد بہادر خان چونکہ ایک عرصہ سے مرض تپ دق مین مبتلا تھے۔ بہت کچھ کوشش کی گئی مگر کوئی علاج کارگر نہوا چنانچہ شاہزادہ وکٹر مرحوم کے انتقال کے ساتوین ہی روز یعنی مورخہ ۲۰ جمادی الآخر سنہ ۱۳۰۹ھ مطابق ۲۱ر جنوری سنہ ۱۸۹۲ء جمعرات کی شام کو چھتیس ۳۶ برس کی عمر اور عین شباب مین اس دارفانی سے دار البقاء کی طرف کوچ کر گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن وزیر صاحب کے اہتمام سے پرہیزگار متقی عالمون نے نواب صاحب مرحوم کو غسل دیا۔ بہت کچھ خیرات غربا و مساکین مین تقسیم ہوئی۔ آخر انبوہ کثیر کے ساتھ شاہی قرینہ سے جنازہ اُٹھایا گیا۔ اور مہابت مقبرہ مین اپنے والد مرحوم کے پہلو مین نواب صاحب مدفون ہوئے۔ جنازہ کے ساتھ ارکین ریاست اور عام رعایا اور ملازمان ریاست کے علاوہ اسسٹنٹ پولٹیکل ایجنٹ شروع سے اور پولٹیکل ایجنٹ بعد مین شریک تھے۔ ریاست بھر مین رنج و غم کا سمان بندھ گیا تھا۔ خاص مقربین

واحباب کے گھرون مین کہرام مچا ہوا تھا۔ بازارمین تین روز تک ہڑتال رہی۔ دوسری ریاستون نے بھی بہت کچھ اظہار غم کیا۔ ملکۂ معظمہ اور پرنس آف ویلز (جو بعد مین شہنشاہ اڈورڈ ہفتم ہوئے) گورنر صاحب بمبئی اور کاٹھیاواڑ و گجرات کے رؤساء کی طرف سے تعزیت نامے بذریعہ تار برقی آئے۔ مقبرہ مین حافظ قرآن۔ قرآن شریف پڑھکر نواب صاحب کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے مقرر کئے اور دوسرے بھی بہت سے نیک کام ایصال ثواب کے لئے کئے گئے۔ وزیر صاحب نے اپنی جیب خاص سے غرباؤ مساکین کو ایصال ثواب کی غرض سے کئی قسم کے طعام لذیذو لطیف کئی روز تک کھلائے اور تقسیم کئے جس مین بہت کچھ روپیہ صرف ہوا۔

نواب صاحب کے اوصاف اور فیاضی کے کام

نواب صاحب مرحوم کو چونکہ اپنی ولیعہدی مین جوناگڈھ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر موضع شاہ پور زیادہ پسند خاطر تھا۔ اس لئے موضع مذکور کے گرد پختہ سنگی فصیل اور ایک محل اور باغ وغیرہ بنوائے۔ جن پر تین لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ یہ جگہ نہایت پرفضا ہے اور پھر ریلوے کا اسٹیشن ہوجانے سے اور بھی رونق بڑھ گئی ہے۔ نواب صاحب مرحوم جب کبھی وہان جاتے وہان کے لوگون کو مالامال کردیتے تھے۔ نواب صاحب کی تربیت بچپن ہی سے اُن کے ماموں وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤالدین۔ اور دیوان ریاست محمد صالح ہندی نے بہت عمدہ کی تھی۔ بعدہٗ منشی خیرات علی خان بنگش اتالیق مقرر کئے گئے۔ اس عقل مند فاضل کی تعلیم و نگرانی نے نواب صاحب مرحوم کو نہایت لائق بنا دیا تھا۔ ابتداء مین منشی صاحب موصوف کو دیکھکر ڈرے اور اپنے والد نواب محمد مہابت خان صاحب کی آغوش مین جا چھپے۔ نواب محمد مہابت خان صاحب نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ بیٹا اُن سے ڈرو نہین یہ تو تمھارے استاد ہین مجھ سے زیادہ تم سے محبت رکھتے ہین۔ تم کو لازم ہے کہ مجھسے زیادہ اِن کو مانو۔ غرض اس کے بعد استاد نے شاگرد کو میٹھی میٹھی باتون سے ایسا لبھایا کہ رات دن استاد ہی کے مکان پر رہنے لگے اور

عمدہ تعلیم حاصل کی۔

نواب صاحب مرحوم نے اپنے عہد مین آٹھ دیہات اور قریب دس ہزار بیگہ زمین جاگیر مین دی اور نقد وغیرہ بحساب دیا خصوصًا دیہات کے غرباء کو مالامال کردیا۔ ریلوے ہو جانے سے تجارت کی ترقی ہوئی۔ کسانون کو بہت کچھ سہولت ہوئی۔ تعلیم مین جو ناگڈھ کل کاٹھیاواڑ مین فوقیت لے گیا اور ریاست کے ہر ایک محکمہ مین اصلاح و ترقی ہوئی۔ رفاہِ عام کے بہت سے کام ظہور مین آئے۔

باوجودیکہ میانا قوم اور مکرانیون کی بغاوت فرو کرنے مین بہت وقت صرف ہوا تاہم دس برس کے کم عرصہ مین مرحوم نواب صاحب کے عہد مین تعلیم۔ ہر ہر محکمہ کی اصلاح۔ اور رفاہِ عام کے کام قابل تعریف ہوئے ہین اور برٹش سرکار نے وقتًا فوقتًا اظہار وفاداری کی داد دی ہے۔

ریلوے پر کُل ساٹھ لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ علاوہ برین مندرجۂ ذیل عمارات کی تعمیر مین پچیس ۲۵ لاکھ روپیہ سے کچھ زیادہ خرچ ہوا۔ آئینہ محل۔ کچہری۔ خاص کچہری۔ فراشخانہ۔ گیسٹ ہاؤس (مہمان خانہ) سردار باغ کا بنگلہ۔ بہادر خانجی ہائی اسکول۔ دیوان آفس۔ عدالتون کے مکانات گرین مارکیٹ (غلّہ بازار) شفاخانہ۔ ریے گیٹ (دروازہ) سنٹرل جیل۔ لانسرس کے مکانات پیڈوک اسٹیشن کے قریب مسافرون کے لئے بنگلہ۔ بلاول مین گیسٹ ہاؤس۔ نوا گڈھ کے گرداگرد پختہ دیوار و مکانات۔ پل۔ مساجد۔ سرائین الگ الگ مقامات مین سڑکین وغیرہ بہت سے کام ہین۔ مہابت مقبرہ جامع مسجد اور اس کے مقابل سرکل وغیرہ کا کام ان کے بعد کے عہد مین ختم ہوا۔

ممالک محروسہ کے سوا باہر کے مقامون مین قریب آٹھ لاکھ روپیہ دیا گیا۔ جیسے راجکوٹ

الفریڈ ہائی اسکول۔ وڈھوان گراسیہ اسکول۔ راجکوٹ راجکمار کالج۔ راجکوٹ زنانہ اسکول۔ احمدآباد گجرات کالج۔ بمبئی ولسن کالج۔ راجکوٹ شفاخانہ۔ راجکوٹ جوبلی کا مکان۔ راجکوٹ کونوٹ ہول۔ راجکوٹ بہادرخانجی ریزروایر وغیرہ ہین۔

تعلیم کے چندون۔ بڑے لوگون کی یادگار قائم کرنے یا آفت زدون کی مدد وغیرہ کے کامون ہین ریاست کی طرف سے چھ لاکھ روپیہ عطا کیا گیا ہے۔ لارڈ ریپن صاحب کے یادگاری فنڈ ہین چھ ہزار روپیہ۔ سر جیمس فرگیوسن کے یادگاری فنڈ ہین ساڑھے تین ہزار روپیہ۔ سر بارٹل فریر کے یادگاری فنڈ ہین ایک ہزار روپیہ۔ دیوان گوکل جی جھالا کی یادگار ہین دو ہزار۔ گجراتی زبان کے شاعر دلپت رام ڈاھیا بھائی کی یادگار ہین پانچ سو۔ احمدآباد اور پونہ کی گھوڑدوڑ ہین پانچ ہزار روپیہ الف لیلہ کے مترجم کو ایک ہزار۔ مہابھارت کے مترجم کو پانچسو روپیہ۔ ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند کی جوبلی کے اڈریس ہین پانچسو ایک روپیہ۔ سورت کی تپتی ندی کے سیلاب سے آفت زدون کو پانچسو روپیہ۔ نڑیاد ہائی اسکول ہین تعلیم پانے والے مسلمان طلبہ کو پانچسو روپیہ۔ نڑیاد ہین جانورون کی نمائش ہین پانچسو روپیہ۔ پونہ زنانہ ہائی اسکول ہین تین ہزار چھ سو روپیہ۔ لیڈی ڈفرن زنانہ ہاسپٹل ہین ایک ہزار پانچسو روپیہ۔ فرگیوسن کالج پونہ آٹھ سو چالیس روپیہ۔ عورتونکو طبی علم پڑھانے کے فنڈ ہین دو ہزار روپیہ۔ بمبئی انجمن اسلام کے طلبہ کو ایک ہزار روپیہ۔ سر ولیم ویڈربرن کے یادگاری فنڈ ہین دس ہزار روپیہ۔ بمبئی انجمن اسلام کو دس ہزار روپیہ سورت ہین آتشزدگی ہونے پر آفت زدون کو چار ہزار روپیہ۔ بلاول بندر ہین سیٹھ عبدالحبیب کے مدرسہ ہین دس ہزار روپیہ۔ احمدآباد انجمن اسلام مدرسہ کو دو ہزار روپیہ۔ کرنل واٹسن کے یادگاری فنڈ ہین پانچہزار روپیہ۔ لارڈ رے کے یادگاری فنڈ ہین پانچہزار روپیہ۔ بمبئی کی صنعت وحرفت کی نمائش ہین ایک لاکھ روپیہ۔ اس کے علاوہ دوسرے بہت سے کامون ہین روپیہ دیا ہے جسکی تفصیل بہت بڑی ہے۔

نواب صاحب کی بیگمات

نواب صاحب مرحوم کی پہلی بیگم امیر بخت بنت سربلند خان بابی تعلقدار بانٹوہ۔ دوسری امراؤ بخت بنت جوان مردخان بابی تعلقدار رانپور۔ تیسری لعل بخت بنت منور خان بابی نواب بالاسنور یہ بیگم بڑے زور شور والی تھین ان کی عالیشان حویلی ان کی یادگار ابھی تک موجود ہے چوتھی روپالی بابنت پنجاجی جاگیردار بالون جو دہرانگدہرہ کے ماتحت ہے۔ پانچوین سردار بخت بنت حیات خان متوطن قصبۂ دھولقہ۔ باوجود ان پانچون بیگمون کے کسی سے اولاد نہین ہوئی۔ اور نواب محمد بہادر خان صاحب لاولد ہی گذر گئے۔

کئی رؤسا کا جوناگڈھ تشریف لانا

نواب صاحب کے زمانے مین ملک جرمنی کے ہالسٹین کے ڈیوک صاحب اور موربی۔ گونڈل۔ دھرمپور۔ پالیٹانہ۔ وڈھوان۔ لیمڑی کے روسا اور اور کئی بڑے بڑے یورپین افسر و سیاح جوناگڈھ تشریف لائے۔ اور شہر و اطراف کی سیر۔ نواب صاحب کی ملاقات۔ اور اُن کی مہمانداری سے نہایت محظوظ ہوئے

پرنس وکٹر صاحب اور بالاسنور کے نواب صاحب بھی
جوناگڈھ تشریف لائے تھے۔

وزیر شیخ محمد بہاؤالدین صاحب
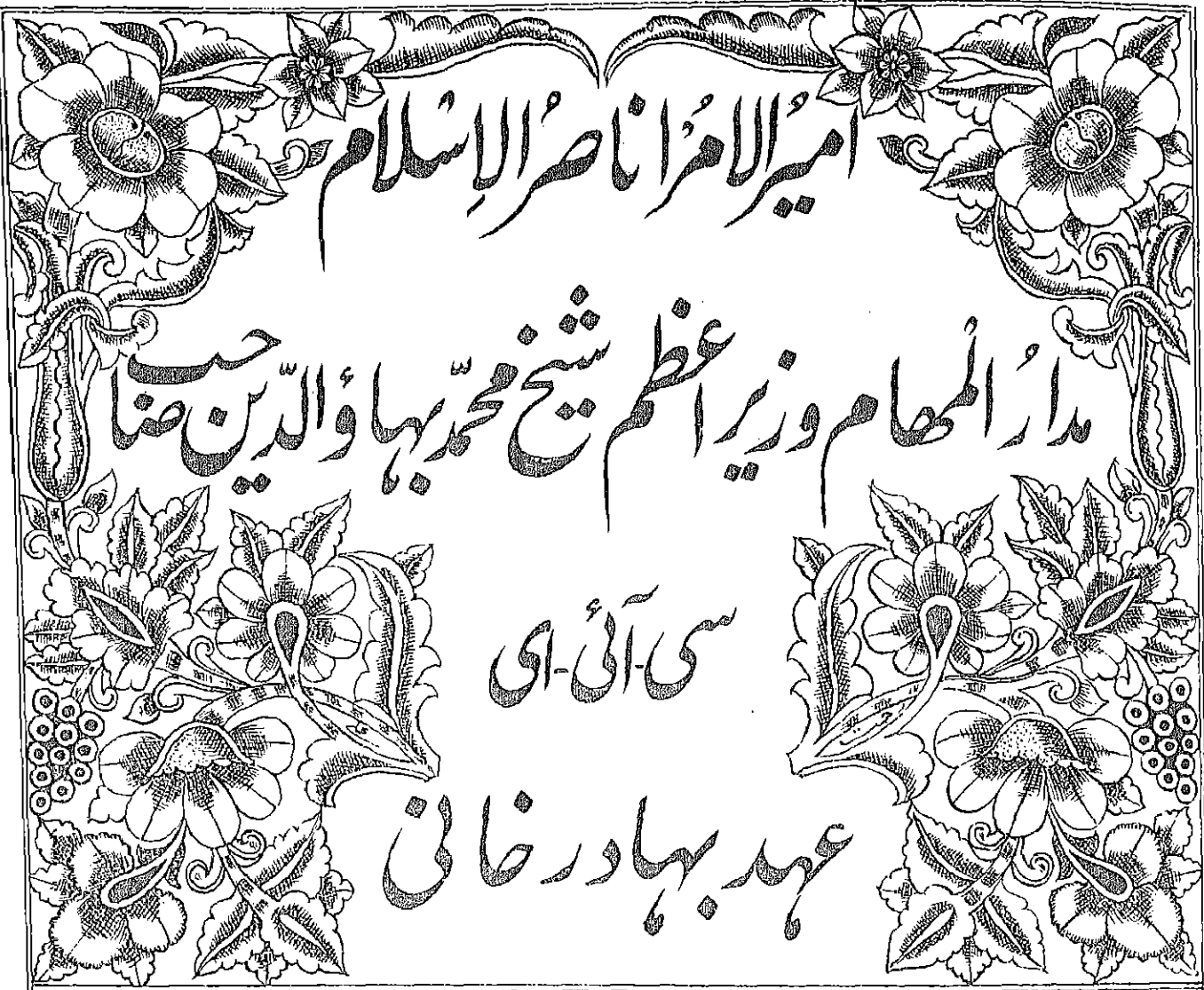
نواب صاحب اور وزیر صاحب کے تعلقات

ان اقبالمند وزیر صاحب کا ستارۂ اقبال عہد بہادر خانی مین اور بھی زیادہ چمکا۔ نواب صاحب محمد بہادر خان رشتہ کے لحاظ سے آپ کے حقیقی بھانجے تھے۔ وزیر موصوف کو اپنا بزرگ ماننے کا ایک تو یہ سبب تھا۔ لیکن امور سلطنت مین خاص رشتہ کا سبب معتبر نہین مانا جاسکتا۔ اسکا اصل سبب یہ ہے کہ نواب صاحب محمد بہادر خان وزیر صاحب کی کل کارروائی، لیاقت، وفاداری اور ریاست کی خیرخواہی صادق اپنے باپ کے عہد مین دیکھ چکے تھے علاوہ ازین اُن کے عہد طفولیت مین جس سچی محبت سے وزیر صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ نے ان کی تربیت اور پرورش کی تھی وہ انکو خوب معلوم تھا۔ لہٰذا جس طرح ملک شاہ ابن الپ ارسلان بانیٔ دولت سلجوقیہ اپنے لائق وزیر خواجہ نظام الملک کو (جو اس کے باپ کے عہد سے تھا) اور ہارون الرشید

خلیفۂ عباسی اپنے وزیر یحییٰ کو یا اَبِیْ یعنے پیارے باپ کہتا تھا اسی طرح نواب صاحب تا دمِ حیات وزیر صاحب کو باپو (یعنے پیارے باپ) کہا کرتے تھے مسند نشینی کے وقت نواب صاحب نے فرمان صادر کردیا تھا کہ میرے والد کے وقت مین جو کامل اختیارات وزیر اعظم کو تھے وہی کامل اختیارات مَین بھی اُن کو دیتا ہون۔ چنانچہ اس کا عمل زندگی تک قائم رکھا وفات کے کچھ پہلے جب وزیر صاحب نے استعفا دیا تو نواب صاحب نے منظور نہ کیا اور فرمان (جو پہلے مذکور ہوچکا ہے) صادر کیا۔ اس سے وزیر صاحب کو وہ عزت حاصل ہوئی جسکی مثالین تاریخ مین کم ملین گی۔ لارڈ رے گورنر صاحب بمبئی کو جوناگڈھ کی تشریف آوری کے وقت جب نواب صاحب محمد بہادر خان نے اڈریس دیا اس وقت خود بدولت نے ریاست کی طرف سے اپنے ماموں وزیر شیخ محمد بہاؤالدین صاحب کی نیک صلاح، نیک نیتی اور امداد کا پرجوش الفاظ مین شکریہ ادا کیا۔ غرض نواب صاحب وزیر صاحب کو رشتہ کے سبب سے نہین بلکہ خاص ریاست کی اور اپنی خیرخواہی کی وجہ سے اپنا مربّی جانتے اور مانتے تھے۔ اور بارہا کہتے تھے کہ میرے اس مربّی کی وجہ سے مجھے اس ریاست کی کوئی فکر نہین ہے۔ مَین بڑا ہی اقبالمند ہون کہ مجھے ایسا لائق وفادار وزیر ملا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ خود وزیر صاحب نے اپنے آقا کے لئے کیا کیا کیا۔

اصلاحات

نواب صاحب نے جو عزت اُن کو عطا کی اور جو اعتماد ان پر رکھا اس سے چہار چند انھون نے کر دکھایا۔

اجارہ کے رواج کو توڑ کر ریونیو سسٹم مین جان ڈالدی جوڈیشیل اور ریونیو محکمون مین امتحان لیا جانا قرار پایا۔ محکمۂ پولیس کی بہت کچھ اصلاح کی۔ چنانچہ لارڈ رے صاحب کو صاف کہنا پڑا کہ اس نمونہ پر دوسری ریاستون کو عمل کرنا چاہئے۔ تعلیم کے لحاظ

سے کل جزیرہ نما مین جوناگڈھ کو جو کچھ فوقیت حاصل تھی اس مین اور بھی اضافہ کیا انگلستان کی تعلیم کیلئے وظائف ریاست کی طرف سے اور اپنی طرف سے قائم کئے اور خاص مسلمانون کے لئے عظیم الشان مدرسہ قائم کرکے وظائف مقرر کئے۔ رفاہ عام کے کامون مین پورا حق ادا کیا۔ سرکاری اور خود کی عمارات مثل مہابت مدرسہ جامع مسجد مہابت مقبرہ اپنا مقبرہ اس کے مقابل مین سرکل نام کا بڑا المبا مکان جذامیون کا شفاخانہ سنٹرل جیل وغیرہ بناکر دار الصدر مصطفےٰ آباد عرف جوناگڈھ کے تنگ راستون کو کشادہ اور بازارون کو بارونق کرکے جوناگڈھ کو گویا نیا گڈھ بنا دیا۔ کوہ داتار پر مکانات چشمے اور کنوؤن وغیرہ صرف کثیر سے نواب صاحب مرحوم کی روح کے ایصال ثواب کے لئے اپنی جیب خاص سے تعمیر کرائے

آونہ محال کی آمدنی برسون سے الگ رکھنے کا جو دستور قائم کردیا تھا اس وجہ سے خزانہ مین زر کثیر جمع ہوگیا تھا وہ اس دہ سالہ حکومت مین بہت کام آیا۔ بڑی رقم ریلوے مین خرچ کی گئی جس سے ریاست کو خوب نفع ہوا تجارت مین ترقی ہوئی اور رعایا کو فائدہ پہنچا۔ سربندی پولس کو توڑکر اس کے جمعدارون کو رضامند کرنا اس مدبر وزیر کا کام تھا۔

مدتون کا بیکار پڑا ہوا قلعۂ بالا جو اوپر کوٹ کے نام سے مشہور ہے درست کرایا اور اُس کے قدیم کنوؤن اور باولیون وغیرہ کی مرمت کرکے قلعۂ مذکور کو قابل دید بنا دیا۔ سنگ خارا جو اُن گھڑ اور نہایت سخت پتھر ہے اس کو کام مین لانے کی صورت نکالی۔ جنگل گرکی جو آمدنی تھی اس کو چوگنا کردیا۔ نواب صاحب محمد بہادر خان کی وفات سے کچھ پہلے ریاست کی جو مردم شماری ہوئی اس مین تقریباً چار لاکھ کی آبادی مین ایک لاکھ کا اضافہ ہوا۔ گھوڑونکی پرورش کا عمدہ طریقہ قائم کیا۔ دوسری جانب سرکش قومون کی بغاوت کا تدارک بھی بخوبی کیا اور جہان تک ہوسکا حکمت عملی سے یا زور وقوت سے اُن کی سرکشی کی بیخکنی کرنے مین سعی بلیغ کی جب معلوم ہوگیا کہ مکرانی علی محمد اور اس کا بھائی ولی محمد سرکاری افسرون سے ناراض ہوکر سرکشی

پر آمادہ ہین تو جوناگڈھ کے اہلحدیث مولوی سلیمان جن کے یہ نگرانی بڑے معتقد تھے اُن کو وزیر صاحب نے فہمائش کی کہ آپ خانگی طور پر اُن لوگون کو اپنی طرف سے فہمائش کرکے بغاوت سے باز رکھین مولوی صاحب موصوف نے اُن کو ڈرایا کہ مسلمان حاکم کے خلاف خروج کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ اگر یہ علاج نہ کیا جاتا تو ابتدا مین وہ لوگ زیادہ نقصان پہنچاتے اسی طرح میانا قوم وغیرہ کے باغیون کا علاج بھی انھون نے بڑی جانفشانی سے کیا۔ غرض ہر پہلو سے ریاست کے عمدہ انتظام مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گورنمنٹ نے خوش ہوکر نواب صاحب کو تمغہ عطا کیا۔

وزیر صاحب کے اخلاق واخلاص ایّام طفولیت ہی سے نواب صاحب کی پرورش اور تربیت اور کُل نوابی خاندان کی نگرانی وزیر صاحب اور اُن کی اہلیہ کے ذمّہ تھی۔ ان سب کامون کو دیکھکر نواب صاحب وزیر ممدوح کو اپنا مربیٔ صادق جانتے تھے۔ اس پورے اختیار اور نواب صاحب کے مربی ماننے پر اس وزیر نے کبھی کسی طرح کا گھمنڈ نہین کیا۔ جیسا اکثر تاریخ مین وزیرون کے حالات مین دیکھا گیا ہے۔ بلکہ اپنے آقا کو ایسا مانتے جو اس واقعہ سے ظاہر ہے۔ ایک شخص پیرو ہالا نامی وزیر صاحب کی ڈیوڑھی پر نوکر تھا۔ پہلے یہ شخص نواب صاحب کی دادی باجی صاحبہ اور والد صاحب نواب محمّد مہابت خان کی بہت خدمت کرچکا تھا اس کی جورو اور والدہ کے انتقال سے اس کو کھانے پکانے کی بڑی تکلیف ہوتی تھی۔ لہٰذا سرکاری باورچی اسکو پکا دیتے تھے۔ اس شخص کے مزاج مین غصہ بہت تھا۔ ایک سرکاری لڑکے نے جو باورچی خانہ مین کام کرتا تھا اسکو چھیڑا۔ اس نے لڑکے کو پکڑ کر مارا۔ لڑکا بڑا مکار تھا فوراً زمین پر جا گرا اور بیہوش سا پڑا رہا۔ نواب صاحب کو معلوم ہوا تو اسی حالت مین اس لڑکے کو وزیر صاحب کے پاس دیکھنے کے لیے بھیجا اور یہ کہلوایا کہ آپ کے آدمی نے میرے باورچی خانہ کے لڑکے کو اس زور سے مارا کہ وہ بیہوش ہوگیا آپ مارنے والے کو تنبیہ کرین وزیر صاحب نے

سارا ماجرا سُنکر مارنے والے کو بلوایا اور اسکو سرکاری آدمیون کے ساتھ اپنے آقا کے پاس یہ کہلوا کر بھجوادیا کہ یہ آدمی میری ڈیوڑھی پر نوکری کرتا ہے مگر آدمی آپ کا ہے اور آپ جو چاہین سزا دین۔ غرض جب کامل تفتیش ہوئی تو لڑکے کا مکر کھُل گیا اور مارنے والے پر نواب صاحب نے بڑی مہربانی ظاہر کی معقول انعام دیا اور اپنے پاس رکھا۔ غرض نواب جس وزیر کو کل اختیار دے چکا ہو اپنا مربّی صادق مانتا ہو اور مقدمہ کو اسکی طرف رجوع کرنے مین وزیر ایسا کہ اپنے آقا کی مرضی پر وار و مدار رکھے یہ اسکی سراسر توصیف و تعریف ہے۔ القصّہ نواب صاحب نے اپنے وزیر اعظم کو جو اختیار اور عزّت دے رکھی تھی عنان حکومت ان کے ہاتھ مین تھی اور سیاہ سپید کا مختار کر رکھا تھا۔ اسکے معاوضہ مین وزیر صاحب نے اپنے آقا کے تمام امور مین خواہ ریاستی ہون خواہ خاندانی یا خانگی۔ کامل توجہّ پوری وفاداری اور ایمانداری سے کام لیا۔ دوسری جانب سرکار عالیہ یعنی برٹش سرکار اور نوابی رعایا کے خوش اور دل شاد کرنے مین وزیر صاحب نے کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا جس کا مختصر بیان آگے آتا ہے۔ غرض کہ ایک رئیس اپنی ریاست یا خاندان وغیرہ کی بھلائی کی جسقدر فکر کرتا ہے اس سے زیادہ فکر اس وزیر نے کی جس کا نواب صاحب کو یقین کامل تھا۔

برٹش حکام کی طرف سے اعتراف خدمات

نواب صاحب محمّد مہابت خان مرحوم کے عہد حکومت مین ریاست کی تعریف زیادہ تر ایجنسی کی طرف سے ہوئی۔ مگر نواب صاحب محمّد بہادر خان کے عہد مین گورنرون نے متواتر آکر ریاست کے کامون کو بنظر خود دیکھا اور نواب صاحب اور وزیر صاحب کی جو تعریف کی وہ ذکر قابل فخر ہے۔ لارڈ فرگیوسن صاحب گورنر بمبئی نے قدیم رواج اجارہ کو موقوف کئے جانے کی بابت ریاست کے عمدہ انتظام کا اشارہ وزیر اعظم کی طرف واضح الفاظ مین کیا اور لارڈ رے صاحب گورنر بمبئی نے تو دو وقت جوناگڈھ آکر نواب صاحب

اور وزیر صاحب کی شان مین وہ مدحیہ الفاظ کہے کہ شاید کسی کے متعلق انہون نے نہ کہے ہونگے
ایک مرتبہ یہ کہا کہ ریاست کے امور خیر مین نواب صاحب اور وزیر صاحب حریفانہ کارروائی
کرتے ہین۔ وزیر صاحب کی خانگی فیاضی یعنی رفاہ عام مین جو لاکھون کا جیب خاص سے خرچ ہوتا
تھا اس کی اور ریاست کے عمدہ انتظام کی بابت رعایا کی طرف سے نواب صاحب اور وزیر صاحب
کا گورنر صاحب موصوف نے شکریہ ادا کیا نیز گورنر صاحب نے بمبئی کے تعلیمی جلسہ مین وزیر صاحب
کی تعلیم کی قدردانی کی نہایت تعریف کی۔ جب نواب صاحب کو خطاب دئے جانے کی کارروائی
ہوئی اس وقت بمقام راجکوٹ صاف الفاظ مین گورنر صاحب لارڈ ریے نے فرمایا کہ نواب
صاحب کے عمدہ انتظام مین ان کے ماموں وزیر شیخ محمد بہاؤ الدین کی امداد کو پورا دخل ہے
گونڈل اور جام نگر کی ریاستون کے جو باغی تھے ان مین سے پانچ چھ کو وزیر صاحب نے زندہ پکڑوا
دیا۔ کرنل ہمفری نے جو اس کام کے نگران تھے وزیر اعظم کو شکریہ کا خط لکھا اور ان کارروائیون سے
ایجنسی کو مطلع کیا۔ غرض سرکار بمبئی اور گورنمنٹ آف انڈیا مین اس نامور وزیر صاحب کا بڑا نام ہوا۔
علاوہ ازین اس وقت کے پولیٹکل ایجنٹون نے بہت کچھ تعریف کی۔ اُن سرکاری ملازمون کے سوا
ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند وکٹوریہ صاحبہ کے پوتے پرنس وکٹر صاحب نے جب وہ جوناگڈھ مین رونق
افروز ہوئے تھے فرمایا کہ ایسے نیک کام کرنے والے نواب صاحب اور ان کے ماموں وزیر شیخ
محمد بہاؤ الدین کو مساوی فخر ہے۔ وزیر صاحب کی ابتدا سے ہی پالیسی تھی کہ سرکار کو خوشنود
رکھنے مین ہر طرح کی بہتری ہے۔ جیسے سرکاری حکام ان کی قدر کرتے تھے انہون نے بھی سرکار کی
خوشنودی کے واسطے بہت کچھ کیا۔ یعنی شاہزادہ وکٹر اور گورنرون بلکہ پولیٹکل ایجنٹون کی یادگارین قائم
کرنے مین بہت کچھ خرچ کیا گو وہ یادگارین ریاست ہی کے لوگون کے فائدہ کے لئے رہین۔ سرکار برٹش
کے خوش رکھنے ہی کے واسطے نمائش ہنر و تعلیم وغیرہ کے کامون مین ایک ایک وقت لاکھ لاکھ روپیہ

دیدیا اور اپنے جیب خاص سے بھی بہت کچھ دیا۔ غرض وزیر صاحب نے گورنمنٹ کو خوشنود کرنے مین جو کچھ کیا ریاست کو بدلہ بھی ویسا ہی دلایا۔ ریاست اور نواب صاحب کی بہت عزت بڑھائی۔ باوجود اسبات کے اگر ریاست کی شان کے خلاف کوئی کام نظر آتا تو وزیر صاحب سرکار سے برابر مقابلہ بھی کرتے۔ نواب صاحب محمد بہادر خان کی وفات کے دوسرے روز پولٹیکل ایجنٹ اولیونٹ صاحب نے دیوان ہرداس سے نواب صاحب مرحوم کے محل کی اشیاء موجودہ کی فہرست تیار کرنے کے لئے کہا۔ دیوان نے قبول کیا بعد مین وزیر صاحب کو خبر دی۔ وزیر صاحب نے انکار کیا کہ اس مین ہماری ہتک ہے۔ دیوان بہت گڑگڑایا کہ ایسے افسر کے روبرو مین نے قبول کرلیا ہے اور اب وہ کام نہو تو میری عزت کو نقصان پہونچیگا وزیر صاحب نے کہا کہ پہلے ہماری عزت پھر تمہاری۔ جاؤ تم صاحب کو میرے طرف سے کہو کہ یہ کام ہم ہرگز نہ کرنے دینگے چاہے مبئی سرکار کو لکھو۔ دیوان نے وزیر صاحب کے نام سے صاحب سے کہا وہ چپ ہوگئے۔

وزیر اور رعایا

ریاست جوناگڈھ کی رعایا بلکہ دُور دُور کے ہندو اور مسلمان اس خوش اخلاق وزیر سے اس قدر خوش تھے کہ جب ۱۸۸۵ء مین لارڈ فرگیوسن گورنر بمبئی انگلستان وداع ہوئے اس وقت نواب صاحب کیطرف سے وزیر صاحب ان سے آخری ملاقات کو بمبئی تشریف لے گئے تھے تو وہان کی تقریباً کُل قومون یعنی ہندو مسلمان پارسی وغیرہ نے بڑے بڑے سپاسنامے پیش کرکے اس نامور وزیر کو عزت دی۔ مسلمانون نے بڑا جلسہ اور بہت بڑا خرچ کرکے ناصر الاسلام کا قومی خطاب دیا۔ بمبئی کی اقوام مین سے خاص اُن ہندؤن نے جو دیلواڑہ وغیرہ جوناگڈھ کی ریاست کے رہنے والے تھے ایک جلسہ منعقد کرکے وزیر اعظم پر اپنی محبت کا اظہار کیا۔ نواب صاحب کی مسندنشینی ریلوے کی افتتاح اور نواب صاحب محمد بہادر خان کو خطاب ملنے کے موقعون پر ہندو مسلمان وغیرہ کُل رعایا نے نواب صاحب اور وزیر صاحب کی جو جو ثنا خوانی کی ہے اسکے تمام وکمال بیان کرنیکے لئے

ایک دفتر چاہیئے وزیر صاحب پر لوگون کو اس قدر بھروسہ تھا کہ عام آدمی تو کیا اچھے اچھے جاگیردار جو ریاست سے جاگیر کی بابت ایجنسی وغیرہ مین لڑ رہے تھے اس بات پر راضی تھے کہ خانگی طور پر وزیر صاحب جو فیصلہ کردین ہمین منظور ہے۔ چنانچہ مونپوری وغیرہ کے جاگیردارون نے اس قسم کے فیصلہ پر اکتفا کی۔ راہ زنون مین سے چند نے وزیر صاحب کے بھروسہ پر راہ زنی چھوڑ دی۔ اسیطرح وزیر صاحب نے بھی خاص ریاست کے لوگون اور غیر ریاست کے لوگون پر اپنے اخلاق و اوصاف حمیدہ رحم دلی، رفاہ عام کے کامون مین دریا دلی، بے تعصبی، خیر خواہی، نیک نیتی، حلم و بردباری، وغیرہ کے اظہار سے اچھا اثر ڈالا۔ نواب صاحب کو خطاب ملنے کی خوشی مین رعایا پر جو ٹیکس تھے ان مین سے اکثر معاف کردئے ریلوے قائم کر کے تجارت وغیرہ کو ترقی دی۔ اور سہولت کے اسباب کا دروازہ کھول دیا۔
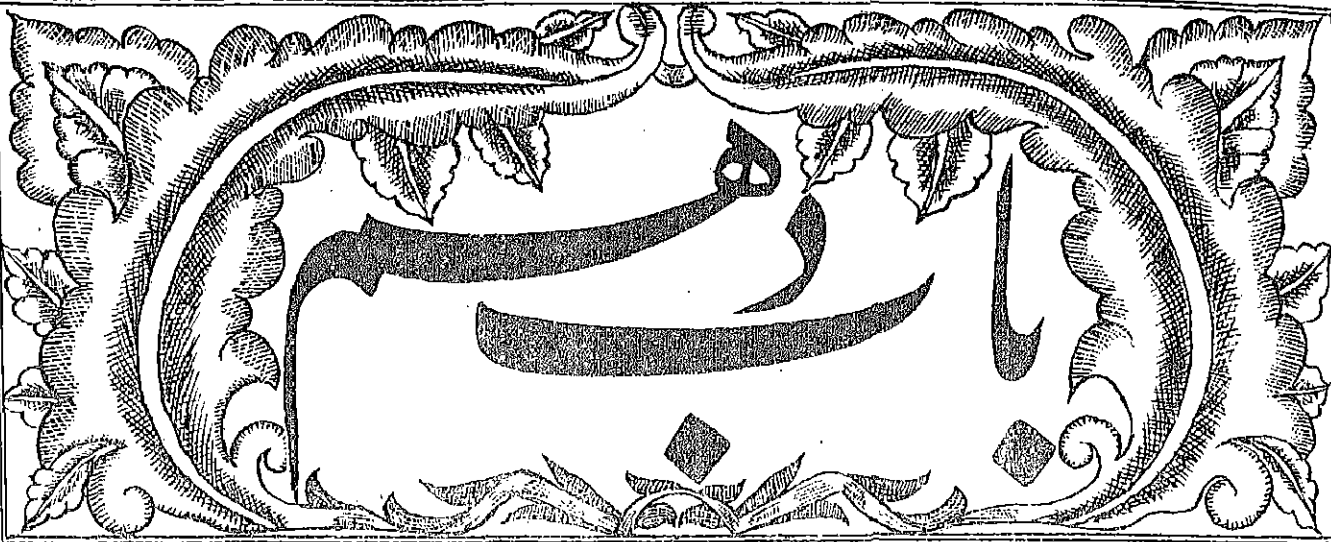
باب دہم

نواب سر محمدؐ رسول خان بابی بہادر جی سی ایس آئی

سنہ ۱۳۰۹ھ — ۱۳۲۹ھ

سنہ ۱۸۹۲ء — ۱۹۱۱ء
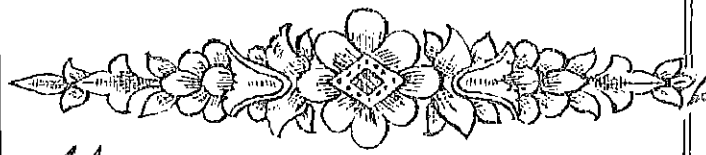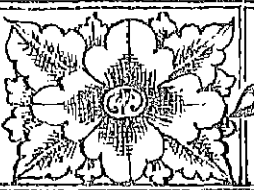
آٹھوین نواب صاحب ریاست جوناگڈھ
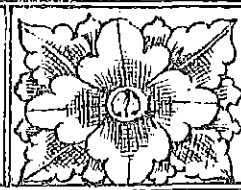
نواب صاحب کی مسند نشینی سنہ ۱۸۹۲ء

چونکہ نواب صاحب محمدؐ بہادر خان مرحوم لاولد گذرے اُن کے بھائی محمدؐ رسول خان مرحوم کے تیجے کے دن ۲۲ رجادی الآخر سنہ ۱۳۰۹ھ مطابق ۲۳ جنوری سنہ ۱۸۹۲ء بروز شنبہ کو ۳۴ برس کی عمر مین مسند نشین ریاست جوناگڈھ ہوئے۔ جس طرح فیروز شاہ تغلق تخت سے انکار کر کے حج کا قصد رکھتا تھا۔ نواب صاحب محمدؐ رسول خان نے بھی انکار کیا۔ مگر آپ کو مجبور کیا گیا۔ برٹش گورنمنٹ نے محمدؐ رسول خان بہادر کو نواب قرار دیکر سر چارلس اولیونٹ کو جو اس وقت کاٹھیاواڑ کے پولٹیکل ایجنٹ صاحب تھے جوناگڈھ بھیجا۔ جنھون نے ۲۰ جون کو صبح کے نو بجے مہابت مدرسہ مین دربار منعقد کر کے محمدؐ رسول خان بابی کو سرکار انگلشیہ

کی طرف سے علانیہ نواب قبول کرکے اس کا اظہار کیا۔ برٹش پولٹیکل ایجنٹ صاحب نے جو تقریر کی تھی اس کے جواب مین نواب صاحب نے گجراتی زبان مین نہایت عمدہ اور شُستہ تقریر کرکے برٹش گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا۔

فیروزشاہ کا جوڈیشل کانسلر ہونا

اس سال کے ڈسمبر مہینہ کی پہلی تاریخ کو نواب صاحب نے ریاست کے جوڈیشل ڈپارٹمنٹ (محکمۂ عدالت) کو آنریبل فیروزشاہ مہتہ ایم۔ اے۔ بیرسٹر کے زیر نگرانی رکھا جو تمام ہندوستان مین ایک نامور شخص ہین۔ اس وقت سے مسٹر فیروزشاہ موصوف ریاست جوناگڈھ کے جوڈیشل کانسلر کہلانے لگے۔

سنہ ۱۸۹۳ء

نواب صاحب کی سیاحت

نواب صاحب نے ۱۵ ؍جنوری سنہ ۱۸۹۳ء کو شمالی ہند کا سفر کیا۔ اس وقت کپتان ہاڈکیٹس۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ بطور مصاحب کے اور ریاست کے چند اصحاب ہمراہ تھے۔ ۲۳ ؍مارچ کو اس سیاحت سے واپس آئے۔ اس وقت وزیر صاحب نے بڑی دھوم دھام سے نواب صاحب کا استقبال کیا۔ دوسری مرتبہ ۳ ؍مئی کو جنوبی ہند کا سفر کیا۔ اس وقت ہاڈکیٹس صاحب موصوف اور چند اصحاب ساتھ تھے اور مندرجۂ ذیل مقامات مین نواب صاحب رونق افروز ہوئے ہین۔ بمبئی، جبلپور، الہ آباد، کلکتہ، بنارس، لکھنؤ، کانپور، اکبرآباد عرف آگرہ، دہلی، احمدآباد، پونہ، بیلگام، بنگلور، کونور، اوٹکمنڈ۔ نیلگری، اور مدراس وغیرہ۔ دہلی سے راولپنڈی اور پنجاب کے دوسرے مقامات کے ملاحظہ کے لئے نواب صاحب ہمراہیون کے ساتھ جانے کو تھے کہ گورنمنٹ کی طرف سے ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند نے لندن مین جو امپیریل انسٹیٹیوٹ قائم کیا تھا اس کے افتتاح مین شرکت کی دعوت نواب صاحب کو پہنچی۔ لہٰذا دہلی سے جوناگڈھ آنا پڑا اور انگلستان جانیکی تیاریان ہونے لگین۔ مگر بعد مین بعض وجوہات کے سبب وہان جانا ملتوی رہا۔

نواب صاحب کی عدم موجودگی مین ریاست کے کُل امور کا انتظام وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤالدین صاحب کے متعلق تھا۔

سومنات پٹن کے ہندو اور مسلمانون کے مذہبی مقامات کے جھگڑے کا انفصال۔

سومنات پٹن مین چند مذہبی مقامات کی بابت ہندو اور مسلمانون مین مدت سے جھگڑا چلا آتا تھا اس کے انفصال کے لئے ریاست جوناگڈھ نے ایک ایسا کمیشن مقرر کیا کہ کسی فریق کو شکایت کا موقعہ نہ ملے۔ اس کمیشن کے صدر کرنل جے۔ ایم۔ ہنٹر صاحب اور مرزا عباس علی بیگ اور رنچھوڑلال کہودچند دیسائی برٹش افسر کمیشن کے ممبر قرار پائے۔ مدت معینہ مین پوری تحقیق کے بعد ۲ مئی ۱۸۹۳ء کو کمیشن نے اپنا فیصلہ ریاست کے سپرد کیا۔

مرحوم نواب صاحب محمد بہادر خان کی یادگار مین دیوان ہریداس نے فوارہ بنوایا

دیوان ریاست ہریداس کو منصب دیوانی پر دس برس کا عرصہ گذر چکا تھا۔ اس اثناء مین دیوان موصوف پر مرحوم نواب صاحب محمد بہادر خان اور وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤالدین صاحب کے بہت کچھ الطاف وعنایات رہے۔ لہٰذا اشکریہ مین نواب صاحب محمد بہادر خان مرحوم کی یادگار کے طور پر مقبرہ کے مقابل جہان باپ بیٹے یعنے مرحومین نواب صاحب محمد مہابت خان اور نواب صاحب محمد بہادر خان مدفون ہین اپنے خرچ سے ایک عمدہ فوارہ بنوایا۔

محکمۂ تعلیم ریاست کے سپرد ہونا

محکمۂ تعلیم جو ایجنسی کے حوالہ تھا اب ریاست کے سپرد کر دیا گیا۔ اس وقت سے ریاست نے اس محکمہ پر ایک اعلیٰ افسر مقرر کیا اور اس کو ایسی ترقی دی کہ وہ کاٹھیاواڑ کی تمام ریاستون پر سبقت لے گیا۔

افیون کے شاہی کمیشن مین جوناگڈھ کے دیوان کا ممبر مقرر ہونا

اس سال برٹش گورنمنٹ کیطرف سے جو رائل اوپیم کمیشن (افیون کا شاہی کمیشن) مقرر ہوا تھا اس کی ممبری کے لئے تمام کاٹھیاواڑ کی ریاستون کی طرف سے نمایندہ کے طور پر ریاست جوناگڈھ کے دیوان کو منتخب کیا گیا۔ یہ امر ریاست

کے اعزاز اور برتری کو بخوبی ثابت کرتا ہے۔

کوہ گرنار اور گر کی تحقیقات از روئے علم طبقات الارض

ڈاکٹر جی ڈبلیو ایونس کو کوہ گرنار اور گر کے جنگل کی پیمائش اور ان کی معاون کی تلاش اور تحقیقات کی غرض سے ریاست نے ملازم رکھا۔ صاحب موصوف نے ایک سال سے زیادہ عرصہ مین اس پہاڑی جنگل کے خاص خاص مقامات کی جانچ کرکے جو رپورٹ پیش کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گاوکرہ بھیرائی اور کنڈلیالہ کے قریب ندیون کی تہ مین یشب عقیق چقماق۔ اور مختلف الالوان پتھر پائے جاتے ہین۔ بعض مقامات مین سیسہ اور تانبہ کا بھی پتہ چلتا ہے۔ مگر اسقدر معلوم نہین ہوتا کہ ریاست کو اس سے فائدہ ہو۔ اس تحقیقات مین ریاست کا پچیس ہزار روپیہ خرچ ہوا۔ لیکن جو سفارشات مسٹر ایونس نے کی ہین اور جو تجاویز انہون نے بتلائی ہین اگر ان پر عمل کیا جاوے تو امید ہے کہ ریاست کو بہت کچھ فائدہ ہو سکتا ہے۔

جیتلسر سے راجکوٹ تک ریلوے مین جوناگڈھ کا حصہ

جیتلسر سے راجکوٹ تک جو سلسلہ ریلوے کا ۱۸۹۱ء سے تعمیر ہو رہا تھا اور جس مین ریاست جوناگڈھ کا فی روپیہ چھ آنے حصہ ہے وہ اس سال تکمیل کو پہنچا۔ اس کام مین قریب چھ لاکھ روپیہ ریاست کا خرچ ہوا۔

گورنر بمبئی لارڈ ہریس صاحب کی تشریف آوری

نواب صاحب محمد رسول خان بہادر بابی کے مسند نشینی کے بعد یہ پہلا ہی موقعہ تھا کہ گورنر بمبئی لارڈ ہریس صاحب جوناگڈھ مین رونق افروز ہوئے جناب ممدوح نے مع اسٹاف ۴ اپریل کو بندر بلاول پر نزول اجلال فرمایا۔ اور وہان سے مقام ساسن جو گر کے جنگل مین واقع ہے اور جہان ریاست کی طرف سے نہایت عمدہ انتظام کیا گیا تھا۔ شیر کے شکار کی غرض سے تشریف لے گئے اور ایک بڑا شیر ببر شکار کیا۔ اور کچھ چھوٹے چھوٹے شکار کئے۔ اور وہان سے تاریخ ۱۰ کی صبح کو روانہ ہو کر مالیہ اسٹیشن سے اسپشل ٹرین مین جوناگڈھ ساڑھے نو بجے تشریف لائے۔ کاٹھیاواڑ کے پولٹکل ایجنٹ سر چارلس اولیونٹ صاحب شاہ پو

اسٹیشن سے گورنر صاحب کے ساتھ اُن کی اسپیشل ٹرین مین شامل ہو گئے۔ نواب صاحب نے برادر عادل خان صاحب، وزیر صاحب اور دیگر اراکین سلطنت کے ساتھ نہایت گرمجوشی کے ساتھ اسٹیشن پر استقبال کیا۔ شہر کے خاص خاص مقامات نہایت عمدگی اور سلیقہ کے ساتھ زرکثیر صرف کر کے اپنے معزز مہمان کی تفریح کی غرض سے آراستہ کئے گئے تھے۔

ایک بجے نواب صاحب گورنر صاحب سے ملاقات کے لئے مہابت منزل تشریف لے گئے اور شام کو چار بجے گورنر صاحب نواب صاحب کی بازدید کی ملاقات کے لئے راج محل مین تشریف لائے۔ ملاقات ختم ہونے کے بعد گورنر صاحب اور نواب صاحب وغیرہ "پرنس آلبرٹ وکٹر لیپر اسائلم" نامی ہاسپٹل جو وزیر صاحب نے دامن کوہ داتار مین قائم کیا تھا اس کے افتتاح کی رسم ادا کرنے تشریف لے گئے۔ وہان ایک شامیانہ مین جلسہ منعقد کیا گیا۔ نواب صاحب کی طرف سے دیوان صاحب نے تقریر پڑھی جس مین اس ہاسپٹل کی افتتاح کی درخواست گورنر صاحب سے کی گئی۔ اس کے بعد نواب صاحب گورنر صاحب وغیرہ کو ہمراہ لیکر ہاسپٹل کے دروازہ کے قریب تشریف لے گئے۔ اور گورنر صاحب کو ایک چاندی کی کُنجی پیش کی جس سے گورنر صاحب نے ہاسپٹل کا افتتاح فرمایا۔ پھر گورنر صاحب نے ہاسپٹل کی عمارت کو اندر سے پھر کر خوب ملاحظہ کیا اور نہایت پسند فرمایا بعدازان شامیانہ مین تشریف لائے۔ اُس وقت راجکوٹ کے لیپر اسائلم سے آئے ہوئے اور جوناگڈھ مین جمع شدہ ۲۷ جذامیون کو اس اسائلم مین داخل کیا گیا۔ گورنر صاحب نے ایک تقریر کی جس مین انہون نے نواب صاحب اور وزیر صاحب کو ایسے نیک اور فیاضانہ کام کرنے پر مبارک بادی دی۔ گورنر صاحب کی تقریر کا اقتباس گجراتی زبان مین کاٹھیاواڑ کے پولیٹکل ایجنٹ سرچارلس اولیونٹ صاحب نے سُنایا۔ اس تقریر کے خاتمہ پر گورنر صاحب نے نواب صاحب کو چاندی کی کنجی نذر کی جس سے انہون نے افتتاح کی رسم ادا کی تھی۔

اس کے بعد گورنر صاحب اور نواب صاحب وغیرہ نے موتی باغ کے قریب میدان پر امپیریل لانسرس کی پریڈ ملاحظہ فرمائی اور موتی باغ، سردار باغ، جیل، اوپر کوٹ، شکر باغ وغیرہ کی سیر کر کے مغرب کے بعد اسٹیشن دروازہ سے شہر میں روشنی کا نظارہ فرماتے ہوئے مہابت منزل تشریف لے گئے۔ وہاں ڈنر کے بعد آتش بازی چھوڑی گئی۔

تاریخ ۱۱ کی صبح کو گورنر صاحب گرنار تشریف لے گئے اور دس بجے قیامگاہ کو لوٹ آئے۔ گورنر صاحب، پولیٹکل ایجنٹ صاحب، سورٹھ کے اسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ صاحب اور دیگر حضرات گونڈل جانے کے لئے دوپہر کے دو بجے مہابت منزل کے قریب کبوتری کان کی لائن سے اسپیشل ٹرین سے روانہ ہوئے اس وقت گورنر صاحب اور پولیٹکل ایجنٹ صاحب کی روانگی کے موقع پر ۲۸ توپوں کی سلامی دی گئی۔

دیوان ہریداس کا رخصت پر جانا اور چونی لال سارابھائی کا دیوان مقرر ہونا۔

۱۸ اپریل کو دیوان ہریداس کبرسنی کی وجہ سے ایک سال کی رخصت پر گئے اور بجائے اُن کے چونی لال سارابھائی ایکٹنگ دیوان مقرر ہوئے جو بمبئی میں ڈپٹی اسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ تھے اور دیسی ریاستوں میں ملازم رہ چکے تھے۔

نواب صاحب کا گورنر صاحب بمبئی کی تشریف آوری کے موقع پر راجکوٹ جانا اور وزیر صاحب کو سی۔ آئی۔ ای کا تمغہ عطا ہونا

ماہ نومبر میں بمبئی گورنر صاحب لارڈ ہیرس راجکوٹ تشریف لائے۔ اس لیئے ۲۰ نومبر کے دو بجے اسپیشل ٹرین سے نواب صاحب مع وزیر صاحب، دیوان صاحب وغیرہ کے راجکوٹ تشریف لے گئے۔ راجکوٹ اسٹیشن پر آپ کا شاندار استقبال ہوا تھا۔ فوج بینڈ اور توپوں کی سلامی دی گئی حضور نے راجکوٹ پورہ کے حصہ میں جو ریاست کا مکان "جوناگڈھ اوتارا" کے نام سے موسوم ہے اس میں قیام فرمایا۔

تاریخ ۲۱ کو پالیتانہ کے ٹھاکر صاحب اور ولا کے ٹھاکر صاحب نواب صاحب کی ملاقات کو آئے۔ اور تاریخ ۲۲ کو بھاونگر کے مہاراجہ صاحب، لاٹھی کے دربار صاحب، اور وڈھوان کے ٹھاکر صاحب، نواب صاحب کی ملاقات کو آئے۔ تاریخ ۲۵ کو دھرول کے ٹھاکر صاحب، لکھتر کے ٹھاکر صاحب، بھوج کے جالم سنگھ، ریلوے آفیسر وہائیٹ صاحب اور دوسرے انگریز آفیسر نواب صاحب کی ملاقات کو آئے۔ تاریخ ۲۶ کو لیمڑی کے ٹھاکر صاحب وڈالی کے دربار صاحب، دربار سرگ والا صاحب، اور راجکمار کالج کے دس کماروں نے نواب صاحب کی ملاقات کی۔ تاریخ ۲۲ کی شام کو چھ بجے گورنر صاحب راجکوٹ تشریف لائے تاریخ ۲۳ کو سوا گیارہ بجے نواب صاحب مع اپنے امراء کے گورنر صاحب کی ملاقات کو تشریف لے گئے۔ اس وقت گورنر صاحب نے وزیر صاحب کو سی۔ آئی۔ ای۔ کا تمغہ پہنایا۔ ریاست کی سالہا سال کی مسلسل خدمات اور تاج برطانیہ کی وفاداری کے صلہ میں وزیر صاحب کو برٹش گورنمنٹ کی طرف سے یہ تمغہ مرحمت ہوا تھا۔

تاریخ ۲۴ کو صبح آٹھ بجے گورنر صاحب نے "میموریل انسٹیٹیوٹ" اور نمائش صنعت وحرفت کی رسم افتتاح ادا کی۔ نواب صاحب نے مع اپنے امراء کے اس میں شرکت کی اور نمائش کی سیر کی۔ ساڑھے گیارہ بجے گورنر صاحب بازدید کے واسطے نواب صاحب کے پاس تشریف لائے جوناگڈھ اوتارے کے چوک میں ایک شامیانہ نصب کیا گیا تھا اور اسمیں ملاقات کا دربار منعقد ہوا۔

تاریخ ۲۶ کو صبح آٹھ بجے گورنر صاحب احمد آباد کی طرف روانہ ہوگئے اور اسی دن نواب صاحب حسب ذیل رؤسا کی بازدید کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے:۔

۲ بجے لکھتر کے ٹھاکر صاحب۔ ۲-۲۰ بجے لیمڑی کے ٹھاکر صاحب۔ ۲-۳۰ بجے ولا کے

دربار صاحب، ۲-۴۰ بجے دربار سرگ والا صاحب، ۲-۵۰ بجے پالیتانہ کے ٹھاکر صاحب ۳-۵ بجے بھاؤنگر کے مہاراجہ صاحب اور ۳-۳۰ بجے دھرول کے ٹھاکر صاحب۔

تاریخ ۲۷ کو نواب صاحب نے وڈھوان کے ٹھاکر صاحب، لاٹھی کے دربار صاحب اور ویرپور کے دربار صاحب کی بازدید کی ملاقات کی۔ اور رات کے سات بجے وزیر صاحب نے بھوج کے جالم سنگھ کی ملاقات کی۔

تاریخ ۲۸ کو نواب صاحب راجکوٹ سے روانہ ہوئے اور وزیر صاحب کے جاگیری موضع بھیال پہونچکر ۹ روز تک وہان قیام فرمایا۔ تاریخ ۴ ڈسمبر کو وہان سے روانہ ہوکر وڈال اسٹیشن سے ٹرین مین سوار ہوکر سوا چار بجے جوناگڈھ اسٹیشن پر تشریف لائے۔ یہان آپ کا استقبال بڑی شان سے ہوا تھا۔ توپون کی سلامی ہوئی۔ وزیر صاحب کو سی۔ آئی۔ ای کا تمغہ عنایت ہوا اس کی خوشی مین نوابی رعایا ان کو ایک سپاسنامہ اسی دن پیش کرنا چاہتی تھی۔ اس لیے حضور نواب صاحب کے حکم سے علحدہ دربار کی بجائے ویٹنگ روم ہی مین "ہاتھ لگائی" کی رسم ادا کی گئی۔ وہان سے نواب صاحب کو محل مین پہنچا کر وزیر صاحب رعایا کے وفد کے ساتھ جو اُن کو مدعو کرنے کے لئے حاضر ہوا تھا مہابت مدرسہ کے ہال مین تشریف لائے۔ اس قدر آدمی جمع ہوگئے کہ ہال کے باہر کئی آدمیون کو ٹھیرنا پڑا! رعایا کی طرف سے وزیر صاحب کو ایک سپاسنامہ پیش کیا گیا جس مین وزیر صاحب کی ریاست کی عمدہ کارروائی، بے تعصبی اور محبت کے متعلق پسندیدہ کلمات بیان کئے گئے تھے۔ وزیر صاحب کی طرف سے اس کا جواب دیا گیا۔ اس کے بعد سب امرا رعایا اور آفیسرون نے مبارکباد پیش کی۔

سومنات پٹن کے ہندو اور مسلم تنازع کا کمیشن

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ سومنات پٹن کے بعض مذہبی مقامات کی ہندو او مسلمانون کے بعض تنازعات کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر ہوا تھا
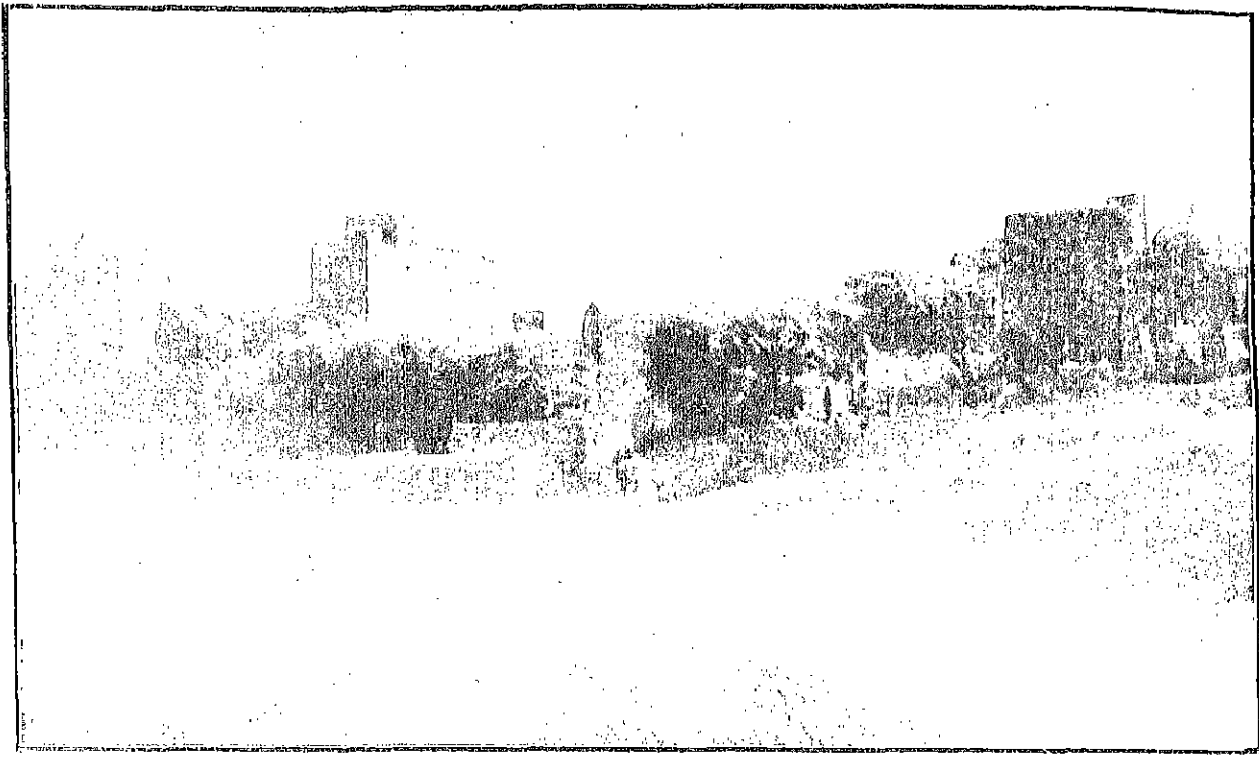
سومنات پٹن کا دروازہ
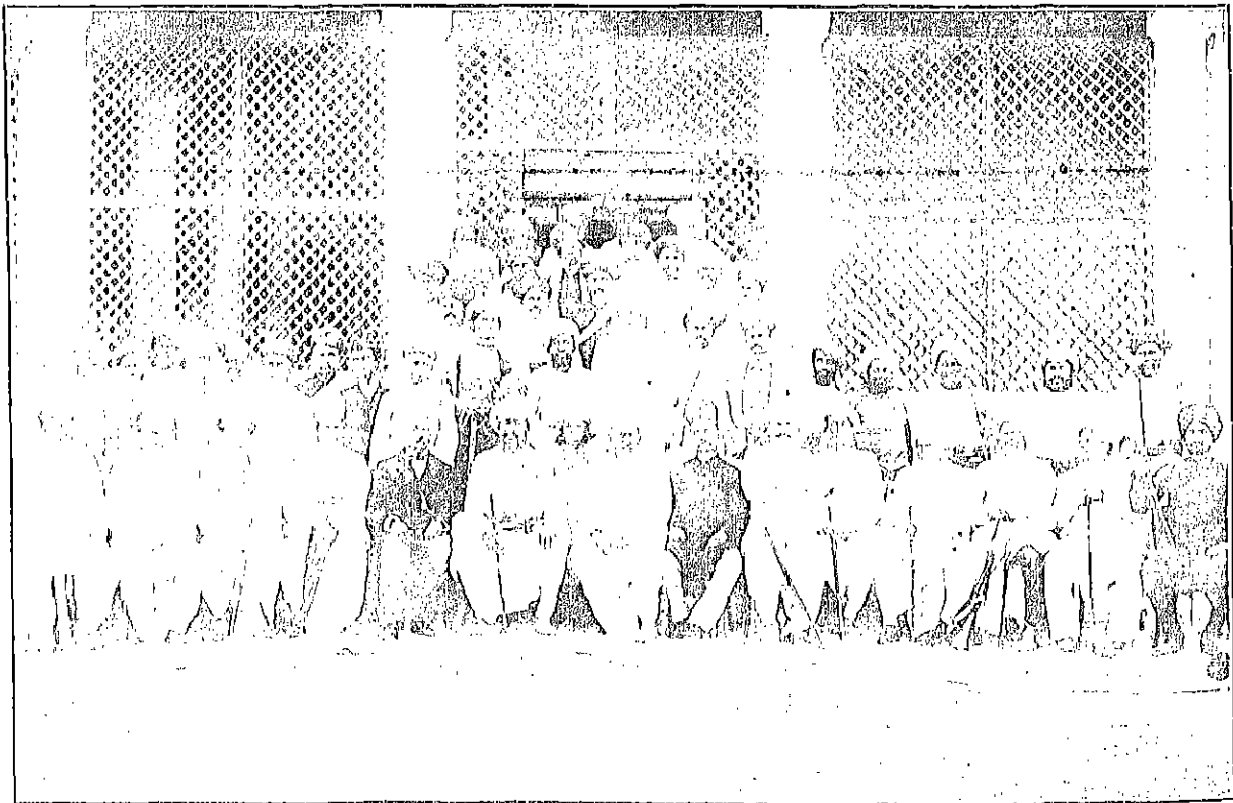
مجلس امن عامہ سومنات پٹن

اور اس کمیشن نے ۲ مئی کو اپنا فیصلہ ریاست کے سپرد کردیا تھا۔ چونکہ یہ فیصلہ زیادہ تر مسلمانون کے حق مین تھا اس لئے پرشوتم رائے نائب دیوان جو اس وقت بہت قابو پا چکا تھا اس فیصلہ کے نفاذ وعملدرآمد مین تاخیر کرتا رہا حتّی کہ ماہ جولائی مین محرم کا مہینہ آگیا۔ چونکہ معلوم تھا کہ ہندوؤن اور مسلمانون مین ایک زمانہ سے عداوت چلی آتی ہے اس لئے پولس کا ضروری انتظام کیا گیا۔ اور ایک ہندو سپرنٹنڈنٹ پولس مع کافی آدمیون کے وہان بھیجا گیا تھا۔ اگر یہ شخص ہوشیاری کے ساتھ کام کرتا تو فساد کا انسداد ممکن تھا۔ لیکن اس نے اپنی حماقت سے ایسا طریقہ اختیار کیا جس سے باہمی مخالفت کی آگ اور زیادہ مشتعل ہوگئی۔ مسلمانون نے ان مقامات سے جو کمیشن نے اپنے فیصلہ مین تجویز کئے تھے۔ تعزیون کو نکالنا چاہا تو ہندوؤن کی طرف سے مخالفت کی ابتدا ہوئی اور انھون نے پتھر جمع کرکے تعزیون اور تعزیہ دارون پہ برسانے شروع کئے۔ چند مسلمان اس حالت کو برداشت نہ کرسکے اور جوش مین آگئے۔ آخر ہندوؤن اور مسلمانون مین سخت لڑائی ہوئی چند آدمی مقتول اور کئی مجروح ہوئے۔ اس فساد کے فرو ہونے کے بعد ۹۲ مسلمان ملزم قرار پاکر پکڑے گئے۔ ریاست کے ہندو دولتمندون اور باثر لوگون نے اپنے بھائیون کی خفیہ امداد کی اور ایجنسی مین شکایتین پیش کی گئین اور درخواستین دی گئین کہ ہم کو امید نہین ہے کہ ریاست اس مقدمہ کا فیصلہ انصاف کے ساتھ بلا رورعایت کریگی۔ اس لئے اس معاملہ کا فیصلہ ایجنسی کی معرفت ہونا چاہئیے چنانچہ ایجنسی نے بھی اس کو ایک مذہبی معاملہ سمجھکر ریاست سے چاہا کہ اس مقدمہ کا فیصلہ کرنے کی اجازت دے۔ لیکن ریاست نے اپنا قانونی حق ایجنسی کی طرف منتقل کرنا مناسب نہ سمجھا اور ایجنسی کو لکھا کہ ہم ایسا انتظام کرینگے جس مین کسی فریق کو شکایت کا موقعہ نہ ہوگا چنانچہ ریاست نے ابتدائی تحقیقات کے لئے مسٹر بن جی عبدل جی مودی ایم۔ اے کو جو سورت کے مشہور مودی خاندان کے ممبر اور گجرات مین ضلع کھیڑہ کے ڈپٹی کلکٹر تھے بلایا۔ (آنریبل)

گوکل داس کاہن داس پاریکھ۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ مانک شاہ جہانگیر شاہ طالیار خان ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ اور جے۔ جارڈین بیرسٹر پیروکار پولس مقرر کئے گئے۔ ہندؤن کیطرف سے کاٹھیاواڑ کے مشہور بیرسٹر مسٹر واڑیا نے پیروی کی مسلمانون کی طرف سے لارڈ کیمبل بیرسٹر ایٹ لا۔ اور مسٹر کڑاکا پارسی بیرسٹر ایٹ لا وغیرہ پیروکار تھے۔ اور بعد مین بیرسٹر برنیسن کو شامل کیا گیا۔ مسلمانون کے پاس جوناگڈھ اور ممبئی کے مسلمانون کی امداد سے کافی روپیہ جمع ہوگیا تھا۔ چنانچہ ابتدائی تحقیقات ختم ہوکر ملزم سیشن سپرد کئے گئے خاص سیشن کورٹ جو اس مقدمہ کے لئے قائم کی گئی تھی۔ آنریبل فیروزشاہ مہتہ (مشیر قانونی ریاست) اس کے صدر اور سید نورالدین اور رگھوناتھ شیورام ٹپ لس جو ممبئی سول سروس مین تھے اس کے ممبر مقرر ہوئے چونکہ ریاست کا منشا تھا کہ اس مقدمہ مین پورا پورا انصاف ہو اور کسی فریق کو شکایت کا موقعہ باقی نہ رہے اس لئے اس اعلیٰ عدالت مین قابل شخص مقرر کئے گئے۔ غرض کہ مقدمہ کی تحقیقات اور کارروائی ختم ہوئی اور ۹۲ ملزمون مین سے صرف ۱۰ مسلمان اجتماع خلاف قانون کے مجرم قرار دیئے گئے اور ان کو ایک سے ۵ برس تک قید کی سزا دی گئی۔ دونون کمیشنون مین قریب دو لاکھ دس ہزار روپیہ ریاست کا خرچ ہوا۔

۱۸۹۴ء

دیوان ہریداس کا واپس آنا دیوان ہریداس اپنی رخصت سے تاریخ یکم اگسٹ کو واپس آئے اس لئے چونی لال اپنے اصلی عہدہ یعنی ڈپٹی اسسٹنٹ پولٹیکل ایجنٹ پر واپس چلے گئے۔

لارڈ ہریس گورنر صاحب کی تشریف آوری ۱۵ نومبر کی صبح کو ساڑھے چھ بجے لارڈ ہریس صاحب گورنر ممبئی بھاونگر سے اسپیشل ٹرین سے جوناگڈھ اسٹیشن پر رونق افروز ہوئے اور وہان ہی ناشتہ نوش فرمایا۔ اور کوہ داتار کی چوٹی پر نواب صاحب، وزیر صاحب اور دیگر اراکین ریاست کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ کوہ داتار کی پختہ سڑک اور اوپر کی سیاہ سخت پتھرون کی سیڑھی تیار ہوچکی تھین

نواب صاحب نے اُن کی افتتاح کی رسم ادا کرنے کی درخواست کی چنانچہ لارڈ ممدوح نے اسکے جواب مین اپنی تقریر مین نواب صاحب اور وزیر صاحب کے حسن انتظام اور رفاہِ عام کامون کو خوب سراہا۔ اور افتتاح کی رسم ادا کی۔ بعدین گورنر صاحب اپنے فرودگاہ مہابت منزل مین تشریف لائے۔ بارہ بجے نواب صاحب گورنر صاحب کی ملاقات کو ان کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے اور چار بجے گورنر صاحب بازدید کی ملاقات کے لئے نواب صاحب کے محل پر تشریف لائے۔ ملاقات ختم ہونے کے بعد گورنر صاحب، نواب صاحب، وزیر صاحب، وغیرہ امپیریل لانسرس کی پریڈ ملاحظہ فرماتے ہوئے اور باغات کی سیر کرتے ہوئے شکر باغ تشریف لے گئے۔ وہان وزیر صاحب کی طرف سے گورنر صاحب کے اعزاز مین ایوننگ پارٹی دی گئی۔ مغرب کے بعد شہر مین روشنی کا نظارہ فرماتے ہوئے گورنر صاحب، نواب صاحب، وزیر صاحب وغیرہ مہابت منزل تشریف لائے۔ وہان ڈنر کے بعد آتش بازی چھوڑی گئی۔

تاریخ ۱۶ کی صبح ساڑھے سات بجے گورنر صاحب اپرکوٹ دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے اور ساڑھے نو بجے اسپیشل ٹرین سے راجکوٹ تشریف لے گئے۔

۱۸۹۵ء

دیوان کا تقرر۔ مہابت مدرسہ کا جلسہ

۶ فروری ۱۸۹۵ء کو دیوان ہریداس عہدۂ دیوانی سے ریٹائر ہوئے۔ اُنکی جگہ شیام کرشن ورما ایم۔ اے۔ بیرسٹر مقرر کئے گئے۔ بلحاظ ان کی قابلیت کے دیوانی کا کام برابر انجام نہ دے سکے اس لئے ۲۳ ستمبر کو دیوان ہریداس کے بھائی سردار راؤبہادر بیچرداس وہاریداس دیسائی ایکٹنگ دیوان مقرر ہوئے۔

تاریخ ۷ اپریل کے روز مہابت مدرسہ مین انعام کا جلسہ منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ مین نواب صاحب تشریف فرما ہوئے اور طلبہ کو آپ کے ہاتھ سے انعام تقسیم ہوئے۔

بیگم صاحبہ آمنہ بخت کا انتقال

نواب صاحب کی بیگم آمنہ بخت صاحبہ نے جن کے بطن سے ولیعہد محمد شیر زمانخان

اور صاحبزادی سبحان بخت تھے ۱۴ ر نومبر ۱۸۹۵ء کو انتقال کیا۔ ریاست کی طرف سے اور رعایا کی طرف سے نہایت رنج وغم کا اظہار کیا گیا سرکاری دفاتر مین تعطیل دی گئی اور بازار بند رہا۔

ایلی نیشن سیٹلمنٹ کا محکمہ قائم ہونا

ایلی نیشن سیٹلمنٹ یعنی زمینداروں کے حقوق کی جانچ کرنے اور اُن پر مناسب لگان قائم کرنے کا محکمہ ماہ جولائی ۱۸۹۵ء مین قائم کیا گیا۔ اور مسٹر اے ایف میکانکی آئی سی۔ ایس تاریخ یکم اگست سے اسکے افسر اعلیٰ مقرر ہوئے پھر کرنل سی۔ ڈبلیو۔ ایچ۔ سیلی اُن کی جگہ سیٹلمنٹ افسر مقرر ہوئے۔ جنہون نے ۱۸۹۷ء ماہ مارچ مین یہان پہنچکر اپنے عہدہ کا چارج لیا اور پانچ مہینے کا عرصہ اسی محکمہ کے لئے قوانین وضع کرنے مین گذارا۔ جو زمیندار یا جاگیردار اپنا مقدمہ سیٹلمنٹ کورٹ مین پیش کرنا نہ چاہین اور خانگی طور پر اس کا فیصلہ ہونا پسند کرتے ہون اُن کے واسطے نواب صاحب نے اپنے فرمان نمبر ۲ مورخہ ۱۹ ر ڈسمبر ۱۸۹۶ء کی رو سے وزیر صاحب کو اختیار دیا کہ جو مقدمات فریقین کی رضامندی سے خانگی طور پر تصفیہ طلب ہون اُن کی سماعت کر کے فیصلہ کرین۔ بعد ازان ۱۹۰۰ء مین یہ محکمہ کام ختم ہو جانے کے سبب سے برخاست کیا گیا۔ تقریباً دو لاکھ روپیہ اس پر صرف ہوا۔ ۵۶ دیہات اور متفرق قطعات اراضی ملکر کل ایک لاکھ ۲۰ ہزار ایکڑ زمین کا فیصلہ مسٹر سیلی کی عدالت سے ہوا اور ۱۵۹ دیہات اور متفرق قطعات اراضی ملکر کل دو لاکھ ۶۰ ہزار ایکڑ زمین کا فیصلہ خانگی عدالت سے وزیر صاحب نے کیا۔ اس محکمہ نے جو کچھ انصافانہ کارروائی کی اس کی لارڈ کرزن وائسرائ صاحب، لارڈ سینڈہرسٹ گورنر صاحب بمبئی اور لارڈ نارتھ کوٹ گورنر صاحب بمبئی نے بڑی تعریف کی۔

کرانیون کی سرکشی

موضع اینتاج کے کرانیون کی سرکشی کا تذکرہ نواب صاحب محمد بہادر خان بابی کے عہد کے واقعات مین ہو چکا ہے۔ اُن کے سرغنہ علی محمد اور ولی محمد کی بہن آمنہ کا بیٹا فقیر محمد اپنی ماں اور بہنون کی ترغیب سے اپنے بزرگون کا انتقام لینے کی غرض سے سرکشی پر آمادہ ہوا۔ اور یہ

بہانہ کیا کہ اس کے پاس سے اس کے باپ لشکران کی موروثی زمین کا قبضہ چھین لیا گیا۔ اور اس کو بے دخل کردیا۔ مکرانیون مین نتھو بن جہانگیر اور اس کا بھائی الہ داد بن جہانگیر کالا منڈوش وغیرہ اس کے ساتھ شامل ہوگئے۔ مکرانیون کے علاوہ جھینا بھی جو میاقوم سے تھا فقیر محمد کے ساتھ شامل ہوگیا۔ ان سب مفسدون اور سرکشون نے چورواڑ محال کے گاؤن کڈایا کے ایک پٹیل کو جو دولتمند تھا تاریخ ۰ ار ڈسمبر ۱۸۹۵ء کو گرفتار کرلیا۔ اور جب تک ایک بڑی رقم اُس سے وصول نہین کی اس وقت تک اسکو رہا نہین کیا۔ کوڑی نار اور امریلی علاقہ کا ٹھیکواڑ کے چند رہزنون کے شامل ہوجانے سے فقیر محمد کی جماعت اور بھی زیادہ طاقتور ہوگئی۔ جب ریاست کو ان حالات کی اطلاع پہنچی تو پرشوتم رائے نائب دیوان، جمعدار سلیمان، مقبول میان چشتی، خان بہادر نانا بھائی پولس سپرنٹنڈنٹ اور اعظم میان آسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ آف پولس وغیرہ کو کافی جمعیت دیکر اس جماعت کے استیصال کے لئے بھیجا۔ انہون نے مفسدون کے گرفتار کرنے مین کوشش اور تدبیر کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا۔ غرض کہ اُن باغیون کے ساتھ چار پانچ معرکے ہوئے جنمین کچھ آدمی ریاست کے بھی مارے گئے۔ مگر ریاست کی جمعیت نے سخت کوشش کرکے مفسدون کی جماعت کو منتشر کردیا۔ اس جماعت کے تمام سرغنے نتھو جہانگیر وغیرہ تو مارے گئے۔ فقیر محمد کی لاش بھی ایک جگہ پڑی ہوئی ملی۔ اور الہ داد اور کالا منڈوش وغیرہ نے ہتھیار رکھ دئے اور ۳۰ آدمی گرفتار ہوکر جوناگڈھ لائے گئے۔ جنکو بعد تحقیقات ہر ایک کے جُرم کے موافق سزا دیگئی۔ اس طرح پر بہت ہی قلیل عرصہ مین اس عظیم ہنگامہ کا خاتمہ ہوگیا۔ اور کُل سوا لاکھ روپیہ اس کام مین ریاست کا خرچ ہوا۔ گورنمنٹ بمبئی نے نمایان کامیابی پر ریاست کو مبارکباد دی اور معقول انتظام کی تعریف کی۔

۱۸۹۶ء
میاقوم کے باغی

میاقوم کے چند باغی جنکے سرغنے جھینا اور گلیا تھے کاٹھیون کے خلاف رہزنی شروع کی۔ انہون نے گر کے جنگل مین پناہ گزین ہوکر رعایا کو اذیت دینا اور رہزنی کرنا شروع کردیا۔ کچھ عرصہ تک انہون نے اپنی مفسدہ پردازی کو جاری رکھا۔ ریاست کی طرف سے اُن کی

سرکوبی کے لئے ایک شائستہ جمعیت روانہ ہوئی جس نے سرکشون پر حملہ کیا جھینا اور گلیا مارے گئے اور ان کی جماعت منتشر ہوگئی اور اس ہنگامہ کا بھی ریاست کی طرف سے نہایت سہولت کے ساتھ خاتمہ ہوگیا اور کاٹھیون کو نجات ملی۔

بلاول مین کاٹھیاواڑ کی پہلی تعلیمی کانفرنس

دیسی زبان کی مختلف جماعتون کے لئے تعلیمی نصاب تجویز کرنیکی غرض سے بمقام بلاول ایک ایجوکیشنل کانفرنس منعقد ہوئی جس مین کاٹھیاواڑ کی تمام ریاستون کی طرف سے ڈیلیگیٹ شریک ہوئے۔ مسٹر ٹرکھر انسپکٹر تعلیم کاٹھیاواڑ اس کانفرنس کے پریسیڈنٹ تھے۔ وزیر صاحب شیخ محمد بہاؤالدین اتفاق سے اس زمانے مین کاپٹن تشریف لیجارہے تھے۔ چونکہ جناب ممدوح نے ہمیشہ تعلیم کی امداد کی ہے اور اس معاملہ مین ان کی بہت شہرت ہے اس لئے کانفرنس کے سربرآوردہ اشخاص کا ایک وفد وزیر صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور شریک کانفرنس ہونیکی دعوت دی چنانچہ صاحب ممدوح ان کی درخواست کے مطابق کانفرنس مین شریک ہوئے۔ اور پانچہزار روپیہ ریاست کی طرف سے کانفرنس کے فنڈ مین بطور امداد عطا فرمایا۔

پٹن مین ہندو اور مسلمانون کی مصالحت

تین سال بیشتر پٹن مین ہندو اور مسلمانون کے درمیان جو فسادات ہوئے تھے ان کا تذکرہ اوپر ہوچکا ہے۔ اس سال کا خاص واقعہ یہ ہے کہ پٹن کے ہندو اور مسلمانون کو اپنی سابقہ غلطیون پر تنبیہہ ہوئی اور ان کو یقین ہوگیا کہ ہندو اور مسلمانون کی باہمی عداوتون اور نااتفاقیون کا انجام ہر دو فریق کے حق مین مضر اور نقصان رسان ہوتا ہے۔ اس لئے انہون نے باہمی مصالحت کرنی چاہی اور وزیر صاحب کو جو ایک بے تعصب صلح کل اور ہندو اور مسلمانون کے نزدیک یکسان قابل اعتماد ہین ہر دو فریق نے بالاتفاق حکم قرار دیا اور اس مضمون کی ایک درخواست جس پر ہندو اور مسلمان لیڈرون کے دستخط ثبت تھے وزیر صاحب کی خدمت مین بھیجدی۔ یہ درخواست جب وزیر صاحب کی خدمت مین پہنچی تو انہون نے اول اس مہتم بالشان معاملہ کو حضور نواب صاحب

محمد رسول خان کی خدمت مین پیش کرکے اس کی منظوری حاصل کی نواب صاحب کے منظور فرمانیکے
بعد جناب ممدوح مع دیوان، نائب دیوان، مقبول میان چشتی، شیخ محمد حفیظ الدین، ڈاکٹر
محمد حسین اور دیگر اراکین اور اہلکاران ریاست تزک و احتشام کے ساتھ پٹن تشریف لے گئے
پٹن والون نے مسٹر ٹرکھڑ انسپکٹر سررشتۂ تعلیم کاٹھیاواڑ اور مسٹر بیچن جی دیوان گونڈل اور دیگر
ہندو افسرون کو بھی دعوت دیکر بلایا تھا۔ جس روز ۲۱ مئی وزیر صاحب مع اسٹاف پٹن پہونچے
وہ دن پٹن مین مثل روز عید تھا۔ تمام شہر کو خوشنما جھنڈیون سے آراستہ کیا گیا تھا۔ سرا کے
سامنے کا وسیع میدان اس جلسے کے لئے تجویز ہوا تھا چنانچہ سب لوگ وہان جمع ہوئے۔ وزیر صاحب
نے تقریباً انہی شرائط کے مطابق جو کرنل ہنٹر نے لکھی تھین اپنا فیصلہ سنا دیا۔ جس کو ہندو اور مسلمانون
نے بخوشی منظور کیا کہ ہمیشہ اس کے پابند رہین گے اور کبھی اس سے انحراف نہین کرینگے۔ ہندو اور مسلمان
لیڈرون نے نہایت گرمجوشی کے ساتھ وزیر صاحب کا شکریہ ادا کیا اور اس فیصلے کے بعد جو مسلمان
مجرم جیل مین باقی رہ گئے تھے وہ رہا کر دیئے گئے۔ اس قضیہ کے فیصل ہو جانے کے بعد حضور نواب
صاحب نے اس معاملہ کی نسبت جو فرمان نافذ فرمایا اس مین وزیر صاحب کا بہت شکریہ ادا کیا اور انکی
بہت تعریف کی۔

منشی خیرات علی خان کا انتقال

منشی خیرات علیخان صاحب نے جو نواب صاحب محمد مہابت خان کے عہد مین شاہزادہ صاحب محمد بہادر خان کے اتالیق مقرر ہو کر تشریف لائے تھے۔
ڈسمبر مین انتقال کیا اور مہابت مقبرہ مین مدفون ہوے۔ شہر کے تمام علما، مشائخ، وزیر صاحب اور
دیگر ہندو اور مسلمان عمائدین ریاست ان کے جنازہ مین شریک تھے اور شہر مین عام طور پر اُن کی
وفات کا بہت صدمہ ہوا۔ منشی صاحب مرحوم مسلمانان جوناگڈھ کی تعلیم سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے
آپ کی تصنیف مین ایک دیوان موجود ہے۔

۱۸۹۷ء

رسول خانجی واٹر ورکس

جونا گڈھ مین واٹر ورکس جاری کرنے کی تجویز ایک مدت سے ہو رہی تھی۔ امسال حضور نواب صاحب نے اس تجویز کے عمل مین لانے کا مصمم ارادہ کر لیا اور ایجنسی انجنیر مسٹر وائٹنگ جو اس کام مین نہایت تجربہ کار اور پورا ماہر تھا اس کے صلاح و مشورہ سے واٹر ورکس کا کام جاری کیا۔ تجویزین قرار پائین کہ کوہ کٹر یار (کھوڑیہ) پر بڑا خزانہ پانی کا قائم کیا جائے اور وہان سے اوپر کوٹ مین آکر پانی صاف ہو اور پھر وہ شہر مین تقسیم ہو۔ اس کا بنیادی پتھر ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء کو کرنل جے۔ ایم۔ ہنٹر صاحب پولٹیکل ایجنٹ کاٹھیاواڑ کے ہاتھ سے رکھا گیا۔ اُسی روز صبح ساڑھے آٹھ بجے اوپر کوٹ مین ایک بڑے شامیانہ مین دربار منعقد کیا گیا۔ پولٹیکل ایجنٹ کرنل ہنٹر صاحب، نواب صاحب، برادر عادل خان صاحب، وزیر صاحب، آسسٹنٹ پولٹیکل ایجنٹ پونٹجر صاحب، مسٹر وائٹنگ وغیرہ دربار مین تشریف رکھ چکے تو نواب صاحب کی طرف سے آپ کے برادر عادل خان صاحب نے ایک تقریر پڑھی۔ چونکہ یہ قرار پا چکا تھا کہ اس واٹر ورکس کا نام "بہاؤالدین واٹر ورکس" رکھا جائے اس لئے وزیر صاحب کی طرف سے شکریہ ادا کرنے کی تقریر دیوان صاحب نے پڑھی۔ اس کے بعد کرنل ہنٹر صاحب نے سنگ بنیاد رکھنے کی رسم ادا کی اور پھر ایک تقریر کی۔ اس طرح یہ رسم ختم ہوئی۔ اسی دن رات کو مہابت منزل مین یوروپین مہمانون کو ایک ڈنر دیا گیا۔ اسمین ملکۂ معظمہ صاحبہ کا جام صحت نوش کرنے کی درخواست نواب صاحب کی طرف سے دیوان صاحب نے پیش کی۔

اس واٹر ورکس کا نام حضور نواب صاحب نے "بہاؤالدین واٹر ورکس" رکھا مگر وزیر صاحب نے معذرت کی اور چاہا کہ یہ عظیم الشان کام حضور نواب صاحب کے نام نامی کے ساتھ منسوب کیا جاوے۔ چنانچہ بہت اصرار کے بعد حضور نے اس کو منظور فرمایا۔ اس لئے "رسول خانجی واٹر ورکس" نام رکھا گیا۔

بہاؤالدین کالج قائم ہونا

چونکہ وزیرصاحب کی سخاوت اور فیاضی اور ہردلعزیزی تمام ملک مین مسلّم تھی۔ انہون نے تعلیمی محکمون کی ہمیشہ گران قدر امداد کی تھی۔ اُن کے نیک کامون کا شہرۂ چار دانگ ہندوستان مین ہوچکا تھا اور ان کے دوست اور ان کے کامون کی قدر کرنے والے ان کی یادگار قائم کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے وزیرصاحب کو گورنمنٹ کی طرف سے سی۔آئی۔ای۔ کا تمغہ عطا ہوا تو اُن کے دوستون نے جن مین بمبئی تک کے ہندو اور مسلمان اور کاٹھیاواڑ کے راجہ بھی داخل تھے وزیرصاحب کی یادگار قائم کرنے کے لئے ایک لاکھ روپیہ جمع کیا۔ اور حضور نواب صاحب نے اس فنڈ مین ڈیڑھ لاکھ روپیہ کا اضافہ فرماکر ڈھائی لاکھ روپیہ مین کالج کے لئے ایک عظیم الشان عمارت کے تعمیر کرنے کا حکم دیا اور اس کا نام "بہاؤالدین کالج" رکھا اور دائمی طور پر اس کے تمام اخراجات اپنے ذمہ لئے۔

تاریخ ۲۵ مارچ پنجشنبہ کی صبح کے ساڑھے آٹھ بجے مہابت منزل اور بھوت ناتھ مہادیو کے مندر کے قریب بہاؤالدین کالج کا سنگ بنیاد رکھنے کی رسم کرنل ہنٹر صاحب نے ادا کی۔ ایک شامیانہ مین دربار منعقد کیا گیا۔ اس وقت نواب صاحب کی طرف سے برادر عادل خان صاحب نے تقریر پڑھی اس کے بعد کرنل ہنٹر صاحب نے بہاؤالدین کالج اور ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ کا بنیادی پتھر رکھنے کی رسم ادا کی اور ایک تقریر کی پھر وزیرصاحب کی طرف سے شکریہ ادا کرنے کے لئے حضور سبھا کے ممبر راؤصاحب گلاب داس لال داس نے تقریر پڑھی۔ اس کارروائی کے بعد بہادرخانجی ہائی اسکول، مہابت مدرسہ اور گجراتی اسکولون کے طلبہ نے نظمین پڑھین اور طلبہ کو سیلی صاحب کی میم صاحبہ کے ہاتھ انعام تقسیم کیا گیا۔ اس طرح دربار برخاست ہوگیا۔

وزیرصاحب کا کمانڈر انچیف مقرر ہونا

تاریخ ۴ مئی سے وزیرصاحب لانسرس کے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے۔

طاعون

بمبئی اور اطراف بمبئی وغیرہ مین مرض طاعون نہایت زور سے پھیل چکا تھا۔ مگر ریاست جوناگڈھ ابتک اس سے محفوظ تھی اس سال بمبئی سے طاعون پوربندر مین داخل ہوا اور

وہان سے کتیانہ مین جو ریاست جوناگڈھ کا محال ہے پھیل گیا فوراً ایک لایق ڈاکٹر وہان بھیجا گیا اور چند مدت مین ایسا علاج کیا گیا کہ مرض دفع ہوگیا۔ لیکن اس وقت سے ایک مدت تک کسی نہ کسی جگہ ہر وقت یہ مرض پیدا ہوتا رہا۔

کتیانہ کے بعد بندر بلاول سومناتھ پٹن بنتھلی کیشود اور بالاگاؤن وغیرہ مین یہ مرض پھیلا اور آخر کار خاص شہر جوناگڈھ مین داخل ہوگیا کئی بار اس مرض کا حملہ جوناگڈھ پر ہو چکا ہے۔

ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند کی ڈائمنڈ جوبلی کی خوشی

ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند وکٹوریہ کی سلطنت کو ۲۰ جون کو ساٹھ برس ہو چکے تھے لہٰذا اس کی خوشی کی تقریب ہندوستان مین ہر جگہ ہوئی۔ جو "ڈائمنڈ جوبیلی" کے نام سے مشہور ہے۔ اس طرح جوناگڈھ مین بھی بتاریخ ۲۱ جون خوشی منائی گئی لفٹنٹ پونجر اسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ سورٹھ کو نواب صاحب نے مدعو کیا اور ایک عظیم الشان دربار تاریخ ۲۱ جون کو صبح ساڑھے آٹھ بجے رنگ محل کے مقابل ایک شامیانہ مین منعقد ہوا۔ نواب صاحب کی طرف سے دیوان صاحب نے جو اڈریس پڑھا اس مین ملکۂ معظمہ کی خوبیون اور ان کے احسانات کا جو تمام ملک پر ہین عمدہ الفاظ مین تذکرہ تھا اور برٹش گورمنٹ کے ساتھ اپنی سچی وفاداری کا اظہار کیا۔ اس خوشی کی تقریب مین نواب صاحب نے (دو لاکھ کوری یعنے پچاس ہزار روپیہ جو غریب کسانون کے ذمہ باقی تھا۔ یک قلم معاف کر دیا۔ اور تیس قیدیون کی سزا مین تخفیف کی اور بعض کو بالکل چھوڑ دیا۔ لفٹنٹ پونجر صاحب نے گورنر صاحب بمبئی کی طرف سے جو خریطہ آیا تھا اور جس مین نواب صاحب کی تعریف اور اپنی خوشنودی کا اظہار تھا پیش کرتے ہوئے ایک تقریر کی۔ اس کے بعد بینڈ بجایا گیا اور توپون کے ۱۰۱ فیر کئے گئے اس تقریب کی خوشی مین نواب صاحب "دہی ڈائمنڈ جوبیلی کیمیکل اینڈ بیکٹریولوجیکل لیبوریٹری" (یعنی علم الکیمیا اور علم الجراثیم کا ایک معمل خانہ) قائم کرنا چاہتے تھے اور اس کا افتتاح بھی اسی وقت ہونے والا تھا لہٰذا ڈاکٹر نردتم داس

وٹیشو جن کو بیکٹریولوجیکل کا خاص علم حاصل کرنے کے لئے نواب صاحب نے آگرہ بھیجا تھا انہون نے نواب صاحب کے رفاہ عام کامون کا ذکر کرتے ہوئے ایک تقریر پڑھی۔ اس کے بعد پان، عطر اور گلاب تقسیم ہوئے اور دربار برخاست ہوا۔ پھر لفٹنٹ پونٹجر صاحب، نواب صاحب، وزیر صاحب، کرنل سیلی صاحب وغیرہ لیبوریٹری کے مکان کے دروازہ کے قریب تشریف لے گئے اور لفٹنٹ صاحب نے اس کے افتتاح کی رسم ادا کی۔ دوپہر کو نواب صاحب کی طرف سے چار ہزار طلبہ اور غرباء کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ رات کو شہر مین روشنی کی گئی اور رنگ محل کے قریب میدان پر آتش بازی چھوڑی گئی۔

دوسرے روز یعنی تاریخ ۲۲ کی صبح کو نواب صاحب نے لفٹنٹ پونٹجر صاحب کے ہمراہ امپیریل سروس لانسر کی پریڈ ملاحظہ فرمائی۔ دوپہر کو وزیر صاحب کی طرف سے دو ہزار طلبہ اور غربا کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ شام کو ساڑھے پانچ بجے شہر کی تمام اسکولون کے طلبہ بہادر خانجی ہائی اسکول کے وسیع احاطہ مین جمع کئے گئے اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اور ہائی اسکول کے طلبہ کو سیلی صاحب کی میم صاحبہ کے ہاتھ سے انعام تقسیم کیا گیا۔ رات کو دس بجے گرنار پہاڑ پر آتش بازی چھوڑی گئی۔

فتح پور کا آباد ہونا

تاریخ ۲۸ جولائی کو ویسادر محال کے دو گاؤن کھپور اور کھوڈپیارڈی کو ایک کر کے اس کا نام فتح پور رکھا گیا۔

گورنر صاحب کی راجکوٹ کی تشریف آوری کے موقع پر نواب صاحب کا وہان تشریف لیجانا

نومبر مین لارڈ سینڈہرسٹ گورنر صاحب بمبئی راجکوٹ تشریف لائے نواب صاحب بھی مع وزیر صاحب اور امراء کے راجکوٹ تشریف لے گئے تھے۔ راجکوٹ مین شریف اور خاندانی عورتون کا معالجہ بوجہ پردہ کے پوری طرح نہین ہوسکتا تھا۔ اس لئے نواب صاحب نے زنانہ ہاسپٹل بنانے کے لئے اسّی ہزار روپیہ سے زیادہ عطا فرمایا۔ اور اس کا نام "وہی رسول خانجی ہاسپٹل فور ویمین" رکھا گیا۔ اسکا

بنیادی پتھر پولیٹکل ایجنٹ کرنل ہنٹر صاحب نے تاریخ ۱۱ ڈسمبر ۱۸۹۶ء کے روز رکھا تھا۔ مگر اسکے افتتاح کی رسم گورنر صاحب کرنے والے تھے اس لئے ہاسپٹل اور اس کا احاطہ جھنڈیون وغیرہ سے خوب آراستہ کئے گئے۔ تاریخ ۲۹ نومبر کی صبح ساڑھے آٹھ بجے ایک بڑے شامیانہ مین دربار منعقد کیا گیا۔ راجکوٹ مین جو روسا یورپین آفیسر اور معزز حضرات اس وقت حاضر تھے مدعو کئے گئے۔ جب سب حضرات دربار مین تشریف لا چکے تب ۸ بجکر ۲۰ منٹ کو ولی عہد شاہزادہ محمّد شیر زمان خان صاحب اور دیوان صاحب گورنر صاحب کو لینے کے واسطے گئے۔ ساڑھے آٹھ بجے ان کے ہمراہ گورنر صاحب مع پولیٹکل ایجنٹ اور سکریٹری صاحب وغیرہ تشریف لائے۔ دربار مین نواب صاحب نے گورنر صاحب کا استقبال کیا۔ نواب صاحب کی طرف سے آپ کے شاہزادہ محمّد شیر زمان خان صاحب نے ہاسپٹل کی افتتاح کی درخواست انگریزی مین پڑھی۔ اس کے جواب مین گورنر صاحب نے نواب صاحب کی فیاضی کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک تقریر کی۔ پھر گورنر صاحب، نواب صاحب وغیرہ ہاسپٹل کی طرف تشریف لے گئے اور گورنر صاحب نے اس کے افتتاح کی رسم ادا کی۔

گورنر صاحب کی جوناگڈھ مین تشریف آوری

تاریخ ۳۰ نومبر کے دوپہر کو سوا بارہ بجے اسپیشل ٹرین سے گورنر صاحب راجکوٹ سے جوناگڈھ تشریف لائے۔ ان کے ہمراہ کاٹھیاواڑ کے پولیٹکل ایجنٹ کرنل ہنٹر صاحب اور سورٹھ کے آسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ لفٹنٹ پونچر صاحب بھی تھے۔ شاہزادہ محمّد شیر زمان خان صاحب اور اُن کے اُستاد لفٹنٹ وُڈ صاحب بھی اسی ٹرین سے جوناگڈھ آئے مہابت منزل کے قریب ریلوے لائن پر ایک خاص پلیٹ فارم پر اسپیشل آئی تو نواب صاحب وزیر صاحب، دیوان صاحب، امراء اور افیسرون نے گورنر صاحب کا استقبال کیا۔ جیسے گورنر صاحب ٹرین سے اُترے ویسے ہی پلیٹ فارم کے قریب سترہ توپون کی سلامی ہوئی۔ گورنر صاحب، نواب صاحب

اور وزیر صاحب کے ہمراہ مہابت منزل تشریف لے گئے۔ وہاں کچھ دیر گفتگو ہونے کے بعد نواب صاحب اپنے راج محل مین تشریف لائے۔ شام کے چار بجے نواب صاحب گورنر صاحب کی ملاقات کیلئے تشریف لیگئے اس وقت اور ملاقات کے ختم ہونے پر نواب صاحب کو گیارہ گیارہ توپون کی سلامی دی گئی۔ رات کو خاص طور سے ڈنر دیا گیا۔ اس وقت نواب صاحب کی طرف سے شاہزادہ محمد شیر زمان خان صاحب نے ملکۂ معظمہ صاحبہ کا اور پھر گورنر صاحب کا جام صحت کی تجویزین پیش کین۔ اس کے بعد گورنر صاحب نے نواب صاحب کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے ایک تقریر کی۔

تاریخ یکم ڈسمبر کی صبح کو گورنر صاحب دیوان صاحب کے ہمراہ کوہ گرنار پر تشریف لے گئے اور دوپہر کو ایک بجے واپس تشریف لائے۔ چار بجے گورنر صاحب نواب صاحب کی بازدید کی ملاقات کو راج محل پر تشریف لائے ملاقات ختم ہونے کے بعد گورنر صاحب نواب صاحب کے ہمراہ جیل اور پیڈوک ملاحظہ فرماتے ہوئے شکر باغ تشریف لے گئے۔ وہان وزیر صاحب کی طرف سے گورنر صاحب کے اعزاز مین ایوننگ پارٹی دی گئی۔ وہان سے ہاتھی پر سوار ہو کر گورنر صاحب اور نواب صاحب شہر کی روشنی ملاحظہ فرماتے ہوئے مہابت منزل تشریف لے گئے۔

تاریخ ۲ پنجشنبہ کو صبح ساڑھے آٹھ بجے "رسول خانجی ہاسپٹل" اور "بہادر خانجی لائبریری اور عجائب خانہ" کے بنیادی پتھر رکھنے کے لئے سرکاری مطبع کے مقابل وسیع میدان مین ایک شامیانہ مین دربار منعقد کیا گیا۔ اس کے قریب ایک چھوٹے شامیانہ مین نادر اور پرانی چیزین رکھی گئین۔ جب دربار مین گورنر صاحب اور نواب صاحب وغیرہ تشریف لا چکے تو نواب صاحب کی طرف سے شاہزادہ محمد شیر زمان خان صاحب نے ایک رسول خانجی ہاسپٹل اور دوسری بہادر خانجی لائبریری اور عجائب خانہ کے سنگ بنیاد رکھنے کے لئے دو درخواستین دو تقریرون مین پیش کین۔ ان کے جواب مین گورنر صاحب نے ایک تقریر کرتے ہوئے نواب صاحب کے حسن انتظام

اور اصلاحات کی تعریف کی اور رسول خانجی ہاسپٹل کا بنیادی پتھر رکھا پھر اُس چھوٹے شامیانہ مین جو پرانی چیزین رکھی تھین ملاحظہ فرمائین۔ اس کے بعد لائبریری اور عجائب خانہ کا بنیادی پتھر رکھا اور دربار برخاست ہوگیا۔

دوپہر کو پونے تین بجے مہابت منزل کے قریب کے پلیٹ فارم سے گورنر صاحب راجکوٹ کی طرف اسپیشیل ٹرین سے تشریف لے گئے۔

بجٹ، بھتہ، اور امتحان

اسی سال بجٹ یعنے تمام سال کے آمد و خرچ کے اندازہ کرنے کا طریقہ باقاعدہ شروع ہوا اور سرکاری ملازمون کو جو سیدھا (کچا اناج) دیا جاتا تھا بجائے اس کے اُن کو حسب حیثیت بھتہ (رقم طعام) ملنے کا قاعدہ جاری کیا گیا۔ اسی سال سے ریاست مین ڈپارٹمنٹل امتحان لینا قرار پایا۔

۱۸۹۸ء
گھوڑون کی نمائش

چونکہ نواب صاحب کو گھوڑون کا بہت شوق تھا لہٰذا جوناگڈھ مین گھوڑون کی نمائش کرنے کی تجویز ہوئی۔ ایک کمیٹی مقرر کی گئی۔ اس کے پیٹرن نواب صاحب پریسیڈنٹ کاٹھیاواڑ کے پولیٹکل ایجنٹ کرنل ہنٹر صاحب، وائس پریسیڈنٹ وزیر صاحب، اور چند ایجنسی اور ریاست کے افیسر ممبر مقرر ہوئے۔ عمدہ گھوڑے پسند کرنے کا کام ویٹرنری میجر مورگن صاحب امپیریل لانسرس کے انسپکٹنگ آفیسر کپتان بیٹن اور کمانڈنگ افیسر اعظم میان وغیرہ کے سپرد ہوا تھا۔

یہ نمائش پیڈوک کے وسیع میدان مین کی گئی۔ وہان تاریخ ۱۲ مارچ کی شام کو ایک شامیانہ مین دربار منعقد ہوا۔ اس وقت دیوان صاحب نے نمائش کے افتتاح کرنے کی درخواست کرنل ہنٹر صاحب کے پیش کی پھر کرنل صاحب نے افتتاح کی رسم ادا کی۔ تاریخ ۱۴ کی صبح مین آٹھ بجے اسی شامیانہ مین دربار منعقد ہوا۔ اس وقت دیوان صاحب نے نواب صاحب اور کرنل ہنٹر صاحب کو مخاطب کر کے ایک تقریر کی۔ پھر جن کے عمدہ گھوڑے تھے اُن کو نواب صاحب کی طرف سے قیمتی انعامات عطا ہوئے یہ انعامات کرنل ہنٹر صاحب نے تقسیم کئے جنہون نے بعد مین انگریزی مین تقریر کی پھر اس کا مطلب گجراتی

زبان مین بیان کیا۔

بیگم کیشر بائی صاحبہ کی وفات

نواب صاحب کی بیگم کیشر بائی صاحبہ نے ۲۹ اپریل ۱۸۹۸ئہ کو وفات پائی اور اُن کی ایک لڑکی جان بخت بیگم جن کی شادی بانٹوہ کے بابی محمد امین خان کے ساتھ ہوئی تھی۔

۱۸۹۹ئہ

نواب صاحب کو کے۔سی۔ ایس۔آئی۔ کا تمغہ عطا ہونا

چونکہ نواب صاحب کا ملکی و مالی انتظام نہایت ترقی پر پہنچ گیا اور نواب صاحب کی فیاضی اور اُن کے رفاہ عام کے کامون کی ایجنسی اور گورنمنٹ بمبئی نے بارہا ستائش کی تھی۔ اس لئے ملکہ معظمہ صاحبہ نے ۱۸۹۹ء کے نئے سال کی خوشی مین اُن کو۔کے۔سی۔ایس۔آئی۔ کا تمغہ مرحمت فرمایا۔ اگرچہ یہ امر قرار پا چکا تھا کہ راجکوٹ مین ایک شاندار دربار منعقد کرکے جس طرح نواب صاحب کے آبا و اجداد کو تمغے دیئے گئے ہین اسیطرح نواب صاحب کو بھی دیا جاوے۔ لیکن چونکہ وہ زمانہ قحط سالی کا تھا اس لئے ۱۱ راگست ۱۹۰۰ء کے روز سورٹھ کے آسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ صاحب نے راجکوٹ سے تمغہ و سند لاکر نواب صاحب کو خانگی طور پر عنایت کئے اس لئے دربار وغیرہ کی دھوم دھام دوسرے وقت کے لئے ملتوی رکھی گئی۔

نواب صاحب کا نکاح

نواب صاحب نے محمد خان بن فرید خان صاحب کی دختر نیک اختر سے جن کا نام عائشہ بی بی صاحبہ ہے ۲۸ رشوال ۱۳۱۶ھ مطابق ۱۱ رمارچ ۱۸۹۹ء بروز شنبہ تیسری شادی کی۔ اس مبارک تقریب کی خوشی مین دوسرے دن تاریخ ۱۲ رکو ریاست کی کچہریون اور محکمون مین تعطیل منائی گئی۔

راجستھانی کورٹ کا موقوف ہونا

یکم اپریل سے راجکوٹ کی راجستھانی کورٹ موقوف کی گئی۔ اس لئے ریاست کی بھایاتی عدالت بھی نکال ڈالی گئی (کیونکہ بھایاتی کورٹ کی اپیل راجستھانی کورٹ کو بھیجی جاتی تھی) اور اس کا کام راج برگرنی کورٹ کو دیا گیا۔

ہاٹی قوم کی معافی

مالیہ کی ہاٹی قوم کو جو ایک نہایت سرکش قوم ہے نواب صاحب محمد حامد خان اول کے عہد حکومت مین چار گاؤن ریاست کیطرف سے عطا ہوے تھے اور نواب صاحب محمد مہابت خان کے عہد مین یہ لوگ مول گراسیہ[۵۱] تھے۔

چونکہ اُن کی مقبوضات کی حدود متعین نہین ہوئی تھین اور نواب صاحب محمد بہادر خان ثالث کے عہد مین جو مقدمہ ریاست کی بھایاتی عدالت مین انہون نے دائر کیا تھا وہ اُن کے برخلاف فیصل ہوا۔ اسپر انہون نے راجستھانی کورٹ مین اپیل کی مگر حق دعویٰ کی میعاد زائد ہونے کی وجہ سے خارج کر دیا گیا۔ اسی طرح بمبئی گورنمنٹ سے بھی خارج ہو گیا۔ مگر بعد مین کرنل ہنکوک راجستھانی کورٹ کے پریسیڈنٹ اور میجر فنلٹن ایجنسی سرد سے سپرنٹنڈنٹ نے یہ رائے دی کہ ہاٹیون کے مقدمہ کا جو فیصلہ جوناگڈھ کی بھایاتی عدالت نے کیا ہے اس پر دوبارہ غور و نظر ثانی کی جائے۔ یہ معاملہ گورنمنٹ تک پہونچا چنانچہ مسٹر ہیٹن کو متعین کیا گیا کہ وہ بعد تحقیق کے رپورٹ کرین لہٰذا اُن کی رپورٹ پر گورنمنٹ نے بھایاتی عدالت کے فیصلہ کو کسی قدر تغیر کے ساتھ بحال رکھا بشرطیکہ ہاٹی لوگ نواب صاحب کے حضور مین حاضر ہون اور اپنی سرکشی کی معافی مانگین۔ اس لئے انہون نے نواب صاحب کے حضور مین حاضر ہو کر معافی مانگی اور درخواست کی کہ ہمارے معاملہ مین وزیر صاحب وہان تشریف لاکر جو فیصلہ کرینگے وہ ہم کو منظور ہوگا چنانچہ نواب صاحب نے یہ درخواست منظور فرمائی اور وزیر صاحب مع اسٹاف کے مالیہ تشریف لے گئے۔ انہون نے معاملۂ زیر بحث کا ایسا عمدہ فیصلہ کر دیا کہ جس کو ہاٹیون نے بخوشی منظور کر لیا اور ایک بہت پرانا جھگڑا اس وزیر کی دانشمندی کی وجہ سے بہت آسانی کے ساتھ طے ہو گیا۔

شاہزادہ محمد شیر زمان خان صاحب کی تعلیم

شاہزادہ محمد شیر زمان خان صاحب آٹھ برس مین ۱۸۹۱ء سے ۱۸۹۹ء تک راجکوٹ کے راجکمار کالج کا نصاب تعلیم ختم کر کے فارغ ہو گئے۔ پرنسپل مسٹر ڈاڈگن کالج کی

---

[۵۱] ریاست کے جاگیرداروں مین اعلیٰ قسم کے جاگیردار مول گراسیہ یعنے اصل جاگیردار کہلاتے ہین۔

تعطیل کے زمانہ مین شاہزادہ صاحب کی مصاحبت مین رہتے تھے۔ لفٹنٹ وڈ بھی زمانۂ تعلیم مین اور کچھ عرصہ تک زمانۂ تعلیم کے بعد ان کی مصاحبت مین رہے اور اس کے بعد کرنل سیلی جو ریاست کے سیٹلمنٹ افسر تھے شاہزادہ صاحب ان کی زیر نگرانی رکھے گئے۔ انہون نے قانون پڑھایا اور ریاست کے انتظامی اصول سے ان کو واقف کیا۔

اس کے بعد مسٹر ہسکیتھ پرنسپل بہاؤالدین کالج ولیعہد بہادر کے اتالیق مقرر ہوئے۔ اور جب ۱۹۰۳ء مین مسٹر ہسکیتھ گورنمنٹ سروس مین داخل ہوئے تو ان کی جگہ پر کپتان کارنیجی مقرر کئے گئے۔ ابتدائی زمانۂ تعلیم مین میرزا محمد اشرف گورگانی ایم۔ اے۔ جو شاہی تیموری خاندان سے تھے اور جو اس وقت بہاولپور کے کالج مین پروفیسر تھے۔ شاہزادہ ولیعہد کے اتالیق مقرر کئے گئے اور تعلیم ختم ہونے کے بعد سید محبوب میان قادری بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ (مہابت مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر) بھی اتالیق مقرر ہوئے تھے۔

شاہزادہ صاحب نے مزید تجربہ حاصل کرنے کی غرض سے ہندوستان کے مقامات کا سفر کیا۔ چنانچہ ۱۸۹۳ء سے لیکر ۱۹۰۳ء تک دس برس کے عرصہ مین آپ نے متعدد سفر کئے جن مین نیلگری۔ بمبئی۔ مہابلیشور۔ اجمیر۔ جودھپور۔ کشمیر۔ دہلی۔ آگرہ۔ پونا۔ سکندرآباد۔ گولکنڈہ۔ حیدرآباد دکن۔ مدراس۔ پانڈیچری۔ تنجور۔ ترچناپلی۔ سورت۔ بڑودہ۔ احمدآباد۔ مدورا۔ کولمبو (سیلان)[۱] ٹوٹی کورن۔ کلکتہ۔ اور کوہ آبو وغیرہ مشہور مقامات کی سیر و سیاحت فرمائی اس کے علاوہ ریاست سے واقفیت حاصل کرنے کی غرض سے ریاست کے ضروری مقامات کا سفر کیا۔

سر چارلس ولیونٹ پولٹیکل ایجنٹ کاٹھیاواڑ، مسٹر میکناٹن، واڈنگٹن اور کرنل سیلی وغیرہ انگریز افسرون نے شاہزادہ صاحب کی نسبت نہایت عمدہ آراء کا اظہار کیا۔

---

[۱] افصح الشعراء اسٹیٹ شاعر سید حسین میان ترمذی المتخلص بہ سید شاگرد مولوی عبدالاحد شمشاد لکھنوی فرنگی محلی نے اس سفر کے حالات مین ایک دلچسپ مثنوی لکھی ہے جس کا نام "مثنوی سفر سیلان" ہے۔

شاہزادہ ولی عہد بہادر کی شادی کتخدائی

نواب صاحب بسم اللہ خان والئی راڈھن پور کی دختر نیک اختر مبارک بخت کے ساتھ جن کی عمر اس وقت ۱۷ سال کی تھی اور جو پوری تربیت و تعلیم یافتہ ہیں ۱۹ سال کی عمر میں شاہزادہ محمد شیر زمان خان صاحب کی شادی کتخدائی بتاریخ ۴ ذی الحجہ ۱۳۱۶ھ ہجری مطابق ۱۵ اپریل ۱۸۹۹ء کو جوناگڈھ میں نہایت دھوم دھام کے ساتھ ہوئی۔ بہت بڑا عالی شان منڈوا راج محل کے قریب اس تقریب سعید کیلئے آراستہ ہوا تھا۔ شب گشت نہایت تزک و احتشام کے ساتھ نکلا تھا۔ شب گشت میں شاہزادہ صاحب ہاتھی پر سوار تھے اور آپ کے والد ماجد نواب صاحب محمد رسول خان بہادر آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ شب گشت کے راستہ پر جابجا رفریشمنٹ (یعنے کافی۔ چاء، شربت، سوڈا، وغیرہ) مہیا کیا گیا تھا۔ یہ شادی بطور ضرب المثل مشہور ہوگئی ہے کیونکہ اس میں حد سے زیادہ اہتمام اور تزک و احتشام کا مظاہرہ کیا گیا تھا۔

کاٹھیاواڑ اور اطراف ہندوستان کے معزز مہمان اس تقریب میں مدعو تھے جنمیں سے بعض مشاہیر کے نام اس مقام پر درج کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کرنل ہنٹر صاحب پولٹیکل ایجنٹ کاٹھیاواڑ، گونڈل کے ہز ہائنس ٹھاکر صاحب بھگوت سنگھ جی مع رانی صاحبہ و راجکماری صاحبہ، میجر ہاڈیکیٹس پولٹیکل ایجنٹ کچھ، کپتان ووڈ ہاؤس آسسٹنٹ پولٹیکل ایجنٹ سورٹھ، وغیرہ تیس انگریز افسر تشریف لائے تھے۔ دیسی ریاستوں میں سے بڑودہ۔ پٹیالہ۔ الور۔ رامپور۔ کچھ۔ اڈر۔ پالنپور۔ کھمبایت۔ جامنگر۔ بھاؤنگر۔ موربی وانکانیر۔ پالیتانہ۔ وڈھوان۔ لیمڑی۔ اور راجکوٹ وغیرہ کی طرف سے وکلاء شریک شادی ہوئے تھے۔ بانٹوہ۔ سردارگڈھ۔ ماناودر اور رانپور وغیرہ کے بابی رؤسا بھی شریک تھے۔ بمبئی۔ بڑودہ اور احمد آباد کے بڑے بڑے متمول تاجر بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔

اس وقت شاعرون وغیرہ کا بھی ایک خاصہ مجمع ہو گیا تھا اور ان کو عمدہ انعامات عطا ہوئے

اس

اس تقریب سعید کے تمام مصارف کا اندازہ قریب ۶ لاکھ روپیہ کے کیا جاتا ہے اور اس تقریب کی خوشی مین ۱۳-۱۴-۱۵-اور ۱۶ اپریل کو ۴ دن تک ریاست کے تمام دفاتر مین تعطیل منائی گئی۔

اس عرصہ مین شاہزادہ ممدوح کا دوسرا نکاح شاہزادی رحیم بخت بنت سربلند خان بابی تعلقدار بانٹوہ کے ساتھ بتاریخ ۶ / مئی ہوا۔ دوسرے روز ریاست کے دفاتر مین تعطیل ہوئی۔ رحیم بخت کی والدہ تاج بخت ہین جو نواب صاحب محمد مہابت خان کی بیٹی تھین۔

دیوان کا تقرر ۷ / ستمبر سے بجائے عارضی دیوان بیچر داس چونی لال سارا بھائی دوبارہ دیوان مقرر کئے گئے۔ نواب صاحب نے دیوان چونی لال صاحب کو اُن کی عمدہ خدمت کے صلہ مین "خصوصیت دستگاہ" کا خطاب عنایت کیا۔

گورنمنٹ کو امداد جنوبی افریقہ کی لڑائی کے لئے گورنمنٹ کی خوشی کے مطابق پندرہ گھوڑے مع تمام سامان کے جن کی قیمت قریب چھ ہزار روپیہ کے تھی امپیریل لانسرس سے بھیجے گئے اور اس امداد اور وفاداری کی گورنمنٹ کی طرف سے نہایت قدر کی گئی۔

قحط مین رعایا کو امداد اس سال کے اخیر مین بوجہ قلت بارش سخت قحط سالی ہوئی جس کا اثر سال آئندہ تک باقی رہا کاٹھیاواڑ مین کسانون اور غریبون کو جس قدر امداد اس سخت موقع پر دی گئی اسمین ریاست جوناگڈھ کا نمبر سب سے اول تھا۔ نواب صاحب اور وزیر صاحب نے اپنی جیب خاص سے معقول خیرات کی اور ریاست کی طرف سے امدادی کام جاری کروئے کسانون کو تقاوی معاف کی گئی پردہ نشین مستورات جو محنت اور مشقت کے کام نہین کر سکتی تھین۔ ان کے گذارہ کے لئے معقول بندوبست کیا گیا۔ ان امدادی کامون پر تقریباً ۲۰ لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا۔

قحط زدون کو کھانے اور کپڑے کی امداد دینے کی غرض سے علاوہ ریاستی امداد کے ایک خانگی فنڈ وزیر صاحب نے قائم کیا تھا جس مین خود بدولت نے ایک معقول رقم دی تھی۔ اور جس مین جوناگڈھ

بلاول اور بمبئی وغیرہ کے دولت مند سیٹھ بھی شریک ہوئے تھے۔ اس فنڈ کی رقم تقریباً ۸۰ ہزار روپیہ تک پہنچ گئی تھی۔ یہ تمام روپیہ بھی غربا اور مساکین کی امداد مین خرچ کیا گیا۔

۱۹۰۰ء
شاہزادی سبحان بخت صاحبہ کا انتقال

حضور نواب صاحب کی شاہزادی سُبحان بخت صاحبہ نے جو شاہزادہ ولی عہد محمد شیر زمان خان صاحب کی حقیقی بہن تھین اور جن کا نکاح سربلند خان تعلقہ دار بانٹوہ کے ساتھ ہوا تھا ۲۲ فروری کی شام کو انتقال فرمایا۔ اس حادثۂ فاجعہ کی وجہ سے دوسرے روز ریاست مین تعطیل دی گئی۔ اور ایک دن تک دوکانین بند رہین۔

اشوک کے کتبہ پر مکان کی تعمیر

راجہ اشوک کا کتبہ ایک بڑی چٹان پر گرنار کے راستہ مین پڑا ہوا تھا اس پر حضور نواب صاحب نے ایک خوبصورت مکان تعمیر کرانے کا حکم فرمایا اور کرنل سیلی نے (جنھون نے ایلینیشن سیٹلمنٹ کا کام ختم کیا تھا) ماہ جون مین اس کا بنیادی پتھر رکھا۔

شاہزادہ محمد مہابت خان صاحب کی ولادت

بیگم عائشہ بی بی صاحبہ کے بطن سے نواب صاحب کے دوسرے فرزند تاریخ ۵ ربیع الثانی ۱۳۱۸ھ مطابق ۲ اگست پنجشنبہ کے روز پیدا ہوئے جن کا نام **محمد مہابت خان**[1] رکھا گیا تمام ریاست مین بڑی خوشی منائی گئی اور اس روز تعطیل دی گئی۔ بعد مین یہ شاہزادہ صاحب ولی عہد ہوئے۔

---

[1] قطعہ تاریخ ولادت حسب ذیل ہے جو سید حسین میان المتخلص بہ سیّد نے کہی ہے:-

دیا نواب جوناگڈھ کے گھر فرزند خالق نے　　ہوا برجِ سپہرِ جاہ وحشمت کا قمر پیدا
بہارِ جانفزا سی آگئی باغِ ریاست مین　　ہوا نخلِ تمنا مین جو یہ تازہ ثمر پیدا
شگفتہ مثلِ گل ہے خاطرِ والا مسرت سے　　نشانِ خرمی ہے چہرۂ پُر نور پر پیدا
ہوا ہے آج پیدا بھائی جو الطاف خالق سے　　رُخِ شیر زمان خان سے خوشی کے ہین اثر پیدا
بدھائی آپ نے دی جا کے یون نواب صاحب کو[2]　　"میرا بھائی میرا بازو ہوا۔ لو اسکے پدر پیدا"

[2] [illegible]

وائسرائے صاحب کی جوناگڈھ مین تشریف آوری

ہندوستان کے وائسرائے اور گورنر جنرل ہز ایکسیلینسی لارڈ کرزن صاحب کے مژدۂ رونق افروزی سے ریاست جوناگڈھ مین بڑی بڑی تیاریان ہوتی تھین جن کی جدت اور نُدرت سے جوناگڈھ گویا نیا گڈھ بنگیا تھا۔

۳ نومبر تاریخ معینۂ رونق افروزی کو علی الصباح ۵ بجے کرنل ہنر صاحب پولٹیکل ایجنٹ کاٹھیاوار، شاہزادہ محمد شیر زمان خان صاحب، دیوان ریاست مسٹر چونی لال وغیرہ خاص خاص اہلکاران بذریعہ اسپیشل ٹرین بندر بلاول کو استقبال کے لئے تشریف لے گئے۔ اِدھر اسپیشل بلاول اسٹیشن پر پہونچی اُدھر جہاز کلایو ۷ بجے صبح کے بندرگاہ بلاول مین داخل ہوا جس مین لارڈ کرزن صاحب مع لیڈی کرزن صاحبہ اور اپنے اسٹاف کے سوار تھے۔ پولٹیکل ایجنٹ صاحب اور دیوان صاحب اسٹیم لونچ مین سوار ہوکر اسٹیمر پر گئے۔ سوا نو بجے لارڈ کرزن صاحب بندر پر تشریف لائے۔ وہان شاہزادہ صاحب نے اُن کا استقبال کیا۔

وائسرائے صاحب کے اسٹاف مین فارن سکریٹری سر کننگہم، پرائیوٹ سکریٹری مسٹر لارنس، ملٹری سکریٹری میجر بیرنگ، ایک سرجن، اور چار یوروپین ایڈیکانگ، اور دیسی آفیسرون مین خان بہادر امیر بخش، مسٹر رمضان علی وغیرہ عہدہ داران تقریباً ۸۵ ہمراہی تھے۔ بندرگاہ سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳۰

خوشی دوچند حاصل ہوگئی سرکار عالی کو
ولی عہد جوان شیر زمان جو قوتِ جان ہین
مہابت خان رکھا ہے جو فرخ نامِ شہزادہ
نمایان ہین نشانِ نیک بختی روئے روشن سے
رہے تا دورِ عالم سایۂ سرکار پر والا مین
ولادت کا لکھو اب سالِ فرخ فال اے سیّد

ہوا یہ دوسرا جو لطفِ خالق سے قمر پیدا
تو یہ مہوش ہوا آرامِ دل لختِ جگر پیدا
کریگا نام بھی مانندِ جدِّ نامور پیدا
جبینِ صاف سے اقبال کا ہے کرّ و فر پیدا
کرے نام آوری نیکی سے یہ فرخندہ فر پیدا
ہوا یہ آسمانِ ملک سورٹھ کا قمر پیدا

۱۳۱۸ ہجری نبوی صلعم

[illegible]

وائسرائے صاحب، کرنل ہنٹر اور ولیعہد بہادر ریاست کی پُرتکلف چہار اسپہ گاڑی پر اور دیگر ہمراہیان گورنر جنرل بہادر دوسری گاڑیون پر سوار ہو کر بجانب شہر بلاول روانہ ہوئے۔

قدیم شہر بلاول بھی مثل بندرگاہ کے نشانون اور جھنڈیون وغیرہ سامان آرائش سے خوب آراستہ کیا گیا تھا۔ وائسرائے صاحب شہر کی صفائی، خوبصورتی، کشادہ سڑکین، بلند عمارتین اور خوب صورت مکانات کا دلکشا منظر اور پولس کا عمدہ انتظام ملاحظہ فرماتے ہوئے سومناتھ پٹن تشریف لے گئے۔ وہان سومناتھ کا مندر وغیرہ آثار قدیمہ ملاحظہ فرما کر ساڑھے دس بجے بلاول واپس تشریف لائے۔ پھر ساڑھے گیارہ بجے وائسرائے صاحب مع لیڈی کرزن صاحبہ وغیرہ کے اسپیشل ٹرین سے نہضت فرمائے جوناگڈھ ہوئے۔ اس کے کچھ قبل اسپیشل ٹرین ولیعہد بہادر کی مع دیوان صاحب وغیرہ جوناگڈھ کو روانہ ہو چکی تھی جو قریب قریب وائسرائی اسپیشل ٹرین کے جوناگڈھ اسٹیشن پر پہونچ گئی تھی اگرچہ وائسرائی اسپیشل ٹرین پر زائد وزن تھا لیکن بوجہ دو انجن ہونے کے اسٹیم کی طاقت اس درجہ تھی کہ بعض بعض جگہ فی گھنٹہ ۲۴ میل طے کرتی ہوئی جوناگڈھ کو آ رہی تھی۔ راہ مین جہان سال گذشتہ مین خشک سالی سے خاک اُڑ رہی تھی اور لق ودق میدان بے برگ وگیاہ نظر آتے تھے خدائے کریم کے فضل عمیم باران رحمت سے وہان کی یہ کیفیت نظر آتی تھی کہ بلاول سے جوناگڈھ ۶۰ میل تک دو طرفہ اشجار پُر بہار اور مرغزار کا دلکش منظر ہی منظر نظر آتا تھا۔ اگر رہٹ وغیرہ سے آب کشی کا طریقہ ہند اور ہندوستانی لوگون کی وضع وقطع نہ دیکھی جاتی تو یہی معلوم ہوتا کہ وائسرائے صاحب اور اُن کا سارا گروہ اپنے ملک انگلینڈ کے مشہور دلآویز خطۂ ہموار پارک نشان مین گلگشت کرتے ہوئے جا رہے ہین نیز اثنائے راہ مین جو حصار اور گڑھیان نظر آتی تھین اُن سے بھی زمانۂ پیشین کے جنگ وجدال کا نقشہ آنکھون کے سامنے پھر کر انڈیا کا ملک معلوم ہوتا تھا۔ جابجا لوگ اپنی اپنی وضع مین پھرتے اپنا اپنا کام کرتے خوش خوش نظر آتے تھے اس کیفیت سرور افزا کو دیکھ کر لارڈ اور لیڈی کرزن اور تمام

گروہ ہمراہیون کو بڑا ہی تعجب ہوتا ہوگا۔
۳ نومبر کو سوا ایک بجے دن کے سپیشل ٹرین مہابت منزل کے عقب مین ایک پلیٹ فارم پر آئی۔ اس کے کچھ قبل نواب صاحب مع وزیر صاحب و دیگر عمائد ریاست بڑے تزک واحتشام کے ساتھ وہان رونق بخش ہو چکے تھے۔ حضور نواب صاحب بہادر نے اپنے ایسے عظیم الشان مہمان کا بڑے تپاک وگرمجوشی سے استقبال کیا۔ لارڈ کرزن صاحب اور لیڈی کرزن صاحبہ نے ٹرین سے اُتر کر اول فرمان روائے ملک نواب صاحب، اور ولیعہد صاحب سے پھر وزیر صاحب سے مصافحہ فرمایا اس موقع پر توپون کے ۳۱ فیر کئے گئے اور گارڈ آف آنر نے سلامی دی اور بینڈ باجے اپنی سریلی آوازون سے بجنے لگے بجز اس کے بوجہ حسن انتظام وہان پر بالکل خاموشی تھی۔ پلیٹ فارم فرش سرخ بانات، محرابون، جھنڈیون اور نشانون، وغیرہ سے ایسا آراستہ کیا گیا تھا جو قابل دید تھا۔ پلیٹ فارم کے محاذی میدان مین ریاست کی طرف سے جلوس انبساط مانوس قائم ہوا تھا۔ ایک قطار مین افیال کوہ مثال تھے جو کارچوبی، زربفتی، زیورات، اور طلائی نقرئی عماریون اور ہودجون سے مزین تھی اور نیز دو گینڈے جن پر زرین جھولین پڑی ہوئی اور مُنہ مین لگامین دی ہوئی تھین جن پر دو آدمی سوار تھے۔ دوسری قطار کوتل اسپان خاصہ عربی، ترکی، ایرانی، تورانی، کاٹھیاواڑی کی تھی جو طلائی نقرئی سازو برق طوقا سے پری پیکر بنے ہوے کھڑے تھے اور قرینہ بقرینہ رسالۂ لانسرس امپیریل جوناگڈھ، باڈی گارڈ، اور لال رسالہ مغلائی وضع کا اور تمام پلٹنیں اور پولیس سوار و پیادہ اور عربون کی بیرقین کھڑی ہوئی تھین۔
اس کے آگے گھوڑا گاڑیون کی ترتیب تھی۔ اوّل چہار اسپہ پُرتکلف چاندی سونے کی گاڑی مین لارڈ کرزن صاحب، اور اُن کے برابر نواب صاحب اور سامنے ولیعہد صاحب، اور وائسرائے صاحب کے ایڈیکانگ صاحب تھے۔ اور دوسری گاڑی مین لیڈی کرزن صاحبہ، پولیٹکل ایجنٹ صاحب اور وزیر صاحب سوار تھے۔ اِن کے پیچھے درجہ بدرجہ گاڑیان یوروپین صاحبون اور عمائد دولت کی تھین۔ اس کرّوفر

کے ساتھ سب جہان خانہ پر پہونچے پلیٹ فارم کے قریب شاندار کوٹھی بنام رسول منزل نہایت آراستہ و پیراستہ مین لارڈ اور لیڈی کرزن اور دیگر حوالی کوٹھی کے بنگلہ مین ہمراہیان وائسرائے فروکش کئے گئے۔ یہ مقام بوجہ عمدہ عمدہ بنگلون اور خیمجات کے ایک دلفریب کیمپ نظر آتا تھا۔ رسول منزل کے احاطہ کے بلند اور محرابی دروازہ پر یہ شعر سنہری حرفون مین منقوش تھا۔ ؎

لارڈ کرزن لیڈی کرزن ہر جگہ ہون کامیاب	شادمانی کا رہے اُن کے لئے مفتوح باب

چونکہ نواب صاحب سے ملاقات بھی اُسی وقت قرار پائی تھی اس لئے نواب صاحب نے وزیر صاحب اور سات امراء و افسرون کے ہمراہ وائسرائے صاحب سے رسول منزل کے ایک ہال مین ملاقات کی اور اس عنایت و تشریف آوری پر شکریہ اور خوشی ظاہر فرمائی۔ ہز ایکسیلینسی نے بھی بڑے اخلاق و اشفاق سے اپنی خوشنودی و انبساط کا اظہار فرمایا۔ گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کا تمغہ جو حضور نواب صاحب بہادر کو وائسرائے بہادر کے عہد مبارک مین عطا ہوا تھا وہ اسی دربار مین ہز ایکسیلینسی نے بخندہ پیشانی اپنی جگہ سے ایستادہ ہوکر وزیر صاحب کے ہاتھ سے لیکر نواب صاحب کے زیب گلو فرمایا۔ اس وقت توپون کے ۱۱ فیر کئے گئے۔ اور گارڈ آف آنر نے سلامی دی۔ پھر مراسم عطر و پان کے بعد نواب صاحب اُسی کر و فر سے مراجعت فرمائے ایوان ہمایون ہوئے۔

۳ رنومبر یوم شنبہ کو ۳ بجے بہاؤالدین کالج کے افتتاح کے لئے کالج کے قریب ایک شامیانہ مین شاندار دربار منعقد ہوا۔ اوّل نواب صاحب کی سواری بڑے تزک و احتشام کے ساتھ جلوہ گر ہوئی۔ چہار اسپہ گاڑی مین آپ کے ہمراہ ولیعہد بہادر اور وزیر صاحب تھے۔ باقی امراء عمائد دولت کی درجہ وار گاڑیان تھین حضور کی رونق افروزی پر سلامی دی گئی اور تمام اہل دربار اپنی اپنی کرسیون سے تعظیم آقائے نامدار کے لئے سرو قد کھڑے ہوگئے۔ ہنوز حضور در خیمہ پر ایستادہ تھے کہ حضور وائسرائے بہادر کی سواری

بڑی شان وشوکت کے ساتھ آئی۔ وائسرائے صاحب کے بنگلہ سے روانگی کے وقت ۳۱ توپون کی سلامی دی گئی۔ ممدوح الشان نے سونے چاندی کی چہار اسپہ گاڑی سے اُتر کر بڑے اخلاق کے ساتھ ہزہائنس نواب صاحب، ولیعہد صاحب اور وزیر صاحب سے مصافحہ فرمایا۔ ہزہائنس ہزایکسیلینسی کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لئے ہوئے بجانب دربار متوجہ ہوئے اور وسط کی طلائی کرسی پر متمکن فرمایا اور بنفس نفیس ہزایکسیلینسی کے برابر دست یسار کی طلائی کرسی پر جلوہ بخش ہوے۔ ہزہائنس کے برابر پولیٹکل ایجنٹ صاحب، ولیعہد بہادر، وزیر صاحب اور دیوان صاحب علی الترتیب تھے اور وائسرائے صاحب کے دست یمین کی طلائی کرسی لیڈی کرزن صاحبہ کی خالی چھوڑ کر جو کسی وجہ سے تشریف نہین لاسکین دوسری کرسیون پر وائسرائے صاحب کے ہمراہیون کی نشست تھی۔

کسی قدر توقف کے بعد ولیعہد بہادر محمد شیر زمان خان صاحب اپنی کرسی سے اُٹھے اور اپنے پدر عالیقدر نواب صاحب کی طرف سے باواز بلند وتلفظ دلپسند انگریزی مین حسب ذیل اڈریس پڑھا:۔

(ترجمہ) یور ایکسیلینسی! مجھے اپنی طرف سے اور اپنی رعایا کی طرف سے کاٹھیاواڑ کی اس اعلیٰ درجہ کی ریاست مین آپ کی تشریف آوری کا خیر مقدم کرتے اور مبارکباد دیتے وقت یہ خاص خیال ہوتا ہے کہ اس ملک مین جو وائسرائے اول اول تشریف لائے وہ آپ ہی ہین جس سے اس ملک کو بڑا اعزاز حاصل ہوا سال گذشتہ مین جو بڑا قحط دُور دُور تک پڑا ہوا تھا جس سے ہم کو بڑی فکر تھی ایسے وقت مین آپنے سفر کی تکلیف گوارا فرماکر اور اپنی ذاتی آسایش ملحوظ نہ رکھکر فوراً وسط کاٹھیاواڑ مین قدم رنجہ فرمایا تھا اور جو لوگ اس روز افزون تکلیف دہ قحط کے انسداد وتقلیل مین شروع ہی سے کوشان تھے اُن سب کو آپ نے اپنی ہدایات، ترغیبات، دلاسا، اور دستگیری والی موجودگی سے بہت کچھ امداد پہونچائی تھی۔ جب آپ اس صوبہ مین تشریف لائے تھے تو وہ وقت بڑی فکر ومصیبت کا تھا۔ آپ صرف اچھے وقت ہی کے شریک حال نہین بلکہ آفت ومصیبت کے وقت مین بھی یار ومددگار ہین۔ کاٹھیاواڑ

ہین اوّل اوّل آپکا بحیثیت وائسرائے تشریف لانا ہمیشہ ہمین خوب یاد رہیگا۔ چونکہ وہ آفت اب کم ہوتی جاتی ہے اور ملک اپنی اصلی حالت پر آتا جاتا ہے لہٰذا ہم تہِ دل سے مسرت قلبی کے ساتھ آپ کو اور آپ کی محترمہ خاتون کو مبارک باد دیتے ہین۔ آپ نے جو ہندوستان کے اس قدیم حصہ سوراشٹر نامی جس مین ریاست جوناگڈھ کی زیادہ خصوصیت کو آپ جانتے ہین اُس مین کے قدیم مقامات و آثار کہنہ کے دیکھنے کی بارہا خواہش ظاہر فرمائی تھی ان کا معائنہ فرمانا آپ کی روشن دماغی اور تاریخ پسند طبیعت کو مسرت افزا ہوگا۔ اگرچہ ہمارے یہان کے چند مقامات بھی شمار کئے جائین تو بھی بہت سے ہوتے ہین۔ چنانچہ راجہ اشوک کا مشہور قدیم کتبہ دو ہزار برس سے زائد کا ہے جس کی اخلاقی ترحم آمیز ہدایتین ابتک صاف و واضح ہین، سومناتھ کا مشہور مندر جس کے متعلق سُلطان محمود غزنوی کی یادداشت کو برٹش کی صُلح کُل حکومت نے دور کر دیا، بوریہ سٹوپا جسمین بودھ کی بہت ہی دلچسپ یادگارین موجود ہین اور آخری شاندار مندار جو کوہ گرنار کی چوٹی پر ایستادہ ہین۔ غرض اس ریاست کے قدیم مقامات آپ جیسے مشرقی طبیعت رکھنے والون کو ضرور دلچسپ معلوم ہونگے۔ پس ہم خواستگار ہین کہ یہ تشریف آوری آپ کو اور آپ کی معزز لیڈی صاحبہ کو مبارک ہو۔

آج ہم سب بہاؤالدین آرٹس کالج اور ٹکنیکل اسکول کا مکان آپ کے دست مبارک سے افتتاح کرانے کی غرض سے جس کو آپ نے براہِ عنایت منظور فرمایا ہے یہان جمع ہوئے ہین۔ یہ عمارت چندہ سے تیار کی گئی ہے۔ اور اس لئے بنائی گئی کہ ہمارے لائق و فائق وزیر شیخ محمد بہاؤالدین کی گذشتہ چالیس برس کی قیمتی خدمات کی یادگار قائم رہے جن کا ہم احسان کے ساتھ اعتراف کرتے ہین۔ ریاست جوناگڈھ کی مختلف خدمات کے علاوہ یہ وزیر صاحب اس ریاست کی تعلیم مین ایک عرصے سے فیاضانہ مدد دیتے رہے ہین۔ اپنی پست قوم کو تعلیمی ترغیب اور ترقی دلانے مین جہانتک ہوسکا فیاضی اور سخاوت سے انہون نے بڑی رقم خرچ کی لہٰذا اُن کی عام قدردانی کی یادگار قائم رکھنے کے منشاء سے اس ریاست

کے اور بیرونجات کے احباب نے جن مین اس ملک کے خاص خاص رؤسا بھی شامل ہین ایک معقول رقم بطور چندہ جمع کی اور خیال کیا کہ ان کی یادگار مین آرٹس کالج اور ٹکنیکل اسکول ہی قائم کرنا بہت مناسب ہوگا اور جو چندہ جمع کیا گیا تھا اس مین بھی ریاست نے ایک معقول رقم دی ہے اور اس کو قائم رکھنے اور چلانے کے ضروری اخراجات کا بھی ریاست نے ذمہ لیا ہے۔ ہم اس کالج کو اُس ترقی تک پہونچانا چاہتے ہین کہ یہ بمبئی یونیورسیٹی کے الحاق کے قابل ہوجائے تاکہ ہم اُس وقت اُس کی الحاق کی درخواست کر سکین۔ اس مکان کا بنیادی پتھر کرنل ہنٹر صاحب نے رکھا تھا۔ یہ بات ہمارے لئے خوشی اور اطمینان کا ذریعہ ہوگی کہ یہ مکان ابتدا ہی سے ایسے آفیسر سے تعلق رکھتا ہے جو کاٹھیاواڑ کے سیاسی امور مین مشہور امبصر اور ہمدرد رہے۔

یہ بات ہمیشہ ہمارے دل پر نقش رہیگی کہ دو لاکھ روپیہ سے زائد کی لاگت کی تعمیر عظیم کا اختتام آپ جیسے جوشیلے علم دوست اور اسکی زندہ مثال کی تشریف آوری سے ہوا جس کے ہم نہایت ہی شکر گذار ہین۔ آپ کو ہندوستان مین اس اعلیٰ رتبہ پر آئے ہوئے ابھی بہت عرصہ نہین گذرا کہ اس درمیان مین آپ نے ایسی بہت سی قابل تعریف سپیچین دین جن سے اہل ہند کے دلون پر عمدہ اثر پڑا۔ کلکتہ یونیورسیٹی کے کونوکیشن کے وقت جو الفاظ آپ نے فرمائے تھے اُن کو یہان مکرر بیان کرنے سے ہم کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اُس وقت ارشاد کیا گیا تھا کہ ”گو میرا ظاہر پبلک ملکی مہمات کے پیرایہ مین ہے اور گو معظمات سلطنت مین کیسا ہی مَین مشغول ہون تاہم میرا باطن میرے یونیورسیٹی کے اُس زمانہ کو جب مَین تعلیم پاتا تھا ہرگز ہرگز نہین بھلا سکتا“ اس طرح کے آپ جیسے یونیورسیٹی کے بیحد محبت رکھنے والے کی اس موقع پر تشریف آوری نہایت مبارک فال ہے۔ لہٰذا ہم کو یقین کامل ہے کہ آپ جیسے خداداد عقل والے اور اعلیٰ التعلیم کے جوشیلے معاون کے افتتاح فرمانے سے ضرور یہ کالج کامیاب ہوگا نیز کالج کے ملحق ٹکنیکل اسکول دیسی صنعت وحرفت جس کی ترقی کی مدت دراز سے

حاجت ہے وہ بھی بر آئیگی۔

اب ہم ایک تأسف آمیز امر کے متعلق جس کی مدافعت آپ کے مرکوز خاطر ہے آپ سے اجازت لیکر چند الفاظ بیان کرنا چاہتے ہین، جناب والا! آپ کی وائسرائے کے آزمودہ عہد مین جو وسیع اور موحش قحط دور دراز اقطاع ہند مین پڑا ہوا تھا جس کی تیرگی بادل کی طرح چھا گئی تھی ایسے نازک زمانے مین آپ نے بنفس نفیس ملک کے تکلیف زدہ حصص مین قدم رنجہ فرما کر اور اپنی مبارک ذات پر زحمتین برداشت کر کے مصیبت زدہ نفوس کی جو ہمدردی ظاہر فرمائی اور قحط کی تکالیف دفع کرنے مین ایسی ہدایتین اور ترغیبین دین اور شایان شان عالی ایسی فیاضانہ کارروائیان کین جن کے انوار نے اُس محیط ظلمت کو دور کر دیا بناءً علیہ اس ریاست نے بھی جو بڑے بڑے کام نفع رسانی غربا کے لئے جاری کئے اُن مین سے ایک شونی نہر ہے۔ آپ کی تشریف آوری کی یادگار مین آپکے نام نامی سے اُس کو موسوم کرنے کو ہم مناسب سمجھتے ہین آپ اُس کی اجازت فرمائینگے۔ اس نہر کا طول ۱/۲ ۷ میل اس وقت ہے اور ۱۳ میل طول اور زیادہ ہونے والا ہے جس کے فوائد کی تشریح محتاج بیان نہین۔ ہم کو امید قوی ہے کہ جس وائسرائے کے عہد مسعود مین لاکھون تکلیف زدون کی ہمدردی ہوئی ہو اور جس کو وہ اپنا دانشمند محسن جانتے ہون ایسے وائسرائے کا نام اس ریاست کے لوگون کو ہمیشہ **کرزن نہر** کے نام سے یاد رہے گا۔

قبل از اختتام ہمین یہ کہنا چاہئے کہ آپ کی اور لیڈی کرزن صاحبہ کی تشریف آوری سے جو اعزاز اس ملک کو حاصل ہوا اس کے ہم شکر گذار اور احسانمند ہین اور چاہتے ہین کہ اس رونق افروزی جوناگڈھ سے آپ اور لیڈی کرزن ہر طرح خوش وخرم ہون۔

آخر مین اتنی اور عرض ہے کہ آپ اپنے نام سے نہر شونی کو موسوم کرنے کی اور بہاؤالدین کالج اور ٹکنیکل اسکول کے افتتاح فرمانے کی مہربانی فرمائینگے۔ (نعرۂ خوشی)

اڈریس کے ختم پر اڈریس خوبصورت نقرئی کاسکیٹ مین رکھا ہوا نواب صاحب نے وائسرائے صاحب کو پیش کیا جس کو ہز ایکسیلینسی نے کھڑے ہو کر خوشی کے ساتھ لیا اور جواب مین یہ فرمایا:-

(ترجمہ) ہز ہائنس، کرنل ہنٹر، اور جنٹلمین! نواب صاحب کے اڈریس جس کو نواب صاحب کے ولیعہد شاہزادہ نے بہت صاف اور عمدگی سے پڑھا جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ راجکوٹ کے راجکمار کالج مین انہون نے اعلیٰ تعلیم پائی ہے۔ اس مین بیان کیا گیا ہے کہ ہندوستان کے اس حصۂ ملک مین آنے والا اول وائسرائے مین ہی ہون۔ ہمارے ملک انگلستان مین مثل مشہور ہے کہ جب بارش شروع ہوتی ہے تو وہ کسی قدر ہو کر تھم نہین جاتی۔ اسی طرح مین بھی جب دورۂ ملکی شروع کرتا ہون تو وسیع دورہ کرتا ہون چنانچہ ملک کاٹھیاواڑ مین ایک بار نہین بلکہ دوبار آیا ہون۔ اول مرتبہ ماہ نومبر مین جب مین راجکوٹ آیا تھا تو اس وقت جوناگڈھ بھی آنا چاہتا تھا لیکن نہین آسکا مگر اس قدیم مشہور شہر اور کاٹھیاواڑ کے بعض حصص بقدر امکان دیکھنے کی میری آرزو کچھ کم نہین ہوئی تھی بلکہ زیادہ ہی ہوتی جاتی تھی کہ جب موقع ملے ہندوٗن کے مشہور کوہ گرنار اور اُس کا پر صنعت مندر اور سومناتھ کا مشہور مندر اور شہنشاہ اشوک کے قدیم زمانہ کا کتبہ جو سنگ خارا کی چٹانون پر کندہ ہے ان سب کو دیکھون۔ نواب صاحب نے جو اپنے اڈریس مین اپنے قبضے کے آثار قدیمہ کا ذکر کیا ہے بیشک اُن کی ریاست نے بہ نسبت اپنی ہمسایہ ریاستون کے زیادہ شہرت پاکر ایک خاص امتیاز حاصل کیا ہے۔ اور اس اسلامی ریاست اور مسلمانون کی ہندو ریاستون سے جن سے وہ چارون طرف گھرے ہوئے ہین سلامت رہنا ان کے خاندان کی زمانۂ گذشتہ کی شجاعت کی علامت ہے۔

نواب صاحب نے جو بطفیل حکومت برٹش امن و امان کا تذکرہ کیا ہے اس سے زیادہ اُس کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جو تاریخی قلعہ ہمارے پیش نظر ہے وہ بارہا محصور ہوا تھا اور بارہا اس کے منہدم

کرنے کی کوششین کی گئی تھین جس کے محاذی کئی لڑائیان بھی ہوئین اور جو ایک وقت قزاقون اور غارتگرون کا ملجا وماوا ہو رہا تھا اس کو اب ایسے امور سے تعلق نہین رہا۔

آج جس کام کے لئے ہم جمع ہوئے ہین اس کے متعلق مین یہ کہتا ہون کہ کالج جس مین اعلیٰ درجے کی تعلیم ہوگی اور ٹکنیکل اسکول جس مین ویسی صنعت وحرفت سکھائی جائیگی جس کے لئے ہندوستان قبل ازین مشہور تھا (نعرۂ خوشی) ان اغراض کے لئے جو جدید عمارت کی گئی ہے اور جس کے افتتاح کی مجھ سے خواہش ہوئی ہے وہ لائق وفائق اور مشہور وزیر جو یہان موجود ہین اور جنہون نے قریب نصف صدی تک اس ریاست کی خدمت ادا کی ہے اُن کی یادگار مین قائم ہوا ہے۔ دوسری اُدھر ایسے وزیر کی یادگار مین کالج نہین بلکہ ایک شاندار مقبرہ قائم کیا جاتا تھا جو کچھ دنون مین اسکے جانشینون کے ہاتھون مسمار ہوجاتا۔ مگر نواب صاحب اور جنٹلمین آج جو کالج ان وزیر صاحب کی یادگار مین قائم کیا جاتا ہے وہ ہمیشہ برقرار رہیگا کیونکہ علم وہنر لازوال شئے ہین جو مردہ نہین ہوتے مین دعا کرتا ہون کہ وزیر صاحب کی یادگار مین جو کالج قائم ہوتا ہے وہ طلبہ سے معمور رہکر پوری ترقی حاصل کرتا رہے اور یہان سے نوجوان طلبہ تیار ہوکر بمبئی یونیورسٹی مین جائین اور وہان سے کامیاب ہوکر اس ریاست اور دوسری ریاستون مین اچھے اچھے درجے کی ملازمت حاصل کرین۔ (نعرۂ خوشی)

نواب صاحب نے جو نہر شوقی کو میرے نام سے موسوم کرنے کی استدعا کی ہے جو کہ ایام قحط کے امدادی کامون مین نکالی گئی ہے اور ہنوز وہ ناتمام ہے اگرچہ مین اپنے کو اس کا مستحق نہین جانتا ہون لیکن ہزہائنس کی خواہش پر اس کو بخوشی منظور کرتا ہون۔ (نعرۂ خوشی)

مالگزاری اراضیات اور امداد قحط زدگان کے متعلق ریاست نے جو کارروائی کی ہے وہ شایان ریاست بہت اطمینان بخش اور قابل تحسین ہے۔

ریاست کے جاگیرداروں اور زمینداروں کی اراضی کے متعلق جو بڑا پیچیدہ کام مدت دراز

سے پڑا ہوا تھا اور ریاست کے پہلو مین ایک کانٹا سا خلش کرنے والا تھا اُس کو بحکم ریاست کرنل سیلی نے بڑی جانفشانی اور عام پسند طریق سے حل کر کے اُس خار کو نکال دیا ہے۔

مَین یقین کرتا ہون کہ اب سے جوناگڈھ کے لئے آئندہ زمانہ ایک امن اور امان کا زمانہ ہوگا اور اس امید افزا مستقبل کے آستانہ پر کھڑے رہتے ہوئے بہاؤالدین کالج اور ٹکنیکل اسکول کی کامیابی کی دعا کر کے اُن کا بخوشی افتتاح کرتا ہون۔ (نعرۂ خوشی)

ناظرین مین سے اکثر لوگون نے جو بار بار پسندگی کی علامتون کا اظہار کیا ہے۔ اس سے مَین خیال کرتا ہون کہ ناظرین کا ایک معتدبہ حصہ میری تقریر کو سمجھ گیا ہے۔ اگر سب کے سب میری تقریر نہ سمجھے ہون تو مَین امید رکھتا ہون کہ بعد مین اس کا ترجمہ کر کے انکو سُنایا جائے گا۔ (نعرہائے خوشی)

اسکے بعد نواب صاحب نے کالج کھولنے کی طلائی کُنجی وائسرائے صاحب کو دی اور دربار بعد ادائے مراسم برخاست ہوا۔ نواب صاحب وائسرائے صاحب کو ہمراہ لیکر کالج مین تشریف لے گئے۔ ہز ایکسیلینسی نے کالج کی رسم افتتاح ادا فرمائی۔ اور اُس کی بلند اور خوشنما عمارت کو بڑی خوشی کے ساتھ اندر پھر کر ملاحظہ کیا اور نہایت پسند فرمایا بعد الاستفسار جب یہ معلوم ہوا کہ اس کا نقشہ ریاست کے ملازم دیسی مستری نے بنایا اور اُسی کی نگرانی مین عمارت تیار ہوئی ہے تو بہت مسرت و حیرت ظاہر فرمائی۔ اس وقت وزیر صاحب کو خاص مخاطب کر کے اور بازو پر ہاتھ رکھکر ارشاد کیا کہ آپ بڑے صاحب نصیب ہین کہ آپ کی مدت دراز کی خدمات کے اعتراف مین یہ یادگار قائم ہوئی مَین دعا کرتا ہون کہ جیسے تقریبًا نصف صدی تک آپ نے وزارت کی ہے اُسی طرح اور بھی آپ نصف صدی تک کرتے رہین۔ وزیر صاحب آداب بجالائے۔ بعد ازان ہز ایکسیلینسی اپنی کوٹھی کو اور ہز ہائنس اپنے راج محل کو تشریف فرما ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد قریب ۴ بجے وائسرائے صاحب نواب صاحب کی بازدید کی ملاقات کو تشریف فرما ہوئے مراسم استقبال بتمام احترام و اجلال ادا ہوئے اور

عظیم الشان آراستہ و پیراستہ ایوان بنام راج محل مین ملاقات بازدید کے مراسم بوجہ احسن ادا ہوئے۔ اُس وقت ولیعہد بہادر وزیر صاحب اور دیوان صاحب وغیرہ وغیرہ خاص خاص امراء و اکابر موجود تھے۔ وائسرائے صاحب اور نواب صاحب ایک طلائی کوچ پر رونق افروز ہوئے تھے اور پولٹیکل ایجنٹ صاحب، ولی عہد صاحب اور وزیر صاحب نقرئی کرسیون پر تشریف رکھتے تھے۔ بعد مکالمت مناسب و مراسم معمولی کچہری برخاست ہوئی۔ آمد و رفت کے وقت ۳۱ - ۳۱ توپون کی سلامی ہوئی۔ جب وائسرائے صاحب قلعہ کہنہ (معروف اوپرکوٹ) کی سیر کو تشریف فرما ہونے لگے تو نواب صاحب کو فرمایا کہ آپ تکلیف نہ کیجئے آپ کی طرف سے وزیر صاحب کا ہونا کافی ہے۔ معیّت مین صاحبان اسٹاف، پولٹیکل ایجنٹ صاحب، وزیر صاحب اور دیوان صاحب وغیرہ چیدہ چیدہ امرائے کبار تھے۔ قلعے مین مسٹر رسول خانجی واٹر ورکس کے لبریز تالاب کے کنارے ایک دلچسپ فرحت بخش باغیچہ بنایا گیا تھا جس کے مقابل فوارے چھوٹتے اور لیمون اچھلتے ہوئے عجیب لطف دکھا رہے تھے۔ اسی موقع پر لیڈی کرزن صاحبہ بھی تشریف لائین۔ وائسرائے صاحب نے باغیچہ مین کسی قدر نشست فرماکر چاء نوشی اور تنقل میوجات فرمایا پھر برائے سیر قلعہ گامزن ہوئے۔ بودھ مذہب کے زمانے کے مکانات اور تہ خانے جو چٹانون اور پتھرون کو تراش کر بنائے گئے ہین، نوگھن کنوان، اور اڑی چڑی باولی جو اپنی ساخت اور قدامت مین عجیب چیزین ہین، نیلم توپ جس کے عربی کتبہ کا انگریزی ترجمہ وائسرائے صاحب کو دیا گیا اور کڑانال توپ جن کو سلطان سلیمان والی مصر نے بھیجا تھا اور جو اُس عہد سلف کی عمدہ صناعی کے یقین دلانے والے آلے ہین، پھر سلطان دیندار سلطان محمود بیگڈہ فاتح جوناگڈھ کی بنوائی ہوئی عظیم الشّان اور مستحکم مسجد وغیرہ وغیرہ سب آثار کہن کو بڑی دلچسپی کے ساتھ ملاحظہ فرمایا۔

چونکہ بعد اس سیر کے وائسرائے صاحب وزیر صاحب کے شکر باغ مین تشریف لیجانے والے تھے لہذا وزیر صاحب اجازت حاصل کرکے اول سے شکر باغ کو تشریف لے گئے۔ آپ کے جانے کے بعد

وائسرائے صاحب شکرباغ کی طرف روانہ ہوئے اور اثنای راہ مین شہر کی خوبصورت آبادی بلند مکانات کی باقاعدہ سلسلہ بندی، سڑکون کی وسعت وصفائی اور دورویہ درختون کی صف آرائی وغیرہ خوبیان ملاحظہ فرماتے ہوئے شکرباغ تشریف لے گئے باغ کے دروازہ کی محراب پر یہ شعر لکھا تھا ؎

کیا نصیبا ہے ملک سورٹھ کا	لائے تشریف وائسرائے ہند،

وائسرائے صاحب کی تشریف آوری پر باغ کے پہرہ دار عربون نے عربی وضع پر سلامی ادا کی وائسرائے صاحب نے وزیر صاحب سے باظہار مسرت مصافحہ فرمایا۔ بعد مین آپ بنگلہ مین تشریف لے گئے جب بنگلہ مین وائسرائے صاحب، لیڈی کرزن صاحبہ، اور وزیر صاحب وغیرہ اپنی اپنی کرسیون پر متمکن ہوئے تو وزیر صاحب نے جوناگڈھ کے مشہور گرجنگل کے شیر ببر کے چمڑے کا ایک نہایت عمدہ فرش پیش کیا۔ پھر چاء کافی وغیرہ کی تواضع کی گئی۔ دم رخصت وزیر صاحب نے لارڈ کرزن، لیڈی کرزن اور پولیٹکل ایجنٹ اور صاحبان اسٹاف کو سنہری ہار پہنا کر شکریہ ادا کیا۔ اُس وقت باغ میں چڑیا خانہ اور گرجنگل کے بڑے شیر دیکھکر دلچسپی حاصل کی۔ پھر لارڈ اور لیڈی کرزن وزیر صاحب سے مصافحہ فرماکر مراجعت فرما ہوئے۔

شب یکشنبہ کو شہر مین روشنی ہوئی۔ مہمان خانہ سے شہر پناہ تک اور شہر مین روشنی کا بڑا اہتمام اور موقع بموقع انواع انواع کے اشکال روشنی اور رنگ برنگ کے گلاسون اور ہانڈیون کا عمدہ انتظام کیا گیا تھا۔ اُس مین سے خاص رسول منزل، راج محل، وزارت محل، آئینہ محل، دیوان دفتر، عدالتین، ہائی اسکول، سرکل، توشہ خانہ، مانڈوی، مہابت مقبرہ، مسجد جامع، مہابت مدرسہ، اور ریلوے دروازہ یعنی اسٹیشن دروازہ زیادہ اہتمام وتکلّف روشنی مین قابل ذکر ہین۔ اُس وقت کا سمان اور چہل پہل اور لوگون کا ہجوم باوجود اسکے انتظام علی العموم لائق دید تھا۔

رات کے نو بجے بڑے ... ڈنر دیا گیا۔ قیصرہ ہند صاحبہ، لارڈ کرزن صاحب، لیڈی کرزن صاحبہ

اور نواب صاحب کی سلامتی کے جام نوش کئے گئے اور آتشبازی چھوڑی گئی پھر پہلی چہار اسپہ گاڑی میں وائسرائے صاحب، نواب صاحب، پولٹیکل ایجنٹ اور سکریٹری جلوہ بخش تھے دوسری چہار اسپہ گاڑی میں لیڈی کرزن صاحبہ، ایک میم صاحبہ اور اسٹاف کے ایک صاحب تھے۔ تیسری گاڑی میں ولیعہد صاحب، سکریٹری وائسرائے صاحب، وزیر صاحب اور دیوان صاحب تھے پھر درجہ بدرجہ چند گاڑیوں کی قطار تھی۔ مہمان خانہ سے تمام مشہورۂ مقدم الذکر کی روشنی جسکے لئے جوناگڈھ کی وضع اور عمارتیں موزون واقع ہوئی ہیں اور بہت سے غبارے دیکھکر ہزاکسیلینسی بہت خوش ہوئے۔ راستے میں ہزاکسیلینسی اور نواب صاحب بڑی ہنسی خوشی کے ساتھ خوب باتیں کرتے جاتے تھے۔ بعد سیر روشنی نواب صاحب اپنے مہمان ذیشان کو مہمان خانہ پر پہونچا کر اپنے محل پر تشریف لائے

۴ نومبر صباح یکشنبہ ۸ بجے وائسرائے صاحب مع پرائیویٹ سکریٹری، پولٹیکل ایجنٹ اور اسسٹنٹ پولٹیکل ایجنٹ کپتان پوتنجر اور دیوان ریاست وغیرہ چیدہ صاحبان اسٹاف کے کوہ گرنار کی طرف گئے۔ اثنائے راہ میں شہر کے باہر راجہ اشوک کا کتبہ پتھر کی چٹان پر کندہ کیا ہوا جس پر ریاست نے حفاظت کے لئے خوبصورت عمارت بنوادی ہے اُسے بغور تمام بہت دیر تک دیکھکر دوسرے دلچسپ قدیمی آثار اور کوہی مناظر دلکش ملاحظہ کرتے ہوئے کوہ گرنار کی طرف عنان توجہ معطوف کی اور وہان کے نامی نامی آثار قدیمہ قلعہ جین لوگون کے مناد بڑی دلچسپی کے ساتھ ملاحظہ کئے۔ واپسی کے وقت جب وائسرائے صاحب کو معلوم ہوا کہ ڈولیان اُٹھانے والے وہی کہار ہیں جو پہاڑ پر چڑہتے وقت ڈولیان اُٹھالائے تھے اسلئے اُنہیں آرام دینے کو آپ بہت دور تک پاپیادہ چلے اس سے آپکی شفقت بحال اہل ہند ظاہر ہے۔ ایک بجے آپ داخل فرودگاہ ہوے۔ اور تقریبًا ۴ بجے پلیٹ فارم پر تشریف لے گئے۔ نواب صاحب اور وزیر صاحب وغیرہ نے استقبال کیطرح مشایعت بڑی دھوم دھام سے کی۔ ہزاکسیلینسی بہت خوش ہوکر ریاست عالیہ سے رخصت ہوئے

اور

اور آپ کی ہمراہی مین ولیعہد بہادر اور دیوان ریاست راجکوٹ کو خاص اسپیشل مین روانہ ہوئے چونکہ اس دن یکشنبہ تھا اس لئے دوسرے دن علی الصّباح سلامی کی ۳۱ توپین سر کی گئین۔

نواب صاحب کا راجکوٹ تشریف لے جانا

چونکہ تاریخ ۹ نومبر کو وائسرائے صاحب نے کاٹھیاواڑ کے تمام رؤسا کے لئے ایک بڑا دربار راجکوٹ مین منعقد کیا تھا لہٰذا نواب صاحب اس مین شرکت کرنے کے لئے اس روز راجکوٹ تشریف فرما ہوئے تھے۔

کھڑیہ کے جاگیردار اور دوسرے جاگیرداروں کے مقدمے

کھڑیہ کے جاگیردار فتح خان نے ۱۸۹۶ء مین انتقال کیا تھا۔ اُن کے دو بیٹے تھے۔ بڑے کا نام محمد خان اور چھوٹے کا نام قیصر خان۔ دونون بھائیون کے[1] درمیان ورثہ کے بابت تنازعہ تھا اور اس کے علاوہ اُن کے اور ریاست جوناگڈھ کے درمیان بھی زمین کی بابت ایک مقدمہ جاری تھا۔ آنپور کے بھائیات اور موضع سوکھڑہ کے سیّد اور جوناگڈھ کے درگاداس ویسائی وغیرہ کے مقدمے اور تنازعے جو ریاست کے ساتھ تھے اُن سب کا فیصلہ خانگی طور پر حسب رضامندی طرفین ہوگیا۔ موضع مہیرہ جو محال کُتیانہ مین واقع ہے اُس پر بڑے خان وغیرہ پٹھانون نے دعویٰ کیا مگر بھایاتی عدالت مین یہ دعویٰ خارج کیا گیا۔ مگر بعد مین حضور کے حکم سے معقول شرائط پر فیصلہ کیا گیا۔

قحط سالی

اس سال کی ابتدائی موسم مین بارش زیادہ ہوئی اور آخر مین بالکل نہ ہوئی لہٰذا قحط ہوا۔ نہرون کے ذریعہ سے آبپاشی مین کوشش کیگئی اور فصل کی پیداوار صرف ½ ہوئی غریبون اور مسکینون کے لئے سخت تباہی اور بربادی کا سامنا تھا۔ امدادی کام جاری کئے گئے اور ان کامون مین ریاست کا بہت سا روپیہ خرچ ہوا سنہ ۱۹۰۰ء اور ۱۹۰۱ء مین امدادی کامون وغیرہ پر قریب ۲۵ لاکھ روپیہ کے صرف ہوا۔ اور جانورون کیلئے گھاس کی بہت قلت تھی لہٰذا مصنّف کو گجرات سے گھاس

[1] اس لئے فیصلہ ہونے تک ان کی جاگیر کا انتظام اسپیشل اسسٹنٹ دیوان اردشیر جمشیدجی کو سپرد کیا گیا تھا۔

خرید کر لانے کا کام سپرد کیا گیا تھا۔ یہ کام نہایت عمدگی سے انجام پایا۔

سنہ ۱۹۰۱ء
مہاراجہ صاحب شیاجی راؤ گائیکواڑ کی جوناگڈھ مین تشریف آوری

بڑودہ کے مہاراجہ صاحب شیاجی راؤ گائیکواڑ گرین شکار کرنے کی غرض سے جوناگڈھ تشریف لائے تھے۔ فتح سنگ راؤ ولیعہد آپ کے ہمراہ تھے۔ یہان کے خاص خاص قابل دید مقامات کا معائنہ کر کے شکار کے لئے گرین جام والا تشریف لے گئے۔ نواب صاحب نے انتظام کرنے کے لئے نائب دیوان کو وہان مقرر کیا تھا۔

ملکۂ معظمہ صاحبہ کی وفات

۲۲ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو شام کے وقت ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند صاحبہ نے لندن مین وفات پائی جب یہ افسوس ناک خبر جوناگڈھ مین تاریخ ۲۳ کو پہونچی تو نواب صاحب نے رعایا کو مراسم ماتم داری ادا کرنے کا حکم دیا اور تعزیت کے تار ایجنسی کے معرفت پرنس آف ویلز صاحب وغیرہ کو روانہ کئے۔ تمام آفیسین اور دوکانین تین دن تک بند کردی گئین۔ چونکہ اُن کی عمر ۸۲ برس کی تھی اس لئے ۸۲ توپین اظہار تعزیت کے لئے ایک ایک منٹ کے وقفہ سے سر کی گئین اور نشان نصف بلندی پر قائم کیا گیا۔ چند قیدیون کو رہائی دی گئی۔ اور پانچہزار مسکینون کو کھانا کھلایا گیا۔ تاریخ ۲۵ جمعہ کے دن ریاست کے کُل اقوام کے لوگون نے اپنے اپنے عقیدے کے موافق اپنی اپنی عبادت گاہون مین ملکۂ معظمہ صاحبہ کی مغفرت کے لئے دعائین مانگین۔ اُن کی تدفین کی کارروائی تاریخ یکم فروری سے شروع ہو کر دوسری تاریخ کو ختم ہوئی۔ اس لئے یہ دونون دن اظہار تعزیت کے لئے ریاست مین تعطیل رہی۔ سر جی۔ بی۔ پیل صاحب کو بذریعہ تار اطلاع دی گئی کہ وہ ریاست کی طرف سے جنازہ پر پھولون کا ہار چڑھائے۔

نواب صاحب آل انڈیا میموریل فنڈ کے وائس پیٹرن مقرر ہوئے جو ملکۂ معظمہ صاحبہ

کی یادگار قائم کرنے کے لئے تمام ہندوستان میں قائم ہوا تھا۔ اس فنڈ میں نواب صاحب نے پندرہ ہزار روپیہ کا عطیہ عنایت فرمایا۔ مزید برآن پانچ ہزار روپیہ بمبئی پریسیڈنسی میموریل کے واسطے دیا۔ اسی طرح سے رعایا میں سے بھی چندہ کی بڑی رقم ہوئی۔

مردم شماری

یکم مارچ کو ریاست جوناگڈھ کی مردم شماری ہوئی۔ کُل ریاست میں مَردوں کی تعداد ۲۰۱۷۲۴ اور عورتوں کی تعداد ۱۹۳۷۰۴ اور کُل مردم شماری ۳۹۵۴۲۸ ہوئی۔

قیصرۂ ہند وکٹوریہ صاحبہ کی بڑی شاہزادی کا انتقال

قیصرۂ ہند وکٹوریہ صاحبہ کی بڑی شاہزادی اور جرمنی کی شہنشاہ بیگم فریڈریک صاحبہ کے انتقال کی وجہ سے ۱۳ اگسٹ کو ریاست میں تعطیل رہی۔

بمبئی گورنر صاحب کی جوناگڈھ میں تشریف آوری

بمبئی گورنر صاحب لارڈ نورتھ کوٹ تاریخ ۳ ڈسمبر کو شام کے پانچ بجے گونڈل سے جوناگڈھ تشریف لائے۔ انہوں نے رسول منزل میں قیام فرمایا۔ تاریخ ۴ کی صبح میں ساڑھے سات بجے "نورتھ کوٹ ٹینک[1]" کی (جو گورنر صاحب کے نام سے منسوب کیا گیا) افتتاح کی رسم ادا ہونے کی تھی اس لئے کوہ گرنار کے دامن میں بھولیسر مندر کے قریب ایک عالیشان شامیانہ میں دربار منعقد کیا گیا۔ شروع میں نواب صاحب کی طرف سے شاہزادہ محمّد شیر زمان خان صاحب نے انگریزی میں مضمون پڑھا جس میں گورنر صاحب سے نورتھ کوٹ ٹینک کے افتتاح کرنے کی درخواست کی گئی۔ اس کے جواب میں گورنر صاحب نے ایک تقریر کی اور پھر اس کو افتتاح کیا۔ دوپہر کو بارہ بجے نواب صاحب نے گورنر صاحب کی ملاقات کی اور شام کو چار بجے گورنر صاحب نے نواب صاحب کی ملاقات بازدید کی۔ اُسی شب کو شہر میں روشنی کی گئی۔

[1] یہ تالاب قحط کے زمانہ میں تیار ہوا تھا اور وہ بھولیسر یا بھوتاتھ تالاب کے نام سے مشہور ہے۔

تاریخ ۵ کی صبح میں گورنر صاحب گرنار تشریف لے گئے تھے۔ شام کے چار بجے بہادر خانجی لائبریری اور عجائب خانہ کی افتتاح کی رسم ادا کرنے کے لئے بہادر خانجی ہائی اسکول کے ہال میں ایک دربار منعقد کیا گیا۔ شروع میں نواب صاحب کی طرف سے شاہزادہ محمد شیر زمان خان صاحب نے انگریزی میں تقریر پڑھی جس میں گورنر صاحب سے افتتاح کرنے کی درخواست کی گئی۔ اسکے بعد گورنر صاحب نے ایک تقریر کر کے اس کو افتتاح کیا۔ اسی شب کو ڈنر دیا گیا۔ اس وقت شاہزادہ محمد شیر زمان خان صاحب نے ملک معظم اور گورنر صاحب و لیڈی نورتھ کوٹ صاحبہ کے جام صحت کی درخواستیں پیش کیں۔ پھر گورنر صاحب نے نواب صاحب کے جام صحت کی درخواست پیش کی۔

تاریخ ۶ کے دوپہر کو بارہ بجے گورنر صاحب بھاؤنگر کی طرف روانہ ہو گئے۔

۱۹۰۲ء

بہاؤالدین کالج قائم ہونے پر رعایا کا حضور نواب صاحب کو تہنیت نامہ پیش کر کے شکریہ ادا کرنا

چونکہ حضور نواب صاحب کی طرف سے بڑی دریا دلی سے بہاؤالدین کالج قائم کیا گیا۔ اس لئے رعایا نے چاہا کہ اظہار مسرت اور شکریہ ادا کرنے کے لئے ایک تہنیت نامہ حضور کو پیش کیا جائے۔ لہٰذا تاریخ ۳۰ جنوری ۱۹۰۲ء کو پانچ بجے بہاؤالدین کالج کے ہال میں ایک بڑا دربار منعقد کیا گیا۔ اس وقت امراء، افسر، کالج کے طلبہ، تمام محالات کے نمائندے وغیرہ بہت لوگ جمع ہوئے تھے۔ مسٹر سیلی (جو پہلے ریاست کے ایلینیشن سیٹلمنٹ آفیسر تھے) میسز سیلی، امپیریل سروس لانسرس کے انسپکٹنگ آفیسر بھی اس جلسہ میں شریک تھے۔ ساڑھے چار بجے کالج کا ہال بالکل بھر گیا۔ ۵ بجے نواب صاحب وہاں تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ شاہزادہ صاحب، اور وزیر صاحب وغیرہ تھے۔ شروع میں رعایا کی طرف سے تہنیت نامہ گجراتی میں جناب شنکر جیون لال چھایا نے پڑھا۔ اس کے جواب میں حضور کی طرف سے سرکاری وکیل بہوپت رائے تریکم جی نے ایک تقریر پڑھی۔ اسکے بعد کالج کے طلبہ نے فارسی، اردو، سنسکرت، اور انگریزی میں نظمیں پڑھیں۔ پھر پرنسپل ہیسکینتھ نے

ایک تقریر کی جس مین حضور کی تعلیمی کامون مین قیمتی امداد کا ذکر کرتے ہوئے اس جلسہ مین تشریف فرمائی کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا۔ ان کے مضمون کو پروفیسر ہوڈی والا نے گجراتی مین سنایا۔ پھر سیلی صاحب نے تعلیم پر لکچر دیا اور نواب صاحب کی طرف سے اس بارے مین جو جو عمدہ کارروائیان ہوتی ہین اُن کا شکریہ ادا کیا۔

شاہزادہ محمد بہادر خان کا تولد ہونا

تاریخ ۷ مارچ دوشنبہ کے روز بیگم عائشہ بی بی صاحبہ کے بطن سے شاہزادہ تولد ہوا جن کا نام محمد بہادر خان رکھا گیا۔ دوسرے روز ریاست مین تعطیل دی گئی۔

ملک معظم کا جشن تاجپوشی

۲۶ جون ۱۹۰۲ء کو ملک معظم ایڈورڈ ہفتم اور ملکہ معظمہ الیگزینڈرا کا کورونیشن یعنی جشن تاجپوشی انگلستان مین قرار پاچکا تھا۔ لیکن شہنشاہ کی سخت علالت کی وجہ سے وہ جشن تاریخ ۹ اگسٹ ۱۹۰۲ء پر ملتوی کیا گیا تھا۔ اس لئے تاریخ ۹ اگسٹ کو اس جشن کی خوشی مین جوناگڈھ مین تعطیل دی گئی اور سلامی مین توپون کے ۱۰۱ فیر کئے گئے۔ اس جشن کی یادگار مین ۹۰۰ درخت مختلف اقسام کے ریاست مین لگائے گئے۔

ہندوستان مین جشن تاجپوشی کا دہلی دربار

ملک معظم ایڈورڈ ہفتم اور قیصرۂ ہند کی تاجپوشی کی خوشی و مبارکباد مین جو عظیم الشان جشن یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو بمقام دہلی قرار پایا تھا۔ اس مین ہندوستان کے والیان ریاست و رؤسا امراء اور معززین مدعو ہوئے تھے۔ اور اسی جشن مین ریاست جوناگڈھ کو بھی دعوت تھی چنانچہ نواب صاحب، شیخ محمد بہاؤالدین صاحب وزیراعظم و مدارالمہام، خصوصیت دستگاہ چونی لال دیوان، نائب دیوان حضور سکرٹری، مقبول میان چشتی، شیخ محمد حفیظ الدین مع صاحبزادہ عمر بھائی، اباسالم بن محمد صالح ہندی، شیخ اعظم میان کمانڈنگ افیسر لانسرس، دیگر امراء اور افسرون کے دہلی تشریف لے گئے۔ حضور کی اسپیشل ٹرین

تاریخ ۲۵ ڈسمبر کی شب کے دس بجے جوناگڈھ سے روانہ ہوکر تاریخ ۲۷ کے دوپہر کے پونے دو بجے دہلی پہونچی۔ جب نواب صاحب دہلی اسٹیشن پر پہونچے تو سلامی مین توپون کے فیر کئے گئے اور گارڈ آف آنر نے سلامی دی۔ اسی عرصہ مین شاہزادہ محمد شیر زمان خان صاحب جو سیلون کے سفر کو تشریف لے گئے تھے اپنے اتالیق ہیسکیتھ صاحب اور مصاحب سید محبوب میان قادری کے ہمراہ دہلی مین نواب صاحب کے شریک ہوئے حضور کے کیمپ مین قریب ۵۰۰ آدمی تھے

۱۹۰۳ء نواب صاحب کی دہلی سے واپسی

یکم جنوری ۱۹۰۳ء کے دربار اور دوسرے جلسون مین نواب صاحب شریک ہوئے اور اس کے بعد ۱۱ جنوری کو شام کے پانچ بجے دہلی سے روانہ ہوکر ۱۳ جنوری کی صبح مین سوا چھ بجے جوناگڈھ واپس تشریف لائے۔ واپسی کے وقت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میران سید علی داتار رحمۃ اللہ علیہ کے مزارون پر فاتحہ خوانی کے لئے نواب صاحب تشریف لے گئے اس لئے اجمیر اور اونجھہ اسٹیشنون پر چند گھنٹون کے لئے اسپیشل ٹھہرائی گئی۔ آمد و رفت کے وقت ٹھاکر صاحب وڈھوان اور نواب صاحب پالنپور کی طرف سے ریلوے اسٹیشن پر بڑی گرم جوشی کے ساتھ خاطر و مدارات عمل مین آئی۔ نواب صاحب کی غیر موجودگی کے زمانہ مین محمد خان فریدخان صاحب ریاست کے اعلیٰ المنتظم تھے

جشن کورونیشن کی خوشی کا اظہار جوناگڈھ مین

حضور نواب صاحب نے دہلی تشریف لے جانے سے پیشتر جو فرمان نافذ فرمایا تھا اس کے مطابق تاج برطانیہ کے ساتھ وفاداری کا اظہار کرنے کی غرض سے دارالصدر جوناگڈھ مین بھی تاریخ یکم جنوری کو چار بجے دربار ہوا جس مین ریاست کے امراء افسر اور شہر کے معززین و سربرآوردہ اشخاص شریک ہوئے۔ گورنمنٹ کیطرف سے

آیا ہوا فرمان (ڈھنڈھورا) اس دربار مین پڑھا گیا جس کے خاتمہ پر توپون کے ۱۰۱ فیر کئے گئے اسیطرح ریاست کے خاص خاص مقامات مین جلسہ ہوئے۔ اس جشن کی خوشی مین کالج، اسکولون اور دفترون مین تاریخ ۱ اور ۲ جنوری کو تعطیل دی گئی طالب علمون کو شیرنی تقسیم کی گئی۔ ہزارون غریبون اور مسکینون کو کھانا کھلایا گیا شہر کے خاص خاص مقامات اور محلات سرکاری مین روشنی کی گئی ہر ایک فرقے نے اپنی عبادت گاہون مین دعا کی اور وفاداری کا اظہار کیا۔ ۳۵ قیدیون کو رہائی دیگئی اور بعض زائد المیعاد قیدیون کی سزا مین کمی کی گئی۔ ایک لاکھ روپیہ کسانون کو اور پچاس ہزار روپیہ جو جاگیردارون کے کسانون کو بطور امداد دیا تھا ایک قلم معاف کیا گیا۔

اسلام کی خوبیون پر مسز اینی بیسنٹ کا لکچر

مسز اینی بیسنٹ جو ناگڈھ آئین اور تاریخ ۲۳ مارچ کو دربار ہال مین اسلام اور اُس کی خوبیون پر ایک لکچر دیا۔

ملک معظم صاحب کی سالگرہ

۲۶ جون کو ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کی سالگرہ کی خوشی مین نواب صاحب کے فرمان کے موافق ۳۱ توپون کی سلامی ہوئی اور تمام ریاست مین ایک دن کی تعطیل دی گئی۔

نائب دیوان پرشوتم رائے وغیرہ کا سبکدوش ہونا

نائب دیوان پرشوتم رائے سندرجی جھالا جو وزیر صاحب کا ساختہ پرداختہ تھا رفتہ رفتہ اپنی حد سے تجاوز کرنے لگا۔ آخرکار نواب صاحب کو اُسکی خودسری اور خودرائی ناگوار ہوئی اور انہون نے اُسکی برخاستگی کی نسبت وزیر صاحب کا مشورہ لیا۔ وزیر صاحب نے اس کی قدامت ملازمت پر نظر کرکے یہ مشورہ دیا کہ استعفا لینا زیادہ مناسب ہے۔ اسی لئے نائب دیوان نے استعفا پیش کیا اور اسی کے ضمن مین پنشن کی درخواست بھی کی۔ حضور نواب صاحب نے استعفا منظور فرمایا۔ لیکن پنشن کی درخواست نامنظور رکی۔ اس کے بعد دیوان چونی لال اور حضور عدالت کے کانسلر گلاب داس لال داس اور دیگر عہدہ دارون نے جو نائب دیوان کی پارٹی کے رکن رکین تھے اپنی اپنی ملازمتون سے سبکدوشی کی درخواستین پیش کین جو منظور کی گئین۔

دیوان وغیرہ کے تقررات

اس کے بعد سردار راؤ بہادر بیچرداس وہاریداس دیسائی جو پہلے بھی ریاست کے دیوان رہ چکے تھے نواب صاحب نے ایکٹنگ دیوان مقرر فرمایا اور انہوں نے جوناگڈھ مین پہنچ کر ۲۷ اکٹوبر سنہ ۱۹۰۳ء کو اس عہدہ کا چارج لیا۔ اُن کے بھائی گوپالداس عرف نانا صاحب کو جو بھاؤنگر کی ریاست مین نوکر تھے ریونیو کانسلر مقرر فرمایا۔ بخشی چھوٹالال حضور سکرٹیری کو حضور عدالت کے کانسلر کا عہدہ بھی عارضی طور پر تا انتظام ثانی سپرد کیا گیا۔ اور مسٹر ڈوسابھائی گاندھی کو سیشن جج کے عہدہ پر مقرر فرمایا۔ چونکہ ماہ نومبر مین دیوان ریاست نے رخصت لی تھی ان کی جگہ بخشی چھوٹالال نے اس سال کے اخیر تک اس منصب کا کام انجام دیا۔

شاہزادی لعل بخۃ کا تولد ہونا

تاریخ ۳ نومبر مطابق ۱۲ شعبان سنہ ۱۳۲۱ھ کو سہ شنبہ کے روز بیگم عائشہ بی بی صاحبہ کے بطن سے شاہزادی تولد ہوئی جن کا نام بیبا صاحبہ عرف لعل بخۃ رکھا گیا۔

سنہ ۱۹۰۴ء

ترقی تجارت اصلاحات وغیرہ

تجارتی مال پر اور نیز جواہرات پر جو ٹیکس ریاست مین لیا جاتا تھا اس مین نواب صاحب نے معقول تخفیف منظور فرمائی۔ جو مال بندر بلاول سے جیتلسر ہوکر علاقہ بیرون ریاست مین جاتا تھا۔ اس کے محصول مین بھی کمی کردی اور اس ذریعہ سے ریاست کو ریلوے محصول کی آمدنی سے بہت فائدہ ہوا۔ نیز نواب صاحب نے مختلف قسم کے کئی محصولات معاف فرمائے۔

شراب خواری کے انسداد کی نسبت گو پہلے بھی وقتاً فوقتاً مناسب احکام صادر ہوئے تھے لیکن اُن کی تعمیل جیسی ہونی چاہئے تھی ویسی نہین ہوئی۔ اس سال مین سخت احکام نافذ ہوئے اور اس نجاست سے ریاست پاک ہوگئی۔

ریونیو کانسلر گوپالداس شاہزادہ ولیعہد صاحب کے اتالیق بیچر کا زنجی کے آسسٹنٹ مقرر ہوئے۔

۱۹۰۵ء

گورنر صاحب کی راجکوٹ مین آمد اور نواب صاحب کا وہان تشریف لے جانا۔

بمبئی گورنر لیمنگٹن صاحب تاریخ ۳ مارچ ۱۹۰۵ء کو راجکوٹ تشریف لائے اس لئے نواب صاحب تاریخ ۳، ۴، ۶، اور ۷ کو اسپیشل ٹرین سے راجکوٹ آتے جاتے رہے اور ہر مرتبہ آپ کا آفیشیل استقبال ہوتا رہا۔ تاریخ ۴ کو کونوٹ ہال مین ایک دربار منعقد ہوا تھا۔ تاریخ ۶ کو نواب صاحب نے گورنر صاحب کی ملاقات کی اور تاریخ ۷ کو گورنر صاحب نے نواب صاحب کی ملاقات بازدید کی۔

شکار کے لئے گورنر صاحب کی گر مین تشریف آوری۔

راجکوٹ سے گورنر صاحب تاریخ ۸ کو دوپہر کے ایک بجے اسپیشل ٹرین سے گر مین شکار کے لئے مالیہ اسٹیشن کی طرف تشریف لے جا رہے تھے راستہ مین جوناگڈھ اسٹیشن پر کچھ دیر کے لئے نواب صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مالیہ اسٹیشن پر شاہزادہ محمد شیر زمان خان صاحب نے گورنر صاحب کا استقبال کیا۔ اور وہان سے گورنر صاحب وغیرہ ساسن تشریف لے گئے۔ شکار کا انتظام شاہزادہ صاحب نے کیا تھا۔ تاریخ ۹ کو گورنر صاحب نے دو شیر کا شکار کیا۔ اسی دن شاہزادہ صاحب کے اتالیق میجر کاینچی گورنر صاحب کے پرائیوٹ سکریٹری اور اڈیکانگ کے ہمراہ شیر کا شکار کرنے باہر نکلے۔ انہون نے ایک شیر نر اور ایک مادہ شیر پر گولیان چلائین مگر دونون زخمی ہو کر بھاگ گئے اور یہ ان کی تلاش مین چلے کہ شام کے ساڑھے چار بجے یکایک زخمی شیر نر نے حملہ کر کے میجر کاینچی کو مار ڈالا۔ یہ خبر سنتے ہی گورنر صاحب نے شکار کا سب کام بند کر دیا۔ اور دوسرے روز صبح مین بلاول ہوتے ہوئے بمبئی تشریف لے گئے۔

شاہزادہ ولیعہد صاحب لانسرس کے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے

شاہزادہ ولیعہد محمد شیر زمان خان صاحب تاریخ ۸ اپریل کو امپیریل لانسرس کے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے۔ نیز بعد مین انفنٹری، باڈی گارڈ، لال رسالہ خاص پارٹی اور پولس کے محکمہ ان کو پورے اختیار کے ساتھ سپرد کئے گئے۔

کوہ داتار کی سیڑھیان

کوہ داتار کے نیچے سے اوپر تک سنگ خارا کی سیڑھیان تیار ہو گئین تھی

اس لئے تاریخ ۸ اپریل کو شام کے پانچ بجے کوہ داتار کے دامن مین ایک شامیانہ مین دربار منعقد کیا گیا اور اس کے افتتاح کی رسم کاٹھیاواڑ کے ایجنٹ ٹو دہی گورنر کرنل کینیڈی صاحب نے ادا کی۔ اس دربار مین سورٹھ کے پولٹیکل ایجنٹ مسٹر ایلیسن، مسٹر اور میسنر فرگسن، مسٹر جی جوانی ڈیس، مسٹر جے۔ ای بی ہوٹسن، مسٹر اور میسنر اسکاٹ، مسٹر چرچ وغیرہ کئی یوروپین شریک تھے۔ وقت مقررہ پر نواب صاحب

(حاشیہ صفحہ ۵۵۳) ۱ سیڑھیون کا سنگ بنیاد تاریخ ۲۳ مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو رکھا گیا تھا۔

۲ اسٹیٹ شاعر حسین میان سید نے سیڑھیان تیار ہونے کی حسب ذیل دو تاریخین کہین ہین۔

تاجدارِ کشورِ سورٹھ رئیسِ قدردان
آسمان پایہ درِ دولت ہے جس فیاض کا
ہوتے ہین سیراب آ آ کر ہزارون تشنہ لب
عہد فرخ فال جس کا عزت و آرام بخش
سیڑھیان بنوا کے سنگین درگہِ داتار کی
شاہ راہِ شہر کے مانند بے خوف و خطر
مصرعِ تاریخ سید لکھ کہ موجب حکم کے

حضرتِ نواب عالیجاہ و فیاضِ زمان
مرجعِ اہلِ جہان ہے جس سخی کا آستان
رات دن رہتا ہے جس کا چشمۂ بخشش روان
ذات والا جس بلند اقبال کی راحت رسان
سہل کر دی جس نے سب پر کوہ کی راہِ گران
آنے جانے اب لگے آرام سے پیر و جوان
بنگئین داتار کی دلچسپ عمدہ سیڑھیان

۱۳۲۲ ہجری

ایضاً

ذی حشم شہریار جونا گڈھ
ہین محمد رسول خان نامی
اُس فلک قدر کی ریاست مین
جس جگہ شوق سے زیارت کو
تھی مگر راہِ کوہ پست و بلند

والی سورٹھ آسمانِ وقار
جی۔سی۔ایس۔آئی آفتاب آثار
ہے سرِ کوہ درگہِ داتار
آتے جاتے ہین لوگ لیل و نہار
آمد و رفت سخت تھی دشوار

وزیر صاحب، محمد خان فرید خان صاحب وغیرہ وہان تشریف لائے اور شاہزادہ محمد شیر زمان خان صاحب، کرنل کینیڈی صاحب اور میسز کینیڈی صاحبہ کے ہمراہ تشریف لائے۔ شروع مین حضور نواب صاحب کے حکم سے حضور آسسٹنٹ گوپال داس نے ایک تقریر پڑھی جس مین افتتاح کی درخواست کی گئی۔ اس کے بعد کرنل صاحب، نواب صاحب وغیرہ سیڑھی کے دروازہ کے قریب تشریف لے گئے اور کرنل صاحب نے دروازہ کھولا۔ اس کے بعد پھر سب حضرات شامیانہ مین واپس تشریف لائے۔ کرنل صاحب نے نواب صاحب کے لکچر کے جواب مین ایک تقریر کی اور دربار برخاست ہوگیا۔

پوربندر کے رانا صاحب کی تشریف آوری

ماہ جون مین پوربندر کے رانا صاحب جوناگڈھ آئے اور انہون نے گر مین ایک شیر کا شکار کیا۔

پرنس آف ویلز صاحب کی بمبئی مین آمد اور نواب صاحب کا وہان تشریف لیجانا

شاہزادہ ولیعہد پرنس آف ویلز صاحب ماہ نومبر مین بمبئی تشریف لانے والے تھے۔ لہٰذا اس موقع پر نواب صاحب بھی گورنمنٹ کی طرف سے وہان مدعو کئے گئے۔ اس تشریف آوری کی یادگار مین باشندگان بمبئی کی طرف سے ایک میموریل قائم کیا جا رہا تھا اس مین نواب صاحب نے بارہ ہزار روپیہ عنایت کئے جس سے گورنمنٹ

(بقیہ حاشیہ صفحہ (۵۵۴)

حکم سرکارِ ناموَر نے دیا　　زینہ پائینِ کوہ سے بن جائے
بن گئیں اسکی سیڑھیاں فوراً　　لکھدی تاریخ اُسکی سید نے
اہل کارون کو اپنے یہ اک بار　　تا سرِ کوہ ورگۂ داتار
حسب حکم حضور نیک شعار　　زینہ داتار کا ہوا تیار
۱۳۲۲ھ (۱۹۰۵ء)

ایضاً۔ [۱] سنہ ۱۹۰۲ء سے کاٹھیاواڑ کے پولیٹیکل ایجنٹ کے عہدہ کا نام بدل کر ''ایجنٹ ٹو دہی گورنر'' رکھا گیا۔ اسیطرح سورٹھ کے آسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ کے نام کو بدل کر ''پولیٹیکل ایجنٹ'' رکھا گیا۔

اور باشندگان بمبئی کو بہت خوشی ہوئی۔

نواب صاحب تاریخ ۳ر نومبر کی فجر مین اسپیشل ٹرین سے روانہ ہوکر دوسرے روز فجر مین ۹ بجے بمبئی کے گرانٹ روڈ اسٹیشن پر پہونچے چونکہ دیوان صاحب بیچر داس جونڈیاد کے رہنے والے تھے اُن کی طرف سے نواب صاحب کی دعوت کی گئی تھی۔ اس لئے راستہ مین نڈیاد اسٹیشن پر اسپیشل ۱½ گھنٹے ٹھہرائی گئی۔ امرا، آفیسر وغیرہ قریب ۲۰۰ آدمی آپ کے ہمراہ تھے بمبئی مین آپ کا استقبال بڑا شاندار ہوا تھا۔ گورنمنٹ کی طرف سے سکریٹری صاحب، ایڈیکانگ صاحب اور اورینٹل ٹرانسلیٹر صاحب نے حضور کا استقبال کیا۔ شہر کے بہت سے معزز ہندو اور مسلمان بھی استقبال کے لئے حاضر ہوئے تھے حضور کی آمد کے موقع پر توپون کے فیر کئے گئے اور گارڈ آف آنر نے سلامی دی۔ آپ کا قیام ملبار ہل پر آغاخان صاحب کے بنگلہ "لینڈس اینڈ" مین ہوا۔

تاریخ ۹ر نومبر کو سوا چار بجے شاہزادہ صاحب کی بمبئی کے اپولو بندر پر تشریف آوری ہوئی۔ استقبال کے لئے وائسرائے صاحب، گورنر صاحب، نواب صاحب، کئی والیان ریاست اور بہت سے معزز حضرات وہان تشریف لے گئے تھے۔

تاریخ ۱۰ کو دوپہر کے گیارہ بجے گورنمنٹ ہاؤس مین شاہزادہ صاحب سے نواب صاحب کی ملاقات ہوئی۔ اس وقت آپ کے ہمراہ (۱) شاہزادہ محمد شیر زمان خان صاحب (۲) وزیر صاحب (۳) دیوان صاحب (۴) حضور اسسٹنٹ گوپالداس (۵) پیرزادہ بڑا صاحب (۶) شیخ عمر بھائی بن محمد بھائی (۷) ابا سالم بن محمد صالح ہندی تھے۔ سورٹھ کے پولیٹکل ایجنٹ صاحب بھی نواب صاحب کے ہمراہ تھے۔

تاریخ ۱۳ر کو دوپہر کے گیارہ بجکر ۵ منٹ پر شاہزادہ صاحب نے نواب صاحب کی ملاقات بازدید کی چونکہ آغاخان صاحب کے بنگلہ کا احاطہ وسیع نہین تھا لہذا یہ ملاقات کے لئے سر پیٹٹ صاحب کا "ایل ہیرو" نامی بنگلہ مین انتظام کیا گیا تھا۔ اس ملاقات مین نواب صاحب کے ہمراہ (۱) شاہزادہ محمد شیر زمان

خان صاحب (۲) وزیر صاحب (۳) دیوان صاحب (۴) حضور آسسٹنٹ (۵) عثمان خان بن شجاعت خان (۶) ابا سالم بن مبارک (۷) انفنٹری کے کمانڈنگ واحد علی تھے۔

شاہزادہ صاحب کا قیام بمبئی میں تاریخ ۱۴ نومبر تک رہا۔ اس درمیان ان کے اعزاز میں لیوی، ایٹ ہوم، اور دوسرے کئی جلسے ہوئے۔ ان میں بھی نواب صاحب نے شرکت فرمائی۔

نواب صاحب کی آمد کی خوشی میں جوناگڈھ کی رعایا میں سے جو بمبئی میں تھے انہوں نے حضور کو تاریخ ۱۵ کی رات کے ۹ بجے گرگاؤں میں سر منگل داس نتھو بھائی کے بنگلہ میں ایک پارٹی دی جس میں بمبئی کے کئی معزز حضرات مدعو کئے گئے تھے۔ حضور کو ایک عمدہ کاسکیٹ میں ایک تہنیت نامہ پیش کیا گیا جس میں ان کی خوبیوں اور رعایا کے ساتھ حسن سلوک کی خوبیاں گنائی گئی تھیں۔ اسی شب کو بارہ بجے نواب صاحب بمبئی سے اسپیشل میں روانہ ہو کر دوسرے روز تاریخ ۱۶ کی شب کے بارہ بجے جوناگڈھ واپس تشریف لائے۔

وزیر شیخ محمد بہاؤ الدین صاحب کا رٹائر ہونا

اگرچہ نواب صاحب محمد رسول خان کی مسند نشینی کے بعد دو مرتبہ پیشتر بھی وزیر صاحب نے وزارت کے عہدہ کے فرائض سے سبکدوش ہونے کی استدعا نواب صاحب کی حضور میں کی تھی مگر نواب صاحب نے دونوں مرتبہ آپ کی درخواست کو قبول نہیں کیا تھا اور آپ کو مجبور کیا تھا کہ اس عہدہ کے فرائض بدستور انجام دیتے رہیں۔ لیکن اس سال وزیر صاحب نے بسبب ضعیفی اور ناطاقتی حضور نواب صاحب کی خدمت میں پھر استدعا کی کہ مجھکو بمصداق

رسم است کہ مالکانِ تحریر	آزاد کنند بندۂ پیر

مہمات ریاست سے جن کے لئے زیادہ محنت کی ضرورت ہے سبکدوش کیا جاؤں۔ میں نے پچاس سال کے قریب اس ریاست کی خدمت کی ہے مگر چونکہ اب انتہائی ضعف و انحطاط کا وقت

ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ مین ہر قسم کے تفکرات سے آزاد ہوکر گوشہ نشینی اختیار کرون اور تا زیست حضور کی درازی عمر و ترقی اقبال کی دعا کرتا رہون اور بفضلہ تعالیٰ حضور بہت آسانی کے ساتھ ریاست کے مشکلات کو حل کر سکین۔ اس مرتبہ حضور نواب صاحب نے وزیر صاحب کے عذرات کو واقعی اور واجبی تصوّر فرما کر اُن سے کہا کہ اگرچہ میری خوشی یہ تھی کہ جب تک میری زندگی ہے آپ کی امداد میری شامل حال رہے اور نیز مین کسی حالت مین آپ کے عاقلانہ مشورون سے مستغنی نہین ہو سکتا۔ آپ نے نصف صدی تک اس ریاست کی ترقی اور سرسبزی مین سینکڑون کوششین کی ہین۔ لیکن جبکہ آپ اصرار کرتے ہین تو مین بمجبوری آپ کو اس عہدہ کی ذمہ داریون سے ایک حد تک سبکدوش کر سکتا ہون لیکن اہم معاملات مین بدستور آپ کا مشورہ شامل ہوگا۔

سال گذشتہ یعنی ۱۹۰۳ء مین وزیر صاحب نے حج کا ارادہ کر لیا تھا اور نواب صاحب سے اجازت طلب کی تھی مگر نواب صاحب نے فرمایا تھا کہ سال آئندہ آپ حج کو تشریف لیجائین۔ ہمارے طرف سے دو لاکھ روپیہ آپ کو دیا جاوے گا لیکن اس سال مین علالت اور ناسازی طبیعت کیوجہ سے حج کو نہین جا سکے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اُن کا یہ ارادہ پورا ہو اور مثل شہنشاہ عالمگیر کے دل ہی دل مین نہ رہے[1]۔

طاعون اگسٹ ستمبر اور اکتوبر ۱۹۰۴ء مین دار الصدر جوناگڈھ مین زور شور کے ساتھ مرض طاعون جاری رہا بہت سے آدمی ضائع ہو گئے۔ گو نواب صاحب کو وزیر صاحب اور دیوان صاحب وغیرہ نے تبدیل مقام کرنے کے لئے بہت کچھ سمجھایا۔ مگر نواب صاحب استقلال اور ثابت قدمی سے شہر مین ہی رہے تاکہ شہر والون مین گھبراہٹ اور بے چینی نہ پھیلے۔ اسی عرصہ مین یہ مرض بلاول، پٹن، اونہ، بابریہ واڑ، ستترہ بارہ، مالیہ، کیشود، منگلی، کتیانہ، بگڈو، نوا گڈھ، بھیسان،

[1] [افسوس کہ یہ ارادہ ضعیفی کی وجہ سے پورا نہ ہوا]

ویساودر، گر، سیل، چوروار، اور منگرول وغیرہ مین پھیلا۔

تقرر اور اصلاحات وغیرہ کلیان رائے جیٹھا بخشی جو پہلے ریاست مین ملازم تھے اور پھر ریاست ایڈر کے دیوان ہوئے تھے۔ تاریخ ۱۵ اپریل کو حضور عدالت کے جج مقرر ہوئے۔

بار کھی جاگیرداروں پر ایک بڑی رقم چڑھ گئی تھی۔ لہٰذا نواب صاحب نے ۲۴۶۸۳ روپئے ۳ آنے ۶ پائی معاف فرمائے۔

اسی سال سے ریاست کا سالانہ انتظامی رپورٹ انگریزی زبان مین چھپنے لگی۔

اگلے نوابون کے مہر شدہ کاغذ بالکل کورے یعنی بغیر تحریر کئے ہوئے لوگون کے پاس سے بہت برآمد ہوئے لہٰذا حضور سے حکم صادر ہوا کہ اس قسم کے کاغذ جن کے پاس ہون وہ دو ماہ کی مدت مین واپس کردین ورنہ سزا ہوگی۔

کل ریاست مین اسٹانڈرڈ ٹائم جاری کیا گیا۔

باٹ اور وزن کے پیمانون پر سرکاری سکہ لگانا قرار پایا۔ تاکہ دغاباز بیوپاری غرباء کو نقصان نہ پہونچا سکین۔

سنہ ۱۹۰۶ء
شاہزادہ محمد بہادر خان صاحب کا انتقال

نواب صاحب کے چھوٹے شاہزادے محمد بہادر خان صاحب نے تاریخ ۲۳ صفر سنہ ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء کی شام کو وفات پائی[۱]۔ اس تعزیت مین دوسرے روز ریاست کے کُل محکمے بندکر دئے گئے اور دوکاندارون نے ہڑتال ڈالی۔

---

[۱] شاعر منشی غلام علی خان کامل نے وفات کی حسب ذیل تاریخ کہی ہے:۔

سنہ تیرہ سو اور چوبیس ہجری مین جو اے کامل	شہِ سورٹھ کے شہزادے نے اس دنیا سے کی رحلت
ندا آئی کہ ہے یہ عیسوی سالِ وفات اُن کا	ہوئے ذیشان۔ بہادر خان مقیم گلشنِ جنت
	۶ ۰ ۹ ۱ ء

راؤ صاحب کچھ کی آمد

تاریخ ۲۶ مئی کو کچھ کے راؤ صاحب جوناگڈھ تشریف لائے اور انہوں نے گر میں ایک شیر کا شکار کیا۔

مرزا عباس علی بیگ کا تقرر بعہدۂ دیوان

راؤ بہادر بیچر داس کے اپنے عہدۂ دیوانی سے ریٹائر ہونے پر مرزا عباس علی بیگ اُن کے قائم مقام مقرر ہوئے مرزا صاحب ۸ جولائی کو جوناگڈھ آئے پیشتر وہ ریاست جنجیرہ کے دیوان رہ چکے ہیں جہاں انہوں نے اپنے زمانۂ حکومت میں ریاست کے کُل شعبہ جات کے انتظام میں بہت ترقی کر دکھائی۔ آپ ضلع تھانہ میں آسسٹنٹ کلکٹر اور مجسٹریٹ اور بمبئی میں بطور پریزیڈنسی مجسٹریٹ اور بمبئی گورنمنٹ کے اورینٹل ٹرانسلیٹر رہ چکے ہیں۔ آپ سومناتھ پٹن کے ہندو اور مسلمانوں کے جھگڑے کے متعلق جو کمیشن مقرر ہوا تھا اس میں بھی کارروائی کر چکے تھے۔

تقررات

محکمۂ تعلیم ۳۱ جولائی کو مسٹر جیمس اسکاٹ ایم۔ اے۔ بیرسٹر ایٹ لا پرنسپل بہاؤالدین کالج کے تفویض ہوا۔ مسٹر محمد امین فقیہ بی۔ اے۔ بیرسٹر ایٹ لا ۲۵ ستمبر کو آسسٹنٹ سیشن جج اور ڈسٹرکٹ جج مقرر ہوئے۔ مسٹر فرامجی رستم جی دیسائی ۳ دسمبر کو ریاست کے محکمۂ جنگلات کے افسر مقرر کئے گئے۔

گورنر صاحب بمبئی کی تشریف آوری

لارڈ لیمنگٹن صاحب گورنر بمبئی تاریخ ۲۳ دسمبر اتوار کے دن شام کو دریائی راستہ سے تشریف لائے اور بلاول کے بندرگاہ میں اسٹیمر ہی میں شب کو قیام کیا اور دوسرے روز بلاول بندر کے کنارے اُترے۔ استقبال کے لئے پیشتر ہی سے گورنر صاحب کے کاٹھیاواڑ کے ایجنٹ۔ پی۔ ایس۔ وی فٹز جیرلڈ صاحب اور دیوان مرزا عباس علی بیگ صاحب کنارے پر حاضر تھے نیز دیگر حکام و عمال ریاست وہاں موجود تھے۔ وہاں سے صاحب موصوف مع اپنے اسٹاف کے جوناگڈھ تشریف لائے اور رسول منزل میں قیام فرمایا۔

دوپہر کو ساڑھے تین بجے نواب صاحب نے صاحب موصوف کی رسول منزل میں ملاقات

کی اور ساڑھے چار بجے گورنر صاحب نے نواب صاحب کی ملاقات بازدید راج محل مین کی۔

اس کے بعد شام کو لال باغ مین گورنر صاحب کے اعزاز مین ایک ایوننگ پارٹی نواب صاحب کی طرف سے قرار پائی تھی۔ اس لئے گورنر صاحب اور نواب صاحب باغ مین تشریف لے گئے۔ جہان شہر کے امراء حکام وعمال وغیرہ حاضر تھے۔ دیوان صاحب نے گورنر صاحب کا امرا اور آفیسرون سے تعارف کرایا۔ باغ مین تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ٹھہرنے کے بعد صاحب موصوف ہاتھی پر سوار ہوکر اسٹیشن دروازہ سے شہر مین داخل ہوئے۔ شہر مین روشنی وغیرہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ بازار کی چہل پہل اور کالو دروازہ سے روشنی کا نظارہ دیکھتے ہوئے رسول منزل واپس تشریف لائے۔

شب کو رسول منزل مین گورنر صاحب کا ڈنر بڑے پیمانہ پر کیا گیا۔ اس وقت نواب صاحب ولی عہد بہادر اور دیوان صاحب وغیرہ وہان حاضر تھے۔ اولاً ہز میجسٹی شہنشاہ انگلستان وہند اور بعد مین گورنر صاحب کی صحت کا جام پینے کے لئے نواب صاحب کی طرف سے دیوان صاحب نے درخواستین پیش کین۔ بعد ازان گورنر صاحب نے نواب صاحب کا جامِ صحت نوش کرتے ہوئے انگریزی مین تقریر فرمائی جسکا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:-

یور ہائنس نے میری صحت کا جام پینے کے لئے جو درخواست کی اس سے مجھے بیحد مسرّت حاصل ہوتی ہے۔ موجودہ روشن خیال حاکم کے اِس دلچسپ اور قدیم پائے تخت شہر کو دوبارہ دیکھ سکنے کے لئے مین اپنے تئین نہایت خوش نصیب سمجھتا ہون۔

گرجنگل کی حفاظت کے لئے مین نے جو ہدایتین کی تھین وہ بارآور ہوئین۔ اَب مین اُمّید کرتا ہون کہ اس کی پوری حفاظت کیجائیگی۔ اور اس کا ایک حصّہ جس مین ہندوستان کے تھوڑے شیر باقی رہگئے ہین اُن کے رہنے کے لئے علٰحدہ مخصوص رکھا جائیگا۔ کیونکہ

اس سے کاشتکارون کو ایک نفع یہ ہوگا کہ اُن کے جانور محفوظ و مصئون رہین گے یور ہائنس نے بندرگاہون کی چنگی کے انتظام کی نسبت جو ارادہ کیا ہے اس سے مجھے خصوصاً بہت بڑی خوشی حاصل ہوئی اور اب مجھے امید ہے کہ خشکی کی چنگی بہت جلد موقوف ہو جائیگی۔

ریلوے لائن کی شاخون کے افتتاح کا سوال یہ سب سے پہلا ہی موقعہ ہے جو میرے سامنے پیش کیا گیا۔ اس کی نسبت مَین اسی قدر کہہ سکتا ہون کہ اگر یہ تجویز عوام کی بہبودی کے لئے ہوئی تو مجھے امید ہے کہ اسمین ریاست کو کسی قسم کی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑیگا۔

آپ کے دیوان نے جو دو ضروری باتون کو نظر انداز کر دیا ہے اُن کی نسبت مین کچھ کہنا چاہتا ہون۔ اوّل یہ کہ آپ نے کاشتکارون کو سرکاری تحصیل کی دو لاکھ کی کثیر رقم معاف کر دی۔ آپ کی اس عملی کریم النفسی پر جو آپ کی ریاست کی مالی حالت کو ایک بڑے پیمانہ پر ظاہر کرتی ہے مین آپ کو مبارکباد دیتا ہون۔ دیگر یہ ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ صاحب نے اپنے پائے تخت شہر مین شراب فروشی کی صرف ایک[1] دوکان رکھکر باقی سب دوکانین بند کرا دین ہین۔ ایسی پیش قدمی کرنے سے دوسرے شہرونمین نشئی اشیاء سے باز رکھنے والی انجمنون کے ریفارمر ضرور آپ کا رشک کرین گے اور اس کام کی طرف آپ نے اقدام کیا اس کے لئے مَین آپ کو خوش نصیب سمجھتا ہون۔ اس سے مجھے امید ہے کہ شراب خوری کی عادت جوناگڈھ مین کم ہو جائیگی۔

مین نے آج یہان جتنے خوشنما مکانات وغیرہ دیکھے اس سے مین بیحد خوش ہوا۔ کالج کی عالیشان عمارت واقعی قابل تعریف ہے۔ اور فی الحال یونیورسیٹی کے امتحانات

---

[1] اس دوکان سے شراب خریدنے کے لئے یہ شرط تھی کہ جسکو دوا وغیرہ کے لئے شراب کی ضرورت ہو تو وہ ریاست سے اجازت لیکر خریدے۔

مین اس کالج کے عمدہ نتائج برآمد ہوے۔ اسکے لئے مین کالج کے پرنسپل اسکاٹ کو مبارک باد دیتا ہون۔

یہان مرض طاعون بخوبی کم ہوگیا ہے اور دیگر امراض متعدی نظر نہین آتے یہ دیکھکر مین بہت خوش ہون۔

یور ہائنس کے ترقی یافتہ انتظام ریاست اور موجودہ موسمی برسات کے سبب سے ملک کی آبادی کے لیئے مین آپ کو مبارک باد دیتا ہون۔

آپ کے امپیریل سروس سواران اور دیگر بیڑون کے سپاہی جن کا مین نے معائنہ کیا ہے قابلِ تعریف ہین۔

شہر کے بازارون مین فوق البھڑک روشنی جب کہ مین ہاتھی پر سوار ہوکر شہر مین سے نکلا اس وقت کا دلخوش کن نظارہ ہمیشہ مجھے یاد رہیگا۔

یور ہائنس اُس خاندان کے وارث ہین جس نے صدیون تک جوناگڈھ مین حکمرانی کی ہے اور مین اُمید کرتا ہون کہ آپ کا خاندان بھی مدت دراز تک حکمرانی کریگا مین یہ جانکر نہایت خوش ہوا ہون کہ نواب زادہ شیر زمان خان کو عمدہ انتظام ریاست کے قواعد واصول برابر سکھائے گئے ہین اور عدل وصداقت کی عمدہ تربیت دیگئی ہے۔

آخر مین یور ہائنس نے میری نسبت جو مہربانی بھرے ہوے الفاظ استعمال کئے نیز میری اور میرے ساتھ والون کی مہذب مہمانداری اور تواضع مین جو برتاؤ کیا ہے اس کے لئے قبل اس کے کہ مین اپنی تقریر ختم کرون مین آپکا شکریہ ادا کرتا ہون۔

اور تمام حاضرین کو آپ کی صحت کا جام پینے کی درخواست کرتا ہون۔

اس تقریر کے اختتام پر گورنر صاحب کی درخواست کے مطابق نواب صاحب کے اعزاز مین آپکی

صحت کا جام پیا گیا۔

کھانیکے بعد رسول منزل کی پشت پر جو میدان واقع ہے اُس مین رنگ برنگ کی جوناگڈھ کی مشہور آتش بازی چھوڑی گئی تھی جس سے گورنر صاحب بہت خوش ہوے۔

تاریخ ۲۵ کو گورنر صاحب کوہ گرنار پر تشریف لے گئے۔

تاریخ ۲۶ کو گورنر صاحب کوہ داتار پر گئے اور حضرت جمیل شاہ داتار رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور غار کا بخوبی معائنہ کیا۔ بعدازان دوپہر کو صاحب موصوف رسول خانجی واٹر ورکس کے ایک حصّہ کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے گرنار پہاڑ کے دامن مین بھوناتھ تالاب پر تشریف لے گئے۔ تالاب کے کنارے پر ایک بڑا شامیانہ استادہ کیا گیا تھا۔ وہان نواب صاحب کی طرف سے دیوان مرزا عباس علی بیگ نے انگریزی مین ایک تقریر کی۔ اس مین سنگ بنیاد رکھنے کی درخواست کی گئی۔ اسکے بعد گورنر صاحب نے سنگ بنیاد رکھا اور پھر ایک تقریر کی۔

۲۷ ڈسمبر کی صبح مین گورنر صاحب نے رسول خانجی ہاسپٹل کا معائنہ کیا اور ½ ۹ بجے اسپیشل ٹرین سے روانہ ہوکر چوروارڈ اسٹیشن پر اُترکر موضع جالندرہ چیتے کے شکار کیلئے تشریف لےگئے۔ اور رات کو اسپیشل ٹرین سے بلاول اور وہانسے صبح کو جہاز مین بیٹھکر دریائی راستے سے محال سیل کو تشریف لے گئے۔ وہانسے شکار کیلئے موضع آجنگ کو روانہ ہوے جہان شکار کا پورا انتظام ولیعہد صاحب محمد شیر زمان خان کیطرف سے کیا گیا تھا۔ وہانسے ۳۱ ڈسمبر کی شام کو گورنر صاحب بحری راستے سے ریاست پوربندر کو روانہ ہوگئے۔

سابق نائب دیوان پرشوتم رائے جھالا کا مقدمہ

ناگرون مین دو فریق بخشی اور جھالا آپسمین ایک دوسرے سے دشمنی رکھتے تھے اس لئے حضور سکریٹری بخشی چھوٹالال نے پرشوتم رائے جھالا کی نسبت حضور مین شکایتین پیش کین اور اسکے کئی کام جو ریاست کے خلاف تھے وہ ظاہر کئے مگر جھالانے ریاست کی ایک بڑی رقم جو غبن کی تھی اُس کی تحقیق کے لئے نواب صاحب نے ایک کمیشن مقرر کیا

اس کمیشن مین جے۔ جے۔ گزدر ایم۔ اے۔ بیرسٹرایٹ لا اور چیف جج صدر عدالت ڈوسابھائی خرشیدجی گاندھی مقرر کیئے گئے۔ ملزم کو مدافعت کے لئے کمیشن کے سامنے ہر قسم کا موقعہ و سہولت دی گئی۔ مگر اُس نے صرف ایک تحریری بیان تک اپنی مدافعت محدود رکھی۔ کمیشن نے گیارہ اجلاس کئے اور تاریخ ۱۹ ر اکٹوبر سنہ ۱۹۰۶ء کو رپورٹ حضور مین پیش کی۔ جسمین ملزم پر ایک لاکھ ترپن ہزار روپیہ کی خیانت کا جرم ثابت پایا۔ ریاست کے قوانین کی رو سے حضور فرمان تاریخ ۲۱ ر اکٹوبر کے مطابق مجرم کی اسی قیمت کی جائداد ضبط کی گئی اور پچیس ہزار روپیہ جرمانہ کیا گیا۔

نواب صاحب کا منگرول کے شیخ سے فیاضانہ سلوک

منگرول پر جوناگڈھ کی ایک بڑی رقم چڑھ گئی تھی جسکی تعداد ایک لاکھ اکہتر ہزار سات سو سڑسٹھ روپیہ تھی اس کا فیصلہ اسی سال دیوان صاحب اور شیخ صاحب کے درمیان طے ہوا۔ مگر حضور نواب صاحب نے شیخ منگرول کے ساتھ نہایت فیاضانہ سلوک یہ کیا کہ مذکورۂ صدر رقم کثیر مین سے ایک لاکھ چھ ہزار چوپن روپیہ معاف کر دیا اور شیخ صاحب نے باقیماندہ رقم حسب وعدہ دس ششماہی قسطون سے ادا کرنے کا اقرار کیا۔

نواب صاحب کا محصولات زمین معاف کرنا

اِسی دریادلی اور فیاضی سے جو حضور نواب صاحب کے زمانۂ انتظام ریاست کی ایک نمایان خصوصیت ہے کہ حضور نے کاشتکارون سے تحصیل کے بابت ۵۲۳۵۰ روپیہ معاف فرمائے اور ۱۵۰۰۶۹ روپیہ ملتوی رکھے۔

سنہ ۱۹۰۷ء

نواب صاحب کا جامنگر تشریف لیجانا

فرمانروائے حال جام صاحب رنجیت سنگھ کے اصرار پر ۱۱ ر مارچ سنہ ۱۹۰۷ء کو نواب صاحب نے رونق افزائے جامنگر ہوکر اُن کی رسم مسند نشینی مین شرکت فرمائی۔

نواب صاحب کا دورہ

مارچ اپریل اور مئی مین نواب صاحب نے جوناگڈھ۔ بنتھلی۔ کیشود اور بلاول محالات کا دورہ فرماکر ۲۰ ر مئی کو پائے تخت کی طرف مراجعت فرمائی۔ اثنائے دورہ مین نواب صاحب

نے اپنی رعایا کے حالات بذات خود ملاحظہ فرمائے۔

نواب صاحب کی سلامی کی توپون مین اضافہ۔

بتقریب جشن سالگرہ ہزمیجسٹی شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم (جو ۲۸ جون کو واقع ہوئی) نواب صاحب کی سلامی کی توپون مین چار توپون کا اضافہ کیا گیا یعنی بجائے گیارہ ۱۱ کے پندرہ ۱۵ ہوئین۔ خاص سالگرہ کے دن نواب صاحب نے پولیٹکل ایجنٹ صاحب کو لال باغ مین ایک گارڈن پارٹی اور رسول منزل مین ایک ڈنر پارٹی مین مدعو فرمایا۔ اس جشن کی خوشی مین نواب صاحب نے غربا مین خیرات تقسیم فرمائی۔

شاہزادہ صاحب محمد شیر زمان خان کا بمبئی تشریف لیجانا۔

جولائی مین لارڈ لیمنگٹن صاحب گورنر بمبئی کی بمبئی سے روانگی کے موقع پر اُنہین وداع کرنے کے لئے نواب صاحب کی طرف سے شاہزادہ صاحب محمد شیر زمان خان نیابتہً روانہ کئے گئے۔

تعلقہ منگرول کا انتظام ریاست کے زیر نگرانی۔

۲۱ ستمبر کو منگرول کے شیخ حسین میان ولد بدرالدین میان صاحب لاولد انتقال کر گئے۔ چونکہ نواب صاحب کو مرحوم کی بیوی کے حاملہ ہونے کی خبر پہنچائی گئی تھی۔ اس وجہ سے نتیجہ معلوم کر کے وارث مقرر کرنے تک منگرول کا انتظام زیر نگرانی ریاست رکھا گیا اور محکمہ زراعت کے ڈائرکٹر مسٹر اردیشر جمشید جی کامدین منگرول تعلقہ کے مینجر مقرر کئے گئے۔ جس وقت مینجر صاحب مذکور نے اپنی آفیس کا چارج لیا اُس وقت خزانۂ منگرول مین دس ۱۰ روپیہ تھے۔ لہٰذا ہز ہائنس نواب صاحب نے مرحوم شیخ کی تجہیز و تکفین اور ایڈمنسٹریشن کی فوری ضروریات کے لئے ۲۵۰۰۰ ہزار روپیہ عنایت فرمائے۔

نواب صاحب کا مانادر تشریف لیجانا

۲۵ نومبر کو ہز ہائنس نواب صاحب مانادر تشریف لے گئے اور فتح الدین خان صاحب چیف آف مانادر کی رسم مسند نشینی مین شریک ہوئے۔

ایجنٹ ٹو دی گورنر کی تشریف آوری

۲۷ نومبر کو فٹز جیرلڈ صاحب ایجنٹ ٹو دی گورنر وارد جوناگڈھ ہوئے اور بہمراہی

دیوان صاحب کُتیانہ تک تشریف لے گئے۔ اثنائے راہ مین انہون نے شاہ پور سے نکلنے والی ایک مفید ریلوے لائن کے متعلق نہایت باریکی سے تحقیقات کی۔ اسی طرح بھادر ندی پر ایک ریلوے پُل کی تعمیر کے اخراجات کا تخمینہ کرنے کی غرض سے ندی مذکور کی گھرائی کا بھی اندازہ لگایا۔

۱۹۰۸ء
نئے ڈوکڑدن کا رائج ہونا

ریاست کا تانبے کا پُرانا سکّہ جو ڈوکڑا کہا جاتا ہے اس کی قیمت مین کمی بیشی ہوتی رہتی تھی اور وہ ڈوکڑا وزنی بھی بہت تھا۔ اسلئے نئے ڈوکڑے جو فی الحال رائج ہین وہ تاریخ یکم ماہ جنوری ۱۹۰۸ء سے بنائے گئے اور ان کا نرخ ۴۸ ڈوکڑے فی کوری یا ۳۰ مقرر کیا گیا۔ پُرانے ڈوکڑے یکم مارچ ۱۹۰۸ء سے موقوف ہوئے۔

سر رسول خان ملیس کمپنی لمیٹیڈ کا قائم ہونا اور اُس کا سنگِ بُنیاد رکھا جانا۔

بمبئی اور جوناگڈھ وغیرہ کے چند بیوپاریون نے چاہا کہ بلاول مین ایک بُننے اور کاتنے کی مِیل بنا دی جائے اور اُس کے اخراجات کا اندازہ تخمیناً دس لاکھ روپیہ کیا گیا اور عوام کے لیئے مِیل کے شیر نکالے گئے۔ نواب صاحب نے بھی بہت اچھی مدد دی اور دو لاکھ روپیہ کے شیر خریدے۔ اس کارخانہ کا نام حضور نواب صاحب کے نام پر "سر رسول خان میلس" رکھا گیا اور اس کا بنیادی پتھر حضور ممدوح نے تاریخ ۱۱ مارچ کو بلاول مین اسٹیشن کے سامنے رکھا چونکہ وہ جگہ میل کے لیے پسند کی گئی تھی مگر افسوس کی بات ہے کہ بمبئی کے ایجنٹ کی بے پرواہی سے یہ کام پایۂ تکمیل کو نہ پہونچا۔

منگرول کے سردار شیخ جہانگیر میان کی مسند نشینی۔

جب تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ مرحوم شیخ حسین میان کی بیگم کو حمل نہین ہے تو حسب الحکم حضور نواب صاحب دیوان ریاست نے شیخ جہانگیر میان کو مسند نشین منگرول کیا اور انہین جوناگڈھ کے ماتحت رکھتے ہوئے کاٹھیاواڑ کے دوسرے درجے کے رُوسا کے اختیارات دیئے۔ منگرول تعلقہ کا انتظام نو مہینے تک رہا۔ اس اثناء مین تعلقہ کی آمدنی قابل اطمینان حالت پر رہی۔ رسم مسند نشینی دوشنبہ ۲۹ جون کو صبح دس بجے منگرول مین ادا کی گئی۔ جب دیوان صاحب کی گاڑی

دربار ہال کے قریب آئی تو شیخ جہانگیر میاں اور مینجر اردیشر نے اُن کا استقبال کیا۔ اُن کی گاڑی کے ہمراہ امپیریل لانسرس کے بارہ سواروں کا اسکارٹ تھا۔ جب دیوان صاحب گاڑی سے اُترے اُس وقت منگرول کی پولس اور جوناگڈھ کی فوج نے سلامی دی۔ بینڈ کی بھی سلامی ہوئی۔ دیوان صاحب کے ساتھ حسب ذیل امراء اور آفیسر تھے (۱) حضور سکریٹری چھوٹا لال بخشی (۲) سلطان محمد خان بابی (۳) ابا سالم بن محمد صالح ہندی (۴) امپیریل لانسرس کے کمانڈنگ آفیسر اعظم میاں (۵) شیخ عمر بھائی محمد بھائی (۶) خاص پارٹی کے کمانڈنٹ حیدر خان (۷) چشتی مقبول میاں فیض الدین میاں (۸) نائب ہاشم بھائی (۹) باڈی گارڈ کے کمانڈنگ حسن بن مصری۔ دربار میں ڈایس پر اپنی جگہ پر بیٹھنے کے بعد دیوان صاحب نے انگریزی میں تقریر فرمائی جسکا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:۔

شیخ جہانگیر میاں! میں نیابتہً جوناگڈھ کے نواب صاحب خداوند عالیجاہ سر رسول خانجی کیطرف سے حسب معاہدہ ۱۸۷۹ء آپکو وہی اختیارات دیتا ہوں جو آپکے مرحوم بھائی شیخ حسین میاں کو اُسوقت کے نواب صاحب کیطرف سے عطا ہوئے تھے شہر منگرول اور اُسکے ۲۲ سوانگ (بلا شرکت غیرے) دیہات میں آپ کی کارگذاری حضور نواب صاحب کے ماتحت ہوگی۔ اور کامل اختیارات کاٹھیاواڑ کے دوسرے درجے کے رؤساء کی طرح ہونگے مگر اُن ۲۱ دیہات میں جو ۱۸۸۶ء میں منگرول کو دئے گئے ہیں آپ کے اختیارات صرف ریونیو محصولات تک ہی محدود رہیں گے۔ باقی تمام سول اور کریمنل حکومت حسب دستور و سابق حضور نواب صاحب کی رہیگی۔

حسب فرمان ہز ہائنس نواب صاحب آپ کی رسم مسند نشینی میرے ہاتھوں سے ادا ہوتی ہے اس سے مجھکو کمال مسرت ہے۔ آپ منگرول کے آٹھویں شیخ اور اُس ممتاز سیاست دان سپہ سالار شیخ میاں کی پانچویں پشت میں ہیں۔ جنکی پولٹیکل فہم و فراست اُن ایام فتنہ و فساد میں جنکے بعد ہندوستان کے اس حصہ میں برٹش حکومت کا پاؤں جما۔ خاص طور پر کاٹھیاواڑ کے

اس خطّے مین مشہور و معروف تھی۔

شیوخ منگرول کی قسمتین اُن کے اعلیٰ حاکم یعنی خاندان بابی کے نوّابانِ سورٹھ کے ساتھ چھ نسلون سے وابستہ رہین۔ اور ۱۷۸۱ء مین آپ کے خاندان کا بانی معرکۂ پانچ پیپلہ مین جوناگڈھ کے نواب حامد خان صاحب کے جھنڈے کے نیچے لڑے۔ جہان اڑوس پڑوس کی ریاستونکی مجتمع فوجین شکست کھا کے منتشر ہوگئین تھین۔

آپ کے لئے یہ ایک قابل یادگار اور نہایت دلچسپ موقعہ ہونا چاہئے جب کہ آپ اپنی اس کارکردگی سے دوچار ہونگے جو بڑے بڑے امکانات سے بھری ہوئی ہے۔

آپ حکومت کے کام کے لئے خاص طور پر تیار کئے گئے ہین۔ آپ کا ریکارڈ راجکمار کالج مین ایسا امید افزا رہا کہ برٹش گورنمنٹ نے آپ کو علاقہ کا پہلا مسلمان اسسٹنٹ جیوڈیشل سول سرونٹ منتخب کیا۔ اُس زمانہ مین جبکہ آپ آزمائشی طور پر کام سیکھ رہے تھے آپ نے ریونیو۔ لا۔ اور اکاؤنٹ کے محکمے کا امتحان بھی پاس کیا۔ جس سے آپ نے گویا ان اصول اور قوانین کا علم حاصل کیا جنکے مطابق مملکت برطانیہ مین سلطنتی و عدالتی امور کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اور بیشک انگریز افسرون کی صحبت نے آپ کے افق عقلی کو اور بھی وسعت دیدی ہے۔ کاٹھیاواڑ مین برٹش اصول حکومت کے طور پر چند ہی سردارون نے ایسی تربیت کا فائدہ حاصل کیا ہوگا اور اب آپ اپنی علمیت کا نہایت عمدہ طور پر استعمال کرسکین گے۔

فی الحال منگرول تعلقے کو ایک قابل حکمران کی ضرورت ہے اور مجھے خوف ہے کہ شاید حالات حاضرہ مین اسے موجودہ پریشانی و تشویش سے محفوظ رکھنے کیلئے آپکو اپنی پوری قوت و طاقت صرف کرنی پڑے گی۔

گذشتہ ۲۳ ستمبر کو جب ہز ہائنس نواب صاحب نے یہ تعلقہ ایک نہایت تجربہ کار ریونیو افسر

مسٹر اردیشر جمشید جی کے قبضۂ تصرف میں دیا جو مملکت برطانیہ میں چند سال ڈپٹی کلکٹر کی خدمات بھی انجام دے چکے ہیں تو اُن کو معلوم ہوا کہ خزانہ بالکل خالی ہے، اکثر دیہات رہن رکھے ہوئے ہیں۔ اور تعلقہ کی مجموعی قرضداری و زیرباری نہایت ہی زیادہ ہے۔ اِن مالی مشکلات کی وجہ سے بعض ایجوکیشنل۔ پبلک ورکس۔ میڈیکل اور پولس ڈپارٹمنٹ کی ترقیاں بالکل مسدود ہو رہی ہیں جنکی طرف آپ کی فوری توجہ مبذول ہونی ضروری ہے آپ کو یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ آپ کے آفیشیل خصوصاً ریونیو اور جوڈیشیل محکمے کے قابلیت اور دیانت داری کی ناموری حاصل کریں۔ کارباری پسند کرنے میں آپ کو بہت ہی حزم و احتیاط کرنا چاہیئے۔

گو ریاست کا انتظام صرف نو ماہ تک رہا۔ مگر اس قلیل عرصہ میں آپ کی زیرباری ان پچیس ہزار روپیہ کے علاوہ جو ہز ہائنس نواب صاحب نے ایڈمنسٹریشن کی فوری ضروریات کیلئے مرحمت فرمائے تھے گھٹکر تقریباً ۵۰۰۰ ۷ روپیہ کم ہوگئے اور آج آپ اپنے خزانے میں ۳۱۰۰۰ روپے سے زائد نقد پائینگے۔ آفیشیل تنخواہوں کی رقم تخمیناً ۲۰۰ ۵ روپیہ جو چھ ماہ سے ۲½ سال تک واجب الادا تھی۔ وہ ادا کردی گئی۔ منگرول میں پبلک ورکس اور میونسپل کا محکمہ از سرِ نو ترتیب دیا گیا۔ آب رسانی کے ذرائع کی اصلاح و ترمیم کی گئی۔ ایک نیا اسکول کھولا گیا۔ تعلقے کی تمام تعلیمی درس گاہوں میں مطلوبہ فرنیچر اور دواخانوں میں ضروری ادویّہ بہم پہونچائی گئیں۔ درختوں کی کاشت وسیع پیمانہ پر کی گئی۔ اور تخم ریزی کرکے درختوں کو اُگانے کی تجویز کی گئی ہے۔ منگرول کا فرضہ (بندرگاہ) مرمت کیا گیا۔ اور اکثر عام مکانات اور بڑی بڑی سڑکیں زیرِ مرمت ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ نہایت اصلاح و درستگی کے ساتھ ایسی پالیسی کو ترقی دینے کی کوشش کرینگے۔ جس سے قلیل عرصہ میں حوصلہ افزا نتائج ظہور پذیر ہونگے

تعلقے مین بڑے قدرتی فوائد موجود ہین۔ ایک نہایت شاندار بندرگاہ اور آٹھ میل لمبا
ساحل ہے۔ کاٹھیاواڑ کی سب سے بڑی ندی بھادر کا کیچڑ بھرا سیلاب کوسون تک پھیلتا اور
اسکی زمین کو سرسبز اور زرخیز بناتا چلا گیا ہے۔ منگرول جو ایک نہایت خوش منظر قصبہ ہے
اور جسکی آبادی ۱۲ سے ۱۵ ہزار تک ہے اپنے سرسبز باغات و شاداب مزارع کی وجہ سے مشہور ہے
نہر سارن جو نولی چشمے سے نکلی ہے۔ کبھی قحط کے دنون مین بھی پایاب دیکھی نہین گئی۔ اور اسکی
اور بھی قابل اعتبار اور مفید اصلاح و درستگی ہو سکتی ہے۔ منگرول تعلقے کی آمدنی مینجری کے زمانے
مین باوجودیکہ آخر موسم مین بارش کم تھی پھر بھی ۲۳۰۰۰۰ روپئے سے زیادہ ہوئی۔

آپ کے اگلے عادات واطوار سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کفایت شعاری سے تعلقہ منگرول
کا انتظام کرینگے۔ جس سے ہز ہائنس کو امید واثق ہے کہ تعلقہ کی آمدنی تھوڑی مدت مین اچھے
پایہ پر پہنچ جائیگی۔ اور رعایا کی خوشدلی اور فارغ البالی کا خیال ہمیشہ آپ کا سب سے اہم فرض ہیگا۔

آپ اپنے سرکار عالی عالیجاہ نواب صاحب کی خدمت مین بہت جلد بذات خود اطاعت
قبول کرنے کے لئے حاضر ہونگے اُن کی طرف سے مین دعا کرتا ہون کہ خدای تعالےٰ کی توفیق
سے آپ کی زندگی کامیاب ہو۔

مذکورۂ بالا تقریر کے بعد دیوان صاحب نے اپنی نشست سے ایک قدم اُتر کر شیخ جہانگیر میان کا
ہاتھ پکڑکر اپنے پاس خالی رکھی ہوئی نُقرئی کرسی پر بٹھایا۔ اسکے بعد فوراً ہی منگرول کے مینجر اردیشر
جمشید جی نے تعلقہ کی مُہر اور خزانہ کی کنجیان شیخ جہانگیر میان کے سپرد کین۔ اس کے بعد شیخ جہانگیر
میان نے انگریزی مین تقریر کی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

مسٹر مرزا عباس علی بیگ اور دیگر حضرات! میری زندگی کے قابل یادگار و مسرت خیز موقع
پر آپ کا اپنے صدر مقام مین خیر مقدم کرتے ہوئے مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔

مسٹر بیگ! یہ امر میری ذات کے لئے باعث فخر و انبساط ہے کہ میرے حکمران ہز ہائینس نواب صاحب نے میری مسند نشینی کے واسطے آپ کو بھیجا ہے۔ کیونکہ آپ میرے خاص دوست اور ہم مذہب ہین۔ آپنے اپنی تقریر مین میرے زمانۂ راجکمار کالج کے متعلق جو اشارات کئے ہین اُن سے میرے دماغ مین اُس مسرت خیز ایام کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جو مین نے مسٹر چسٹر میکناٹن پرنسپل کالج کی مشفقانہ نگرانی مین گذارے تھے اور مین اُن الفاظ کے لئے آپ کا ممنون ہون جو آپ نے میری ترقی کی نسبت ارشاد فرمائے۔

مین اس موقعہ کو فروگذاشت نہ کرتے ہوے گورنمنٹ کی اُس عنایت کا ذکر کرنا چاہتا ہون جو مجھکو اسپیشل چیوٹری سول سروس مین نامزد کر کے فرمائی جہان مین نے احمد آباد کے اسوقت کے کلکٹر آنریبل مسٹر ریچی کی قابلانہ رہنمائی مین جن کا مین بہت ممنون ہون انتظامی معاملات کا بہت تجربہ حاصل کیا۔

جیسا کہ آپ نے فرمایا تعلقہ کی مالی حالت قابل اطمینان نہین ہے مگر مجھے اُمید ہے کہ مین اس مین زائد خرچ نہ ہونے کی بابت اپنی ذاتی نگرانی اور محنت سے ترقی دے سکون گا۔ تعلقہ کے قرضے زیادہ تر ۱۹۰۰ء کے قحط کی وجہ سے اور اُسکے بعد کے علی التواتر خراب فصلون کے سبب سے ہین۔ یہ اور اُسی قسم کے دوسرے قرضون کی تحقیقات ہوگی اور مین تمام واجب اور منصفانہ قرضونکی ادائیگی کی کوشش کرونگا۔

امور عامہ وغیرہ کے متعلق آپ نے جو اشارات کئے ہین مین اُن پر بہترین توجہ کرنا اپنا فرض خیال کرونگا۔ مین تعلقہ کے انتظام کی گران بار ذمہ داری کا کامل احساس رکھتا ہون اور خدا سے اُمید رکھتا ہون کہ مین اُن سے عہدہ برا ہو سکونگا۔ جن لوگون کی حفاظت میرے ذمّہ قرار پائی ہے اُن کے مفاد کی ترقی کے لئے مین ہمیشہ کوشان رہونگا۔

آپ براہ مہربانی ہز ہائینس نواب صاحب کو میرا ہدیۂ تشکر پہنچا دیجئے۔ کہ وہ میرے

شاہزادہ صاحب محمد شیر زمان خان

تعلقہ کے متعلق اتنا زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ نیز اُن کی ذات مبارک اور ریاست کے ساتھ میرے جو وفادارانہ جذبات ہیں اُن کو بھی حضور نواب صاحب کی خدمت میں پہونچا دیجئے۔

آخر میں مسٹر بیگ اور دیگر حضرات! میں مکرر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس موقعہ پر آپ نے اپنی ذات پر بہت تکلیف اُٹھا کر یہاں تشریف لانے کی زحمت گوارا فرمائی۔

اسکے بعد دیوان صاحب نے اور جوناگڈھ کے ممتاز حکام اور امراء نے یکے بعد دیگرے شیخ جہانگیر میاں کو مبارک بادی۔ پھر مختلف ریاستوں جامنگر۔ بھاؤنگر۔ لیمڑی۔ لوناواڑہ۔ اور بانسدہ کے نمایندوں نے مبارکبادی۔ اس کارروائی کے بعد دیوان صاحب نے شیخ جہانگیر میاں کو ہار پہنا کر عطر لگایا۔ اور پان دیا۔ اور شیخ جہانگیر میاں نے بھی دیوان صاحب کو ہار پہنا کر عطر لگایا۔ اور پان دیا دیگر تمام حاضرین کو منگرول کے کارپردازوں نے ہار پھول اور پان دئے۔ اس طرح یہ رسم ادا ہوئی۔

رسولخانجی ہاسپٹل کے واسطے جدید عمارت

بہادر خانجی ہائی اسکول کے پاس رسول خانجی ہاسپٹل کی موجودہ عمارت ضروریات حاضرہ کے لئے غیر موزون اور حفظان صحت کے لحاظ سے نامناسب جگہ پر واقع تھی اس لئے نواب صاحب نے حکم دیا کہ شہر کے باہر کالج کے ہوسٹل سے کچھ فاصلہ پر ایک اچھی اور پُرفضا جگہ پر نئی عمارت بنائی جائے جو ضروریات حاضرہ کے مطابق ہو۔ اسکا ڈیزائن بمبئی کے مشہور ماہر تعمیرات ای۔ ڈبلیو۔ فرچلے نے بنایا تھا۔

شاہزادہ صاحب محمد مہابت خان کے اتالیق کا تقرر

یکم اگسٹ کو مسٹر ایم۔ اے۔ ٹرکھر سابق وائس پرنسپل راجکمار کالج شاہزادہ صاحب محمد مہابت خان کے اتالیق مقرر کئے گئے۔ ساتھ ہی وہ ڈائرکٹر تعلیمات کا بھی کام کرتے تھے۔

شاہزادہ ولی عہد صاحب کی وفات

۱۵ر اگسٹ مطابق ۱۷ر رجب سنہ ۱۳۴۶ھ بروز شنبہ شب کو آٹھ بجے شاہزادہ ولی عہد محمد شیر زمان خان صاحب نے قلیل مدت بیمار رہنے کے بعد ستائیس [۲۷] برس

کی عمر مین وفات پائی۔ اِن کی صحت کچھ عرصہ سے باعث فکر و تردّد تھی اور جو علامات مرض کے معمولی حالت مین ظاہر ہوتے تھے یکایک انہون نے خطرناک شکل اختیار کرلی۔ ایسے لائق شاہزادہ کی وفات سے نواب صاحب، حکام، امراء اور تمام لوگون کو بہت صدمہ ہوا۔ ان کو مہابت مقبرہ مین دفن کیا گیا۔ تین دن تک سرکاری دفاتر و مدارس بند رکھے گئے۔ یکم ڈسمبر ۱۹۰۸ء کو شاہزادۂ مرحوم کا سوگ ختم ہوا۔ اور سوگ اُتارنے کی رسم وزیر صاحب کی طرف سے ادا کی گئی۔

تقررات بتاریخ ۲۳ ستمبر سے مسٹر جان کینی ڈائرکٹر زراعت و کنزرویٹر جنگلات۔ اور تاریخ ۵ رنومبر سے حضور سکریٹری چھوٹالال بخشی حضور اسسٹنٹ مقرر کئے گئے۔

لارڈ کچنر صاحب کمانڈر این چیف کا ورود ہندوستان کی فوج کے کمانڈر این چیف لارڈ کچنر صاحب ۱۲ رنومبر کو بلاول تشریف لائے۔ ساحل پر اُترتے ہی ایجنٹ گورنر صاحب اور دیوان صاحب کی ہمراہی مین پٹن کو سومنات کا مندر دیکھنے گئے۔ دوسرے روز ہز ایکسیلینسی بلاول سے ایک اسپیشل ٹرین مین جوناگڈھ تشریف لائے جہان اُن کا استقبال نواب صاحب، پولٹیکل ایجنٹ صاحب، اور دیگر برٹش اور ریاست کے اعلیٰ حکام نے کیا۔ ۱۴ رنومبر کو ظفر میدان[۱] کے پیریڈ گراؤنڈ پر ہز ایکسیلینسی نے امپیریل سروس لانسرس کا معائنہ فرمایا۔ اُسی روز دوپہر سے قبل نواب صاحب نے اُن کی پرائیویٹ ملاقات کی۔ نصف گھنٹہ بعد ہز ایکسیلینسی نواب صاحب سے بازدید کی ملاقات کے لئے راج محل تشریف لے گئے۔ شام کو لارڈ کچنر صاحب نواب صاحب کے ساتھ سردار باغ مین تشریف لے گئے۔ جہان گِر کے شیرون کا معائنہ فرمایا۔ اور وہان سے وہ قدیم اوپرکوٹ دیکھنے تشریف لے گئے۔ اسی روز رات کو ڈنر دیا گیا جس مین ہز ایکسیلینسی نے

[۱] اس مقام کا اصل نام دہرم آدیڑا ہے اور وہان اب پولو اور کرکٹ کے میدان ہین شاہزادہ محمد شیرزمان خان صاحب جس وقت لانسرس کے کمانڈر این چیف تھے اُس وقت اس میدان کا نام ظفر میدان رکھا گیا۔

حسب ذیل تقریر جام صحت کے وقت نواب صاحب کو مخاطب کرکے انگریزی مین فرمائی۔

(ترجمہ) مجھے آپ کے دلچسپ اور خوشنما دارالحکومت کی سیر سے جسکے گردوپیش نہایت خوبصورت مناظر ہین، بہت زیادہ مسرت ہوئی ہے، اور میرے دوران قیام مین آپ نے جیسی فیاضانہ مہمان نوازی کی ہے اسکی مین بہت قدر کرتا ہون، اگرچہ مین پہلا کمانڈر این چیف ہون جس نے جوناگڈھ کی سیر کی مگر مجھے امید ہے کہ مین آخری نہین ہونگا۔ اور مجھے یقین ہے کہ میرے بعد دوسرے بھی یہان کی سیر کا اشتیاق ظاہر کرینگے۔ جب کہ انہین معلوم ہوگا کہ مجھے اس سیر سے بیحد مسرّت ہوئی ہے۔

مین حضور والا کو حضور کے امپیریل سرویس اسکواڈرن کی حالت پر مبارکباد پیش کرتا ہون جو مدافعت سلطنت کے لئے اپنا حصّہ اس سے قبل ہی پیش کرچکی ہے جب کہ حضور والا نے فوجیون اور رسالہ دارون کے دستے جنوبی افریقہ کی جنگ مین مدد دینے کو ارسال کئے تھے۔ حضور والا نے حال مین ہی مدافعت سلطنت کے لئے فوج کے قیام کی تجویز پیش کرکے اپنی وفاداری کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اور اپنے اسکواڈرن کی خدمات مہمند کی مہم کے لئے پیش کرکے اپنے جذبات وفاداری کا اظہار کیا ہے۔ مگر جیسا کہ حضور والا نے خود ارشاد فرمایا ہے وہ مہم اسقدر جلد ختم ہوگئی کہ گورنمنٹ کے لئے اُن خدمات کے قبول کرنے کا موقع باقی نہ رہا۔

مین جوناگڈھ لانسرس کے تمام چھوٹے بڑے عہدہ دارون کے جذبات رنج وغم مین دلی ہمدردی رکھتا ہون جو ان کو شاہزادہ شیر زمان خان کی وفات سے ہوا ہے جو نہ صرف کمانڈر انچیف تھے بلکہ اسکواڈرن کے تمام عہدہ دارون کے محسن اور دوست تھے۔

بندرگاہ بلاول کی خوبی و مرکزیت

جہاز نارڈنبریا جو کارڈف سے کاٹھیاواڑ کے ساحل پر آنے والے جہازون مین سب سے پہلا کوئلہ کا جہاز ہے جس نے بلاول مین ماہ نومبر مین لنگر ڈالا اور بارہ دن کے اندر چھ ہزار ٹن کوئلہ اتارا۔ جہاز کا ماسٹر کہتا ہے:۔

بلاول کا بندرگاہ بڑے بڑے بحری جہاز کے لئے بھی جائے پناہ ہو سکتا ہے مین نے اپنا جہاز اُترنے کی جگہ سے ساڑھے پانچ کیبل پر کھڑا کیا جو ساحل سے نصف میل کے اندر تھا۔ اس مقام پر جہاز ۴۲ فیٹ پانی مین تھا اور نہایت محفوظ حالت مین چلا اور مال بارہ دن مین حوالہ کر دیا گیا۔ اور کام صرف دن کی روشنی مین ہوتا تھا۔ یہ قابل اطمینان نتیجہ ہے۔ اگر رات مین بھی کام جاری رہے تو بہت آسانی سے ایک ہزار ٹن روزانہ تک مال اُتر سکتا ہے۔ مین یہ بھی رائے ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ کاٹھیاواڑ کے دیگر بندرگاہون کے مقابلہ مین بلاول سب سے زیادہ نہر سوئز اور بحر احمر ہوتے ہوئے یورپ و مشرق کے درمیان سفر کرنے والے جہازون کی راہ مین پڑتا ہے۔ اس لئے اس بندرگاہ سے نہایت صحیح اصول اور ترقی پذیر حالت مین برآمد مال کی تجارت قائم ہو سکتی ہے اور جہازون کے ٹھہرانے کا انتظام سہولت سے ہو سکتا ہے۔ مثلاً جو اسٹیمر بمبئی مین تھوڑا مال لین وہ بلاول مین اپنا وزن پورا کر سکتے ہین۔ اس لحاظ سے اپنی مرکزیت کی وجہ سے بلاول سب پر فوقیت رکھتا ہے۔ اور اگر ضروری سہولتین بہم پہنچائی جائین تو یورپ کی تجارت سے مستفید ہو سکتا ہے۔

ریونیو کانفرنس

اسی سال دیوان صاحب کی زیر صدارت ایک ریونیو کانفرنس ہوئی جسمین ریاست کے وہیوٹدار وغیرہ شامل ہوے۔ اس کانفرنس مین کاشتکارون کی بہتری کی اسکیم اور زراعت کی ترقی کے متعلق غور کیا گیا۔

بلاول کا سمر پیلیس

سمر پیلیس کے نام سے ایک نہایت خوبصورت و وسیع عمارت جو ہر طرح نواب صاحب کے ذاتی استعمال کے مناسب ہے بلاول شہر کے باہر ساحل پر تعمیر کی گئی۔

۱۹۰۹ء نواب صاحب کو جی۔سی۔ایس۔آئی کا خطاب۔

سنہ ۱۹۰۹ء میں سالِ نو کے موقع پر نواب صاحب کو "گرانڈ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا" (جی۔سی۔ایس۔آئی۔) کا خطاب ملا۔ ہز ہائنس نواب صاحب کی سلامی کی توپوں کی تعداد پندرہ مقرر ہونے کے صرف اٹھارہ ماہ بعد ہی ایسے اعلیٰ اعزاز ملنے سے تمام رعایا کو بڑی مسرت ہوئی۔

نائب وزیر کا تقرر

۲۷ فروری کو نواب صاحب کے خسر شجاعت شعار و اعتماد آثار محمد خان فرید خان صاحب کو حضور فرمان کے مطابق نائب وزیر مقرر کیا گیا۔ اور انکی توشہ خانہ کی خالی شدہ جگہ پر اُن کے فرزند عبداللہ خان کو مقرر کیا گیا۔

نواب صاحب کا دورہ

اپریل میں نواب صاحب نے بلاول پٹن، ستره پاڑہ۔ اور اونہ محالات کا دورہ فرمایا اور اونہ میں پندرہ روز قیام فرمانے کے بعد ۱۲ اپریل کو جونا گڈھ تشریف لے آئے۔ اس دورہ کے زمانہ میں نواب صاحب نے اپنی رعایا کی درخواستیں خود بنفس نفیس سماعت فرمائیں اور اونہ محال جس پر سالہائے سال سے قحط کا بہت اثر پڑا تھا اس کو از سر نو آباد کرنے کی خاص تدابیر اختیار کرنے کے لئے احکام جاری فرمائے۔

رعایا کو مراعات و نوازشات

۵ اپریل کو اونہ میں جو دربار منعقد ہوا تھا اس میں نواب صاحب نے حسب ذیل مراعات خسروانہ رعیّت کو عطا فرمائے:۔

(۱) اونہ محال کے زراعت پیشہ لوگوں کا محصول بقدر ایک لاکھ پچیس ہزار روپیہ معاف کر دیا جاتا ہے۔

(۲) تمام ریاست میں بیگار کی ممانعت کی جاتی ہے۔

(۳) بیس ہزار روپیہ اُن کاشتکارون کے واسطے بطور عطیہ منظور کیا جاتا ہے۔ جن کے جانورون کو طاعون کے سخت مرض سے نقصان پہونچا تھا تاکہ وہ ہل بیل وغیرہ خرید سکین۔

(۴) غیر مزارعین کے مکانات کے ٹیکس مین ڈھائی روپیہ سے کم کرکے ایک روپیہ کردیا جاتا ہے

(۵) "پولس وراڈ" ٹیکس پانچ آنہ سے گھٹا کر دو آنہ فی مکان کردیا جاتا ہے۔

(۶) جہان جہان محصول گیارہ روپیہ فی سانتی سے بڑھتا ہے وہان "سانتی ویرا" یعنی نقد لگان اراضی مین ۱/۸ یا روپیہ مین بقدر دو آنہ تخفیف کی جاتی ہے۔

(۷) معمولی لگان اراضی مین تخفیف کی جاتی ہے تاکہ غیر مزروعہ زمینون کے جوتنے مین کسانون کی ہمت افزائی ہو۔

شیر ببر کی نسل کی حفاظت تمام ہندوستان مین شیر ببر کی نسل صرف گر کے جنگلات مین ہی پائی جاتی ہے۔ یہ نسل منقطع نہ ہوجائے۔ اس لئے نواب صاحب نے تاریخ ۲۰ اپریل کو حکم صادر فرمایا کہ اس نسل کے شیر یا اس کے بچون کا شکار نہ کیا جائے۔

ملک معظم کا یوم پیدائش ۲۵ جون کو شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کا یوم پیدائش تھا۔ صبح مین ظفر میدان مین اعظم میان کمو میان کمانڈنگ آفیسر کی زیر کمان پریڈ ہوئی اور توپین چھوڑی گئین دوپہر کو نواب صاحب کی طرف سے ایک ہزار غربا کو کھانا کھلایا گیا۔ شام کو لال باغ مین گارڈن پارٹی دی گئی جس مین سورٹھ کے پولٹیکل ایجنٹ صاحب بھی شریک تھے۔

خطابات و تقررات تاریخ ۲۶ اپریل کو شاوک شاہ آدرجی۔ ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ بیرسٹر ایٹ لا دیوان کے جوڈیشیل اسسٹنٹ مقرر کئے گئے۔ تاریخ ۴ جون کو اعظم میان کمو میان کمانڈنگ آفیسر امپیریل سروس لانسرس کو اُن کی سترہ سالہ نمایان خدمات کے صلہ مین کرنل کا خطاب عطا کیا گیا اور شیخ عمر بھائی محمد بھائی کمانڈنگ آفیسر باڈی گارڈ کی بارہ سالہ خدمات کو

مدِّ نظر رکھتے ہوئے **میجر** کا خطاب عنایت ہوا۔

کمانڈنگ آفیسر امپیریل لانسرس کرنل اعظم میاں کمو میاں کو نواب صاحب کے ملٹری سکریٹری کا عہدہ تاریخ ۴ جولائی سے عنایت ہوا اور رسالدار غلام رسول خان کو کمانڈنگ آفیسر مقرر کیا گیا۔

رسول گام، نام رکھا جانا

محال ویساودر کے گاؤں بوروڈی کا نام رسول گام تاریخ ۸ اپریل سے رکھا گیا۔

نواب صاحب کی سالگرہ

موضع پلانسوا کے مہاجنوں سے زمانۂ قدیم سے وصول کیا جانے والا ٹیکس 'ناتت ویرا' کا ایک روپیہ نواب صاحب کی اسی سال کی سالگرہ کے موقع پر معاف کر دیا گیا۔

نواب صاحب کا بمبئی تشریف لیجانا اور جی۔سی۔ایس۔آئی کا تمغہ ملنے کی رسم کا ادا ہونا۔

نواب صاحب جوناگڈھ سے تاریخ ۱۴ نومبر کی صبح ۷ بجے اسپیشل سے روانہ ہوئے اور ساڑھے پانچ بجے بیرم گام پہونچے اور وہاں رات کو آرام فرما کر دوسرے روز صبح میں ساڑھے چھ بجے روانہ ہو کر ساڑھے پانچ بجے بمبئی کے گرانٹ روڈ اسٹیشن پر پہنچے۔ اور ملبار ہل پر ساباو محل میں قیام فرمایا۔ تاریخ ۱۶ کو ساڑھے گیارہ بجے نواب صاحب نے گورنر صاحب کی ملاقات کی۔ اسی دن ساڑھے چار بجے گورنر صاحب ملاقات بازدید کے لئے نواب صاحب کے قیامگاہ پر تشریف لائے۔ تاریخ ۱۸ کو رات کے ۸ بجے گورنمنٹ ہاؤس میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جسمیں نواب صاحب کو جی۔سی۔ایس۔آئی کا تمغہ عطا کرنیکی رسم لارڈ منٹو صاحب وائسرائے ہند کے ہاتھوں ادا ہوئی۔ تاریخ ۱۹ کو ہر ہائنس بیگم صاحبہ نے ہر ایکسیلنسی کونٹیس منٹو کے اعزاز میں اعلیٰ پیمانہ پر ساباو محل میں ایک پارٹی دی جسمیں بمبئی کی تین سو ممتاز خواتین شریک ہوئیں۔

نواب صاحب کے بمبئی تشریف لیجانے سے پہلے سر کریم بھائی، سر بھالچندر کرشنا اور دوسرے لیڈروں کے مدعو کرنے سے سر کریم بھائی کی آفیس میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں نواب صاحب نے

بمبئی علاقہ مین بہت سے نادارون اور محتاجون متعدد انجمنون اور کئی طلبا کو بڑی بڑی رقمین عنایت فرماکر اپنی ہمدردی کا ثبوت دیا ہے۔ اس لئے بمبئی کے لیڈرون نے نواب صاحب کا دلی خیر مقدم کرنے کا اور اڈریس پیش کرنے کا انتظام کیا۔ اس لئے اسٹیشن پر تمام لیڈرون نے نواب صاحب کا دلی خیر مقدم اور استقبال کیا اور آپ کے قیام بمبئی کے دوران مین ایڈریس بھی پیش کیا۔ اسی طرح انجمن اسلام نے بھی ہز ہائنس کے اعزاز مین ٹی پارٹی کا جلسہ منعقد کیا جس مین بہت سے سرآوردہ اشخاص جمع ہوے تھے۔ نواب صاحب نے ۳۷۰۰ روپیہ کی رقم انجمن اسلام کو عنایت کی اس رقم کی آمدنی مین سے "سر رسول خانجی اسکالرشیپ" نامی اسکالرشیپ کالج کے مسلم طلبہ کو دیجاتی ہے۔

خطاب مذکورہ کی مبارکباد دیتے ہوئے مہاراجہ صاحب گائیکواڑ نے بمبئی سے واپسی کے وقت نواب صاحب کو بڑودہ مین ضرور تشریف لانے کے لئے لکھا تھا مگر احمد آباد کے قیام کا پروگرام اوّل سے مقرر ہوچکا تھا اسلئے بڑودہ مین ٹھہرنا نہین ہوا۔

تاریخ ۲۹ کو صبح پونے نو بجے نواب صاحب اسپیشل سے روانہ ہوکر احمد آباد تشریف لائے بہت سے بزرگان دین کے مزارات پر بہر زیارت و فاتحہ خوانی تشریف لے گئے اور کئی انسٹیٹیوشنون کا معائنہ فرمایا۔ مسلمانون اور ہندؤن نے نواب صاحب کے اعزاز مین کئی جلسے منعقد کئے۔

تاریخ ۳ ڈسمبر کو نواب صاحب جوناگڈھ تشریف لائے۔

ہز ہائنس کے اس اعلیٰ اعزاز پر رعایا مین بیحد مسرت ہوئی اور ایک دربار مبارکباد دینے کے واسطے منعقد کرنے کا انتظام کیا گیا۔

رنگون کے تاجر جمال کا جوناگڈھ آنا

اسی سال جام نگر کے رئیس اور رنگون کے شاہ سوداگر عبدالکریم جمال جوناگڈھ تشریف لائے۔ کیونکہ تعلیم کے لئے ہندوستان کے کئی حصون مین وہ بہت روپیہ صرف کرتے ہین اور بہت سے طالب علمون کو وظیفے دیتے ہین اسلئے جوناگڈھ کے مسلمانون نے تاریخ ۳۱ اگسٹ کو

مہابت مدرسہ میں زیر صدارت دیوان صاحب ایک جلسہ منعقد کیا اور ان کی خدمت میں ایک تہنیت نامہ پیش کیا۔ جوناگڈھ میں مسلم لڑکیوں کے لئے باقاعدہ تعلیم کا کوئی انتظام نہ تھا کیونکہ لاڈلی بی بی کنیا شالہ میں فقط گجراتی ہی سکھایا جاتا ہے اور وہ ہندو آبادی میں ہونے کی وجہ سے کوئی مسلمان لڑکی اس میں نہیں جاسکتی تھی اس لئے جمال سیٹھ نے اپنے خرچ سے جوناگڈھ میں ایک ''اسلامی کنیا شالہ'' جاری کی۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد مذکور کنیا شالہ کا تمام خرچ ریاست نے اپنے ذمہ لے لیا۔

ٹرام لائن ایک جوئنٹ اسٹاک کمپنی کے ذریعہ بلاول سے پٹن تک اور بلاول اسٹیشن سے شہر تک ٹرام لائن مکمل ہوگئی اور آمد و رفت کے لئے کھل گئی۔

سنہ ۱۹۱۰ء — نواب صاحب کا سفر راجکوٹ گورنر صاحب ۵ ؍ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء کی شام کے پانچ بجے بمبئی سے راجکوٹ تشریف لائے اس لئے نواب صاحب اسی تاریخ کو دوپہر کے ڈیڑھ بجے اسپیشل سے راجکوٹ تشریف لے گئے۔

تاریخ ۷ ؍ کو گورنر صاحب کے اعزاز میں کونوٹ ہال میں گیارہ بجے دربار منعقد کیا گیا جس میں نواب صاحب تشریف لے گئے اور بعد میں نواب صاحب اسپیشل ٹرین سے روانہ ہوکر جوناگڈھ تشریف لائے۔

گورنر صاحب کا ورود گورنر بمبئی سر جارج سڈنہم کلارک صاحب جی۔ سی۔ ایم۔ جی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ مورخہ ۲۴ ؍ جنوری بروز دوشنبہ شام کے ۵ بجے جوناگڈھ تشریف لائے۔ انکے ساتھ حسب ذیل حضرات تھے:۔

(۱) کاٹھیاواڑ کے ایجنٹ گورنر ال صاحب (۲) ایجنسی سرجن ہوٹن (۳) راجکمار کالج کے پرنسپل مین (۴) ایجنسی پولس سپرنٹنڈنٹ لک (۵) گورنر صاحب کے خاص اسٹاف میں سے

پرائیویٹ سکریٹری سی۔سی۔واٹسن صاحب اور ایڈیکانگ وغیرہ تھے اُن کی اسپیشل ٹرین رسول منزل کے سامنے والے پلیٹ فارم پر کھڑی کی گئی۔ وہاں اُن کا خیر مقدم کرنے کے واسطے حضور نواب صاحب۔علاقہ سورٹھ کے پولٹیکل ایجنٹ میجر کارٹر صاحب۔ امپیریل لانسرس کے انسپکٹنگ آفیسر کپتان آڈمس برادر عادل خان صاحب دیوان صاحب مرزا عباس علی بیگ نائب وزیر صاحب محمد خان۔ امراء حکام اور شرفا جمع تھے۔

تاریخ ۲۵ جنوری کی صبح کو گورنر صاحب مع ہمراہیان گرنار پہاڑ پر جانے والے تھے مگر سفر کی تکان کے باعث گورنر صاحب نے ارادہ ملتوی کردیا۔

تیسرے پہر کو ساڑھے تین بجے نواب صاحب گورنر صاحب کی ملاقات کے لئے رسول منزل تشریف لائے۔ نواب صاحب نے ایک سو ایک اشرفیاں گورنر صاحب کی نذر کیں۔ جو ہاتھ لگانے کے بعد واپس کر دی گئیں۔ اس کے بعد نواب صاحب کے آٹھ اُمراء و حکام کا تعارف کرایا گیا۔ وہ آٹھ امراء یہ تھے۔ برادر عادل خان صاحب۔ مرزا عباس علی بیگ (دیوان) نائب وزیر محمد خان صاحب حضور آسسٹنٹ چھوٹا لال بخشی۔ توشکچی عبداللہ خان محمد خان۔ محمد امین خان بابی۔ ملیٹری سکریٹری کرنل اعظم میاں اور ایڈیکانگ میجر عمر بھائی۔ جنھوں نے فرداً فرداً ایک ایک اشرفی نذر گذرانی جس پر ہاتھ رکھکر واپس کر دی گئی۔

شام کو چار بجکر بیس منٹ پر گورنر صاحب کی ملاقات بازدید ہونے والی تھی اس لئے نواب صاحب کے چار افسر حضور سکریٹری بیکنٹھ رائے چھوٹا لال بخشی ایڈیکانگ میجر عمر بھائی محمد بھائی پولس سپرنٹنڈنٹ جمعدار سلیمان عمر اور دفتری دفتر کے آفیسر منی پرشاد درگا پرشاد گورنر صاحب کو رسول منزل لینے کے واسطے گئے۔ گورنر صاحب کاٹھیاواڑ کے ایجنٹ علاقہ سورٹھ کے پولٹیکل ایجنٹ وغیرہ کے ہمراہ راج محل میں تشریف لائے۔ اس دربار میں نواب صاحب نے ایکسو ایک اور آٹھ امراء و حکام نے

ایک ایک اشرفی نذر گذرانین جن پر گورنر صاحب نے ہاتھ رکھکر واپس کردین۔ نواب صاحب کی ملاقات کے وقت جو آٹھ امراء تھے وہ سب اس وقت بھی تھے صرف محمد امین خان بابی کی جگہ پیرزادہ بڑامیان خلف شاہ میان تھے۔

شام کے ساڑھے چار بجے پُرانے دواخانہ کے سامنے کلارک مارکیٹ کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے نہایت شان کے ساتھ نصب کئے ہوئے شامیانہ مین گورنر صاحب اور نواب صاحب تشریف لے گئے۔ شامیانہ کے سامنے گارڈ آف آنر نے سلامی دی۔ شامیانہ مین یورپین حکّام اور لیڈیز ریاست کے امراء و حکام اور شہر کے ممتاز شرفاء پہلے سے آکر بیٹھ چکے تھے۔ گورنر صاحب اور یورپین حکام کے واسطے زمین سے دو فیٹ اونچی نشست خاص طور سے تیار کی گئی تھی۔ گورنر صاحب اور نواب صاحب تشریف رکھ چکے تو ایک میز پر کلارک مارکیٹ کا نہایت خوبصورت نقشہ تیار کرکے رکھا گیا تھا اُس کو دیوان صاحب نے گورنر صاحب کو دکھایا۔ اس کے بعد دیوان صاحب نے نواب صاحب کی طرف سے انگریزی مین تقریر پڑھی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

یور ایکسیلینسی، خواتین و حضرات! زمانۂ حاضرہ کی ضروریات کے مطابق پھل ترکاری کے ایک وسیع مارکیٹ کی ضرورت اس شہر مین عرصہ سے محسوس ہو رہی ہے۔ موجودہ مارکیٹ کی عمارت جو تنگ اور گھنی آبادی کے مقام مین واقع ہے روز افزون دوکانون کے واسطے بالکل ناکافی ہے اصول حفظان صحت کے لحاظ سے بھی وہ بالکل وقت کی ضروریات کے غیر مطابق ہے۔ بہت غور و فکر اور تمام ممکن الحصول مقامات کے معائنہ کے بعد یہ مقام بہترین سمجھکر منتخب کیا گیا۔ جہان ہم اس وقت جمع ہین۔ یہ شہر کے اسلامی اور ہندو محلون کے درمیان واقع ہے اور اسکے گرد و پیش ایسے خالی میدان ہین کہ جہان آئندہ اناج، گوشت اور مچھلی کے مارکیٹ ضرور بن جائینگے۔ ایک اور فائدہ اس مقام سے یہ ہے کہ موجودہ ہاسپٹل کی عمارت جب نیا ہاسپٹل بن جائیگا

توگوداموں اور دوکانداروں کے رہائشی مکانوں کے واسطے استعمال ہوگی۔

یور ایکسیلینسی نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ جو نقشے تعمیرات کی مشہور کمپنی میسرز چیمبرس اینڈ فرچلی سے تیار کرائے ہوئے پیش کئے گئے ہیں اُن میں ایک سو چوراسی دوکانوں کی تجویز ہے ان میں سے ہر ایک بمبئی کے کرافورڈ مارکیٹ کی دوکانوں کے بالکل برابر ہے عمارت میں دو ہزار مربع گز لگیں گے اور ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ خرچ کا اندازہ ہے۔ بآسانی آمد و رفت کے واسطے آٹھ فیٹ چوڑے دروازے سامنے اور عقب میں رکھے گئے جن سے اندر کا راستہ نو فیٹ چوڑا بنایا گیا ہے۔ اِن دوکانوں کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ایسے لاکر بنائے گئے ہیں جنہیں کونے نہیں ہیں تاکہ کونوں پر گرد و غبار جمع نہ ہو سکے۔ دوکانوں کے سامنے کا حصّہ اس طرح بنایا گیا ہے کہ اُسے ایک خانہ میں اوپر چڑھا دیا جائے اس طرح لاکر کا نیچے کا حصّہ بالکل کھلا رہتا ہے اور اس کو کامل طور سے صاف کیا جا سکتا ہے۔ یہ بات کرافورڈ مارکیٹ کی دوکانوں میں ممکن نہیں۔ لاکر کی تلی فرش کی سطح سے نو انچ اُٹھی ہوگی اس طرح روزانہ مارکیٹ کو پانی سے دھویا جا سکتا ہے۔ عمارت کے ہر راستہ سے نالیوں کے ذریعہ دھونے والے پانی کے بالکل نکل جانے کا مکمّل انتظام ہے۔

عمارت کا طرز غوطی (گاتھک) رکھا گیا ہے اور کھڑکیوں میں لوہے کی منقّش بیل بوٹے دار جالی کے ساتھ بلکہ بہت خوبصورت معلوم ہونگے۔ صدر دروازے کی چھت پر بازار ماسٹر کا دفتر بنایا جائیگا۔ جس پر ایک چھوٹا کلاک ٹاور ہوگا۔

مَیں بہت ممنون ہوں کہ حضور والا نے میری خواہش پر اپنے نام کے ساتھ اس عمارت کو منسوب کرنا قبول فرمایا۔ یہ میری رعایا کو آپ کے ورود جوناگڈھ کی یاد دلائے گا۔ یہ ایک ایسے مدبّر کی یاد ہوگی جو شہنشاہ معظّم کے مقرر کردہ نائبین میں بہت ممتاز درجہ

رکھتے ہین اور آپ کا درخشان نام اس شہر کے ہر گھر مین زبان زد رہیگا۔ اب آپ عنایت فرماکر کلارک مارکیٹ کا سنگ بنیاد نصب فرمائین۔

تقریر کے خاتمہ پر گورنر صاحب و نواب صاحب اور امراء و حکام سنگِ بُنیاد رکھنے کی جگہ کے قریب تشریف لے گئے۔ سنگ بنیاد کے نیچے حسب رواج سونے اور چاندی کے رائج الوقت سکّے اور اخبارات کے تازہ پرچے رکھے گئے۔ گورنر صاحب کے ہاتھون سے سنگِ بُنیاد رکھنے کی رسم ادا ہونے کے بعد سب لوگ شامیانہ مین واپس آ گئے۔ اور گورنر صاحب نے انگریزی مین تقریر فرمائی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

والاشان نواب صاحب، خواتین، و حضرات! مجھے یہ سنگ بنیاد رکھنے سے بہت مسرت ہے اور مجھے فخر ہے کہ میرا نام ایسی عمارت سے وابستہ رہیگا۔ جو جونا گڈھ کے باشندون کے لئے دائمی فائدہ دینے والی ہے۔ ہر لحاظ سے ایک وسیع اور باقاعدہ مارکیٹ پبلک کے لئے فائدہ مند ہوتا ہے۔ پھل اور ترکاری لوگون کی غذاء کا اہم جزُ ہین اور یہ ضروری ہے کہ اُن کی فروخت ایک ایسے مقام سے ہو جو حفظانِ صحت کے اصول کے موافق ہو۔ مجھے یہ بتلانے کی ضرورت نہین کہ خاک کے ساتھ جراثیم ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچتے ہین۔ اور ہر ایک چیز کا جس کا تعلق غذا سے ہے بہت صاف رہنا صحت عامہ کے لئے ضروری ہے مجھے اس مین بھی شک نہین کہ وسیع اور آرام دہ جگہ خریدارون اور بیوپاریون کو بہم پہنچانے سے پھل اور ترکاری کی تجارت مین بھی ترقی ہوگی۔ جو حالات میرے سامنے بیان کئے گئے اور جن نقشون کا مین نے معائنہ کیا ہے اُن سے اندازہ ہوتا ہے کہ جدید مارکیٹ بہت دلکش اور خوبصورت ہوگا اور جونا گڈھ جیسے قدیم اور تاریخی شہر کے لئے موزون ہوگا۔ مجھے یہ معلوم کرکے بھی مسرت ہوئی کہ بعض پہلوؤن سے یہ مارکیٹ تکمیل کے بعد بمبئی جیسے عظیم الشان

شہر کے کرافورڈ مارکیٹ سے بھی بہتر ہوگا۔ مین حضور والا کا ممنون ہون کہ میرا نام اس اہم عمارت کے ساتھ وابستہ کیا۔ اور مجھے یقین ہے کہ شہریون کی ضروریات پوری کرنے مین یہ مارکیٹ بہت کامیاب ثابت ہوگا۔ مزید برآن صرف یہ کہہ سکتا ہون کہ مجھے جونا گڈھ آنے کے لئے بڑی مسرت تھی اور یہ دیکھ کر مجھے ازحد خوشی ہوئی کہ اس دلچسپ اور ترقی یافتہ ریاست مین مرفہ الحالی کا دور دورہ ہے۔ مین تہ دل سے حضور والا کے صحت وعافیت کا اور نیز ہر طبقہ کی آپ کی وفادار رعایا کے مفاد کا متمنی ہون۔

یہ تقریر ختم ہونے کے بعد دربار برخاست ہوا۔

رات کے نو بجے رسول منزل مین بڑا ڈنر ہوا۔ نواب صاحب دیوان صاحب اور نائب وزیر صاحب کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ پہلے شہنشاہ معظم کا جام صحت گورنر صاحب نے تجویز کیا۔ اسکے بعد نواب صاحب کی طرف سے سر جارج کلارک صاحب کا جام صحت تجویز کرتے ہوے دیوان صاحب نے انگریزی مین تقریر فرمائی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے :-

خواتین، وحضرات! اب مین اس شام کے اپنے معزز مہمان ہز ایکسیلینسی سر جارج کلارک کا جام صحت تجویز کرتا ہون۔ جنکی تشریف آوری سے مجھے اور میری رعایا کو بیحد مسرت ہوئی ہے۔ اس ممتاز عہدہ کے مامورین کا جنکی خدمات اب نہایت قابلیت کے ساتھ ہز ایکسیلینسی انجام دے رہے ہین خیر مقدم کرنے کا فخر مجھے حاصل ہوچکا ہے اور موجودہ آمد کی یاد بھی میرے دماغ مین بہترین جذبات کے ساتھ تازہ رہے گی۔ کیونکہ اس آمد کے وقت میری ریاست مین خوشحالی ہے اور ابھی حال ہی مین مجھے "فرسٹ کلاس آف دہی آرڈر آف دہی اسٹار آف انڈیا" کا اعزاز ملچکا ہے جسکے لئے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاکر مین ہز میجسٹی شہنشاہ معظم کا شکریہ ادا کرتا ہون جن کے لئے ابھی ہم سب نے جام صحت نوش کیا ہے۔ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ ان

ڈہائی سال مین جب کہ سرجارج کلارک صاحب ہمارے ساتھ رہے ہین ممدوح کے ہمدردانہ اور مصالحت پسندانہ طرزعمل نے بے نظیر کامیابی حاصل کی ہے بمبئی کے کسی گورنر نے والیان ریاست اور باشندگان صوبہ کا اسقدر اعتماد قدردانی اور ستائش شاید ہی کبھی حاصل کی ہوگی۔ اور اُن کے قلوب اس سے پہلے کبھی اتنے متاثر نہین ہوے ہونگے جتنے کہ ہز ایکسیلینسی کی شریفانہ مثال سے ہوئے ہین کہ آپ انتہائی مصائب خانگی کے باوجود صوبہ کی سرکردگی پر قائم رہے جب کہ ایسے سیاسی شورش کے سیلاب مین حکومت کے بیڑے کو پار لگانے کے لئے ایک ایسے قوی اور مستعد ہاتھ کی ضرورت تھی۔ ہندوستان کے ایک اور صوبہ کے ساتھ بدقسمتی سے صوبۂ بمبئی اس امر مین مشترک ہے کہ اس کے بعض حصّون مین بغاوت کا مادّہ موجود ہے اور ہمین معلوم ہے کہ ہز ایکسیلینسی کے لئے بدامنی کی قوتون کو دبانے کا کام آسان نہ تھا۔

جناب والا! ہندوستان کے والیان ریاست کا مفاد اعلیٰ حکومت کے بعد ملک مین سب سے زیادہ وابستہ ہے۔ اور ان دونون کے اتحاد پر مشترک باہمی فوائد کا دارومدار ہے اور یہ اتحاد رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ اور زیادہ مضبوط ہوتا جاتا ہے۔ اس لئے جناب والا نے امن و امان کی بنیادون کو مضبوط کرنے کے لئے جو تدابیر اختیار کین انہون نے مجھ پر نیز دیگر والیان ریاست بھائیون پر بہت اثر کیا ہے۔ بدامنی کے مظاہرات (جنکا مین نے ابھی ذکر کیا ہے) جو ابھی تک خوش قسمتی سے غیر جنگجو جماعتون تک محدود رہے ہین جنکی شر و فساد کی طاقت بہت محدود ہوتی ہے۔ کم از کم ایک قابل غور نتیجہ پیدا کیا ہے۔ انہون نے والیان ریاست کی آنکھین پیش افتادہ خطرات کے لئے کھولدین اور تاج کے ساتھ اُن کے جذبۂ وفاداری کو بہت زیادہ بیدار کردیا ہے۔ سلطنت کے ایک حصّہ سے دوسرے تک جہان وائسرائے صاحب نے حال ہی مین دورہ کیا ہے دیسی ریاستون کے فرمانرواؤن نے متفقہ محاذ

پیش کیا ہے۔ اور متفق اللسان ہوکر اُن فوائد کا اعتراف کیا ہے جو ایک زبردست اور صاحب جبروت قوم کے انصاف اور فیاضی سے والیان ریاست، و باشندگان ہند کو حاصل ہوئے ہین۔ وہ قوم جسکی مفید کامیابیان گذشتہ و موجودہ مین ہر حکمران قوت سے دنیا مین بالاتر ہین۔ جو سیاہ بادل ہندوستان کے مطلع پر چھا رہے ہین اُن مین والیان ریاست کی غیر متزلزل وفاداری ایک ایسی جگمگاتی روشنی کے مانند ہے جو ان بادلون کے منتشر ہوجانے کا پیش خیمہ ہے۔ لیکن اس سیاسی حالت مین خواہ خطرات کے کم یا زیادہ امکانات ہون۔ مین اس امر کا احساس کرتا ہون کہ تمام والیان ریاست کا فرض ہے کہ ایسے موقع پر تخت شاہی کے گرد جمع ہوجائین اور صاحب تخت و تاج اور اُس کے ہندوستان کے نمایندونکے ساتھ اشتراک عمل کرکے پوری مدافعت کرین۔ میری استطاعت مین جو کچھ ہے وہ یہ کہ امپیریل سرویس ٹروپ مین اضافہ کردون۔ مین جناب والا کی اجازت سے تجویز کرتا ہون کہ اس کی تعداد مین پچاس فیصدی کا اضافہ کردیا جاوے۔ تاکہ وہ پورے اسکواڈرن کے برابر ہوجائے۔ مین یہ کہنے کی بھی جرأت کرتا ہون کہ امپیریل سرویس فورسیس کے اس اضافہ کی قدر و قیمت کم سمجھی جائے۔ تاہم اس کی اہمیت بجائے تعداد کے اُن جذبات مین مضمر ہے جو اس تجویز کے محرک ہین اور جن سے اغراض و مفاد کا اتحاد ظاہر ہوتا ہے۔

اَب مین دوسرے امر کی طرف متوجہ ہوتا ہون۔ جب مجھے بمبئی مین جناب والا سے شرف ملاقات حاصل ہوا تھا تو نہایت مہربانی سے جناب والا نے میرے انتظام ریاست کے نتائج مین دلچسپی کا اظہار کیا تھا اور فرمایا تھا کہ آپ اُن کو جوناگڈھ کے دورہ مین اپنی آنکھون سے ملاحظہ فرمائینگے۔ مین مختصراً اُن اصلاحات کا ذکر کرونگا جو مین نے حال ہی مین اپنے انتظام حکومت مین جاری کی ہین۔ جنگلات کو سائنٹیفک طریقہ پر ترقی دینے کے لئے ایک محکمہ

جنگلات قائم کیا گیا ہے۔ جس کا نتیجہ اقتصادی اور مالی اعتبار سے بہت اچھا نکلا ہے۔ ایک نیا زراعتی محکمہ بھی اپنے مفید کام مین مشغول ہو گیا ہے۔ گذشتہ تین برس مین پچانوے ہزار ایکڑ غیر مزروعہ زمین کاشت مین لائی گئی ہے۔ بعض نہرون کی درستی و تعمیر اور کنوؤن سے آبپاشی کی توسیع کے بعد ایک سال کے اندر کنوؤن اور نہرون سے آبپاشی کی جانے والی زمین کا رقبہ چالیس اور پچیس فیصدی علی الترتیب بڑھ گیا ہے۔ چنگی کے محصولات مین تغیر و تبدل کرنے اور دیگر موافق حالات کے جمع کرنے سے تجارت مین بہت ترقی ہوئی ہے۔ گذشتہ تین برس کی درآمد و برآمد کا اگر اس سے پہلے تین سال سے مقابلہ کیا جاوے تو ایک کروڑ پچاس لاکھ پچپن ہزار روپئے سے بڑھکر دو کروڑ اکیاون لاکھ پچھتر ہزار روپئے ہوئے ہین جس سے اوسط سالانہ تینتیس لاکھ تہتر ہزار روپئے کی ترقی ظاہر ہوتی ہے۔ اونہ محال جو ریاست مین سب سے زیادہ آمدنی دینے والا محال ہے۔ اور گذشتہ قحط سے بہت متاثر ہو چکا ہے اس کو از سر نو آباد کرنے کے لئے مین نے ضروری تدابیر اختیار کی ہین۔ ریاست کی آمدنی گذشتہ سال ہمیشہ سے زیادہ تھی اور جو بچت ہو رہی ہے اس کو توسیع تعلیم طبی امداد اور رفاہ عام کامون پر خرچ کیا جا رہا ہے۔ آخر الذکر مین سے ایک برانچ ریلوے لائن ہے جس کا افتتاح کل جناب والا فرمائینگے۔ دو عمارتین ہاسپٹل کی ہین اور اس شہر کے لئے واٹر ورکس ہین ریاست کی مالی حالت مین ترقی ہونے سے مین اس قابل ہوا کہ متعدد ٹیکس معاف کر دئے اور حال ہی مین چار لاکھ روپئے سے زیادہ بقایا معاف کر دیا گیا۔

مین مقامی اور ذاتی اہمیت کے معاملات کا مزید ذکر کر کے جناب والا کو زحمت نہ دونگا اور خواتین و حضرات سے درخواست کرونگا کہ وہ سب اپنے گلاس بھر کر ہز ایکسیلینسی سر جارج کلارک کی صحت و عافیت کا جام نوش فرمائین۔

نہایت مسرت کے ساتھ یہ جام نوش کیئے جانے کے بعد گورنر صاحب نے انگریزی مین تقریر فرمائی جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے :۔

یور ہائنس، خواتین وحضرات! مین یور ہائنس کو یقین دلاتا ہون کہ مجھے آپکی تاریخی ریاست مین آکر اور اُسے اسقدر مرفہ الحال اور ترقی پذیر پاکر صد درجہ مسرت ہوئی جس سے آپکی دانشمندانہ اور منفعت بخش حکومت کا ثبوت ملتا ہے۔ جوناگڈھ مین انسان کو قدیم زمانہ کے ایسے آثار ملتے ہین جن سے ماضی بعید کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور جن کا تعلق ہندوستان کی قدیم تاریخ کے بعض اہم صفحات کے ساتھ ہے۔ جوناگڈھ کا تعلق راجپوت قوم کی سب سے ابتدائی جد وجہد سے رہا ہے اور گرنار پہاڑ کا مشہور کتبہ اور دیگر شہادتون سے ثبوت ملتا ہے کہ جس حیرت انگیز مذہبی تحریک کا بانی اشوک تھا اس کے ابتدائی اثرات کو کاٹھیاواڑ کے انہی حصون مین قبول کیا گیا بھاٹ لوگون کی روایات سے ہمارے خیالات اس سے بھی پہلے وقت کے حالات کی طرف متوجہ ہوتے ہین جن کا صحیح اندازہ اس وقت ہوگا جب کہ ایسے ہندوستانی محققین پیدا ہون جنکو اپنے دلچسپ ملک کی تاریخی گتھیان سلجھانے کا پورا پورا شوق ہو۔ کاٹھیاواڑ مین مسلمانون کے حملہ کے بعد جوناگڈھ فرمانروایان احمد آباد کے ماتحت آگیا۔ یہانتک کہ موخر الذکر سلطنت مغلیہ مین جذب ہو گئی۔ خاندان بابی نے جس کے ایک برگزیدہ فرد خود جناب والا ہین سترھوین صدی کے کاٹھیاوار کی سیاست مین ممتاز حصہ لیا ہے۔ اس خاندان کی ابتدا شہنشاہ شاہجہان کے ایک لفٹنٹ سے ہوتی ہے۔ سترھوین صدی کی ابتدا مین جوناگڈھ پر نازک وقت آیا جس کا باعث کچھ تو اندرونی تنازعات اور کچھ مرہٹون کے متواتر حملے تھے۔ یہانتک کہ ۱۸۱۶ء مین اُس وقت کے نواب صاحب نے برطانوی امداد کی درخواست کی۔ صدیون کے بعد اُس وقت سے جوناگڈھ کو امن نصیب رہا۔ جس سے ریاست مین برابر ترقی ہوتی رہی۔ یہ سب جوناگڈھ کی زبردست

طویل تاریخ کا ایک بالکل مجمل خاکہ ہے۔ اور اس کی طرف مین نے صرف اس لیئے اشارہ کردیاہے
تاکہ تیغ و آتش کے زمانہ سے اس وقت کے امن وامان و ترقی کے زمانہ کا مقابلہ کرنے سے
جناب والا کو اپنی ریاست کے موجودہ قابل اطمینان حالات کی اہمیت کا اندازہ ہو۔

حضور والا نے بڑے فکر و اندیشہ کا اظہار کرتے ہوئے نہایت سنجیدگی سے اُن حالات
کا ذکر کیا ہے جو برطانیہ ہند مین اس وقت درپیش ہین اور یہ حالات اس وقت اور بھی
سب سنجیدہ آدمیون کی نظر مین تازہ ہوگئے ہین جبکہ آج ہی صبح ایک ممتاز ہندوستانی
آفیسر کے قتل کی خبر آئی ہے جس کی خطا اس کے سوا اور کچھ نہ تھی کہ وہ اپنا فرض ادا کر رہا تھا
تازہ واقعات۔ تازہ علامات اور جدید مظاہرات نے جیسا کہ جناب والا نے نہایت انصاف
کے ساتھ فرمایا ہے والیان ریاست ہند کی "آنکھین کھولدی" ہین اور تاج برطانیہ کے
ساتھ اُن کے مشہور روایتی وفادارانہ جذبات کو تازہ کردیا ہے۔ جو اہم مراسلت حال ہی
مین شائع ہوئی ہے اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ والیان ریاست جن کے ہاتھون مین ایک
ثلث رقبہ اور چہارم آبادی ہندوستان کی باگ ہے۔ آئندہ امکانی خطرہ کا احساس
رکھتے ہین اور یکجہتی کے ساتھ اُس کو دور کرنے پر آمادہ ہین جیسا کہ مین دوسری جگہ کہہ چکا ہون
یہ ہمارا بین فرض ہے کہ مفسدانہ کامون کے لئے سزا دین جن سے ایسی رعایا کے دامن وفاداری
پر بدنما داغ لگتا ہے۔ جو فطرتًا قانونی حکام کی وفادار اور مذہبی معاملات سے شغف رکھتی
ہے۔ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ والیان ریاست کے ساتھ اشتراک عمل کرکے اُن ذرائع کا پتہ
لگائے جو قاتلانہ بغض و عناد کے جذبات پیدا کرنے کے لئے استعمال کئے جارہے ہین۔ اور
ہندوستان کے نوجوانون کے دماغون مین زہر پھیلانے والے تمام اثرات کا سدباب کرے جنکا
نتیجہ جرائم ہوتا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ بمبئی جیسا ترقی یافتہ صوبہ "بغاوت پیدا کرنے کا گھر بنجائے"

جیساکہ حضور والانے ارشاد فرمایا ہے۔

یہ اُن ہمّت شکن واقعات مین سے ہین جن کا مقابلہ مجھے کرنا لازمی ہے۔ لیکن مین یہ بھی فراموش نہین کرتا کہ اس دردناک تصویر کا دوسرا رخ بھی ہے۔ یعنے حضور والا کے وہ الفاظ جو آپ نے میری ذات کی نسبت آج شب کو ارشاد فرمائے ہین۔ اپنی زندگی کے مشکل ترین اوقات مین جو حیرت انگیز ہمدردی مجھے حاصل ہوئی ہے اور جس سے ہر جگہ جہان کہین مین گیا ہون مجھے سابقہ پڑا ہے خصوصًا کاٹھیاواڑ مین اس سے میرے عزم و استقلال مین مضبوطی اور امید کی لہر پیدا ہوتی ہے جس سے مین اپنے مجوزہ راستہ پر غیر متزلزل طریق پر قائم رہتا ہون۔ میری یہ عین خواہش ہے کہ اس صوبہ کے باشندگان اس حقیقت سے واقف ہون کہ سچی ہمدردی کے لئے اس موقع پر غیر متزلزل استقلال کی ضرورت ہے اور پروپیگنڈے کے تمام ذرائع کی بیخکنی کرنے اور صلح و امن کی بنیادون کو مضبوط کرنیکی تدابیر محض رعایا کے بہترین اور اعلیٰ مفاد کے لئے عمل مین لائی جارہی ہین۔ مجھپر اور ہندوستان کے تمام بہی خواہون پر یہ فرض عائد ہوتا ہے اور اس فرض سے ہمین غفلت نہین کرنا چاہئے کیونکہ اس کے لئے بعض ایسی تدابیر اختیار کرنا پڑینگی جن پر ہمین افسوس ہوتا ہے۔

مین حضور والا کا اس اہم اعلان پر شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ کی امپیریل سروس ٹروپس مین اضافہ کرکے اُسے مکمّل اسکواڈرن بنادیا جائیگا۔ حضور والا کو تاج و تخت برطانیہ سے جو وفاداری اور لگاؤ ہے اُس کا یہ مزید ثبوت ہوگا۔ اگرچہ کوئی ثبوت اس معاملہ مین درکار نہین ہے گو فی الواقع یہ مظاہرہ ہے اُن جذبات کا جو حضور والا کو سلطنت برطانیہ کے ساتھ ہین۔ جوناگڈھ کی فوج کو مجھے امید ہے کبھی میدان مین صف آرا ہونے کی نوبت نہ آئیگی۔ لیکن اگر ضرورت پڑے تو وہ انگلستان کا علم بلند رکھنے اور ماضی کی بہترین روایات برقرار رکھنے

ہین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھین گے۔

مین ریاست جوناگڈھ کی انتظامی رپورٹون کو پڑھتا رہا ہون اور مین جناب والا کو مبارکباد دیتا ہون کہ آپ نے اس اہم ریاست کو ترقی دیکر اس مرتبہ پر پہونچا دیا۔ واقعات خود شاہد ہین۔ رعایا کی ترقی وخوشحالی بھی دانشمندانہ نگرانی کے معیار ہین اور ان مین بہت ترقی ہوئی ہے۔ نتائج کا اندازہ خوشحالی سے ہوسکتا ہے۔ جس مین صرف حد سے زیادہ خراب فصلین خلل ڈال سکتی ہین۔ مزروعہ رقبہ کا اضافہ اور کنوؤن اور نہرون سے آبپاشی ہونے والی زمین مین زیادتی نمایان واقعات ہین۔ مگر تجارت مین ۳۳ ۳/۴ لاکھ اوسط کا سالانہ اضافہ ایسا واقعہ ہے جسکی نظیر مشکل ہے۔ یہ سُنکر مجھے بہت مسرت ہوئی کہ اب ایک منتظم محکمۂ جنگلات ہے۔ اس مین ذرا شک نہین کہ کاٹھیاواڑ کے بعض علاقون مین اس وجہ سے بارش کم ہوگئی ہے کہ جنگل کو بے دریغ کاٹ ڈالا گیا۔ لیکن جنگل کی حفاظت سائنٹیفک طریقہ سے ضروری ہے۔ مگر اس حقیقت کا لوگون کو احساس کرانے مین مشکل پیش آتی ہے گذشتہ سال کی ریاست کی آمدنی سے جو بچت ہوئی ہے اُس کو مفاد عامہ کے مستقل کامون پر صرف کیا جا رہا ہے جس سے امید ہے کہ رعایا کی صحت اور خوشحالی مین اضافہ ہوگا۔ علاوہ ازین برانچ ریلوے لائن جسکے افتتاح کا فخر کل مجھے حاصل ہوگا ایک قابل ذکر کام ہے ضرور تجارت اور ترقی مین معاون ہوگی۔ جناب والا کی حکومت مین ریاست جوناگڈھ کا مستقبل کافی شاندار معلوم ہوتا ہے۔ زیادہ عرصہ نہین ہوا کہ مجھے جناب والا کو ہز میجسٹی شہنشاہ معظم کی طرف سے اپنی رعایا کے مفاد کے لئے اعلیٰ مستحق کوششون پر "گرانڈ کراس آف دی آرڈر آف دی اسٹار آف انڈیا" کا اعزاز ملنے پر مبارکباد دینے کا موقع ملا تھا۔ خدا کرے کہ اس اعزاز کے ساتھ آپ مدت دراز تک زندہ رہین اور ریاست

جوناگڈھ کو ترقی یافتہ ریاستہائے ہند کی اگلی صف مین نمایان جگہ قائم رکھین۔

آپ کے تمام مہمانون کی اور خود اپنی طرف سے مین حضور والا کی فیاضانہ اور توجہ آمیز مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرتا ہون۔ ہم آپ کی مہربانیون کو ہمیشہ مشرقی اخلاق کی مثال کی حیثیت سے یاد رکھین گے جس سے ہمارے اُن دوستانہ جذبات مین ترقی ہوگی جو ہمارے قلب مین آپ کی اور آپ کی وفادار رعایا کے متعلق موجزن ہین مَین اُن مُوثر الفاظ کے لیئے شکریہ ادا کرتا ہون جو میرا جام صحت تجویز کرتے وقت آپ نے ارشاد فرمائے اور مَین اُن الفاظ کو اپنی موجودہ مشکلات مین ہمت افزائی سمجھتا ہون جسکی مجھے ضرورت ہے۔

خواتین وحضرات! جس مسرت سے آپ سب نے میرا جام صحت نوش کیا اس کے لئے مَین سب کا ممنون ہون۔ اور مَین جانتا ہون کہ اس خواہش مین آپ کے جذبات میرے ساتھ ہین کہ خدا ہز ہائنس نواب صاحب اور اچھی رعایائے جوناگڈھ پر اپنی برکتین نازل فرمائے۔

اس تقریر کے بعد سب لوگون نے عالیجاہ نواب صاحب کا جام صحت نوش کیا۔

۲۶ جنوری بروز چہارشنبہ شاہ پور کُتیانہ ریلوے لائن کا افتتاح شاہ پور مین ہونے والا تھا۔ اس لئے صبح نو بجے سے ہی ایک اسپیشل ٹرین مین امرا شرفاء اور حکام وغیرہ وہان پہلے سے پہنچ گئے۔ اسکے نصف گھنٹہ بعد یورپین افسران جوناگڈھ سے دوسری اسپیشل مین گئے۔ نواب صاحب اور دیوان صاحب سڑک کے راستہ سے گاڑی مین تشریف لے گئے۔ گیارہ بجے گورنر صاحب۔ ایجنٹ صاحب اور اُن کا ذاتی اسٹاف موٹر سے تشریف لائے۔ دربار کے واسطے شاہ پور اسٹیشن کے پاس ہی ایک شاندار شامیانہ نصب کیا گیا تھا اور اسٹیشن اور اس کے قرب وجوار کے مقامات جھنڈیون وغیرہ سے خاص وضع کے ساتھ آراستہ کئے گئے تھے۔ یہ تمام آرائش اسٹیٹ انجنیر محمد لطیف خان کی کوششون کا نتیجہ تھا۔ گورنر صاحب کے موٹر سے اُترتے ہی نواب صاحب

شامیانہ کے سامنے آکر خیر مقدم کے لئے کھڑے ہوے اور گارڈ آف آنر نے سلامی دی اور ستّرہ توپین سلامی کی داغی گئین۔ شامیانہ کے اندر ایک خاص بلند نشست بنائی گئی تھی جس پر گورنر صاحب نواب صاحب وغیرہ تشریف فرما ہوے۔ پھر نواب صاحب کی طرف سے دیوان صاحب نے انگریزی مین تقریر کی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

یور ایکسیلینسی، خواتین وحضرات! اُن متعدد ذرائع مین سے جو ترقی انسان مین ممد ومعاون ہوتے ہین بہت کم اتنی جلد لوگون کی توجہات اپنی طرف جذب کر لیتے اور پبلک مین خوشحالی پیدا کرتے ہین جتنا کہ نئی ریلوے ہوتی ہے۔ پھر بھی جب پہلی ریلوے لائن ڈلنے کی تجویز گذشتہ صدی کے نصف آخر مین میری ریاست مین ہوئی تو اس زمانہ کی حکومت جوناگڈھ نے اسکی بہت مخالفت کی۔ مگر اب زمانے بدل گئے۔ اور حضور والا نے اپنے دورے مین اندازہ کیا ہوگا کہ کاٹھیاواڑ کی ریاستین اب اعلیٰ انتظام ریلوے کے فوائد کا کسقدر زیادہ احساس رکھتی ہین۔

پیشتر اسکے کہ مین جناب والا سے شاہ پور کُتیانہ ریلوے لائن کے افتتاح کی درخواست کرون نامناسب نہ ہوگا اگر اس اسکیم کے متعلقہ حالات کا مختصر تذکرہ کرون۔ تین سال سے کچھ ہی زیادہ ہوے کہ میرے موجودہ دیوان اس علاقہ سے گذرے جسمین سے ریلوے لائن گذرتی ہے اور انہون نے اس کی زرخیزی اور ریلوے لائن کی ضرورت کا احساس کر کے سوچا کہ جوناگڈھ کی خاص لائن سے کُتیانہ کو ملا دینا چاہیئے۔ مسٹر ایچ۔ ایس۔ ڈیویس ایجنسی انجنیر سے مشورہ کرنے کے بعد جنکے مشورہ اور امداد کے لئے مجھے بہت شکریہ ادا کرنا چاہیئے انہون نے میری منظوری کے بعد ایک اسکیم تیار کی۔ جو اس وقت کے ایجنٹ گورنر پی۔ ایس۔ وی۔ فیٹز جرلڈ صاحب کے سامنے پیش کی گئی۔ انہون نے اس اسکیم سے بہت دلچسپی کا اظہار کیا مگر چونکہ قرب وجوار کے ریلوے کے مالکون نے بعض اعتراضات کئے تھے انہون نے

بذات خود تمام مقامات کا معائنہ کیا اور گورنمنٹ کے سامنے برائے منظوری پیش کرنے سے قبل کامل تحقیقات مقامی معاملات کی کرلی۔ اسکیم بننے اور وزیر ہند کی آخری منظوری کے درمیان جو مدت گذری اسکی وجہ یہی ہے اور اس منظوری کے جلد ملجانے مین جناب والا نے جو امداد کی اسکے لئے مین ممنون ہون۔ اگر جناب والا کی ذات بروقت مداخلت اعانت نکرتی تو یہ نئی لائن اُن فوائد سے محروم رہتی جو روئی کی موجودہ فصل سے حاصل ہوئے۔ مسٹر سی۔ ایچ۔ اے۔ ہل مسٹر ایف۔ ڈبلیو۔ ایلیسن، ماناودر کے بابی فتح الدین خان اور بانٹوہ کے بابی سربلند خان بھی میرے شکریہ کے مستحق ہین کہ انہون نے اسکیم کو عملی جامہ پہنانے مین بہت مدد کی۔ اور میسرز رولنڈ، ہاڈو اور لطیف خان کی خدمات کا بھی اعتراف کرنا چاہئے کہ انہون نے نہایت مستعدی اور عجلت سے کام کو تکمیل تک پہنچایا۔

یہ برانچ لائن تیس میل سے زیادہ کے ایسے زرخیز رقبہ سے گذرتی ہے جس مین روئی کی پیداوار بہت ہے۔ اسلئے وہ بنتھلی، سردارگڈھ، ماناودر، بانٹوہ، اور کتیانہ کے قصبات اور وہان کی ستہتر ہزار سے زیادہ آبادی کیلئے بہت کارآمد ثابت ہوگی۔ انداذہ کیا جاتا ہے کہ ہر سال چار لاکھ چھیالیس ہزار پینسٹھ میل کی آمد و رفت ہوگی۔ اس لائن پر خرچ گیارہ لاکھ سے کچھ کم یعنی تقریباً پینتیس ۳۵ ہزار روپیہ فی میل ہوگا۔ ابتداءً مین منافع کا اندازہ ساڑھے چار فیصدی سے زیادہ ہے مین جناب والا کا بہت ممنون ہون کہ آپ نے زحمت برداشت کرکے یہان قدم رنجہ فرمایا اور اس ریلوے کے افتتاح کے لئے اپنے قیمتی وقت کی قربانی کی اور اب اُس اسپیشل ٹرین کو چلانے کی درخواست کرونگا جو شامیانہ کے پاس کھڑی ہے۔

اس کے بعد گورنر صاحب نے انگریزی مین تقریر فرمائی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

حضور والا، خواتین و حضرات! زمانۂ گذشتہ مین کاٹھیاواڑ مین ریلوے کی تعمیر کی

مخالفت تھی اب پُرانے حالات بدل گئے اور اب اس علاقہ کی ریلوے کا نظام خوشحالی و ترقی
کا زبردست ذریعہ ہو رہا ہے اور یہان کے حکمرانون کی دانشمندی اور جرأت کا نمایان ثبوت ہے
گذشتہ زمانے کے توہمات کے برخلاف اب کاٹھیاواڑ کی ریاستون مین اس بارے مین مقابلہ
اور رقابت ہو رہی ہے کہ کون اُن مقامات مین ریلوے لائن کو زیادہ توسیع دے جہان ابھی ضرورت
باقی ہے۔ ہِز ہائینس جام صاحب، مہاراجہ گائیکواڑ، مہاراجہ بھاؤنگر اور ریاست پوربندر سب
ریلوے کی تجاویز مین رقابت پر آمادہ ہین۔ اور شاہ پور کُتیانہ اُن تین اہم ریلوے تعمیرات مین سے
دوسری ہے جنکے نام کے ساتھ میرا یہ خوشگوار دورہ وابستہ رہے گا۔ میرا خیال ہے کہ کسی گورنر
کے لئے یہ ایسا تجربہ ہے کہ پہلے اس کی نظیر نہین ملتی اور عقلمند و روشن خیال فرمانرواؤن
کے ماتحت صوبہ کی روز افزون ترقی کا بڑا ثبوت ہے۔ اگرچہ اس ریلوے لائن کی مالک ریاست
جوناگڈھ ہے مگر اس کے فوائد صرف اسی حد تک محدود نہ رہین گے۔ عرصہ دراز سے یہ ضرورت
محسوس ہو رہی تھی کہ کُتیانہ اور درمیانی زرخیز علاقون کو ریلوے لائن سے ملایا جائے۔ یہ
ضرورت اب پوری ہو گئی جس سے کاشتکارون کو بہت فائدہ پہونچے گا۔ یہ بانٹوہ اور سردارگڈھ
کے حصہ دارون کے لئے بھی نعمت ثابت ہو گی۔ جنکی آج چیف آف مانا ودر کی سیادت مین یہان
نمائندگی ہو رہی ہے۔ میری خواہش تو تھی کہ اس تمام لائن پر سفر کر کے اُس زرخیز علاقہ کو دیکھتا
جسے یہ فائدہ پہونچائیگی اور چیف آف مانا ودر اور بانٹوہ کے حصہ دارون کی پیش کردہ مہمان نوازی
کو قبول کرتا۔ مگر مین اسقدر جوان نہین ہون اور مجھے اب ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ اس سفر مین
جو متعدد خوشگوار اور قابل فخر فرائض انجام دینے ہین اُن کے لئے اپنی قوت کو محفوظ رکھنے کیلئے
احتیاط کرون۔ جیسے جیسے وقت گذریگا آپ کو نواب صاحب کے جذبۂ ترقی کی زیادہ قدر ہوتی جائیگی
کہ انہون نے ریلوے لائن مین یہ توسیع کر کے کیسا فائدہ پہونچایا۔ اور وہ بالواسطہ فوائد علیحدہ

رہے جو ایک منتظم ریلوے کے نظام سے زراعت کی ترقی کی شکل میں ہوتے ہیں۔ مجھے معلوم ہے
کہ اس قابل قدر ریلوے لائن کی تعمیر میں کچھ تاخیر ضرور ہوئی ہے۔ اسکی وجہ زیادہ تر دیگر مالکان
ریلوے کے اعتراضات اور دوسرے اسباب ہیں۔ لیکن تیس میل لمبی لائن کا مفصل پیمائش
کے بعد دو سال میں مکمل ہو کر افتتاح ہو جانا کسی ایسی تاخیر پر دلالت نہیں کرتا کہ اسکے لئے بڑی شکایت
کا موقع ہو۔ پہلے کاٹھیاواڑ میں عاجلانہ و خود مختارانہ کارروائیاں ہوتی تھیں۔ مگر اب ان کی جگہ
مدبرانہ طرز عمل اختیار کیا جاتا ہے اور یہ ضروری ہے کہ غالب طاقت متضاد مطالبات پر جو اس
صوبہ کے پیچیدہ نظام حکومت کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں پورے غور و تدبیر اور انصاف سے
کام کرے۔ ہم سب کو معلوم ہے کہ انصاف کی رفتار بعض اوقات سست ہوتی ہے مگر تھوڑی
بہت تاخیر میں مضائقہ نہیں مگر ایسا نہ ہو کہ ذرا سی عجلت سے ایسے کام ہو جائیں جن سے ناانصافی
کی صورت قائم ہو جائے۔ گورنمنٹ ریلوے کے انتظام کے متعلق والیان کاٹھیاواڑ کی خواہشات
پر عمل کرنے اور مجوزہ توسیع کی اسکیموں میں تاخیر کے امکانات کم کرنے کی بہت کوشش کر رہی ہے
اور امید ہے کہ آئندہ یہ توسیعات زیادہ عجلت کے ساتھ ہو سکیں گی۔ شاہ پور کُتیانہ ریلوے
کی افتتاح کا اعلان کرتے ہوئے جو ابھی کرنے والا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ نواب صاحب
اس دانشمندانہ کوشش کے ثمرات دیکھنے کے واسطے مدت دراز تک زندہ رہیں گے۔ اور اس
لائن سے حصہ داروں اور کاشتکاروں کو فائدہ پہنچانے میں انتہائی کامیابی ہوگی جن پر
ہندوستان کی آبادی کا دارومدار ہے۔

تقریر ختم ہونے کے بعد مانا وور کے فتح الدین خان صاحب اور بانٹوہ کے حصہ دار جو گورنر صاحب
کی ملاقات کے لئے اس موقع پر ایجنسی کی دعوت پر حاضر ہوئے تھے اُن کا یکے بعد دیگرے علی قدر
مراتب سورٹھ کے پولیٹکل ایجنٹ صاحب نے گورنر صاحب سے تعارف کرایا۔ اس کے بعد شاہ پور

کُتیانہ ریلوے کے آسسٹنٹ انجینیر اور ریاست کے انجینیر محمد لطیف خان اور اُن کے ماتحتون کو نواب صاحب کی طرف سے دیا ہوا قیمتی انعام گورنر صاحب کے ہاتھ سے تقسیم کیا گیا۔ ہار پھول پہنائے جانے کے بعد ریلوے لائن کا افتتاح کرنے کے لئے گورنر صاحب اور نواب صاحب و دیگر اکابر نئی لائن پر کھڑی ہوئی اسپیشل کے سامنے تشریف لائے۔ انجن اور گاڑیون کو سنہری روپہلی چیزون اور ہار پھول سے آراستہ کیا گیا تھا۔ گورنر صاحب اور نواب صاحب وغیرہ پلیٹ فارم سے گاڑی مین سوار ہوے اُسوقت گورنر صاحب نے سنہری خوبصورت سیٹی بجائی اور نقشین و نفیس مخمل کی جھنڈی ہلائی۔ اور اسپیشل ٹرین حرکت مین آئی۔ اس وقت تمام مجمع کے مسرت خیز نعرون سے اسٹیشن گونج گیا اور سترہ توپین داغی گئین جیسے جیسے ٹرین آگے بڑھتی گئی لائن کے ادھر اُدھر دیہات و قریات کے آئے ہوئے آدمیون اور طالب علمون نے خوشی کے نعرے بلند کئے۔ اور باجے والون نے ڈھول بجایا اور ہر طرف سے مسرت کے مظاہرات ہونے لگے۔ اسپیشل ٹرین شاہ پور سے دو میل تک جاکر واپس ہوئی۔ اس وقت بھی پلیٹ فارم پر جمع شدہ لوگون نے گورنر صاحب اور نواب صاحب کا پرجوش نعرہ ہائے مسرت سے خیر مقدم کیا۔ اسکے بعد گورنر صاحب و نواب صاحب وغیرہ اسپیشل مین جوناگڈھ تشریف لائے۔

شام کے ساڑھے پانچ بجے گورنر صاحب اور نواب صاحب لال باغ مین ایوننگ پارٹی مین شرکت کیلئے تشریف لائے۔ وہان فوارہ کے پاس تیار کردہ نشست کے سامنے گورنر صاحب کا تعارف دیوان صاحب نے شہر کے شرفاء و حکام سے کرایا۔ باغ مین ایک گھنٹہ ٹھیرنے کے بعد چہار اسپہ چاندی سونے کی گاڑی مین گورنر صاحب مع نواب صاحب کے بیٹھکر اسٹیشن دروازے سے شہر مین داخل ہوتے ہوے روشنی کا نظارہ فرماتے بلاول دروازے سے رسول منزل مین تشریف لائے۔ اس وقت رسول منزل کے پلیٹ فارم پر اسپیشل ٹرین کھڑی تھی گورنر صاحب

اُس میں بیٹھکر تقریباً رات کے سوا آٹھ بجے بھاؤنگر کی طرف روانہ ہو گئے۔ رخصت کے وقت کی سترہ توپوں کی سلامی اس وقت رات ہونے کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ دوسرے روز صبح کو چھ بجے ہوئی۔ رخصت کے وقت گورنر صاحب نے تمام انتظامات اور روشنی وغیرہ کی نہایت خوش کن الفاظ میں تعریف کی۔

جاتے وقت گورنر صاحب کے کھانے کا انتظام وڈال اسٹیشن پر جوناگڈھ کے مہمان کی حیثیت سے ہوا۔ وہاں کئی گھنٹہ آرام فرمانے کے بعد ہز ایکسیلینسی جوناگڈھ کی حدود سے آگے تشریف لیگئے۔

نواب صاحب کو خطاب کی مبارکباد پیش کرنے کیلئے دربار کا منعقد ہونا۔

۲۳ مارچ کو شام کے ۵ بجے گلزار رسول باغ میں ایک شامیانہ میں دربار منعقد ہوا جس میں ہز ہائنس کی رعایا مختلف مقامات سے کثیر التعداد میں جمع ہوئی اور جی۔سی۔ایس۔آئی کے خطاب کی مبارکباد دینے کیلئے چوبیس ۲۴ تہنیت نامے پیش کئے۔ تہنیت ناموں کے جواب میں حضور نواب صاحب نے مالگذاری اور دیگر شعبوں میں حسب ذیل مراعات کا اعلان فرمایا:-

(۱) گذشتہ تین سال میں تین لاکھ سترسٹھ ہزار روپئے معاف کردئے گئے تھے انکے علاوہ مالگذاری کا بقایا بقدر ایک لاکھ پینتالیس ہزار روپیہ معاف کیا جاتا ہے۔

(۲) شہر جوناگڈھ میں مکانات کے واسطے جن لوگوں نے زمینیں خرید کی تھیں اُن کو چھ ہزار سات سو پچاس روپئے معاف کردئے جاتے ہیں۔

(۳) گیر کے جنگلات میں رہنے والے دیہاتیوں سے "گھی تلیا" کا جو محصول برآمد لیا جاتا تھا وہ معاف کردیا جاتا ہے۔

(۴) گیر کے مضافات میں سے گھاس اور ایندھن کی گٹھڑیوں پر جو بلاول اور پٹن جاتی تھیں جو محصول تھا وہ معاف کردیا جاتا ہے۔

(۵) پنشن کا قاعدہ جاری کیا جائے گا۔

(۶) اراضی مکانات میں تصرف کرنے کے متعلق جو سخت جرمانے کرنے کا قاعدہ تھا اسکو منسوخ کر دیا جاتا ہے۔

وفات ہز میجسٹی ایڈورڈ ہفتم

۷ مئی کو ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کی وفات کے حادثۂ جانکاہ کی خبر جونا گڈھ پہنچی۔ نواب صاحب کو اس خبر پر بہت صدمہ ہوا اور اظہار تعزیت کے تار گورنر صاحب بمبئی اور ایجنٹ گورنر صاحب راجکوٹ کو بھیجے گئے پھر نواب صاحب نے اس افسوس ناک واقعہ کی خبر کا ایک غیر معمولی ریاستی گزٹ سے اعلان کیا۔ جس میں شہنشاہ کی اچانک وفات پر بہت رنج کا اظہار کیا۔ یہ بھی احکام جاری ہوئے کہ تمام ریاست میں عام ماتم ہو۔ تمام دفاتر، درسگاہیں اور دوکانیں تین روز کے لئے اظہار تعزیت کے طور پر بند کر دی گئیں۔ ریاست کا جھنڈا ماتمی طریقہ پر قائم کیا گیا۔ ایک سو ایک توپیں ریاست کے توپخانہ سے چھوڑی گئیں۔ اور آخری توپ کے فیر کے ساتھ علم سرنگون کر دیا گیا۔ دوسرے روز نواب صاحب کے حکم سے دیوان صاحب کی صدارت میں ایک عام جلسۂ تعزیت منعقد ہوا اور غربا کو خیرات تقسیم کی گئی نواب صاحب آل انڈیا میموریل فنڈ کے وائس پیٹرن ہوئے جو ملک معظم صاحب کی یادگار قائم کرنے کے واسطے تمام ہندوستان کے لئے قائم ہوا تھا اور اس فنڈ میں پانچہزار روپیہ کا عطیّہ بذات خود عنایت فرمایا۔ مزید برآں پندرہ ہزار روپیہ کا عطیّہ بمبئی پریسیڈنسی میموریل کے واسطے دیا۔

اعلان تخت نشینی

۹ مئی کو اعلان ہوا کہ ہز میجسٹی جارج پنجم ہندوستان کے شہنشاہ ہوئے ہیں۔ ریاست کا جھنڈا بلند کیا گیا۔ اور ایک سو ایک توپوں کی سلامی ہوئی۔ اس موقع کی یادگار میں جیل کے کئی قیدیوں کی سزائیں معاف کرنے کا نواب صاحب نے اعلان فرمایا اور غربا کو خیرات دی

دیوان صاحب کا انڈیا کونسل میں ممبر مقرر ہونا اور نائب دیوان کا تقرر

بیگ صاحب دیوان چونکہ انڈیا کونسل

لندن کے ممبر مقرر ہوگئے لیکن اس خیال سے کہ شاید آب وہوا کی ناموافقت کی وجہ سے وہ لندن سے جلد واپس آجائیں اسلئے اس عہدے پر کوئی فوری تقرر نہ ہوا اگر احمد آباد والے مسٹر عبداللہ میاں عثمان میاں قریشی ۲۴ مئی سے نائب دیوان مقرر ہوے بیگ صاحب ۴ جون کو اپنی نئی خدمات کے لئے جوناگڈھ سے روانہ ہوگئے حضور حکم کے مطابق بیگ صاحب کی جگہ قریشی صاحب بی۔جی۔جے۔پی ریلوے کے بورڈ آف کنٹرول کے اور جیتلسر راجکوٹ ریلوے کے سین ڈیکیٹ کے جوناگڈھ ریاست کی طرف کے ممبر مقرر کئے گئے۔

گاؤں کڑایا کا مہابت گڈھ نام رکھا جانا

محال چورواڑ کے گاؤں ’کڑایا‘ کا نام شاہزادہ صاحب محمد مہابت خان کے نام پر **مہابت گڈھ** تاریخ ۳ ڈسمبر سے رکھا گیا۔

رسم افتتاح مہابت خانجی یتیم خانہ

مہابت خانجی یتیم خانہ کا نام شاہزادہ محمد مہابت خان صاحب کے نام پر رکھا گیا ہے۔ اس کی رسم افتتاح ۱۳ ڈسمبر کو نائب دیوان صاحب کے ہمراہ شاہزادہ صاحب کے ہاتھوں سے ہوئی۔ یتیم خانہ کا اہتمام مصنف کے سپرد کیا گیا۔

مردم شماری

جوناگڈھ کی آئندہ سال کی مردم شماری کے واسطے مسٹر کھڑ جنرل سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے۔

سنہ ۱۹۱۱ء

نواب صاحب کی وفات

نواب صاحب کو مرض قلب کی شکایت تھی دہلی کے مشہور حکیم اجمل خان کو جوناگڈھ بلاکر مشورہ لیا تھا اور اُن کی تجویز کے مطابق دوا استعمال کرنیوالے تھے کہ موت نے فرصت نہ دی اور تاریخ ۲۰ محرم سنہ ۱۳۲۹ھ مطابق ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء کو اتوار کے دن شام کے تین بجے ۵۳ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ تین روز تک تمام دفاتر اور درس گاہیں تعزیت کے لئے بند کردی گئیں اور بازار میں ہڑتال رہی۔ تجہیز و تکفین ایک فرمانروا کے مرتبہ کے شایان شان طریقہ پر ہوئی۔ نواب صاحب مہابت مقبرے میں مدفون کئے گئے۔ ہز ہائنس کی اچانک وفات کی

خبر سے اُن کے تمام دوستوں ہواخواہوں اور بالخصوص والیان ریاستہائے کاٹھیاواڑ کو سخت صدمہ ہوا۔ امپیریل دربار دہلی میں نواب صاحب کے قیام وغیرہ کے واسطے انتظامات کرنے کیلئے نائب دیوان دہلی گئے ہوئے تھے۔ ان کو تار دیکر واپس بلایا گیا۔ گورنر صاحب، ایجنٹ گورنر اور متعدد والیان ریاستہائے کاٹھیاواڑ و مقامات دیگر کے تعزیتی پیغامات موصول ہوئے بعد میں ہز ہائنس جام صاحب رنجیت سنگھ تعزیت کے واسطے جوناگڈھ تشریف لائے اور سوگ اتارنے کی رسم بھی انہوں نے ہی ادا کی۔

چونکہ شاہزادہ ولیعہد صاحب محمد مہابت خان کی عمر نواب صاحب کی وفات کے وقت گیارہ سال کی تھی۔ ریاست کا انتظام ایجنسی کے سپرد ہوا۔

نواب صاحب کے اوصاف نواب صاحب سر محمد رسول خان نہایت نیک سیرت اور درویش صفت آدمی تھے مسند نشینی سے پیشتر آپ لوازمات امارت سے نفور تھے اور محض درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ مسند نشینی کے بعد بھی آپ کے اخلاق حسنہ میں کچھ تغیر واقع نہیں ہوا آپ بالکل سادگی پسند اور بے تکلف تھے۔ گرد و پیش کے لوگوں کے ساتھ آپ کا برتاؤ نہایت عمدہ ہوتا تھا۔ نہایت دانشمندی کے ساتھ اُن کی ضروریات کی خبرگیری کرتے تھے۔ علما مشائخ اور ہر قسم کے

(حاشیہ صفحہ ۶۰۲) 51 ہجری سن کے مطابق۔

52 غلام علی خان کامل نے حسب ذیل تاریخ کہی ہے:۔

گذر گئے شہ سورٹھ جو بیسویں تاریخ	ہوا یہ اور محرم میں غم جہان کے لئے
سہا نہ جائے کسی سے جو تھا یہ وہ صدمہ	تن و دل و جگر و جانِ ناتوان کے لئے
ہوئی یہ فکر بھی کامل کہ لکھوں سالِ وفات	جو یادگار رہے بعد ہر زمان کے لئے
ندا ہوئی کہ خدا سے ہیں طالبِ بخشش	حسین امام۔ محمد رسول خان کے لئے
	۱۳ ہجری ۲۹

اہل کمال جو جوناگڈھ آتے اور جن کو خوش قسمتی سے نواب صاحب کی حضور مین حاضر ہونے کا موقع ملتا ان سے آپ نہایت مہربانی اور اخلاق کے ساتھ ملتے اور حسب حیثیت انکو خلعت اور رخصتانہ مرحمت فرماتے۔ رعایا کی بہبودی کا آپ کو اسقدر خیال رہتا تھا کہ آپ بعد نماز رعایا کی بہتری کی دعا کرتے اور طبیعت مین صلح پسندی اسقدر تھی کہ جب کشتی ہوتی اور دو پہلوان لڑتے تو آپ ان کے لئے ایسی دعا کرتے جو دونون کے حق مین بہتر ہوتی یعنی فرماتے کہ اے خدا دونون کی عزت رکھیو۔ کئی مرتبہ شہر جوناگڈھ مین زور وشور سے طاعون آیا اور گو نواب صاحب سال بھر مین کئی مرتبہ شہر سے باہر تشریف لیجاتے یا شکر باغ کے قریب گلزار رسول مین قیام فرماتے مگر طاعون کے زمانے مین خاص طور پر شہر سے باہر جانا پسند نہ کرتے تھے ایسے وقت مین وزیر صاحب وغیرہ آپ کو باہر چلے جانے کے لئے بہت فہمائش کرتے مگر آپ استقلال اور ثابت قدمی سے شہر ہی مین رہتے۔ چونکہ آپ کو خیال رہتا تھا کہ ایسے مواقع پر شہر والون مین گھبراہٹ اور بے چینی نہ پھیلے کیونکہ آپ کو اس بات کا یقین تھا کہ موت کسی جگہ بھی چھوڑنے والی نہین ہے۔ چنانچہ ایسے موقع پر آپ کے محل مین بخاری شریف کا ختم ہوا کرتا تھا اور ہمیشہ کے لئے شہر کے گرد یسین شریف پڑھنے والے مقرر تھے۔

نواب صاحب بہت شجیع رحمدل پابند مذہب اور غرور سے پاک تھے وہ غربا کی بڑی امداد کرتے تھے اور درویشانہ زندگی بسر کرتے ہوئے رعایا کی پدرانہ شفقت کے ساتھ نگرانی کرتے تھے ہر جمعرات کی شام کو جب آپ کی صحت اجازت دیتی تو بادام والی کچہری مین دو گھنٹہ تک دربار عام کرتے تھے اور اس موقع پر رعایا کے غریب سے غریب لوگ بھی آپ سے گفتگو کر سکتے تھے۔ کسی کو حاضری سے منع نہ کیا جاتا تھا اور کوئی حاجتمند ایسا سننے مین نہین آیا جس کی شکایت رفع نہ کی گئی ہو۔

نواب صاحب انصافی کامون پر باریک نظر رکھتے تھے۔ آپ سمجھتے تھے کہ رعایا کی ترقی و

خوشحالی بھی دانشمندانہ نگرانی کے معیار ہین۔ آپ کی اصلاحات مین قابل ذکر یہ ہین جنگلات کی حفاظت سائنٹیفک طریقہ پر کرنے کا انتظام کیا۔ محکمۂ زراعت کو مضبوط بنیادون پر قائم کیا۔ اور مالیات مین بہت ترقی دی۔ مزروعہ رقبہ کا اضافہ اور کنوؤن اور نہرون سے آب پاشی ہونے والی زمین مین زیادتی ہوئی۔ اسی طرح تجارت مین بہت ترقی ہوئی کیونکہ تجارتی مال پر جو ٹیکس لیا جاتا تھا اس مین آپ نے معقول تخفیف فرمائی۔ عوام کی بہبودی کے لئے ریلوے کی شاخ نکو بڑھایا کیونکہ اسمین زیادہ منافع نہین ہوتا۔ خاص ضرورت کے لئے شراب فروشی کی خاص شرطون پر صرف شہر جوناگڈھ مین ایک دوکان رکھکر باقی سب دوکانین بند کرادین۔

نواب صاحب کی عملی کریم النفسی اس سے ظاہر ہے کہ کاشتکارون کو سرکاری تحصیل کی بڑی بڑی رقمین کئی مرتبہ معاف فرمائین۔ آپ کی اس دریادلی اور فیاضی سے جو آپ کے زمانۂ انتظام ریاست کی ایک نمایان خصوصیت رہی ہے کہ آپ نے کئی جاگیردارون کو بھی بڑی بڑی رقمین معاف فرمائین۔ آپ نے کئی مرتبہ اپنی ریاست مین دورہ کیا اور اپنی رعایا کے حالات خود بنفس نفیس ملاحظہ فرمائے اور اُن کو کئی نوازشات و مراعات سے سرفراز کیا۔ برٹش سرکار نے وقتاً فوقتاً اظہار وفاداری کی داد دی ہے اور ان کے رفاہ عام وغیرہ کامون کی بہت تعریف کی ہے۔

نواب صاحب نے وفات سے پہلے پنشن کا قاعدہ جاری کرنے کا اعلان کیا۔ آپ مین قدردانی کا مادّہ اسقدر تھا کہ جس جس نے نمایان خدمات انجام دی تھین ان کو خوب انعام دیا اور خاص کر کے غریب ملازمون کو پنشن کے طور پر اُن کی پوری تنخواہ مرحمت فرمائی۔ چاندماری بازکی لڑائی اور پہلوانون کی کشتی کبھی کبھی دیکھنے کا شوق تھا۔ کئی فیلبان، بازوالے اور پہلوان ملازم تھے۔ اسی طرح عالم، مولوین، شاعرون اور حکیمون کا دربار مین خوب مجمع ہوتا تھا۔ نواب صاحب

ان کو بھی خوب انعام واکرام عنایت فرماتے تھے۔ بعض وقت ادنیٰ ادنیٰ آدمیونکو بھی بڑی بڑی قیمتی اور قیمتی چیزین عطا فرماتے تھے۔ قحط کے زمانے مین بھی اپنی رعایا کی خوب امداد کی۔ یتیمون کا آپ کو اسقدر خیال رہتا تھا کہ آپ نے مہابت خانجی یتیم خانہ قائم کیا۔ آپ کی طرف سے حاجیون کو معقول مدد اور غربا کے لئے لنگر خانے جاری رہے۔

نواب صاحب کو بندوق کا صحیح نشانہ لگانے مین خاص کمال تھا جسکی نظیر بہت کم مل سکتی ہے۔

مرحوم نواب صاحب محمد مہابت خان کے عہد مین ۱۲۸۳ھ اور ۱۲۸۴ھ مین جو مکانات مکہ معظمہ مین شیخ محسن بن شیخ عبد الحبیب کی معرفت خریدے گئے تھے وہ ان نواب صاحب کے زمانے مین بڑے خرچ سے ترمیم کئے گئے اور جو آجکل سرکار جوناگڈھ کی رباط کے نام سے مشہور ہین۔ ایک معلّم ان کی نگرانی پر مامور کئے گئے ہین۔

راجکوٹ مین ریاست کا ایک مکان ہے جو "جوناگڈھ اوتارا" کے نام سے موسوم ہے اسمین ترمیم کیگئی اور اس کے ساتھ ایک مسجد بھی بنائی گئی ہے۔ نواب صاحب کا خیال تھا کہ راجکوٹ مین ایک نفیس عمدہ مکان بنایا جائے۔ مگر آپ کے بعد ایڈمنسٹریشن کے زمانے مین وہان عمدہ عالیشان مکان تیار کیا گیا۔

آپ ہی کے عہد مین اشوک کے کتبہ پر عمارت بنائی گئی اور سومنات کا پرانا مندر بطور یادگار پندرہ ہزار روپئے کے خرچ سے ترمیم کیا گیا۔

محکمۂ تعلیم مین قابل غور بات یہ ہے کہ مسلمانون کی پسماندہ قوم کے لئے تمام ریاست مین تعلیم مفت کردی۔ بہت سے طالب علم علیگڈھ کالج بھیجے گئے۔ اسی طرح سے ہندؤن کو بھی فراخدلی سے وظائف دئے گئے۔ بہاؤالدین کالج مین فی صدی پچیس ہندو طلبہ کا مفت داخلہ مقرر کیا گیا۔

آپ ہی کے عہد مین مجموعۂ تعزیرات ہند۔ ضابطۂ فوجداری۔ ضابطۂ دیوانی۔ اور قانون میعاد

سمر پیلیس۔ بلاول

ریسیڈنسی۔ راجکوٹ
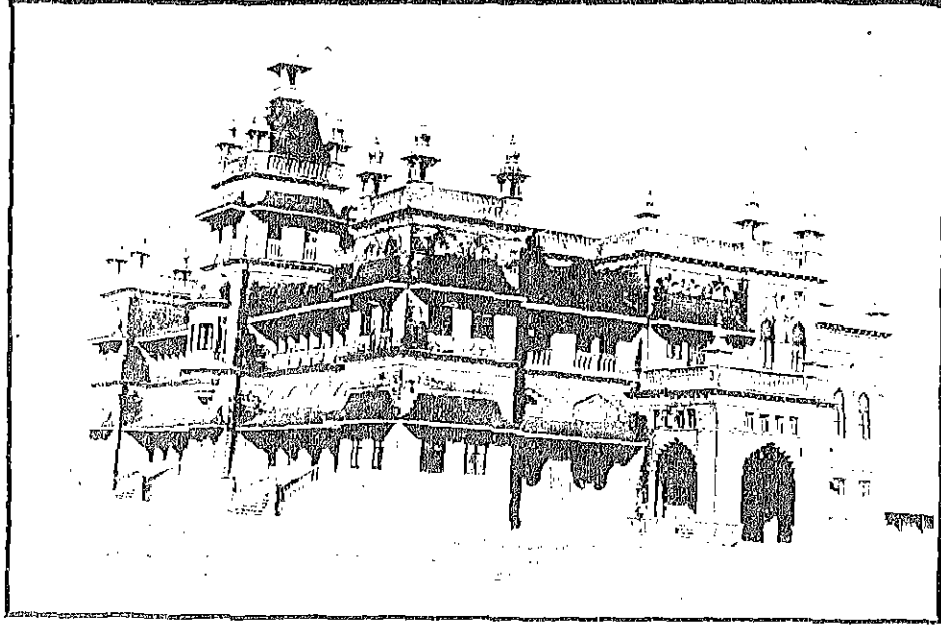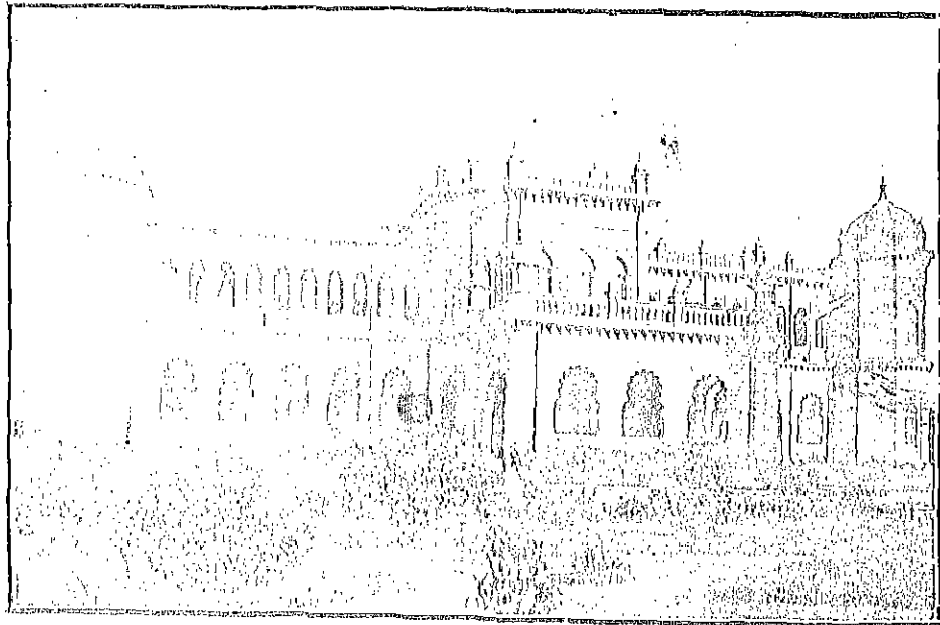
وغیرہ ترمیم کئے گئے اور کئی قانون نئے بنائے گئے۔

نواب صاحب کو اچھے اچھے کاٹھیاواڑی گھوڑے رکھنے کا بڑا شوق تھا اور ہند کے بہت سے بڑے والیان ریاست کو ضرورت محسوس ہوتی تو بغیر قیمت لئے آپ اُن کو دیدیتے۔

نواب صاحب کبھی کبھی شام کے وقت تفریحاً پھرنے چلے جاتے تھے اس وقت سواری کے لئے خاص اہتمام کیا جاتا اور ہزارون لوگ آپ کو کورنش کے لئے برسر راہ کھڑے رہتے تھے۔

حسب رواج آپ کے عہد مین بھی دونون عید کے جشن برابر ہوتے تھے عید کی سواری برابر ہوتی تھی اور جلوس مین ہاتھی گھوڑے لانسرس پولس ڈنکہ نشان وغیرہ ہوتے تھے۔ نواب صاحب کبھی کبھی ہاتھی پر بیٹھتے یا چہار اسپہ گاڑی مین سواری کرتے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد راج محل مین دربار ہوتا اور اسمین "ہاتھ لگائی" (نذرانہ) کی رسم ادا ہوتی۔ ایسا دربار ایک یا ڈیڑھ ساعت جاری رہتا تھا۔

حسب رواج آپ کے عہد مین آپ کی سالگرہ کے دن اور محرم مین عشرہ کے روز کئی قیدیونکو رہائی دیجاتی۔

نواب صاحب مرحوم نے اپنے عہد مین کئی مواضعات اور وظائف مسلمان اور ہندوئنکو عطا کئے

نواب صاحب مرحوم کے عہد حکومت مین رفاہ عام کے بہت سے کام ہوئے۔ بہاؤالدین کالج اور اس کی ہوسٹل۔ بہادر خانجی لائبریری اور میوزیم۔ رسول منزل۔ رسول خانجی واٹر ورکس۔ رسول خانجی ہاسپٹل (شہر مین) رسول خانجی ہاسپٹل (شہر کے باہر) نورتھ کوٹ ٹینک کرزن نہر۔ بلاول مین سمر پیلیس (راج محل) ریلوے مین اضافہ ریلوے اسٹیشنون کے قریب دھرمسالہ۔ داتار کی سیڑھیان۔ مسجدین سرائین۔ سڑکین۔ پل۔ اور متفرق مکانات مین قریب ۵۰ لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ مہابت مقبرہ جامع مسجد اور اسکے مقابل سرکل۔ خاص کچہری۔ اسٹیشن دروازہ مع کلاک ٹاور، سردار باغ کا بنگلہ۔ لال باغ کا بنگلہ۔ اناج منڈی (گرین مارکیٹ) بقالہ مارکیٹ وغیرہ کا کام آپ کے عہد مین ختم ہوا۔

علاوہ ازین حسب ذیل کامون کے لئے بڑی بڑی رقمین بطور اعانت عطا کین:-

کاٹھیاواڑ کے جنرل فنڈ مین ایک لاکھ چوپن ہزار روپیہ، کاٹھیاواڑ کے ایجوکیشنل انسپکشن فنڈ مین ۳ ہزار روپیہ، راجکوٹ مین جو زنانہ ہاسپٹل قائم ہوا ہے اور جس کا نام رسول خانجی ہاسپٹل فور ویمین ہے اس مین ایک لاکھ روپیہ سے زائد خرچ، راجکوٹ مین ڈیوک آف کونوٹ کی یادگار مین کونوٹ ہال کی تعمیر مین ۱۶ ہزار روپیہ، ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند وکٹوریہ کی ڈائمنڈ جوبیلی کے راجکوٹ کے فنڈ مین ۳۲ ہزار روپیہ، ملکہ معظمہ وکٹوریہ صاحبہ، ڈیوک آف کونوٹ، پرنس البرٹ وکٹر وغیرہ کی تصویرین راجکوٹ کونوٹ ہال کے لئے ۳ ہزار روپیہ، ملکہ معظمہ وکٹوریہ صاحبہ کے آل انڈیا میموریل فنڈ مین ۱۵ ہزار روپیہ اور ان کے بمبئی پریسیڈنسی میموریل فنڈ مین ۵ ہزار روپیہ، ایڈورڈ ہفتم صاحب کے آل انڈیا میموریل فنڈ مین ۵ ہزار اور ان کے بمبئی پریسیڈنسی میموریل فنڈ مین ۱۵ ہزار روپیہ، بمبئی مین پرنس آف ویلز صاحب کے میموریل مین ۱۲ ہزار روپیہ، راجکوٹ راجستھانی کورٹ کے چندے مین ۱۰ ہزار دو سو روپیہ، مدار المہام وزیر شیخ محمد بہاؤالدین صاحب کی یادگار مین (بہاؤالدین کالج کے علاوہ) ۱۱ ہزار روپیہ، لیڈی ڈفرن میموریل فنڈ مین ۷ ہزار روپیہ، کاٹھیاواڑ کی پہلی تعلیمی کانفرنس کو ۵ ہزار روپیہ، نڑیاد کی پبلک لائبریری کی عمارت مین ۵ ہزار روپیہ، بمبئی انجمن اسلام کو ۲۷۰۰ روپیہ، پونہ کی فرگیوسن کالج کی عمارت مین ۳ ہزار روپیہ، دیوان ہرداس وہاریداس میموریل فنڈ مین ۲ ہزار روپیہ، لیڈی کلارک میموریل فنڈ مین ۲½ ہزار روپیہ، حیدرآباد ریلیف فنڈ ۲۱۰۰ روپیہ، راجکوٹ کے میموریل انسٹیٹیوٹ مین ایک جوڑا شیر ببر کا پتھر کا رکھا گیا جسکی لاگت ۳۵۰۰ روپیہ، لارڈ منٹو کے آل انڈیا میموریل اسٹیچو کے لئے ۳۲۰۰ روپیہ، راجکوٹ کے گھوڑ دوڑ مین ۲½ ہزار روپیہ، جیسلمیر مین ریلوے ملازمون کے انسٹیٹیوشن مین ۵ ہزار روپیہ، کراچی کے اسلامیہ مدرسہ کی تعمیر مین ۱۰ ہزار روپیہ، کانگڑا ویلی ریلیف فنڈ (پنجاب) دو ہزار روپیہ، بمبئی کے وکٹوریہ گارڈن مین شیر رکھنے کے پنجرے ۲۸۷۵ روپیہ،

نواب صاحب محمد بہادر خان کی تصویر راجکمار کالج ۱۷۵۰ روپیہ، ہکنٹن میموریل فنڈ ۱½ ہزار روپیہ، وانکانیر رگھناتھ مندر مین ۱½ ہزار روپیہ لفٹنٹ گورڈن میموریل فنڈ ایکہزار روپیہ فیمیل ٹریننگ کالج مین اسکالرشیپ ایکہزار روپیہ، اسکاٹ میموریل فنڈ ایکہزار روپیہ، بنگلور اور پونہ کے انجمن اسلام کے طلبہ کو ایکہزار روپیہ، کلکتہ مین اسلامیہ بورڈنگ ہاؤس ایکہزار روپیہ، الہ آباد منٹو میموریل پارک اور پیلر ۱½ ہزار روپیہ، راجکوٹ کے بھٹ منی شنکر وبیٹھل جی کے دواخانہ کو ۱½ ہزار روپیہ، ڈاہیا بھائی پتامبر داس کو انگلینڈ مین معدنیات کی تعلیم پانیکے لئے ۱۲۰۰ روپیہ، محتاج حاجیون کا چندہ ایکہزار روپیہ، لندن کے اسپرنٹو کا چندہ ایکہزار روپیہ، کرزن و ولی میموریل فنڈ ایکہزار روپیہ، جسٹس کرو اور مسز کروز سینر فنڈ (جمشید جی ہاسٹل کے لئے) ایکہزار روپیہ، جسٹس رانیڈے میموریل فنڈ ایکہزار روپیہ، پنڈت گوکلال میموریل فنڈ ایکہزار روپیہ، لیڈی نورتھ کوٹ کے فینسی فیٹ (مبئی) ۷۰۰ روپیہ، نواب عبد اللطیف خان کی یادگار مین ۵۰۰ روپیہ، ہائیکورٹ کے چیف جسٹس سر سی سر جینٹ میموریل فنڈ ۵۰۰ روپیہ، کلکتہ کے پاس شدہ مسلم طلبہ کو تمغہ ۵۰۰ روپیہ، پونہ کے پروفیسر کے۔ ڈی۔ نیگام والا کو کسوف شمسی کے معائنۂ رصدی کے لئے ۵۰۰ روپیہ، راؤ بہادر گوپالجی سور بھائی میموریل فنڈ ۵۰۰ روپیہ، گنپت رائے گودھا در امیموریل فنڈ ۵۰۰ روپیہ، ڈسٹرکٹ چیریٹبل سوسائٹی کلکتہ ۵۰۰ روپیہ، وغیرہ۔

اسکے علاوہ اور بھی بہت سی امداد نواب صاحب نے دی ہے جنکی تفصیل موجب طوالت ہوگی۔ گجرات اور کاٹھیاواڑ کے عام چندون مین قریب چار لاکھ روپیہ دیا۔ ہندوستان کے دیگر مقامات مین بھی بڑی رقمین نیک کامون مین بطور امداد عنایت فرمائین۔ وفات سے پہلے آپ کی خدمت مین علیگڈھ کی مسلم یونیورسیٹی کا ایک وفد حاضر ہوا تھا اور اس یونیورسٹی کو ایک لاکھ روپیہ کا عطیہ مرحمت فرمانیکا آپکا ارادہ تھا۔ اسی طرح آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس اور علیگڈھ کالج کو بھی

وقتاً فوقتاً امداد دیتے رہے۔

نواب صاحب کو مسلمانون کی تعلیم سے جو گہری دلچسپی تھی اس کی وجہ سے ڈسمبر ۱۹۱۱ء میں آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرس منعقدہ دہلی نے حسب ذیل رزولیوشن منظور کیا جو جوئنٹ آنریری سکریٹری کانفرس کی طرف سے ریاست کو بھیجا گیا۔

" ہز ہائنس نواب محمد رسول خان جی صاحب آف جوناگڈھ کی بے وقت افسوسناک وفات پر یہ کانفرس اظہار غم کرتی ہے۔"

اڈمینسٹریٹر جوناگڈھ نے حسب ذیل جواب دیا:۔

" جناب عالی۔ ہز ہائنس سر رسول خان جی نواب صاحب جوناگڈھ کی افسوسناک وفات پر آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرس نے تعزیت کے جن عنایت آمیز جذبات کا اظہار فرمایا ہے اُن کے واسطے مَیں ہز ہائنس بی بی صاحبہ، کمسن نواب صاحب اور رعایائے جوناگڈھ کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہون"

امیر الامرا ناصر الاسلام مدار المہام وزیر اعظم

شیخ محمد بہاؤالدین صاحب سی آئی ای
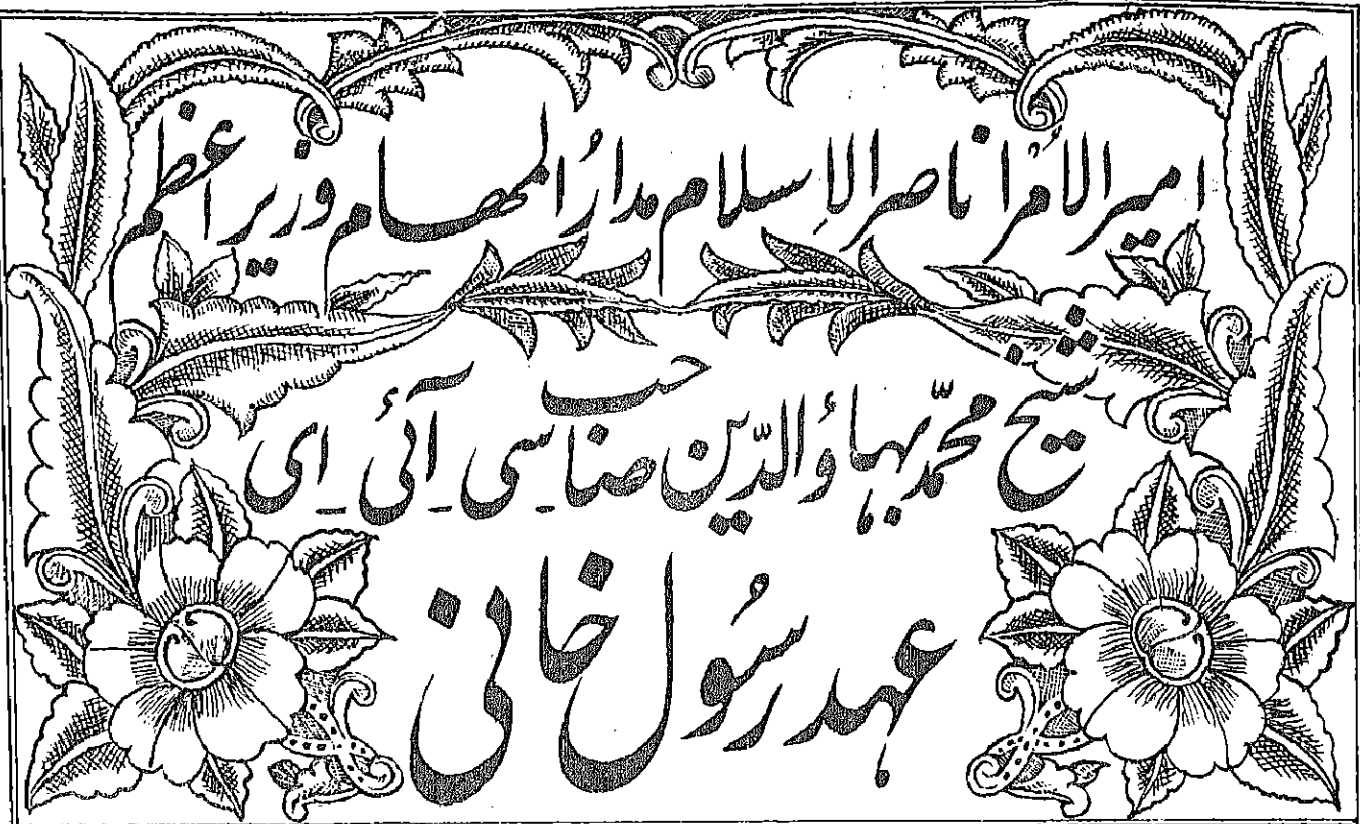
عہد رسول خانی

نواب صاحب و وزیر صاحب کے تعلقات

اس اقبالمند وزیر اعظم شیخ محمد بہاؤالدین صاحب سی۔ آئی۔ ای کے اقبال کا ستارہ عہد رسول خانی مین اوج کمال پر پہنچ گیا۔ اگلے دو نوابون سے نواب محمد رسول خان صاحب نے بہت زیادہ عزت بخشی۔ برٹش سرکار کے نائب السلطنت جو ہند مین سب سے بڑے افسر اور وائسرائے کے نام سے مشہور ہین وزیر صاحب کی پوری تعریف کر گئے۔ رعایا جو اَب تک زبانی تعریفین کر رہی تھی اُس نے عملی طور پر بہت محبت ظاہر کی یعنے ایسے ہر دلعزیز، فیاض اور سب کے بہی خواہ وزیر کی یادگار قائم کرنے کی غرض سے قریب تین لاکھ روپیہ کا چندہ جمع کر دیا۔ نواب صاحب محمد رسول خان اپنے بڑے بھائی مرحوم نواب صاحب محمد بہادر خان کی طرح وزیر اعظم کو باپو اور مربی کے لفظ سے مخاطب کرتے تھے۔ نواب صاحب محمد بہادر خان کے یہ حقیقی مامون اور نواب صاحب محمد رسول خان کے سوتیلے مامون تھے۔ نواب صاحب اور وزیر صاحب کا حال بالکل شاہ جہان بادشاہ ہندوستان اور اُس کے وزیر آصف خان کا سا تھا۔ مرزا ابوالحسن یمین الدولہ آصف خان شاہ جہان کا سوتیلا[1] مامون اور

[1] یہ بات زیادہ تھی کہ یہ شاہ جہان کا خسر بھی ہوتا تھا یعنے ممتاز محل کا باپ۔

وزیر السلطنت بمقابلے شبہ شاہ جہان کے وقت کے اکثر پولیٹکل قابل تعریف امور اسی عالی دماغ کی تدبیر کے نتائج تھے۔ آصف خان کی بادشاہ بہت توقیر کرتا تھا۔ کیونکہ علاوہ قرابت قریبہ کے اسی کی کوشش جانکاہ سے اسکو تخت ہند نصیب ہوا تھا۔ شاہ جہان کو اس پر اسقدر اعتماد تھا کہ مہر شاہی بھی اسی کی تحویل مین چھوڑ دی تھی۔ آصف خان اکثر یہ کہا کرتا تھا کہ اب میرے دلمین بجز اسکے کوئی حسرت باقی نہین رہی کہ شاہ جہان کے عہدمین میرا خاتمہ بخیر ہو چنانچہ ویساہی ہوا۔

نواب صاحب نے وزیر اعظم کو خود مختار بنانے مین اپنے والد بزرگوار اور برادر عزیز کی تقلید کی اور ان کی شان کے شایان الفاظ وقتاً فوقتاً فرماتے رہے۔ چنانچہ کئی بار نواب صاحب نے اپنی تقریرون مین وزیر صاحب کی بہت تعریف کی ہے۔ اسی طرح بمبئی کے گورنرون نے بھی خوب تعریف کی ہے۔ علاوہ برین بہاؤالدین کالج کے افتتاح کے وقت بھی لارڈ کرزن صاحب اور نواب صاحب نے وزیر صاحب کی ریاست کی قیمتی خدمات کا شکریہ تقریرون مین بیان کیا ہے۔

وزیر شیخ محمد بہاؤالدین ایک ایسے زبردست اور صاحب اقتدار شخص تھے جنھون نے تین نوابون کے وقت مین نہایت کامیابی کے ساتھ مسلسل اور شاندار خدمات انجام دین اور اپنی عالیہمتی اولوالعزمی سخاوت اور فیاضی کی بدولت اطراف ہندوستان مین خوب شہرت اور نیکنامی حاصل کی چنانچہ نواب صاحب محمد مہابت خان کے عہدمین ابتداءً **شجاعت شعار اعتماد آثار** رہا اور **وزیر** ہونے کے بعد **فرزند رشید** کے خطاب سے مخاطب کئے گئے اور نواب صاحب محمد بہادر خان کے عہدمین **امیر الامرا** اور بعدمین **یمین الریاست** کے خطاب سے مخاطب ہوئے بمبئی کے مسلمانون نے جن مین بڑے بڑے عمائدین اور دولتمند لوگ شریک تھے آپ کو **ناصر الاسلام والمسلمین** کا خطاب دیا۔ احمد آباد انجمن اسلام کی طرف سے جو مدرسہ جاری ہوا اس کا نام **بہاؤالدین مدرسہ** رکھا گیا۔ یہ تمام باتین اس امر کی شاہد ہین کہ جو عزت اور

وقعت آپ کو گورنمنٹ، ریاست، رعایا اور ہند کے مسلمانون مین حاصل ہوئی وہ بالکل غیر معمولی ہے اور جس کا عشر عشیر بھی حاصل کرنا کسی دوسرے شخص کیلئے بہت مشکل تھا۔ آپکی زندگی کے سیاسی واقعات اس سے پہلے بیان ہو چکے ہین اور آپ کے پولٹیکل کارنامون پر بھی اختصار کے ساتھ تبصرہ کیا گیا ہے۔ مگر اُس دوسری وقعت اور درجے کے لحاظ سے جو جوناگڈھ کی تاریخ مین آپ کو حاصل ہے صرف اس پر قناعت کرنا کافی نہین بلکہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے کسی قدر خانگی حالات اور آپ کے پاکیزہ اخلاق و عادات کو مختصراً ذکر کرکے اس تاریخ کے اوراق کو زینت دین۔ تاکہ مسلمانون کی آئندہ نسلون کے لئے ہدایت اور رہنمائی کا ایک عمدہ نمونہ باقی رہجائے۔

وزیر صاحب کو گورنمنٹ کی طرف سے سی۔آئی۔ای۔ کا تمغہ مرحمت ہونا اور بہاؤالدین کالج کا قائم ہونا۔

ریاست کی سالہا سال کی مسلسل خدمات اور تاج برطانیہ کی وفاداری کے صلہ مین وزیر صاحب کو برٹش گورنمنٹ کی طرف سے سی۔آئی۔ای۔ کا خطاب مرحمت ہوا۔ تاریخ ۲۳ نومبر ۱۸۹۳ء کے روز جب وزیر صاحب کو سی۔آئی۔ای۔ کا تمغہ عنایت کرنے کی کارروائی ہوئی اس وقت بمقام راجکوٹ گورنر صاحب لارڈ ہیرس نے وزیر صاحب کی خوب تعریف کی۔ اس کے بعد نوابی رعایا نے اس خطاب کے اعزاز مین مہابت مدرسہ مین تاریخ ۴ ڈسمبر ۱۸۹۳ء کو ایک جلسہ منعقد کیا جس مین وزیر صاحب کو ایک سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ اس خطاب کے اعزاز مین جوناگڈھ کے اور باہر کے لوگون نے اور کئی رئیسون نے وزیر صاحب کی یادگار مین قریب تین لاکھ روپیہ جمع کر دیا۔ اس طرح وزیر صاحب کی یادگار مین **بہاؤالدین کالج** قائم کی گئی ہے۔

وزیر صاحبکا لانسرس کے کمانڈر انچیف ہونا

تاریخ ۴ مئی ۱۸۹۶ء سے وزیر صاحب لانسرس کے کمانڈر انچیف مقرر کئے گئے۔

وزیر صاحب کا رٹائر ہونا

۱۹۰۵ء مین وزیر صاحب ضعف کی وجہ سے عہدۂ وزارت سے سبکدوش ہو گئے

بو صاحبہ

ریاست کے انتظام اور اہم پولٹیکل معاملات کا انتہائی مرجع ہونے کے علاوہ شیخ محمد بہاؤالدین صاحب اور اُن کی اہلیہ **آمنہ بی بی** کو جو **بُو صاحبہ** کے نام سے مشہور تھین

نوابون اور بیگمات کے خانگی معاملات مین بھی بہت بڑا دخل رہا تھا۔ خاندان کے تمام لڑکے اور لڑکیون کے رشتے ناتے اور بیاہ شادیان صرف انہی دونون کی رائے اور مشورے سے طے ہوتی تھین چنانچہ بعض واقعات کے سلسلہ مین اس کی طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے۔ آمنہ بوصاحبہ درحقیقت نہایت عقیل، فہیم اور مدبّر تھین۔ آپ کی رائے صائب نہ صرف خانگی کاروبار تک محدود رہی بلکہ اہم سیاسی معاملات مین بھی نہایت وقیع اور وزنی ہوتی تھی۔ آپ فرید خان کی بیٹی تھین جو نواب صاحب محمد مہابت خان کے عہد مین ایک ذی رتبہ امیر تھے۔ نواب صاحب محمد بہادر خان اور نواب صاحب محمد رسول خان کا ہمیشہ یہ قاعدہ تھا کہ جس روز سواری ہوتی اور ہواخوری کرکے واپس تشریف لاتے تو بوصاحبہ کی خدمت مین حاضر ہوکر ان کو سلام کرتے اور وہ اُن کی بلائین لیتی۔ نواب صاحب محمد بہادر خان کی بوصاحبہ نے پرورش کی تھی اور وہ اُن کو بمنزلۂ والدہ سمجھتے اور بہت ادب کرتے تھے۔ انہون نے ایک موضع **کھام دھرول** بوصاحبہ کو جاگیر مین دیا تھا۔

بوصاحبہ کی مجلس مین قاعدہ و قرینہ اور ترتیب و انتظام بہت عمدہ تھا۔ ممکن نہین کہ کوئی ادنیٰ بات بھی خلاف ادب اور خلاف قاعدہ ہو جائے۔ شہر کی اکثر عورتین نکاح اور طلاق کے معاملات مین بوصاحبہ سے مشورہ کرتی تھین۔ شاہی بیگمات اور نواب زادیان اپنے بزرگون کی طرح ان کا ادب کرتی تھین۔ فی الحقیقت ان کی بزرگی، دینداری، خداترسی، حق پرستی اور دیگر اعلیٰ اوصاف ہر ایک کو ان کا ادب کرنے پر مجبور کرتے تھے۔ بوصاحبہ کی سخاوت اور فیاضی کے ہزارہا واقعات مشہور ہین۔ آپ ہی کی طرف سے غریبون کے معالجہ کے لئے جوناگڈھ مین ایک دواخانہ قائم کیا گیا تھا۔ اسیطرح احمد آباد مین بھی انہی کے نام سے ایک دواخانہ کھولا گیا تاکہ وہان سب کو مفت دوا دیجائے۔

فصل کا نیا میوہ یا کوئی نئی ترکاری جب پہلے پہل گھر مین آتی تو غریبون مسکینون اور قیدیون کو بھیجی جاتی۔ اس کے بعد وہ گھر مین پکتی۔ ممکن نہین کہ فصل کی نئی چیز غریبون کو بھیجنے سے پیشتر گھر مین

استعمال ہو سکے۔ بُو صاحبہ نے بہت سے کنوئین، باؤلیان، سڑکین مسافر خانے[1] اور کئی رفاہِ عام کی عمارتین لاکھون روپیہ کی لاگت سے تیار کرائین۔ مزید برآن انکی خاص قابل ذکر فیاضی یہ ہے کہ انھون نے غریبون کی لڑکیون کی شادی کی امداد مین جس کو یہان کی اصطلاح مین "کنیادان" کہتے ہین لاکھون روپئے عنایت کئے۔

[1] معزز اور ذی مرتبہ مسافرون کے لیئے جو مسافر خانے اس دریادل خاتون نے مقبرے کے احاطہ مین اسٹیشن دروازے کے قریب تعمیر کرائے ہین اُن کے قطعات تاریخ ہمارے کرم فرما جناب مولوی حافظ محمد جان صاحب مدرس عربی و فارسی مہابت مدرسہ جوناگڈھ نے قابل تعریف تحریر فرمائے ہین وہ یہان درج کیے جاتے ہین۔ اسی مکانون مین مہابت خانجی یتیم خانہ قائم کیا گیا ہے۔

قطعۂ تاریخ تعمیر از بندہ محمد جان (پہلا مکان)

خ ۶۰۰	خدا آمین بو سے ہو کیونکر نہ راضی	ی ۱۰
ل ۳۰	لگی مصرف خیر مین ان کی دولت	بت ۴۰۲
غ ۱۰۰۰	غریبون کے آرام و راحت کے لائق	ق ۱۰۰
ا ۱	امیرانہ بنوائی کیسی عمارت	ت ۴۰۰
ر ۲۰۰	رکھو مصرع سال تعمیر بھی ضبط	ط ۹
ع ۷۰	عوض اس کا اُن کو ملے قصر جنت	ت ۴۰۰

عوض اس کا ان کو ملے قصر جنت = ۱۳۱۹ھ

ق ص ر ۱۰۰ ۹۰ ۲۰۰ — ۱۹۵۸س — ج ن ت ۳ ۵۰ ۴۰۰

بصرف مبلغ چہاردہ ہزار و ہفتصد دو و نیم روپیہ تعمیر شد

قطعۂ تاریخ تعمیر (دوسرا مکان)

لاریب شکر ہم پر واجب ہے آمین بو کا | بنوایا ہے جنھون نے ایسا مکان دلخواہ

وزیر صاحب کی دینداری

مسلمانون کے نزدیک ایک مسلمان رئیس مین جو سب سے زیادہ ضروری وصف ہونا چاہیئے وہ خدا ترسی اور دینداری ہے۔ اس مین شبہ نہین کہ یہ وصف دولت اور حکومت کے ساتھ شاذ و نادر ہی جمع ہوتا ہے۔ مگر بفضلہ تعالیٰ شیخ محمد بہاؤالدّین کی ذات ستودہ صفات مین باوجود مطلق العنان حکومت کے یہ دونون اوصاف بدرجہ کمال پائے جاتے تھے۔ پھر لطف یہ ہے کہ یہ صفات بچپن کی تعلیم و تربیت یا گرد و پیش کے لوگون کی تاثیر صحبت کا نتیجہ نہین بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی فطری اور ذہنی تھے جن کا اثر شروع ہی سے آپ کے اخلاق اور اطوار مین نمایان معلوم ہوتا تھا۔ سلطان علاؤالدین خلجی کیطرح آپ نے محض اپنے ذاتی شوق اور توفیق الٰہی کی کشش سے بڑی عمر مین قرآن شریف پڑھا۔ اس وقت سے اخیر عمر تک اس کی تلاوت قضا نہین کی۔ پانچون وقت جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱۵

تاریخ بھی بنا کی کیا حسب حال نکلی	آسایش اور راحت کی یہ جگہ ہے کیا واہ

سنہ ۱۳۱۹ ہجری

قطعۂ تاریخ تعمیر (تیسرا مکان)

ثنا و شکر کے لائق ہین بیشک آمین بو	بنا ہے صرف سے جنکے مکان یہ راحت کا
لکھا یہ مصرع سال بنا محمد نے	جزائے خیر اونہین دیجے اب مرے مولا

سنہ ۱۳۱۹ ہجری

قطعۂ تاریخ تعمیر (چوتھا مکان شہر پناہ کے قریب)

خرّم و شاد رہین آمین بو	جنکے باعث یہ بنا کاشانہ
مصرع سال بنا اسکا یہ ہے	ہوا نادر یہ مسافر خانہ

سنہ ۱۳۱۹ ہجری

جمعہ[1] کی نماز جامع مسجد مین پڑھنا اور ہر وقت باوضو رہنا سخت سے سخت موسم گرما مین بھی رمضان المبارک کے روزے رکھنے، تہجّد و اشراق تک بھی قضا نہ ہونے دینا اور سالہا سال تک اس حالت پر ثابت قدم رہنا درحقیقت اس زمانے مین ایک ایسا حیرت انگیز وصف ہے جو دولتمندون کا تو ذکر ہی کیا ہے آجکل کے اچھے اور نیک لوگون مین بھی بہت کم پایا جاتا ہے۔ خاص کر رمضان المبارک کے مہینے مین اسلامی شان آپ کے دولت کدہ پر نہایت دھوم سے نمایان ہوتی تھی۔ اس مہینے مین آپ کے دینی و دنیوی کامون کا پروگرام حسب ذیل ہوتا تھا:۔ عصر کی نماز کے بعد آپ اپنے مصاحبون کے ساتھ نواب صاحب محمد مہابت خان مرحوم کے مقبرے پر حاضر ہوتے اور فاتحہ پڑھکر ہوا خوری کو شکر باغ تشریف لیجاتے۔ غروب آفتاب کے وقت مکان پر تشریف لاتے اور اپنے تمام مصاحبون اور درباریون کے ساتھ روزہ افطار فرماتے۔ افطار سے فارغ ہو کر مغرب کی نماز تمام حاضرین کے ساتھ باجماعت ادا کرتے۔ نماز اور نوافل سے فارغ ہو کر دربار عام ہوتا۔ خاص خاص اشخاص جو اطراف ملک سے آتے اور آپ سے ملاقات کرنا چاہتے اُن سے اکثر اسی وقت ملاقات فرماتے۔ آخر کار چائے قہوہ وغیرہ کا دور ہو کر دربار عام برخاست ہوتا اور آپ مع حاضرین جماعت کے ساتھ نماز عشا و تراویح پڑھتے۔ نماز کے بعد آپ ہمیشہ ایک بہت طویل سجدہ کرتے جسکی مقدار مؤلف کے اندازے مین کم و بیش پونا گھنٹہ ہوتی ہے۔ بغرض کہ نماز و دعا سے فارغ ہو کر دو گھنٹہ تک اہم معاملات ریاست پیش ہوتے اور آپ ان کی نسبت احکام صادر فرماتے اسکے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور پھر تہجد کی نماز ادا کرتے پھر سحری تناول فرماتے اور آخر کار فریضۂ سحری باجماعت ادا کر کے آرام فرماتے۔

رمضان المبارک کی ستائیسوین شب کو جو اکثر علما کے نزدیک لیلۃ القدر ہے بعد نماز عشا

---

[1] نماز کے بعد سب سے مصافحہ فرماتے اسکے بعد مقبرے مین فاتحہ پڑھکر مکان پر تشریف لے جاتے۔

وتراویح آپ جوناگڈھ کی اکثر مساجد مین تشریف لیجاتے اور جو بزرگ مساجد مین معتکف ہوتے یکے بعد دیگرے ان کی خدمت مین حاضر ہوتے اُن سے دعائے خیر کی استدعا کرتے اور حسب حیثیت نقدی سے اُن کی امداد کرتے اس مبارک شب مین نہایت بیش قرار رقم اسطرح علماء مشایخ اور غربا کو دیتے ہر سال ماہ ربیع الاول کی بارھوین شب کو وزیر صاحب کی طرف سے میلاد شریف اور صبح کو کھانا ہوتا تھا جس مین تمام شہر کی عام دعوت ہوتی تھی۔

رعایا سے عمدہ برتاؤ

باوجود سخت دینداری کے آپ کی ذات مین فراخ دلی اور بے تعصبی کی صفت بھی بدرجہ کمال پائی جاتی تھی۔ مختلف مذاق کے لوگ ہندو، مسلمان صوفی۔ عالم واعظ شاعر نئے تعلیم یافتہ۔ پرانے تعلیم یافتہ غرض کہ ہر منش اور ہر قماش کے آدمی آپ سے ملکر یکسان خوش ہوتے کیونکہ آپ کو طریقہ صلح کل پسند تھا اور کسی متنفس کی دل آزاری اور دل شکنی آپ ہرگز پسند نہین فرماتے۔ بلکہ ہر شخص سے کشادہ پیشانی اور اخلاق کے ساتھ ملتے اور جو شخص ایک بار آپ سے مل لیتا اسکے دل پر ہمیشہ کے لئے آپ کی مہربانی اور خوش اخلاقی نقش ہوجاتی۔ ریاست کے ایک اعلیٰ منتظم ہونے کی حیثیت سے آپ کا برتاؤ تمام افسرون کے ساتھ فیاضانہ ہوتا۔ محمد صالح ہندی گوکلجی جھالا اور ہریداس وغیرہ جو آپ کے عہد مین دیوانی کے منصب پر سرفراز ہوئے ہین آپ ہمیشہ ان کی خدمات کو چمکاتے۔ نواب صاحب کی حضور مین ان کو بڑی توضیح و تفصیل کے ساتھ بیان کرتے اور ان کی تعریف کرتے تھے بلکہ بعض اوقات اپنے کئے ہوئے کام بھی اپنے دوستون کی طرف منسوب کردیتے تھے۔ اپنی تعریف اور اپنے کارنامے اپنے کسی دوست یا ماتحت کی طرف منسوب کردینا درحقیقت فیاضی اور فراخدلی کی سب سے اعلیٰ مثال ہے۔ نواب صاحب محمد مہابت خان مرحوم کا ایک خط مؤلف کی نظر سے گذرا ہے جو انھون نے دیوان محمد صالح ہندی کے نام سے لکھا ہے جبکہ وہ باگھیرون کے قلع وقمع کرنے کی غرض سے علاقہ مین گئے ہوئے تھے۔ نواب صاحب اس مین ارقام

فرماتے ہین کہ "اعتماد آثار فرزند رشید شیخ محمد بہاؤالدین نے تمہاری ہمت اور شجاعت وغیرہ ہمارے سامنے تفصیل کے ساتھ بیان کی"۔ اس موقع پر جو خطوط وزیر صاحب محمد صالح ہندی کے نام لکھے تھے ان مین خان بہادر سید علوی کے ساتھ بھی جو ریاست کے ملازم نہ تھے پیام وسلام کا سلسلہ قائم رکھتے اور ان کے کامون پر تحسین وآفرین لکھتے رہے۔ انہی خطوط مین وزیر صاحب نے عبداللہ شائف اور ہالہ پیر بھائی وغیرہ ادنےٰ ادنےٰ سپاہیون کو بھی سلام اور شاباشی لکھی ہے جس وقت دیوان محمد صالح ہندی منصب دیوانی سے ریٹائر ہوئے اور اُن کی خدمات کا اعتراف کرنے کی غرض سے جوناگڈھ مین ایک عام جلسہ منعقد ہوا تو شیخ محمد بہاؤالدین صاحب وزیر اعظم اسکے صدر بنائے گئے۔ وزیر صاحب نے اس وقت اپنی تقریر مین کہا کہ محمد صالح ہندی میرے بہت بڑے دوست ہین اور ان کی خدمات کا نہایت فراخدلی کے ساتھ اعتراف کیا۔

رعایا کے ساتھ بھی خواہ ہندو ہو خواہ مسلمان ان کا برتاؤ یکسان تھا۔ جس طرح آپ مسلمانون کے مذہبی کامون مین امداد فرماتے تھے اسی طرح جب کبھی آپ سے کسی مذہبی کام مین ہندو امداد طلب کرتے تو آپ ہرگز دریغ نہ فرماتے۔

مسلمانون کے لئے وزیر صاحب نے تعلیم کی سہولتین جہان تک ہو سکا مہیا کین ایک لاکھ روپیہ جیب خاص سے لگا کر ان کے لئے مہابت مدرسہ قائم کیا۔ ہر سال جلسہ کے وقت وہان جاتے اور انعام تقسیم فرماتے تاکہ مسلمان بچون کو علم کی طرف رغبت وشوق ہو۔ غریب طلبہ کو اسکالرشپ اور کتابون وغیرہ سے خوب مدد دیتے۔ خاص کر امیرون کو بہت ترغیب دی۔ باہر سے جو تعلیم یافتہ آتے ان کی بہت عزت کرتے اور اُن سے ملکر بہت خوش ہوتے۔ آل انڈیا اور احاطۂ بمبئی کی مسلم تعلیمی کانفرنسون مین ریاست کی طرف سے اور اپنی طرف سے لوگون کو بھیجتے۔ مصنّف کو اس طرح جانے کا چار وقت موقع ملا۔

مسلمانون کے مختلف فرقون مین جو فروعی اختلافات ہین اور جن کی وجہ سے مسلمانون کے فرقے ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی رکھتے ہین ان کی نسبت بھی وزیر صاحب کا مسلک نہایت معتدل تھا اگر کسی وقت آپ کی مجلس مین اہل حدیث کا ذکر ہوتا جن کی ایک چھوٹی سی جماعت جوناگڈھ مین موجود ہے یا علیگڈھ کالج کا تذکرہ آتا اور درباری لوگ (جنمین سے چند اشخاص اعتقادی اور قومی مسائل سے بالکل بے بہرہ تھے) اہلحدیثون کو بیدین اور علیگڈھ کالج کو نیچریون کا کالج کہتے۔ اور اُنکی بُرائی کرتے تو وزیر صاحب اُن کو روکتے اور فرماتے کہ کسی کی بُرائی نہین کرنی چاہیئے۔

انتظامی قابلیت ریاست کے نظم و نسق مین جو ترتیب وزیر صاحب نے قائم کی تھی وہ آپ کی بے مثال دانائی اور پولیٹکل دانشمندی کی پوری شہادت دیتی ہے۔ درحقیقت ریاست کا انتظام چار شعبون مین منقسم تھا (۱) نواب صاحب کی ذات مع پرائیویٹ اور حضور سکریٹری اور مصاحبون کے (۲) خزانہ و دفتر حسابات (۳) کل محکمہ جات جنکے حاکم اعلیٰ دیوان تھے (۴) کارخانہ فیل خانہ شیر خانہ وغیرہ متفرق صیغے۔ جس طرح ٹیلیفون کے لئے ایک مرکز ہوتا ہے اور چارون طرف اس کی شاخین پھیلی ہوئی ہوتی ہین مگر وہ شاخین براہ راست آپس مین تعلق پیدا نہین کرسکتین بلکہ ہر ایک پیغام کا مرکز پر سے گذرنا ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح ریاست کے ان چارون شعبون کے لئے وزیر صاحب کی ذات مثل مرکز تھی۔ ایک شعبہ دوسرے کے ساتھ براہ راست وزیر صاحب کی وساطت کے بغیر کسی قسم کا تعلق نہین رکھتا تھا۔ یہ چارون شعبے صرف آپ کی طرف رجوع کرتے اور آپہی کی وساطت سے باہم تعلق پیدا کرتے تھے۔ مثلاً خزانے کا افسر مرحوم خوجہ ابراہیم سیٹھ تھا جسکی وفات کے بعد اس کا بھائی قاسم سیٹھ مقرر کیا گیا۔ اس کو دیوان اور نائب دیوان کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ جس رقعہ پر وزیر صاحب کی مہر نہو ممکن نہ تھا کہ اُس کی

بجا آوری خزانے سے کی جاسکے۔ ایک بار پرشوتم رائے رایجی نائب دیوان نے حکمت عملی کے ساتھ ہرداس دیوان کو ابراہیم سیٹھ کی طرف سے سخت برہم کر دیا اور دیوان صاحب نے اسکی برخاستگی کی وزیر صاحب سے خواہش کی تاکہ نائب دیوان کا بھائی اس عہدے پر مقرر کیا جائے۔ اس درخواست کو آپ نے صاف لفظوں مین مسترد کر دیا۔ اور فرمایا کہ یہ بات کسی طرح بھی ممکن نہین اور اس کا آپ کو کبھی خیال نہ کرنا چاہیئے کہ مین ابراہیم سیٹھ کو برخاست کر دونگا۔ باوجودیکہ ریاست کے تمام معاملات آپ کے اختیار مین تھے۔ تاہم غیر محدود تسلط اور اقتدار کے ساتھ آپ کوئی اہم معاملہ نواب صاحب کے مشورے کے بغیر طے نہین کرتے تھے۔

غیر ممالک کے سیاح جب کبھی جوناگڈھ مین آتے اور آپ سے ملاقات کرتے تو آپ ان سے اُن کے ملک کی سیاسی حالات پر گھنٹون گفتگو کرتے اور نہایت غور کے ساتھ اس ملک کے مفصل حالات سُنتے۔ آپ کو فیاض اور سخی لوگون کے حالات سننے کا بھی بہت شوق تھا۔ اسی طرح تاریخ کی کتابین اور انگریزی اُردو اور گجراتی اخبارات بھی آپ بہت سنتے تھے۔

انصاف انصاف کے مقابلہ مین کسی عزیز اور رشتہ دار کی مطلق رعایت نہین فرماتے۔ جو لوگ آپ کے گرد و پیش رہتے تھے جب کوئی ان کا یا ان کے عزیز کا مقدمہ دیوانی یا فوجداری عدالت مین دائر ہوتا اور وہ آپ سے سفارش کی استدعا کرتے تو آپ صاف انکار فرماتے اور کہتے کہ جو عدالت سے فیصلہ ہو وہ عین انصاف ہے۔ اسی طرح آپ سرکاری معاملات مین ہندو مسلمان کی کبھی تفریق نہین کرتے۔

وقت کی پابندی جس قدر سختی کے ساتھ آپ نے اوقات کی پابندی کی اسکی نظیر بہت کم ملیگی ہر کام کیلئے جو وقت مقرر کیا گیا تھا اس مین کبھی تغیّر و تبدّل نہین ہوتا تھا۔ عصر اور مغرب کے درمیان آپ فاتحہ پڑھنے اور پھول چڑھانے کی غرض سے مہابت مقبرے مین تشریف لاتے[1]

[1] وزیر صاحب کے جلوس مین ان کی گاڑی کے آگے لانسر کے دو سوار رہتے تھے۔

آپ نے اپنی وفات تک سوائے دو چار روز کی سخت علالت کے ایک دن بھی مقبرے کا آنا ترک نہ کیا۔ بزرگوں اور آقاؤں کے ساتھ ان کے مرنے کے بعد محبت اور وفاداری کا قائم رہنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ انسان ہفتہ عشرہ کے بعد اپنے ماں باپ کی قبر پر بھی نہیں پھٹکتا اور محبت والفت کے تمام تعلقات قطع ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو محبت اور وفاداری اس فرزند رشید[1] نے اپنے بزرگ آقا کے ساتھ مرنے کے بعد باقی رکھی تھی وہ درحقیقت حیرت انگیز ہے۔

معائنۂ کاروبار وزیر صاحب ریاست کے نہ صرف اہم معاملات کی طرف اپنی توجہ مصروف رکھتے بلکہ ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی چیز کی خود دیکھ بھال کرتے چنانچہ ہاتھی گھوڑے اونٹ بھینس غرضکہ تمام جانوروں کو خود دیکھتے گھوڑے کی شناخت اور گھوڑے کی سواری میں بڑی مہارت تھی اور نیز گھوڑے کے امراض اور معالجات میں کافی واقفیت رکھتے تھے۔ بندوق کی شناخت میں بھی کامل تھے۔ حافظہ اس غضب کا تھا کہ جب ایک بار کسی ادنیٰ نوکر کو بھی دیکھ لیتے تو پھر کبھی نہیں بھولتے۔ غصہ مطلق نہیں تھا۔ اگر کوئی بدزبان آدمی روبرو آپ کو سخت وسُست کہتا تو اس پر ہرگز برہم نہ ہوتے۔ بلکہ بہت نرمی کے ساتھ اس کے غصہ کو ٹھنڈا کرتے۔ ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ ایک دیوانہ نے ایک عطر کی شیشی آپ کے سینہ کی طرف دے ماری۔ یہ حادثہ دیکھ کر گردوپیش کے لوگ کھڑے ہو گئے اور اس فقیر کو پکڑنے لگے لیکن آپ نے ان کو منع کیا اور فرمایا کہ یہ شخص مجنون ہے۔ اس کی کوئی بات قابل اعتبار نہیں ہو سکتی۔ صوفیوں، عالموں، اور فقیروں کی آپ بہت عزت کرتے۔ اگر کسی ریاکار کا بھرم کھل جاتا اور اس کی مکاری آپ پر ظاہر ہو جاتی تو بھی آپ اس کی پردہ پوشی کرتے اور ظاہری تعظیم اور

---

[1] نواب صاحب محمد مہابت خان اپنے خطوط میں وزیر صاحب کو فرزند رشید لکھتے تھے اور اگر وہ نواب صاحب کو کوئی عریضہ لکھتے تھے تو اسکے خاتمہ پر یہ عبارت ہوتی تھی:۔

"عرضدار فرزند شیخ محمد بہاؤالدین کی کورنش۔"

آؤ بھگت مین کمی نہ فرماتے۔ عالمون کی نصیحت اور ہدایت نہایت غور سے سنتے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے۔ چنانچہ ایک بار ایک مولوی نے تصویرون پر اعتراض کیا اور کہا کہ ان کی وجہ سے نماز نہین ہوتی۔ آپ نے اپنے کمرے سے ہٹا دینے کا حکم دیا۔ محرم کی بدعتون اور تماشون کو بھی آپ بہت ناپسند کرتے۔ وعدہ کا آپ کو بہت خیال رہتا تھا۔ اطراف اور دور کے مختلف سوداگر آپ کی خدمت مین حاضر ہوتے اور ہزارہا روپیہ کا مال خرید کیا جاتا۔ مگر ان کی قیمتون کے ادا کرنیکا جو وقت مقرر کر دیا جاتا اس مین کسی کی مجال نہین کہ پانچ منٹ کی بھی دیر کر سکے۔ اللہ اللہ ہر وقت آپ کی زبان پر جاری رہتا تھا اور یہ اسم ذات بطور تکیہ کلام کے ہو گیا تھا۔

اس مین شبہ نہین کہ اعتبار، عزت، لیاقت، سیاسی دانشمندی اور وضعداری سے اس عقلمند وزیر نے اپنے آقا اور رعایا کے دلون پر ایسی نمایان فتح حاصل کی جو بڑے بڑے زبردست والیان ریاست کو بھی مشکل سے نصیب ہو سکتی ہے۔ اگر کسی خوش نصیب نواب کو ایسا وزیر ملجائے جو اپنی ذاتی اغراض کو چھوڑ کر ریاست اور رعایا کی بہبودی مین سرگرم رہے تو اس سے بڑھکر رئیس کے لئے کونسی بیفکری ہو سکتی ہے۔ سخت قحط سالیون مین کاٹھیاواڑ اور گجرات کی تمام ریاستین مقروض ہو گئین مگر جوناگڈھ کی ریاست کو قرض لینے کی ضرورت نہین پڑی اور لطف یہ ہے کہ قحط کا انسداد سب سے اچھا رہا۔ اس کے علاوہ نہرین بنوائی گئین۔ ریلوے اور ٹیلیگراف لائنون پر لاکھون روپیہ خرچ ہوا۔ لیکن ایک روپیہ قرض لینا نہین پڑا کیونکہ شیخ محمد بہاؤالدین کے انتظام سے خزانہ ہمیشہ معمور رہتا تھا۔

وزیر صاحب کی وفات

وزیر شیخ محمد بہاؤالدین صاحب نے تاریخ ۱۹ شعبان ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۴۔ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء کو صبح ۸ بجے انتقال[1] فرمایا اپنی زندگی مین مہابت مقبرے کے

---

[1] شاعر حسین میان سید نے حسب ذیل تاریخ کہی ہے:۔

وزیر شہر جوناگڈھ بہاؤالدین نامی نے	دیا صد حیف دل پر داغ سب کے اپنی رحلت کا

قریب بنائے ہوئے مقبرے میں آپ کو مدفون کیا گیا۔ اس سے قریب چار سال پیشتر آپ کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٢٣)

گیا افسوس مثلِ بوئے گل وہ باغِ عالم سے
شمیمِ خلق سے جسکی مشامِ جان معطّر تھا

بیان کیا خوبیان ہون اس سخی مردِ دلاور کی
ہوا ہے اور آئندہ نہ ہوگا اب وزیر ایسا

ترقی پر ترقی ہر طرف رونق پہ تھی رونق
بہارون پر تھا اس کے عہد مین گلشن ریاست کا

فساد و شر کے دہشت ناک ہنگامون بھی اُسنے
نہ کم ہونے دیا اپنی ریاست کا کبھی رتبا

بچا کر اُس کو ہر اک حادثہ سے اور آفت سے
سپہرِ اوج پر اک دانش و ادراک سے لایا

عمارت مقبرے کی مسجدِ جامع کی کالج کی
دکھاتی ہے ہر اک کو اُس کے عہدِ خوب کا نقشا

گواہی کے لئے اُس کی وفاداری کے کامون پر
ستارے کی طرح سی۔ آئی۔ ای۔ کا چاند سا تمغا

نظر آتی تھی نوابی مین شوکت بادشاہی کی
عروج و دبدبہ وہ اُسکے دم سے تھا ریاست کا

برابر تین نوابون کے عہدِ حکمرانی تک
وزارت کا رہا شایان اسی کو منصبِ اعلیٰ

ہمیشہ رات کو دربارِ عام اس کا حویلی مین
عجب خوبی سے جلوہ جاہ و حشمت کا دکھاتا تھا

مسخر کر لیا تھا اس نے سب کو خلق و بخشش سے
جہان مین بج رہا تھا اس کے نامِ نیک کا ڈنکا

ہزارون تشنہ لب سیراب ہوتے تھے یہان آ کر
تھی اُسکی ذاتِ عالی جو سخاؤ جود کا دریا

مدارات و تواضع کے سوا اس شان و شوکت پر
تکبّر اور غصّہ سے اُسے ہر دم بری دیکھا

ہر اک موقع محل پر بیشک اُس کی یاد آئیگی
زمانہ نامِ نیک اس کا نہ بھولے گا نہ بھولے گا

عجب تھی ذات اس مرحوم و نیک آئین و ملّت کی
کہ تھا ہر دم خیال اس جاہ و حشمت پر عبادت کا

جُھکا رہتا تھا سر جو سجدۂ خالق مین گھنٹون تک
نشان اُس کا جبین پر اک ستارہ سا چمکتا تھا

سمجھکر ذاتِ خالق کے سوا فانی ہر اک شئی کو
بنا رکھا تھا اپنے جیتے جی جو مقبرہ اپنا

نشان ہر اک کو اُسکی قبر کا دیتا ہے اے سیّد
ریاست کے وزیرِ بے بہا کا مقبرہ زیبا

۱۳ ہجرے ۴۲

اہلیہ بوصاحبہ نے رحلت کی اور وزیر صاحب کے مقبرے مین مدفون ہوئین۔ آمنہ بوصاحبہ کے بطن سے ایک فرزند ہوا تھا جو عہد طفولیت ہی مین انتقال کرگیا۔ اس کے بعد کوئی اولاد نہین ہوئی۔ اسلئے وزیر صاحب نے اپنے سالے شجاعت خان کے لڑکے عثمان خان کو اپنا متبنیٰ لڑکا بنایا تھا۔

وزیر صاحب کا رفاہ عام کے کامون پر خرچ

وزیر صاحب نے رفاہ عام کے کامون اور عمارتون مین جس قدر روپیہ خرچ کیا اس کی مختصر فہرست ذیل مین درج کیجاتی ہے:-

مہابت مدرسہ ایک لاکھ روپیہ۔ پرنس وکٹر لیپر اسائلم ۴۰ ہزار روپیہ۔ مہابت فیلوشپ ۳۰ ہزار روپیہ۔ بہاؤالدین کالج کے چندے مین ۲۰ ہزار روپیہ۔ واڈین اور کنوئین کوہ داتار پر کوئلہ وزیر کے پاس مسافرخانہ اور چشمہ اور دامن کوہ مین بڑی باولی ۲۰ ہزار روپیہ۔ کوہ داتار کی چوٹی پر سیڑھیان ۱۷ ہزار روپیہ۔ دھرم سالہ مجھیوڑی دروازے کے نزدیک ۱۷ ہزار روپیہ۔ معزز مسافرخانہ اسٹیشن دروازے کے قریب ۱۵ ہزار روپیہ۔ کوہ داتار پر مسافرخانہ و متفرق مرمت ۱۰ ہزار روپیہ۔ مسافرخانہ (جوناگڈھ مین) ۸ ہزار روپیہ۔ عطیہ انجمن اسلام احمد آباد کو ۹ ہزار روپیہ۔ احمد آباد انجمن اسلام کے بہاؤالدین مدرسہ کی تعمیر مین ۶ ہزار روپیہ۔ مسجد جنتل سر سوپل اسٹیشن ۶ ہزار روپیہ۔ چندہ میموریل انسٹیٹیوٹ راجکوٹ مین ۵ ہزار روپیہ۔ جنگ روم و روس مین زخمیون کی امداد کے لئے ۴ ہزار روپیہ۔ موضع مانک واڑہ مین اسکول کی عمارت ۴ ہزار روپیہ۔ عطیہ انجمن اسلام بمبئی کو ۳½ ہزار روپیہ۔ مسجد بلاول مین تین ہزار روپیہ کنوان کیشود کے راستہ مین تین ہزار روپیہ۔ داتار اور کوہ گرنار کی مسجدون مین مرمت کے لئے ایک ہزار روپیہ۔ لیڈی نورتھ کوٹ فینسی فیٹ بمبئی چھ سو روپیہ۔ متفرق عطیہ اور چندون مین دو لاکھ روپیہ۔ مسجدون اور دینی مکتبون کو امداد ایک لاکھ روپیہ۔ مختلف یادگارون مین ایک لاکھ روپیہ۔ قحط سالیون مین امداد ۷۵ ہزار روپیہ۔ اسکالرشپ برائے تعلیم انگلینڈ ۵۰ ہزار روپیہ

مختلف طلبہ کو امداد ۵۰ ہزار روپیہ۔ مصنّفون کو امداد ۲۵ ہزار روپیہ وغیرہ اس کے علاوہ
وزیر صاحب غربا و بیواؤن کو ہمیشہ خیرات دیتے تھے۔ نیز کئی محتاجون
اور بیواؤن کو ماہواری تنخواہین عنایت فرماتے
تھے۔

باب یازدہم

برطانوی انتظام

۲۲ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء تا ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء

از

۲۰ محرم سنہ ۱۳۲۹ھ تا ۹ رجب سنہ ۱۳۳۸ھ

سنہ ۱۹۱۱ء

ایڈمنسٹریٹر کا تقرر
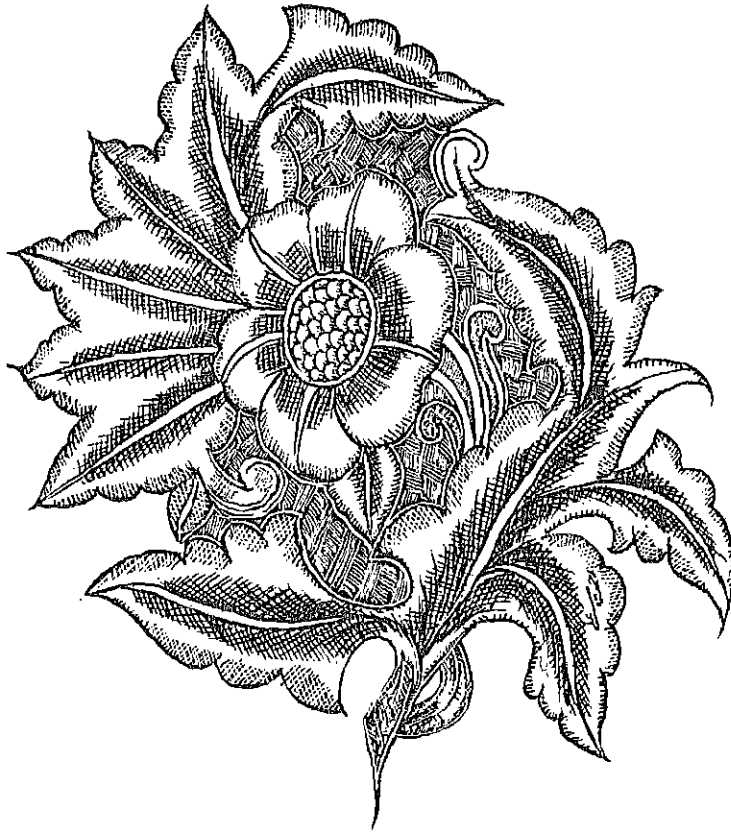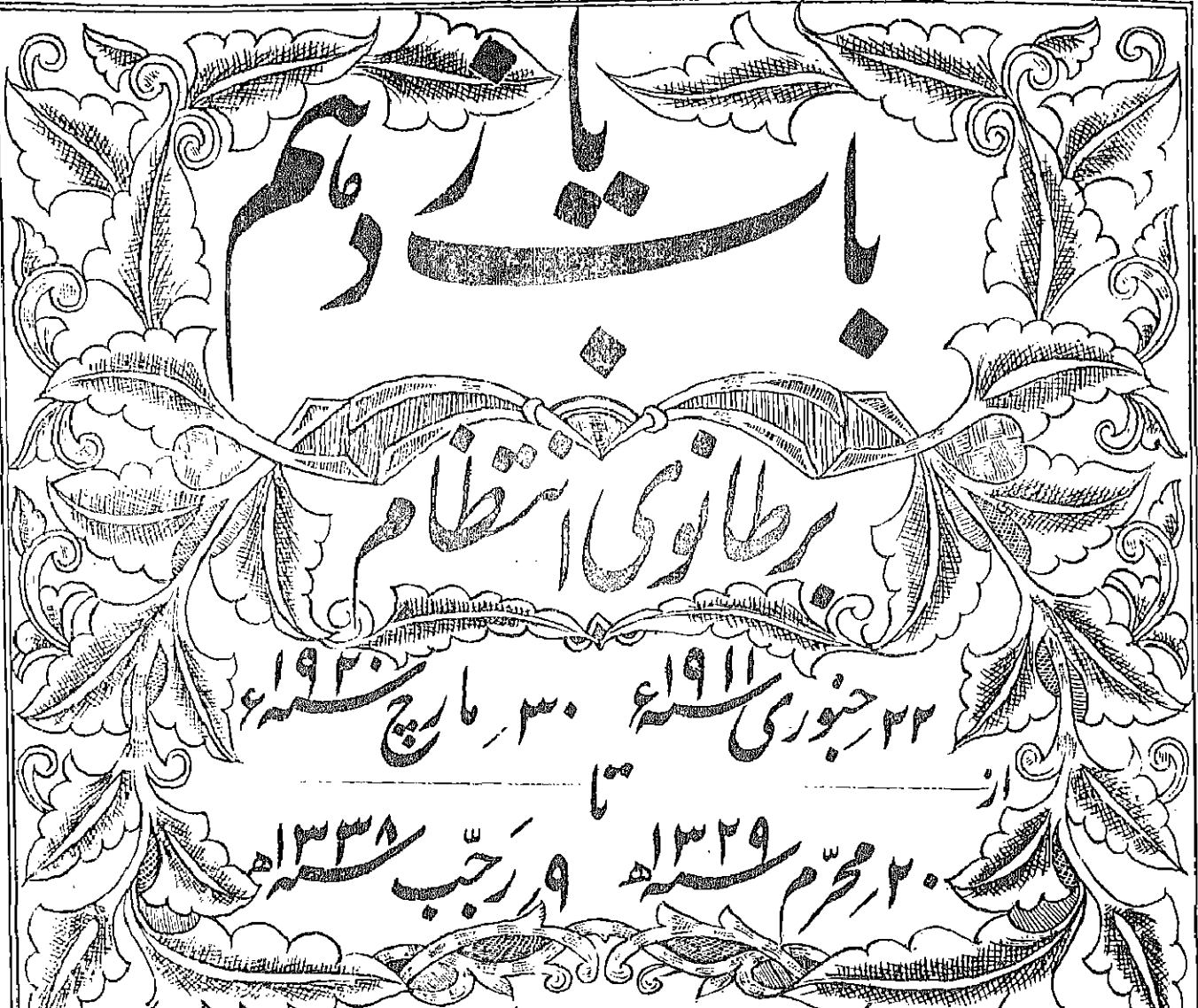
نواب سر محمد رسول خان صاحب کی وفات کے بعد ہی ایجنسی کے عہدہ دارون نے ریاست کا انتظام اپنے ہاتھون مین لے لیا۔ پولٹیکل ایجنٹ سورٹھ میجر جے۔ بی۔ کارٹر تین روز (۲۲ سے ۲۴ جنوری تک) ریاست کے نگران رہے۔ پھر کپتان ایچ۔ ایس۔ اسٹرانگ ۲۵ جنوری سے ۵ فروری تک منتظم رہے۔ اسکے بعد ایچ۔ ڈی۔ رینڈال صاحب۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ جوڈیشیل آسسٹنٹ راجکوٹ، ریاست کے **ایڈمنسٹریٹر** (منتظم) مقرر کئے گئے جنھون نے ۶ فروری کو چارج لیا۔ نواب صاحب مرحوم کے عہد کے انچارج دیوان عبداللہ میان قریشی ۹ فروری سے اپنے سرکاری عہدہ ڈپٹی کلکٹری پر واپس چلے گئے۔

ایڈمنسٹریٹر کا انتظام

نواب صاحب مرحوم کے خانگی دیہات ریاست کے مختلف محالون سے

متعلق کر دیئے گئے تھے۔ توقع تو یہ تھی کہ ہز ہائینس کی وفات کے بعد بہت سی رقم پس انداز ملیگی مگر خزانہ سے صرف تیرہ لاکھ کی اشرفیان اور روپئے برآمد ہوے زیورات اس مین شامل نہین۔ ہز ہائینس کے خانگی خزانہ سے روزانہ اور ماہانہ متعدد رقوم لوگون کو زبانی احکام کی بناپر انعام دی جاتی تھین۔ یا خیرات کیجاتی تھین۔ اوران کا باقاعدہ حساب نہین رکھا جاتا تھا۔ ایسی رقوم کی مقدار کئی لاکھ تک پہنچتی ہے۔ اس لئے ۱۵ فروری ۱۹۱۱ء کو خانگی کا مدارامر جی انند جی کو خدمات سے سبکدوش کردیا گیا اسی تاریخ حضور اسسٹنٹ چھوٹا لال بخشی اوراسکے بیٹے حضور سکریٹری بیکنٹھ رائے کو ان کی خدمات سے سبکدوش کرکے کچھ عرصہ تک نظر بند رکھا گیا۔ زمانۂ زیر انتظام (ایڈمینسٹریشن) مین ریاست کے امیر جنکے خاندان نے گذشتہ زمانے مین امتیازی خدمات کی تھین معمول اور خاص وظیفہ حسب دستور پاتے رہے مگر بعض خیراتی وظائف بند کردیئے گئے۔ اور چند حقدار لوگون کے ماہانہ وظائف قائم رکھے گئے۔ متعدد گھوڑے گاڑیان اور دیگر متفرق اشیا بذریعہ نیلام فروخت کردی گئین جس سے نصف لاکھ روپیہ وصول ہوا۔ صرف بعض زردوزی اور زرتار کپڑے صغیر سن نواب صاحب کی ضروریات کے لئے رہنے دئے گئے۔ باقی جامدار خانہ کی اکثر اشیاء کا نیلام کردیا گیا۔ دس ہاتھی بھی فروخت کئے گئے۔ ۵۰ اسرکاری مکانون کا نیلام کرکے جو رقم وصول ہوئی اُسکو شہر کی توسیع وترقی مین صرف کردیا گیا۔ جدید رسول خانجی ہاسپٹل جو شہر کے باہر تعمیر کرایا گیا تھا اُس سے ایڈمینسٹریٹر کے دفتر اور بعض حکام ریاست کے کوارٹر کا کام لیا گیا۔

ریاست کی عام مالی حالت کے متعلق قابل ذکر یہ امر ہے کہ دس لاکھ روپئے بطور مستقل رقم کے بینک آف بمبئی مین جمع کرادئے گئے۔

کمسن نواب صاحب صغیر سن نواب صاحب محمد مہابت خان مرحوم نواب صاحب کے اکلوتے بیٹے ہین۔ ان کی والدہ ہر ہائنس عائشہ بی بی صاحبہ جومان صاحبہ کے نام سے مشہور تھین

ایڈمینسٹریٹر مسٹر رینڈال

شہر کے راج محل مین رہتی تھین۔ مگر صغیر سن نواب صاحب شہر کے باہر عمدہ آب وہوا مین مہابت منزل مین رہتے تھے۔ اس بنگلہ مین اُن کی ضروریات کے موافق خاص ترمیمات کردی گئین جواُنکے اوراُن کے نوعمر مصاحب امیر شیخ محمد بھائی صاحب کیلئے موزون قیام گاہ ہوگیا تھا۔ اُن کی نگرانی اُن کے اُستاد اور نگران مسٹر ٹرکھرٹ کے سپرد کی گئی۔ کرنل اعظم میان جو مرحوم نواب صاحب کے ملیٹری سکریٹری تھے۔ کمسن نواب صاحب کے مصاحب مقرر کئے گئے۔ کمسن نواب صاحب ورزشی کھیلون مین بہت دلچسپی لیتے رہے۔ اور شہسواری مین جلد کامل ہوگئے۔ اپنے اسباق بھی خوب یاد کرتے رہے۔ اور زمانۂ موجودہ کی روش کے مطابق تعلیم وتربیت مین جلد جلد ترقی کی۔ جولائی اور اگسٹ مین کمسن نواب صاحب پر تپ محرق کا سخت حملہ ہوا۔ اُن کا علاج کرنل چائلڈ آئی۔ ایم۔ ایس نے کیا کچھ عرصہ تک اُن کی حالت بہت تشویشناک رہی۔ لیکن بعد مین حالت رو بہ صحت ہوگئی۔ تکمیل صحت کی غرض سے ستمبر اکٹوبر اور نومبر مین وہ بلاول تشریف لے گئے۔ اس کے بعد سے اُن کی صحت برابر اچھی رہی۔

مردم شماری

مسٹر رینڈال کا رخصت پر جانا اور انکی جگہ مسٹر رابرٹسن کا مقرر ہونا

۱۰ مارچ کو ریاست جوناگڈھ کی مردم شماری ہوئی کل آبادی ۴۳۴۲۲۲ ہوئی۔ مسٹر ایچ۔ ڈی۔ رینڈال ۱۵ نومبر سے رخصت پر وطن تشریف لے گئے لہٰذا گورنر صاحب بمبئی کے پولیٹکل سکریٹری مسٹر ایل۔ رابرٹسن۔ آئی۔ سی۔ ایس نے اس روز ایڈمنسٹریٹر کے عہدہ کا چارج لیا۔

جشنِ دربارِ تاجپوشی

۱۲ ڈسمبر کو ہز امپیریل میجسٹی شہنشاہ معظم جارج پنجم کی تاجپوشی کے سلسلہ مین دہلی مین دربار ہوا۔ علالت طبع کے باعث صغیر سن نواب صاحب دہلی کے دربار مین شرکت نہ کرسکے لیکن موقع کے شایانِ شان ریاست مین خوشی منائی گئی۔ جوناگڈھ مین صبح کے وقت ظفر میدان مین پریڈ ہوئی اور بارہ بجے لائبریری کے قریب شامیانہ مین دربار ہوا۔ ایڈمنسٹریٹر نے شہنشاہ

معظم کا فرمان پڑھا جس مین شہنشاہ نے باشندگان ہند کے لئے اپنی تخت نشینی کا اعلان کیا تھا۔ اس وقت ایک سوایک توپون کی سلامی ہوئی۔ ریاست کے تمام ملازمین کے لئے نصف ماہ کی تنخواہ انعام کے طور پر منظور کی گئی۔ طلبائے مدارس کو دربار کے تمغے ملے۔ سنٹرل جیل کے متعدد قیدی رہا کئے گئے۔ دوپہر کو شرطین ہوئین۔ جشن دربار تاجپوشی کے تمام اخراجات تیس ۳۰ ہزار روپئے ہوئے

۱۶ ڈسمبر کو بہادر خانجی ہائی اسکول مین باشندگان شہر جوناگڈھ کا عام جلسہ زیر صدارت ایڈمینسٹریٹر صاحب منعقد کیا گیا۔ کمسن نواب صاحب بھی ایڈمینسٹریٹر کے ہمراہ رونق افروز جلسہ ہوے اس جلسہ مین جشن شاہانہ کی مناسب یادگار قائم کرنے کے لئے سرمایہ جمع کیا گیا۔ اور فراہمی چندے کے لئے تیس اشخاص کی کمیٹی مقرر کی گئی۔

جوناگڈھ اسٹیٹ ریلوے تفرقات وغیرہ

بھاؤنگر۔ گونڈل۔ جوناگڈھ۔ پوربندر۔ ریلوے کو علیحدہ علیحدہ حصون مین تقسیم کرنے کی اسکیم کا فیصلہ ہو گیا تھا۔ اس لئے یکم اپریل ۱۹۱۱ء عیسوی کو **جوناگڈھ اسٹیٹ ریلوے** علیحدہ ہوگئی۔ اس کا اسٹاف از سرنو مرتب کیا گیا۔ اور جوناگڈھ اسٹیشن کو جو اب اس کا ہیڈکوارٹر ہے ترقی دینے کے لئے ضروری انتظام کئے گئے۔

۵ اپریل سے مسٹر ایچ۔ ایس۔ ڈوبیس ایم۔ آئی سی۔ ای چیف انجنیر جوناگڈھ اسٹیٹ اور منیجر و انجنیر انچیف جوناگڈھ اسٹیٹ ریلوے کے عہدہ پر بمشاہرہ پندرہ سو روپیہ ماہانہ مقرر کئے گئے۔

جوناگڈھ سے بھیلکھ تک اور وہان سے ویساودر تک ایک ریلوے لائن کی پیمائش کے لئے گورنمنٹ کی اجازت حاصل ہو چکی تھی۔ مرحوم نواب صاحب کا ارادہ اس اسکیم کو اونہ تک بڑھانے کا تھا اور اس کے لئے گورنمنٹ سے اجازت بھی طلب کی گئی تھی چنانچہ تھوڑے عرصہ مین اجازت بھی مل گئی تھی۔

یکم جون کو شاہ پور۔ کتیانہ لائن پر آمد و رفت شروع ہوگئی۔ نومبر میں جوناگڈھ ویساودر لائن کی تعمیر کا کام بھی شروع کر دیا گیا۔

وبائی امراض ستمبر کے مہینے میں جوناگڈھ میں سخت طاعون پھیلا جس سے آٹھ سو نوّے[۸۹۰] اموات واقع ہوئیں۔ حسب معمول پہلے چوہوں کی تعداد میں بہت اضافہ ہو گیا تھا اور پھر شہر میں کثرت سے مرنے لگے۔ اس لئے بہاؤالدین کالج اور مدارس میں تعطیل کر دی گئی۔ ریاست کے دیگر بائیس مقامات پر بھی پلیگ آیا۔

چیچک کی بیماری کا بھی ریاست میں بہت زور رہا جس سے ایک سال میں چھ سو بائیس اموات واقع ہوئیں۔

بارش ریاست میں بالعموم بارش معمول سے کم ہوئی۔ جون میں تو بارش کی ابتدا خوب ہوئی تھی مگر جولائی میں ایک قطرہ نہ گرا۔ اگسٹ اور ستمبر میں ریاست کے اکثر مقامات پر ہلکی بارش ہوئی۔

کنگ ایڈورڈ میموریل اسکالرشپ ہز میجسٹی ایڈورڈ ہفتم کی یادگار قائم رکھنے کیلئے کاٹھیاواڑ میں جو چندہ جمع کیا گیا تھا اس میں مرحوم نواب صاحب نے پندرہ ہزار روپیہ عنایت فرمانے کا وعدہ کیا تھا وہ رقم علٰحدہ مخصوص کی گئی اور اس کی آمدنی میں سے دو وظیفے مقرر کئے گئے۔

سنہ ۱۹۱۲ء

کم سن نواب صاحب کی ختنہ کی تقریب اور آپ کی تعلیم چونکہ تاریخ ۱۷ جنوری سنہ ۱۹۱۳ء کو کمسن نواب صاحب کی تقریب ختنہ قرار پائی تھی لہٰذا نواب صاحب اسی روز مہابت منزل سے راج محل میں آپکی والدہ صاحبہ کے پاس رہنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اسی دن شام کو چار بجے راج محل میں دربار منعقد ہوا اور تقریب ختنہ ادا کی گئی۔ اس وقت شہر کے ایکسو پچیس[۱۲۵]

لڑکون کی ختنہ کرادی گئین اور ہر ایک کو پچاش پچاس روپئے عنایت کئے گئے۔ ختنہ کے چھٹے روز نوبت چھاپنے کی رسم ادا کی گئی۔ اور امیرون و آفیسرون کا دربار ہوا۔ اور ایسے ہی دربار مسلسل ۱۷ ر مارچ تک ہوتے رہے۔ اور غریبون کو خیرات وغیرہ ہر روز تقسیم ہوتی رہی۔ اس خوشی مین محل کے آدمیون کو اجناس اور قیمتی پوشاکین وغیرہ عطا کئے گئے۔

۲۸ ر فروری کو نواب صاحب مہابت منزل واپس تشریف لائے اور سنت شادی کے جشن ۱۶ ر سے ۱۹ ر مارچ تک منعقد کئے گئے۔ کثیر تعداد مین مہمانون کو دعوت دی گئی تھی۔

تاریخ ۱۶ ر کو باشندگان شہر کی "نوی حویلی" مین دعوت ہوئی۔ اس تقریب کا خاص دربار تاریخ ۱۷ ر کو شام کے پانچ بجے راج محل کے قریب شامیانہ مین منعقد ہوا۔ کاٹھیاواڑ کے حکمرانون کے وفود اور ریاست کے باشندے وغیرہ پوشاکین اور بدھاوا پیش کرنے کے لئے اس دربار کے جلسہ مین شریک ہوے تھے۔

تاریخ ۱۸ ر کو صبح ۸ بجے فوجی پریڈ ہوئی اور دوپہر کو ۳ سے ۶ بجے تک شرطین ہوئین اور شب کو شہر مین روشنی ہوئی اور ۸ بجے نواب صاحب کا جلوس نکلا۔

تاریخ ۱۹ ر کو دوپہر کے ۱۲ بجے اسی شامیانہ مین دربار منعقد ہوا جس مین مہمانون، امیرون وحکامون وغیرہ کو پوشاکین تقسیم کی گئین۔ اسی دربار مین ایڈمنسٹریٹر نے کمسن نواب صاحب کو دہلی دربار تاجپوشی کا طلائی تمغہ پیش کیا۔ جو شہنشاہ معظم نے از راہ عنایت نواب صاحب کے لئے تجویز فرمایا تھا۔ اس عنایت سے نوعمر نواب صاحب اور اُن کی رعایا بہت متاثر ہوئی۔ اس تقریب کی خوشی مین جوناگڈھ کی رعایا نے کمسن نواب صاحب کی خدمت مین ایک تہنیت نامہ پیش کیا۔ اس مبارک موقع پر ایڈمنسٹریٹر نے کمسن نواب صاحب کیطرف سے متعدد مراعات کا اعلان کیا۔ جس مین قابل ذکر ریاست کے کاشتکارون کے قرضے تھے

اور بڑے بڑے قرض لینے والون کے حسابات پر بھی نظر ثانی کی گئی جنمین زیادہ تر بڑے زمیندار تھے۔ ان مراعات کی تعداد بارہ لاکھ روپیہ تک پہونچی۔ کئی قیدیون کو رہا کیا گیا۔ اور باقی سبکی سزا مین تخفیف کی گئی۔ ۲ بجے اوپر کوٹ مین غربا بھاٹ وغیرہ جمع کئے گئے اور ان کو پانچ ہزار روپیہ تقسیم کیا گیا۔ شام کو ۵½ بجے لال باغ مین گارڈن پارٹی ہوئی۔ ۸½ بجے رسول منزل مین ڈنر ہوا۔ رسول منزل اور راج محل مین آتشبازی چھوڑی گئی۔ علاوہ مراعات مذکورہ کے اس تقریب کے جشن کا کل خرچ چھہتر ہزار روپیہ ہوا۔

کمسن نواب صاحب کے استاد و نگران کی حیثیت سے مسٹر[1] ڈبلیو۔ ٹیوڈر اوون آئی سی۔ ایس۔ کا ۲۵ جنوری سے تقرر ہوا۔ اپنی تعلیم کے سلسلہ مین انہون نے بہترین رجحانات طبیعت اور ذہانت کا ثبوت دیا اور نہایت شوق سے علم کی تحصیل مین مشغول رہے۔ انگریزی زبان مین اچھی مہارت پیدا کی خود ایڈمنسٹریٹر کو اسی زبان مین وہ خطوط لکھتے رہے۔ ورزشی کھیلون کے بھی شائق تھے۔ گھوڑے کی سواری کی اتنی مشق ہوگئی کہ وہ ایک خاصے شہسوار بنگئے۔ اسی شہسواری کی بدولت اجمیر کے میو کالج مین تمام شاہزادون مین نام پیدا کیا۔ الغرض آپ ہر طور سے ہونہار ثابت ہوئے۔ ولایت کی آب وہوا موافق آئی اسلئے پہلے نواب صاحب موسم خزان مین مسوری برائے تفریح تشریف لے گئے۔

جوناگڈھ بھیلکھ ریلوے لائن کا افتتاح

مرحوم نواب صاحب سر محمد رسول خان کو ویساودر، اونہ، اور نوابندر کی ریلوے کی اسکیم سے بہت دلچسپی تھی۔ کیونکہ ایسی ریلوے قائم ہونے سے آمدورفت اور تجارت وغیرہ مین بہت کچھ ترقی ہونے کی امید کیجاتی تھی۔ چنانچہ اس مفید مقصد کو

[1] مسٹر ٹیوڈر اوون نے ریاست جوناگڈھ کے ڈائرکٹر تعلیمات کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ مسٹر ایم۔ اے۔ ٹرکھر کو ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء سے کمسن نواب صاحب کی استادی ونگرانی اور ڈائرکٹر تعلیمات کی خدمات سے سبکدوش کردیا گیا تھا۔

ملحوظ رکھ کے بھیلکہ تک ماہ نومبر ۱۹۱۱ء میں نہایت جلد ریلوے بنانی شروع کی گئی۔ اور اسی سال شرح مزدوری کی کمی سے فائدہ اٹھایا گیا۔ اور ۴½ لاکھ روپیہ کے خرچ سے ۳۴ میل ریل تعمیر کی گئی۔ جوناگڈھ بھیلکہ لائن کا افتتاح مسٹر جے۔ سلیڈن۔ ایجنٹ صاحب کے ہاتھ سے ۱۹ مئی کو عمل میں آیا۔

قانونی عدالتوں کے مکان کا افتتاح جامع مسجد کے سامنے جو بڑی عمارت سرکل کے نام سے مشہور تھی۔ اُسکی توسیع و ترمیم کرکے عدالت قانونی میں بدل دیا گیا۔ عدالت کی افتتاحی رسم ۱۸ جولائی کو مسٹر جے۔ سلیڈن ایجنٹ صاحب نے ادا کی۔ اس توسیع میں ۶۴ ہزار روپیہ خرچ ہوا۔

چیف انجینیر کا تقرر ۳ جولائی کو مسٹر ایچ۔ ایس۔ ڈیوس چیف انجینیر جوناگڈھ اسٹیٹ اور انجینیر انچیف جوناگڈھ اسٹیٹ ریلوے اپنے عہدہ سے سبکدوش ہوگئے اور مسٹر ای۔ بروک فوکس انکی جگہ مقرر کئے گئے۔

بارش جون۔ جولائی اور اگست کی بارش میں جو بہت شدید تھی کئی جگہ جوناگڈھ ریلوے کی لائن ٹوٹ گئی۔ چورواڑ اور بلاول کے درمیان چار دن تک جوناگڈھ اور بھیلکہ کے درمیان ۲۱ دن تک۔ اور شاہ پور اور بانٹوہ کے درمیان چار دن تک آمد و رفت بند رہی۔

سبحان بخت صاحبہ کی منگنی شاہزادہ محمد شیر زمان خان صاحب مرحوم کی صاحبزادی سبحان بخت بالاسنور کے کمسن نواب صاحب جمعیت خان سے منسوب کی گئیں۔ ۵ ڈسمبر کو منگنی کی رسم ادا کی گئی۔ دولھا اور اُن کے رشتہ داروں کو پوشاکیں اور تحفے دیئے گئے۔ ایک دربار بھی اس خوشی میں منعقد ہوا تھا۔ جس میں امراء اور روسائے ریاست مدعو کئے گئے تھے۔

ماجی صاحبہ کا حج کو جانا نور بی صاحبہ معروف بہ "ماجی صاحبہ" والدۂ نواب سر محمد رسول خان صاحب نے اس سال فریضۂ حج ادا کیا۔

نوی حویلی، نیا رسول خان جی ہاسپٹل اور کلارک مارکیٹ وغیرہ

دفترِ مال، دفترِ محاسبی، خزانہ، اور دیگر دفاتر وزیر صاحب کی نوی (نئی) حویلی میں آگئے جو سکریٹریٹ بلڈنگ کہلانے لگی۔

کلارک مارکیٹ[۱] (سبزی بازار) کی جگہ غیر موزون پائی گئی۔ اس لئے اس کی بنیادیں نکالدی گئیں اور اس کا سامان جدید زنانہ ہاسپٹل کی تعمیر میں استعمال کیا گیا۔ شہر کے باہر نیا رسول خانجی ہاسپٹل کا مکان اب حضور آفس (ایڈمینسٹریٹر کی آفس) کے لئے استعمال ہونے لگا۔

سنہ ۱۹۱۳ء

کمسن نواب صاحب

ایڈمینسٹریٹر نے بمبئی گورنمنٹ کے مشورہ سے صغیرسن نواب صاحب کو مع اُن کے رفیق شیخ محمد بھائی صاحب کے پالیتانہ کے کمسن ٹھاکر صاحب بہادر سنگھ جی کے ساتھ مسٹر اور مسیز ٹیوڈر اُوون کی نگرانی میں انگلستان بھیجنے کا فیصلہ کرلیا۔ امید کیجاتی تھی کہ نئی فضا اور نئے تجربات و مشاہدات سے نواب صاحب میں اولوالعزمی اور خود دارانہ کیرکٹر پیدا ہوگا۔ نواب صاحب کے انگلستان رخصت ہوتے وقت باشندگانِ جوناگڈھ اور حکام ریاست کی طرف سے ایک رخصتی پارٹی دی گئی۔ ۹ مارچ کو بندر بمبئی سے نواب صاحب مع اپنے ہمراہیوں کے میلیا نامی جہاز پر انگلستان روانہ ہوگئے۔ خدا کے فضل سے نواب صاحب نے اسٹیمر میں اپنا وقت نہایت خوشی و خرمی کے ساتھ گذارا۔

انگلستان میں نواب صاحب اور اُن کے رفقا نے نہایت مسرت خیز ترقی کی۔ اور آپ رگبی کے قریب اوورسلیڈ اسکول میں داخل ہوئے۔ جدید ماحول میں وہ بلاشک بہت مسرور و خوش و خرم رہے۔ اور ان کی صحت اور مزاج پر بہت اچھا اثر پڑا۔ ہر ہائنس عالیہ ماں صاحبہ نے ایڈمینسٹریٹر سے فرمائش کی کہ نواب صاحب کو عید کے موقع پر ایک پوشاک ولایت بھیجی جائے

[۱] اس مارکیٹ کا نام گورنر صاحب بمبئی کے نام سے منسوب کیا گیا تھا۔ اور اس کا سنگ بنیاد بھی ان ہی نے رکھا تھا اور وہ جگہ ایڈمینسٹریٹر کو پسند آنے کی وجہ سے وہاں رسول خانجی ہاسپٹل بنایا گیا۔

تاکہ رسم کے مطابق نواب صاحب اپنی پوری قومی پوشاک مین عید کے روز بر آمد ہون۔ مان صاحبہ نے اُن کے رفیق محمد بھائی صاحب کے لئے بھی ایک نئی پوشاک بھیجنے کی تجویز کی اور دونون پوشاکون کو روانہ کرنے سے قبل بنفس نفیس معائنہ فرمایا۔ اسی عرصہ مین ہر ہائنس مان صاحبہ کی صحت کے متعلق تشویش پیدا ہوگئی مگر بفضلہ تعالیٰ جلد صحت ہوگئی۔

گورنر صاحب کی تشریف آوری

۱۰ رفروری کی صبح کو بمبئی کے گورنر صاحب لارڈ سیڈنہم کلارک اور اُن کی لیڈی مع اسٹاف بلاول تشریف لائے۔ بندرگاہ پر ایڈمینسٹریٹر اور جوناگڈھ ریلوے کے مینیجر نے ان کا استقبال کیا۔ دن کے بارہ بجے گورنر صاحب اور لیڈی سیڈنہم صاحبہ اسپیشل مین جوناگڈھ تشریف لائے۔ جہان ایجنٹ گورنر (کاٹھیاوار) پولیٹیکل ایجنٹ سورٹھ، کمسن نواب صاحب اور اُن کے رفیق شیخ محمد بھائی صاحب نے خیر مقدم ادا کیا۔ گورنر صاحب اور لیڈی صاحبہ نے ایڈمینسٹریٹر کی قیامگاہ حضور منزل مین قیام فرمایا اور بعد دوپہر بہاؤالدین کالج، اوپر کوٹ۔ پیڈک وغیرہ کا معائنہ کرتے ہوئے شہر مین روشنی دیکھتے ہوئے حضور منزل واپس تشریف لائے۔ اسی شب مین حضور منزل مین سرکاری دعوت (آفیشل ڈنر) ہوئی جسکے بعد گورنر صاحب ایک شامیانہ مین تشریف لائے جو ملاقاتی دربار کے لئے نصب کیا گیا تھا۔ یہان ان کا تعارف باقاعدہ پرائیویٹ سکریٹری اور ایڈمینسٹریٹر نے کمسن نواب صاحب و امراو شرفائے ریاست سے کرایا آخر مین آتشبازی چھوڑی گئی۔

۱۱ رفروری کو سوا دس بجے ہز ایکسیلینسی نے **کورونیشن میموریل زنانہ ہاسپٹل** کا افتتاح کیا۔ اور صاحب موصوف مع لیڈی صاحبہ کے شامیانہ مین پہنچنے کے بعد ایڈمینسٹریٹر نے مسٹر ٹی۔ ٹی۔ مجمودار بیرسٹر سے خیر مقدم کا اڈریس پڑھنے کو کہا جو باشندگان جوناگڈھ کیطرف سے تیار کیا گیا تھا۔ اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

یور ایکسیلنسیز لارڈ و لیڈی سیڈنہم، مسٹر اربٹن، کمسن نواب صاحب، خواتین و حضرات!
آج نواب صاحب کی رعایا کے لئے فخر و انبساط کا دن ہے کہ ہم شہر جوناگڈھ مین جو سوراشٹر کا تاریخی دارالسلطنت اور قدامت و تقدیس کے لحاظ سے مشہور ہے آپ کی تشریف آوری پر مؤدبانہ اور دلی خیر مقدم پیش کر رہے ہین۔

اس سے بڑھکر اور کوئی مسرت نہین ہو سکتی کہ حضور والا بحیثیت نمائندہ شہنشاہ معظم اپنی مصروفیتون اور ضروری مشاغل سے وقت نکالکر ایڈمینسٹریٹر صاحب کی دعوت پر جوناگڈھ تشریف لائے۔ اور باشندگان جوناگڈھ کے لئے یہ امر باعث فخر ہے کہ حضور والا نے زنانہ ہاسپٹل کا افتتاح کرنا قبول فرمایا۔ جو کہ باشندگانِ سوراشٹر کی اس محبت تعظیم و تکریم کا ادنیٰ اظہار ہے جو انھین دیگر باشندگانِ ہند کے ساتھ شہنشاہ معظم اور ملکۂ معظمہ سے وابستہ ہے حضور والا کا یہ کرم اُس عنایت آمیز برتاؤ پر ایک مسرت خیز اضافہ ہے جو حضور والا کی پانچ سال کی حکومت کا طغرائے امتیاز ہے۔ اسطرح صوبہ بمبئی کی گورنمنٹ حضور والا کی سیاسی قابلیت کی کامیابی کا بہترین نمونہ پیش کر رہی ہے۔

اس وسیع ملک ہندوستان مین ہز موسٹ گریشیس میجسٹی شہنشاہ معظم جارج پنجم اور ملکۂ معظمہ کی بے مثال تشریف آوری اور دہلی کی تاجپوشی کے مسرت خیز واقعہ سے جذباتِ وفاداری کی جو لہر دوڑگئی اس سے ہم نواب صاحب کی رعایا کے لوگ بیحد متأثر ہوئے اور ہم نے اپنا فرض خیال کیا کہ ایسے تاریخی اور مبارک موقع پر تمام ہندوستان کے ساتھ ہم بھی جشن منائین۔ اور اظہار وفاداری مین شریک ہون۔ یہان ہمارا فرض ہے کہ ہم اُس وحشیانہ جرم پر اظہار نفرت کرین۔ جس نے وائسرائے صاحب اور اُن کی لیڈی صاحبہ کے جلوس کو پریشان کر دیا۔ اور امید ہے کہ حضور والا ہمارے جذبات اور خطرے سے محفوظ

رہنے کی مبارکباد نیز صحت عاجل کی دعا بھی ان کی خدمت مین پہنچا دین گے۔

دہلی دربار کی تاجپوشی کی یادگار برقرار رکھنے کی غرض سے ایڈمنسٹریٹر مسٹر ایل۔ رابرٹسن کی صدارت مین ایک جلسہ عام منعقد ہوا اور قرار پایا کہ برطانوی عہد سلطنت مین جو برکاتِ امن وامان ہمین حاصل ہین اُن پر اظہار تشکر کے لئے ایک مستقل یادگار قائم کیجائے جس کیلئے کورونیشن میموریل فنڈ کھولا جائے۔ ہر ہائنس بی بی صاحبہ نے اس فنڈ کی سرپرستی کرکے ممنون فرمایا اور ایک ہزار روپیہ کے گرانقدر عطیہ سے اس کی ابتدا کردی۔ خاص چندہ دہندگان مین صاحب زادگانِ ڈاکٹر تربھوونداس موتی چند شاہ آنجہانی، اور پنڈت گھوڑلال جی آنجہانی کی یادگاری فنڈ کی کمیٹی ہین جنہون نے علی الترتیب دو ہزار اور ایک ہزار ایک سو کی رقمین بعض شرائط کے ساتھ عنایت کی ہین۔ کاشتکارون اور معضلات کے لوگون نے بھی اچھی اچھی رقمین دی ہین۔ یہ فنڈ بیس ہزار کا ہوگا۔ اسی قدر رقم ریاست جوناگڈھ کے ایڈمنسٹریٹر مسٹر رابرٹسن نے دینے کا وعدہ کیا ہے جس سے چالیس ہزار تک یہ سرمایہ پہنچ جائیگا اس امر پر بہت غور ہوا کہ کیا یادگار اس مبارک موقع کی قائم کیجائے۔ آخر کار یہ فیصلہ ہوا کہ زنانہ ہاسپٹل قائم کیا جائے۔ اس تجویز نے قبولیت عام حاصل کرلی ہے۔ مرحوم نواب صاحب سر رسول خانجی اور اُن کے پیشرؤن کی فیاضی سے ریاست مین متعدد اور شاندار معابد (انسٹیٹیوشنین) موجود ہین لیکن پردہ نشین خواتین اور عام جنس اناث کی طبّی امداد کی ضرورت ہنوز باقی تھی۔ ایک ایسا زنانہ ہاسپٹل جس سے امیر و غریب عورتین فائدہ اُٹھا سکین یقیناً شہر جوناگڈھ کے لئے ضروری تھا اور اس ضرورت کا احساس عرصہ دراز سے ہو رہا تھا۔

اس اسکیم کی ابتدا سے انتہا تک قدرت کی امداد اس کے ساتھ تھی۔ کیونکہ ایڈمنسٹریٹر

مسٹر رابرٹسن نے اس کی ابتدا کی اور محکمۂ امور عامہ کے افسر اعلیٰ مسٹر بروک فوکس نے عمارت کو نہایت کوشش سے تیار کرایا۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ آج حضور والا کے ہاتھون اس اسکیم کی تکمیل ہو رہی ہے۔ ہمین مسرت ہے کہ اعلیٰحضرت شہنشاہ معظم نے حضور والا پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضور والا یہان رونق افروز ہین اور ہم ان امتیازات پر مبارکباد پیش کر سکتے ہین جو شہنشاہِ معظم نے آپ کو عنایت کئے ہین۔

لیڈی سنڈ ہم کو ایسی انسٹی ٹیوشن سے خاص دلچسپی ہے جنکی موجودگی اس موقع پر ہمارے لئے بہت ہی زیادہ باعث مسرت و شکریہ ہے۔ طبقۂ نسوان کے ساتھ انکی عام ہمدردی اور اس طبقہ کے حاجتمند افراد کی بروقت امداد دینے اس ملک کے لوگون مین ان کو بہت ہر دلعزیز بنا دیا ہے اور اس مبارک موقع پر ان کی تشریف آوری پر ہم ان کی خدمت مین دلی شکریہ پیش کرتے ہین۔

اس موقع پر ہم اپنے قابلِ احترام ایڈمینسٹریٹر مسٹر ایل رابرٹسن کا بھی شکریہ ادا کرتے ہین اور خداوند کریم کی بارگاہ مین دست بدعا ہین کہ کمسن نواب صاحب کی عمر دراز ہو اور ہمیشہ خوش و خرم رہین جنہین مسٹر ٹیوڈراوون کی راست ہدایت اور دانشمندانہ تعلیم سے بہت فائدہ پہونچا یا ہے۔

آخر مین ہم اس امر پر افسوس کرتے ہین کہ حضور والا عنقریب ہندوستان سے تشریف لیجانے والے ہین۔ خدا کرے یہ سفر بہ خیر و خوبی انجام پائے اور درگاہ رب العزت مین دعا ہے کہ حضور والا اور لیڈی صاحبہ دونون عرصہ تک خوش و خرم و زندہ رہین۔

اس ایڈریس کا گجراتی ترجمہ جمعدار ابا سالم بن محمد صالح ہندی نے پڑھکر سُنایا۔ اس کے بعد ایڈمینسٹریٹر نے ویرابکسیلینسیز کا جوناگڈھ مین خیر مقدم ادا کرتے ہوئے ایک تقریر کی۔ اسکے بعد

ایڈمنسٹریٹر کی درخواست پر ہز ایکسیلینسی نے کورونیشن میموریل زنانہ ہاسپٹل کی افتتاح کی رسم ادا کی۔ اسکے بعد ہز ایکسیلینسی نے بہت معنی خیز تقریر کی جس مین اُن شہنشاہی مقاصد عظیمہ کا اظہار کیا جو کورونیشن دربار منعقدۂ دہلی کے ساتھ وابستہ تھے اور زنانہ ہاسپٹل کی اسکیم کا جونا گڈھ مین جس طرح پرجوش خیر مقدم ہوا اس کا تذکرہ کیا۔ پھر ہز ایکسیلینسی نے نواب صاحب کی ترقی کا جو اظہار کیا اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

کمسن نواب صاحب کے مفاد کی مجھے ہمیشہ فکر رہی۔ کیونکہ ان کے سامنے مستقبل مین ذمہ دارانہ فرائض کی زندگی ہے۔ اس ریاست مین ایسے ذرائع آمدنی ہین جن سے ابھی تک کام نہین لیا گیا۔ وہ ریاست کی ترقی اور باشندون کی رفاہ مین بہت زیادہ معاون ہو سکتے ہین۔ یہ بہت ضروری ہے کہ آئندہ فرمان روا کو ایسی تعلیم و تربیت ملنی چاہئے جس کی وجہ سے وہ رعایا کا سچا مربی ہو سکے مسٹر اور مسز ٹیوڈر اوون کی نگرانی مین دیتے ہوئے مجھے توقع تھی کہ وہ بہترین ماحول و اثرات مین رہینگے۔ انگلستان بھیجتے وقت بھی میرے پیش نظر یہی بات تھی کہ یہ اثرات جاری رہین۔ مین نہین چاہتا کہ وہ ہندوستان سے زیادہ عرصہ تک علحدہ رہین۔ کیونکہ جس ریاست پر انہین حکومت کرنی ہے اس سے انہین علحدہ نہ ہونا چاہئے۔ مگر فی الحال یہی مناسب ہے کہ وہ اس وقت مسز ٹیوڈر اوون کی مادرانہ شفقت و تربیت مین انگلستان تشریف لیجائین میری دعا ہے کہ وہ انگلستان مین صحت و عافیت سے رہین اور خیریت کے ساتھ واپس آئین۔ امید ہے کہ وقتاً فوقتاً مین بھی اُن سے ملتا رہونگا۔ تاکہ ان کی خیریت کی طرف سے اطمینان رہے

اس کے بعد ہز ایکسیلینسی نے ہر ہائنس مان صاحبہ والدۂ نواب صاحب سے ملاقات کی۔ اور دوپہر کو ۳ بجے ہز ایکسیلینسیز جونا گڈھ سے رخصت ہو گئے۔ بلاول تک ایڈمنسٹریٹر ساتھ گئے

جہان سے ہزایکسیلینسی بمبئی کو روانہ ہوگئے۔

مسٹر رینڈال کا رخصت سے واپس آنا

مسٹر ایچ۔ ڈی۔ رینڈال۔ رخصت سے واپس آگئے اور ۱۹ مارچ کو مسٹر رابرٹسن سے چارج لے لیا۔

ریلوے لائن کی تکمیل

بھیلکھہ ویساوور ریلوے لائن مکمل ہوگئی اور ۲۴ مارچ کو پبلک کی آمد و رفت کے لئے کھل گئی۔

بارش، وبائی امراض، عمارات، وغیرہ

اس سال جون اور جولائی میں کثرت بارش کی وجہ سے ریلوے لائن کو کئی جگہ نقصان پہنچا اور بنتھلی و مانا ودر کے درمیان پچاس گھنٹے تک اور جوناگڈھ و ویساودر سیکشن پر ۲۵ گھنٹہ تک آمد و رفت بند ہوگئی تھی۔

اس سال پلیگ اور ہیضہ ریاست کے مختلف مقامات میں پھیل گیا تھا۔ اور ایک بیماری جسے "سرا" کہتے ہیں باڈی گارڈ کے گھوڑوں میں پھیل گئی۔ یہ بیماری مہلک ثابت ہوتی ہے۔ اور ریاست جوناگڈھ میں اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی پینتالیس[۴۵] گھوڑوں کو یہ بیماری لاحق ہوئی۔ جن میں سات مر گئے بیس[۲۰] گولی سے مار دیئے گئے اور اٹھارہ[۱۸] اچھے ہوگئے۔ ۱۹۱۲ء کے اکتوبر سے اسی بیماری میں لانسرس کے ۲۹ گھوڑے مر گئے تھے۔ ریاست کے اونٹوں میں بھی ایک "باپام" نامی پھیلی جس سے ۸۳ اونٹ مر گئے۔

ڈنگو بخار بھی جولائی میں پھیلا۔ یہ وبا عام نہیں ہے۔ کبھی کبھی عرصہ دراز کے بعد ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ چالیس[۴۰] برس قبل کاٹھیاواڑ میں یہ وبا پھیلی تھی۔ مگر اس وقت سے جولائی ۱۹۱۳ء تک اسکا اس علاقہ میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

"سر رسول خانجی اسپننگ مل کمپنی" کے معاملات کا جو بلاول میں قائم ہونے والی تھی اسی سال تصفیہ ہوگیا۔ دس ہزار روپیہ کا نقصان ریاست کو ہوا۔ ڈائرکٹران پبلک کا اعتماد نہ حاصل کر سکے ریاست کے ساتھ خاص شرطوں سے بلاول میں مل بنائی جائے تو ریاست اور لوگوں کو بہت فائدہ

ہو سکتا ہے اس سال حضور منزل (جس مین فی الحال دیوان آفس ہے ایک لاکھ بائیس ہزار روپیہ مین)، شاہ پور دروازے کی پولس لائن (۹۱ ہزار روپیہ مین)، نئی لانسرس لائن (ایک لاکھ روپیہ مین) اور کورونیشن میموریل زنانہ ہاسپٹل کی عمارتین مکمل ہوگئین۔ اسٹیشن دروازے سے کالوہ دروازے تک کا راستہ بنام کنگس روڈ کئی جگہ سے فراخ کیا گیا۔

پالیٹانہ ریلیف فنڈ مین جوناگڈھ ریاست نے ۵ ہزار روپیہ دیا اور رعایا نے دو ہزار روپیہ اور ایک آنہ کا چندہ فراہم کیا۔ اس لئے پالیتانہ کے ایڈمنسٹریٹر نے ریاست جوناگڈھ کا شکریہ ادا کیا۔

یکم اپریل سے باڈی گارڈ اور پولس کے سوار ملا کر ایک کر دئے گئے۔ اس طرح ریاست مین ارریگیولر کیولری (بے ترتیب فوج سواران) باقی نہین رہی۔

پنشن کا قاعدہ جاری ہوا۔ مرحوم نواب صاحب کی خواہش تھی کہ ریاست مین پنشن کا قاعدہ قائم ہو جائے۔ مگر اس بارے مین قواعد و ضوابط کا اعلان ایڈمنسٹریشن کے وقت مین ہوا جسکی رو سے یکم ستمبر ۱۹۱۳ء سے اوسط تنخواہ کا تہائی حصہ پنشن کے لئے منظور ہوا۔

واضح رہے کہ سابق فرمانرواؤن کے عہد مین اکثر لوگون کو بالخصوص چھوٹی ملازمتون مین پوری تنخواہ بطور پنشن ملتی تھی۔

دیوان شاہی کوری کی تبدیلی ریاست کی تاریخ مین ایک بہت اہم واقعہ یہ ہوا کہ مقامی چاندی کا سکہ (کوری) موقوف کر دیا گیا۔ ۱۵ جنوری ۱۹۱۳ء کو ایڈمنسٹریٹر نے ایجنٹ گورنر صاحب کاٹھیاواڑ کو ایک خط لکھا جس مین درخواست کی کہ مقامی سکّہ (کوری) کو برطانوی سکہ مین بدلنے کے بارے مین گورنمنٹ کی امداد ملنی چاہیئے۔ ۷ نومبر ۱۹۱۳ء کو حکومت ہند سے ایک تار ملا۔ جس مین اس تبدیلی کی منظوری دیدی گئی تھی وہ شرائط جن کے ماتحت گورنمنٹ ہند نے کوری

کے بدلے روپیہ بنانے کا وعدہ کیا حسب ذیل تھے :۔

(۱) بنوائی نصف فی صدی چارج کی جائیگی۔(۲) ہر چار سو کوری جو بمبئی کی ٹکسال مین وصول ہونگی اُن کے معاوضہ مین سو روپیے دیئے جائینگے۔(۳) ٹکسال سے لانے لیجانے کا خرچ ریاست کو برداشت کرنا پڑے گا۔(۴) ریاست کو اجازت دیجائیگی کہ چار سو پانچ کوری کے سو روپیہ وصول کرسکے۔

یہ اندازہ کیا گیا تھا کہ ریاست مین دو کروڑ کی تعداد مین کوری رائج ہوگی۔ مگر یہ اندازہ صحیح سے بہت زیادہ تھا کیونکہ کوری کی کُل تعداد جو کہ ٹکسال کو بھیجی گئی چھیانوے لاکھ تراسی ہزار اڑتالیس تھی جس کے معاوضہ مین چوبیس لاکھ بیس ہزار سات سو باسٹھ روپئے ٹکسال سے وصول ہوے۔

یہ سلسلہ ۹ نومبر ۱۹۱۲ء سے شروع ہوا تھا اور آخری قسط روپیون کی ٹکسال سے ۳ فروری ۱۹۱۳ء کو وصول ہوئی۔ اس طرح اس کام مین ڈھائی مہینے کے قریب خرچ ہوئے۔ ایڈمینسٹریٹر کا یہ اعلان کہ لوگ کوری واپس کردین ۱۵ نومبر ۱۹۱۲ء کو ہوا تھا اور یہ ظاہر کردیا گیا تھا کہ ۲۴ ڈسمبر ۱۹۱۲ء کے بعد کوری نہین وصول کیجائیگی۔ لیکن اس مدت مین توسیع ہوئی اور آخر کار تاریخ ۲۲ جنوری ۱۹۱۳ء تک بڑھادی گئی۔

اس کام پر مع سکّہ کی بنوائی کے ریاست کا اکیس ہزار نو سو ستائیس روپیہ چار آنہ خرچ ہوا۔ مزید برآن بینک آف بمبئی نے دو ہزار سات سو بارہ روپیہ چار پائی اُور ڈرافٹ پر سود لیا۔ مقامی تانبے کا سکہ دو کڑا جس کا نرخ دس دو کڑا فی آنہ ہے غریب لوگون کے مفاد کے لئے رائج رکھا گیا۔ مگر اسکا استعمال بہت کم ہوگیا۔ اس طرح ریاست مین گورنمنٹ پائیون کا بھی استعمال بہت کم ہے۔

جبکہ کوری کا سکّہ رائج تھا تو عدالت کے اسٹامپ پیپرس اور ریاست کی پوسٹ کی ٹکٹون پر وہی سکّہ لکھا جاتا تھا مگر اب روپیہ آنے لکھتے ہین۔

۱۹۱۴ء
کمسن نواب صاحب

ہرہائنس ماں صاحبہ کی خواہش پر انڈیا آفس (دفتر ہند) نے نواب صاحب کو کپتان لانگ آسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ پالن پور کی نگرانی مین بمبئی بھیجنے کا انتظام کیا۔ نواب صاحب ۲۲ ر اپریل کو مع اپنے رفیق شیخ محمد بھائی صاحب کے کپتان لانگ کی نگرانی مین بمبئی تشریف لائے جہان ان سے جدید ٹیوٹر (معلم) اور نگران کپتان بیل[1] نے ملاقات کی۔ جوناگڈھ مین اُن کی معاودت پر بہت بڑا جشن منایا گیا۔ ۲۶ ر اپریل کو ممدوح جوناگڈھ تشریف لائے۔ ریلوے اسٹیشن پر ایڈمنسٹریٹر ممتاز حکام اور امرا نے اُن کا استقبال کیا۔ شہر مین عظیم الشّان جلوس نکلا اور دوسرے دن اس مبارک موقع کی خوشی مین ایڈمنسٹریٹر نے رسول منزل مین گارڈن پارٹی دی۔ جوناگڈھ مین تھوڑے عرصہ تک قیام کرنے کے بعد موسم گرما کی وجہ سے وہ بلاول تشریف لے گئے اور بعد مین آپ اور آپ کے رفیق شیخ محمد بھائی صاحب اجمیر کے میو کالج مین داخل ہوے جہان کپتان بیل کی نگرانی مین قیامگاہ کے لئے ایک بنگلہ لے لیا گیا۔ ۲۴ ر ڈسمبر کو جنگ عظیم کی فوری ضروریات کی وجہ سے کپتان بیل کو اپنی فوجی خدمات پر جانا پڑا اور اُنکی جگہ اُسی تاریخ سے مسٹر ایچ۔ اے۔ ڈبلیو بلیڈن مقرر ہوے جو ۳ ر ڈسمبر ۱۹۱۴ء کو بہادر خان جی ہائی اسکول کے ہیڈماسٹر مقرر ہوے تھے۔ کرسمس کی تعطیلات کے کچھ ایام کیشود مین گذرے جہان نواب صاحب کو دیہاتی زندگانی کا تجربہ ہوا اور کچھ ایام نہایت تفریح کے ساتھ یوروپین مہمانون کے ساتھ کیمپ مین گذرے۔

ممدوح الشّان کے انگلستان کے سفر سے نہایت خوشگوار نتائج مرتب ہوے جن کا اعتراف ہر جگہ کیا گیا۔ جسمانی، دماغی، اور اخلاقی ترقی بہت نمایان تھی اور اس ترقی کا سلسلہ نہایت

---

[1] کپتان ایچ۔ ڈبلیو۔ بیل نے جنکی خدمات بحیثیت ٹیوٹر اور نگران گورنمنٹ نے ریاست جوناگڈھ کو دی تھین ۶ ر اپریل کو بلاول مین اپنی نئی خدمات کا چارج لیا۔ (مشاہرہ ایک ہزار روپیہ اور خاص الاؤنس ڈھائی سو روپیہ)

اطمینان بخش حالت میں میئو کالج میں بھی جاری رہا۔ اجمیر میں نواب صاحب مع اپنے رفیق شیخ محمد بھائی صاحب کے کالج کی زندگی کے نظام کے عادی ہوگئے اور جو عظیم الشان ذمہ داریاں مستقبل میں ان کے سامنے تھیں ان کے لئے مناسب تربیت حاصل کرنے لگے۔ جنگ عظیم کے زمانہ میں نواب صاحب نے میئو کالج فنڈ میں اپنی جیب خرچ سے بچا کر ایک گرانقدر رقم دی اور دوران جنگ میں ماہانہ چندہ دیتے رہے۔

یہ امر قابل مسرت ہے کہ ہر ہائنس ماں صاحبہ کی صحت کمسن نواب صاحب کی انگلینڈ سے تشریف آوری کے بعد سے روبہ ترقی رہی۔ جنوری میں علیا حضرت ممدوحہ کی رفیقہ کی حیثیت سے مسز ہاشمی کا تقرر ہوا اسی عرصہ میں آپ کے پرائیوٹ سکریٹری کے طور پر مسٹر اسمٰعیل برہانی بی۔ اے کام کر رہے تھے۔

خطابات

ماہ جون میں تین حکام کو بیک وقت گورنمنٹ سے خطابات عنایت ہوئے حضور اسسٹنٹ راؤ بہادر اننت سداسیو ٹامبے امپیریل سروس آرڈر کے ممبر ہوئے چیف ریونیو آفیسر کیشولال گردھر لال ترویدی راؤ بہادر ہوئے اور کمانڈنگ آفیسر لانسرس غلام رسول خاں کو "خان صاحب" کا خطاب عطا ہوا۔ بیک وقت فہرست اعزازات میں تین خطابات کی موجودگی ایک ہی ریاست کے لئے ایسا واقعہ تھا جسکی مثال نہیں ملتی اور اس پر ریاست جوناگڈھ سے پرجوش مسرت کا اظہار کیا گیا۔

وزیر صاحب کی وفات

۱۴ جولائی کو وزیر صاحب شیخ محمد بہاؤالدین سی۔ آئی۔ ای۔ انتقال فرماگئے مرحوم نصف صدی تک جوناگڈھ میں ایک ممتاز شخصیت رکھتے تھے اور متعدد مفید اسکیمیں اپنے اعلیٰ کیریکٹر اور شخصیت و وجاہت کی وجہ سے کامیاب بنا سکے۔ اُن کا نام عرصۂ دراز تک فیاضی و قابلیت کی وجہ سے یادگار رہے گا مرحوم کی زندگی کے مفصل حالات تین سابقہ بابوں میں تحریر ہو چکے ہیں۔ ان کی وفات پر مرحوم کی جائداد ریاست کی طرف منتقل ہوگئی۔ اس لئے ان کے متبنٰی بیٹے

عثمان خان کے لئے چھ سو روپیہ ماہانہ مقرر کیا گیا۔

وزیر صاحب کی جائداد میں سے مفید اشیاء ریاست کے لئے رکھ لی گئیں اور باقی بذریعہ نیلام فروخت کر ڈالی گئیں۔ یہ سلسلہ عرصہ دراز تک چلتا رہا۔ جب اُن کی حویلی میں سے برسوں کے جمع شدہ اشیا کے انبار کو صاف کیا گیا تو وہ عظیم الشان عمارت ایک فرسٹ کلاس ہندوستانی مہمان خانہ (نیٹیو گیسٹ ہاؤس) کے طور پر استعمال کی جانے لگی جس میں نہایت آرام کے ساتھ کثیر التعداد مہمان قیام کر سکتے ہیں۔ اسی طرح آپ کے گاؤن، شکر باغ اور اسکے متصل چھوٹا بہادر باغ وغیرہ بھی ریاست کے قبضہ میں آگئے۔

ریلوے منیجر کا تقرر

اگست میں مسٹر ای۔ ڈبلیو۔ پراکٹر سیمس کا تقرر ریلوے منیجر کی حیثیت سے ہوا اور بلاول بندر کے کاموں کی نگرانی بھی انہیں کے سپرد کی گئی۔ مسٹر بروک فوکس (پی۔ ڈبلیو۔ ڈی) محکمہ امور عامہ کے چیف انجینیر کی حیثیت سے قائم رہے۔

آغاز جنگ

۴ راگست کو برطانیہ اور جرمنی میں جنگ چھڑ گئی۔ ایڈمینسٹریٹر نے تین ہزار روپیہ کی خاص منظوری فوجی بھرتی کے لئے دی۔ مگر قلیل تعداد میں رنگروٹ بھرتی ہوئے۔ (۲۵) عدد گھوڑے برطانوی حکومت کے لئے مخصوص کر دیئے گئے اور بغیر کسی معاوضہ کے گورنمنٹ کے مقاصد کے لئے ریاست کی طرف سے ان کی فوجی تربیت کی گئی۔ سینتالیس ہزار روپیہ کی رقم ریاست میں چندہ کے طور پر جمع کی گئی اور امپیریل وار ریلیف فنڈ کی بمبئی کی شاخ کو بھیجدی گئی۔

یہ امر قابلِ مسرت ہے کہ بہاؤ الدین کالج کے فارسی کے پروفیسر عبد الصمد شاہ کی خدمات جو ہز ہائنس آغا خان صاحب کے رشتہ دار ہیں۔ گورنمنٹ کے فوجی محکمہ کیطرف سے موجودہ جنگ کے لئے ۴ ارنومبر سے قبول کی گئیں۔

بارش

اس سال بارش کا موسم دیر میں جون کی آخر میں شروع ہوا لیکن ۱۲ اور ۱۹ ستمبر

کے درمیان تمام ریاست مین اتنی سخت بارش ہوئی کہ ایسی طغیانی اس سے پہلے نہین ہوئی تھی بعض بعض جگہ ۱۲ انچ پانی ۱۲ گھنٹہ مین برس گیا۔ لوگون کی یاد مین اس کی مثال دوسری نہین ملتی۔ اس طغیانی سے فصلین۔ مویشی۔ بھیڑ۔ بکریان اور اکثر جانین بھی ضائع ہوئین۔ ۱۷ ستمبر کی رات مین لگاتار اتنی سخت بارش ہوئی کہ جوناگڈھ کے نزدیک سونرکھ ندی مین طغیانی آگئی۔ جیتلسر سے جوناگڈھ آنے والی میل ٹرین رات کو ایک بجے آرہی تھی تو انجن بریک اور دو فرسٹ وسکنڈ کلاس کے ڈبے پُل عبور کرنے کے بعد فوراً ہی زمین مین گر گئے اور باقیماندہ ڈبے پُل پر ہی ٹھہرے رہے۔ مسافرون کی حالت ضرور قابل رحم تھی کیونکہ ان کو تمام رات پانی مین بسر کرنی پڑی۔ یہ خبر سُنتے ہی ریلوے اسٹاف نے فوری مدد بہم پہنچائی۔ دوسرے روز صبح کو ٹرین وڈال واپس پہنچائی گئی۔ خوش قسمتی سے کوئی جان ضائع نہین ہوئی۔ شاہ پور۔ بانٹوہ۔ اور جوناگڈھ ویساودر برانچ پر بھی کئی جگہ لائن ٹوٹ گئی۔ جوناگڈھ اور جیتلسر کے درمیان ۱۸ سے ۲۰ ستمبر تک اور جوناگڈھ اور ویساودر کے درمیان ۱۸ ستمبر سے ۶ اکٹوبر تک آمد و رفت بند رہی۔

سینٹ جان ایمبولنس ایسوسی ایشن کا قائم ہونا — اس سال سینٹ جان ایمبولنس ایسوسی ایشن کا جوناگڈھ اسٹیٹ مین ایک مرکز بنایا گیا۔

جیتلسر راجکوٹ ریلوے کا انتظام — جیتلسر راجکوٹ ریلوے کے انتظام مین بڑی مشکل پیش آئی۔ اس مین ریاست کا چھ آنہ حصہ ہے اور اس کا انتظام گونڈل اسٹیٹ ریلوے کے متعلق ہے۔ ریلوے بورڈ کو اس بارے مین مطالبات بھیجدئے گئے۔ اس لئے فی الحال ریلوے بورڈ کی ہدایت کے موافق اس ریلوے کا انتظام ایک خاص مدت کے لئے گونڈل پوربندر اسٹیٹ ریلوے کے ماتحت کر دیا گیا۔

۱۹۱۵ء کمسن نواب صاحب — کمسن نواب صاحب مع اپنے رفیق شیخ محمد بھائی صاحب کے میئو کالج

مین تعلیم پارہے تھے اور ان کے ٹیوٹر مسٹر بلیڈن ان کے ساتھ تھے۔ اپنی تعلیم اور ورزشی کھیلون مین آپ عمدہ تربیت حاصل کرتے رہے لہٰذا آپ نے کالج مین گھوڑے کی سواری کا انعام اور پولو ٹیم کے کامیاب ممبر کی حیثیت سے سلور کپ (چاندی کا پیالہ) حاصل کیا۔

کمسن نواب صاحب نے ۶ اگست ۱۹۱۵ء کے روز اجمیر سے جونا گڈھ ایڈمنسٹریٹر کے نام اس مطلب کا تار دیا کہ گورنمنٹ کو جنگ کے لئے تین ہوائی جہاز (طیارے) دئیے جائین اور اسی روز بذریعہ تار ایڈمنسٹریٹر صاحب نے نواب صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ گورنمنٹ آف انڈیا کی جانب سے ۲۳ ستمبر ۱۹۱۵ء کے روز جو تار ریاست کو ملا اس کا اقتباس یہ ہے کہ ہز میجسٹی کی گورنمنٹ نے آپ کی جانب سے تین مسلحہ ہوائی جہازون کا اظہار شکریہ کے ساتھ قبول فرمایا ہے جسکی قیمت ایک لاکھ روپیہ سے کچھ زاید ہوئی ہے چنانچہ تین ہوائی جہاز ایک لاکھ ایک ہزار دو سو پچاس روپیہ مین خرید کر اور ان کے سامنے کے رُخ پر "جونا گڈھ" کا نام کندہ کرا کے گورنمنٹ کے نذر کئے گئے۔

نواب صاحب کی والدہ معظمہ صاحبہ نے دو ہزار روپیہ چندۂ جنگ مین شاخ خواتین کو عطا کیا۔

ہر ہائنس ماں صاحبہ کی رفیقہ مسز ایشبی نے ۶ اپریل کو اس ریاست کی ملازمت ترک کر دی۔ کیونکہ وہ انگلستان چلی گئین۔

ریلوے لائن

بانٹوہ سے سرآڈیہ تک ریلوے لائن مکمّل ہو کر ۱ مئی سے پبلک کی آمد و رفت کے لئے جاری ہوگئی۔

سبحان بخت صاحبہ کی شادی

اس سال کا قابل ذکر واقعہ مرحوم شاہزادہ محمد شیر زمان خان صاحب کی اکلوتی صاحبزادی سبحان بخت صاحبہ کی شادی تھی جو جمیعت خان کمسن

نواب صاحب بالاسنور کے ساتھ ہوئی بڑے عالیشان پیمانہ پر برات اور مہمانوں کیلئے انتظام ہوا تھا جن میں مسٹر اور میسز سی۔ ڈبلیو۔ ایم۔ ہڈسن ریوا کانٹھا ایجنسی کے پولیٹکل ایجنٹ مسٹر اور میسز گراہم راجکوٹ والے مسٹر قادری اور مسٹر گارڈا ماضی اور موجودہ ایڈمنسٹریٹر بالاسنور اور دیگر ممتاز حضرات کے لئے بیرون شہر بنگلوں میں فروکش ہونے کا انتظام کیا گیا۔ اور برات کے ہمراہی ایک ہزار آدمیوں کے لئے وزیر صاحب کی حویلی میں جاگزیں ہونے کا انتظام کیا گیا۔ تاریخ ۲۹ر اکٹوبر کے روز شام کو برات شہر جوناگڈھ میں آئی۔ اس کے قبل دولہن کے ماموں رادھن پور کے نواب صاحب اور کاٹھیاواڑ کی ریاستوں کے وفد وغیرہ بہت سے مہمان تشریف لائے ہوئے تھے ایڈمنسٹریشن کے زمانہ میں اس قسم کا یہ پہلا واقعہ تھا۔ مگر گذشتہ رواج اور رسوم کو برقرار رکھنے کی حتی الامکان کوشش کی گئی۔ ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ اس رسم کے اخراجات کے لئے منظور ہوا۔ اور واقعی اخراجات ڈھائی لاکھ روپئے ہوئے۔ دولہن کیلئے آٹھ ہزار سات سو روپیہ کی پوشاکیں مہیا کی گئیں۔ اور تینتیس ہزار سات سو تینتیس روپیہ کے زیورات دئے گئے اور دس ہزار روپئے دولہ کے تحائف کے لئے مخصوص کر دیئے گئے۔ تاریخ ۳۱ر کے روز باشندگان شہر کی مہمانی کی گئی جس میں بارہ ہزار مسلمان اور آٹھ ہزار ہندو شریک طعام ہوئے تھے۔ اور نقد روپیہ غربا و مساکین کو تقسیم کیا گیا۔ تاریخ ۳۱ر کی شب میں رسم نکاح ادا ہوئی۔ تاریخ ۲ر نومبر کی شب کے ۹ بجے برات بالاسنور روانہ ہوگئی۔

اصلاحات، عمارات، وغیرہ نئے کورٹ فی اسٹامپ (جنکو لندن کے میسرز ڈکنس اینڈ کمپنی نے تیار کیا تھا) جن پر نواب صاحب کا فوٹو تھا جاری کئے گئے۔ ان کا ڈیزائن بہت خوب صورت اور دل پسند ہے۔

کالوا دروازہ کے باہر ڈایا گنل روڈ کے شرقی طرف ایک پبلک سیرگاہ مع بینڈ اسٹنڈ

(۱۵ ہزار روپیہ مین) بنائی گئی۔ اس کا نام ڈایاگنل گارڈن رکھا گیا اور اس کے مشرق مین جمخانہ کی عمارت (۱۸ ہزار دوسو روپیہ مین) تعمیر ہوئی۔ اس اضافہ سے مضافات مین بہت ترقی ہوئی

اسی سال اسسٹیٹ ریزیڈنسی (یا نیو اسسٹیٹ اُتارا راجکوٹ مین ایک لاکھ ۴۰ ہزار روپیہ مین)، رسول خانجی جنرل ہاسپٹل (دو لاکھ ۹۸ ہزار روپیہ مین) ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر کا بنگلہ (۲۲ ہزار روپیہ مین) میڈیکل اسٹاف کوارٹر ہنتھلی دروازہ کے قریب شہر سے باہر پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کی ورک شاپ (۴۰ ہزار روپیہ مین) اور تلالا کے قریب ہرن ندی پر پُل (ایک لاکھ ۸۲ ہزار روپیہ مین) مکمّل ہوگئے۔ ہاسپٹل کی حدود مغرب کی طرف بڑھانے کی وجہ سے شہر پناہ کی دیوار کو گرا کر پھر بنایا گیا۔ سید واڑہ اور قاضی واڑہ روڈ کو فراخ کر دیا گیا۔

گذشتہ سال کے مانند اس سال بھی کُتیانہ اور دیگر مقامات مین پلیگ اور چیچک کی وبائین پھیلین۔ بچون کو جو کھانسی عموماً ہوا کرتی ہے اس سال بہت مہلک ثابت ہوئی جس سے ایک ہزار ستاون اموات ہوئین۔

سنہ ۱۹۱۶ء
کمسن نواب صاحب

اپریل سنہ ۱۹۱۶ء مین کمسن نواب صاحب نے میئو کالج اجمیر چھوڑ دیا اور اسوقت سے وہ اور اُن کے رفیق شیخ محمد بھائی صاحب کی تکمیل تعلیم جوناگڈھ مین ہی مسٹر بلیڈن ٹیوٹر او رنگران کی نگرانی مین ہوئی۔ کمسن نواب صاحب نے اپنی ریاست کے حالات کے ذاتی مشاہدہ سے اپنی ریاست کی حکومت اور رعایا کی بہتری کا بہت کچھ تجربہ حاصل کیا۔ آپ اور آپکے رفیق شیخ محمد بھائی صاحب ایڈمنسٹریٹر کے ساتھ اُن کے سالانہ دورہ مین ہمراہ رہے اور ہر جگہ معائنہ کرکے معاملات پر خوب غور کیا۔ اس طرح اس شوق و دلچسپی کی بنیاد پڑی جو ہمیشہ کے لئے ایک فرمانروا کا طغرائے امتیاز ہوتی ہے اور وہ ذاتی تعلق پیدا ہوا جو رعایا اور فرمانروا کے درمیان لازمی ہے۔ نواب صاحب کو جنگلات اور اُن کی حفاظت کے لئے جو اسکیم زیر عمل تھی اس سے بہت دلچسپی پیدا ہوگئی نہین

احساس ہوگیا کہ ریاست کے ذرائع آمدنی مین بہت توسیع کی گنجائش ہے۔ انہون نے مع اپنے رفیق شیخ محمد بھائی صاحب کے ریاست کے تمام محکمون اور شعبون کا معائنہ کیا اور ہر محال کے شعبون کے نظم و نسق کو بغور دیکھا۔ انہون نے اپنے دورہ کا ایک روزنامچہ رکھا جو ناگڈھ مین ایک مستقل نصاب تعلیم جاری ہوا۔ مذہبی اور اردو کی تعلیم کا سلسلہ ماہ جولائی سے باقاعدہ جاری ہوا اور یہ کام سیشن جج محمد امین فقیہہ کو سپرد کیا گیا۔ آپ کی قیام گاہ مہابت منزل از سر نو تعمیر کیا گیا۔ اور بالکل جدید فرنیچر سے آراستہ کیا گیا۔

گورنر صاحب بمبئی کی آمد لارڈ ولنگڈن صاحب گورنر بمبئی مع لیڈی ولنگڈن صاحبہ ممبران اسٹاف اور مسٹر رابرٹسن پولٹیکل سکریٹری گورنمنٹ ۹ فروری کی شام کو جوناگڈھ ریلوے اسٹیشن پہنچے اسٹیشن پر اُن کا خیر مقدم کرنے کے لئے ایجنٹ گورنر (کاٹھیاواڑ)۔ ایڈمنسٹریٹر، کمسن نواب صاحب۔ پولٹیکل ایجنٹ سورٹھ۔ شیخ محمد بھائی صاحب۔ حکام ایجنسی اور حکام و امرائے ریاست موجود تھے۔ نواب صاحب اور دیگر لوگون سے تعارف کے بعد گورنر صاحب شہر مین ہوتے ہوئے حضور منزل پہنچے۔ اس کے بعد ہزایکسیلنسی نے موٹر مین ریاست کے باغات کی سیر کی۔

۱۰ فروری کی صبح کو بعض معزز مہمانون نے شکار کھیلا۔ لیکن ہزایکسیلنسی اور لیڈی ولنگڈن نے اپنا وقت ایڈمنسٹریٹر، کمسن نواب صاحب، اور محمد بھائی صاحب کے ہمراہ محکمہ جات کے معائنہ مین صرف کیا۔ مشغولیت اتنی زیادہ تھی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس وقت گیارہ[1] محکمون اور مدارس کا معائنہ ہوا۔

---

[1] محکمہ جات کے معائنہ کے دوران مین گورنر صاحب نے مہابت خانجی یتیم خانہ کی بھی ملاقات لی۔ اور یتیمون کی پڑھائی اور ورزشی کھیل وغیرہ دیکھکر بہت ہی خوش ہوئے۔ لیڈی ولنگڈن صاحبہ نے اپنی طرف سے یتیمون کو ایک وقت کا عمدہ کھانا عطا فرمایا اور یتیم خانہ کی تعداد اسوقت

بعد دوپہر کالوہ دروازے سے باہر بہادر خانجی ہائی اسکول کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے ایک شامیانہ مین دربار منعقد ہوا جب ہز ایکسیلینسی اور لیڈی ولنگڈن شامیانہ مین رونق افروز ہوئے تو مسٹر رینڈال ایڈمینسٹریٹر ریاست نے برطانوی انتظام کے پانچ سالہ ترقی کی رپورٹ انگریزی مین پڑھکر سنائی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

یور ایکسیلینسی!

کمسن نواب صاحب۔ ہر ہائینس بی بی صاحبہ اور رعایائے جوناگڈھ کی طرف سے میرا خوشگوار فرض ہے کہ آج یور ایکسیلینسی کی تشریف آوری پر تہِ دل سے خیر مقدم کرون۔ یہ امر اور بھی زیادہ باعث مسرت ہے کہ لیڈی ولنگڈن صاحبہ نے بھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے شکریہ کا موقع دیا۔

شہر جوناگڈھ قدیم یادگارون اور روایات کے لحاظ سے اپنی خوبیون کا سرمایہ دار ہے کہ بڑی بڑی ممتاز ہستیون کیلئے باعث کشش رہا ہے۔ اس طویل فہرست مین یور ایکسیلینسیز کے نام نامی کے اضافہ پر آج ہمین فخر حاصل ہے۔ اس زمانہ جنگ عظیم کے تفکرات ہین ہمین معلوم ہے کہ حکومت کی ذمہ داریون کا بار گران بہت بڑھ گیا ہے۔ اس حالت مین ہم اور بھی زیادہ شکرگذار ہین کہ حضور والا فرصت نکالکر جوناگڈھ تشریف لائے تاکہ ہماری کوششون

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵۱) چالیس لڑکون کی تھی اسکے متعلق ایڈمنسٹریٹر صاحب کو فرمایا کہ یہ تعداد بڑھاکر کم از کم سنو تک پہنچائی جائے تو بہتر ہے۔ بعد ازاین جب یتیم خانہ کے لڑکے بمبئی کی نمائش مین گئے اس وقت ان کو گورنمنٹ ہاؤس مین مدعو کرکے ایک عمدہ پارٹی دی۔ اس واقعہ کے دو برس بعد منتصلی کے حاجی عبدالشکور و محمود پٹیل، پٹن کے غنی حاجی احمد، اور دھوراجی کے ولی محمد نے یتیم خانہ کے لئے ایک لاکھ روپیہ اس شرط سے دینے کا وعدہ کیا کہ ایک نیا مکان بناکر اس مین سو یتیمون کے رکھنے کا انتظام کیا جائے۔ لیکن بعد مین اس اسکیم کے بارہ مین ایڈمنسٹریٹر اور وعدہ کنندگانِ رقم کے درمیان مزاحمت ہونے سے یہ بات موقوف ہو گئی۔

ہمت افزائی ہو اور ہماری ضروریات اور خواہشات کا ذاتی علم ہو جائے۔

حضور والا نے جنگ عظیم کے متعلق بمبئی برانچ امپیریل وار ریلیف فنڈ اور اس فنڈ کی بمبئی ڈیفنس برانچ قائم کر کے جو مثال پیش کی ہے اس کا اثر تمام ریاست جوناگڈھ نے قبول کیا ہے۔ جوناگڈھ کے فرمانروا حکومت برطانیہ کی وفاداری میں ہمیشہ ممتاز رہے ہیں اور ان جذبات وفاداری کو قائم رکھنے کے لیئے ریاست جوناگڈھ نے اس شریفانہ مقصد میں امداد دینے کا فخر حاصل کیا ہے۔ حضور والا کو اس امداد کا بخوبی اندازہ ہے جس میں تین مسلح ہوائی جہاز بھی شامل ہیں جو کمسن نواب صاحب کی دلی خواہش پر دیئے گئے تھے اور ان کی خواہش ہے کہ اس خوشی کے موقع پر بیس ہزار اور پانچ ہزار روپیہ کے عطیات علی الترتیب مذکورہ بالا سرمایوں میں دیئے جائیں۔ جن کو میں نے نہایت مسرت کے ساتھ قبول کر لیا ہے۔

اب حضور والا میں ایڈمنسٹریشن کے پانچ سال کی کارگذاری کا مختصر خاکہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ابتدا میں ہمیں بہت تفکرات اور مشکلات سے مقابلہ کرنا پڑا۔ لیکن تین سال قبل جب حضور والا کے محترم پیشرو جوناگڈھ تشریف لائے تو مسٹر رابرٹسن جنہوں نے بحیثیت ایڈمنسٹریٹر ریاست کے مفاد کے لیئے بہت کچھ کیا یہ اعلان کرنیکے قابل ہوئے تھے کہ ریاست کے تمام شعبوں کی تنظیم بہترین اصول پر ہو گئی ہے۔ اسوقت سے ہماری ترقی مسلسل ہوتی رہی ہے اور تمام محکمے کامیابی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ جب نواب صاحب مسند نشین حکومت ہوں گے تو وہ ریاست جوناگڈھ کی حالت ایسی ہی اچھی پائینگے جیسی کہ علاقہ کاٹھیاواڑ میں اس کے اعلیٰ مرتبہ کے شایان شان ہے۔

کمسن نواب صاحب کی تربیت جو اس وقت ہم مین موجود ہین نہایت اہم معاملہ ہے جس پر حضور والا اور آپ کے پیشرو لارڈ سڈنہم نے بہت توجہ مبذول کی ہے۔ ایک سال تک مسٹر اور مسز ٹیوڈر اوون کی بے غرضانہ اور مخلصانہ نگرانی مین نواب صاحب کے انگلینڈ کے قیام سے انہین بہت فائدہ پہنچا ہے۔ دماغی اور جسمانی حیثیت سے زیادہ آزاد فضا مین رہکر اور گذشتہ دو سال میئو کالج مین گذار کر انہون نے بہت ترقی کی ہے اور ان ذمہ داریون کا احساس کیا ہے جو آئندہ ان کے ذمہ آنے والی ہین۔ مجھے معلوم ہے کہ انہین صرف اسبات کا افسوس ہے کہ ان کی عمر اتنی زیادہ نہین ہے کہ وہ بالذات برطانوی سلطنت کی خدمات انجام دے سکین۔

ریاست کے اہم محکمون کی طرف توجہ کرتے ہوے ہم نے کثیر اخراجات کر کے اُن کو عمارت اور سامان کے لحاظ سے مکمل کر دیا ہے۔ مگر خود جوناگڈھ ہماری جدوجہد کے نتائج بہت کم پیش کرتا ہے کیونکہ زیادہ تر بیرون محالات مین گذشتہ فروگذاشتون کے تدارک پر ہماری توجہ رہی ہے۔ محکمۂ امور عامہ کے خرچ مین ۱۹۱۳ء سے ترقی نظر آتی ہے۔ ۱۹۱۳ء مین یہ خرچ آٹھ لاکھ تھا۔ ۱۹۱۴ء مین دس لاکھ ہوا۔ اور موجودہ سال مین تقریباً بارہ لاکھ ہے مقامی ذرائع آمد و رفت مثلاً سڑکون اور نہرون مین ہم نے بہت ترقی کی ہے اور ریاست کے ہر محکمہ کے لئے جوناگڈھ اور اس کے باہر نئی اور بہتر تعمیرات مثلاً عدالتین پولس لائنین لانسرس لائنین ہاسپٹل مدارس کچہریان اور اسٹیٹ ریزیڈنسی (راجکوٹ مین) تیار کرائی ہین۔ ہم نے جوناگڈھ میونسپلٹی اور اس کے مضافات کی ترقی مین بہت کوشش کی ہے اور سڑکین فراخ کرنے کی دو اسکیمون کی تکمیل کر چکے ہین۔ جہنے مقامی آب رسانی مین بھی ترقی کی اسکیم پر عمل شروع کر دیا ہے جیسے جیسے سرمایہ اجازت دیگا ہم آبپاشی کے ذرائع

کو تمام ریاست مین ترقی دینے کی امید رکھتے ہین۔

ریلوے ڈیپارٹمنٹ مین ہمین بہت نازک صورتِ حالات کا مقابلہ کرنا پڑا جبکہ ایڈمنسٹریشن کی ابتدا ہی مین سابق نظام مین تبدیلی واقع ہوئی۔ علیحدہ انتظام مین ہم نے سامان اور آمدنی مین ترقی کی ہے۔ پُرانی لائن مین ساٹھ میل کا اضافہ ایڈمنسٹریشن کے زمانہ مین گیارہ لاکھ روپیہ سے زیادہ ہوا اور بیلاول۔ آونہ لائن کی جدید منظور شدہ اسکیم پر بھی عمل شروع کر دیا ہے اور ریاست بڑودہ کے ساتھ ملکر ایک دوسری اہم ریلوے لائن کی پیمائش ایک بڑی حد تک ہو چکی ہے۔ یہ اور دوسری چھوٹی اسکیمین ہمارے ریلوے سسٹم کو دوگنا کر دینگی۔ جن پر اخراجات کا تخمینہ نصف کروڑ روپیہ ہے جو بجٹ سے ادا کیا جائیگا۔ ریلوے سسٹم کا یہ پُرحوصلہ پروگرام جو بہت ضروری ہے اور جو بالواسطہ اور بلاواسطہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس امر کا متقاضی تھا کہ ساتھ ہی ساتھ بیلاول کے بندر کو بھی ترقی دیجائے جہان جا کر تینون ریلوے لائنین ختم ہونگی۔ اس لئے ہم نے ماہرین فن کے مشورہ سے پانچ لاکھ روپیہ کے خرچ سے بندرِ مذکور کو ترقی دینے کی اسکیم منظور کی ہے اور یہ کام نہایت سرگرمی سے جاری ہے اگر بہترین مشیرون کی رائے ہوئی تو ہم مزید توسیع پر بھی غور کرنے کیلئے تیار ہین۔

پولس ڈپارٹمنٹ مین ہمارے نظام نے مسٹر بوسٹڈ کی کوشش اور نگرانی مین بہتر معیار حاصل کرنے مین کامیابی حاصل کی ہے۔ ان ترقی یافتہ طریقون کو پبلک نے بہت پسند کیا ہے اور تنخواہون مین بھی اس سال سے اضافہ ہوگیا ہے۔ مزید برآن جوناگڈھ مین اور چند محالات مین پولس لائنین بھی بن گئی ہین۔

محکمۂ مال مین ہم نے ایک اہم خدمت انجام دی ہے کہ تمام ریاست مین جنس کی ادائگی کے طریق کو نقد کی ادائیگی مین منتقل کر دیا اور باوجودیکہ چند سالون سے فصلین خراب رہین

کاشتکارون نے اس تبدیلی کا خیر مقدم کیا اور اسے اپنی اقتصادی آزادی اور رفاہ کا ذریعہ سمجھا انہنے زمین کی محصولات مین تبدیلی کر دی۔ اور اس طرح کاشتکارون اور سوداگرونکو مشکلات سے دور کر دیا۔ علاوہ برین ہم نے گھانس جمع کرنے کی طرف توجہ کی تاکہ اس سال پھر ہم امداد کرسکین اور خصوصاً ہم نے بیج کی ترقی مین کوشش کی نیز ایسے آلات کھودنے اور کنوین بنانے کے لئے رائج کرائے جن سے محنت کم صرف ہو اور ہم عنقریب کوآپریٹو سوسائٹیز کے قیام کے لئے قواعد وضوابط منظور کرنے والے ہین۔ اس کے علاوہ بہت سے جاگیر دارون سے دوستانہ سمجھوتہ کر چکے ہین۔ اور کئی جاگیردارون (ایلینی) کے ٹیکسون مین تخفیف کر چکے ہین محکمۂ جنگلات گر اور گرنار کی پیداوار سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ ملازمین کام کو جاننے والے ہین اور تحفظ جنگلات کی پالیسی مستقل اور محفوظ کر دی گئی ہے۔ جنگلات کی سڑکین ملازمین کی رہائش کے انتظامات، اور پیمائش شدہ رقبون کی تقسیم پر پوری توجہ کی گئی ہے۔

محکمۂ تعلیم مین اس اسکیم سے قطع نظر کرکے جس کا آج سنگ بنیاد رکھا جا رہا ہے ہم ایک نیا ہائی اسکول جنوبی علاقہ مین اور ایک نیا مدرسہ ریاست کے شمالی حصہ مین بنا رہے ہین۔ دوسری ترقیون کے سوا جن مین یتیم خانہ کی حرفتی تعلیم بھی شامل ہے۔ مجھے یہ بتاتے ہوئے مسرت ہوتی ہے کہ ہمارے کالج نے انٹر کالجیئیٹ کپ اور ہمارے ہائی اسکول نے کرکٹ کا ہل شیلڈ گذشتہ سال حاصل کیا۔ قانونی اور طبی محکمون مین ہم نے اپنا اسکیل درست کر لیا اور یہ محکمے اب جوناگڈھ مین مرکزی عمارتون مین قائم کر دیئے گئے ہین امپیریل سروس لانسرس بھی اب نئے مکانون مین رکھے گئے ہین اور ان کا نظام عملداری اصول پر کر دیا گیا ہے اور ہمارا اصطبل رفتہ رفتہ کاٹھی گھوڑون کی اونچائی اعلیٰ معیار کی طرف بڑھا رہا ہے۔ باغات کے محکمہ مین بھی ترقی ہوئی ہے جس سے جوناگڈھ کے باغات

ریاست کے لئے آراستگی اور زرخیزی کے لحاظ سے مناسب حالت مین آگئے ہین۔

حضور والا مختصر یہ ہے کہ ہر شعبہ مین ہم ترقی کے نشانات دکھا سکتے ہین۔ اب حسابات کے اہم محکمہ پر نظر کرنا باقی ہے۔ مین کہہ سکتا ہون کہ آخر کار پرانے حسابات کی مشکلات صاف کرنے مین اور حسابات کو نئے سسٹم پر رکھنے مین اپنی دیانت کی ذمہ داریون کے مطابق ہم کامیاب ہو گئے ہین۔ یہ بہت مشکل کام تھا جو استقلال مگر خوشی کے ساتھ انجام کو پہنچایا گیا ہے۔ ان ترقیات مین ریاست کے چاندی کے سکہ "کوری" کو برطانوی ہند کے سکہ مین تبدیل کرنا بھی ہے۔ یہ تجارتی لحاظ سے بڑا اہم کام تھا جو بغیر کسی دقت کے پورا ہو گیا

موجودہ مالی حالت کے متعلق مین نہایت مسرت کے ساتھ حضور والا کو اطلاع دیتا ہون کہ وہ بالکل اطمینان بخش ہے۔ باوجودیکہ نئی ریلوے لائنون مین بڑا سرمایہ لگایا گیا اور امور عامہ پر خرچ کیا گیا۔ نیز امرا اور جاگیردارون کو قرض دئے گئے۔ زمین کی محصولات مین کمی کی گئی تاہم ہمین کسی قسم کا قرض (لون) نہین لینا پڑا بلکہ ستاون۵۷ لاکھ روپیہ کی بچت ہے۔ اگر فصلین اچھی رہتین تو اور بھی بہتر نتائج ہوتے ریاست کی آمدنی تینتیس۳۳ لاکھ سے ترقی کر کے پینتالیس۴۵ لاکھ ہو گئی ہے اور سالانہ اوسط بچت کم از کم آٹھ لاکھ ہے جیسے ہی کہ فصلین بہتر ہونگی مجھے ذرا شک نہین کہ سالانہ آمدنی ریاست کی نصف کروڑ تک پہنچے گی اور امید ہے کہ آخر کار اس رقم سے بھی بہت زیادہ آگے پہنچے گی۔ ساتھ ہی بہت سرمایہ ریلوے لائنون، بندرگاہ کی ترقی اور آبپاشی کے ذرائع اور چند محالات کے لئے ضروری عمارتون اور دیگر امور پر لگانا پڑے گا۔ غرض کہ ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ موجودہ سال اتنا ہی خراب ہے جتنا کہ گذشتہ تھا بلکہ اس سے بھی خراب ہے۔ اور چند قحط زدہ علاقون مین ہمین نہایت فیاضی کے ساتھ تقاوی اور معافیان دینی پڑ رہی ہین۔ نیز گرانی بڑھ جانیکی وجہ سے ریاست کے چھوٹی

تنخواہ والے ملازمون کی تنخواہون مین اضافہ کیا گیا ہے۔ اور اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ پنشن کا نظام جسے دو سال ہوے رائج کیا گیا تھا اب پوری طرح زیر عمل ہے۔

حضور والا مجھے خوف ہے کہ مین نے حضور کا بہت وقت لیا آخر مین مَین تسلیم کرتا ہون کہ تمام افسرانِ محکمہ جات اور میرے حضور آسسٹنٹ سے مجھے بہت کچھ امداد ملی۔ اور مَین جوناگڈھ دربار کی طرف سے یور ایکسیلینسی اِن کاؤنسل کا ان خدمات کے لئے شکریہ ادا کرتا ہون جو ریاست کو دیگیئین۔ اور جنکے بغیر ہم اپنی مشکلات سے عہدہ برآ نہین ہوسکتے تھے نیز اس امر پر شکریہ ادا کرتے ہین کہ جون ۱۹۴۰ء مین حکام ریاست کو تین خطابات ملے جنکو حضور والا نے راجکوٹ مین اپنی مہربانی کے ساتھ اعزاز بخشا۔ ہم یقین رکھتے ہین کہ رعایا اور حکام کے باہمی تعلقات اس ریاست مین باہمی اعتماد پر مبنی ہین اور ہمارا عزم ہے کہ ریاست جوناگڈھ کو صوبہ مین اسکے اعلےٰ مرتبہ کے قابل بنادین۔ اس سلسلہ مین مجھے یہ بتاتے ہوے نہایت مسرت ہوتی ہے کہ پرائیویٹ حضرات سے ہمین مفید شعبون کے واسطے گرانقدر امداد ملی ہے اور امید ہے کہ اس ہائی اسکول کے لئے جس کا سنگِ بنیاد رکھنے پر حضور والا نے رضامندی کا اظہار فرمایا ہے۔ ہوسٹل تیار کرنے پر آمادہ ہوجائین گے اسبارے مین حضور والا کی اجازت سے اس خاص اسکیم کی نسبت چند آخری الفاظ عرض کرنا چاہتا ہون۔ واقعہ یہ ہے کہ ہائی اسکول کی موجودہ عمارت ناکافی اور ناموزون ہے ہمین اس سے بہتر عمارت کی ضرورت ہے جو زمانۂ موجودہ کی ضروریات کو پورا کرے۔ صحت کے لحاظ سے بہتر مقام پر واقع ہو۔ کھیل کے میدان اور دیگر ترقی کی چیزین بھی اس مین موجود ہون یہ مقام پسند کیا گیا ہے اور اسکیم کا خاکہ بہت غور و خوض و مشورے کے بعد طے پایا ہے اعلیٰ اور ادنیٰ درجون کے طلبہ کے لئے دو خاص بلاک مع ایک لیبوریٹری (معمل) اور ڈرائنگ کلاس

اور ہیڈ ماسٹر کی آفس کے ہونگے۔ اُن کی ترتیب اس طرح ہوگی کہ بڑے درمیانی ہال کی چنداں ضرورت نہ رہے۔ تمام اسکیم پر تکمیل پانے کے بعد تین لاکھ روپیہ کا خرچ ہوگا اور اس قابل ہوجائیگی کہ مفاد عامہ کی ترقی کے لحاظ سے ہمارے نئے ہاسپٹل کے مقابلہ مین لائی جاسکے ہمین بھروسہ ہے کہ اس ہائی اسکول مین جو طلبہ تعلیم پائینگے اُن سے ایک روشن خیال اور دیانت پسند نسل بنیگی جو ریاست کے دائمی مفاد کے لئے تمام اعلےٰ اصول کی عامل ہوگی۔ جوناگڈھ دربار اور تمام حاضرین کی طرف سے مین حضور والا کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ حضور نے ایسی مبارک اسکیم کی عملی ابتدا کی اور درخواست کرتا ہون کہ اب حضور والا اس عمارت کا سنگ بنیاد رکھکر ممنون فرمادین۔

مسٹر رینڈال کے خطبۂ خیر مقدم کے بعد گورنر صاحب اس مقام پر تشریف لے گئے جہانکہ سنگ بنیاد اپنی جائے قرار سے اوپر لٹکا ہوا تھا اور معمولی رسم کے ساتھ سنگ بنیاد رکھنے کا اعلان کیا۔ شامیانہ مین واپس آکر لارڈ ولنگڈن صاحب نے ایڈمنسٹریٹر کی تقریر کا جواب انگریزی مین دیا جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

مسٹر رینڈال، یور ہائی نس، امراے جوناگڈھ، خواتین وحضرات

سب سے پہلے لیڈی ولنگڈن کی اور اپنی طرف سے مین آپ کا اس عنایت آمیز دلی خیر مقدم کے لئے شکریہ ادا کرتا ہون جس کا اظہار آپنے کاٹھیاواڑ کی اس ممتاز ریاست مین ہماری پہلی آمد پر کیا ہے۔ اگر میری آمد سے آپکو ایسی ہی مسرت ہوئی ہے جیسا کہ آپ نے اظہار کیا ہے نہ صرف خیر مقدم کے الفاظ سے بلکہ اُس دوستانہ ارتباط اور گرم جوشی سے جو آپ نے ہز ہائی نس نے اور باشندگانِ جوناگڈھ نے ہمارے استقبال مین ظاہر کی ہے۔ مجھے یقین دلانے دیجئے کہ ہمین بھی اس وقت ایسی ہی مسرت ہوئی ہے۔ آپ سب کو معلوم ہے کہ مختلف افسوسناک

واقعات نے ہمین مجبور کیا کہ کاٹھیاواڑ اور جوناگڈھ کی آمد کی دیرینہ تمنا کو برلانے آپ سے بالذات تعارف حاصل کرنے اور بچشم خود آپ کے مفاد اور سرگرمیون کا مشاہدہ کرنے کو بار بار ملتوی کرنا پڑا۔ آپ کی سرگرمیون کی نسبت نہ صرف ہم نے بہت کچھ سُنا ہے بلکہ نہایت اطمینان بخش اور اہم ثبوت حاصل کیئے ہین۔ یہ ایک افسوسناک واقعہ ہے کہ ہماری آمد ایسے وقت ہوئی ہے جب کہ آپ پر بُری فصلون کے نتائج کا اثر ہے اور جبکہ ہم سب جنگ کے تفکرات اور خطرات سے گھرے ہوے ہین۔ لیکن کم از کم مین آپ کو مبارکباد دیتا ہون کہ ان مصائب مین آپ نے نہایت ہمت اور اولوالعزمی سے اپنا حصہ لیا ہے۔ مین خاص طور سے آپ کی وفادارانہ اور فیاضانہ خدمات کا دل سے ممنون ہون جو اس عظیم اور مشترک مقصد کے لئے اپنی تکالیف کے باوجود پیش کی ہین۔ میرا مطلب صرف مالی امداد سے نہین ہے اگرچہ فقط وہ بھی دلی شکریہ کے لائق ہے۔ بلکہ اس امداد سے ہے جسکی مین اس سے بھی زیادہ قدر کرتا ہون یعنی مستقل اور دائمی وفاداری کا وعدہ اور اس امر کا تہیہ کہ آپ بھی ان قربانیون مین شرکت کرینگے جو اس وقت اولوالعزمانہ اتحاد کے ساتھ سلطنت کا ہر حصہ پیش کر رہا ہے تاکہ کامل فتح اور عزت و امن کے شرائط کی صلح نصیب ہو۔

اس مقصد مین ریاست کے پیش کردہ تینون ہوائی جہاز بلاشک اپنا حق ادا کرین گے اور اُن کی وجہ سے جوناگڈھ کا نام جنگی طاقت کے اُس حصہ کے کارنامون کے ساتھ شریک رہیگا جو سب سے زیادہ اہم اور باعث امتیاز ہے۔ مین ان مزید عطیات پر بھی دلی شکریہ ادا کرتا ہون جن کا اعلان امپیریل ریلیف فنڈ کی مبئی برانچ اور ویمنس برانچ کے لئے ہو رہا ہے۔ خاص طور سے مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ یہ دونون فیاضانہ کام ہزہائنس نواب صاحب کی خواہش پر ہوے ہین۔ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ جس جذبہ کے ساتھ

ہز ہائنس نے بالذّات ان معاملات پر مجھ سے اظہار خیال کیا ہے وہ ان کے ممتاز پیشروون
کے وفادارانہ جذبات کی روایات کے مطابق ہے جو باشندگانِ جوناگڈھ کے قلوب مین موجزن
ہین مجھے نوجوان نواب صاحب کی اس تعریف مین کہ اتنی چھوٹی عمر مین انہین اپنے مرتبے کی
ذمہ داریون کا احساس ہے اور ذاتی خدمات کی خواہش ہے۔ مسٹر اور میسز ٹیوڈر اوون کے
نام بھی شامل کرنے چاہئین جنکی نگرانی اور تربیت کا یہ عمدہ نتیجہ ہے۔ اس امر پر مبارکباد دینا میرا
خوشگوار فرض ہے کہ آپ کے زمانۂ انتظام کی روئداد شاندار اور قابلِ اطمینان ہے مین ان مشکلات
سے بے خبر نہین ہون جو آپ کو اور آپ کے پیشرو مسٹر رابرٹسن کو جو اس وقت میرے پولیٹکل
سکریٹری ہین۔ کاٹھیاواڑ کی اس ممتاز ریاست کو اسکے شایانِ شان مرتبہ پر پہنچانے مین پیش
آئی ہون گی۔ ذرائع آمدنی کی ترقی و ذرائع آمد و رفت کی اصلاح۔ سرکاری عمارتون کی تعمیر۔ اور ایسے
انتظامی سسٹم کا قیام۔ جو ترقی اور روشن خیالی کا کفیل اور ریاست کی بہترین روایات کا محافظ
ہو۔ ان تمام امور کو دیکھنے کے مواقع مجھے ملے ہین۔ اعلیٰ عمارتون سے جو آپ کے انتظام کے
زمانہ مین تعمیر ہوئین ہین آپ کی محنتون کا ثبوت ملتا ہے اور ہر شعبہ مین ترقی کے آثار نمایان ہین
مین اُس مخلصانہ محنت۔ صبر و استقلال۔ اور انتظامی قابلیت کا احساس کئے بغیر نہین
رہ سکتا جس سے ایسے نتائج پیدا ہوے۔ یہ نتائج نہ صرف آپ ہی کے لئے قابل فخر رہین گے
بلکہ ہر اُس شخص کے لئے باعث فخر ہون گے جو ہندوستان کی حکومت مین حصّہ لیتا ہے اور
وہ برطانوی انتظام کی کامیابیون کے نمونہ کی حیثیت سے جوناگڈھ کے یہ خوشگوار نتائج پیش
کرسکے گا اور آپ کے لئے اُس وقت اور بھی زیادہ یہ کوششین قابل فخر ہون گی جب کہ نوجوان
نواب صاحب ریاست کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ مین لین گے اور آپ انہین ان روایات
پر عامل پائین گے جو اکثر و بیشتر اپنے ثمرات کے لحاظ سے آپ کی کوششون کا نتیجہ ہین اور

جنکی ابتدا کا فخر آپ کو حاصل ہے اپنی محنتون کا اس سے زیادہ باعزت اور قابل اطمینان انعام آپ کو نہین مل سکتا۔ امور عامہ۔ پولس۔ مال۔ ریلوے۔ میڈیکل۔ تعلیم۔ جنگلات۔ عدالت اور دیگر شعبون مین جو ترقی آپ نے کی ہے اس پر تفصیلی تبصرہ نہین کرسکتا۔ نہ اس قابل قدر امداد پر مفصل خیالات کا اظہار کرسکتا ہون جو آپ کو میسرز بروک فوکس۔ پراکٹر سیمس۔ بائیڈ۔ ٹامپے۔ روبن۔ کیشولال۔ منی شنکر۔ اور ریاست کے دیگر حکام سے ملی ہے۔ اس مختصر فہرست کا اظہار بھی آپ کے دائرۂ جدوجہد کی وسعت ظاہر کرتا ہے۔ نہ مین پسندیدگی کے جذبات کا کافی اظہار کرسکتا ہون۔ جو میرے قلب مین جوناگڈھ کی نیچرل خوبصورتی اور قدیمی یادگارون کے دیکھنے سے پیدا ہوے ہین۔ ان مناظر کا صرف ایک حصہ مین نے دیکھا ہے مزید دیکھنے کی توقع ہے۔ اگر مین اس اثر کا اظہار کرنے کی کوشش کرون جو مین یہان سے لیکر جارہا ہون تو یہ کہہ سکتا ہون کہ عاقبت اندیشی اور ترقی کی کوشش صحیح اصول کی جدوجہد اور جوناگڈھ کے مستقبل کے شاندار ہونے پر اعتماد اور کامل توقع میرے پیش نظر ہے۔ مین آپ کو اطمینان دلاتا ہون کہ میری گورنمنٹ کی تائید اور پرجوش ہمدردی اس کوشش اور جدوجہد مین اور ان توقعات اور مستقبل کے متعلق اعتماد مین آپ کے ساتھ ہے۔ آپ کی وفاداری اور محنت۔ ملک کے قدرتی ذرائع اور جوش وسعی جو ترقی کے لئے کام کررہے ہین۔ میرے ان اعتماد کی صحت کا بین ثبوت ہین۔ مجھے انتہائی مسرت ہے کہ مین آج اس اسکول کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے یہان آپ کے درمیان موجود ہون جو میرے خیال مین آپ کی ریاست کے مدارس مین بہترین ترقیات کا حامل ثابت ہوگا۔ آپ سے رخصت ہوتے ہوے مین آپ کے اظہار خیر مقدم پر دلی شکریہ ادا کرتا ہون اور آپ کے رفاہ و مفاد کی دلی تمنا کا اظہار کرتا ہون۔

اُسی دن شام کو ہر ایکسیلینسی ہر ہائینس مان صاحبہ کی ملاقات کیلئے راج محل تشریف لے گئین تھین۔ ۱۱ر فروری کی رات کو گورنر صاحب شہر کی روشنی دیکھتے ہوے جوناگڈھ سے پالیتانہ روانہ ہوگئے۔ یہ روانگی پرائیویٹ تھی۔

مدرسہ اسلامیہ کُتیانہ ریاست مین تعلیمی ترقی کا نمایان واقعہ کُتیانہ مین مسلم لڑکون کی تعلیم کے لئے مدرسۂ اسلامیہ کا افتتاح ہے۔ رسم افتتاح ۴ر مارچ سشنبہ کو ایڈمینسٹریٹر کے ہاتھون ہوئی۔ مدرسہ کی عمارت نہایت خوب صورت پرائیویٹ چندہ سے بنی ہے جس مین ایک معقول عطیہ ریاست کا بھی شامل ہے۔ کتیانہ کے باشندون نے بہ امداد ریاست اس مدرسہ کے قیام اور اخراجات کے لئے فیاضی کے ساتھ چندہ جمع کیا۔ بعد مین مدرسہ کے احاطہ مین ایک مسجد بھی تعمیر کرائی گئی۔

کاٹھیاواڑ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کاٹھیاواڑ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا پہلا اجلاس تاریخ ۲ر اکٹوبر کو جوناگڈھ مین مہابت مدرسہ کے احاطہ مین ایک بڑے شامیانہ مین منعقد ہوا جس مین حاضرین کثیر تعداد مین شامل ہوے۔ تمام کارروائی دو دن تک جاری رہی۔ کاٹھیاواڑ کے ایجنٹ صاحب اور ایڈمینسٹریٹر کانفرنس مین شریک ہوے اور عمدہ تقریرین کین۔ تاریخ ۳ر کی شام کو ریاست کی طرف سے پریسیڈنٹ اور ڈیلیگیٹ کے لئے موتی باغ مین گارڈن پارٹی دی گئی۔

اصلاحات وغیرہ لاڈلی بی بی کنیا شالہ مین انگریزی کی کلاسین کھولدی گئین۔ اونہ مڈل اسکول جس مین درجہ ششم تک تعلیم ہوتی تھی ترقی دیکر ہائی اسکول کردیا گیا۔ اور ایک وسیع عمارت مین منتقل کردیا گیا جو سیٹھ ہرجیون داس دھارسی کے خرچ پر تیار ہوئی اور انہی کے نام پر موسوم کیگئی تھی۔ اس نئی عمارت کا افتتاح ایک بڑے اجتماع کے سامنے ۲۹ر نومبر کو ایڈمینسٹریٹر نے کیا۔

ڈھال روڈ پر جدید اصول صحت کے مطابق ایک مچھلی بازار بنایا گیا۔ ظفر میدان مین کرکٹ کے پویلین (نشست گاہ) پندرہ ہزار روپیہ مین بنائے گئے جن سے تماشائیون اور کھلاڑیونکی تکلیف دور ہوگئی۔

دس لاکھ ایک ہزار روپیہ کی ظاہری قیمت کے گورنمنٹ پرامسری نوٹ جو ریاست کو نو لاکھ اکسٹھ ہزار تین سو اٹھارہ روپیہ بارہ آنہ مین ملے تھے۔ فروخت کئے گئے اور ان سے واقعی قیمت سات لاکھ ستاون ہزار پانچسو نواسی روپیہ ایک آنہ وصول ہوئی یعنی گورنمنٹ نوٹ کی بازار کی قیمت گرجانے سے دو لاکھ ایک ہزار سات سو انتیس روپیہ گیارہ آنہ نقصان ہوا۔

اس ریاست نے گورنمنٹ ہاؤس بمبئی کو سوارون کا ایک دستہ بھیجا تاکہ آنے والے اور جانے والے وائسرائے صاحبان کی آمد و روانگی کے وقت خدمت بجالائے اس دستہ نے اپنی خدمات قابل قدر طریقہ پر انجام دین۔

جوناگڈھ ارکیولوجیکل سوسائٹی کا قائم ہونا۔

جوناگڈھ ارکیولوجیکل (آثار قدیمہ) اینڈ ہسٹاریکل (تاریخی) سوسائٹی ریاست کے اخراجات پر قائم کی گئی اسکے مقاصد حسب ذیل تھے:-

(۱) کاٹھیاواڑ کی تاریخ اور آثار قدیمہ کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے ایک اعلیٰ درجہ کی لائبریری قائم کرنا جس مین جوناگڈھ اور سورٹھ کا مخصوص لحاظ رکھا جائے گا۔

(۲) کندہ عبارات اور سکون کی تلاش۔

(۳) جب کافی مواد جمع ہوجائے تو ان تحقیقات کو ایک رسالہ کی شکل مین شائع کردینا۔

سوسائٹی کے ممبر صرف چند تھے اس کے صدر مسٹر بروک فوکس چیف انجینیر تھے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد سوسائٹی کا کام بند ہوگیا کیونکہ کئی ممبرون نے اس مین دلچسپی نہین لی۔

۱۹۱۷ء
کمسن نواب صاحب

مئی کے مہینے مین بمبئی گورنر صاحب لارڈ ولنگڈن نے نواب صاحب اور ان کے رفیق شیخ محمد بھائی صاحب کو گورنمنٹ ہاؤس مہابلیشور مین دعوت دی جہان انہون نے ہر ایک لمحہ بیحد مسرت و تفریح کے ساتھ گذارا۔ اس ملاقات کے دوران مین گورنر صاحب نے مشورہ دیا کہ جوناگڈھ مین گر کے مویشیون کے لئے ایک مویشی خانہ ایسا بنایا جائے

جیساکہ

جیسا کہ گنیش کھنڈ مین ہے۔ جوناگڈھ واپس آنے سے قبل ڈائرکٹر زراعت نواب صاحب کو گنیش کھنڈ کا مویشی خانہ دکھانے کے لیئے لے گئے۔ گورنر صاحب کے مشورہ پر فوراً کام شروع کر دیا گیا۔ پرانا ریس کورس۔ پولو گراؤنڈ۔ اور چار پانچ اصطبل نئے مویشی خانہ کے لیئے استعمال کئے گئے۔ اور ریاست کے متعدد مقامات کا مویشیون کے انتخاب کے لئے دورہ کیا گیا۔ نئی عمارتین تعمیر کی گئین اور بڑی تعداد مین درخت لگائے گئے اور تقریباً ایک سو پچاس ایکڑ رقبہ بالکل صاف کر دیا گیا۔ نواب صاحب جوناگڈھ کے قیام مین مویشی خانہ کا روزانہ معائنہ فرماتے رہے اور بذات خود مویشیون کی حفاظت کے لیئے ہدایات دیتے رہے۔ اس مویشی خانہ کا نام گورنر صاحب کی اجازت سے **ولنگڈن فارم** رکھا گیا۔ گورنر صاحب نے اس مویشی خانہ کے قیام سے بہت دلچسپی لی ہے اور اسکے متعلق کمسن نواب صاحب سے خط وکتابت کرتے رہے۔

نواب صاحب کے رفیق شیخ محمد بھائی صاحب اکتوبر اور نومبر مین ملیریا بخار مین سخت مبتلا ہو گئے جو بمبئی کی تبدیل آب وہوا سے کم ہوا جہان فوڈ اینڈ ہاؤس ہولڈ اگزیبیشن (غذا اور گھر گرستی کی چیزونکی نمائش) کی ٹاؤن ہال مین خاص دلچسپی کی چیزین تھین۔ واپسی پر اورڈے کے جلسون مین شریک ہونے کے لئے نواب صاحب راجکوٹ تشریف لائے جبکہ کاٹھیاواڑ کے تمام سردارون اور حکام کا اجتماع تھا۔

جوناگڈھ کی زراعتی اور حرفتی نمائش

فروری مین جوناگڈھ مین زراعتی وحرفتی نمائش ہوئی اس نمائش کے لیئے نیا مدرسہ جس مین فی الحال امیر اسکول ہے اور پرانی لانسرس لائن کا مقام منتخب کیا گیا۔ اسکی افتتاح کاٹھیاواڑ کے ایجنٹ صاحب کرنے والے تھے۔ مگر علالت کی وجہ سے وہ یہان نہ آسکے لہٰذا افتتاح کی رسم یکم فروری کو ایڈمنسٹریٹر صاحب نے ادا کی۔ نمائش ۱۰ تاریخ تک کھلی رہی۔ کاٹھیاواڑ مین اس قسم کی یہ پہلی نمائش تھی اور اسمین ایسی نایاب چیزین تھین جو عموماً

اس قسم کی نمائشون مین نہین ہوتین۔ ایک دلچسپ چیز مویشیون اور گھوڑون کی نمائش تھی سواری اور کودنے کا مقابلہ بھی ہوا تھا۔ ان باتون سے بہت دلچسپی پیدا ہوگئی اور بہت لوگ آئے۔ نمائش مین سب سے پہلے امیر اسکول کی عمارت پڑتی تھی جس مین عورتون کی دستکاری زردوزی اور سوزن کاری وغیرہ کے نمونے رکھے تھے۔ نیز پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ اور مہابت خان جی یتیم خانہ کے چھوٹے بچون کے بنائے ہوئے عمدہ کام تھے۔ اس مکان کے سامنے ہاتھی خانہ کے قریب فینسی فیر بھی ہوا تھا۔ مانسٹر لکی بیگ لوٹری کا خوب انتظام کیا گیا تھا۔ تیس ہزار روپئے کے ٹکٹ فروخت ہوئے جن مین سے پندرہ ہزار ہر ایکسیلینسی لیڈی ولنگڈن کے وِمینس وار فنڈ مین دیدیئے گئے۔ اور ایک ہزار باسٹھ روپئے بحری فنڈ مین بھیجدیئے گئے۔ نمائش مین جن لوگون کے کام کے بہترین نمونے تھے اُن کو تمغے، نقد انعامات اور سرٹیفکٹ دیئے گئے۔

جھالا کا مقدمہ اکٹوبر مین ایک کمیشن مسٹر آر۔ای۔ہانڈ سی۔آئی۔ای، آئی۔سی۔ایس۔ کی صدارت مین جوناگڈھ مین تحقیقات کے لئے بیٹھا تاکہ ریاست کو پرشوتم رائے جھالا کے مقدمہ وغیرہ کی رپورٹ پیش کرے۔ کمیشن نے خانگی طور پر تحقیقات شروع کی اور نومبر مین ختم کی۔

اور ڈے کا جشن "اور ڈے" (۱۲ ڈسمبر) جوناگڈھ اور راجکوٹ مین منایا گیا۔ جوناگڈھ مین اُنسٹھ ہزار سات سو تہتّر روپئے جمع ہوئے جس سے اور ڈے مین دینے والی ریاستون کی فہرست مین جوناگڈھ کا درجہ بہت بلند ہوگیا۔ تمام ریاست مین تفریحی کھیل کود اور امدادی تماشون کا انتظام ہوا اور خود جوناگڈھ مین کھیل کود اور دیگر دلچسپ مظاہرے اسی سرمایہ کی خاطر ہوئے۔ راجکوٹ مین تین ہزار روپئے لکی بیگ اور نیلام کی خرید کے لئے دیئے گئے۔ ایک ہزار روپیہ کے لکی بیگ کے ٹکٹ خرید کئے گئے۔ اور ریس مین جشدن اسٹالین کے نیلام مین آٹھ ہزار روپئے دیئے۔

اصلاحات، گرانی وغیرہ ریاست کی تمام بچت گورنمنٹ پیپر مین لگادی گئی تھی جسکی شرح چھیانوے روپیہ

کی قیمت خرید سے اب چھیاسٹھ روپیہ تک گر گئی۔ مگر دس لاکھ روپیہ کی مزید رقم وارلون (قرضۂ جنگ) مین لگادی گئی۔

جدید بہادر خانجی ہائی اسکول کا (جس پر قریب تین لاکھ روپئے خرچ ہوے) افتتاح ۲۰ نومبر کو ایڈمینسٹریٹر نے کرتے ہوے ایک افتتاحی تقریر کی۔ ایک جدید درسہ (۴۴ ہزار روپیہ مین) پرانی لانسرس لائن کی جگہ تیار کیا گیا (جس کی کوئی اسکیم قائم نہین کی گئی تھی مگر بعد مین اس مین گراسیہ کالج قائم کیا گیا) تعمیر کا کام شب و روز جاری تھا کیونکہ عمارت نمائش کے لئے استعمال کیجانے والی تھی کورونیشن میموریل زنانہ ہاسپٹل کے اضافہ اور ملازمون کے لئے مکان کی تیاری مین اکہتر ہزار روپئے صرف ہوئے۔ وزیر صاحب کی حویلی کے قریب راج محل کی عمارت منہدم کرکے پبلیس امپرومنٹ اسکیم کے ماتحت صاف کردی گئی۔

اس سال خلاف معمول برسات کا موسم مئی کے آخر مین شروع ہوگیا اور اکتوبر تک رہا مگر اکتوبر مین اتنی بارش ہوئی کہ اناج کی فصلین تباہ و برباد ہوگئین اور ایک آندھی ایسی آئی جو کئی دن تک ساحل بلاول بندر پر چلتی رہی جس سے ایک لاکھ روپیہ کا نقصان مقامی جہاز رانی کو ہوا۔

فصلون کے مارے جانے سے مصیبت تو پڑی ہوئی تھی مگر دوسری مصیبت یہ بڑھ گئی کہ جنگ کے اثرات سے اشیا گران ہوگئین جس سے ریاست کو دو لاکھ روپیہ سالانہ الاؤنس اور اضافۂ تنخواہ کے سلسلہ مین منظور کرنا پڑا۔ ایسے تکلیف دہ اور گرانی کے زمانہ مین متمول کے حاجی عبدالشکور غنی اور ناگوری محمود پٹیل نے ہندو اور مسلمان غریبون اور مفلسون کو پیسے اور غلّے سے امداد دی۔

سنہ ۱۹۱۸ء
کمسن نواب صاحب

یہ امر قابل مسرت ہے کہ سال نو کے موقع پر شہنشاہ معظم نے تیرہ توپون کی سلامی ہز ہائنس نواب صاحب کے اور پندرہ توپون کی سلامی موجودہ نواب صاحب کے لئے منظور فرمائی۔ اس آخر الذکر اعزاز کا نواب صاحب کی کمسنی مین عطا کیا

جانا باشندگان ریاست کے لیئے بہت زیادہ باعث مسرت ہوا۔ کمسن نواب صاحب کو براہ راست
وائسرائے صاحب سے اس اعزاز کے ملنے کی اطلاع موصول ہوئی جس کا شاہانہ جواب بھیجدیا گیا۔
اس کے بعد ایڈمنسٹریٹر صاحب نے بھی گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا۔

کمسن نواب صاحب کو آپ کی اٹھارہوین سالگرہ کے روز ۳ اگست کو ایک لاکھ روپیہ دیا گیا۔
تاکہ آپ اپنے محل وغیرہ کے اخراجات خود کرین اور یہ کام بخوبی انجام پایا۔ ڈسمبر مین کمسن نواب صاحب
مع اپنے رفیق شیخ محمد بھائی صاحب اور ایڈمنسٹریٹر کے بمبئی تشریف لے گئے تاکہ لارڈ ولنگڈن صاحب
کی روانگی اور سر جارج لائڈ صاحب کی آمد کی تقریبون مین شریک ہون لارڈ ولنگڈن صاحب کے
اعزاز مین والیان ریاست اور امراء کی جو دعوت ہوئی تھی اس مین یہ بھی شریک تھے۔

کمسن نواب صاحب نے قحط زدہ کاشتکارون سے شاہانہ طریقہ سے عملی ہمدردی کی اپنے
خاص جیب خرچ سے بیج اور چارہ چھ ہزار روپیہ کی قیمت کا مفت تقسیم کردیا۔ بائیس ہزار پونڈ چارہ
تقسیم کیا گیا۔ اور کاشتکارون کے کئی جوڑ بیل بھوک سے مرتے مرتے بچا لئے گئے جو پرورش
کئے گئے اور موسم بہتر ہونے پر واپس کردیئے گئے۔ اس طرح اور بہت دوسرے طریقون سے کمسن
نواب صاحب نے اپنی رعایا کی ضروریات کا احساس کیا اور انکے اغراض سے دل لگاؤ رکھا جس سے نہایت خوشگوار نتائج
ظہور مین آئے۔ نواب صاحب کیلئے مہابت منزل کی پرانی مسجد شہید کرکے اسکی جگہ ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرائی گئی۔

بندرگاہون کے حقوق

یکم جنوری سے اس ریاست کے بندرگاہون کو برطانوی بندرگاہ کے حقوق
مل گئے اور برطانوی شرح چنگی جاری کردی گئی اور بیرم گام کی چنگی کے قیود دور کردیئے گئے شہنشاہی
اعزاز کی حفاظت کے لیئے سرحد اور ریاست کے بندرگاہون پر انتظامی تدابیر اختیار کرنے کے لیئے
فوری کارروائی کی گئی۔ کاٹھیاواڑ کے باشندے بیرم گام کی چنگی دور ہونے پر بہت خوش ہوئے۔

مسلم ہال

"مسلم ٹیکنیکل اینڈ ریکریشن ہال" غریب مسلم لڑکون کی حرفتی تعلیم اور تفریح کے واسطے

چندہ سے بنایا گیا۔ قریب سولہ ہزار روپئے جمع ہوئے جن مین سے ۱۳۶۹۲ روپیہ ۷ آنہ اور ۶ پائی کی لاگت سے سنٹرل جیل کے عقب مین ایک مکان (ہال) تیار کیا گیا پھر یہ ہال فرنیچر میجک لینٹرن اور سائنٹیفک آلات وغیرہ سے آراستہ کیا گیا۔ ۲۲ مارچ کو شام کے ساڑھے پانچ بجے ایڈمنسٹریٹر صاحب نے اسکے افتتاح کی رسم ادا کی۔ ہال اصل مین یتیمون کے لئے مقصود تھا لیکن کچھ عرصہ تک یتیمون اور غربا کے بچوں کو اس مین تعلیم دی گئی۔ اس کے بعد اس پر توجہ نہ رہی اور حرفتی تعلیم بند ہو گئی۔

بلاول سے تالالا ریلوے لائن

بلاول تالالا اسٹیشن جو بلاول آونہ ریلوے لائن کی اسکیم کا جزو ہے مکمل ہو گئی اور ۳ اپریل سے آمد و رفت کے لئے کھل گئی۔

یورپ کی جنگ عظیم

اس ریاست نے یورپ کی جنگ عظیم مین سلطنت برطانیہ کی امداد مین انتہائی امکانی کوشش کی۔ یہ معلوم کرکے کہ نئی کاٹھیاواڑ کمپنی کو رنگروٹون کے قیام مین مشکل پیش آتی ہے اس ریاست نے ایک لاکھ روپیہ تک لگا کر اس مقصد کے لئے کوارٹر بنانیکی ذمہ داری لی۔ راجکوٹ کی خوبصورت اسٹیٹ ریزیڈنسی جو فرنیچر وغیرہ سے خوب آراستہ ہے فوجی افسرون کے قیام مین استعمال ہوئی جنہون نے اس طرح اپنی مشکلات دور ہونے پر شکریہ کا اظہار کیا۔

امپیریل وار ریلیف فنڈ کے لئے خاص عطیات جمع کئے گئے اور مارچ ۱۹۱۸ء کے اخیر تک اکیاسی ہزار دو سو اٹھانوے روپیہ دو آنہ کی رقم بھیجدی گئی۔

کمسن نواب صاحب کی دلی رضامندی کے ساتھ اس ریاست نے ایڈمنسٹریٹر کی معرفت پانچ لاکھ روپیہ سالانہ دوران جنگ مین شہنشاہی مقصد کے لئے دینے کی خواہش ظاہر کی جسے سلطنت برطانیہ نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔

تعمیرات

ایک بڑا اناج کا مارکیٹ جسپر ایک لاکھ خرچ ہوا اور اسکول جو نوے ہزار روپیہ مین تیار ہوا۔ اور ریلوے انسٹیٹیوٹ بھی مکمل ہو گیا۔

انفلوئنزا۔ اور قحط وغیرہ کی مصیبتیں

جونا گڈھ اور دیگر مقامات میں پلیگ اور ہیضہ پھیلا۔ پلیگ سے ایک ہزار ایک سو پینتالیس اموات ہوئیں لیکن انفلوئنزا بہت سخت تھا جس سے ریاست کے متعدد مقامات میں بہت تباہ کن نتیجہ پیدا ہوا۔ اس کا زور ڈھائی مہینے رہا۔ ہر عمر اور ہر مرتبہ کے آدمی بیمار ہوئے۔ پورے خاندان کے خاندان مبتلا ہو جاتے تھے اور ڈاکٹر و طبیب خود بھی نہیں بچ سکے۔ اتنی اموات کبھی نہیں ہوئیں۔ انیس ہزار ایک سو انیس اموات ہوئیں۔

زندگی کے معمولی نظام اور ذرائع آمد و رفت پر بہت زیادہ اثر ہوا اور بعض مقامات پر تو اس مصیبت نے نظام زندگی کو بالکل درہم برہم کر دیا تھا۔ اس وبا نے کاشتکاروں کے اغراض کو بارش کی قلت اور قحط سے بھی زیادہ دیرپا نقصان پہنچایا تھا۔ انفلوئنزا پلیگ اور دیگر وباؤں نے قحط اور گرانی اور جنگ کے اثرات کے ساتھ سخت مصیبت میں لوگوں کو مبتلا کر دیا۔ اور تمام رعایا پر عام کمزوری کے آثار نمایاں ہو گئے۔ اشیاء خوردنی کا نرخ اور مزدوری کی شرح بہت زیادہ رہی۔ اوسط طبقہ کے اور کمزور لوگ اپنی حالت نہ سنبھال سکے۔ اس طرح یہ سال بہت پہلوؤں سے پُر آفت اور برباد کن شمار کیا جائیگا۔

دوسری آفت یہ تھی کہ ریاست کے تہائی حصہ میں درحقیقت برسات بالکل نہ ہوئی مویشی بھوک کا شکار ہو گئے اور یقین کیا جاتا ہے کہ ایک سال میں چالیس ہزار مر گئے۔

دول اتحاد کی صداقت آمیز فتح پر جنگ کا اختتام دربار اور ریاست کے باشندوں کے لئے مسرت و شادمانی کا باعث ہوا۔ بد قسمتی یہ تھی کہ فتح کی خوشی کے وقت انفلوئنزا اور قحط کی مصیبتوں نے جذبات محبت کا قرار واقعی اظہار نہ ہونے دیا۔

۱۹۱۹ء

کمسن نواب صاحب

اپریل میں کمسن نواب صاحب بلاول تشریف لے گئے مگر چند روز کے بعد جونا گڈھ واپس آئے۔ جولائی میں دو ماہ کے واسطے نواب صاحب اوٹکمنڈ تشریف لے گئے جہاں انہیں گورنر صاحب مدراس اور لیڈی ولنگڈن صاحبہ سے دوستانہ تعلقات تازہ

مدرسۂ اسلامیہ کتیانہ
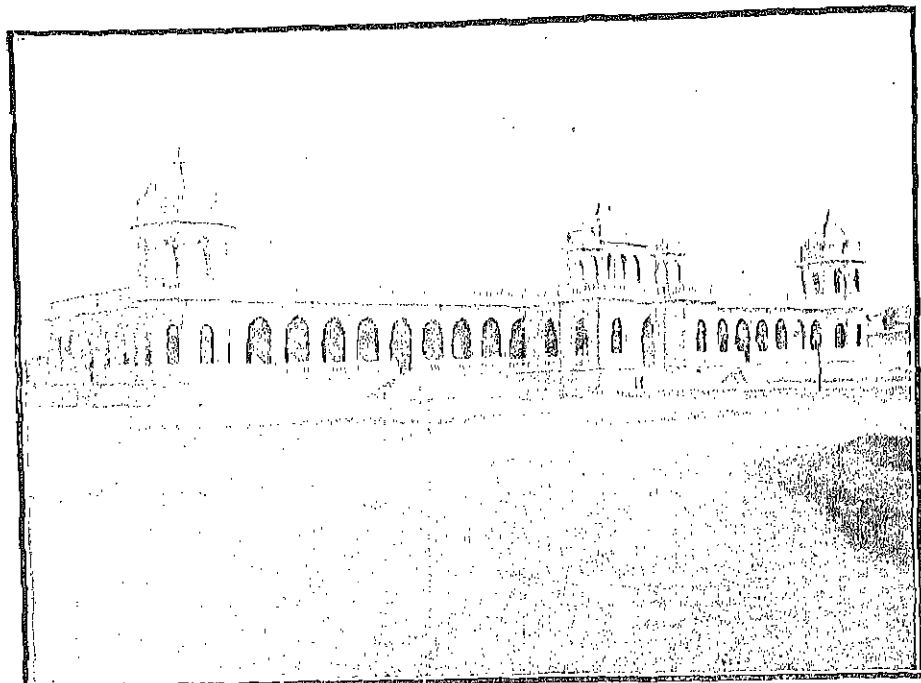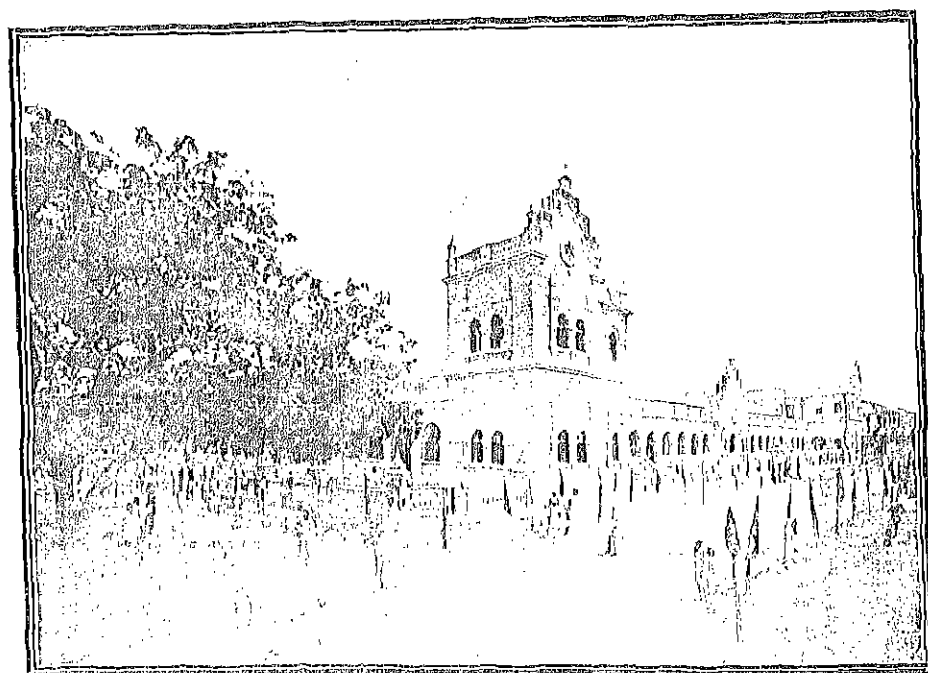
مدرسہ شوکت اسلام ۔ بنتھلی

کرنے کا موقع ملا۔

جوڈیشیل کانفرنس کا منعقد ہونا — تاریخ ۲۲ مارچ کو جوناگڈھ میں جوڈیشیل کانفرنس منعقد ہوئی۔

مدرسۂ شوکتِ اسلام (بنتھلی) کا افتتاح — بنتھلی کے تاجرون سیٹھ حاجی عبدالشکور عبدالغنی اور اُن کے حصہ دار سیٹھ محمود ولی محمد پٹیل نے مسلمانانِ بنتھلی کے لئے ایک عالیشان مدرسۂ شوکت اسلام تعمیر کرایا جس پر تقریبًا ڈھائی لاکھ روپئے صرف ہوئے اُس میں ریاست کی طرف سے ۲۳½ ہزار روپئے دئے گئے تھے۔ اور تاریخ ۲۵ ستمبر کو ایڈمنسٹریٹر مسٹر ایچ۔ ڈی۔ رینڈال کے ہاتھون سے اس مدرسہ کا افتتاح ہوا۔ اس کے بعد ریاست کی طرف سے مدرسۂ مذکور کے لئے ۲۵۰۰ روپیہ سالانہ کی امدادی رقم منظور کی گئی۔ مدرسہ کے اخراجات کے لئے سیٹھ صاحبان موصوف نے جوناگڈھ کے غلہ بازار (گرین مارکیٹ) میں سرکاری مکانات خرید کئے جنکے کرایہ کی آمدنی سالانہ تقریبًا ۴۰۰۰ ہزار روپیہ ہے۔

جشنِ صلح — شہنشاہ معظم کی خواہش پر التوائے جنگ کی پہلی سالگرہ گیارھویں مہینے کی گیارھوین تاریخ گیارہ بجے اس طرح منائی گئی کہ تمام کاروبار اور آمدورفت مع ریلوے گاڑیون کے موومنٹ کے لئے بند کر دیئے گئے۔

جشنِ صلح شایان شان طریقہ پر منانے کے لئے بارہ ہزار کی رقم منظور کی گئی۔ ۱۳۔۱۴۔۱۵۔ اور ۱۶۔ ڈسمبر کی تاریخین عام تعطیل قرار دی گئین۔

تاریخ ۱۳ کو ظفر میدان میں لڑکون کی ورزشی کھیلوں اور گھوڑون کی شرطون وغیرہ کا مظاہرہ ہوا اور جیتنے والون کو انعامات تقسیم کئے گئے۔

تاریخ ۱۴ کو بارگاہِ الٰہی میں شکرانہ ادا کیا گیا جوق درجوق مسجدون اور مندرون میں لوگ پہنچے اور جنگ کے کامیاب اختتام پر درگاہِ رب العزت میں شکر بجا لائے۔

تاریخ ١٥؍ کو تمام جوناگڈھ کے محالات مین غربا کو اناج اور مدارس کے بچون کو شیرینی تقسیم کیگئی۔

تعمیرات اسی سال مہابت مدرسہ کے اوپر ایک طبقہ کا اضافہ (٦٦ ہزار روپیہ مین) ہوا یوروپین گیسٹ ہاؤس (٣٠ ہزار روپیہ مین) تیار کیا گیا۔

قزاقون کے جرگے سنہ ١٩١٤ء سے ڈاکہ زنی کی پرانی روشش کو کاٹھیاواڑ مین کاٹھی رام والا اور اسکے جرگے نے سنہ ١٩١٤ء مین از سرِ نو تازہ کردیا۔ اس جرگے نے بڑودہ اور گونڈل کی حدود مین متعدد ڈاکے ڈالے جن مین بعض قتل کی وارداتین بھی ہوئین بعد مین یہ ڈاکو کوہ گرنار مین چھپ گئے لیکن ١٨ جنوری سنہ ١٩١٥ء کو گرنار مین جوناگڈھ کی پولس نے اس جرگے کے سرغنہ رام والا کو گولی سے مار دیا جس سے جرگے کا زور ٹوٹ گیا۔ اسکے بعد اس جرگے کے دو ڈاکوؤن۔ گولن اور ہرسور نے انتقاماً ریاست جوناگڈھ میں اندھیر مچانے کی کوشش کی لیکن ان کی ہمت بس اتنی ہی رہی کہ رات کو دور افتادہ باڑیون مین چھاپے مارین اور نہتے ناچار و مجبور کاشتکارون کی ناکین کاٹین جو ڈر کے مارے ان سے دب جاتے تھے اور کچھ بول نہ سکتے تھے۔ ان اندھیر گردی مچانے والون کی بیخ کنی کے لئے خاصی تدبیرین اختیار کی گئین اور ١٨؍ مارچ سنہ ١٩١٦ء کو ایڈمینسٹریٹر نے ایک اعلان شائع کیا کہ جو کوئی اُن کو گرفتار کرے اس کو معقول انعام ملے گا اور اختیار دیا کہ یہ ڈاکو جہان کہین نظر پڑین فوراً مار دیئے جائین۔

امید کیجاتی تھی کہ قرب وجوار کے تعلقون کی مدد سے اس جرگے کی جلد بیخ کنی ہو جائیگی لیکن اس وقت تک کامیابی نہین ہوئی جب تک کہ ایک خاص کانسٹبل مکرانی داد محمد نے ٥ مئی سنہ ١٩١٦ء کو نہایت بہادری کے ساتھ ہرسور اور گولن سے مقابلہ کرکے اُن کو مار ڈالنے مین اپنی بھی جان نہ دیدی۔ ان بیخوف اور نڈر قزاقون نے ایک تہلکہ ڈالدیا تھا اور بہت سے لوگون کو ان سے نقصان پہنچا تھا۔ یہ اوّل گرمحال مین ظاہر ہوئے تھے پھر ویساودر محال اور شمالی گرنار مین اندھیر مچاتے رہے اور آخرکار پولس کی خاص تدابیر سے اُن کا زور ختم ہوا۔ ایک سوپیدل پولس اور بیس پولس سوار خاص منتخب شدہ افسرون کے ماتحت

بڑی مشکلات کے مقابلہ مین اس کام مین مشغول رہے۔ مقتول مکرانی نے مقدر سنیے ایک ہی متبنّیٰ لڑکا چھوڑا تھا جسکی پرورش کے لئے مناسب انتظام کردیا گیا اور نالا مین اس کی قبر پر ایک قبّہ جسپر موزون عبارت کندہ ہے بنوادیا گیا۔

ستمبر ۱۹۱۶ء کے آخر مین لیمدھرا گاؤن مین ایک زبردست ڈاکہ پڑا مگر اس کا پتہ فوراً ہی چل گیا۔ اور کئی آدمی گرفتار ہوگئے۔ لیکن دو آدمی انھین مین سے بچکر فرار ہوگئے۔ جنھون نے گر کے جنگلات مین فتنہ برپا کرنیکی کوشش کی جسکی وجہ سے ۲ اور ۲۶ مارچ ۱۹۱۷ء کے درمیان چار گاؤن لُٹ گئے۔ ۲۶ مارچ کو براڈیا سے سولہ میل پر ڈاکوؤن کی قیامگاہ کا پتہ چلا۔ اس مقابلہ مین دو ڈاکو بھوج اور جیوا تو گولی سے مارے گئے۔ مگر باقی ماندہ کوہِ گرنار کی طرف بھاگ گئے۔ یہ وسیع پہاڑی علاقہ جس مین گھاس اور جھاڑیونکی کثرت ہے ڈاکوؤن کی جدوجہد کا مسکن بن گیا تھا۔ دو خاص ڈاکو گرفتار ہوگئے۔ ایک گولی سے مارا گیا اور خاص مجرم نوریا کو امریلی کی پولس نے گرفتار کرلیا۔ بعدمین اسکے دو ساتھی بھی اس کی طرح گرفتار ہوگئے نوریا کی گرفتاری سے دوسرے ڈاکوؤن کی گرفتاری بھی ممکن ہوئی اور مالِ مسروقہ بھی واپس ملا۔ دینیہ ڈاکو محکمۂ جنگلات کے ملازمون کے مقابلہ مین مارا گیا۔

۸ مئی ۱۹۱۷ء کو سیدی سبھو کی رہنمائی مین تین بڑے مشہور مجرم جیل سے فرار ہوگئے جس سے قزاقون کے ایک نئے جرگے کی ابتدا ہوگئی۔ اس جرگے نے بھی مذکورہ بالا قسم کے جرائم کئے۔ مگر ایک دیہاتی سپاہی نے نہایت بہادری سے اس کے سرغنہ کا مقابلہ کیا اور اُسے گولی سے ماردیا جس پر اُسے معقول انعام ملا۔ جرگے کے دوسرے ڈاکو بھی زخمی ہوکر گرفتار ہوگئے۔ اس وقت سے اس جرگے کا زور ٹوٹ گیا۔

۱۹۱۹ء

پولس نے خاص تدابیران کی بیخکنی کے لئے اختیار کی تھین اور کامیابی یقینی معلوم ہوتی تھی۔ ۱ اپریل کو جرگے کے سات آدمی باقی تھے۔ اگرچہ پانچ کا قصہ بعدمین فیصل ہوگیا۔ پھر بھی مقامی بدمعاشون کے لئے ایک مرکز باقی رہگیا تھا جسکے گرد وہ اکثر جمع ہوجاتے تھے اور گیر اور گرنار کے پہاڑون مین پناہ لیتے تھے۔ بعدمین چند

اور آدمی جرگے مین شامل ہوگئے اور کئی ڈاکے مارے۔ مگر اُن کا سراغ لگ گیا اور مقامی پولس نے انہین گھیر لیا۔ جہان دو مارے گئے چار گرفتار ہوگئے اور باقی پانچ نے ۸ رمئی ۱۹۱۹ء کو ہتیار ڈالکر خود کو ریاست کے حوالے کر دیا۔ اس طرح اُن ڈاکوؤن کا خاتمہ ہوا۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ ان ڈاکوؤن مین سے کسی کو اس ریاست سے شکایت نہین تھی۔ بلکہ ریاست بڑودہ کے بعض مجرموں کی گرفتاری مین امداد دینے سے ان جرگون کی ابتدا ہوئی۔ مختلف ریاستون کی حدود کے اتصال اور جنگل کی موجودگی سے ڈاکوؤن کی بیخکنی کا کام بہت مشکل ہوگیا تھا۔ کھٹر یہ کے تعلقدار محمد خان بلوچ نے ڈاکوؤن کو ہتیار ڈالنے کی ترغیب دیکر ریاست کو منت گزار بنایا۔

اس ریاست کے حکام نے اس جرگے کی بیخکنی مین جو خدمات کی تھین ان کو ریاست بڑودہ نے شاندار الفاظ مین تسلیم کیا۔

۱۹۲۰ء — نواب صاحب

فروری مین کمسن نواب صاحب کو بہت سخت انفلوئنزا لاحق ہوا جس مین پیچیدگی پیدا ہوگئی تھی۔ دس روز تک بہت فکر رہی۔ نواب صاحب کا علاج ایجنسی سرجن ڈاکٹر والش اور بمبئی کے ڈاکٹر آر۔ راؤ نے کیا۔ ان کی کامل صحت پر سب کو خوشی ہوئی۔

۱۲ مارچ کو ایک غیر معمولی اعلان مین ایڈمنسٹریٹر صاحب نے اعلان کیا کہ ۳۱ مارچ کو نواب صاحب کو اختیارات تفویض کئے جائینگے۔ ۲۵ مارچ کو نواب صاحب کے حکم سے ایڈمنسٹریٹر نے ایک اور غیر معمولی اعلان کیا کہ مسٹر ایچ۔ ڈی۔ رینڈال۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ ایڈمنسٹریٹر کو جتنے اعزازات حاصل تھے وہ جوناگڈھ سے ان کی روانگی تک حاصل رہین۔

نواب صاحب کے تخت نشینی کے اعزاز مین ۳۰ مارچ سے یکم اپریل تک ریاست مین تعطیل رہی۔

سبحان بخت صاحبہ کی وفات

۴ فروری کو سبحان بخت بیگم صاحبہ نواب صاحب بالا سنور اور دختر مرحوم شاہزادہ محمد شیر زمان خان صاحب نے انتقال فرمایا۔

تالالا سے جمبور تک کی ریلوے لائن

۱۷ مارچ کو تالالا سے جمبور تک کی ریلوے لائن (۴۸.۹۶ میل) مال گاڑیوں کی آمد و رفت کے لئے کُھل گئی۔

سیاسی مقدمات

(۱) گونڈل جوناگڈھ گِر کے مقدمہ مین ریاست گونڈل نے ریاست جوناگڈھ کے گِر کے پندرہ گاؤن پر اپنا دعوےٰ کیا تھا گورنمنٹ کیطرف سے مسٹر فائوسٹ اسپیشل کمشنر مقرر ہوے جنہون نے تحقیقات کے بعد جوناگڈھ کے حق مین مع خرچے کے فیصلہ کیا۔ خرچے کے بارے مین گورنمنٹ نے بعد مین جو حکم دیا تھا آخر کار اس پر نظرِ ثانی کی گئی اور اسپیشل کمشنر کا فیصلہ بحال رہا۔ ریاست گونڈل نے حکومت ہند سے اسپیشل کمشنر کے فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کی تھی مگر ۲۲ دسمبر ۱۹۱۳ء کو وہ بھی مسترد ہوگئی۔ ریاست گونڈل نے وزیر ہند کے سامنے مقدمہ پیش کرانے کے لئے اپیل دائر کی۔ مگر حکومت بمبئی نے اسے آگے نہ بڑھنے دی۔ اس طرح ستاسی برس تک تین اسپیشل کمشنرون کی سخت کوشش کے بعد یہ مقدمہ ریاست جوناگڈھ کے حق مین فیصل ہوا۔

(۲) مقدمہ گرنار کی وجہ سے اکتوبر ۱۹۱۴ء مین ایک کانفرنس ہوئی جب کہ ایڈمینسٹریٹر نے جینی نمائندون کے سامنے مواقع کا معائنہ کیا۔ ریاست نے سمجھوتہ کی فیاضانہ شرائط پیش کین مگر وہ قبول نہین کی گئین۔ اور شراوکون نے گرنار پہاڑ کے مندرون اور دھرم شالون وغیرہ کے متعلق مول گراسیہ (اصلی قدیم جاگیردار) کے حقوق کا مطالبہ کیا۔ راج پرکارنی کورٹ سے یہ مطالبہ مسترد کر دیا گیا حضورِ عدالت مین انہون نے اپیل پیش کی جو ۱۹۱۸ء مین مسترد ہوگئی۔ اس کے بعد انہون نے ایجنٹ گورنر صاحب کو اپیل دائر کی۔

(۳) واگھانیا بہادر پور مول گراسیہ کے حصہ مین اختیارات کے متعلق جو قضیہ تھا وہ سورٹھ پرانت نے جوناگڈھ کے حق مین فیصل کیا اور حصہ دار کاٹھیون کی اپیل ایجنٹ گورنر کاٹھیاواڑ نے مسترد کر دی۔

(۴) ریاست مانا ودر نے سورٹھ پرانت سے مطالبہ کیا کہ ریاست جوناگڈھ مین تھا نپور نامی گاؤن

واپس کر دیا جائے حالانکہ نوّے ۹۰ برس سے اس پر ریاستِ جوناگڈھ کا قبضہ مسلّمہ ہے اور ایجنسی کے حکام پانچ مرتبہ یہ مطالبہ رد کر چکے ہیں۔ بہرکیف یہ مطالبہ ایڈمنسٹریشن کے زمانے میں پولٹیکل ایجنٹ سورٹھ کے زیرِ تحقیقات تھا۔

ایڈمنسٹریشن کے زمانے میں متعدد انعامی احکام پر مالکوں کے حق میں اُن کی غربت یا مقروض ہونیکی وجہ سے نظرِ ثانی کی گئی جاگیرداروں کے ساتھ بہت سے چھوٹے چھوٹے فیصلے علٰحدگی ملکیت اور آئندہ قضیوں سے بچنے کے لئے ہوئے۔

آب رسانی مسئلۂ آب رسانی پر توجہ کی گئی۔ مسٹر وائٹنگ کی اسکیم کچھ ترمیم و اضافہ کے ساتھ مکمّل کرنے کا فیصلہ ہوگیا۔ ۱۹۱۵ء میں کھڑیار کے بند کا کام شروع ہوگیا تھا جو نصف بلندی تک مکمّل کر دیا گیا اور جس پر ایک لاکھ ۳۴ ہزار روپئے خرچ ہوئے کھڑیار چاموودھری کے بند پر ۶ ہزار روپئے اور اوپر کوٹ کے تالاب پر ۳۰ ہزار روپئے خرچ ہوئے۔

بندرگاہ بلاول کی ترقی مرحوم نواب صاحب سر محمد رسول خان کی توجہ بلاول بندر کے مسئلہ پر بہت کچھ منعطف رہی اُن کی بڑی خواہش تھی کہ ترقی کی اسکیم پر عمل کیا جائے۔ بندر کی ترقی کی جو اسکیم اُن کے پیشِ نظر تھی وہ بلاول کے مرفہ الحال شہریوں کے لئے ایک نئے دور کا سبب ہوتی۔ مگر زمانۂ ایڈمنسٹریشن میں ان اسکیموں پر عمل ہوا جو مسٹر سیویل نے تیار کیں تھیں اور جن سے بمبئی کے پورٹ ٹرسٹ والے مسٹر میسنٹ سی آئی۔ ای نے اتفاق کیا تھا۔ توقع کی گئی تھی کہ کل سات لاکھ روپیہ میں ساحل کی محافظ دیوار اور موجودہ پشتہ کی توسیع ہوجائیگی اور اسٹیمر آنے جانے کی جگہ زیادہ گہری کردی جائیگی تاکہ سمندر کے مدّوجزر کی کسی حالت میں بھی اسٹیمر پر مال چڑھانے اُتارنے اور سوار ہونے اُترنے میں مشکل باقی نہ رہے۔ بندر کی اسکیم پر ۱۹۱۴ء سے مسٹر پروکٹر سمس کی نگرانی میں کام شروع ہوگیا۔ غور و خوض کے بعد ایڈمنسٹریٹر نے پوری اسکیم کے لئے چار لاکھ ترانوے ہزار چھ سو چھپّن روپئے منظور کئے۔ ۳۱ مارچ ۱۹۱۸ء تک چار لاکھ چوالیس ہزار پانچ سو بیس روپئے

خرچ ہوگئے۔ اس کے بعد شرح مزدوری کی زیادتی کاریگرون کی قلت پلیگ اور انفلوئنزا کی آمد سے ایک عرصہ تک ترقی مسدود رہی۔

بیگھوٹی کا طریقہ ریاست کی زمینین چار مختلف طریقون پر دی جاتی تھین۔ نقد ادائیگی یا بیگھوٹی کا طریقہ کسی حد تک چند محدود علاقون مین مرحوم نواب صاحب کے زمانہ مین جاری کیا گیا تھا۔ ایڈمنسٹریشن کے زمانہ مین یہ فیصلہ ہوا کہ نقد ادائیگی کا طریقہ جاری کیا جائے۔ کسی گاؤن کی مالگذاری طے کرنے کے لئے پانچ سال کی جنس و نقد کی واقعی وصولیابی پیش نظر رکھی جاتی تھی۔ ادائیگی کا اندازہ مزروعہ زمینون کی تین اقسام کے مطابق ہوتا تھا جس مین آب پاشی اور غیر آبپاشی والی زمینون کی علٰحدہ تقسیم ہوتی تھی شرح مقرر کرتے وقت زمین کی حالت کاشتکارون کی حالت اور ہر گاؤن اور محال کی عام کیفیت پر نظر رکھی جاتی تھی ہر طرح اس امر کا خیال رکھا جاتا تھا کہ تغیر سے کاشتکارون کو کوئی مشکل نہ پیش آئے۔ جن محالات مین بیگھوٹی کا طریقہ جاری کیا گیا ہے۔ وہان کے کاشتکارون نے اسے بہت پسند کیا ہے زیادہ وصولیابی یا زمین کی نوعیت کی تقسیم کے متعلق جو شکایات موصول ہوئین انکو چیف افسر محکمۂ مال نے تحقیقات کے بعد رفع کر دیا۔ اس اسکیم کے تمام ریاست مین نافذ ہو جانے کے بعد ایڈمنسٹریٹر نے اس کی توسیع و ترقی کیلئے مختلف تدابیر اختیار کین۔ ابتدا مین معلوم ہوا کہ بھاگ بٹائی کے طریقہ کے بجائے نقد وصول کرنیکا طریقہ جاری کرنے سے محصولات (فصل کا سرکاری حصہ) مین کمی واقع ہوگئی۔ نقدی ادائیگی کا انتظام پہلے سنہ ۱۹۱۲ء سے پانچ سال تک جاری رہا اور پھر ۲۰ سال کے لئے طے ہوگیا ہے۔ ریاست کے تمام خالصہ دیہات مین اب یہ رائج ہے۔

ریاست کیطرف سے جنگ مین امداد

ریاست کیطرف سے عطیات جنگ مین گورنمنٹ کو سالانہ امداد سنہ ۱۹۱۸ء مین ۵ لاکھ روپیہ تین ہوائی جہاز جو جنگ کے زمانہ مین دئے گئے۔ ۱۰۱۳۵ روپیہ کاٹھیاواڑ رجمنٹ کیلئے بارکونکی تعمیر راجکوٹ مین ایک لاکھ روپیہ۔ اپریل

وار ریلیف فنڈ (بمبئی برانچ) ۹۵ ہزار روپیہ - اور ڈے فنڈ مین ۲۸ ہزار روپیہ - موٹر ایمبولنس فلیٹ کے واسطے جو شہنشاہ معظم کو پیش کرنے کے لئے ریاستہائے کاٹھیاواڑ کے عطیہ مین شامل کیا گیا ۲۷ ہزار روپیہ - اٹھارہ[۱۸] گھوڑے جو جنگ کے لئے حکومت برطانیہ کو دئے گئے ۱۰۸۰۰ روپیہ - کوئین میری ٹکنیکل اسکول بمبئی (بیکار شدہ ہندوستانی فوجیون کے واسطے) دس ہزار روپیہ (دو ہفتہ) ویمنس برانچ وار ریلیف فنڈ (بمبئی) ۱۰ ہزار روپیہ - راجکوٹ مین اور ڈے کے وقت نیلام شدہ گھوڑے کی قیمت آٹھ ہزار روپیہ - جیسے جو ہاسپٹل کے لئے گورنمنٹ کو دئے گئے ۵ ہزار روپیہ ۱۸ گھوڑے جو فوجی خدمات کے لئے دئے گئے ۵۳۴۵ روپیہ - ولنگڈن سولجرس کلب پونا پانچہزار روپیہ - برطانیہ کے واسطے ۲۵ گھوڑون کی تربیت کا خرچ ۴۶۱۵ روپیہ - فوجی بھرتی کے لئے خاص رقم تین ہزار روپیہ - برائے دعوت انڈین وار کانفرنس ڈیلیگیٹ (عزم انگلستان) ۳½ ہزار روپیہ (دو ہفتہ) کاٹھیاواڑ رکروٹنگ فنڈ راجکوٹ ۱۶۶۴ روپیہ - کتب برائے وار ۱۵۰۸ روپیہ - راجکوٹ مین اور ڈے کے وقت نیلام شدہ اشیاء کی خرید ۱½ ہزار روپیہ - ہندوستانی افسرون اور سپاہیونکی دعوت ۱۰۸۱ روپیہ - ایسٹ انڈین نیول فنڈ ایکہزار روپیہ - آور ڈے ریس راجکوٹ مین گھوڑونکی روانگی کا خرچ ۴۶۵۶ روپیہ - وغیرہ -

رعایا کی طرف سے امداد

امپیریل وار ریلیف فنڈ (بمبئی برانچ) ۳۷۲۹۷ روپیہ - ویمنس برانچ وار ریلیف فنڈ بمبئی (نقد اور چیزین) ۳۱۶۱۴ روپیہ - اور ڈے فنڈ ۳۲۰۱۸ روپیہ - ایسٹ انڈین نیول فنڈ ۱۴۰۹ روپیہ
منگرول تعلقہ کی طرف سے ۲۳۱۲۵ روپئے دئے گئے -

دیگر عطیات | ایڈمنسٹریشن کے زمانہ مین حسب ذیل عطیات (جنکا مقدار ۵۰۰ روپیہ سے زیادہ ہے)

دیئے گئے :-

مدرسۂ شوکت اسلام اسکیم منجھلی ٣٣ ہزار پانچ سو روپیہ (دو ہفتہ) مدرسۂ اسلامیہ اسکیم کتیانہ ٣٠ ہزار روپیہ (دو ہفتہ) محمڈن کالج علیگڈھ ٢٥ ہزار روپیہ (چار ہفتہ) لیڈی ہارڈنگ میڈیکل کالج برائے خواتین دہلی ٢٠ ہزار روپیہ۔ کنگ ایڈورڈ دی سیونتھ اسکالرشیپ فنڈ ١٥ ہزار روپیہ۔ لارڈ سڈنہم میموریل فنڈ ١٥ ہزار روپیہ۔ تعلقداری گراسیہ اسکول بڈھوان دس ہزار روپیہ (دو ہفتہ) ولنگڈن اسپورٹ کلب بمبئی دس ہزار روپیہ۔ جشن صلاح ٩٥٧٢ روپیہ۔ عمارت لائبریری بلاول ٩٤٥١ روپیہ۔ آرکیالوجیکل (آثار قدیمہ) سوسائٹی جوناگڈھ نو ہزار روپیہ (تین ہفتہ) جوناگڈھ اور محالات میں زمانۂ قحط میں مویشی خانہ کا قیام ٨٥٥٠ روپیہ۔ دہرم شالہ مالیہ ٨٥٠٠ روپیہ (دو ہفتہ) لائبریری اونہ ٧٥٠٠ روپیہ۔ کاٹھیاواڑ فیمن سنٹرل ریلیف فنڈ (امداد قحط زدگان) ٧٥٠٠ روپیہ پاسٹ کمارس ایسوسی ایشن اینڈ کلب راجکمار کالج راجکوٹ ٦٥٠٠ روپیہ۔ نیچرل ہسٹری سوسائٹی بمبئی ٥ ہزار روپیہ (دو ہفتہ) فلڈ (ریل) ریلیف فنڈ پالیتانہ ٥ ہزار روپیہ۔ بھاٹیا والنٹیر کور ٥ ہزار روپیہ۔ پٹن میں عمارت اسکول کے لئے زمین کی قیمت ٤٦٥١ روپیہ۔ جوناگڈھ جمخانہ کلب میں بیڈمنٹن کا مکان بنانے میں ٣٤٢٢ روپیہ۔ چندہ دعوت لارڈ ولنگڈن صاحب (از طرف والیان ریاستہائے صوبہ بمبئی) تین ہزار روپیہ۔ جوناگڈھ جم خانہ کلب برائے فرنیچر ٢٦٤٧ روپیہ۔ حضرت بھلائی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی مزار کی مرمت ٢٥٣٧ روپیہ۔ برائے فرنیچر ریلوے انسٹی ٹیوٹ جوناگڈھ ٢½ ہزار روپیہ۔ کتیانہ، بلاول، اونہ وغیرہ کی لائبریریوں کو امداد ٢½ ہزار روپیہ

لارڈ کچنر میموریل فنڈ ٢½ ہزار روپیہ۔ پونا ہیجنٹ اور فیٹے (تماشا) ٢½ ہزار روپیہ۔ کاٹھیاواڑ میڈیکل ایسوسی ایشن سوسائٹی ٢ ہزار روپیہ۔ سینٹ جان ایمبولنس سوسائٹی جوناگڈھ سنٹر ٢ ہزار روپیہ (چار ہفتہ) گھانس خرید کر اور بھڑ (غیر کسان) لوگوں کو دیگئی ١٩٨٠ روپیہ۔ دیلواڑہ مدرسہ اور لائبریری ١٦٧٥ روپیہ (دو ہفتہ)

رکری ایشن ہال جوناگڈھ ۱۱۵۱ روپیہ۔ کاٹھیاواڑ لکی بیگ لوٹری راجکوٹ ۱½ ہزار روپیہ۔ بہادر خانجی ہائی اسکول لائبریری (علاوہ سالانہ گرانٹ) ۱½ ہزار روپیہ۔ ماسٹر لکی بیگ لوٹری جوناگڈھ ۱۴۰۹ روپیہ۔ آیبوصاحبہ فری ڈسپنسری احمد آباد ۱۲۰۰ روپیہ (چار ہفتہ) سورٹھ کرکیٹ کلب ایک ہزار روپیہ (دو ہفتہ) ڈیوٹی فنڈ محمڈن کالج علیگڈھ ایک ہزار روپیہ۔ عمارت لائبریری گاڈکرا ایک ہزار روپیہ۔ گھوڑون کی نمائش بمبئی ایک ہزار روپیہ۔ تلسی شام کنڈ کی مرمت (اونہ کے قریب) ایک ہزار روپیہ (دو ہفتہ) پنڈت میموریل فنڈ ایک ہزار روپیہ۔ ہز ایکسلینسی لیڈی ولنگڈن کو کاسکیٹ پیش کی گئی اس مین امداد ایک ہزار روپیہ۔ کاٹھیاواڑ ریس کلب برائے رسول خانجی کپ راجکوٹ ۷۰۰ روپیہ۔ کاٹھیاواڑ ریس مین جیت نے والون کو انعامات ۷۰۰ روپیہ جوناگڈھ جم خانہ کلب چھ سو روپیہ۔ وار ایگزیبیشن (جنگی نمائش) بمبئی پانچ سو چار روپیہ واڈنگٹن میموریل فنڈ ۵۰۰ روپیہ۔ تلاّلا مدرسہ ۵۰۰ روپیہ اور ہی ہینڈلیسٹ کانفرنس پونا کے فنڈ مین ۵۰۰ روپیہ۔ اونہ کے غربا کو ۵۰۰ روپیہ۔ ان کے علاوہ اور کئی عطیہ دئے گئے ہین۔

باب دوازدہم

نواب سر محمد مہابت خان صاحب بابی بہادر سوم
جی۔سی۔آئی۔ای۔کے۔سی۔ایس۔آئی

دام اقبالہ و اجلالہ

نویں نواب صاحب ریاست جوناگڈھ

از ۱۰ رجب المرجب سنہ ۱۳۳۸ھ مطابق ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء

سنہ ۱۹۲۰ء

جشن تاجپوشی حضور فرمان اور تقررات

نواب محمد مہابت خان صاحب کی تخت نشینی کے لئے اُن کی تمام رعایا مدت سے چشم براہ تھی یہاں تک کہ دیگر مقامات پر بسنے والے باشندگان ریاست بھی نواب صاحب کو جلد مسند نشین دیکھنے کے آرزو مند تھے آخر کار یہ رسم سعید[1] ۱۰ رجب سنہ ۱۳۳۸ھ مطابق ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء بروز چہارشنبہ کو ادا ہوئی

[1] اسٹیٹ شاعر سید حسین میاں المتخلص بہ سید نے حسب ذیل تاریخ کہی ہے :۔

(۱) مبارک عید سا ہے آج کا دن	خوشی ہے شہر جوناگڈھ میں بیحد		سر اقبال سے لکھدو یہ سید	ہوا سرکار سرور تخت زیب مسند

۱۳۳۸ ہجری

نواب صاحب کی علالت کے باعث مجبوراً یہ جشن مسند نشینی اس قدر وسیع پیمانہ پر نہ ہوسکا جو اس کی اہمیت کے لحاظ سے ہونا چاہئے تھا اگرچہ کاٹھیاواڑ کی اکثر ریاستوں کے وفود آئے مگر پروگرام کو بجائے مقررشدہ تین روز کے خاص تخت نشینی کے دن پر محدود کر دیا گیا تھا۔ نواب صاحب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۸۱)

ایضاً ہجری

(۲) مسند آرائی مبارک ہو خدا کے لطف سے
تخت گاہ صوبہ سورٹھ یہ جوناگڈھ جو ہے
لطف نوابی میں تجھکو بادشاہی کا ملے
حکمرانی تا صدوسی سال عزت سے کرے

اے مہابت خان عالیجاہ و والا پایگاہ
ہے تو اس کا حاکم و فرمان روائے پادشاہ
اے بلند اقبال مانند شہان کجکلاہ
اے سکندر بخت جم حشمت سلیمان بارگاہ

سیّد اس تقریب کی تاریخ کہہ دربار میں
مسندِ سورٹھ مبارک صاحب اقبال و جاہ

۱۳۳۸ھ

ایضاً عیسوی

(۳) مہابت خان ہوئے مسند نشین لطف الٰہی سے
کیا گدّی نشین ایجنٹ صاحب مہر پرور نے
امور ملکی و مالی و عدل و علم و دانش میں
رعیّت کو رعیّت پروری سے خوش رکھے دائم
ریاست بڑھتی جائے فتح کرتا جائے ملکوں کو
رہے سر پر ہمیشہ چتر ظلِّ لطف خالق کا
سرِ دربار سال تہنیت یہ عرض کر سیّد

خوشی کیونکر نہ سارے شہر جوناگڈھ میں بیحد ہو
دوبالا کیوں نہ کرسی فلک سے اوج مسند ہو
رئیسوں میں یہاں کے سرآوردہ سرآمد ہو
وفاداری سے شاہنشاہِ جارج شاد بیحد ہو
سکندر کی طرح اقبال کی یہ آمد آمد ہو
ترقی خواہ دولت رات دن آل محمدؐ ہو
مہابت خان مہوش کو مبارک اوج مسند ہو

سنہ ۱۹۲۰ء

اس دوران میں برابر بمبئی کے ڈاکٹر رائو کی طبّی نگرانی میں رہے۔
دربار تاجپوشی صبح نو بجے بہاؤالدین کالج کے ہال میں منعقد ہوا نواب صاحب ادائیگی رسم کے وقت پانچ منٹ قبل اپنے محل مہابت منزل سے طلائی و نقرئی گاڑی میں پچاس امپیریل سروس لانسرس اور اپنے بچپن کے رفیق امیر شیخ محمد بھائی صاحب کے ساتھ جلوس میں روانہ ہوئے۔ جب نواب صاحب دربار ہال پر پہنچے تو گارڈ آف آنر نے سلامی دی۔ اور پندرہ توپوں کی سلامی ہوئی دروازہ پر ایڈمنسٹریٹر مسٹر رینڈال نے نواب صاحب کا استقبال کیا اسکے بعد نو بجے ای میکانکی صاحب ایجنٹ ٹو دی گورنر کاٹھیاواڑ مع مسٹر لینگ پولیٹکل ایجنٹ علاقہ سورٹھ اور مسٹر وائٹویک پرسنل اسسٹنٹ کے تشریف لائے۔ دربار ہال کے دروازے پر اُن کی ملاقات نواب صاحب، ایڈمنسٹریٹر، اور دیوان سے ہوئی۔ تیرہ توپوں کی سلامی ایجنٹ صاحب کی آمد پر ہوئی۔ اور گارڈ آف آنر نے سلامی دی۔
پھر حسب ذیل طریقہ پر جلوس مرتب ہوا:۔

دو سرکاری چوبدار

ایجنٹ گورنر صاحب کے پرسنل اسسٹنٹ۔ دیوان

پولیٹکل ایجنٹ سورٹھ۔ ایڈمنسٹریٹر

ایجنٹ گورنر صاحب۔ والاشان نواب صاحب

نواب صاحب کے ملٹری سکریٹری

اور اے۔ ڈی۔ سی۔

دو ایجنسی چوبدار ایک سرکاری چوبدار

اس ترتیب سے جلوس روانہ ہوا۔ دربار ہال میں پہنچکر نواب صاحب نے صدر میں اپنی جگہ لی۔ اور ایجنٹ صاحب دست راست پر بیٹھے۔ ایڈمنسٹریٹر اور دیگر پولیٹکل حکام پیچھے بیٹھ گئے۔

ایجنٹ گورنر صاحب نے کھڑے ہوکر زمانۂ ایڈمنسٹریشن کے اختتام کا اعلان کیا اور نواب صاحب کو وائسرائے صاحب کا خریطہ پیش کیا۔ ایک سرکاری چوبدار نے اس وقت نواب صاحب کے خطابات باوازبلند سُنائے اور بینڈ نے جوناگڈھ کا ترانہ بجایا اور ریزہ ۱۵ توپون کی سلامی ہوئی۔
پھر ایجنٹ گورنر صاحب نے نواب صاحب کو مخاطب کرکے انگریزی مین تقریر کی جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

نواب صاحب مہابت خان!

مین نہایت غیر معمولی مسرت کے ساتھ گورنر صاحب کے حکم سے آج آپ کے عہد کمسنی کے اختتام اور بحیثیت اول درجہ کے والئی ریاست کے کامل اختیارات ملنے کا اعلان کررہا ہون۔

اس بات کو پورے نو برس گذرے جب کہ مجھ پر اور اس ایجنسی کے افسرون پر ریاست جوناگڈھ کے انتظام کی نیز آپ کی ذات کی حفاظت کی گرانبار ذمہ داری عاید ہوئی تھی۔ ابتدائی ایام کی مشکلات و تفکرات کا تذکرہ اس وقت لاحاصل ہے تفکرات رفتہ رفتہ کم ہوے اور مشکلات یکے بعد دیگرے حل ہوتی گیئن یہانتک کہ مقابلۃً امن و سکون کے سال آنے گئے۔ اگرچہ ہر سال خاص سوالات پیش آتے رہے جن سے ایڈمنسٹریٹر کی قابلیت کے لئے محل امتحان پیدا ہوجاتا تھا۔ باینہمہ بحیثیت مجموعی ترقی و تنظیم کا زمانہ آگیا تھا۔ اس تمام زمانہ مین آپ کی تعلیم و تربیت اور آئندہ ذمہ داریون کیلئے آپ کی تیاری گورنمنٹ اور اُسکے افسرون کو ہمیشہ پیش نظر تھی۔ ابتدا مین مسٹر اور میسز ٹیوڈر اوون آپ کے بڑے مہربان اور ماہر نگران ثابت ہوے۔ گذشتہ پانچ سال مین مسٹر بلیڈن جیسا دوست و مشیر آپ کو حاصل ہوا جنھون نے والدین کی سی نگرانی کرتے ہوے دوست کی طرح ہر وقت کی رفاقت اور ہر وقت بیغرضانہ دلچسپی کا اظہار کیا اور اس بارے مین کسی تکلیف کی بھی پرواہ نہ کی۔ اس زمانہ مین آپ نے انگلستان کی زندگی کا بھی

تجربہ کیا اس کے بعد میو کالج کی تعلیم حاصل کی آخری سال آپ نے زیادہ تر محل میں رہکر
تعلیم و مطالعہ میں صرف کئے اور ساتھ ہی اُن ورزشی کھیلوں سے شوق رکھا جو دماغ کو ذہانت
اور جسم کو طاقت دینے والے ہیں نیز اُن معاملات سے بھی دلچسپی لی جو بڑی ریاستوں کے
وارثوں کا خصوص امتیاز ہیں۔ میرا اشارہ آپ کے مویشی، مویشی خانہ اور فارم کی طرف ہے
آپ نے اپنی ریاست میں آزادانہ دورے کئے ہیں اور ان دوروں میں اپنے کاشتکاروں
کے حالات دیکھنے کا آپ کو موقع ملا ہے۔ آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ انہی لوگوں پر ریاست
کا دارومدار ہے اور اُن کے اغراض اور آپ کے اغراض ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ
ہیں۔ جوناگڈھ کی آئندہ ترقی کے لئے یہ ایک مبارک فال ہے۔ کہ اس کا حاکم زمانۂ کمسنی
میں عملی طور پر فن زراعت کا ماہر ہو چکا اور وہ ان کے ساتھ ایسے شرائط پر گفتگو کر سکتا ہے
کہ جن کا نتیجہ باہمی سمجھوتہ ہو۔ وہ کاٹھی گھوڑے کے اوصاف جانتا ہے اور ان کو پسند
کرتا ہے اور ایک ایسے مویشی خانہ کا بانی اور مالک ہے جو ہندوستان میں بے مثل ہے
اور صرف ریاست کی پرورش کردہ نسل سے قائم ہوا ہے۔ ان باہمی اغراض و جذبات
کو خاص طور پر سمجھنے کے علاوہ آپ نے ریاست کے مختلف شعبوں کا علم حاصل کیا ہے
اور ریاست کے ایک ایک گوشہ میں دورہ کیا ہے اور اسکے ذرائع آمدنی ضروریات و امکانی
ترقیات کا اچھی طرح اندازہ کیا ہے۔ ایک ہندوستانی شاہزادہ کو اسکے مستقبل کی گرانبار
ذمہ داریوں کی تیاری کے لئے کس قسم کی تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ
ہے جسکا تصفیہ کبھی ایسا نہیں ہو سکا جس پر سب کا اتفاق ہو اور اگر مستقبل میں آپ
محسوس کریں کہ کسی ایسی چیز کی کمی رہگئی جس سے آپ کو امداد مل سکتی تھی تو میں آپ کو یقین
دلانا چاہتا ہوں کہ یہ کمی ہماری عدم توجہی کی وجہ سے ہوگی۔ اور ساتھ ہی یہ یاد دلانا چاہتا ہوں

کہ ہم نے آپ کے لڑکپن کا زمانہ بہت مسرت خیز اور دلچسپ بنایا اور جنگِ عظیم کی وجہ سے اس کے لئے دائرۂ امکانات محدود ہونے کے باوجود حتی الامکان ہم نے بہترین کوششیں صرف کیں۔

نوابانِ جوناگڈھ کی تختِ سلطنت کے ساتھ وفاداری قدیم الایام سے مشہور ہے اور جنگ عظیم کے دوران میں جو گرانقدر چندے اور عطیات ریاست کی طرف سے دیئے گئے ہیں وہ ریاست کی سابقہ روایات اور خاندانِ حکومت کے وقار کے عین شایانِ شان تھے یہ ظاہر ہے کہ ان عطیات کا اعلان آپ کے نام پر ایڈمنسٹریٹر کیا کرتے تھے۔ اس لئے اس فیاضی پر اگر کسی کو شبہ ہو تو میں اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اعلان کرتا ہوں کہ یہ عطیات ہر حالت میں ہمیشہ آپ کی تحریک اور آپ کی دلی پسندیدگی و خواہش کے مطابق دیئے گئے ہیں۔ اگرچہ آپ کے امپیریل سروس لانسرس کو بحیثیت اجتماعی میدانِ جنگ میں خدمت کرنے کا موقع نہیں ملا تاہم جو لوگ میدان جنگ میں گئے انہوں نے مفید خدمات ادا کی ہیں اور جوناگڈھ میں فوجی ٹریننگ میں جو امداد دی اسکا بہت کچھ اعتراف فوجی حکام نے کیا ہے۔ یہ واقع کہ ہز مجسٹی ملکِ معظم نے آپ کی خاندانی اسلامی میں دو توپوں کا اور ذاتی سلامی میں اور دو توپوں کا اضافہ کیا ہے۔ اس امر کا ثبوت ہے کہ ریاست کی خدمات پسند کی گئیں اور اس کے فرمانرواؤں کی دلی وفاداری کا اعتراف کیا گیا۔

ایڈمنسٹریشن کے نو سالوں میں بجز پندرہ ماہ کی مدت کے مسٹر رینڈال انچارج رہے ہیں۔ ان تمام برسوں میں رات اور دن، تکلیف اور آرام کے وقت میں مسٹر رینڈال نے مخلصانہ ان تھک کوششوں کو بعض اوقات اپنی صحت جسمانی سے بھی لاپرواہ ہو کر جوناگڈھ کے لئے وقف کر دیا اور ریاست کے اعزاز وقار اور نیز آپ کے اعلیٰ مرتبہ کی کامل حفاظت کی ہے۔ گورنمنٹ

کے حکام کی خدمات حاصل کرکے انہون نے ریاست کے محکمہ جات کا نظام بالکل مکمل کردیا اوران کے کاروبار کو بالکل ہموار بنا دیا ہے۔ اس حقیقت کا ثبوت زمانۂ قحط مین مل چکا ہے خوش قسمتی سے جسکے اثرات دیرپا نہین رہے جب کہ سب نے قابلِ قدر کام کیا ہو مجھکو ہر ایک کا نام فرداً فرداً لینے مین پس وپیش ہے۔ لیکن غالبًا یہ آپ کی خواہش کے مطابق ہوگا کہ مین مسٹر رابرٹسن کی خدمات کا اعتراف کرون جنہون نے مسٹر رینڈال کی غیر حاضری مین ان کی جگہہ کام کیا مسٹر بونڈ جنہون نے آپ کی پولس کا نظام درست کیا ریاست کے لیے بہت مفید ثابت ہوئے اور آپ کی رعایا کی داد وتحسین حاصل کی۔ نیز راؤ بہادر ٹامبے ہین جو تمام عہد ایڈمنسٹریشن مین ایڈمنسٹریٹر کے دستِ راست رہے۔ اور جنکی قابلیت و معاملہ فہمی اور دیانت داری نے اُن کو بہترین آسسٹنٹ ثابت کیا۔

بڑے بڑے محکمون مین چند باتین قابل ذکر ہین چھپن لاکھ کے مصارف کا کام محکمۂ رفاہ عام مین ہوا۔ ریاست کے تمام محکمون کے لئے اچھی عمارتین حاصل کی گئین۔ اور پبلک انسٹیٹیوشنون کو نہایت فیاضی کے ساتھ مکمل کردیا گیا۔ عام ترقی واصلاح کے سلسلہ مین بہت کام ہوا ہے۔ اور محالون مین تعمیرات کا کام قریب الختم ہے۔

موجودہ ریلوے لائن دوگنی کردی گئی ہے۔ اور محال آونہ کیطرف اس کی ایک شاخ نکالی جارہی ہے۔ بڑودہ دربار سے ایک معاہدہ ہوگیا ہے جس کے ماتحت تلالا اور دھاری کے درمیان ریلوے لائن بنادی جائیگی۔ اخراجات کا اندازہ بہت معقول ہے۔ مگر اس سے بہتر بلا واسطہ اور بالواسطہ امداد کا کام سرمایہ لگانے کے واسطے ممکن بھی نہین۔ ریلوے کے موجودہ نظام سے آمدنی مین ترقی ہوگئی ہے۔ اور تمام لائن پر سات فی صدی محاصل مین زیادتی ہوئی ہے۔ جہانتک انتظامی حالت کی قابلیت، منتقل راستہ کی حالت اور اسٹاک کی خوبی کا سوال ہے۔ جوناگڈھ

ریلوے سے کاٹھیاواڑ کی کوئی ریلوے مقابلہ نہین کرسکتی۔
ریلوے کی ترقی کے ساتھ ساتھ بلاول کے بندرگاہ پر ایسی آسانیان بہم پہنچائی گئی ہین جو سابقہ مجوزہ اسکیم کے مطابق ہین۔ اور جن سے تجارت اور آمد و رفت کی روز افزون ضروریات پوری ہونگی۔ اس پر ساڑھے چار لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ حال ہی مین پورٹ انجینیرنگ کے ایک مستند ماہر نے اس اسکیم کی ابتدا اور عملدرآمد پر میرے سامنے بہت اچھی رائے ظاہر کی۔ بندرگاہ کی آمدنی ایک لاکھ سے بڑھکر پونے تین لاکھ ہوگئی ہے اور یقیناً ریلوے کی توسیع کے بعد اور بھی بڑھ جائیگی۔
محکمۂ مال مین مقررہ لگان کی نقد ادائیگی کے طریقہ سے کاشتکارون کی بہت ہمت افزائی ہوئی ہے۔ اور اُن کو ترقی یافتہ طریقون کی تجویز و ترویج کی ترغیب ہوئی ہے۔ یہ طریقہ بھی رائج کیا گیا ہے کہ کاشتکارون کو بیس سال کی گارنٹی دیجائے جس کے دوران مین وہ اپنی ترقیات کا فائدہ بھی حاصل کرینگے۔ اُمید ہے کہ آپ اس اصلاح کو پسند فرمائینگے چھوٹے چھوٹے ٹیکسون کی معافی، چنگی کے محصولات، اور فی الحال تقسیم تقاوی، وقرضہ جات (لون) مین فیاضانہ پالیسی اختیار کی گئی اور سات لاکھ روپیہ اس طرح دیا گیا۔ گھاس چارہ کی حفاظت کے لئے جو آپ کے کاشتکارون اور عام رعایا کی بہتری کے لئے نہایت اہم ہے۔ ضروری تدبیرین اختیار کیگئی ہین۔ اور اُن کے لئے قوانین بنائے گئے ہین۔ زراعتی کوؤن کے کھودنے کی ایک اسکیم بھی بنائی گئی ہے جو قحط کے انسداد کی بہترین تدبیر ہے۔
جنگلات کی سائنٹفک حفاظت سے اُن مین بہت ترقی ہوئی ہے۔ اُن مین آپ کیلئے بہترین آمدنی کا خزانہ موجود ہے۔ اور مین موجودہ پالیسی کو برقرار رکھنے کیطرف آپ کی ذاتی توجہ منعطف کرانا چاہتا ہون۔

پولس کے نظام میں اصلاح ہو چکی ہے۔ اور اب نہایت اچھی حالت مین ہے دوسرے محکمے بھی بہتر معیار پر ہین۔ آپ کے باغات پر بھی بہت توجہ کی گئی ہے اور وہ آپ کے خوشنما اور شاندار پایۂ تخت کے لئے نہایت قابل قدر چیز ہین۔

مالی حالت بہت اطمینان بخش ہے۔ ریاست کی آمدنی تیس[۳۰] لاکھ سے پچپن لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ حالانکہ موسم خراب تھا۔ اور اس سال ساٹھ لاکھ سے زیادہ ہونی چاہئے باوجودیکہ امور عامہ پر فراخدلی سے خرچ ہوا ہے۔ اور ایڈمینسٹریشن کے زمانے مین ریلوے مین تینتیس[۳۳] لاکھ سے زائد سرمایہ لگایا گیا۔ لیکن پھر بھی پچھتر[۷۵] لاکھ کی بچت موجود ہے علاوہ ازین ایک کروڑ باسٹھ لاکھ کا ایسا سرمایہ ہے کہ جو کاروبار مین لگا ہوا ہے۔ اور جس پر کوئی قرض نہین۔

نواب صاحب! مختصراً ہماری نگرانی کا یہ خلاصہ ہے۔ اور اب آپ کا شاندار ورثہ ہم آپ کو سپرد کئے دیتے ہین۔ آپ کے سامنے جو اہم اور مشکل کام ہے اس کی انجام دہی مین امداد کے لئے گورنمنٹ نے ایک ایسے افسر کو آپ کی خواہش اور مرضی کے مطابق تجویز کیا ہے جو نہایت وسیع تجربہ ان معاملات کا رکھتا ہے اور راجپوتانہ اور سنٹرل انڈیا کی کئی بڑی ریاستون مین بڑی کامیابی کے ساتھ اس قسم کے فرائض انجام دیچکا ہے ہمین اُمید ہے کہ دیوان بہادر چھجو رام آپ کے لئے ایک وفادار اور ساتھ ہی ایک نڈر نیک رائے مشیر ثابت ہونگے جو آپ کو اُس پالیسی پر قائم رکھنے مین معاون ہونگے جس پر ریاست کی ترقی کا اس قدر دارومدار ہے۔ آپ کی رعایا آپ کی محبت و وفاداری پر فخر کرتی ہے اور ہمارے خیال مین آپ کا رعایا کے درمیان پرورش پانا اس امر کی کافی ضمانت ہے۔ کہ آپ فیاضانہ حکومت کی قدر و قیمت کا کافی اندازہ کرتے ہونگے۔ گورنمنٹ اور حکام گورنمنٹ کی دلی خیر خواہی

آپ کے ساتھ ہے اور جب آپ کو ضرورت ہوگی وہ اپنی خدمات سے دریغ نہ کرینگے۔ آپ بہت شاندار روایات کے وارث ہین اور مجھے کامل یقین ہے کہ آپ انہین لیاقت وقابلیت کے ساتھ قائم رکھین گے۔

اس تقریر کے بعد اس کا گجراتی ترجمہ احمد آباد والے مسٹر عبداللہ میاں محمد میاں قادری ڈپٹی پولٹیکل ایجنٹ علاقۂ سورٹھ نے سُنایا۔

ہز ہائنس نواب صاحب نے جواب مین ایجنٹ صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے انگریزی مین تقریر فرمائی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے :۔

مسٹر میکانکی ! مین اسکو اپنے اور ریاست کے لئے بہت قابلِ مسرت واقع سمجھتا ہون کہ ہز ایکسیلینسی گورنر صاحب کے حکم سے میرے صغر سنی کے اختتام کا اعلان کرنیکے لئے آپ آج یہان تشریف لائے۔ آپ ہی وہ افسر تھے جنہون نے میرے والد ماجد کی وفات پر ریاست کے انتظام کا بندوبست کیا تھا۔ ایڈمینسٹریشن کے دوران مین آپ ریاست جوناگڈھ سے بڑی دلچسپی لیتے رہے۔ آپ نے اپنے رفیع عہدے کے اختیارات سے پوری پوری طرح ریاست جوناگڈھ کے وقار کی حفاظت کی ہے۔ اور اس دربار کے متعدد اغراض کی تکمیل مین دوستانہ کوشش کی ہے۔ مجھے یہ خیال کرکے مسرت ہوتی ہے کہ آپ کی کوششین میری فلاح و بہبودی کے لئے برقرار رہین گی۔ اور میرے سامنے جو گرانبار ذمہ داریان ہین ان کے عہدہ برآ ہونے مین مجھے آپ کی امداد کا فیض اور مشورہ حاصل ہو سکے گا۔

آپ نے بہت عنایت آمیز الفاظ مین میری پچھلی نوسالہ زندگی کا تذکرہ کیا ہے وہ یقیناً نہایت مسرت آمیز زندگی تھی۔ اور یقین رکھئے کہ مین اسے جب بھی یاد کرونگا تو گورنمنٹ کا شکرگذار ہونگا کہ اسنے میرے لئے ایسے اچھے انتظامات مہیا کئے تھے۔ اور اُن لوگون کو ہمیشہ محبت کے ساتھ

یاد کرونگا جنکی نگرانی مین مجھے رکھا گیا تھا۔ اگر آپ اجازت دین تو اس سلسلہ مین آپنے جو کچھ ارشاد فرمایا مَین اُس مین اضافہ کرتے ہوے اپنے رشتہ دار اور رفیق امیر شیخ محمد کا ذکر کرونگا جنکی وفادارانہ دوستی کے صلہ مین مَین بطور عطیہ کے مناسب آمدنی کا اعلان کرنا چاہتا ہون۔ ساتھ ہی مَین اس کا اظہار بھی کرنا چاہتا ہون کہ مَین جب کبھی اپنے بچپن کو یاد کرونگا تو ہز ایکسیلینسی لارڈ ولنگڈن کی عنایت کو ناقابلِ بیان جذبات کے ساتھ ضرور محسوس کرونگا۔ ایسے جذبات جن کا کوئی معاوضہ ادا نہین کیا جاسکتا۔

مجھے مسٹر رینڈال کی اُن خدمات کا کامل اعتراف ہے جو انہون نے ریاست کے لئے ادا کی ہین۔ اُن کی ذمہ داریان بہت گرانبار تھین اور وہ اُن سے نہایت خوشی کے ساتھ عہدہ برا ہوے ہین مجھے معلوم ہے کہ جب موجودہ تکالیف فراموش ہوجائینگی تو ریاست مین اُن کا نام اس حیثیت سے زندہ رہے گا کہ انہون نے نہایت بہادری اور دیانتداری کے ساتھ ایک مضبوط نظام حکومت قائم کیا اور رعایا کی فلاح و خوشحالی کے لئے محنتین اٹھائین۔ آئندہ جوناگڈھ کو جو مرفہ الحالی نصیب ہوگی تو نہ صرف اُن کے نظام حکومت کے صحیح ہونے کا ثبوت ملے گا بلکہ یہ وہ انعام ہوگا جو مسٹر رینڈال ہر دوسری شئی سے زیادہ اپنی خدمات کے صلہ مین پسند کرینگے۔

مَین سمجھتا ہون کہ جس قابلیت کے ساتھ جناب نے زمانۂ ایڈمینسٹریشن کی کامیابیون اور اصلاحات کا خلاصہ پیش کیا ہے اُس کا اعادہ کرنے یا اُس پر تبصرہ کرنے کی مجھے ضرورت نہین میرے لئے صرف اتنا کہدینا کافی ہے کہ جو کچھ ہوچکا ہے مَین اُسکو جاری رکھنے اور اس مین اضافہ کرنے کی کوشش کرونگا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ مین شاندار روایات کا وارث ہون۔ مہمان نوازی، رعایا سے ہمدردی، اور حکومت برطانیہ سے وفاداری، یہ جوناگڈھ کی قدیم اور بہترین روایات ہین۔ مَین سمجھتا ہون کہ مَین اُن کو قائم رکھ سکونگا اور اس سے وہ خوشگوار فوائد حاصل ہونگے

جنکا آپ نے تذکرہ کیا ہے۔

نواب صاحب کی تقریر کا اُردو ترجمہ نائب دیوان محمد امین فقیہ صاحب نے پڑھکر سُنایا۔ اسکے بعد نواب صاحب کو ایجنٹ گورنر صاحب، ایجنسی کے آفیسرون اور مہمانون نے مبارکباد دی۔ پھر ایجنٹ گورنر صاحب اور نواب صاحب دربار ہال سے روانہ ہوگئے۔

رسم تخت نشینی کے بعد ہی نواب صاحب نے اپنے عہد حکومت کے پہلے فرمان پر دستخط فرمائے اور حسب ذیل اعلان (ڈھنڈورا) جاری کیا۔

میری رعایا کے نام۔

آج ہز ایکسیلینسی گورنر بمبئی کے حکم سے مجھے فرسٹ کلاس والئی ریاست کے اختیارات حاصل ہوگئے۔

آج سے ریاست کی عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لیتا ہون اور خداوند کریم کی امداد سے اپنے آبا و اجداد کی شاندار روایات کو قائم رکھنے کی کوشش کرونگا۔ برطانیہ کے زیر سیادت مین اُن گرانبار ذمہ داریون کو آج قبول کرتا ہون جو میرے والد ماجد نے نو برس قبل میرے لئے چھوڑی تھین۔

مَین اپنی محبوب رعایا سے پورے اطمینان قلب کے ساتھ کہتا ہون کہ وہ میری حکومت کی اطاعت کرے جس طرح ابتک میرے خاندان کی وفا شعار رہی ہے اسی طرح آئندہ بھی رہے میرے مقرر کردہ افسرون کی عزت کرے اور باہمی امن و ارتباط سے رہے اور یہ احساس کرے کہ اسی طرح وہ خوش اور مرفہ الحال رہ سکتی ہے۔

اسکے بعد ہی نواب صاحب نے حسب ذیل عہدہ دارون کے تقرر کا ایک حضور فرمان جاری کیا۔

مَین دیوان بہادر ٹی چھبورام سی۔ آئی۔ ای۔ کو جوناگڈھ کا دیوان مقرر کرتا ہون۔

مین مسٹر محمد امین فقیہ بی۔اے (علیگ) بیرسٹرایٹ لا صدر کورٹ جج کو نائب دیوان مقرر کرتا ہون۔

دوسرا حضور فرمان ایڈمنسٹریٹر کے واسطے جاری ہوا:۔

مین حکم دیتا ہون کہ ایڈمنسٹریٹر مسٹر ایچ۔ ڈی۔ رینڈال۔ آئی۔سی۔ایس۔ کو جو اعزازات ابتک حاصل تھے وہ آئندہ بھی اُن کے جوناگڈھ سے روانگی کے وقت تک جاری رہین۔

تیسرا حضور فرمان حسب ذیل عہدہ دارون کے تقرر کا جاری ہوا:۔

مین مسٹر ایچ۔اے۔ڈبلیو۔بلیڈن کو اپنا پرائیویٹ سکریٹری مقرر کرتا ہون۔

مین امیر شیخ محمد بھائی ولد عبداللہ بھائی کو اپنا ملٹری سکریٹری مقرر کرتا ہون۔

چوتھا حضور فرمان امیر شیخ محمد بھائی صاحب کے لئے جاری ہوا:۔

مین امیر شیخ محمد بھائی ولد عبداللہ بھائی کو مدت العمر کے واسطے ریاست سے مستقل بارہ ہزار روپیہ سالانہ کی آمدنی مقرر کرتا ہون اس حیثیت سے کہ وہ میرے خاندان کے رُکن ہین اور میری صغرسنی کے زمانہ مین ریاست جوناگڈھ کی قابل قدر و وفاشعارانہ خدمات ادا کر چکے ہین۔

بعد دوپہر آپ نے ملٹری سکریٹری کے ساتھ نواب صاحب وزیر صاحب کی حویلی مین تشریف لے گئے جہان متعدد وفود باریاب ہوے۔ جن مین سے بعض صبح کو بھی نواب صاحب کی خدمت مین باریاب ہو چکے تھے۔ شب کو پونے نو بجے حضور منزل کے قریب شامیانہ مین ایک دعوت ہوئی جس مین تقریباً تین سو معزز حضرات مدعو تھے۔ نواب صاحب نے شہنشاہ معظم کا جام صحت تجویز کیا۔ اور پھر ایجنٹ گورنر صاحب کا جام صحت تجویز کرتے ہوے ایک مختصر مگر واضح تقریر کی۔ ایجنٹ صاحب نے جواب مین نواب صاحب کا جام صحت تجویز کیا۔ اور دونون جام صحت نہایت جوش مسرت سے پئے گئے۔ سوا دس بجے موٹر کارون کا ایک جلوس شہر مین نکلا جو روشنی سے جگ مگ کر رہا تھا۔

اور پھر کالج کے ہاسٹل کے قریب کے میدان میں آکر قائم ہوگیا جہاں آتشبازی چھوڑی گئی۔

دوسرے روز صبح کو نواب صاحب اسٹیشن پر ایجنٹ گورنر صاحب کو رخصت کرکے اسپیشل ٹرین سے بلاول تشریف لے گئے۔ اُسی دن پوشاکیں تقسیم کرنے کی رسم دیوان صاحب نے ادا کی۔

اس مبارک تقریب کے موقع پر باہر سے بڑی تعداد میں لوگ جوناگڈھ آئے تھے۔ دس قیدی سنٹرل جیل سے اس خوشی میں رہا کر دئے گئے۔

نواب صاحب نے موسم گرما کا زمانہ اور اکتوبر کا مہینہ بلاول میں گزارا۔

ٹامبے صاحب کا دیوان مقرر ہونا

دیوان بہادر ٹی چھجو رام نے عہدۂ دیوان کا چارج ۳۱ مارچ کو لیا۔ لیکن صحت خراب ہونے کی وجہ سے استعفا دیدیا۔ اُن کی تین ماہ کی رخصت منظور کی گئی۔ ۱۱ مئی کو مسٹر محمد امین فقیہ نے اُن سے چارج لیا۔ جدید مقرر شدہ دیوان رائو بہادر اے۔ایس۔ ٹامبے نے ۱۲ مئی کو چارج لیا۔

جمبور تک کی ریلوے لائن کی تکمیل

۲۶ اپریل سے تلالا اور جمبور کے درمیان کی ریلوے جو ۸۶ء۴ میل ہے مکمل ہوکر آمد و رفت کے لئے کھل گئی۔

طوفان باد و باران

۱۱ جون کو ایک سخت طوفان آیا جسکے بعد باد و باران کا سخت زور رہا۔ اور چار روز تک تقریباً ریاست کے تمام حصوں میں نقصان ہوا۔ تار کی پیغام رسانی کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ ۱۱ اور ۱۳ جون کے درمیان تمام مقررہ ٹرینوں کی آمدورفت ملتوی کرنی پڑی۔ اُن مقامات میں جہاں طوفان کا زور بہت زیادہ تھا تقریباً سولہ ہزار مکانات منہدم ہوگئے۔ اکیس ہزار سات سو تیئیس درخت اُکھڑ گئے۔ اور سات سو ساٹھ مویشی مر گئے۔ نواب صاحب کیطرف سے فوری امداد ضرورت مندوں اور مصیبت زدوں کو پہنچائی گئی اور مصائب کم کرنے میں عملی و موثر تدبیریں اختیار کی گئیں۔

حضور فرمان برائے دیہاتی پنچایت

نواب صاحب نے دیہاتی پنچائت کا نظام جاری کیا اور بصد عنایت

حضور فرمان نمبر ۱۳ مورخہ ۲۵ جولائی کو صادر فرمایا۔ وہو ہذا

میری رعایا کا بڑا حصہ زراعت کا پیشہ کرتا ہے۔ جنکی فلاح و بہبود کا مجھے بہت خیال ہے جونا گڈھ کی دولت کا ماخذ یہی کاشتکار ہین۔ اپنے اغراض کے لحاظ سے ہی مین اس امر پر مجبور ہون کہ اُن کو ریاست مین سب سے زیادہ اہمیت دون اور آئندہ سیاسی ترقی مین اُن کا ممتاز درجہ تسلیم کرون۔ مگر چونکہ وہ زیادہ تر بے زبان لوگ ہین لہٰذا ان کی کوئی پرواہ نہین کرتا اور صبر کے ساتھ مصائب برداشت کرنا اُن کی امتیازی عادت ہوگئی ہے۔ اسی وجہ سے بسا اوقات وہ بے ایمانی اور غارت گری کا شکار ہوجاتے ہین۔ اس لئے میری یہ دلی تمنا ہے کہ ایسے ذرائع اختیار کرون کہ اُن کی خاص ذاتی طور سے حفاظت کرسکون اور مجھے معلوم ہوتا رہے کہ اُن کی دلی خواہشات و مطالبات کیا ہین تاکہ اُن کو واجبی اہمیت دیجائے۔

اس مقصد کی تکمیل کے لئے مین حکم دیتا ہون کہ ریاست کے تمام خالصہ دیہات مین آئندہ یکم اگسٹ سے **مالگذاری پٹیل** نہ رہین گے۔ ان کی بجائے **دیہات کے پٹیل** ہونگے جنکا انتخاب خود دیہات کے باشندے بغیر کسی خارجی اثر و دباؤ کے کرینگے۔ یہ پٹیل محکمۂ مال کے ملازم نہین خیال کئے جائینگے۔ بلکہ معاون ہونگے اور ان کو بغیر میرے خالص حکم کے نہ سزا دیجائیگی اور نہ علٰحدہ کیا جائے گا۔

اسی تاریخ سے **دیہاتی کمیٹیان** جو اس وقت موجود ہین توڑ دیجائینگی اور اُن کی جگہ ہر ایک خالصہ گاؤن مین **دیہاتی پنچائت** قائم ہوگی جو ایک گاؤن کے پٹیل اور چار کاشتکارون پر مشتمل ہوگی (یہ کاشتکار ایک سانتھی زمین سے کم کی کاشت کرنیوالے نہون) ان کا انتخاب بھی گاؤن کی آزادانہ رائے پر ہوگا۔ اس امر مین بہت احتیاط کیجائیگی کہ کوئی خارجی یا سرکاری اثر گاؤن پر نہ ڈالا جائے۔ خواہ یہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ غرض کہ پنچائت

کے ممبروں کا انتخاب بالکل آزادانہ ہو۔ اور میری یہ خاص خواہش ہے کہ وہ گاؤن کی آبادی کے صحیح نمائندے ہون۔

اس طرح منتخب کی ہوئی پنچائت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائیگا۔ جتنے معاملات کا تعلق گاؤن کے مفاد سے ہے اُن کے بارے مین ان سے تمام دورہ کرنے والے افسر اور مقامی حکام بھی مشورہ کرینگے۔ مالیات کے چھوٹے چھوٹے جھگڑون کا تصفیہ بھی یہی پنچائت کریگی۔ اور تمام ذاتی جھگڑون مین سوائے اس وقت کے جبکہ کوئی بڑا جرم ہو ان کا اثر کام مین لایا جائے گا۔ آبکاری کا افسران سے خاص طور سے مشورہ کریگا کہ کس طرح منشیات کی آمد و رفت ہوتی ہے جو بدقسمتی سے ترقی پر ہے۔ اور کس گاؤن کے ذمہ دار باشندون کی خواہشات کے خلاف اس گاؤن مین یہ ناپاک چیز اثر انداز نہ ہونے پائے۔ تعلیمی حکام بھی اُن کی رایون کو مدارس قائم کرنے اور نصاب بنانے مین وقعت دینگے۔

گاؤن کی پنچائت کو۔ ان معاملات مین بلاواسطہ مجھ سے اپیل کرنے کا حق ہوگا جنمین کہ انہین شکایات رفع کرنے مین مشکل پڑتی ہو۔ اور جو درخواستین فرداً فرداً کاشتکارون کی پنچ کے ذریعہ سے آئینگی ان پر مین فوری توجہ کرون گا۔

مین اپنے تمام افسران اور حکام کو حکم دیتا ہون کہ دیہات کی پنچائت کو کامیاب بنانیکی جو پالیسی مین قائم کر رہا ہون اس مین پوری پوری امداد کرین اور اسکو ایسی ذمہ دار جماعت بنانے مین مدد دین کہ اس کے ذریعہ سے گاؤن کی آبادی ایک خودمختار حیثیت اختیار کرلے۔

سال مین ایک مرتبہ یا ضرورت ہو تو زیادہ مرتبہ میری طرف سے ہر محال کے خاص قصبے مین دیوان یا نائب دیوان ایک دربار منعقد کرینگے جس مین اس محال کے پنچ یا ہر خالصہ گاؤن کا پنچ یا اس کا وفد شریک ہوگا۔ اس دربار مین ریاست کی اُس پالیسی کی مفصّل تشریح کی جائیگی جسکا

تعلق کاشتکارون سے ہے اور دیہات کی ضروریات اور ترقی کے متعلق درخواستون پربھی غور کیا جائے گا۔ جو افسر دربار منعقد کریگا وہ کم سے کم اس مقام پر تین دن تک قیام کریگا اور ذاتی طور سے ہر درخواست کرنے والے کی سماعت کریگا اور خاص توجہ اسی معاملہ پر کی جائیگی جوکہ دیہاتی پنچ پیش کرے۔ اس بارے مین ہر ممکن احتیاط کیجائیگی کہ دیوان یا نائب دیوان اور درخواست کنندگان کے درمیان بلاواسطہ تعلق قائم ہو اور درمیان مین کوئی مقامی افسر نہو۔

محال کے دربارون کا خاص کام یہ ہوگا کہ حاضرین اپنے مین سے پانچ ایسے آدمیون کا انتخاب کرینگے جو محال کے نمائندگان کہلا سکین۔ یہ نمائندگان ہر سال فروری کے مہینے مین میرے دارالسلطنت شہر جوناگڈھ مین اسی دربار کی شرکت کے لیئے آئینگے جس کو مین خود انکے واسطے منعقد کرونگا تاکہ مین بذاتِ خود ان سے گفتگو کرسکون اور وہ اپنی ضروریات میرے سامنے پیش کرسکین۔ ایک ہفتہ تک جوناگڈھ مین وہ سرکاری مہمان کی حیثیت سے رہینگے۔ اور اس زمانے مین مختلف دفاتر کے افسرِ اعلیٰ اُن سے سرکاری پالیسی کی مکمل تشریح کرینگے خصوصاً اُن معاملات مین جن کا تعلق مالگذاری، زراعت، ریلوے، سڑکون، تعلیم اور حفظانِ صحت سے ہوگا۔ محال کے نمائندون کو جوناگڈھ کے سرکاری ادارون کے دیکھنے کا اور اس بات کا کہ ریاست کے کام کس طرح انجام پاتے ہین پورا موقع دیا جائیگا۔

اور مین اس امر کا اعلان کرتا ہون کہ کوئی فرمان، قانون، حکم، یا قاعدہ، ایسا نہین شائع کیا جائیگا جس سے بالواسطہ یا بلاواسطہ کاشتکارون کی آزادی یا گاؤن کی اقتصادی زندگی پر کوئی اثر پڑسکے جب تک کہ پہلے اس کی توضیح محال کے نمائندون سے نہ کرلی جائے اور جب تک کہ وہ اس پر بحث نہ کرلین اور تمام پہلوؤن سے اسکو سمجھ نہ لین۔

اس اعلان کے ساتھ مین چاہتا ہون کہ میری ریاست کے ہر خالصہ گاؤن مین حقیقت

واضح ہوجائے کہ آئندہ کسی کاشتکار کو اس کی زمین سے محروم نہ کیا جائیگا جب تک ایسا کرنیکے وجوہ میرے سامنے پیش نہ کئے جائین اور مین ان کو معقول سمجھ لون اور جب تک کہ کاشتکار کو اگر اس کی مرضی ہو تو وہ میرے سامنے بذات خود آکر اپنے خلاف عائد کردہ الزامات کی جوابدہی کا موقع نہ پالے۔

قزاق ۲۴ جون سے گر کے علاقہ مین کولی لاکھا بھیکھا اور اس کے سوتیلے بھائیون مان سنگھ اور کھمور سنگھ ڈاکوؤن کے جرگے نے قتل اور لوٹ مار کا سلسلہ شروع کیا۔ پولس کے تعاقب سے گشت کرنیوالی پارٹی کے مقابلے مین مان سنگھ مارا گیا اور بعد مین تعلقہ بھیلکہ مین لاکھا بھیکھا اور کھمور سنگھ بھی مارے گئے۔ جو ڈاکو بچ رہے تھے اور جنہون نے بیگناہ لوگون کے جان ومال کو بہت نقصان پہنچایا تھا ان کی بیخ کنی مین مدد دینے والی پولس اور محکمۂ جنگلات کے ملازمین کو مناسب انعامات دیئے گئے۔

جوناگڈھ میونسپلٹی نواب صاحب نے شہر کی موجودہ میونسپلٹی کی اصلاح کرنی چاہی اور یہ خواہش کی کہ میونسپلٹی کی حکومت ریاست کے نامزد کردہ نومبرون کے سپرد کیجائے جو مختلف جماعتون کے نمائندے ہون اور ایک سرکاری پریسیڈنٹ ہو۔

بہادرخانجی لائبریری کا انتظام میونسپلٹی کو دیدیا گیا جس کا ایک وسیع ہال کونسل کیلئے آراستہ کیا گیا۔ اس کا افتتاح ۱۵ اگست کو شام کے ساڑھے پانچ بجے ہز ہائنس کے ہاتھون ہوا۔ بہادرخانجی لائبریری کے قریب ایک شامیانہ مین دربار منعقد کیا گیا۔

نواب صاحب کی موجودگی سے اس موقع پر فائدہ اٹھا کر جوناگڈھ کی رعایا نے جذبات احترام وخیر مقدم اور وفاداری کا اظہار کرنے کیلئے اس خوشی مین تہنیت نامہ پیش کیا کہ ہز ہائنس نے عنان حکومت کامل اختیارات کے ساتھ لے لی ہے۔

تہنیت نامہ کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

والا جاہ! حضور کی وفادار اور منّت گذار رعایا کی طرف سے احترام اور عزّت کے گہرے جذبات کے ساتھ ہم اس مسرت و فخر اور اطمینان کے اظہار کی اجازت چاہتے ہین جو والا جاہ کے مسند حکومت پر متمکن ہونے سے ہوا ہے۔ جو حضور کے مشہور و معروف آباو اجداد کا ورثہ ہے۔ اور نہایت مودبانہ اور وفا شعارانہ طریقہ سے حضور والا کی خدمت مین کامل اختیارات کے ساتھ تخت نشینی پر ہدیۂ مبارک باد پیش کرتے ہین۔

ہم حضورِ قلب سے اُس قادرِ مطلق کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ جس نے اپنی رحمتِ کاملہ سے ہمکو یہ دلی مبارک باد حضور والا کی خدمت مین پیش کرنے کا موقع دیا۔ حضور والا کے محترم خاندان کے ہر دلعزیز فرمان رواؤن کی فیاضانہ حکومت مین حضور کی صغر سنی کی وجہ سے نوسال کا وقفہ ہونے کے بعد اَب پھر حضور والا کی براہِ راست حکومت کے سایہ مین آجانے پر جو حقیقی مسرت اور فخر کے جذبات ہمارے قلوب مین موجزن ہین ان کا قرار واقعی اظہار زبان اور الفاظ سے ممکن نہین۔

جوناگڈھ کے خاندانِ حکومت سے اس ریاست کی رعایا کی انتہائے وفاداری اور فرمانرواؤن کی بزرگانہ شفقت، مذہب اور عقیدہ کی آزادی اور حضور والا کی رعایا کی تمام فرقون اور جماعتون مین باہمی اتحاد و اتفاق کا جذبہ یہی وہ چیزین ہین جن پر زمانۂ گذشتہ کی پُر امن اور منفعت بخش حکومت کا دار و مدار رہا اور آئندہ بھی حضور والا کے کامیاب اور مسرت انگیز عہد حکومت مین رہے گا جسکا طغرۂ امتیاز حاکم اور رعایا کے مابین مخلصانہ تعلقات اور رعایا مین باہمی اعتماد دامن ہوگا حضور والا کی تخت نشینی ایسے مستقبل کا پیش خیمہ ہے جو پُر امن اور مسرت انگیز حکومت سے ممتاز ہوگا اور والا جاہ کی فیض رسان حکومت کی ابتداء پر ہماری دعائین دلی جذبات کے ساتھ آسمان

تک پہنچ رہی ہین۔

جو خوش آئند توقعات حضور والا کی فیاض حکومت سے تھین وہ اب عملی جامہ پہن رہی ہین اگرچہ ابھی تخت نشینی کو زیادہ عرصہ نہین ہوا حضور والا وہ تدابیر اختیار کر رہے ہین جن سے رفاہِ عام اور ترقی متصوّر ہے۔ ان امور سے اس واقع کا ثبوت ملتا ہے کہ حضور والا نے مفادِ عامہ کی ترقی مین ایسی ہمدردی اور دلچسپی کا اظہار شروع کر دیا ہے جو والا جاہ کے برگزیدہ آبا و اجداد کا طغرۂ امتیاز رہی ہے اور یہ ہمارے لئے بڑی مسرت کا باعث ہے کہ حضور والا نہایت فیاضی اور مہربانی کے ساتھ زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ ترقی کرنے کی خواہش کا اظہار فرماتے ہین۔

زمانہ مین جلد جلد تغیّرات ہو رہے ہین اور ہر طرف جو جدید اصلاحات کے مظاہرے ہو رہے ہین اُن کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے سوراشٹر کا صوبہ ایسے ہی فرمانون کا منتظر تھا جو ہماری ریاست کو کاٹھیاواڑ کی سب سے اہم ریاست ہونیکی حیثیت سے ان مقاصد کی شاہراہ پر لگا دین جو ہر جگہ پیشِ نظر ہین اور حضور والا نے بڑی مہربانی سے اس حقیقت کا احساس کر لیا ہے کہ جوناگڈھ کے اس قدیم دار الحکومت کے باشندے شہر کے میونسپل معاملات کی انجام دہی مین حقیقی آواز چاہتے ہین۔ حضور والا نے اس خواہش کی تکمیل کے لیئے ہمدردی کا اظہار کیا اور حضور فرمان شائع کر دیا کہ شہر کی موجودہ میونسپلٹی نئے طریق پر ترتیب پائے۔ اور شہر کی میونسپل حکومت ایک ایسی مجلس کے سپرد کیجائے جسمین نو ممبر اور ایک پریسیڈنٹ ہو۔ بہادر خانجی لائبریری جو ترویج تعلیم کا باشندگان شہر کے لیئے بہترین ذریعہ ہے۔ اسکو بھی حضور والا نے میونسپلٹی کے ماتحت کر دیا۔ اور اس مین ایک وسیع کونسل ہال کا شہر کے مناسب موقع پر اضافہ فرما دیا جسکی رسم افتتاح آج حضور والا کے دست مبارک سے ہونے والی ہے ہمین یقین ہے کہ جو ادارہ ایسے مبارک حالات مین جاری ہوگا وہ آئندہ ضرور کامیاب ہوگا۔ اور جو مرکز اسوقت

قائم ہو رہا ہے۔ آئندہ چلکر ایک وسیع دائرہ اسکے گرد قائم ہو جائیگا۔

دیہاتی پنچائتون کا جو نظام حضور والا قائم کر رہے ہین یہ حضور کے عہد حکومت کی ابتدائی برکات مین ایک زرین اضافہ ہے۔ کاشتکارون کی فلاح و بہبود حضور والا کی دلی تمنا ہے اور زراعت پیشہ آبادی کی معقول حفاظت کے لئے اور ان کی ضروریات اور خواہشات کی ترجمانی کا موقع دینے کے واسطے حضور والا نے عنایت شاہانہ سے محکمۂ مال کے پٹیلون اور دیہاتی کمیٹیون کے نظام کو برطرف کر دیا اور اُن کی جگہ دیہاتی پٹیل اور دیہاتی پنچائتین قائم کین جنکا انتخاب خود دیہاتیون کی آزادانہ رائے پر ہوگا۔ اس اسکیم کا بہترین پہلو یہ ہے کہ دیہاتی پنچ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جب اُن کی شکایات رفع ہونے مین مشکل واقع ہو تو وہ حضور والا سے براہ راست اپیل کر سکین گے۔ لہٰذا یہ توقع ہو سکتی ہے کہ دیہاتی پنچ دیہاتون کی دیہاتی زندگی کے مستقبل کی اصلاح مین ایک بہت اہم جماعت ہوگی۔

حضور والا کو رفاہِ عام سے جو دلچسپی ہے اس کا مزید ثبوت اگر کسی ثبوت کی ضرورت ہو بھی تو ان احکام سے مل سکتا ہے جو عوام کے فائدے اور عوام کے لئے جاری ہوے ہین مثلاً گذشتہ سخت طوفان مین فوری اور عملی شاہانہ امداد ان لوگون کے واسطے جو غریب اور ضرورت مند ہین اور بے معمول سخت طوفان سے بیخانمان ہو گئے ہین۔ جونا گڈھ مین جو پانی کی تکالیف تھین انکو جلد از جلد رفع کرنیکی ہدایات نیز باشندگان شہر کے مفت استعمال کے واسطے مختلف مرکزی مقامات پر بارہ نل لگا دیئے گئے۔ آخری بات یہ ہے کہ شہر کے ہر چہار طرف چراگاہون کا انتظام کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور والا کو شہر کے بے زبان جانورون کا کس قدر خیال ہے اور جس سے ایک ایسی ضرورت پوری ہوگئی جو عرصۂ دراز سے محسوس کیجاتی تھی۔

غرض کہ حضور والا کے دورِ حکومت کا آغاز نہایت مفید اصلاحات سے ہو رہا ہے جس طرح

ایک مسرت انگیز صبح کے بعد دن بھی مسرت انگیز ہوتا ہے۔ اس طرح حضور والا کی حکومت کے آغاز کے یہ مسرت انگیز پہلو بھی ایک ایسے عہد حکومت کا پیش خیمہ ہین جو حضور والا کے آبا و اجداد کی شاندار روایات کے مطابق روشن خیالی اور ترقی و فلاح کا عہد ہوگا اور ہمین اعتماد ہے کہ حضور والا کو رعایا کے ساتھ جو دلچسپی ہے اس کی وجہ سے وفادار باشندون کو اشتراکِ عمل کی دعوت روز افزون ہمدردی کے ساتھ دیجاتی رہیگی۔

اس طرح ہم مفید جد و جہد کے ایک نئے دور مین قدم رکھ رہے ہین اور پورے اعتماد کے ساتھ امّید رکھتے ہین کہ تمام متعلقہ لوگون کی باہمی رضامندی اور اشتراک عمل سے کامیابی یقینی ہمارے ساتھ ہوگی۔ اس لیئے ہماری مسرت کی کوئی انتہا نہین جس سے ہمارے قلوب لبریز ہین اور یہ چند الفاظ جن سے ہم اپنے تشکّر آمیز جذبات کا اظہار کر رہے ہین۔ دراصل ہماری وفاداری اور شکر گذاری کی انتہائی کیفیت کا ایک نامکمّل جزوی اور سطحی مظاہرہ ہے جس سے ہم حضور والا کی حکومت کا خیر مقدم کر رہے ہین۔ ان الفاظ کو ہم حضور والا کے عہد مبارک کی بہترین ترقی اور مستقبل کی مرفہ الحالی کی دلی تمنّا پر ختم کرتے ہین اور قادر مطلق سے دست بدعا ہین کہ وہ اپنے الطاف و اکرام حضور اور حضور والا کے خاندان کو عنایت کرے۔ خدا حضور کی حکومت ہم پر مدت مدید تک قائم رکھے۔

ہم ہین حضور والا کے حلقہ بگوش و تابع فرمان وفادار و خاکسار رعایا۔

بڑا میان خلف شاہ۔ محمد بن سالم ہندی۔ گردھر لال مادھورائے۔ محمد خان فتح خان جمعدار عبد اللہ بن عمر ابو پنج۔ جمعدار محمد بن عبد الرحمٰن۔ تربھوون رائے دولے رائے رانا۔ رام پرشاد نرسنگھ پرشاد بیچ۔ منی لال کیشولال ناناوٹی۔ پربھوداس کرسن داس بلیا۔ مادھوجی کان جی۔ گوردھنداس دستا۔ جواہر چند رتن جی۔ عبد الغنی ابراہیم نرسنگھ پرشاد کانداس رگھوناتھ

مادھوجی - یوسف بن حاجی پیر محمد - جوناگڈھ ۱۵ اگست ۱۹۲۰ء

مذکورۂ بالا تہنیت نامہ انگریزی مین میونسپل پریسیڈنٹ تربھون راے رانا نے پڑھا اور اسکا گجراتی ترجمہ کھڑیہ کے جاگیردار محمد خان نے پڑھا۔ اس کے بعد تہنیت نامہ ایک خوبصورت چاندی کی کاسکیٹ مین حضور کو پیش کیا گیا۔ جواب مین نواب صاحب نے انگریزی مین تقریر فرمائی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے :-

صدر بلدیہ، امرا، افسران اور شرفاء جوناگڈھ !

یہ میرے لئے بڑی مسرت کا موقع ہے کہ آج شام کو یہان میونسپل ہال کا افتتاح کرنے آیا ہون۔ اس سے بھی زیادہ مسرت آپ کے اُن وفادارانہ اور فیاضانہ خیالات پر ہے۔ جو آپ نے میری اور میرے خاندان کی نسبت فرمائے۔ جیسے جیسے زمانہ گذرتا جائیگا لوگون مین باہمی سمجھوتہ کی فضا جو حاکم و محکوم کے درمیان اس قدیم شہر مین ہونی چاہیئے اور جس کا آپ نے اسقدر شاندار الفاظ مین ذکر کیا ہے آئندہ اور بھی ایک روشن خیال حکومت کی مدد سے اور ایک ترقی پذیر رائے عامہ کی اعانت سے زیادہ بہتر ہوتی جائیگی۔

تخت نشینی کے وقت بدقسمتی سے مین آپ لوگون سے صرف اجانب کے سامنے ہی ملسکتا تھا اس لئے مین نے بعض ان فائدہ مند اعلانات کو ملتوی رکھا جو عام طور سے رسم تخت نشینی کے وقت کئے جاتے ہین۔ موجودہ موقع سے زیادہ بہتر مجھکو کوئی موقع نہین ملسکتا اس لئے اب مین نہایت مسرت کے ساتھ ان کا اعلان کرتا ہون :-

(۱) کاشتکارون پر ۳۱ اگست ۱۹۱۸ء تک جتنی رقمین واجب الادا ہین معاف کردیجاتی ہین۔

(۲) گرانی کا بھتہ تنخواہ مین مستقل طور سے آئندہ یکم ستمبر سے شامل کردیا جائیگا۔

(۳) ایک سو پچاس روپیہ ماہانہ یا اس سے کم تنخواہ پانے والے ملازمین ریاست کی پنشن آئندہ

بجائے ایک ثلث کے نصف تنخواہ کی شرح پر ہوگی۔

(۴) تمام ریاست مین ابتدائی تعلیم مفت ہوگی۔

(۵) ثانوی تعلیم درجۂ پنجشم تک تمام ریاست مین مفت ہوگی۔

(۶) شادی پر جو ٹیکس تھا اٹھا دیا جاتا ہے۔

(۷) زائرین سے جتنے ٹیکس ریاست وصول کرتی ہے معاف کر دئے جاتے ہین۔

(۸) علاوہ برین جو قدیم ملازمین میرے والد کے زمانے مین تھے اور ابھی تک ملازمت مین ہین مین نے فیصلہ کیا ہے کہ اُن کو ایک ایک ماہ کی تنخواہ بطور انعام کے دیجائے۔ ریاست کے تمام ملازمین اس عنایت کے مستحق ہونگے۔

اب میرے لئے صرف اسقدر کہنا باقی ہے۔ کہ آپ نے تہنیت نامے مین جن توقعات کا اظہار کیا ہے مجھے اُن سے دلی اتفاق ہے اور یہ خوبصورت کاسکیٹ مین آپ کی خوشنودی کی نشانی کے طور پر قبول کرتا ہون جو ہمارے اور آپ کے رشتۂ ارتباط کے لیے ہمیشہ مضبوطی کا باعث ہے۔

عہدہ دارون کا تقرر نواب صاحب نے ۱۲ مئی سے جوناگڈھ امپیریل سروس لانسرس کو ملٹری سکریٹری امیر شیخ محمد بھائی صاحب کے ماتحت کر دیا۔ یکم ستمبر سے پرائیویٹ سکریٹری مسٹر اچ۔ اے ڈبلیو بلیڈن کا تقرر ایجوکیشنل سکریٹری کی حیثیت سے ہوا۔ اس لئے ملٹری سکریٹری امیر شیخ محمد بھائی صاحب پرائیویٹ سکریٹری بھی مقرر ہوے۔ نائب دیوان مسٹر فقیہ بحیثیت جوڈیشل سکریٹری اور سرکاری وکیل مسٹر تربھوون رائے رانا کا تقرر دیوان کے ماتحت یکم ستمبر سے بحیثیت پولٹیکل سکریٹری ہوا

نواب صاحب کی سالگرہ ۱۵ ڈسمبر کو نواب صاحب کی سالگرہ کی خوشی بڑی دھوم سے منائی گئی۔ وہ دن تمام ریاست مین یوم تعطیل قرار دیا گیا اور راج محل مین جو رسمی دربار اس موقع پر ہوا اس مین بہت بڑی

تعداد افسران۔ امرا۔ اور دیگر رعایا کی حاضری تھی۔

سنہ ۱۹۲۱ء

ایجنٹ گورنر صاحب کا ورود میکانکی صاحب ایجنٹ گورنر متعینۂ کاٹھیاواڑ سرکاری حیثیت سے جوناگڈھ تشریف لائے اور تاریخ ۷ر سے ۱۲ فروری تک رہے۔ انکے ساتھ میسز میکانکی، ماسٹر ایسٹیر میکانکی اور ان کے پرسنل آسسٹنٹ مسٹر ٹرنر تھے۔ اُنہوں نے سردار باغ مین قیام کیا۔ موتی باغ مین ممتاز مہمانون کے اعزاز مین تاریخ ۸ رکو ساڑھے چار بجے گارڈن پارٹی دیگئی اور تاریخ ۱۱ رکو ہستاپور مین سانبھر کے شکار کا انتظام کیا گیا۔ تاریخ ۱۰ رکو ریاست کی طرف سے دعوت ہوئی اور آتشبازی چھوڑی گئی۔ ایجنٹ گورنر صاحب نے ریاست کے بعض ادارون کا معائنہ کیا اور تاریخ ۱۳ رکو جوناگڈھ سے روانہ ہوگئے۔ انکی رخصت پرائیویٹ تھی۔

مردم شماری ۱۸ ر مارچ کو مردم شماری ہوئی لیکن ۲۳ راکتوبر کو بالکل مکمل ہوگئی اور مردم شماری کا دفتر بند کر دیا گیا۔ مردم شماری کے مجموعی اخراجات بیس ہزار تین سو آٹھ روپیہ تیرہ آنہ چار پائی ہوئے ریاست کی کُل آبادی جو آٹھ سو چوبیس دیہات اور ایک لاکھ دو ہزار تین سو چھیانوے مکانات پر مشتمل ہے۔ چار لاکھ پینسٹھ ہزار چار سو تراوے تھی۔ دو لاکھ سینتیس ہزار دو سو چونسٹھ مرد اور دو لاکھ اٹھائیس ہزار دو سو اُنتیس عورتین تھین جنمین نوے ہزار ایکانوے مسلمان، تین لاکھ اڑسٹھ ہزار تین ہندو، سات ہزار دو سو سولہ جین، نوے عیسائی، ترپن پارسی، اور چالیس دوسرے مذاہب کے تھے۔ اس آبادی مین سے کم از کم ۲۳۹۳۶۷۱ یعنی فی صدی ۳۶٫۳ رعایا کے افراد زراعت پیشہ ہین۔ سنہ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری چار لاکھ چونتیس ہزار دو سو بائیس تھی۔ اس لئے اکتیس ہزار دو سو اکہتر کا اضافہ ہوا۔

نواب صاحب کی تقریب شادی ہزہائنس نواب صاحب کی شادی[۱] ہزہائنس بیگم صاحبہ بھوپال کے بھتیجی

---

[۱] ۱۲ ر نومبر سنہ ۱۹۲۰ء کو منگنی کی مبارک رسم بھوپال مین ادا کی گئی تھی۔

سعادت محمد خان صاحب کی دختر منور جہان بیگم صاحبہ کے ساتھ ہوئی۔ باشندگانِ ریاست نے بے انتہا مسرت اور چہل پہل کی۔ ہنگام تقریب مین شہر جوناگڈھ مین ایسا شاندار منظر تھا جسکی مثال ریاست کی تاریخ مین نہین مل سکتی۔

بیرون شہر کے راج محل کے شمالی طرف ایک خاص منڈوہ تیار کیا گیا تھا جو نہایت سلیقہ سے آراستہ و پیراستہ تھا اور اس مین دو ہزار بجلی کے قمقمون کی روشنی تھی۔ تقریبًا پانچ ہفتہ تک منڈوے مین روزانہ دو مرتبہ جشن نشاط منعقد ہوتا تھا جس مین امراء، حکام اور شرفاء شہر شریک ہوتے تھے ساتھ ہی سینما اور دیگر تفریحی مشاغل کا بھی محل کے قریب انتظام کیا گیا تھا جن مین حاضرین کی تعداد کثیر ہوا کرتی تھی۔

کاٹھیاواڑ اور اس سے باہر کی متعدد ریاستون مین ممتاز امراء و حکام کے وفود اس تقریب مین شرکت کی دعوت کے لئے بھیجے گئے تھے تقریبًا تمام ریاستون نے اس دعوت کے مطابق اپنی اپنی طرف سے متعدد وفود مع تحائف بھیجے۔

۲۵ سے ۲۸ مارچ تک عام تعطیل منائی گئی۔ ۲۵ مارچ کو مہمانون کو جیم خانہ مین پارٹی دیگئی پھر دوسرے دن شام کو سردار باغ مین گارڈن پارٹی ہوئی۔ رات کے آٹھ بجے راج محل کے منڈوے مین مہمانون کی طرف سے پوشاکین اور بدھاوے قبول کرنے کے لئے دربار منعقد ہوا۔ ریاست پوربندر نے ایک ہاتھی[1] بدھاوے کی حیثیت سے بھیجا جس کا نام موتی گج تھا۔ ۲۷ مارچ کی شام کو موتی باغ مین گارڈن پارٹی ہوئی اور منڈوے مین پوشاکین واپس کرنیکے لئے دربار منعقد ہوا۔ بعد مین نواب صاحب نے مہمان، امراء، اور حکام کے ہمراہ روشنی دیکھنے کے واسطے شہر مین گشت فرمائی اور واپسی مین تمام جلوس ظفر میدان مین آکر ٹھہرا تاکہ آتشبازی چھوٹنے کا دلچسپ نظارہ دیکھا جائے۔ ۲۸ مارچ کو غربا وغیرہ کو خیرات تقسیم کی گئی اور شعرا کو علاوہ خلعت و زر نقد

[1] یہ ہاتھی ایڈمنسٹریشن کے زمانے مین فروخت کردیا گیا تھا۔ بعد مین ریاست پوربندر نے اسکو خرید لیا۔

سونے کے کڑے بھی دیئے گئے۔ باشندگانِ شہر کی مہمانی بھی کی گئی۔

۲۹ مارچ کی صبح کو ۸ بجے نواب صاحب مع ہرہائینس ماں صاحبہ دیگر ممبران خاندان، حکام اور امراء اسپیشل ٹرین میں نڑیاد اور گودھرا ہوتے ہوئے بھوپال کو روانہ ہوئے۔ تاریخ ۳۰ مارچ کی شام کو ۵ بجے بھوپال پہنچے اور وہاں مناسب خیر مقدم ہوا۔ تمام انتظامات نہایت بہتر تھے ۳ اپریل کو شادی کی مبارک رسم ادا کیگئی۔ اسی دن جوناگڈھ ریاست میں تعطیل منائی گئی۔ ۶ اپریل کو دوپہر کے سوا دو بجے برات بھوپال سے روانہ ہوگئی اور تاریخ ۷ کو پونے نو بجے شب کے جوناگڈھ واپس آگئی۔ تمام شہر جھنڈیوں اور نشانوں سے آراستہ تھا روشنی کا انتظام بہت بڑے پیمانے پر اسی راستہ میں کیا گیا تھا جسطرف سے شہر میں ہوتا ہوا جلوس گذرنے والا تھا۔ جوناگڈھ اور قرب وجوار کے دیہات کی تمام آبادی ہزار ہا کی تعداد میں ہز ہائینس نواب صاحب اور ہر ہائینس بیگم صاحبہ کے خیر مقدم کا پُرجوش مظاہرہ کرنیکے لئے اور شادی کا جلوس اور روشنی دیکھنے کے واسطے جمع ہوگئی تھی۔

تقریب شادی کا ایک قابل ذکر پہلو یہ بھی تھا کہ ہز ہائینس کے خاص حکم سے تمام خالصہ دیہات کے پٹیل جوناگڈھ میں اس جشن کی شرکت کے لئے موجود تھے۔ ان کو درجۂ اول کے مہمانوں کی حیثیت دی گئی اور ختم تقریب پر ان کو خلعتہائے فاخرہ تقسیم کئے گئے۔ متعدد حکام اور امراء کو فیاضانہ طریقے سے انعامات دیئے گئے۔ سینٹرل جیل سے اس مبارک شادی کے موقع پر ۳۱ قیدی رہا کئے گئے۔ اس تقریب سعید کی مسرت خیز یاد لوگوں کے دماغوں میں مدت مدید تک محفوظ رہے گی۔

دیوانہائے ریاست وغیرہ کی تبدیلیاں	پولیٹکل سکریٹری تربھون رائے رانا مسٹر ٹاہیے کے ریٹائر ہونے پر بطور دیوان ۲۵ اپریل سے مقرر ہوئے اور جوڈیشل سکریٹری مسٹر محمد امین فقیہ نائب

دیوان مقرر ہوئے۔

۲۵ اپریل سے پرائیویٹ اور ملٹری سکریٹری امیر شیخ محمد بھائی صاحب حضور سکریٹری بھی مقرر ہوئے۔ ۱۱ جون سے مسٹر ایچ۔ اے۔ ڈبلیو۔ بلیڈن چھ مہینے کی رخصت پر ولایت چلے گئے۔

نواب صاحب کا ورود

نواب صاحب موسم گرما کے بعد ۲۵ مئی کو بندرگاہ بلاول سے جوناگڈھ تشریف لے آئے۔

ایجنٹ گورنر صاحب متعینۂ کاٹھیاواڑ کا بلاول میں مقام

سر ایون میکانکی صاحب ایجنٹ گورنر متعینۂ کاٹھیاواڑ نے موسم گرما کے اپریل اور اوائل مئی میں بلاول میں کیمپ کیا۔

پولیٹکل ایجنٹ سورٹھ کا ورود

پھر میک صاحب پولیٹکل ایجنٹ علاقۂ سورٹھ سرکاری حیثیت سے جوناگڈھ تشریف لائے چنانچہ صاحب موصوف ۱۸ اگسٹ کی صبح کو گیارہ بجکر پچیس منٹ کی گاڑی سے بھیلکہ سے جوناگڈھ اسٹیشن پر پہنچے جہاں دیوان صاحب نے ان کا استقبال کیا جب وہ ٹرین سے اترے تو گیارہ توپوں کی سلامی ہوئی۔ پھر دیوان صاحب نے پولیٹکل ایجنٹ کو ہار پہنایا جس کے بعد دیوان صاحب کے ساتھ سوار ہوکر چھ امپیریل سروس لانسر کی معیت میں مہابت منزل تشریف لے گئے قیامگاہ پر ورود کے وقت ۲۵ پولس اور ریاست کے بینڈ نے سلامی دی۔

دو بجے پولیٹکل ایجنٹ صاحب نے ہز ہائنس نواب صاحب سے محل میں غیر سرکاری طور پر ملاقات کی۔ ۲۵ اگسٹ کو پولیٹکل ایجنٹ صاحب جس طرح جلوس کے ساتھ تشریف لائے تھے اس طرح ریلوے اسٹیشن پر تشریف لے گئے۔

شاہزادہ ولی عہد بہادر برطانیہ کا ورود بمبئی

گورنر صاحب بمبئی کی طرف سے شاہزادہ ولی عہد برطانیہ کے ورود مسعود بمبئی کے موقع پر شرکت کیلئے دعوت کا خریطہ مورخہ ۲۴ اکٹوبر کا وصول ہوا۔

ایسے شاہانہ ورود کا نواب صاحب کے عہد میں یہ پہلا ہی موقع تھا۔ بمبئی کی روانگی اور تقریب آمد کی شرکت کے لئے فوراً تیاریاں شروع ہوگئیں۔ بمبئی میں ہز ہائنس کے قیام کے واسطے ایک خوبصورت بنگلہ لیا گیا۔ ۱۵؍ نومبر کی صبح کو نو بجکر پچاس منٹ پر نواب صاحب جوناگڈھ سے اسپیشل ٹرین میں روانہ ہوگئے اور گرانٹ روڈ اسٹیشن پر دوسرے روز دن کو دو بجکر ۵ منٹ پر پہنچے۔ بمبئی کے سفر میں نواب صاحب کے ہمراہ حضور سکریٹری، دیوان، نائب دیوان، توشہ خانہ آفیسر اور ہاؤس سرجن وغیرہ تھے۔

تاریخ ۱۷؍ کو ہز ہائنس نواب صاحب اپولو بندر پر شاہزادہ ولیعہد صاحب کے استقبال میں شریک ہوئے اور اس رات کو گورنمنٹ ہاؤس میں ملاقاتی دربار میں بھی موجود تھے۔

تاریخ ۱۸؍ کو ولیعہد صاحب اور نواب صاحب کی ملاقات ہوئی۔ جسکے بعد نواب صاحب بمبئی سے جوناگڈھ روانہ ہوگئے۔ بمبئی سے روانگی اور جوناگڈھ میں ورود دونوں پرائیویٹ تھے۔ اسپیشل ۱۸؍ نومبر کو بارہ بجے دن کے بمبئی سے روانہ ہوکر دوسرے روز چار بجکر ۳۵ منٹ پر شام کو جوناگڈھ پہنچی۔ ۱۷؍ اور ۲۱؍ نومبر کو تمام ریاست میں اس تقریب کے اعزاز میں تعطیلات منائی گئیں۔

دھرانگدھرہ کے مہاراجہ صاحب کا ورود وغیرہ

نومبر کے آخر میں مہاراجہ صاحب دھرانگدھرہ بلاول اور جوناگڈھ تشریف لائے۔ پوربندر کے مہاراجہ صاحب کی والدہ جاترا کے لئے بلاول میں تشریف لائیں۔

ہز ہائنس نواب صاحب نے شیر ببر کا جوڑا لندن کے عجائب خانہ کو پیش کیا۔ ۱۹۱۳ء میں محال کتیانہ میں ایک گاؤں آباد کرکے اس کا نام ویلاس پور رکھا گیا تھا۔ مگر کسی وجہ سے مذکور نام نامناسب معلوم ہونے پر مذکورہ بالا گاؤں کا نام "رام نگر" ۱۳؍ جنوری سے رکھا گیا۔

۱۹۲۲ء

امپیریل سروس لانسرس کے نام میں تبدیلی وغیرہ

امپیریل سروس لانسرس کا نام بدلکر یکم جنوری سے "جوناگڈھ اسٹیٹ فورسیس" رکھا گیا۔ یونیورسٹی انسپکشن کمیٹی نے جو یونیورسٹی... بلیٹر

اور پرنسپل اے - ایم - مسانی پر مشتمل تھی بہاؤالدین کالج کا جنوری مین معائنہ کیا۔

مہابت خان مدرستہ المعلیٰ کا افتتاح

تخت نشینی کے بعد سب سے پہلے نواب صاحب کو جن چیزون کا احساس ہوا ان مین سے ایک امراء ریاست کے بچون کی تعلیمی پستی تھی لہٰذا ان کو فیاضانہ تعلیم نیز مذہبی تعلیم انگلستان کے پبلک اسکولون کے اصول پر دینے کے لئے ایک اسکول قائم کیا جسمین تمام ضروری تعلیمی، اقامتی اور تفریحی سہولتین ریاست کی طرف سے بہم پہنچائی جاتی ہین۔ حضور نواب صاحب کے نام پر اس کا نام **مہابت خان مدرستہ المعلیٰ** رکھا گیا جو گراسیہ کالج یا امیر اسکول کے نام سے مشہور ہے۔ امیر شیخ محمد بھائی صاحب حضور سکریٹری نے اس تعلیم گاہ کے قیام اور کامیابی کی تمام تدابیر اختیار کین۔

۸ جنوری کو افسران شعبہائے ریاست امراء و شرفاء شہر کی موجودگی مین ہز ہائنس نواب صاحب نے اس کی رسم افتتاح ادا کی اور درسگاہ مین اسی روز ۲۸ طلباء داخل کئے گئے۔ خاص عمارت نہایت دلچسپ نیچرل ماحول مین واقع ہے جہان ایک وسیع میدان بھی موجود ہے۔ اسمین آٹھ درجے اور ایک مرکزی ہال ہے جو چوالیس ہزار روپیہ مین تیار ہوا ہے۔ اقامت گاہ کے چار حصے ہین جسمین وسیع کمرے بنے ہین اور ہر ضروری سر و سامان سے آراستہ ہین۔ یہ تیس ہزار روپیہ مین تیار ہوئے ہین اسکے علاوہ چودہ ہزار سات سو کی رقم حمام وغیرہ بنانے مین خرچ ہوئی۔ بعد مین مدرسہ کے احاطہ مین ایک مسجد بھی بنائی گئی ہے۔

نواب صاحب کا ورود راجکوٹ

جب گورنر صاحب بمبئی ۳۰ جنوری کو راجکوٹ تشریف لائے تو ۲۹ جنوری کو نواب صاحب مع حضور سکریٹری، دیوان، نائب دیوان، ریلوے منیجر وغیرہ کے راجکوٹ روانہ ہو گئے اسپیشل ٹرین ایک بجکر ۵ منٹ پر جوناگڈھ سے چلی اور ۵ بجے شام کو راجکوٹ پہنچی۔ وہان نواب صاحب کئی جلسون مین شریک ہوئے۔ حضور کی سواری ۳۱ جنوری کو اسپیشل ٹرین سے صبح ۸ بجے راجکوٹ سے چلی اور اس روز سوا گیارہ بجے جوناگڈھ پہنچی۔ راجکوٹ مین نواب صاحب کی گورنر صاحب سے آفیشیل ملاقات نہ ہوئی کیونکہ گورنر صاحب

وہان سے جوناگڈھ تشریف لانے والے تھے۔ لہذا راجکوٹ مین رسمی ملاقات اور ملاقات بازدید ملتوی کردئے گئے جس طرح سے ۱۹۱۱ء مین ہوا تھا۔

گورنر صاحب کی آمد سر جارج امبروز لائڈ۔ جی سی۔ آئی۔ ای، ڈی۔ ایس۔ او۔ گورنر صاحب بمبئی مع لیڈی صاحبہ اور دیگر رفقا کے اسپیشیل ٹرین سے یکم فروری کو ساڑھے چار بجے شام کے وقت جوناگڈھ پہنچے۔ اس ورود نے لوگون مین بہت جوش پھیلا دیا تھا اور نہایت وفادارانہ خیر مقدم ممتاز مہمانون کا کیا گیا جیساکہ جوناگڈھ کی روایت کے مطابق تھا۔ ایجنٹ گورنر لفٹننٹ کرنل ڈبلیو۔ ایم۔ پی۔ وو ڈ صاحب بھی تشریف لائے ان کے ہمراہ حسب ذیل آفیسر تھے:۔

(۱) میجر اے۔ ایس۔ میک پولٹیکل ایجنٹ صاحب سورٹھ (۲) کپتان اے۔ ڈبلیو۔ ٹی۔ ویب پولٹیکل ایجنٹ ہالار (۳) کپتان۔ ایف۔ بی۔ این۔ ٹینلے ملٹری ایڈوائزر کاٹھیاواڑ اسٹیٹس فورسیس (۴) مسٹر لانگ سپرنٹنڈنٹ کاٹھیاواڑ ایجنسی پولس وغیرہ

جب گورنر صاحب جوناگڈھ اسٹیشن پر ٹرین سے اُترے تو سترہ توپون کی سلامی ہوئی۔ ان کا استقبال ہز ہائنس نواب صاحب اور پولٹیکل ایجنٹ صاحب علاقہ سورٹھ نے کیا جو جیتلسر سے موٹر مین آگے ہی آگئے تھے۔ پلیٹ فارم پر ایجنٹ گورنر صاحب نے نواب صاحب کا گورنر صاحب سے تعارف کرایا۔ حضور سکریٹری اور دیوان کا تعارف نواب صاحب نے کرایا۔ پھر گورنر صاحب نے مع نواب صاحب گارڈ آف آنر کا معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد ہز ہائنس نواب صاحب نے ہز ایکسیلینسی سے اور دیوان صاحب نے ہز ایکسیلینسی سے افسران محکمہ جات، امراء، ممتاز افسران، اور شہر کے ممتاز لوگون کا تعارف کرایا جنکو ہز ایکسیلینسیز کے استقبال کے لئے دعوت دیگئی تھی اور جو ایک پلیٹ فارم پر ایک خاص پنڈال مین جمع تھے۔

تعارف کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد ہز ایکسیلینسیز اور مہمان گاڑیون مین سوار ہوئے۔

جلوس کے ساتھ ڈنکانشان۔ دو ہاتھی۔ ٹم ٹم۔ گھوڑے۔ بیگ پائپ بینڈ۔ سوار پولس۔ پولس کا بینڈ۔ پیدل پولس۔ عرب۔ جوناگڈھ اسٹیٹ لانسرس وغیرہ تھے۔ یہ جلوس کنگس روڈ، ڈھال روڈ۔ مانڈوی چوک، دیوان چوک، کڑیا روڈ، اور کالوادروازہ ہوتا ہوا مہابت منزل میں شرقی دروازے سے داخل ہوا۔ راہ میں جلوس پر مہابت مدرسہ اور برانچ اسکول کے طلبہ نیز برانچ اسکول کی لڑکیوں نے پھول برسائے۔

۲ر فروری جمعرات کے روز ساڑھے نو بجے صبح گورنر صاحب نواب صاحب کے ہمراہ گرنار تشریف لے گئے جہاں سے ڈیڑھ بجے واپس آئے۔

چار بجے مہابت منزل میں نواب صاحب نے گورنر صاحب سے رسمی ملاقات کی کپتان کارمیکیل گورنر صاحب کے اے۔ ڈی۔ سی۔ مہابت منزل سے دو سو گز تک گھوڑے پر سوار ہو کر ہز ہائنس کے استقبال کے لئے آئے۔ سرکاری پروگرام میں جو رسمیں مذکور تھیں وہ حسب معمول ادا ہوئیں ہز ہائنس کے ہمراہ میجر میک اور اسٹیٹ کے حسب ذیل آفیسر تھے۔

(۱) حضور سکریٹری (۲) دیوان (۳) نائب دیوان (۴) چیف جوڈیشیل آفیسر (۵) پرنسپل بہاؤالدین کالج (۶) چیف میڈیکل آفیسر (۷) پولس کمشنر (۸) اسسٹیٹ وکیل راجکوٹ۔ ایجنٹ گورنر صاحب نے ان کا تعارف ہز اکسیلینسی سے کرایا۔ اور ہر ایک نے ایک اشرفی پیش کی جس کو ہاتھ لگا کر دیدیا گیا۔ ورود و روانگی کے وقت پندرہ توپوں کی سلامی ہز ہائنس نواب صاحب کے واسطے ہوئی۔ اور جوناگڈھ اسٹیٹ انفنٹری کے گارڈ آف آنر نے بوقت ورود سلامی دی۔

پونے پانچ بجے ایک وفد مرتب ہوا جس میں (۱) چیف جوڈیشیل آفیسر (۲) پرنسپل بہاؤالدین کالج (۳) پولس کمشنر اور (۴) اسٹیٹ وکیل راجکوٹ تھے۔ یہ وفد مہابت منزل میں گورنر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پانچ بجے ہز اکسیلینسی نے دربار ہال میں ہمسر ہائنس نواب صاحب کے پاس بازدید

کے لئے آئے۔ ہز ایکسیلینسی کے ساتھ ایجنٹ گورنر صاحب، پرائیویٹ سکریٹری، ملٹری سکریٹری، سرجن اور دو ایڈیکانگ تھے۔ میجر میک پہلے سے دربار ہال میں موجود تھے۔ ریاست کے حکام اس وقت وہی تھے جو نواب صاحب کی ملاقات کے وقت تھے اور ہر ایک نے ایک اشرفی نذر کی۔ جسے چھوکر دیدیا گیا۔

ہز ایکسیلینسی کی آمد و روانگی کے وقت سترہ توپوں کی سلامی ہوئی اور اترتے وقت جوناگڈھ اسٹیٹ انفنٹری کے گارڈ نے سلامی دی۔

ساڑھے آٹھ بجے شب کو مہابت منزل میں سرکاری دعوت ہوئی۔ شہنشاہ معظم کا جام صحت نوش ہو چکنے کے بعد نواب صاحب نے گورنر صاحب اور ان کے ساتھ ہی ہز ایکسیلینسی لیڈی لائڈ کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے انگریزی میں تقریر فرمائی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

خواتین و حضرات!

مجھے ہز ایکسیلینسی گورنر اور ہر ایکسیلینسی لیڈی لائڈ کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے بیحد مسرت ہوتی ہے۔ سب سے پہلے مجھے ہز ایکسیلینسی کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ عرصۂ دراز کے انتظار کے بعد انہوں نے مجھے اور ریاست کو بحیثیت مہمان تشریف لاکر اعزاز بخشا۔ جناب والا کو معلوم ہے کہ اس ریاست میں گورنر کا آخری ورود ۱۹۱۶ء میں ہوا جب کہ آپ کے پیشرو ہز ایکسیلینسی لارڈ ولنگڈن تشریف لائے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ ایڈمنسٹریٹر مسٹر رینڈال میری صغر سنی میں ریاست کے کاروبار کے ذمہ دار تھے۔ اس وقت بھی جناب والا نے اپنی مصروفیات اور تفکرات کے باوجود ہماری ریاست میں آکر ہمارے عزیز مہمان بننے کا وقت نکالا جسکے لئے ہم بیحد شکرگزار ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ مسرت و اطمینان کا اظہار الفاظ سے ممکن نہیں۔ اگر میں بھولتا نہیں تو جب گنیش کھنڈ میں میں جناب والا کا مہمان تھا

اُس وقت مین نے وعدہ کیا تھا کہ آپ کے ورود کے موقع پر ایک شیر ببر پیش کرونگا تیسری تاریخ کو ساسن مین شکار کا انتظام کیا گیا ہے۔ اور مجھے توقع ہے کہ کم از کم ایک شیر ضرور اتنا وفادار نکلے گا کہ آپ کو دلچسپ شکار کا لطف دے۔ میرے خیال مین ریاست کی تمام تفصیلات کا ذکر کرنے کی اس وقت چندان ضرورت نہین کیونکہ مین نے اب بھی کافی وقت لے لیا ہے۔

باین ہمہ اتنا ضرور کہونگا کہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء کو مجھے کامل اختیارات حاصل ہوئے تھے اور مختصراً مین صرف یہ کہہ سکتا ہون کہ جب سے ریاست مین ہر کام سہولت و اطمینان سے ہوتا رہا ہے۔ چند نئی تجاویز بھی میری تخت نشینی کے بعد سے عمل مین آئی ہین۔ مثلاً دیہاتی پنچائتون کا نظام۔ مگر ابھی ان کی ابتدا ہے۔ تاہم کوشش کیجا رہی ہے کہ ان پر اسی طرح عمل ہو جس طرح زمانۂ گذشتہ مین ہوتا تھا۔ اور امید ہے کہ آئندہ سال کے اختتام کے قبل ہی وہ نظام عملی طور پر کامیاب ہو جاوے۔ مین نے اپنے شہر کی میونسپلٹی کا انتظام بھی ایک کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔ جس کے ۹ ارکان ہین اور ان سب کا صدر ایک ریاست کا افسر ہے۔ میرے لئے یہ الفاظ کافی ہین۔

اور اب خواتین و حضرات مین آپ سب سے درخواست کرتا ہون کہ ہز ایکسیلینسی گورنر اور لیڈی لائڈ کی مسرت و خوشحالی و ترقی عمر کے لئے جام صحت نوش فرمایئے۔

ہز ایکسیلینسی نے نواب صاحب کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے انگریزی مین تقریر کی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

یور ہائنس، خواتین و حضرات!

عرصۂ دراز سے میری خواہش تھی کہ جوناگڈھ کا دورہ کرکے آپ کی مہمانی کی مسرت

حاصل کرون اور اب میرے لئے بہت خوشی کا موقع ہے کہ عرصۂ درازکی تمنا برآئی اور مجھے جناب والا کی فیاضانہ مہمان نوازی کا تجربہ ہوا اور کاٹھیاواڑ کی اس سب سے اہم ریاست سے ذاتی طور سے واقف ہونے کا موقع حاصل ہوا۔ ان وجوہ سے جوناگڈھ سے مجھے خاص دلچسپی ہے۔ مگر اس سے بھی زیادہ باعثِ دلچسپی یہ ہے کہ یہ ریاست ایک عرصہ تک میری حکومت کے افسرون کے زیرِ انتظام رہی ہے اور انہون نے اس مین مفید کام کیا ہے۔ میرے لئے یہ امر بھی یادگار اور مسرت خیز رہے گا۔ کہ میرے زمانے مین جناب والا کو اختیارات حاصل ہوے اور جیسی خوش آئند ابتدا آپ نے حکومت کی کی ہے وہ بہت کامیاب ہے اور توقع دلاتی ہے کہ آئندہ چلکر یہ ایک طویل و مفید دورِ حکومت ثابت ہوگا۔ لہٰذا مجھے اس امر پر مبارکباد پیش کرنے دیجئے کہ جناب والا کے دورِ حکومت کی بہت مبارک ابتدا ہوئی ہے۔ آپ کے قبضے مین ایک متمول اور خوشحال ریاست ہے جسکے نیچرل ذرائع بہت وسیع ہین اور جسکے باشندے اطمینان و محنت کی زندگی بسر کرنے والے ہین۔ ریلوے کی توسیع اور بلاول بندرگاہ کی ترقی یہ ایسی تجاویز ہین جن کا مین نے دلچسپی سے مطالعہ کیا ہے۔ اور جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب والا کی حکومت روشن خیالی اور دور اندیشی کے اصول پر ترقی کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ بندرگاہ کی ترقی کے نتائج اب بھی خوشگوار نظر آرہے ہین۔ بارہ لاکھ کے سرمایہ پر ڈھائی لاکھ سالانہ کا منافعہ ایک اچھا نتیجہ ہے۔ جو آئندہ امید ہے اور بھی بہتر ہوجائے گا۔ ایسے خطۂ ملک مین جیساکہ آپ کی حدود مین واقع ہے ذرائع آمد و رفت کی اہمیت ظاہر ہے اور ریاست کی ترقی کا دارومدار بڑی حدتک اس کی لکڑی اور دیگر خام پیداوار کی آمدورفت مین سہولت پر نیز اُن کی برآمد اور اندرونی بازارون مین پہنچنے کی سہولتون پر ہے۔ جوناگڈھ کی ایک دوسری بڑی دولت کو خام پیداوار کہنے مین چندان غلطی نہین ہے یعنی گر کا شیر! مجھے متضاد اطلاعات

ملی ہین لیکن جناب والا نے مہربانی کرکے میرے لئے ذاتی طور سے فیصلہ کرنے کا انتظام کردیا ہے۔ اگر اُس تک رسائی ایسی ہی آسان ہے جیسا کہ آپ نے بتایا ہے تو مین امید رکھتا ہون کہ مین ضرور اسے برآمد کے قابل خام پیداوار بنادینے مین ہرگز نا کام نہ ہونگا۔ مجھے یہ معلوم کرکے بڑی مسرت ہوئی ہے کہ امراء کے واسطے ایک اسکول قائم ہوگیا ہے اور امراء بھی ان سہولتون کی قدردانی کرتے ہین جواُن کو بہم پہنچائی گئی ہین۔ میرا خیال ہے کہ امراء کے بچون کی تعلیم کیلئے پبلک اسکولون کا قیام جہان وسیع الخیالی کے ساتھ تعلیم مل سکے ضرور مفید تجویز ثابت ہوگی اور ریاست کی ترقی مین بہت معاون ہوگی کیونکہ یہ اسکول اعلیٰ ملازمتون کے لئے تربیت گاہ اور بھرتی کے ذریعہ ثابت ہو سکتے ہین۔ اس معاملہ مین جس دوراندیشی اور تدبر سے جناب والا نے کام کیا ہے اسکے لئے مبارکباد پیش کرتا ہون۔ یہ واقع بھی قابل مسرت ہے کہ آپ کی جدوجہد صرف جوناگڈھ تک ہی محدود نہین ہے بلکہ شہر منتقلی مین بھی ایک اسلامی مدرسہ قائم کیا گیا ہے جس مین پانچسو طلبہ موجود ہین اور اس قسم کی ایک درسگاہ لڑکیون کے واسطے بھی قائم ہوئی ہے۔ ساتھ ہی اسی شہر مین زچہ خانہ اور اسلامی یتیم خانہ کا بھی انتظام کیا ہے۔

آخر مین مین اُن خوش کن الفاظ پر جو میرے لئے آپ نے آج شب کو استعمال کئے اور جو پرجوش خیر مقدم ہمارا ہوا اس پر آپ کا دلی شکریہ ادا کرتا ہون۔ مین جناب والا کو یقین دلاتا ہون کہ لیڈی لائڈ اور مجھے جوناگڈھ کے قیام کی یاد زندگی کے سب سے زیادہ مسرت خیز واقعات کی حیثیت سے رہیگی۔

اس تقریر کے بعد سب لوگون نے عالیجاہ نواب صاحب کا جام صحت نوش کیا۔ پھر دس بجے شب کو مہابت منزل کے قریب ایک شامیانہ مین ملاقاتی دربار ہوا اور افسران محکمہ جات، امراء، حکام، وشرفاء کا تعارف ہز ایکسیلنسی سے مسٹر آدم پرائیویٹ سکریٹری نے کرایا۔ جب ملاقات ہوچکی

تو ہز ہائنس اور ممتاز مہمان آتشبازی دیکھنے کے واسطے موٹرون مین کالج کے میدان مین تشریف لائے۔ گیارہ بجے ہز ایکسیلینسی مع ہز ہائنس کے اسپیشل ٹرین مین تالالا روانہ ہوگئے

۳ ر فروری یوم جمعہ ہز ایکسیلینسی نے گربین شیر کے شکار مین گذارا مگر اتفاق وقت سے کوئی شیر ہاتھ نہ آیا۔

ہر ایکسیلینسی میجر میک پولٹیکل ایجنٹ سورٹھ کے ساتھ صبح کوہ گرنار تشریف لے گئین۔ اور شام کو ریاست کے بعض ادارون کا معائنہ فرمایا۔

دیگر مہمان سانبھر کے شکار کو ہسناپور گئے جہان شکار کے لئے عمدہ انتظام کیا گیا تھا۔

۴ ر فروری کی صبح کو سات بجے ہز ایکسیلینسی نواب صاحب کے ساتھ تلالا سے روانہ ہوگئے اور بلاول ٹھہر کر بندرگاہ کی توسیعات کا معائنہ کیا اور پٹن مین قدیم سومنات مندر کا معائنہ کیا اور بارہ بجے جوناگڈھ واپس ہوگئے۔ اسی دن اوپرکوٹ مہابت خان مدرسۃ المعلی اور دیگر ادارون کا معائنہ فرمایا۔ شام کو ہر ایکسیلینسی نے ہر ہائنس بیگم صاحبہ اور ہر ہائنس مان صاحبہ سے ملاقات کی۔

دس بجے ہز ایکسیلینسی نے مع ہز ہائنس نواب صاحب اور ممتاز مہمانون کے جلوس مین تشریف لیجاکر شہر مین روشنی دیکھی۔ جلوس کالوا دروازہ، کٹریا روڈ، دیوان چوک، مانڈوی چوک، ڈھال روڈ، کنگس روڈ، اور اسٹیشن دروازہ ہوتا ہوا اسٹیشن پہنچا۔

گیارہ بجے شب کو مہمان اسپیشل ٹرین سے پالیتانہ روانہ ہوگئے۔ روانگی پرائیویٹ تھی۔

نواب صاحب کا ورود راجکوٹ

۲۷ ر فروری اور ۳ ر مارچ کے درمیان کاٹھیاواڑ کی گھوڑ دوڑ راجکوٹ مین ہوئی۔ ۲۷ فروری کی صبح کو ساڑھے نو بجے نواب صاحب کی سواری اسپیشل ٹرین سے جوناگڈھ سے راجکوٹ روانہ ہوئی۔ ۵ ر مارچ کی صبح کو ساڑھے نو بجے نواب صاحب

جوناگڈھ تشریف لائے۔

مہاراجہ صاحبان بیکانیر و جام نگر کی آمد

میجر جنرل ہز ہائنس سر گنگا سنگھ جی مہاراجہ صاحب بیکانیر اور لفٹنٹ کرنل ہز ہائنس سر رنجیت سنگھ جی مہاراجہ صاحب جام نگر ۱۶ مارچ کو صبح آٹھ بجے جوناگڈھ تشریف لائے۔ ہر دو والاجاہ سے ہز ہائنس نواب صاحب نے اسٹیشن پر ملاقات کی اور مہابت منزل مین لاکر ٹھہرایا۔ جو پہلے سے اُن کے قیام کے لئے تجویز کیا گیا تھا۔ انہون نے ہاسپٹل، مہابت خان مدرسۃ المعلیٰ اور پیڈوک کا صبح کو معائنہ فرمایا اور شام کو ولنگڈن فارم، اوپر کوٹ اور باغات کی طرف تشریف لے گئے گیارہ بجے شب کو وہ تالالا گئے۔ وہان ۲۰ تاریخ کو ان کے ساتھ بیکانیر کے مہاراج کمار بھی ہو گئے۔ ایک شیر کا مہاراجہ صاحب بیکانیر اور ایک کا مہاراج کمار نے شکار کیا۔ ہز ہائنس جام صاحب ۲۱ تاریخ کو اور ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بیکانیر ۲۳ کو گیر سے روانہ ہو گئے۔

ایجنٹ گورنر صاحب کی آمد

اپریل کے مہینہ مین لفٹنٹ کرنل ووڈ صاحب، ایجنٹ گورنر متعینہ کاٹھیاواڑ نے علاقہ گیر کے مقام ساسن مین کیمپ کیا۔ اور وہان جاکر انہون نے نہایت کامیابی کے ساتھ دو شیر مارے۔

ولیعہد صاحب محمد دلاور خان کی ولادت

اس سال کا سب سے نمایان واقع یہ تھا کہ ۲۶ شوال سنہ ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۳ جون سنہ ۱۹۲۲ء روز جمعہ کی شب کے ۹ بجکر ۵ منٹ پر ہز ہائنس منور جہان بیگم صاحبہ کے بطن سے ولیعہد شاہزادہ صاحب تولد ہوئے۔ جن کا نام محمد دلاور خان[1] رکھا گیا۔ ساٹھ سال سے اس قسم کا موقع باشندگان جوناگڈھ کو نصیب نہ ہوا تھا۔ اس لئے سب منتظر تھے اور بڑی مسرت اور شکر کے جذبات کے ساتھ تمام جوناگڈھ

[1] شاعر غلام علیخان کامل نے حسب ذیل تاریخ ولادت کہی ہے:-

کے عرض و طول میں اس واقع کی خوشی منائی گئی۔

۲۴ جون کی صبح میں اس مبارک موقع کی خوشی میں پندرہ توپیں فیر کی گئیں۔ دس بجے صبح کو راج محل کے قریب شامیانہ میں کچہری منعقد ہوئی۔ ۲۴، ۲۵ تاریخوں میں تمام دفاتر میں تعطیل منائی گئی۔ متعدد تار مبارکباد کے ہر طرف سے آئے۔ ہز امپیریل میجسٹی شہنشاہ معظم، ہز ایکسیلینسی وائسرائے و گورنر جنرل ہند، ہز ایکسیلینسیز گورنر بمبئی و مدراس، والیان ریاست اور دیگر ممتاز حکام اور شخصیتوں نے مبارکباد کے برقی پیغامات بھیجے۔

ساڑھے تین بجے دربار ہال میں ۳۰ جون کو چھٹی کے سلسلہ میں شاندار دربار منعقد ہوا۔ حضور نواب صاحب بنفس نفیس شریک تھے اور بھایات امراء حکام اور ریاست کے تمام اقوام اور جماعتوں کے نمائندے موجود تھے۔ بعد رعایائے ریاست جوناگڈھ کی طرف سے مسٹر گردھر لال مادھو رائے دھولکیا نے تہنیت نامہ گجراتی زبان میں پڑھکر سنایا جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

رشکِ حاتم پسر سعادت مند ۱۳ ہجری ۴۰	ہو مبارک تمہیں مہابت خان
راح و ریحانِ گلشنِ سورٹھ ۱۳ ہجری ۴۰	ہے یہ فرزند اے شہِ دوران
ہو یہ ماہِ منیر خوشش اقبال ۱۳ ہجری ۴۰	طول عمر و جری بعز و شان
خوب تاریخ ہے ولادت کی ہے مع اسم سالِ پیدائش	کہو کامل یہ بادلِ شادان ہیں۔ فریدون زمان دلاور خان ۱۳ ہجری ۴۰

(۱۲۸) (بقیہ حاشیہ صفحہ)

بحضور خداوند دولتمدار عالیجاہ نواب صاحب مہابت خان بابی بہادر

عالیجاہا۔ ہم باشندگان جوناگڈھ ہندو و مسلمان رعایائے محبوب اور وفادار سرکار والاتبار، نورچشم شاہزادہ ولیعہد صاحب کی ولادت باسعادت پراُن جذبات مسرت و شکر خداوندی کے اظہار کرنے کا فخر حاصل کرتے ہین جو ہمارے قلوب مین اس مبارک وقت پر موجزن ہین جب کہ عرصۂ دراز کی تمنا عنایت پروردگار سے برآئی ولادت شاہزادہ ولی عہد صاحب کی مبارک تقریب مین مسرت و شادمانی کا موقع اس ریاست کے باشندون کو ساٹھ برس سے بھی زیادہ مدّت کے بعد حاصل ہوا ہے۔ حضور والا کی صغرسنی کے بعد دست مبُارک مین عنان حکومت آنے کے بعد یکے بعد دیگرے اتنے مواقع جشن و شادمانی کے آتے رہے کہ جس سے ثابت ہے کہ حضور پرنور کا عہد حکومت خداتعالیٰ کی برکتون اور نعمتون سے مالامال ہے اور شاہزادہ ولیعہد صاحب کی ولادت کے مسرت انگیز واقع سے عالیجاہ کے شاندار بخت واقبال کا مزید ثبوت ملتا ہے ابھی حضور والا کے دورحکومت کو شروع ہوے دو برس تین ماہ ہی ہوے ہین کہ اس تھوڑے عرصہ مین سخاوت و رعایاپروری کے ایسے مظاہرات متعدد بار رونما ہوے اور سرکار کی طرف سے رعایا کے مفاد کے لئے ایسے عنایت آمیز احکام جاری کئے گئے کہ محبوب رعایا کے قلوب پر ان امور کا گہرا اثر پڑا ہے اور وہ حضور والا کی ان مسلسل مہربانیون کے لئے رہین احسان ہے۔ اور اس مبارک موقع کو اپنے لئے خوش نصیبی خیال کرتی ہے۔

سرکار والا کے تمام ملازمین و عہدہ دار، مہاجن بیوپاری، امرا، جاگیردار، شرفا، اور کسان، سب کے حقوق کی یکسان حفاظت ہمیشہ ہوتی ہے اور آج بھی جب کہ

یہ مسرت کا موقع حاصل ہوا ہے اور اس مبارک موقع کا فائدہ سب کو یکساں طور پر حاصل ہوگا ایسی سرکار عالیجاہ کی ذات مبارک سے سب کو امید قوی ہے۔

ہم خداوند کریم کے حضور میں تہ دل سے دعا کرتے ہیں کہ حضور والا کا عہد حکومت زمانۂ دراز تک حضور کی محبوب رعایا کے سر پر جاری رہے۔ اور رعایا کو ہر قسم کا امن و امان جو اس عہد میں حاصل ہے اس میں برابر ترقی ہوتی رہے اور حضور والا اور نور چشم شاہزادہ ولیعہد صاحب اور خاندان شاہی کی عمر صحت و عافیت کے ساتھ دراز ہو اور مہ کامل کی طرح اس سرزمین سوراشٹر پر جلوہ پاشی کرتے رہیں جس پر اللہ کے کرم کی بارش ہوتی رہتی ہے جس میں سمندر، گر، گرنار پہاڑ، داتار، جمیل شاہ پیر، اور اسی قسم کے متعدد جنت نشان مقامات دنیوی و مذہبی اہمیت والے موجود ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ حضور والا رعایا کے فلاح و بہبود کے واسطے لاکھوں روپیہ خرچ کرکے اپنے پیارے بچوں کے واسطے تعلیم کا انتظام کرتے اور دیگر بڑے بڑے مصارف اٹھا کر ان کی روزی کے سامان پیدا کرتے ہیں۔ اور ان کے آرام و آسائش کے لئے دیگر طریقوں سے بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ مفلسوں کو ہمیشہ وقت پر امداد ملتی ہے۔ حضور والا کی زیر سیادت رحمدل اور رعیت نواز عہدہ دار پوری ذمہ داری کے ساتھ بڑی محنت فکر اور مفاد عامہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے فرائض نہایت خوبی سے ادا کرتے ہیں اور اپنی زندگیاں رعیت کی فلاح و بہبود کے لئے وقف کئے ہوئے ہیں۔ ایسے مبارک عہد حکومت میں زندگی بسر کرنے والی خوش نصیب رعایا تہ دل سے حضور والا کی دعا گو ہے۔ ایسی وسیع حکومت کو ہمیشہ ہمیشہ راحت و آسائش نصیب ہو یہ ہماری دلی دعا ہے۔ آمین - آمین - آمین۔

مورخہ ۳۰ جون ۱۹۲۲ء جوناگڈھ

خادمان دولت
وفادار رعایائے سرکار والاجاہ

اس تہنیت نامہ کا مناسب جواب حضور نواب صاحب کی طرف سے دیوان صاحب نے پڑھا اور اس مبارک موقع کی مسرت خیز یادگار میں متعدد مراعات کا اعلان کیا۔ اُسکا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

میری عزیز و وفادار رعایا کے ممتاز حضرات!

خداوند کریم کے فضل و کرم سے ہمارے خاندان مین ولیعہد شاہزادہ صاحب کی ولادت کے مبارک و مسرت خیز موقع پر آپ سب نے جس مسرت و وفاداری کا اظہار کیا ہے۔ وہ میرے لئے نہایت خوشی و اعتماد کا باعث ہے۔

اس نہایت مسرت کے موقع پر آپ سب نے صفائی قلب سے جس محبت کا اظہار کیا اُسے دیکھکر ہمین اعتماد ہوتا ہے کہ رعایا مین یکجہتی و وفاداری موجود ہے۔ ریاست کی پائیداری اور بزرگی کا مدار رعایا پر ہوتا ہے۔ رعایا کی خوشحالی ہی حکومت کی خوشحالی کے مرادف ہے۔ رعایا کی ترقی و مفاد یہ ہی حکومت کی دولت اور شان و شوکت ہے۔ رعایا مین اتحاد اعتماد، اور طمانیت یہ ہی حکومت کی کارکردگی کا ثبوت ہے۔ اسلئے ایسے انتہائی خوشی کے موقع پر آپ سب جن بہترین جذبات مسرت کا اظہار کر رہے ہین۔ ہمارے نزدیک یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ رعایا کو حکومت سے محبت، اُنس اور وفاداری ہے۔ یہ امید رکھتے ہوے کہ رعایا کی خوشحالی اس طرح قائم رہیگی ہم پاک پروردگار اور اس کے ان بندونکا شکریہ ادا کرتے ہین جو اس خوشحالی کے قیام مین معاون ہین۔

اتّحاد و اتّفاق اور وفاداری مین ہماری رعایا بہت بلند درجہ رکھتی ہے یہ ہماری رائے ہے اور اس زمانہ مین جبکہ ہندوستان کے مختلف مقامات مین قسم قسم کی مضر تحریکات جاری ہین ہماری رعایا ان کے اثر سے پاک ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دیانت و وفاداری

ہیں ہماری رعایا کا معیار بہت بلند ہے اور اسی وجہ سے ہماری محبّت میں بہت اضافہ ہوتا ہے ہمیں قوی امید ہے کہ سلطنت کے ساتھ جیسے وفادارانہ جذبات ہمارے ہیں ویسے ہی ہماری رعیت کے بھی رہیں گے۔

ہماری تخت نشینی کے موقع پر میونسپل ہال کے افتتاح کے وقت مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۲۰ء کو ہم نے حکومت کی طرف سے متعدد نوازشات کا اعلان کردیا تھا لیکن اس بڑے مسرت کے موقع پر اُن پر مزید اضافہ کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے ہم حسب ذیل مراعات کا اعلان کرتے ہیں:-

(۱) اس حکومت کے خالصہ کاشتکاروں کے ذمہ واجب الادا کے سوائے بیگھوٹی کی جو رقم واجب الوصول ہے سمت ۱۹۷۴ تک معاف ہوچکی ہے۔ اسی قسم کا محصول اسی قانون سے سمت ۱۹۷۷ کے سال کے ختم تک کا معاف کیا جاتا ہے۔ سمت ۱۹۶۸ سے سمت ۱۹۷۷ تک کے آخر تک جن کاشتکاروں پر تقاوی کا سود چڑھا ہوا ہے اور ابھی انہوں نے ادا نہیں کیا ہے وہ معاف کیا جاتا ہے۔

(۲) لنگر، یتیم خانہ، سنٹرل جیل کے قیدی اور لیپر اسائلم میں شیرین کھانے دئے جائیں شہر جوناگڈھ کی چوراسی ذاتوں کے برہمنوں کو مناسب دن ہر ایک کا علیٰحدہ علیٰحدہ کھانا کیا جائے اور شہر کھانا بھی کیا جائے۔

(۳) محکمہ تعلیم کے معلمین جنہوں نے پرووڈنٹ فنڈ سے فائدہ اُٹھانے کے واسطے روپیہ جمع کیا تھا اور اس کے بعد پنشن کا قاعدہ جاری ہونے پر جنہوں نے اس نئے قاعدہ سے فائدہ اٹھانے کی درخواست کی ہے ان کو ریاست کی طرف سے جو حصّہ ملا تھا وہ واپس ہونا چاہئے لیکن یہ واپس ہونے والی رقم بطور عنایت خاص معاف کیجاتی ہے۔

(۴) جوناگڈھ کے ابتدائی مدارس کے لڑکوں اور لڑکیوں میں شکر تقسیم کیجائے بہادر خانجی

ہائی اسکول اور مہابت مدرسہ کے طالب علموں میں سب سے اعلےٰ نمبر پانے والے چار

چار طالب علموں کو انعام تقسیم کیا جائے۔

(۵) سنٹرل جیل کے قیدیوں کے واسطے

(الف) جیون مُوڑا، سیدی پیرو، اور فتو رحیم جو بڑی مدت والے قیدی ہیں انکو رہا کیا جائے

(ب) جن قیدیوں نے کم از کم نصف سزا بھگت لی ہے اور ان کا جرم سخت نہیں ہے نیز تاریخ

۲۳ جون ۱۹۲۲ء کے روز ان کی سزا میں چھ ماہ سے زیادہ باقی نہیں ہیں تو ایسے قیدیوں کو

رہا کیا جائے۔

(ج) جن قیدیوں کی سزا میں سے جتنے برس اور مہینے باقی ہیں اُن کے لئے ایک ماہ فی برس

اور پندرہ روز فی ششماہی کے حساب سے باقی رہنے والی سزا میں تخفیف کیجائے۔

(د) ڈھیڑ دیو سور والا جسکو پھانسی کی سزا کا حکم ہو چکا ہے اس کی یہ سزا بدل کر دوام حبس کی

سزا رکھی جائے۔

(ھ) جمال موسیٰ اور گیگا رانا قزاقوں کو بیس بیس برس کی اور ابراہیم جھکرا اور رولی تارا و رکا لو ننھے خان

قزاقوں کو بارہ بارہ برس کی سزا ہوئی ہے ان کی ۲۳ جون ۱۹۲۲ء کو جتنی سزا بھگتنی باقی ہو

اُسکی نصف قائم رکھی جائے اور باقی نصف معاف کر دیجائے۔

(۶) اس ریاست میں بھایات گراسیہ اور جاگیرداروں کے پاس جو پورا گاؤں ہو یا قطعہ اراضی

ہو ان کی حدود میں اُن کے یا گاؤں والے لوگوں کے جانور ایسی زمین میں چرتے ہوں تو ان سے

جھوک یا پونچھی کا ٹیکس لیا جاتا ہے۔ اسی طرح ان کی حدود میں اُن کا یا لوگوں کا کوئی جانور مر جائے

تو اس کا ہڈی چمڑا اور سینگ ریاست لیتی ہے۔ یہ سب موقوف کیا جائے۔

(۷) اس ریاست کے بھایات، مول گراسیہ اور جاگیردار جو شہر جوناگڈھ میں رہتے ہوں وہ

اگر اپنے گاؤن یا زمین سے اپنے گھر کے خرچ کے واسطے کوئی چیز لائین تو اُن سے چنگی نہ وصول کیجاے۔

(۸) ٹکسال کے قرضدار رعایات گراسیہ یا جاگیرداروں سے ٹکسال کے قرضوں کی نسبت سمت ۱۹۶۸ مین ہماری رسم ختنہ کے موقع پر رعایت کا اعلان ہوا تھا اس پر یہ مزید اضافہ کیا جاتا ہے۔ کہ یکم ستمبر ۱۹۲۱ء سے ۳۱ اگسٹ ۱۹۲۲ء تک جن سے سود لینا ہوان کو معاف کیا جاتا ہے۔

(۹) تاریخ ۲۳ جون ۱۹۲۲ء لغایت ۲۲ جون ۱۹۲۳ء جو کوئی جاگیردار لاولد مرگیا ہو یا مرجائے اور ورثہ دوسرے کو ملتا ہو ایسے مواقع پر ایک سال کا نذرانۂ وراثت لینے کا جو رواج ہے وہ نذرانہ مدت مذکورہ کے درمیان معاف کیا جائے۔

(۱۰) شہر اور محالات کی رعایا مین سے غربا کو پانچہزار روپیہ تک کے کپڑے تقسیم کئے جائین۔

(۱۱) شہر مین بوجہ گرانی ایندھن کی بہت تکلیف ہوتی ہے اسکو دور کرنے کے واسطے شروع سال شہر مین لکڑی کی ٹال (لاٹھی) کھولی جائے۔

(۱۲) شہر کے پنجراپول مین ناقص مویشی کی امداد کے واسطے دوسو اکاون روپئے دئے جائین۔

(۱۳) کیشود کے (یتیم خانہ) اناتھاسرم مین پانچ سو ایک روپیہ کی رقم بطور امداد دیجاے۔

(۱۴) سالانہ بجٹ مین غربا کی امداد کے واسطے سترہ ہزار نوسو پچیس روپئے مقرر ہوا کرتے ہین اسمین مورخہ یکم ستمبر ۱۹۲۲ء سے اس خوشی کے سلسلہ میں بارہ سو روپیہ کا ہمیشہ کے لئے اضافہ کیا جائے۔

(۱۵) جوناگڈھ کی مسجدون اور درگاہون کے واسطے ایک ہزار روپئے اور ہندوٗن کے مندرون کے واسطے ایک ہزار روپئے بطور خیرات دئے جائین اور ممتاز آدمیون کی ایک کمیٹی اس روپے کے خرچ کی تعیین کے واسطے مقرر کیجائے۔

(۱۶) اس ریاست کے ملازمین، خدمت گار، پنشنر، یا پرورش یافتہ، جنکو پچاس روپئے ماہانہ تک ملتا ہو اُن کو ایک ماہ کی رقم بطور انعام دیجائے۔

(۱۷) اس ریاست مین ڈیڑھ سو تک تنخواہ پانے والے ملازمین کو ایک ثلث کی جگہ نصف پنشن دینے کا فیصلہ ہوا ہے اس سے زیادہ تنخواہ والون کی پنشن ایک ثلث ہوتی ہے اسمین تغیر کرکے تاریخ ۲۳ جون ۱۹۲۲ء کے بعد جو ملازم خدمات سے سبکدوش ہوگا تو ڈیڑھ سو سے زیادہ تنخواہ پانے والے ملازمین کو بھی ان کی تنخواہون کا نصف ہی بطور پنشن ملا کریگا۔ پنشن کی زیادہ سے زیادہ رقم اس وقت تین ہزار چھ سو روپئے سالانہ ہے اسکے عوض آئندہ پانچہزار سالانہ رکھی جائے۔ پنشن کی عمر پچپن برس کی ہے اس کے عوض پورے ساٹھ برس رکھے جائین۔

(۱۸) اس مبارک و مسرت خیز موقع پر ایک عام ایوننگ پارٹی حضور آفس کی عمارت مین مناسب تاریخ کو دیجائے۔

رعایا کی فلاح و بہبود کے لیئے ضروری تدابیر اختیار کرنا ہم اپنا فرض خیال کرتے ہین۔ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۲۰ء کے بعد کے تھوڑے عرصہ مین اس سلسلہ مین جو اسکیمین ہم نے تیار کی تھین ان کو کامیاب بنانے کے لیئے ہمارے چھوٹے بڑے سب ملازمین و عہدہ دارون نے جس یکجہتی اور نمک حلالی کے ساتھ ہم سے اشتراک عمل کرکے اپنا فرض ادا کیا ہے ہم اس موقع سے فائدہ اُٹھاکر اس پر اظہار اعتماد کرتے ہین۔

آخر مین ہم مکرر کہتے ہین کہ آپ نے ہمارے لیئے جو اعلیٰ خیالات کا اظہار کیا ہے اُن کے واسطے ہم فخر کے ساتھ اظہار مسرت کرتے ہین۔

اس مسرت آمیز واقع سے تمام زمیندارون اور رعایا کے دلون مین خوشی کی لہر دوڑگئی اور ہر طرف سے لوگ بدھاوا دینے کے لیئے بڑے تزک و احتشام کے ساتھ دوڑنے لگے تقریبًا ڈیڑھ ماہ

تک مبارکباد اور بدھاوے کا سلسلہ جاری رہا اور جس جوش و ولولہ کا اظہار اس موقع پر سب نے کیا اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ فرمانروا اور رعایا کے درمیان کس قدر گہرے محبت آمیز تعلقات ہیں۔

ایجنٹ گورنر صاحب کا دورہ

لفٹننٹ کرنل ڈبلیو۔ ایم۔ پی۔ ووڈ صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ ایجنٹ گورنر متعینہ کاٹھیاواڑ ۳۰ جولائی کو جوناگڈھ تشریف لائے۔ وہ تین بجکر سولہ منٹ پر معمولی ٹرین سے جوناگڈھ پہونچے۔ اُن کی آمد پرائیویٹ تھی۔ اسٹیشن پر اُن سے ہز ہائنس نواب صاحب، خاص حکّام و امرائے ملاقات کی۔ ہار پہنانے کے بعد سب موٹر میں بیٹھکر مہابت منزل پہنچے۔ دوسرے روز تین بجے ہز ہائنس نواب صاحب اور ایجنٹ گورنر صاحب کے درمیان ملاقات اور بازدید ہوئی۔ یکم اگست کو ۶ بجے شام کو ایجنٹ صاحب کے اعزاز میں دربار ہال میں پارٹی ہوئی۔ جس میں خاص خاص حکّام امراء اور شرفائے شہر شریک تھے۔

۳ اگست کو پانچ بجکر دس منٹ پر ایجنٹ صاحب جوناگڈھ سے راجکوٹ تشریف لیگئے روانگی پرائیویٹ تھی۔

کاٹھیاواڑ میں میانہ ڈاکو

کاٹھیاواڑ کے مختلف حصوں میں متعدد ڈاکے میانہ کے جرگوں نے مارے اور بعض اوقات ریاست جوناگڈھ کے قرب وجوار کے علاقوں میں بھی چھاپے مارے۔ کاٹھیاواڑ میں ڈاکہ زنی کی وارداتوں کو روکنے کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جائیں اس امر پر غور کرنے کیلئے ریذیڈنسی راجکوٹ میں ۲۸ ستمبر کو ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ طے پایا کہ ریاستوں کی فوج اور ایجنسی پولس کا ایک مشترکہ دستہ تیار کیا جائے۔ جو جلد از جلد اُن ڈاکوؤں کی بیخکنی کرے۔ ریاست جوناگڈھ کی طرف سے لانسرس کا ایک فیلڈ ٹروپ، دو توپیں چھ چھ آدمیوں کے ساتھ اور ایک فورڈ کار کا وعدہ کیا گیا۔ جوناگڈھ اسٹیٹ فورسس کے دو افسر، ۲۴ سوار اور پانچ سائیس ڈاکوؤں کے تعاقب میں

بوروڈی کے قریب وبسا ودر محال کے ماتحت بھیجے گئے۔ ان کے پاس پچیس رائفل، دو ہزار کارتوس اور پچیس گھوڑے تھے۔ تین افسر اور چالیس سوار کھاڑا گھوڑا کو بھیجے گئے۔ جہاں اُنکی کمان سپرنٹنڈنٹ پولس کاٹھیاواڑ ایجنسی کے سپرد کی گئی۔ ان کو ایک ہاچ کس گن مع ایک ہزار کارتوس، پینتیس ۳۵ رائفل مع تین ہزار تین سو کارتوس اور چھتیس ۳۶ گھوڑے دئے گئے۔ اس ریاست نے اس مد میں پانچ سو روپیہ کا حصہ دس ہزار کی رقم میں دیا۔ جو سپرنٹنڈنٹ کاٹھیاواڑ ایجنسی پولس نے میانہ جرگہ کی بیخکنی کے سلسلہ میں انعامات کے واسطے جمع کی تھی۔

مہاراجہ رانا صاحب پوربندر کا ورود

ہز ہائنس رانا صاحب پوربندر اسپیشل ٹرین سے یکم نومبر کو ساڑھے سات بجے بلاول پہونچے۔ پربھاس پٹن اور پیراچی جاترا کے واسطے تشریف لے گئے اور ۵ر نومبر کو پوربندر واپس گئے۔

نواب صاحب کا پونہ تشریف لیجانا

۹ر نومبر کی صبح کو ہز ہائنس نواب صاحب جوناگڈھ سے پونہ تشریف لیگئے اور ہز ایکسیلینسی گورنر صاحب بمبئی سے ۱۱ تاریخ کو ملاقات کرنے کے بعد بمبئی ہوتے ہوئے تاریخ ۱۳ر کی شام کو راجکوٹ سے بذریعہ موٹر جوناگڈھ تشریف لائے۔ امیر شیخ محمد بھائی صاحب آپ کے ہمراہ تھے۔

نواب صاحب کی سالگرہ

نواب صاحب کی سالگرہ امسال ۲۴ر نومبر بروز جمعہ واقع ہوئی جو ریاست کی معمولی تعطیل تھی اس لئے ۲۵ر نومبر کو شنبہ کے دن عام تعطیل منائی گئی۔ حسب سابق اس مبارک موقع پر راج محل میں دربار منعقد ہوا جس میں حکام امراء اور رعایا کی بڑی تعداد شریک تھی نواب صاحب کی عمر کا چوبیسواں ۲۴ سال ہجری حساب سے شروع ہوتا تھا۔ لہٰذا اس مبارک موقع پر شام کو چوبیس توپیں فیر کی گئیں۔ اور یہ مبارک تقریب بہت دھوم سے منائی گئی

ریڈکراس کا جشن بمبئی اور راجکوٹ میں

ایک ہفتہ یعنی تاریخ ۹ر سے ۱۶ر ڈسمبر تک بمبئی اور راجکوٹ میں

ریڈکراس (صلیب احمر) کا جشن منایا گیا۔ اس تحریک مین نواب صاحب نے بمبئی کے جشن مین ۵۰۰
روپئے اور راجکوٹ کے جشن مین ۵۰۰۰ روپئے عنایت فرمائے۔ ریاست جوناگڈھ مین افسرون
اور رعایا نے ۸۱۵۳ روپئے ۱۵ آنہ اور ۹ پائی جمع کئے۔ ایک گاڑی، ایک کاٹھی گھوڑا،
ایک تین سال کی بچھیری، ایک گائے اور ایک بچھیرا راجکوٹ کے جشن مین ریاست جوناگڈھ
کی طرف سے نیلام کے لئے دئے گئے۔ اور راجکوٹ مین جو نیلام ہوا اس مین ریاست کی طرف
سے ۸۰۰۲ روپیہ کی چیزین خریدی گئین۔

عہدہ دارون مین تغیر

نائب دیوان محمد امین نقیہ تاریخ ۷ ڈسمبر سے رخصت پر گئے اور اس کے
بعد ریٹائر ہو گئے۔ اور نائب دیوان کا عہدہ موقوف کر دیا گیا چونکہ حضور سکریٹری امیر شیخ
محمد بھائی صاحب جو پرائیویٹ سکریٹری اور ملیٹری سکریٹری کے عہدون کا کام بھی انجام دیتے
تھے اُن کو ریاست مین دوسرے سرکاری کام بہت رہا کرتے تھے اس لئے ۱۹ ڈسمبر سے سندھاور
کے پرتاب سنگھ جی بھوپت سنگھ جی ملیٹری سکریٹری مقرر ہوئے۔

سنہ ۱۹۲۳ء

گورنر صاحب بمبئی کا ورود

سر جارج امبروس لائڈ گورنر صاحب بمبئی ابتدائے سال مین گر تشریف
لائے۔ ہز ایکسیلینسی لیڈی لائڈ بوجہ علالت ہمراہ نہ تشریف لا سکین۔ ہز
ایکسیلینسی کی اسپیشل ٹرین ۱۶ جنوری کو دوپہر کے ۱۲ بجے بلاول سے تلالا پہنچی۔ آمد پرائیویٹ تھی۔ نواب
صاحب، حضور سکریٹری، دیوان، ریلوے منیجر، اور بعض خاص حکام استقبال کرنیکے لئے اسی دن صبح پونے
سات بجے جوناگڈھ سے اسپیشل ٹرین سے روانہ ہو کر ساڑھے دس بجے تلالا اسٹیشن پر پہنچ گئے
تھے۔ ہار پہنائے جانے کے بعد ہز ایکسیلینسی مع پارٹی کے موٹر مین ساسن تشریف لے گئے جو
تلالا سے دس میل واقع ہے۔

ساسن مین بہت مکمل انتظام معزز مہمانون کے قیام و آسائش کیلئے کیا گیا تھا۔ ہز ایکسیلینسی کا

قیام بنگلہ مین ہوا۔ نواب صاحب کے واسطے شمال ومشرق کی طرف خاص کیمپ تیار ہوا تھا اور دیگر لوگون کے واسطے مشرق کی طرف میدان مین خیمے نصب کئے گئے بنگلہ کے سامنے دو بڑے شامیانے نصب کئے گئے اور تمام کیمپ کو جھنڈیون، محرابون، نشانون وغیرہ سے نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ کیا گیا تھا جس سے بہت دلچسپ منظر ہوگیا تھا۔

سب لوگ بارہ بجکر پینتالیس منٹ پر کیمپ پہنچے اور پنچ کی تھوڑی دیر بعد ایک بجے شیر کے شکار کو روانہ ہوئے مگر اُس روز شکار نہین ہوا۔ دوسرے روز تقریبًا ۵ بجے شام کو ہز ایکسیلینسی اور ایڈیکونگ کپتان کارمیکیل دونون ایک ایک بڑا شیر مارنے مین کامیاب ہوے جنکا طول علی الترتیب نوفٹ اور آٹھ فٹ ساڑھے نوانچ تھا۔ ۶ بجے سب پارٹی ساسن کو واپس ہوئی اور حسب رواج قریب کی پہاڑیون پر آگ جلاکر دور دور تک یہ اعلان کردیا گیا کہ شیر کا شکار کامیاب ہوا۔ اسکے بعد موٹرون مین بیٹھکر سب پارٹی تلالا پہنچی اور ریلوے سلون مین ساڑھے آٹھ بجے شب کے خاموشی سے ڈنر کھانے کے بعد ہز ایکسیلینسی مع اپنے ہمراہیون کے ساڑھے دس بجے اسپیشل مین تلالا سے جوناگڈھ اسٹیشن ہوتے ہوے بیرمگام روانہ ہوگئے۔ روانگی پرائیوٹ تھی۔

نواب صاحب کی اسپیشل ٹرین تلالا سے گیارہ بجے روانہ ہوئی اور رات کو بلاول مین ٹھہری رہی۔ نواب صاحب ۸ جنوری کو بارہ بجے دن کے جوناگڈھ واپس تشریف لائے۔

کمانڈر انچیف ویسٹرن کمانڈ کا ورود

لفٹننٹ جنرل سرجان شیا کے۔ سی۔ ایم۔ جی؛ سی۔ بی؛ ڈی۔ ایس۔ او۔ کمانڈر انچیف ویسٹرن کمانڈ مع لیڈی شیا۔ مس شیا اور دیگر لوگون کے ۱۶ فروری کو صبح آٹھ بجے جوناگڈھ آئے۔ نواب صاحب اور ریاست کے خاص خاص امراء وحکام نے انکا استقبال کیا۔ ۶ تاریخ کو انھون نے ریاست کے بعض ادارون کا معائنہ فرمایا۔ اور ۷ کو گرنار گئے اور ۸ فروری کو پانچ بجکر بیس منٹ پر جوناگڈھ سے روانہ ہوگئے۔

ہزہائنس آغاخان صاحب کا ورود

ہزہائنس آغاخان سر سلطان محمد شاہ۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی، جی۔ سی آئی۔ ای نے ۱۶ فروری کو کیشود مین ورود فرمایا۔ ممدوح کے دوران قیام مین گردونواح کے ان کے عقیدت مندون کا بڑا اجتماع رہا۔ ریاست کی طرف سے وہان کے ریاست کے بنگلہ مین ان کے قیام کا عمدہ انتظام کیا گیا تھا۔

کمانڈرانچیف صاحب کا ورود

ہز ایکسیلینسی جنرل لارڈ رالنسن صاحب کمانڈرانچیف افواج ہند نے جوناگڈھ مین ورود فرمایا۔ ۳ راپریل کو صبح آٹھ بجے اسپیشل ٹرین سے ہزایکسیلینسی مع اسٹاف کے جوناگڈھ تشریف لائے۔ اور مہابت منزل مین قیام فرمایا۔ اسٹیشن پر ہزایکسیلینسی کا استقبال ہزہائنس نواب صاحب اور ان کے اسٹاف نے کیا۔ اور سترہ توپون کی سلامی ہوئی۔ جوناگڈھ مین بعض خاص عمارات اور ادارات کا معائنہ فرماکر ہزایکسیلینسی مع اسٹاف کے اسپیشل ٹرین سے تلالا روانہ ہو گئے۔ جہان سے ۴ اپریل کی صبح کو بذریعۂ موٹر سب ساسن کیمپ پہنچ گئے۔ یہان شیر کے شکار کے واسطے انتظامات کئے گئے تھے۔ ہزایکسیلینسی کا شکار پُرلطف رہا اور ممدوح نے ایک شیر مارا۔ ہزایکسیلینسی امیر شیخ محمد بھائی صاحب کے شکار وغیرہ کے انتظامات سے بہت خوش ہوے۔ ۷ اپریل بروز شنبہ ہزایکسیلینسی مع اسٹاف کے اسپیشل ٹرین سے روانہ ہو گئے۔ کمانڈرانچیف صاحب نے گر سے روانہ ہوتے وقت تلالا سے نواب صاحب کو ذیل کا تار دیا تھا:-

(ترجمہ) آپ کی نہایت درجہ کی شفقت اور مہمان نوازی کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون۔ آپکے فرحت بخش گر جنگل مین اچھی طرح شکار کرکے خوب لطف اٹھایا۔ جس شیر ببر کا مین نے شکار کیا وہ بہت خوب ہے۔ اور مین اسے جوناگڈھ کی یادداشت کے طور پر خزانہ شمار کرونگا۔ اتفاقاً شیرنی کو بھی گولی لگ گئی ہے جس واقع سے مجھے نہایت رنج ہے

ہر طرح سے ہم بڑے آرام سے رہے۔ امیر شیخ محمد نے ہماری بخوبی نگہداشت کی۔ ہم ان کے اور آپ عالی وقار کے جو کچھ آپ نے ہمارے لئے کیا ہے نہایت شکر گذار ہیں۔

نواب صاحب کا بمبئی پونہ وغیرہ تشریف لیجانا۔

اپریل میں نواب صاحب ساحل سمندر پر قیام کرنے کے لئے بلاول تشریف لے گئے اور تقریباً دو ماہ وہاں قیام فرما کر جون کے آخر میں جوناگڈھ واپس تشریف لائے۔

یکم اگست کو صبح ۴ بجے مہابت منزل کے قریب سے اسپیشل ٹرین سے نواب صاحب مع عملۂ شاہی کے گورنر صاحب بمبئی سے ملاقات کے لئے جوناگڈھ سے پونہ تشریف لے گئے آمد و رفت میں دونوں وقت کچھ روز تک بمبئی میں قیام فرمایا۔ تاریخ ۷ کو بمبئی کے گرانٹ روڈ اسٹیشن سے اسپیشل ٹرین سے روانہ ہو کر دوسرے روز دوپہر کے ایک بجے جوناگڈھ تشریف لے آئے۔

پھر ۱۲ اکٹوبر کو نواب صاحب جوناگڈھ سے بلاول تشریف لے گئے اور ایک ماہ پانچ یوم قیام فرمانے کے بعد ۱۷ نومبر کو جوناگڈھ واپس تشریف لائے۔

نواب صاحب کا عقد آمنہ بی بی صاحبہ کے ساتھ

۲۷ اپریل کو شام کے چھ بجے جوناگڈھ کی آمنہ بی بی صاحبہ بنت حسن بھائی کے ساتھ نواب صاحب کے نکاح کی رسم بلاول میں ادا ہوئی۔ اس مسرت کے موقع پر سنٹرل جیل کے قیدیوں، لیپر اسائیلم کے مریضوں، اور جوناگڈھ کے غرباء کو شیرینی تقسیم ہوئی اور تمام ریاست میں ۲۹ تاریخ کو تعطیل منائی گئی۔ یہ بیگم صاحبہ "جوناگڈھ (والی) بیگم صاحبہ" کے نام سے مشہور ہیں۔

حضور سکریٹری امیر شیخ محمد بھائی صاحب کی شادی

۱۲ مئی کو حضور سکریٹری امیر شیخ محمد بھائی صاحب کی منگنی کی مبارک رسم موسومہ بڑی منگنی ریاست کے جاگیردار شیخ عمر بھائی بن محمد بھائی صاحب

کی صاحبزادی جمیلہ خاتون سے ہوئی۔ سردار باغ سے جلوس نکلا اور شہر کے خاص راستوں سے ہوتا ہوا دلہن کے گھر پہنچا۔ ۱۳ مئی کو پوشاک کا جلوس دلہن کے گھر سے سردار باغ پہنچا۔

ریاست کی طرف سے بہت بڑی تعداد میں دعوتی خطوط ارسال کئے گئے تھے اور بارہ وفود بھی مختلف بڑی ریاستوں میں بھیجے گئے تھے۔ متعدد ممتاز مہمانوں اور کئی دربار صاحبان نے اپنی شرکت سے اس امر کا ثبوت دیا کہ امیر شیخ محمد بھائی صاحب سے اُن کے تعلقات دوستانہ ہیں۔ چونکہ اس زمانے میں نواب صاحب کا قیام بلاول میں تھا لہٰذا شادی کا یہ شاندار اجتماع بلاول میں ہوا۔ ۲۷ مئی مطابق ۱۰ شوال ۱۳۴۲ھ کو شب کے گیارہ بجے پورٹ آفس کے قریب ایک شامیانہ میں رسم نکاح ادا ہوئی۔ اس موقع پر بلاول اور جوناگڈھ دونوں جگہ مسرت وشادمانی کا عام مظاہرہ ہوا۔ ۲۸ مئی کی صبح میں نیٹیو گیسٹ ہاؤس کے قریب ایک شامیانہ میں بدھاوا دینے کا دربار منعقد ہوا۔ ہز ہائنس نواب صاحب نے بھی شرکت فرما کر مجلس کی عزت افزائی فرمائی۔ جو ممتاز مہمان وہاں جمع تھے ان کا خیر مقدم کرتے ہوئے اور امیر شیخ محمد بھائی صاحب کو مبارکباد اور جاگیر دیتے ہوئے حضور نواب صاحب نے مختصراً مگر شاندار تقریر انگریزی میں فرمائی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

دربار صاحبان، بھایات، امراء، حکام، اور میری محبوب رعایا!

مجھے کامل اطمینان ہے کہ آپ جملہ حاضرین کے بھی جذبات میرے ساتھ ہیں۔ جبکہ میں اپنے وفادارترین اور سب سے زیادہ عقیدتمند افسر امیر شیخ محمد کو مبارکباد دینے اور اُنکی زندگی میں مسرت وخوشحالی کی خواہش کے اظہار کے لئے کھڑا ہوتا ہوں۔

آپ سب صاحبان اُن گہرے تعلقات سے واقف ہیں جو اُن کو مجھ سے، میری ریاست اور میری رعایا سے ہیں اس لئے زیادہ طویل تذکرہ کی ضرورت نہیں لیکن اس موقع پر

مین اتنا اظہار کئے بغیر بھی نہین رہ سکتا کہ انہون نے گذشتہ تین سال مین نہ صرف میری بلکہ تمام ریاست کی بڑی قابلِ قدر خدمات انجام دی ہین۔ انہون نے ریاست کے فلاح و بہبودی کے واسطے ان تھک جدوجہد کی ہے اپنی گرانبار ذمہ داریون سے کبھی بے نیازی نہین اختیار کی بلکہ بعض اوقات اس وجہ سے اپنی صحت جسمانی کی بھی پروا نہین کی۔ انہون نے یہ سب خوشدلی کے ساتھ کیا اور اس مین ذرا مبالغہ نہین کہ ریاست مین وہ ہر لحاظ سے میرے دست راست کی حیثیت رکھتے ہین۔ ذاتی حیثیت مین مَین کہہ سکتا ہون کہ اس مبارک تقریب مین شرکت کرنے سے مجھے انتہائی مسرت ہوئی اور یہ دیکھکر خوشی ہوئی کہ میرے یہ عزیز دوست اور افسر اب نئی زندگی مین قدم رکھ رہے ہین۔

بلاول مین میرا قیام ایک سے زیادہ وجوہ کی بنا پر بہت مسرت خیز ثابت ہوا ایک وجہ مسرت کی یہ ہے کہ آپ لوگون کو مختلف مواقع پر دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے مگر آب مجھے یہ دیکھکر بہت اطمینان ہے کہ آپ نے کامل محبت کے جذبات کے ساتھ اس تقریب مین حصہ لیا ہے۔ مجھے یہ محسوس کرکے مسرت ہوتی ہے۔ کہ ان جذبات مین مَین بھی آپ کے ساتھ شریک ہون۔

امیر شیخ محمد نے میری ذات اور میری ریاست کی جو بے بہا و وفادارانہ خدمات کی ہین ان کے اعتراف کے اظہار کے طور پر مَین اُن کو موضع **اگترائی** واقع کبشو و محال نسلاً بعد نسلٍ انعام دیتا ہون۔

تقریر ختم ہونے کے بعد اس کا گجراتی ترجمہ دیوان صاحب نے پڑھا پھر مختلف ریاستون اور تعلقون کی طرف سے پوشاکین لینے کی رسم ادا ہوئی اور شام کو اُنھی سب کو واپسی مین

پوشاکین دی گئین۔ اس مبارک موقع کی خوشی مین، ۲ مئی کو تمام ریاست مین عام تعطیل منائی گئی

خطابات جون مین برٹش سرکار کی طرف سے ڈاکٹر پی۔ ٹی۔ کوٹھاری۔ ایل ایم ایس چیف میڈیکل افیسر کو "راؤ بہادر" کا خطاب ملا۔

ولی عہد صاحب کی سالگرہ ولی عہد صاحب محمد دلاور خان کی پہلی سالگرہ ۱۲ جون بروز سہ شنبہ واقع ہوئی۔ اس مبارک موقع پر شہر کے راج محل مین شام کو ایک کچہری منعقد ہوئی جس مین ریاست کے تمام امراء حکام اور رعایا نے شرکت کی۔ ولی عہد صاحب نے اپنی زندگی کے دوسرے سال مین قدم رکھا تھا اس لئے دو توپون کی سلامی ہوئی۔ اور شہر مین غربا کو شیرینی اور شیرین کھانے تقسیم ہوے۔

شاہزادی تاج بخت صاحبہ کی ولادت ۱۹ جون کی شام کو ساڑھے سات بجے ہر ہائنس بیگم منور جہان صاحبہ کے شاہزادی تولد ہوئی۔ جن کا نام تاج بخت رکھا گیا۔

لعل بخت صاحبہ کی نسبت نواب صاحب کی اکلوتی ہمشیر لعل بخت صاحبہ کی نسبت رستم خان حسین خان بابی جاگیردار ہڑمتیا کے ساتھ قرار پائی بڑی منگنی کی مبارک تقریب پر بتاریخ ۷ ستمبر کی جمعہ کی شب کو ایک جلوس وزیر صاحب کی حویلی (جسمین مہمانخانہ ہے) سے روانہ ہو کر شہر کے خاص راستون سے گذرتا ہوا دربار گڈھ پہنچا۔ دوسرے روز دوپہر کے ڈیڑھ بجے رسم شکرانہ ادا ہوئی اور اسی طرح کا جلوس دربار گڈھ سے وزیر صاحب کی حویلی تک نکلا اور اُس روز (شنبہ) عام تعطیل منائی گئی۔

دیوان کا تغیر چونکہ مسٹر تری بھون رلئے رانا چھ سو روپئے ماہانہ کی پنشن پر چلے گئے ہز ہائنس نواب صاحب نے بگسرہ کے دربار ویراوالا کو ۱۵ اکتوبر سے ریاست کا دیوان مقرر کیا۔

نواب صاحب کا امن بی بی صاحبہ سے نکاح

کتیانہ کی امن بی بی صاحبہ بنت حبیب خان شروانی کے ساتھ ۳۰ اکٹوبر کو شب کے ساڑھے گیارہ بجے ہز ہائنس نواب صاحب کا بلاد اول مین عقد ہوا۔ اس مبارک موقع کی خوشی مین پنجشنبہ یکم نومبر کو عام تعطیل منائی گئی اور غربا کو شیرین کھانے تقسیم کئے گئے۔ یہ بیگم صاحبہ "کتیانہ (والی) بیگم صاحبہ" کے نام سے مشہور ہین۔

مہابت پور کا آباد ہونا

۴ نومبر کو ایک نیا گاؤن ویساوور محال مین آباد کیا گیا جس کا نام **مہابت پور** موجودہ نواب صاحب کے نام پر رکھا گیا۔

ریلوے لائن مین توسیع

جمبور سے پراچی روڈ تک بقدر ۶۴ ء ۷ میل ریلوے لائن مین توسیع مکمل ہو گئی اور ۱۳ نومبر سے ہر قسم کی آمد و رفت کے لئے کھل گئی۔

ملٹری ایڈوائزر انچیف کا ورود

۱۹ سے ۲۳ نومبر تک میجر جنرل سر ہیری واٹسن ملٹری ایڈوائزر انچیف (مشیر فوجی) انڈین اسٹیٹ فورسیس نے جوناگڈھ مین ورود کیا۔ دوران قیام مین انہون نے ریاست کے چند اہم ادارون کا معائنہ کیا اور گر کے جنگل مین ایک شیر مارا۔

بنتھلی مین اسلامیہ گرلز اسکول و میٹرنٹی ہاسپٹل

بنتھلی کے سیٹھ حاجی عبدالشکور غنی اور محمود پٹیل نے نہایت قابلِ قدر فیاضانہ پبلک سپرٹ کے ساتھ سوا لاکھ روپیہ خرچ کر کے ایک وسیع عمارت مدرسہ صبیات اور زچہ خانہ کے واسطے بنتھلی مین تیار کرائی۔ ریاست نے فیاضی کے ساتھ عمارت کے واسطے زمین عنایت کی۔ یہ عمارت اندر اور باہر سے نہایت شاندار ہے اور بنتھلی اس پر جتنا فخر کرے بجا ہے۔ عمارت مذکور دو منزلہ ہے نیچے کی منزل مدرسہ کے واسطے اور اوپر کی منزل زچگی اور مریضہ عورتون کے واسطے ہے۔

سنہ ۱۹۲۴ء
ریلوے منیجر کو خطاب

نئے سال کی خوشی مین پہلی جنوری سنہ ۱۹۲۴ء کو مسٹر ای۔ ڈبلیو۔ پراکٹر سیمس منیجر و انجینیر ان چیف جوناگڈھ اسٹیٹ ریلوے کو ان کی ریاست کی

طویل خدمات کے صلہ مین برٹش گورنمنٹ کی طرف سے۔سی۔آئی۔ای۔کا خطاب ملا۔

مہابت خانجی انفنٹری جوناگڈھ اسٹیٹ انفنٹری جو حضور نواب صاحب کے مبارک نام پر **مہابت خانجی انفنٹری** کے نام سے موسوم ہے از سر نو ترتیب شدہ فوج ہے اور یکم فروری[1] سے عالم وجود مین آئی۔بعد مین اسکے ساتھ مشک باجہ شامل کیا گیا اپریل ۱۹۲۷ء سے اس انفنٹری کو گورنمنٹ آف انڈیا کی منظوری سے انڈین اسٹیٹس فورسیس کا درجۂ دوم (بی) کا کلاس عطا کیا گیا۔

شاہزادہ محمد ہمت خان صاحب اور شاہزادہ محمد شمشیر خانصاحب کی ولادت ۱۶ فروری مطابق ۱۰ رجب ۱۳۴۲ھ بروز شنبہ صبح کو ہر ہائنس بیگم آمنہ بی بی صاحبہ کے ایک شاہزادہ تولد ہوا جنکا نام **محمد ہمت خان**[2] رکھا گیا۔تاریخ ۲ جولائی بروز چہارشنبہ صبح کو ہر ہائنس بیگم امن بی بی صاحبہ کے ایک شاہزادہ تولد ہوا جنکا نام **محمد شمشیر خان** رکھا گیا۔ان دونون موقعون پر ریاست مین عام تعطیل ہوئی۔اور شیرینی کھانے غربا کو تقسیم ہوئے۔

نائب وزیر صاحب کی وفات نواب صاحب کے نانا محمد خان فرید خان صاحب جو مرحوم نواب محمد رسول خان صاحب کے زمانے مین نائب وزیر تھے تاریخ ۲۲ اپریل (مطابق ۱۷ رمضان ۱۳۴۲ھ) کی شب کے نو بجے انتقال فرما گئے لہذا تاریخ ۲۳ کو ریاست مین تعطیل رہی۔

امیر شیخ محمد بھائی صاحب دیوان کی حیثیت مین چونکہ دیوان ویراوالا گورنمنٹ کی ملازمت مین واپس جانا پڑا اس لئے ہز ہائنس نواب صاحب نے ۴ ستمبر سے امیر شیخ محمد بھائی صاحب کو حضور سکریٹری اور پرائیویٹ سکریٹری ہونے کے علاوہ دیوان ریاست کے عہدے سے

[1] اس سے پیشتر پولس سوارون (ماؤنٹیڈ پولس) کا بیڑا موقوف کر دیا گیا تھا۔

[2] تاریخ ولادت جو شاعر غلام علیخان کامل نے کہی ہے اسکا آخری مصرع یہ ہے۔ مبارک شاہ کو شہزادہ۔ ہمت خان بہادر دل۔ ۱۳ھ۴۲

بھی ممتاز فرمایا۔

لعل بخت صاحبہ کی وفات حسرت آیات

اس سال کا سب سے افسوسناک واقعہ ہز ہائینس نواب صاحب کی اکلوتی ہمشیر لعل بخت صاحبہ کی وفات تھی۔ جو ۱۳ اکٹوبر مطابق ۱۳ ربیع الاول ۱۳۴۳ ہجری بروز دوشنبہ صبح کے ساڑھے چار بجے شہر سے باہر کے راج محل میں واقع ہوئی۔ ان کو مہابت مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ ریاست کے تمام دفاتر اظہار غم کے طور پر بند رہے اور تمام ریاست میں تین روز تک کاروبار بند رہا[1]۔ ان کی ولادت ۳ نومبر ۱۹۰۳ء کی تھی اسلئے وفات کے وقت صرف ۲۱ سال کی عمر ہوئی۔ شاعر کامل نے خوب کہا ہے:۔

آئی دل سے درد میں ڈوبی صدا
آہ بیمان لال بخت نیک نام

۱۳ ۴ ۳ ہجری

کاٹھیاواڑ کا دور جدید۔ ریاستوں سے حکومت ہند کے تعلقات اور وائسرائے صاحب کی کاٹھیاواڑ میں آمد۔

تمام بڑی ریاستوں کا تعلق براہ راست مرکزی حکومت سے ہو یہ ایک اہم سفارش تھی جس پر پرنسیز کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ ۱۹۱۸ء میں بہت زور دیا تھا۔ اور مونٹ فورڈ اصلاحات میں بھی اس امر کو تسلیم کر لیا گیا۔ لہذا یہ مسرت آمیز تغیر ہوا کہ ریاستہائے کاٹھیاواڑ کے تعلقات برٹش انڈیا کے نئے

---

[1] مرحومہ کے چالیسویں کے روز ۱۸ نومبر کو شہر کے راج محل میں شہر خرچ ہوا۔ اسکے بعد ماہ ڈسمبر میں بھڑوچ کے پیرزادہ سید احمد ولد سید محمد صاحب کی طرف سے سوگ اُتارنے کی رسم ادا کی گئی۔ لعل بخت صاحبہ کی یادگار میں سنٹرل جیل کے قریب ایک مسافر خانہ نواب صاحب کی طرف سے تیار ہوا۔ جسکا نام "بیما لعل بخت صاحبہ مسافر خانہ" رکھا گیا۔ ان کی یادگار میں جو رقم ہر ہائنس ماں صاحبہ نے عطا کی اس سرمایہ سے ایک اسلامی کنیا شالہ سید واڑہ میں بنام "بیما لعل بخت صاحبہ مسلم کنیا شالہ" تعمیر کی گئی اور مہابت مدرسہ کے قریب لوکرٹی واو مسجد جو "بیما لعل بخت صاحبہ کی مسجد" کے نام سے مشہور ہوئی۔ از سر نو بنائی گئی۔ لعل بخت صاحبہ کی مسجد اور مسافر خانہ ہر ایک

حالات کے مطابق قائم ہوے اور مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کے مطابق کاٹھیاواڑ ایجنسی بمبئی گورنمنٹ سے گورنمنٹ آف انڈیا منتقل ہوگئی۔

تمام کاٹھیاواڑ کی ریاستین، کچھ، اور پالن پور کی ایجنسیان بمبئی گورنمنٹ کی سیاسی نگرانی سے علحدہ کر کے ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۴ء سے گورنمنٹ آف انڈیا سے متعلق کردی گئین جس کی طرف سے ایک ایجنٹ المخاطب بہ "ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل ان دی اسٹیٹس آف ویسٹرن انڈیا" ریاستہاے مذکورہ کی نگرانی کے لئے بمقام راجکوٹ مین مقرر کئے گئے۔ اس تغیر سے کاٹھیاواڑ مین دور جدید کی ابتدا ہوئی اور اس واقع سے صوبہ کی تاریخ مین ایک جدید باب شروع ہوا۔ نئی ایجنسی مین پہلے ایجنٹ گورنر جنرل سی۔ سی۔ واٹسن صاحب سی۔ آئی۔ ای، آئی۔ سی۔ ایس۔ مقرر ہوے۔

اس تغیر کا اعلان ہز ایکسیلینسی وائسراے و گورنر جنرل ہند نے کیا جنھون نے کاٹھیاواڑ کا دورہ فرمایا۔ انہون نے ۲۴ نومبر کو راجکوٹ مین ورود فرماکر دو روز قیام فرمایا۔ اس موقع پر کاٹھیاواڑ کے تمام والیان ریاست اور سردار راجکوٹ مین جمع ہوے تھے۔ چونکہ ریاست جوناگڈھ مین ہز ہائنس نواب صاحب کی ہمشیر کی وفات پر ماتم تھا اس لئے نواب صاحب تشریف نہ لیجا سکے۔

کاٹھیاواڑ کے والیان ریاست سے ملاقات کے لئے ۲۵ نومبر کو وائسراے صاحب نے کونوٹ ہال مین ایک دربار منعقد کیا اور ایک تقریر مین تصریح کی کہ کس طرح ریاستہاے کاٹھیاواڑ کی نگرانی براہِ راست گورنمنٹ آف انڈیا سے متعلق ہوگئی۔ اسی روز شام کو والیانِ ریاست نے راجکمار کالج کے ہال مین ہز ایکسیلینسیز لارڈ اور لیڈی ریڈنگ کو دعوت دی۔ جس مین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳۸) پر جو کتبہ لگا ہوا ہے اسکے اخیر شعر کے حسب ذیل دونون مصرعون سے تاریخین نکلتی ہین:-

کیا مسافرخانۂ و مسجد پسندیدہ ہے جائے	تا قیام الدین رہین یہ یادگار ین برقرار
۱۳ ۴۵	۱۹ ۷ ۲۶

جام صاحب نے جو تقریر والیان ریاستہائے کاٹھیاواڑ کی طرف سے کی اسمین ہز ہائنس نواب صاحب کے متعلق یہ الفاظ استعمال کئے:۔

(ترجمہ) مجھے افسوس ہے کہ ہز ہائنس نواب صاحب جوناگڈھ آج رات کے جلسہ کی مسرتوں مین شریک نہین ہین کیونکہ ان کے خاندان مین ایک افسوسناک حادثہ ہوگیا ہے۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ کل وہ اپنے خوبصورت جنگلون مین حضور والا کے خیر مقدم کے انتظامات خود اپنی زیر نگرانی فرمائین گے۔

لارڈ ریڈنگ صاحب نے جواب دیتے ہوے نواب صاحب کی غیر موجودگی کا ان الفاظ مین ذکر فرمایا:۔

(ترجمہ) اس افسوس مین مَین بھی آپ کے ساتھ شریک ہون کہ ایک افسوسناک حادثہ کی وجہ سے آج شب کو ہم نواب صاحب جوناگڈہ کی شرکت سے محروم رہے۔ لیکن اس غم ناک واقع کے باوجود ہز ہائنس نے بڑی مہربانی کے ساتھ مجھ سے اصرار کیا ہے کہ اُن کی ریاست مین جانے کا وعدہ مَین ضرور ایفا کرون گا۔ چند روز مین ان سے لطفِ ملاقات حاصل ہونے کی امید ہے ... جب مین نواب صاحب جوناگڈہ کا مہمان ہونگا تو ان کے قدیم شہر کو دیکھنے کا موقع ہوگا۔ اور گرنار پہاڑ اور اس کے مقدس مندرون اور یادگارون پر بھی ایک سرسری نظر ڈالونگا۔

وائسرائے صاحب کی آمد وائسرائے لارڈ ریڈنگ صاحب تاریخ ۲۵ نومبر کو شب کے ساڑھے دس بجے اسپیشل ٹرین پر راجکوٹ سے براہ راست ریاست جوناگڈھ کے گیر کے جنگل کے لئے روانہ ہوے۔ اور تاریخ ۲۶ کو صبح آٹھ بجے تلالا اسٹیشن پہنچے۔ اُن کی آمد پرائیویٹ تھی۔ دیوان امیر شیخ محمد بھائی صاحب نے ریاست کے سات افسرون کے ہمراہ ان کا استقبال کیا۔ پھر سب لوگ

موٹر دن مین روانہ ہوے اور سوا نو بجے ساسن پہنچے۔ ممتاز مہمان کے خیر مقدم کیلئے بڑے پیمانہ پر ساسن مین تیاریان کی گئی تھین۔ جوناگڈھ اسٹیٹ فورسیس سے بارہ افسر اور ۳۹ سوار اور ایک بڑا پولیس کا دستہ ساسن مین وائسرائے صاحب کے کیمپ کی حفاظت کے لئے بھیجد یا گیا تھا۔

تاریخ ۲۶ اور ۲۷ کو کوئی شکار نہ ملنے کی وجہ سے وائسرائے صاحب جوناگڈھ جانے کے عوض ساسن ہی مین ایک اور روز گذارنے کے خواہشمند ہوے۔ لیکن نواب صاحب سے ملاقات کا خیال انہین ضرور تھا لہذا یہ قرار پایا کہ نواب صاحب وہین تشریف لائین۔ اسلئے امیر شیخ محمد بھائی صاحب رات ہی رات نواب صاحب کو بلانے کے لئے کیشود چلے گئے اور نواب صاحب وائسرائے صاحب کی ملاقات کے لئے دوسرے روز صبح ساسن مقام پر شکار گاہ مین پہنچ گئے۔ اسی دن وائسرائے صاحب نے دو شیر مارے مگر وہ دونون بھاگ گئے۔ ان مین سے ایک کو نہایت کوشش اور جستجو کے بعد امیر شیخ محمد بھائی صاحب نے تلاش کیا جس سے وائسرائے صاحب بہت محظوظ ہوے اسکا طول ۹ فٹ تین اینچ تھا۔ ساسن مین تین دن قیام فرمانے کی وجہ سے وائسرائے صاحب شہر جوناگڈھ مین تشریف نہ لاسکے لہذا سیدھے جامنگر روانہ ہوگئے جہان ۲۹ نومبر کی صبح کو ساڑھے آٹھ بجے پہنچے اور فوراً نواب صاحب کو حسب ذیل تار دیا۔

(ترجمہ) آپ عالیجناب کی ریاست کو خیر باد کہتے ہوے مین آپ کی نوازش اور مہمانداری کیلئے آپ کا شکر گذار ہون۔ آپ جناب کی ملاقات سے مجھے نہایت مسرت ہوئی اور مجھے اس بات کا بہت رنج ہے کہ واقعات نے مجھے آپ کے پایۂ تخت کی ملاقات سے روک لیا۔ میری ساسن کی ملاقات بڑی پُر لطف رہی اور وہان کی چھاونی اور شکارگاہ کے اعلیٰ انتظامات

کی میں بہت ہی قدر کرتا ہوں ۔ میری اس شکاری مہم کو میں نے نہایت دلچسپ اور حیرت انگیز پایا اور میرے ہندوستان کے شکاری تجربہ میں یہ مہم بالکل بےنظیر ثابت ہوئی ۔ آپ عالیجناب کی شخصیت کی اور آپ کی ریاست کی بہترین اور خوشگوار یادگار میں اپنے ساتھ لئے جاتا ہوں ۔

طبقات الارض کی تحقیقات نواب صاحب کے تخت نشین ہونے کے بعد طبقات الارض کی تحقیقات کے لئے مسٹر جے ۔ اے ۔ پیچیل کو کچھ عرصہ کے لئے مقرر کیا تھا ۔ امسال یہ خیال پھر تازہ ہوگیا ۔ اور مسٹر ٹی ۔ لینڈل میلس کی خدمات اس مقصد کیلئے حاصل کی گئیں ۔ انہوں نے ۱۷ مارچ سے اپنا کام شروع کیا اور اسی سال کے نومبر میں ختم کردیا ۔ انہوں نے (۱) گر (۲) اونہ (۳) بلاول (۴) پٹن (۵) سیل (۶) چورواڑ اور (۷) بھیسان محالات میں تحقیقات کی مگر کوئی قابل ذکر نتیجہ برآمد نہ ہوا ۔ اس کام پر مجموعی خرچ ساٹھ ہزار روپیہ ہوا ۔

متفرق ملیٹری سکریٹری پرتاب سنگھ جی تاریخ ۲۱ جولائی سے دیوان آفس میں بطور جنرل سکریٹری کے بدل دئے گئے اور ۴ ستمبر سے سبکدوش کئے گئے ۔ ملیٹری سکریٹری کا عہدہ بھی موقوف کردیا گیا ۔

ماہ فروری سے بمبئی سے اونہ محال کے نوا بندر پر ایسٹ انڈیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی کے جہازات کی آمد و رفت شروع ہوگئی اور مسافر آنے جانے لگے ۔

۱۹۲۵ء

نواب صاحب کا نکاح ۷ جولائی ۱۹۲۵ء مطابق ۱۶ ذالحجہ ۱۳۴۳ھ کو شب کے آٹھ بجے نواب صاحب کا موتی بی بی صاحبہ بنت سرور بھائی سے نکاح ہوا ۔ اس موقع کی خوشی میں ۸ جولائی روز چہارشنبہ کو تعطیل منائی گئی ۔

شاہزادہ محمد اقبال خانصاحب اور شاہزادی مراد بخت صاحبہ کی ولادت ۲۷ اگسٹ پنجشنبہ کی صبح کو ہر ہائنس بیگم امن بی بی صاحبہ کے دوسرا شاہزادہ تولد ہوا جنکا نام محمد اقبال خان رکھا گیا ۔

تاریخ ۲ نومبر کو دوپہر کے ۲ بجے ہر ہائینس بیگم منور جہان صاحبہ کے شاہزادی تولد ہوئی جن کا نام **امراؤ بخت** رکھا گیا۔

الگزنڈرا صاحبہ کی وفات

شہنشاہ معظم کی والدہ الگزنڈرا صاحبہ کی وفات کی وجہ سے ریاست مین تاریخ ۲۳ نومبر کو تعطیل رہی۔

انڈین ریڈکراس سوسائٹی کا قائم ہونا

تاریخ ۱ اپریل سے انڈین ریڈکراس سوسائٹی (انجمن صلیب احمر ہند) جوناگڈھ مین قائم کی گئی۔ حضور نواب صاحب اس کے پیٹرن ہین اور حضور نے پانچ ہزار روپیئے اسکے چندے مین عنایت کئے۔ امیر شیخ محمد بھائی صاحب اسکے صدر الصّدور ہین۔ سینٹ جان ایمبولنس کا کام بھی اب اسی سوسائٹی کے متعلق کردیا گیا۔

دلاورپور گاؤن کا آباد ہونا

محال وبیساودر کی آنبا جھر ندی کے کنارے پر ایک نیا گاؤن بسایا گیا اور تاریخ ۸ ستمبر سے شاہزادہ ولیعہد محمد دلاور خان صاحب کے نام پر اسکا نام **دلاورپور** رکھا گیا۔

حضور نواب صاحب اور دیوان صاحب کا دورہ

امسال نواب صاحب نے بلاول، کیشود، چورواڑ، کتیانہ، اور دیگر مقامات کا دورہ فرمایا۔

اگسٹ اور ستمبر مین دیوان امیر شیخ محمد بھائی صاحب نے تمام محالات کے مرکزون کا معائنہ فرمایا۔

مالی سال

ریاست کا آفیشیل برس ماہ ستمبر سے شروع ہوتا تھا چونکہ ماہ اگسٹ مین زراعتی سالانہ محاصل کا پیشگی تخمینہ ناممکن تھا اور زراعت کے نتائج کا ریاست کے مختلف شعبون کے بجٹ تیار کرتے وقت زیادہ صحیح اندازہ ہوسکے اسلئے آئندہ سے مالی سال یکم ستمبر کی بجائے یکم نومبر سے شروع کیا گیا۔ مذکورۂ بالا تغیر وتبدل باقاعدہ طور پر کرنے کے لئے سمت ۱۹۸۲ کا سال ۱۴ ماہ کا یکم ستمبر ۱۹۲۵ء سے ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۶ء تک قرار پایا۔

اصلاحات وغیرہ

حسب ضرورت و موقع ریاست کے بعض حصوں مین بیگھوٹی سسٹم کی شرح پر نظر ثانی کی گئی۔

اس سال حسب ذیل اصلاحات نافذ کی گئین :۔

(۱) مفاد عامہ کی وجہ سے ایسے جوئے کے کھیل بند کئے گئے جیسے رنگ بورڈ، رنگ پولو، شوٹنگ گیلری، فرانچ کراکے، اور باکس بال وغیرہ۔

(۲) حفظان صحت عامہ کے خیال سے بانس پتی کے گھی کی درآمد ریاست مین بند کردی گئی۔

ڈسمبر مین جوناگڈھ پولو ٹیم نے کاٹھیاواڑ پولو ٹورنامنٹ مین راجکوٹ مین حصہ لیا۔اور مہاراجہ صاحب بھاؤنگر کا رکھا ہوا چیلنج کپ ایکہزار روپئے کی قیمت کا جیت لیا۔چونکہ کپ جیتنے کا یہ تیسرا موقع تھا۔اسلئے وہ کپ اب ہمیشہ کے لئے جوناگڈھ اسٹیٹ لانسرس کا ہی ہوگیا۔

۱۹۲۶ء

نواب صاحب کو کے۔سی۔ایس۔آئی کا خطاب۔

نواب صاحب کا دہلی تشریف لیجانا اور وہان تمغائے خطاب کو عطا کرنیکی رسم کا ادا ہونا

نئے سال کی خوشی مین پہلی جنوری ۱۹۲۶ء کو حضور نواب صاحب کو شہنشاہِ معظم نے "نائٹ کمانڈر آف دہی اسٹار آف انڈیا" (کے سی۔ایس۔آئی۔) کا خطاب عنایت فرمایا جسکی مبارکباد وائسرائے صاحب نے ایک روز پہلے سے دی۔لہٰذا پہلی تاریخ کی صبح کو سلامی کی ۱۵ توپین سر کی گئین۔اور ۳ تاریخ تک ریاست مین عام تعطیل رہی تمغہ عطا کرنے کی رسم سرکاری حیثیت سے لارڈ ریڈنگ صاحب وائسرائے بہادر نے دہلی مین ادا کی۔ ۲۶ جنوری کو شب کے دس بجے نواب صاحب وائسرائے صاحب کی دعوت پر اسپیشل ٹرین سے کیشود سے دہلی روانہ ہوے جہان ۲۸ جنوری کو صبح ساڑھے دس بجے

دہلی پہنچے۔ وہاں ہز ایکسیلینسی کی طرف سے پولیٹیکل افسر نے خیر مقدم کیا اور پندرہ توپوں کی سلامی ورود کے وقت ہوئی۔ اسی شب میں وائسرائے صاحب نے نواب صاحب کو تمغۂ عطا کرنے کی رسم وائسریگل لاج میں ادا کی اِس وقت نواب صاحب کے ہمراہ امیر شیخ محمد بھائی صاحب حضور سکریٹری و دیوان اور مسٹر ای ڈبلیو پر اکٹر سیمس سی۔آئی۔ای۔ منیجر جوناگڈھ اسٹیٹ ریلوے تھے نواب صاحب مع ہمراہیان اسی شب کے ساڑھے گیارہ بجے دہلی سے روانہ ہوئے اور ۳۰ جنوری کو دوپہر کے ایک بجے کیشود تشریف لائے۔ واپسی میں اسپیشل ٹرین ۲۰ منٹ کے لیئے جوناگڈھ اسٹیشن پر ٹھیرائی گئی۔ جہاں امراء، جاگیردار، حکام اور شرفا کا شاندار اجتماع نواب صاحب کو مبارکباد دینے کے لئے موجود تھا۔ پندرہ توپوں کی سلامی ہوئی۔ ہاتھ لگائی (نذرانہ) کی رسم ادا ہوئی اور وہ دن تمام ریاست میں یوم تعطیل قرار دیا گیا۔

شاہزادہ محمد اقبال خانصاحب اور شاہزادہ محمد شمشیر خانصاحب کی وفات

شاہزادہ محمد اقبال خان صاحب[1] اور شاہزادہ محمد شمشیر خان صاحب[2] نے علی الترتیب ۲۰ جون مطابق ۹ ذالحجہ ۱۳۴۴ھ اور ۴ اگسٹ مطابق ۲۵ ماہ محرم ۱۳۴۵ھ کو وفات پائی۔

سیلاب

اس سال بارش کی غیر معمولی کثرت تھی اور ۵ جولائی سے ۲۰ ستمبر تک تقریباً مسلسل برستا ہی رہا اور ۱۷ اور ۱۸ ستمبر کو آندھیاں بہت تباہ کن چلیں۔ فصلیں جو تیار کھڑی تھیں سب پانی سے بہ گئیں۔ اور متعدد ایام تک زیر آب رہیں

[1] شاہزادہ مرحوم کی قبر پر (مہابت مقبرے میں) جو کتبہ لگا ہوا ہے اسمیں مصرع تاریخ وفات یہ ہے:-

آہ اقبال خان بچھڑ کے ہوئے — داخلِ بابِ قصرِ خلد بریں
۱۹۲۶

[2] شاہزادہ مرحوم کی قبر پر (مہابت مقبرے میں) جو کتبہ لگا ہوا ہے اسمیں مصرع تاریخ وفات یہ ہے:-

یہ ہے سالِ رحلت گئے اس جہان سے — سوئے خلد۔ شمشیر خان فردِ عالم
۱۹۲۶

بالخصوص گمر، اونہ، پٹن، کیشود، مالیہ اور کتیانہ محال مین متعدد مکانات کلیتاً یا جزواً منہدم ہوگئے ہزارون درخت جڑ سے اکھڑ گئے اور مویشی و مال کا بھی نقصان ہوا۔ مگر خوش قسمتی سے بہت کم انسانی جانون کا نقصان ہوا جو لوگ سیلاب سے مصائب مین پڑ گئے تھے ان کو مفت اور فوری امداد ریاست کی طرف سے دی گئی اور اس طرح بے خانمان بربادون کی بہت کم مصیبت ہوگئی۔ کالوا دروازے کے باہر ڈھیڑھ واڑہ مین پانی بھر گیا تھا اس لئے اس کے رہنے والون کو قریب ترین سرکاری عمارت مین منتقل کر کے کھانے کا انتظام کر دیا گیا۔ سب سے زیادہ پانی مالیہ مین گرا جہان اسکی مقدار پچانوے انچ اٹھائیس سنٹ تھی۔

ریلوے لائن پر کئی مقامات پر غیر معمولی بارش جس کا تخمینہ سات سے بارہ گھنٹہ تک مین ۷۵ء۱۰ سے ۸۰ء۲۷ انچ تک ہے ہوئی جس سے لائن کو بہت نقصان پہنچا۔ ٹرین کی آمد و رفت خاص لائن پر کیشود اور بلاول کے درمیان، بلاول و تلالا، تلالا و پراچی روڈ کے درمیان اور شاہ پور سرآڑیا برانچ لائن پر علی الترتیب ۵، ۲۰، ۲۴ اور ۱۲ دن کے لئے بند ہوگئی۔

بارش و سیلاب کی زیادتی کی وجہ سے خریف کی فصل کا بڑا حصہ تباہ ہوگیا۔ اس کے اثرات کو کم کرنے کے لئے بیج گھانس اور مویشی کے واسطے تقاوی تقسیم کی گئی۔ اور اس سال کے لئے کاشتکارون کو حسب ذیل مراعات دی گئین:۔

(۱) جہان پانی کے سیلاب سے کھیت ڈھل گئے تھے ان زمینوں کی تحصیل معاف کردی گئی۔

(۲) بیگھوٹی کی ادائیگی کے وقت مین معقول توسیع۔

(۳) خالصہ اور باہر کھلی کے جن کاشتکارون پر عدالت کی ڈگریان تھین انکو ملتوی کر دیا گیا۔

(۴) "بارانی" زمین کی سیرابی کے واسطے جہان بھی ممکن ہو پانی کا استعمال مفت کر دیا گیا۔

(۵) خالصہ کے تمام کاشتکارون کو اجازت دیدی گئی کہ وہ بغیر سمری محصول ادا کئے ہوئے

باہر کھلی (یعنی زمینداروں کی) زمین میں کاشت کر سکتے ہیں۔

دیوڑا اور مہابت پورہ کا جاگیر میں دیا جانا

اسی سال ہر ہائنس کتیانہ والی بیگم صاحبہ کو موضع دیوڑا اور اُن کے بھائی بہادر خان ولد حبیب خان کو موضع مہابت پورہ انعام میں دئے گئے۔

متفرق

کپتان ایف۔ بی۔ این۔ ٹینلے تاریخ ۳۰ نومبر سے ریاست کے چیف سکریٹری مقرر ہوے۔

۲۰ ستمبر سے مہابت مقبرہ اور جامع مسجد کے سوا ریاست جوناگڈھ کی تمام مساجد کی مرمّت وغیرہ کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی۔

ایک ہاتھی جس کا نام "برچھی بہادر" تھا ۵ دسمبر کو مرگیا۔ اب ریاست میں صرف ایک ہاتھی "موتی گنج" رہ گیا ہے۔

اس سال کُتیانہ اور مہابت پورہ میں نئے بنگلوں کی تعمیر ہوئی۔ جمخانہ کلب میں بجلی کی روشنی کا انتظام ہو گیا۔

جیتلسر راجکوٹ ریلوے

جیتلسر راجکوٹ ریلوے کا انتظام گونڈل ریلوے کی ایجنسی کے متعلق ہے چونکہ گونڈل اسٹیٹ بھی ملکیت میں حصہ رکھتی ہے۔ اس لئے سات سال (۱۹۱۱ء سے ۱۹۱۸ء تک) کے لئے دیدیا گیا تھا۔ یہ مدت گذر چکی ہے اور اب یہ انتظام جوناگڈھ اسٹیٹ ریلوے کی طرف منتقل کرنے کا مسئلہ ریلوے بورڈ کے سامنے آیا۔ امسال فیصلہ یہ ہوا ہے کہ جیتلسر راجکوٹ ریلوے کو مزید دس سال کے لئے گونڈل اسٹیٹ ریلوے کے سپرد کیا جاوے۔ اس فیصلہ کو گورنمنٹ آف انڈیا نے منظور فرمایا اور فیصلہ کی اطلاع بذریعہ ایجنٹ گورنر جنرل صاحب بالقابہ مغربی ہند مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۲۶ء اس ریاست کو کر دی گئی۔ اس طرح اس لائن کا انتظام گونڈل اسٹیٹ ریلوے کے ذمہ رہا۔

شیخ منگرول کی عرضداشت وزیر ہند کے نام

حالانکہ حضور نواب صاحب شیخ منگرول کے ساتھ ہمیشہ مہربانی کا اچھا سلوک کرتے ہین مگر موجودہ شیخ نے جوناگڈھ سے آزاد ہوجانے کی بہت کوشش کی مگر کامیابی نہین ہوئی۔ وزیر ہند کو ایک عرضداشت اس امر کے لئے روانہ کی مگر انہون نے اس سال ریاست جوناگڈھ کی معرفت حسب ذیل جواب دیا:۔

وزیر ہند بعد کامل غور و فکر کے کوئی وجہ ایسی نہین دیکھتے کہ حکومت ہند کے ان احکام میں مداخلت کیجائے جو اُس عرضداشت کو نامنظور کرتے ہوے صادر کئے جاچکے ہین۔ جسمین منگرول و جوناگڈھ کے تعلق کی تحقیقات کی درخواست کی گئی تھی۔ اس کے یہ معنی ہوے کہ اُن کو اس امر سے اتفاق ہے کہ ۱۸۷۹ء کے معاہدہ مین منگرول پر جوناگڈھ کی جو سیادت تسلیم کی گئی ہے۔ وہ ایک طے شدہ و مسلمہ حقیقت ہے۔ اور اس پر کسی چون وچرا کی گنجائش نہین

۱۹۲۷ء

۱۹۱۷ء کے بندرگاہون کے حقوق کی دوبارہ تقسیم

سال رواں کا ایک مشہور واقعہ کوہ آبو کی کانفرنس تھی جسے حکومت ہند نے اس غرض سے منعقد کیا تھا کہ بندرگاہون کے معاہدہ بحریہ ۱۹۱۷ء پر از سر نو غور کیا جائے۔ انعقاد کی وجہ یہ تھی کہ متعلقہ محاصل کا مسئلہ بہت اہم ہوگیا تھا اور چونکہ حکومت ہند کو بحری محاصل مین بہت نقصان ہو رہا تھا۔ اس لئے یہ تجویز ہوئی کہ کاٹھیاواڑ کی بحری ریاستین حکومت کے نمایندون سے ایک گول میز کانفرنس منعقد کرین اور کوئی ایسی اسکیم وضع کرین جسکے ذریعے سے حکومت ہند کے مفاد محفوظ ہوجائین۔ کوہ آبو کی اس کانفرنس مین کئی والیان ریاست اور جوناگڈھ کے دیوان صاحب نے شرکت فرمائی۔ کانفرنس کی کارروائی ۲۷ سے ۲۹ جون تک رہی۔ بدقسمتی سے وہ خاطر خواہ نتیجہ حاصل کرنے سے قاصر رہی اور اس وجہ سے حکومت ہند نے بیرم گام مین محاصل بحری کی سرحد کو از سر نو قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس لئے ریاست

جوناگڈھ کی طرف سے وزیر ہند کی خدمت مین اپیل پیش کی گئی۔

ماں صاحبہ کی وفات

یکم جون مطابق ۳۰ر ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ بروز چہارشنبہ شب کے ساڑھے آٹھ بجے والدۂ محترمہ نواب صاحب ہزہائنس ماں صاحبہ عائشہ بی بی صاحبہ نے انتقال[1] فرمایا۔ ان کو مہابت مقبرے مین دفن کیا گیا۔ تین روز تک تمام دفاتر اور درسگاہین تعزیت کے لئے بند کردی گئین۔ اور بازار مین ہڑتال رہی۔ چہلم کے بعد تاریخ ۱۴ر جولائی کو سوگ اُٹھائی کی رسم رادھن پور کے نواب محمد جلال الدین خان صاحب کی طرف سے ادا کی گئی۔

جنابۂ مرحومہ کو ثواب پہنچانے کے لئے نواب صاحب کی طرف سے کئی روز تک ہمیشہ خیرات ہوتی رہی۔ لڑکیون کی اسکول جو اس وقت پرانی دیوان آفس والی مشہور عمارت مین قائم ہے اور جو اوپرکوٹ کنیا شالہ کے نام سے موسوم تھی اس کا نام تاریخ ۲۳ر جون سے

[1] اسٹیٹ شاعر حسین میان سید نے حسب ذیل دو تاریخین کہین ہے:-

مادرِ سرکارِ عالیجاہ و عصمت دستگاہ — نیک بخت و نیک ملت عائشہ بی صاحبہ
آہ رحلت کرد از ملکِ جہان سوئے ارم — آن خجستہ پاک طینت عائشہ بی صاحبہ
بانوئے عالیہ و بلقیس و جاہ و مرتبت — باخدا فرخندہ سیرت عائشہ بی صاحبہ
بود ہمچو مادرِ مشفق شفیق و مہربان — بر سرِ جملہ رعیت عائشہ بی صاحبہ
بے نہایت بود غربا پرور و مسکین نواز — منبعِ جود و سخاوت عائشہ بی صاحبہ
باوجود این بخشش و فیاضی و جود و عطا — بود در شغلِ عبادت عائشہ بی صاحبہ
سال فوتش کرد سید از سرِ زاری رقم — قابلِ گلزارِ جنت عائشہ بی صاحبہ

۱۳ — ہجری نبوی — ۴۵

دیگر اردو

آہ افسوس مادرِ سرکار — عائشہ بیوی آسمان تمکین

مرحومہ ماں صاحبہ کی یادگار میں "عائشہ بی بی گرلز اسکول" رکھا گیا۔

شاہزادی عنایت بخت صاحبہ کا تولد ہونا — تاریخ ۱۷ ستمبر روز شنبہ کو ہز ہائنس امن بی بی صاحبہ کے بطن سے شاہزادی تولد ہوئی جن کا نام **عنایت بخت** رکھا گیا۔

وائسرائے صاحب کی تشریف آوری — اسی سال ہز ایکسیلینسی لارڈ اروِن وائسرائے ہند و گورنر جنرل اور لیڈی اروِن صاحبہ جوناگڈھ تشریف لائے۔ ریاست اور جوناگڈھ کی رعایا بہ خلوص قلب سے خاص پایۂ تخت میں آپ کا خیر مقدم کرنے کے لئے عرصہ سے منتظر تھی اور یہ تخمیناً چوتھائی صدی کی مدت دراز کے بعد اپنی قسم کا پہلا مسرت افزا نظارہ تھا۔

دیر ایکسیلینسز اپنے اسٹاف کے ہمراہ ۲۰ نومبر ۱۹۲۷ء کو صبح کے ۸ بجے اسپیشل ٹرین کے ذریعے پوربندر سے جوناگڈھ میں وارد ہوئے۔ اتوار کا دن ہونے کی وجہ سے آپ کی آمد پرائیویٹ تھی۔ مگر اسپیشل ٹرین کی آمد پر حسب معمول ہز ہائنس نواب صاحب نے آٹھ امرا اور افسروں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۴۹) دارِ دنیا سے کوچ فرما کر
تیئس ذیقعدہ وقت مغرب کے
پڑ گئی سارے شہر میں ہڑتال
پرورش کرتی تھیں ہزاروں کی
تھیں نہایت سخی و دریا دل
کیونکہ ہے السخی حبیب اللہ
فکرِ سالِ وفات میں یہ کہا

سب کو اس غم میں کر گئیں غمگین
روز بدھ کو ہوئیں وفات گزین
سوگ میں بیٹھے سب کہیں جہیں
وہ خجستہ صفات و نیک آئین
حق سے کیونکر نہ پائے خلد برین
صاف قولِ رسولِ پاک ہے این
مجھکو ہاتف نے دیکھکر غمگین

لکھدے سیّد تو از سرِ جنّت
بیوی ماں صاحبہ بہشت نشین
۱۳۴۵ ہجری نبوی

کے ہمراہ ہز ایکسیلینسی کا استقبال کیا۔تعارف اور ملاقات کی رسم کی ادائیگی کے بعد ہز ایکسیلینسی
بہمراہی ہز ہائنس نواب صاحب و دیگر افسران اسٹیشن سے وسط شہر مین سے ہوتے ہوئے
مہابت منزل تشریف لے گئے۔کاٹھیاواڑ کے ایجنٹ ای۔ایچ۔کیلی صاحب بھی جوناگڈھ تشریف
لائے تھے۔اُسی دن گیارہ بجے ہز ایکسیلینسی نے ویلیگڈن فارم، لانسرس، رسول خانجی
ہاسپٹل، پیڈوک، اوپرکوٹ، اور باغات کا معائنہ کیا۔اور ہز ایکسیلینسی نے کورونیشن میموریل
زنانہ ہاسپٹل کا بھی معائنہ کیا۔انہون نے شام کو ۵ بجے شہر مین گشت لگانے کے بعد جمخانہ
کلب کی ملاقات لی۔جہان ٹینس اور چائے کا انتظام کیا گیا تھا۔

شب کو ساڑھے آٹھ بجے مہابت منزل مین ڈنر دیا گیا۔شہنشاہ معظم کا جام صحت نوش
ہو چکنے کے بعد نواب صاحب نے وائسرائے صاحب کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے انگریزی
مین شاندار تقریر فرمائی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

یور ایکسیلینسیز، خواتین، و حضرات!

مَین اس موقع کو اپنی زندگی کے مسرت آمیز ترین مواقع مین سے سمجھتا ہون۔بلکہ مَین
نہایت فخر و مسرت کے ساتھ اپنی اور اپنی رعایا کی طرف سے یور ایکسیلینسیز کا خیر مقدم
اپنی ریاست کے دارالحکومت مین کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہون۔جو نہ صرف کاٹھیاواڑ کی سب سے
بڑی ریاست ہے۔بلکہ ہندوستان کی اسلامی ریاستون مین ممتاز درجہ رکھنے کا فخر بھی
اسے حاصل ہے۔[۱]

حضور والا اور لیڈی ارون کا دلی شکریہ و امتنان الفاظ مین نہین ادا ہوسکتا

---

[۱] ریاست جوناگڈھ کا شمار ہندوستان کی بڑی سے بڑی اسلامی ریاستون مین کیا جاسکتا ہے۔کیونکہ ہندوستان کی ۱۸ اسلامی ریاستین ہین جنکو سلامی دیجاتی ہے۔ان مین بلحاظ رقبہ جوناگڈھ کا پانچوان درجہ ہے۔اور آبادی کے اعتبار سے چوتھا ہے مگر محصول کے لحاظ سے دوسرا ہے۔

کیونکہ میری عاجزانہ دعوت کو اپنے عہدہ کی گرانبار ذمہ داریون کے باوجود بھی آپ نے ازراہ عنایت قبول فرمایا لیکن دلی افسوس اس امر کا ہے کہ زیادہ اہم پبلک کامون کی وجہ سے حضور والا نے ہمکو اس آخر وقت مین اطلاع فرمائی کہ آپ ایک روز سے زیادہ کی مہمانی کا موقع ہمکو نہین دے سکتے جیسی کہ ہمین پہلے توقع تھی۔ مگر مین وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہون کہ میری یہ خواہش بیکار نہ جائیگی۔ کہ اس ریاست کو آپ کے زمانۂ وائسرائلٹی مین پھر دعوت کرنے اور میزبان بننے کا فخر حاصل ہوگا اور گر کے جنگلات مین بھی مہمانی کا موقع ملے گا۔

ہمین علم ہے کہ حضور والا اعلےٰ مرتبہ کے مدبر ہین جن پر نازک اوقات مین ہندوستان کی دانشمندانہ رہنمائی کے لئے اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ تمام والیان ریاست حضور والا کی ریاستون کے ساتھ ہمدردی کا اعتراف کرتے ہین اور اس احساس سے خوش ہوتے ہین کہ حضور والا کی ذات اُن کی ہمدرد اور خیر خواہ ہے۔

مجھے یہ اضافہ کرنے کی چندان ضرورت نہین کہ جناب والا کے ورودِ مسعود مین لیڈی ارون کی موجودگی سے اور بھی زیادہ مسرت پیدا ہوگئی ہے جنہون نے اپنی شخصیت کے سحر و تلطف سے تمام ان لوگون کے قلوب مین جگہ کرلی ہے۔ جن کو اُنکے اثر مین آنے کا فخر حاصل ہوا ہے۔

حضور والا کی قابل یادگار تشریف آوری جس سے ہمین مشرف فرمایا ہے جو سنہ ۱۹۰۵ء مین لارڈ کرزن کی تشریف آوری کے بعد سے آج تک ایک امتیازی خصوصیت رکھتی ہے۔

حضور والا کے پیشرو لارڈ ریڈنگ کا سنہ ۱۹۲۴ء کا دورہ اس نوعیت کا نہین خیال کیا جاسکتا کیونکہ اس وقت ریاست مین میری ہمشیرۂ عزیزہ کی افسوسناک

وفات کی وجہ سے ریاست مین سوگواری پھیلی ہوئی تھی اس لئے اپنے خاندانی مراسم کی بناء پر مین اُن کا سرکاری طور پر خیر مقدم نہ کرسکا۔ علاوہ برین پروگرام بھی بدل گیا تھا۔ جسکی وجہ سے میرے پایۂ تخت مین ان کی تشریف آوری ملتوی کردی گئی۔

اسکے بیان کرنے کی ضرورت نہین کہ فرمان روایانِ خاندانِ بابی جن سے نسبت رکھنے کا مجھے فخر حاصل ہے اس قدیم شہر جوناگڈھ مین زوالِ سلاطینِ مغلیۂ دہلی کے وقت سے حکومت کرتا رہا ہے۔ جسکی ابتدا ۱۷۴۵ء سے ہوتی ہے۔ اور مین بغیر مبالغہ اور پس و پیش کہہ سکتا ہون کہ اپنی پوری تاریخ مین ہم ہمیشہ تاج کے وفادار اور سلطنت برطانیہ کے حلیف رہے ہین اور خواہ حالات کچھ بھی ہون خواہش ہے کہ یہ روایات قائم رہین۔

چونکہ یور ایکسیلینسی کو تمام دن مصروفیت رہی ہے اس لئے مین اپنی تقریر کو طوالت نہ دونگا۔ لیکن مین اپنے فرض کی انجام دہی مین کوتاہی کرونگا اگر اپنی ریاست کے انتظام کا مختصر تذکرہ نہ کرون۔ چونکہ مجھے کامل یقین ہے کہ حضور والا دیسی ریاستون اور وہان کے باشندون کے مفاد و ترقی مین گہری دلچسپی رکھتے ہین۔

غالبًا حضور والا کو یہ سنکر مسرت ہوگی کہ میری حکومت کے معاملات کا انتظام ان طریقون پر ہو رہا ہے جن سے خود بخود رعایا کی حالت پر توجہ منعطف ہوتی رہتی ہے۔ رعایا مین سب سے اہم طبقہ کاشتکارون کا ہے۔ جن پر ریاست کی آمدنی کے بڑے حصہ کا دارومدار ہے۔ اور اسی لئے محکمۂ ریونیو سب سے زیادہ اہم سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ اسی کے ذریعہ کاشتکارون کی فلاح و بہبود اور آلات زراعت و طریق کاشت کو ترقی اور اصلاح دینے کی کوشش کیجاتی ہے۔ اور امید ہے کہ مستقبل مین زراعت کا معیار بلند تر ہو جائے گا۔

مین یور ایکسیلینسیز کو اندرونی انتظامات کی تفصیلات سے پریشان نہ کرونگا لیکن مین فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہون کہ بحیثیت مجموعی لوگ وفادار، مطمئن، اور خوش ہین اور ایسی ایک مثال بھی نہین ہے جس سے میری جانب یا حکومت برطانیہ کی جانب کسیطرح کی بے وفائی اور نافرمانی کا اظہار ہوتا ہو۔

مین دیگر محکمون مثلاً ریلوے، افواج، تعلیمات، امور عامہ وغیرہ کے متعلق جو نہایت اطمینان کی حالت مین ترقی کر رہے ہین چند سرسری کلمات کہونگا۔ بلا اول بین بندرگا بنانے پر ہم نے بہت بڑی رقم خرچ کی ہے۔ اگر حضور والا کے پروگرام مین تبدیلی نہ ہوتی تو گر کے جنگلات کو جاتے ہوے راہ مین معائنہ کرنے کی درخواست کرتا۔ مگر اب آئندہ کسی موقع پر آپکو ملاحظہ کرانے کی مسرت حاصل کرونگا۔

اب ایک واقعہ رہگیا ہے جس کا ذکر ضروری ہے۔ یعنی یہ کہ آنریبل مسٹر واٹسن آج شب کو یہان موجود ہین جن کا انتخاب حضور والا کے پولیٹکل سکریٹری کی حیثیت سے ہوا ہے یہ ایسا انتخاب ہے کہ جس سے بہتر میری رائے مین بلکہ تمام ان لوگون کی رائے مین جو مسٹر واٹسن کو جانتے ہین دوسرا انتخاب نہین ہو سکتا۔ آج مسٹر واٹسن کو آپ کے پولیٹکل سکریٹری کی حیثیت سے دیکھکر ہمین بڑی مسرت ہوتی ہے لیکن مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ جب سے کاٹھیاواڑ کی ریاستین سنٹرل گورنمنٹ سے متعلق ہوئی ہین سب سے بدقسمت دن وہ تھا جب کہ مسٹر واٹسن راجکوٹ سے اپنے نئے عہدہ کے واسطے گئے۔ حضور والا یہ نہ مبالغہ ہے اور نہ خوشامد ہے کہ مسٹر واٹسن کو مین نے ہمیشہ صادق دوست اور ہر حالت مین بہترین مددگار مشیر پایا۔

مجھے ڈر ہے کہ مین نے ضرورت سے زیادہ وقت لے لیا جس کے لئے یور ایکسیلینسیز کی

معافی چاہتا ہون۔ اب مین خواتین وحضرات سے درخواست کرتا ہون کہ وہ اُٹھکر ہمارے محبوب مہمانون دیر ایکسیلینسیز لارڈ اور لیڈی ارون کی صحت وعافیت کا جام نوش فرمائین جنکی مہمانی کا آج فخر حاصل ہے۔

اسکے بعد نواب صاحب کا جام صحت نوش کرتے ہوے وائسرائے صاحب نے تقریر کی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے :۔

یور ہائنس، خواتین، وحضرات !

سب سے پہلے مین اپنی اور لیڈی ارون کیطرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ نے ابھی ہمارا جام صحت تجویز کرتے ہوے بہت لطف آمیز خیالات کا اظہار فرمایا اور سب کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ سب نے نہایت خلوص کے ساتھ جام صحت نوش فرمایا جناب والا نے ہمارے لیۓ جو آرام وہ انتظامات فرمائے ہین اور میزبانی کا حق جس اعلیٰ طریقے سے ادا کیا ہے اس کے لیۓ ہم سب آپ کے ممنون ہین۔

مجھے عرصہ سے اس قدیم اور تاریخی دارالحکومت مین آپ سے ملاقات کی خواہش تھی اور یہ امر قابل غور ہے کہ جب جناب والا نے ابھی فرمایا گذشتہ ربع صدی کے بعد یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ ہے۔ آپ کے شہر مین بہت خصوصیات ہین جو اس کی شہرت کا باعث ہین۔ اوپر کوٹ کا پُرانا قلعہ جو اس کی حفاظت کر رہا ہے، گرنار کا حیرت انگیز پہاڑ۔ جس کے پتھریلے راستے لاتعداد زائرین کے پیرون سے گھس گھس کر چکنے ہوگئے ہین اور اس کا سنگ اشوک جس سے ہندوستانی تاریخ کے اول ترین ایام کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ یہ چیزین اس کی شہرت کی ذمہ دار ہین۔

مین نے جوناگڈھ کے قدیم اور روشن بابی خاندان کے متعلق بہت کچھ سُنا ہے

اور برطانی حکومت کے ساتھ اس خاندان کا جو وفادارانہ تعلق قائم رہا ہے اس کا تذکرہ سُنا ہے۔ مَیں جناب والا کو ان روایات پر مبارکباد دیتا ہون اور امید کرتا ہون کہ آپ ان کو زیادہ درخشان بنانے مین انتہائی کوشش کرینگے۔ نواب صاحب! آپ کا ورثہ بہت شاندار ہے جسکے ساتھ گرانبار ذمہ داریان ہین۔ آجکل کے زمانہ مین ایک فرمانروا کی پوزیشن آسان نہین ہوتی۔ اگر اسے دنیا کی نظرون مین وقیع فرمانروا ہونا ہے تو بہت ذاتی کوشش اور قربانی کرنی پڑتی ہے۔ اس مین شک نہین کہ طاقت کے ساتھ ذمہ داریان ہونی چاہئین۔ اگر اس طرح اسکا زور کم نہین کیا گیا ہے تو اس کا غلط استعمال ہوگا اور آخرکار اس کا نتیجہ بُرا پیدا ہوگا۔ قابلِ اعتماد حکام کا انتخاب، کامیاب حکومت مین سب سے اہم کام ہے لیکن فرمانروا کا ذاتی طور سے مثال قائم کرنا اور رعایا کے مفاد کی فکر رکھنا یہ بھی وہ بنیادین ہین جن پر اُس اعلیٰ مرتبہ کے قیام کا مدار ہے جو نسلاً اسے حاصل ہوا۔

مجھے یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ آپ کی ریاست مین برسات خوب ہوئی۔ اور آپ کی رعایا آباد اور دلشاد ہے۔ یہان اور ہندوستان مین سب جگہ کاشتکار ہی ملک کی مرفہ الحالی کا اصلی ذریعہ ہین اور جناب والا نے جو کوشش ان کی ترقی کے لئے فرمائی ہے وہ بہترین ثبوت اس امر کا ہے کہ آپ اس حقیقت کا احساس رکھتے ہین۔

مجھے ریاست کے محکمون کی ترقی کی روداد آپ کی زبان سے سُنکر بہت خوشی ہوئی۔ اور یہ امر باعث مسرت ہے کہ تمام محکمے ریاست کے ذرائع آمدنی بڑھانے مین کوشان ہین۔ مَیں یہ کہہ سکتا ہون کہ جو کچھ مین نے دیکھا ہے۔ اور میرے ایجنٹ اور دوسرون سے معلوم ہوا ہے۔ آپ نے جو کچھ فرمایا اس سے اُس کی تصدیق ہوتی ہے۔

مین خاص طور سے جناب والا کو ریاست کی لانسرس اور انفنٹری پر مُبارکباد دیتا ہون۔

جسکے متعلق فوجی مشیر کی رائے ہے کہ وہ تمام کاٹھیاواڑ کے لئے نمونہ ہین۔ جناب والا کو احساس ہوگا کہ اگر نازک اوقات مین سلطنت برطانیہ کی امداد قابل قدر ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ کی فوج کا نظم و معیار تنقید سے بالاتر ہو۔

مین آپ کو یقین دلانا چاہتا ہون کہ لیڈی ارون اور مین دونون اس افسوس مین آپ کے ساتھ ہین کہ اپنے قیام کا پروگرام مختصر کر دینا پڑا۔ ہماری بڑی خواہش تھی کہ آپ کی ریاست کو اور زیادہ دیکھین اور بالخصوص ہندی شیر کا اُس کی آخری جائے پناہ گر کے جنگلات مین مقابلہ کرین۔ مین نے پڑھا ہے کہ نوانگر کے جنگلات سے اس جانور کا گذشتہ صدی کے آخر مین بھاگ جانا اس وجہ سے تھا کہ وہان توپون کے فیر باغیون پر ہوے تھے۔ مین اُمید رکھتا ہون کہ کل صبح کو میری سلامی کی اکتیس توپون کا اثر جناب والا کے شیرون پر ایسا ہی نہ ہوگا۔ مجھے اس روز یہ سُنکر مسرت ہوئی کہ ان کی تعداد کم نہین ہوئی۔ اگرچہ مجھے اعتراف ہے کہ مجھے امید تھی کہ میرے قیام مین ان کی تعداد مین کم از کم ایک تخفیف ضرور ہو جائیگی۔

مجھے یہ سُنکر مسرت ہوئی کہ میرے نئے پولٹیکل سکریٹری نے جس زمانہ مین وہ ویسٹرن انڈین اسٹیٹس کے میرے ایجنٹ تھے تب جناب والا کی دوستی حاصل کی اور یہ معلوم کر کے مجھے خوشی ہوئی کہ وہ شخص دیسی ریاستون کی تمام باتون کی نسبت اب میرے مشیر ہونے والے ہین۔ انہون نے والیان ریاست کا اعتماد حاصل کیا ہے۔ اب اِنکی بہبودی کی دوسری حیثیت سے نگہبانی کرین گے۔ مجھے یقین ہے کہ جناب والا مسٹر کیبل کو بھی ایسا ہی دوست مخلص اور مشیر عاقل پائینگے۔

مین مکرر جناب والا کے پرجوش خیر مقدم اور توجہ آمیز میزبانی پر شکریہ ادا کرتا ہون

خواتین وحضرات! مین آپ سے درخواست کرتا ہون کہ میرے ساتھ آپ سب ہمارے نامور میزبان ہزہائنس سر مہابت خان نواب آف جوناگڈھ کی درازی عمر اور کامیابی کا جام نوش فرمائین ۔

اس طرح سے نہایت مسرت کے ساتھ نواب صاحب کے اعزاز مین جام نوش کیا گیا۔

شب کو ساڑھے دس بجے وائسرائے صاحب نے مع نواب صاحب اور دیگر ممتاز مہمانون کے موٹرون مین جلوس کے ساتھ تشریف لیجا کر شہر مین روشنی دیکھی۔ جلوس کالوا دروازے سے کنگس روڈ اور اسٹیشن دروازہ ہوتا ہوا اسٹیشن پہنچا۔ پونے گیارہ بجے مہمان اسپیشل ٹرین سے راجکوٹ روانہ ہو گئے۔ روانگی پرائیویٹ تھی۔

اتوار کا دن ہونے کی وجہ سے تشریف آوری پرائیویٹ قسم کی تھی اس وجہ سے دوسرے مراسم خیر مقدم اس روز ادا نہو سکے اور دوسرے دن یعنی ۲۱ نومبر کو علی الصّباح اکتیس توپون کی سلامی سر کی گئی۔

نواب صاحب کا راجکوٹ تشریف لیجانا اور وہان ڈنر کے وقت وائسرائے صاحب اور نواب صاحب کا تقریر کرنا۔

چونکہ ۲۲ نومبر کو ویسٹرن انڈیا ایجنسی کے والیان و رؤسا کی طرف سے وائسرائے صاحب کے اعزاز مین ایک دعوت دی گئی۔ اُس مین شرکت کے لئے نواب صاحب مع امیر شیخ محمد بہائی صاحب اسی دن کیشود سے اسپیشل ٹرین مین راجکوٹ تشریف لے گئے۔ ڈنر کے بعد اسی شب کو نواب صاحب اسپیشل سے کیشود تشریف لائے۔

ہیز ایکسیلنسی کے اعزاز مین۔ کوناٹ ہال مین دعوت ہوئی۔ اس دعوت مین راجکوٹ مین جمع ہونے والے تمام والیان اور رؤسا موجود تھے جو سب میزبان تھے۔ امیر شیخ محمد بہائی صاحب بھی اس دعوت مین شریک تھے۔ جلسۂ دعوت کی صدارت نواب صاحب محمد مہابت خان نے فرمائی

جو کاٹھیاواڑ کے سب سے ممتاز فرمانروا ہین۔ دیبر ایکسیلینسیز کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے نواب صاحب نے قدیم صوبہ کی اہمیت پر زور دیا اور نہایت ملائم طریقہ سے اس مسئلہ کا ذکر کیا جو کاٹھیاواڑ کی بحری ریاستون کے ساتھ چھڑا ہوا ہے۔ نیز چنگی کے حدود قائم کرنے کا ذکر کرتے ہوے گورنمنٹ سے کاٹھیاواڑ کی ریاستون کے اس اہم معاملہ مین انصاف و حق پسندی کی درخواست کی۔ نواب صاحب نے یہ تقریر انگریزی مین فرمائی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

یور ایکسیلینسیز، والیان ریاست، خواتین وحضرات!

آج بڑے فخر ومباہات کے ساتھ مین یور ایکسیلینسیز کا اس صوبہ کے والیان وسرداران ریاست کی جانب سے دلی خیر مقدم کرنے کھڑا ہوا ہون۔

یور ایکسیلینسی کی اس تشریف آوری کے اعزاز سے نہ صرف ہم کو ممنون ہونے کا موقع ملتا ہے۔ بلکہ اسے ہم اس امر کا ثبوت خیال کرتے ہین کہ آپ والیان ریاست اور انکی ریاستون کے دوست اور ہمدرد حامی ہین۔

ہمین خوب معلوم ہے کہ حضور والا نے اس قدیم صوبہ مین آنے سے بہت تکلیف برداشت کی ہے اور ملک معظم کے ہندوستان مین اعلیٰ ترین نمائندہ ہونے کی حیثیت سے جو گرانبار ذمہ داریان آپ پر ہین ان کے باوجود یہان تشریف لانے پر شکریہ کے لئے الفاظ نہین ملتے جن سے اپنی دلی مسرتون کا اظہار ہو سکے۔

یہ ہمارے لئے اور اس صوبہ کے لئے معمولی مسرت و فخر کا موقع نہین ہے۔ کہ ہر ایکسیلنسی لیڈی اروِن نے بھی رونق بخشی جن کا شکریہ ادا کرنا ممکن نہین کہ وہ جناب والا کے ساتھ اتنے طویل اور صعب سفر مین ساتھ تشریف لائین۔

دیگر والیان وسرداران ریاست جو آج کی شب یہان جمع ہوئے ہین اُن کے

جذباتِ صداقت کے اظہار و ترجمانی کا فرض ادا کرنے کے لئے مَیں چاہتا تھا کہ کسی دوسرے کا انتخاب کیا جاتا جو اس موقع کی شان کے مطابق اُن جذبات کی صحیح ترجمانی کر سکتا ہے۔

یور ایکسیلینسی کی اس تاریخی صوبہ مین پہلی تشریف آوری جو یقیناً امید ہے کہ آخری نہ ہوگی۔ دیگر فوائد کے علاوہ خاص اس وجہ سے قابلِ ذکر ہے کہ ہمین جناب والا سے ذاتی تعارف کا موقع ملا۔ جسے ہم بہترین اعزاز خیال کرتے ہین۔ یہ اعزاز اور بھی زیادہ قابلِ قدر ہے جب کہ ہم آپ کی شخصیت مین ایک ایسا اعلیٰ درجہ کا تدبّر پاتے ہین جس پر ہم اعتماد کرتے ہین کہ وہ ہمارے مستقبل کے متعلق نازک ترین اوقات مین ہماری دانشمندانہ رہنمائی کرے گا۔

اس قدیم صوبہ کی طویل اور مشہور تاریخ کے تذکرے سے مَیں آپ کا وقت ضرورت سے زیادہ نہین لینا چاہتا۔ کیونکہ اس کا علم اس قدر عام ہے۔ کہ اس کا تذکرہ یور ایکسیلینیز کے لئے تاخیر کا باعث ہوگا۔ علاوہ برین اسکی یاد آسانی سے تازہ ہو سکتی ہے۔ جب کہ ہم اپنے مین اس وقت ایسے والیان ریاست موجود پاتے ہین جیسے کہ نوانگر کے مہاراجہ جام صاحب ہین جنکی ذاتی قابلیت اور ہر دل عزیزی نے نہ صرف ہندوستان مین بلکہ تمام دنیا مین شہرت حاصل کرلی ہے۔ اور جنہون نے ہماری جماعت کا وقار و حقوق بڑھانے مین نمایان خدمات انجام دی ہین۔ نیز دیر ہائینیس پوربندر و دہرانگدہرہ ہین جنکے آباء و اجداد نے کاٹھیاواڑ مین اپنی حکومت قریب ایک ہزار برس قبل قائم کی افسوس ہے کہ بھاؤنگر کے ہز ہائنس مہاراجہ صاحب ہم مین آج شب موجود نہین ہین۔ مگر انگلستان مین تربیت حاصل کر رہے ہین جو بہترین تربیت ہے۔ اور امید ہے کہ وہ جلد ہم مین آملین گے۔

یور ایکسیلینسی! مَیں نہین چاہتا کہ ہمارے خاندانون کے قدیم اور جدید تاریخی

تذکرے بیان کرکے اس مجلس کے دلوں کو اکتادوں لیکن ایک امر پر ہمیں ضرور اجتماعی طور پر فخر ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم سب تاجِ برطانیہ کے وفادار ہیں۔ اور میری دعا ہے کہ ہمیشہ ایسے ہی رہیں۔ مزید برآں یہ سب کا فرض ہے کہ اپنے جانشینوں کے لئے بھی جنکے وہ ذمہ دار ہوں یہی روایات چھوڑ جائیں۔

میں نہیں چاہتا کہ سیاسی معاملات یا پالیسی کے مسائل چھیڑ کر یور ایکسیلینسی کو مزید تکلیف دوں۔ لیکن اگر اتنا عرض نہ کروں تو اپنے فرض سے عہدہ برآنہ ہونگا کہ ہمارے سیاسی تعلقات آپ کے اور تاج کے ساتھ ہماری بہترین توجہ مبذول کررہے ہیں۔ یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ اس مسئلہ پر ہمارے مستقبل کا دارومدار ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہمیں یور ایکسیلینسی کی خدمت میں ذاتی طور سے اپنے خیالات پیش کرنے کا موقع دیا جائے۔ اب جب کہ جناب والا سے ذاتی تعارف ہوگیا ہے اور یہ جانتے ہوئے کہ آپ شریفانہ کیرکٹر کا اعلیٰ نمونہ ہیں اور ہمارے معاملات میں گہری ہمدردی رکھتے ہیں ہم یور ایکسیلینسی کی دوراندیشانہ پالیسی پر پورا اعتبار کرینگے اور امید کرینگے کہ جناب والا ہمارے حقوق اختیارات۔ اعزازات۔ ہمارے معاہدوں اور اسناد کے مطابق قائم رکھنے کی کوشش کرینگے۔ جو ہمارے اور برطانی تاج کے درمیان بنائے اتحاد ہیں۔

مجھے یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ ہم حکومت برطانیہ کے ساتھ اپنے اتحاد کی کیسی قدر ووقعت کرتے اور کس قدر تہِ دل سے ہم اسکے متمنی رہتے ہیں کہ جس کے زیرحفاظت ہم صد سالہ امن، رفاہیت اور ترقی سے بہرہ اندوز ہوتے رہے ہیں۔

یور ایکسیلینسی! مجھے مختصراً اس موقع پر کاٹھیاواڑ کی بحری ریاستوں کی طرف سے جناب والا کے اُس فیصلہ کے طرف بھی اشارہ کرنا ہے جس کے رو سے

بیرمگام کسٹم لائن پھر قائم کردی گئی ہے۔ ہمین امید ہے کہ اسی مسئلہ پر جو کاٹھیاواڑ کی پبلک اور والیان ریاست کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے آپ نظرِ ثانی فرمائینگے اور ان کے ساتھ انصاف فرمائینگے۔ جواہون نے آپ کے ساتھ اور آپ کی حکومت کے ساتھ دیسی ریاستون کے معاملات مین ہمیشہ منسوب کیا ہے۔

۱۹۲۴ء مین آپ کے پیشرو لارڈ ریڈنگ صاحب۔ کاٹھیاواڑ تشریف لائے اور کاٹھیاواڑ کے مرکزی حکومت سے متعلق ہونے کا اعلان ہوا۔ اس واقعہ کو تین برس ہوچکے۔ ہم نے اس تغیر کے فوائد پوری طرح اُٹھائے ہین۔ اور حکومت بمبئی کی سوء احترامی کے خیال کو بالکل علحدہ کرکے ہم یہ کہ رہے ہین جس سے ہمارے تعلقات ہمیشہ خوشگوار رہے۔

یہ تغیر جس کا فائدہ ہم کو دیا گیا ہے بہت اہم ہے۔ اور اس کی اہمیت کو دیکھتے ہوے ہم کہ سکتے ہین کہ گو دیر مین سہی مگر قابلِ مبارکباد ہے اور اس کے واسطے ہم گورنمنٹ کے شکر گذار ہین۔

ختم کرنے سے قبل میری یہ بڑی خواہش ہے اور غالبًا مین تمام والیان اور سرداران کے جذبات کی ترجمانی کر رہا ہون جب کہ مین آنریبل مسٹر واٹسن کے اس صوبہ سے تبادلہ مین اظہارِ افسوس کرتا ہون اگر ہمارا خیال ہے کہ جناب والا کی نظرِ انتخاب ان سے بہتر شخصیت پر نہین پڑسکتی تھی لیکن ساتھ ہی ہمین افسوس کے ساتھ احساس ہوتا ہے کہ ہم ایک سچے ہمدرد دوست کے مشورون سے محروم ہوگئے اور ان کا مشورہ ہمین یاد آتا رہے گا۔

یہ امر محسوس کرکے کہ مین نے یور ایکسیلینسیز کو ضرورت سے زیادہ روکا ہے۔

اس لئے مین معذرت کا ملتمس ہون اور اپنی تقریر ختم کرتا ہون۔ مجھے امید واثق ہے کہ یور ایکسیلینسیز کا اس صوبہ مین یہ مختصر دورہ مرغوب الطبع ہوا ہوگا۔ اور ہمارے نقائص کو بھی (جو مجھے ڈر ہے کہ بہت ہونگے) درگذر فرمائے جائینگے۔

اب اپنے خوشکن مہمانون کا جام صحت بہبودی و بہتری نوش فرمانے کے لئے میرے ساتھ کھڑے ہونے کے لئے مین یور ہائنیس، خواتین اور حاضرین کو عرض کرتا ہون۔ لارڈ و لیڈی ارون جنکی مہمانداری کرنا اپنے لئے بڑی سی بڑی خوشی ہے کیونکہ ان سے زیادہ خوشکن مہمان اور کوئی نہین ہوسکتے۔

نواب صاحب کی تقریر کے جواب مین وائسرائے صاحب نے تقریر کی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:—

نواب صاحب، والیان ریاست چیف، تعلقداران، خواتین و حضرات!

اپنی اور لیڈی ارون کی طرف سے مین آپ کا بہت ہی تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ نے آج شب کو ہمارا عنایت آمیز خیر مقدم کیا اور نہایت پُرجوش طریقہ سے ہمارا جام صحت تجویز کیا۔ مجھے اپنے عہد کے دوسرے سال مین ویسٹرن انڈیا ایجنسی کے معائنہ سے بڑی مسرت ہے تاکہ مین ذاتی طور سے یہان کے حالات و ضروریات کا تجربہ کرون جو اس وقت پولیٹیکل ایجنٹ سے سیاسی تعلق رکھتے ہین اب مین نے جو کچھ دیکھا اور مطالعہ کیا وہ میرے عہد حکومت کے اکثر حصہ مین مفید ثابت ہوگا۔ مختصر قیام سے بھی اتنا نتیجہ ضرور نکلے گا کہ مقامی معاملات زیادہ واضح ہوجائینگے۔

زمانۂ دراز تک آپ کا تعلق حکومت بمبئی سے رہا ہے اس لئے آپ کی مشکلات و خواہشات کا اسقدر براہ راست امپیریل گورنمنٹ کو اندازہ نہین تھا جتنا کہ اب اس سے

متعلق ہونے کے بعد ہو رہا ہے۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ اپریل ۱۹۲۶ء سے جب سے کہ مَین نے چارج لیا ہے کاٹھیاواڑ کی یاد فراموش نہین ہو سکتی کیونکہ اسکے دو ایک مسائل میری توجہ ہمیشہ منعطف کرتے رہے ہین۔ یہ تعجب خیز واقعہ نہین کہ پہلا ہی موقع ملنے پر مَین ان ریاستون کے مجمع کو دیکھنے چلا آیا جنکے اغراض مین اسقدر مختلف دلچسپیان ہین۔

نواب صاحب! آپ نے نہایت بجا طور سے اپنے صوبہ کے حقوق کا ذکر فرمایا ہے جنکی وجہ سے وائسرائے کو یہان کا دورہ ضروری ہے۔ مین نے آپ کے خاندانون کے قدیم اور روشن کارنامون کا حال سُنا ہے۔ اور برطانی تاج و تخت کے ساتھ آپ کی مستقل وفاداری کا اور اس کے حکام کے ساتھ اشتراکِ عمل کی روایات کا مجھے علم ہے جو گذشتہ ایک سو برس سے قائم ہین۔ آپ کی یہ شاندار روایات مستقبل مین ترقی کا زینہ ثابت ہونگی اور مجھے یقین دلایا گیا ہے کہ خواہ حالات کچھ بھی ہون شہنشاہِ معظم ہمیشہ ویسٹرن انڈیا ایجنسی کے والیان و سرداران کی امداد پر اعتماد کر سکتے ہین۔ اور ریاستین ایسی ہین کہ جنمین مناظر، قدرت کی خوبی، پہاڑون اور گھنے جنگل، ویران شہرون کے کھنڈرات اور ایک تاریخی زمانۂ ماضی ایک صناع ایک شکاری اور ایک اثری کے لئے دلچسپی کا باعث ہو سکتے ہین۔ لیکن آپ کے پاس یہ سب چیزین ہونے کے ساتھ ہی ساتھ ترقی یافتہ نظام اور بقیہ ہندوستان کے مشترک مسائل بھی ہین جن سے آپ کے حقوق اور زیادہ مضبوط ہو جاتے ہین۔ اس لحاظ سے کہ آپ کے صوبہ مین روئی کی کاشت بہت ہوتی ہے آپ کا تعلق ہندوستان کی نہایت اہم حرفت سے ہے۔ آپ کے وسیع میدانون مین ریلوے کے نظام کی توسیع خوب ہو سکتی ہے۔ آپ کے تاجر اور بیوپاری زمانۂ دراز سے بمبئی اور کراچی کے بندرگاہون کی تجارتی جدوجہد مین شامل رہے ہین۔ اس لئے یہ تعجب خیز نہین کہ آپ کی ریاستین ترقی حاضرہ

کے وہ نمونے پیش کرتی ہین جو دوسری ریاستون کو ممکن نہین جہان یہ حالات موجود نہین۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان ہی حالات کی وجہ سے گو آپ کا معاملہ زیادہ صاف ہو جاتا ہے۔ لیکن حکومت ہند کے لئے زیادہ مشکلات پیدا ہوتی ہین۔ اور پولٹیکل سکریٹری میرے قول کی تائید کرینگے کہ سنٹرل سکریٹریٹ کے وقت کا کافی حصہ ویسٹرن انڈیا ایجنسی کے معاملات پر صرف ہوتا ہے۔ یہ ناگزیر بھی ہے کیونکہ اس صوبہ کی متعدد ریاستون کے اغراض و اختیارات ایک دوسرے سے بہت زیادہ اُلجھے ہوے ہین۔ مجھے اپنے ایجنٹ سے یہ سُنکر خوشی ہوئی کہ بحیثیت مجموعی ریاستون نے میرے پیشرو کی اپیل پر کاربند ہو کر سمجھوتہ اور پنچائت کا اصول اختیار کیا ہے لیکن ابھی تک ایسے معاملات باقی رہجاتے ہین جو آپس کی گفت و شنید سے طے نہین ہو سکتے۔ مجھے امید ہے کہ ایسے واقعات کی تعداد آئندہ اور بھی کم ہوتی جائیگی اور میرے جانشینون کو کاٹھیاواڑ کے تعلیم یافتہ فرمانرواؤن کی دلکش دوستی حاصل ہونے کے ساتھ اس امر کی ضرورت نہ پیش آئیگی کہ وہ بار بار اُن قضیون مین فیصلے دینے کا ناگوار فرض ادا کرین جسکی بنا پر کم از کم کسی ایک فریق کو خوش نہین کیا جا سکتا۔

میری خواہش تھی کہ یہان میرا زمانۂ قیام زیادہ ہوتا تاکہ مین آپ کی ریاستون کو زیادہ تعداد مین دیکھ سکتا۔ بھاؤنگر جسکے انتظام کی ذمہ داری عہد طفولیت مہاراجہ مین ہم پر ہے۔ دہرنگدہرا کی جدید حرفتین۔ موربی اور گونڈل جو ریلوے اور دیگر تجارتی کاروبار مین سب سے آگے ہین۔ پالیتانہ جسکی پہاڑی کی نسبت اس قدر سُن چکا ہون کہ اب بہت کافی ہے۔ اور دیگر متعدد ریاستون کو دیکھتا۔ آج کل وائسرائے کا وقت بہت مصروفیتون مین گذرتا ہے اور وہ اپنی خواہش کے مطابق تمام مقامات کا دورہ

نہین کرسکتا۔ بہرکیف مین نے اسقدر دیکھ لیا کہ اس امر کا احساس کرلون کہ آپ کی شہرت جو ہندوستان کے والیانِ ریاست مین روشن خیال والیان کی حیثیت سے ہے وہ صحیح ہے۔

مجھے معلوم ہے کہ اپنے انتظامات کی تکمیل و ترقی مین آپ کو گورنر جنرل کے ماضی ایجنٹ مسٹر واٹسن کی ہمدردی و امداد حاصل رہی ہے اور آئندہ آپ مسٹر کیمبل کو دوست صمیم اور مشیر عاقل پائینگے۔ مجھے یہ دیکھکر بہت مسرت ہوئی کہ جہان مین گیا وہان اپنے نئے پولیٹکل سکریٹری اور ہندوستان کے مغربی حصہ کے والیانِ ریاست کے درمیان باہمی اعتماد و دوستی کے جذبات پائے۔ یہ جذبات اُن ذمہ داریون کی انجام دہی مین ضرور معاون ہونگے جو اُن پر اس وقت عائد ہین۔

اپنی جماعت کے دیگر سنجیدہ دوراندیش والیان کی طرح آپ کو بھی مستقبل مین اپنے اور برطانی ہند کے مابین تعلقات کی فکر ہے یہ اسقدر پیچیدہ سیاسی مسئلہ ہے کہ اس کا آخری فیصلہ کن جواب مین یہان دینے کی کوشش نہین کرونگا۔ مین صرف یہی کہہ سکتا ہون کہ آپ کے نظام حکومت جس قدر مکمل ہونگے جیسا کہ عوام چاہتے ہین اُتنا ہی ان تعلقات کے طے ہونے مین آسانی ہوگی۔ معاہدات اور اسناد کے لحاظ سے آپ کے مقررشدہ حقوق، مراتب، اور اختیارات کی بار بار توثیق کی گئی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ برٹش گورنمنٹ اُن کو قائم رکھنے مین کبھی بھی غفلت نہ کریگی۔ اور خواہ آپ کے درجہ و پوزیشن پر اثر ڈالنے والا کوئی بھی تغیر کیا جائے اس سے قبل آپ کے افکار و آرا پر پوری طرح غور کیا جائیگا۔

والیانِ ریاستہائے ہند مین سے اکثر جن کے ساتھ مجھے گفتگو کرنے کا موقع

ملا ہے۔ یہ خواہش رکھتے ہیں کہ اس مسئلہ کے بعض ضروری قانونی پہلو ضرور جلد سے جلد صاف ہو جائیں۔ برطانی ہند کے تغیرات کی وجہ سے دیسی ریاستوں کے تعلقات پر کیا اثرات ہونگے۔ یہ ایک وسیع مسئلہ ہے لیکن متعدد والیان ریاست کے اس اصرار میں اہمیت ہے کہ خواہ اس وسیع مسئلہ کا فیصلہ کچھ بھی ہو بعض عملی باتوں پر فوراً ہی غور ہونا چاہیئے۔ اس لیئے وزیر ہند نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ماہرین کی ایک مختصر کمیٹی مقرر کی جائے۔ جسکے دو کام ہونگے:۔

(۱) ریاستوں کے معاہدات، سندات، دستور و رواج، وغیرہ اسباب کی بنا پر حقوق اور مطالبات پیدا ہوتے ہوں ان کے حوالہ سے حکومت عالیہ اور ریاستوں کے مابین جو تعلقات ہیں اُن کی رپورٹ کرے۔

(۲) ریاستوں اور برطانوی ہند کے مابین جو مالی اور اقتصادی تعلقات ہوں ان کی تحقیق کرے اور ان کے اطمینان بخش قیام و بقا کے لیئے اپنی مناسب سفارشات پیش کرے۔

مجھے یقین ہے کہ کمیٹی کے ممبروں کے ناموں کا جلد اعلان ہو جائے گا۔ اور امید ہے کہ کمیٹی کے جلسے ہندوستان میں ہوں گے تاکہ جلد تحقیقاتی کام شروع ہو جائے۔ مجھے توقع ہے کہ آپ جیسے والیان کا اعتماد وہ حاصل کریگی اور آپ اسے ضروری امداد دینگے۔

آپ کے ساتھ مجھے بھی اس امر کا افسوس ہے کہ حال میں ہی بیرمگام کسٹم لائن قائم کرنی پڑی۔ مجھے تسلیم ہے کہ اس حد بندی سے بعض دشواریاں بھی پیش آتی ہیں۔ لیکن تمام رکاوٹوں کو کم کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اس طرح کہ ریاستوں کے ساتھ اشتراک عمل سے کام ہو۔ جن حالات میں یہ فیصلہ کیا گیا وہ پیچیدہ ہیں اور مجھے اور

میری حکومت کو اپنے بہترین قوت فیصلہ کے ساتھ برطانی ہند کے مفاد کی حفاظت بحری ریاستون کے جائز حقوق کی حفاظت کے ساتھ ساتھ کرنی پڑتی ہے۔

مجھے یہ معلوم کرکے مسرت ہوئی کہ آپ کا براہِ راست گورنمنٹ آف انڈیا کے ماتحت آجانا ایسا تغیر ہے جسے آپ نے پسند کیا ہے۔ یہ تغیر میرے ہندوستان آنے سے قبل ہوچکا تھا اور مجھے حیرت ہوتی ہے کہ اتنے زمانہ تک دیسی ریاستون کا ایک ایسا اہم اجتماع وائسرائے کی سیادت مین پولیٹکل ڈپارٹمنٹ کی مشترکہ پالیسی کے فوائد سے محروم رہا۔ ہر نظام مین کچھ نہ کچھ نقص کا پہلو بھی ہوتا ہے۔ امید ہے کہ موجودہ انتظام سے آپ مطمئن رہین گے اور وائسرائے اور اس کے حکام آپ کے ساتھ ویسی ہی ہمدردی کرینگے جیسی کہ گورنمنٹ بمبئی سے حاصل تھی۔

امید ہے کہ آپ مین سے متعدد سے دہلی اور شملہ کے پرنسیز چیمبر مین پھر ملاقات ہوگی اگر آپ اس گھنی آبادی والے پہاڑ پر آنا پسند کرین۔ مین مکرر اُن عنایت آمیز الفاظ کا شکریہ ادا کرتا ہون جو لیڈی ارون اور میری نسبت آپ نے فرمائے۔ ہم دونون اپنے کاٹھیاواڑ کے دورہ اور آج شام کے پرجوش خیر مقدم کی یاد دماغون مین محفوظ رکھینگے۔

دیوان صاحب کا بمبئی پریسیڈنسی مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا صدر ہونا۔ اور گجرات کاٹھیاواڑ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا افتتاح کرنا۔

بمبئی پریسیڈنسی مسلم ایجوکیشنل کانفرنس پونہ کا تیرھوان اجلاس ۱۵ / اکٹوبر کو منعقد ہوا اس کے صدر ریاست کے دیوان امیر شیخ محمد بھائی صاحب منتخب کئے گئے اور یہ کام انہون نے بخوبی انجام دیا۔

گجرات کاٹھیاواڑ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا پہلا اجلاس احمد آباد مین ۲۲ / ڈسمبر کو منعقد ہوا۔ اسکے افتتاح کے لئے حضور نواب صاحب کو دعوت دیگئی۔ حضور کی طرف سے دیوان ریاست

امیر شیخ محمد بھائی صاحب نے افتتاح کی رسم ادا کی۔ اسی تاریخ کو آپ ہی نے مسلم سنی وقف کمیٹی کی درخواست پر "سلطان احمد مسلم یتیم خانہ" کی افتتاح کی رسم بھی ادا کی۔ اِن تینون جلسون مین ریاست کی طرف سے عمدہ عطیات دئے گئے

جاگیرات کا عطا کیا جانا یکم نومبر کو جوناگڈھ والی بیگم صاحبہ کو موضع شاہ پور بطور انعام عطا کیا گیا۔ ۳ر اکتوبر کو سردار باغ، فینسی باغ اور بنگلہ عمدہ خدمات کے صلہ مین امیر شیخ محمد بھائی صاحب کو انعام مین دئے گئے۔

راجکوٹ مین گھوڑون کی نمائش ماہ فروری مین راجکوٹ مین گھوڑون کی نمائش مین ریاست کے پیڈوک سے اٹھارہ جانور بھیجے گئے تھے۔ اُن مین سے دو جانور جن مین سے ایک کا نام بیلاؔ اور دوسرے کا نام نگینہ جو چار برس کا بچہ تھا بہت کامیاب ہوے اور کئی بہترین انعامات ان پر ملے۔ نیز گاڑی کے گھوڑون کے دو جوڑ مین سے ایک کو اول انعام ملا۔

متفرق ۲۹ر نومبر سے بہاؤالدین کالج کے پرنسپل شاہ پورجی ہوڈی والا رٹائر ہوئے یکم ڈسمبر سے خان بہادر سید محبوب میان قادری جو گورنمنٹ مین نڑیاد کے ڈسٹرک اور سیشن جج کے عہدہ سے رٹائر ہوئے چیف جوڈیشل آفیسر مقرر ہوئے۔

امسال دو حرفتی کارخانے یعنی شکر کا کارخانہ شاہ پور اور میچ فیکٹری بلاول مین قائم کئے گئے۔

۱۹۲۸ء

رسم ختنہ صاحبزادگان امیر شیخ محمد بھائی صاحب ہز ہائنس نواب صاحب کی طرف سے امیر شیخ محمد بھائی صاحب کے دو صاحبزادون شیخ عبداللہ اور شیخ احمد کے ختنہ کی رسم ۲۳ر جنوری ۱۹۲۸ء کو سردار باغ مین بڑی دھوم سے ادا کی گئی اور کئی ایک شاندار جلسے بھی ہوئے اس مبارک فرحت افزا موقع پر جوناگڈھ محال کا بھیال نامی گاؤن نواب صاحب

کی طرف سے امیر شیخ محمد بھائی صاحب کو نسلاً بعد نسلٍ بطور انعام جاگیر مین عنایت کیا گیا۔

بائز اسکاوٹ کی تحریک

حضور نواب صاحب کی خواہش کے مطابق ۷ مارچ سے بائز اسکاؤٹ کی تحریک ہوئی۔ بہاؤالدین کالج، بہادر خانجی ہائی اسکول، مہابت مدرسہ اور مہابت خان مدرسۃ المعلمٰے کے ۱۰۸ اسکاؤٹون کو تعلیم دیجانے لگی۔ ہر اسکاؤٹ کو یونیفارم ڈریس ریاست کے خرچ سے دیا گیا۔ سالِ روان مین اس تحریک کے اخراجات کے متعلق دو ہزار روپیہ کی رقم منظور کی گئی۔

نواب صاحب کا شیخ محمد الیکٹرک سپلائی ورکس کا بنیادی پتھر رکھنا

یون تو راج محل اور سرکاری مکانون وغیرہ مین برقی روشنی کا انتظام تھا۔ مگر اب حضور نواب صاحب نے حکم دیا کہ سب شہر مین برقی روشنی کا انتظام کیا جائے۔ لہٰذا جوناگڈھ کے باشندے رگھناتھ مادھوجی راجا کو شہر جوناگڈھ مین برقی روشنی مہیّا کرنے کا پچاس سال کی مدّت کا ایک فیاضانہ لائسنس ۲۶ مئی ۱۹۲۸ء کو دیا گیا۔ حضور نواب صاحب کی خواہش سے اس کا نام دیوان صاحب کے نام پر "شیخ محمد الیکٹرک سپلائی ورکس" رکھا گیا اور اس کا پاور ہاؤس بنانے کے لئے فراشخانہ کے احاطہ مین جگہ پسند کی گئی۔ اس پاور ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھتے وقت فراشخانہ کے قریب ایک شامیانہ نصب کیا گیا اور ۲ اگست ۱۹۲۸ء بروز دوشنبہ شام کے چار بجے ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس مین نواب صاحب نے مکان مذکور کا سنگ بنیاد رکھا۔

نواب صاحب کا اونہ تشریف لیجانا

اونہ کے پیر حضرت شاہ رحؒ کی درگاہ پر منّت اُتارنے کی غرض سے نواب صاحب اونہ تشریف لے گئے۔ حضور کی اسپیشل ٹرین کیشود سے تاریخ ۲۲ نومبر بروز پنجشنبہ ساڑھے چار بجے روانہ ہوئی اور چھ بجکر ۵۰ منٹ پر براچی روڈ اسٹیشن پر پہونچی حضور اسٹیشن کے قریب ایک شامیانہ مین تشریف لے گئے جہان اطراف کی رعایا جمع ہوئی

تھی وہان ہاتھ لگائی کی رسم ادا کی گئی اور حضور کو ہار پہنائے گئے۔ وہان سے سات بجے نواب صاحب موٹر مین روانہ ہوے اور راستہ مین جن جن گاؤن سے گذرتے گئے وہان کی رعایا نے آپ کو ہار پہنائے۔ دس بجے آونہ پہنچکر ڈاک بنگلہ مین مقام کئے بغیر سیدھے پیر صاحب کی درگاہ شریف پر تشریف لے گئے۔ وہان باجے والون اور پولس پارٹی نے سلامی دی۔ درگاہ مین فاتحہ خوانی کے بعد ایک کمخواب کی عطر آلود عمدہ چادر تُربت پر چڑھائی بعد اس کے نواب صاحب دالان مین رکھے ہوئے میزان پر جلوہ افروز ہوے اور آپ کا وزن ۶۷۹۹ روپئے کے برابر ہوا۔ جس کو سات ہزار روپئے قرار دیکر اس تمام رقم کو وہان کے شفاخانہ مین مریضون کے لئے حجرے بنانے مین خرچ کرنے کے لئے حکم صادر فرمایا۔ سب امراء و آفیسران جو آپ کے ہمراہ تھے انہون نے مبارکباد دی۔ اور ہاتھ لگائی کی رسم ادا کی۔ اور آپ نے مجاورون اور مسکینون کو انعام و خیرات عطا فرمائی۔ اس کے بعد آپ ڈاک بنگلہ تشریف لے گئے ڈاک بنگلہ کے احاطہ مین ایک شامیانہ نصب کر کے گیارہ بجے ایک دربار منعقد کیا گیا۔ جس مین نواب صاحب کو آونہ محال کی رعایا کی طرف سے ایک تہنیت نامہ چاندی کے صندوقچہ مین پیش کیا گیا۔ حضور کی طرف سے اس کا جواب گجراتی مین دیا گیا۔ اور ہاتھ لگائی کی رسم بھی ادا کی گئی۔ آپ کی شان مین اردو و گجراتی نظمین پڑھی گئین۔ اس طرح یہ دربار ساڑھے بارہ بجے ختم ہوا۔

ایک بجکر دس منٹ پر حضور آونہ سے روانہ ہوے۔ حضور کی اسپیشل ٹرین ساڑھے تین بجے پراچی روڈ اسٹیشن سے روانہ ہوئی اور ساڑھے چار بجے بلاآول پہنچی۔ وہان بھی اسٹیشن پر بلاآول کے آفیسرون اور رعایا نے ہاتھ لگائی کی رسم ادا کی اور ہار پہنائے ساڑھے پانچ بجے حضور کیشود تشریف لائے جہان رعایا نے شاندار استقبال کیا۔

نواب صاحب کا راجکوٹ تشریف لیجانا

تاریخ ۲ رڈسمبر کو راجکوٹ مین ملیٹری شرطین وغیرہ ہوئین

اُن کے ملاحظہ کے لئے نواب صاحب اس روز راجکوٹ تشریف لے گئے۔

شاہزادی راحت بختہ صاحبہ کا تولد ہونا۔ ۱۷ اپریل کو ہز ہائنس جوناگڈھ والی بیگم صاحبہ کے بطن سے ایک شاہزادی تولد ہوئی جن کا نام **راحت بختہ** رکھا گیا۔

شاہزادہ ولیعہد صاحب کے اتالیق کا تقرر کپتان ایم۔ ایس۔ ہاروے جونس یکم مئی سے شاہزادہ ولیعہد محمد دلاور خان صاحب کے معلم اور نگران مقرر ہوئے۔ مگر یکم ستمبر سے اُنہوں نے استعفا دیدیا اس لئے ویسٹرن اسٹیس کے ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل صاحب کے انڈر سکریٹری کپتان جی۔ پی۔ ولیمس صاحب ۴ ڈسمبر سے اتالیق و نگران مقرر ہوئے

بیگم مبارک بختہ صاحبہ کا حج کو جانا مرحوم شاہزادہ محمد شیر زمانخان صاحب کی بیگم مبارک بختہ صاحبہ تاریخ ۹ فروری کو حج کیلئے تشریف لے گئیں اور تاریخ ۲۷ جون کو واپس تشریف لائیں۔ ان کے ساتھ چالیس مرد وعورت کا ایک قافلہ تھا۔ مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ میں اُنہوں نے بہت سی سخاوت کی۔ واپسی پر بمبئی میں آپ کا استقبال آپ کے بھائی رادھنپور کے نواب صاحب اور جوناگڈھ کے امرا و افسروں کے ایک وفد نے کیا جوناگڈھ آتے ہوئے راستہ میں احمد آباد میں ایکروز قیام کیا۔ وہاں اسلامی مستورات نے آپکی ادائی فریضۂ حج کی خوشنودی میں ایک تہنیت نامہ پیش کیا۔ اسی سال شہر جوناگڈھ سے مذکورۂ قافلہ کے علاوہ ۴۰ آدمی اور بھی حج کے لئے گئے تھے۔

شہنشاہ کی علالت اور صحت یابی شہنشاہ جارج پنجم کی سخت علالت کی خبر اخبارات میں شائع ہوتے ہی ریاست کی تمام مختلف المذاہب رعایا نے اپنی اپنی عبادت گاہوں میں پنجشنبہ ۱۳ ڈسمبر ۱۹۲۸ء کو آپکی صحت و سلامتی کیلئے دعا کی لیکن بعد میں حالت روبہ صحت ہوگئی۔ تکمیل صحت کے موقع پر ہندوستان میں جشن منایا گیا۔ لہٰذا ریاست میں تاریخ ۷ جولائی ۱۹۲۹ء یکشنبہ کے روز جشن منایا گیا اور دوسرے روز صبح میں سلامی کی ۳۱ توپیں سر کی گئیں۔

ہزمجسٹی کی بیماری سے شفا حاصل ہونے کی خوشی میں وائسرائے صاحب نے شکریہ

کے طور پر ایک فنڈ جاری کیا۔ لہٰذا یہ معلوم ہوتے ہی نواب صاحب نے جوناگڈھ مین اسی فنڈ کی ایک مقامی شاخ کھولنے کا فرمان مورخہ ۸ جولائی ۱۹۲۹ء کو جاری کیا۔ چندہ جمع کرنے کے لئے چند حکام اور چند غیر حکام کی ایک کمیٹی دیوان صاحب کی زیر صدارت قائم کی گئی۔ اور ریاست سے ۱۱۶۵۳ روپئے ۸ آنہ اور ۹ پائی کی ایک معقول رقم جمع ہوئی۔ اس کے علاوہ نواب صاحب نے پانچ ہزار روپئے عطا کئے اور منگرول تعلقہ سے ۱۲۰۰ روپئے جمع ہوئے کیونکہ یہ چندہ ہندوستان کے مسکین اور محتاجون کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے جمع کیا گیا تھا۔ اس لئے ریاست کی طرف سے اس فنڈ کو جوناگڈھ کی رسول خانجی ہاسپٹل مین "ایکس رے" کے تجربہ کے لئے انتظام کرنے کی تجویز کو وائسرائے صاحب نے بخوشی قبول کیا۔ اس تجویز کو حد تکمیل تک پہنچانے کے لئے نواب صاحب نے دس ہزار روپیہ کا اور عطیہ عنایت کیا۔ اور جوناگڈھ کے شفاخانہ مین "ایکس رے" قائم کرنے کی غرض سے عمدہ سے عمدہ اہتمام کیا گیا۔

کاٹھیاواڑ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ راجکوٹ مین دیوان صاحب کی صدارت

گجرات کاٹھیاواڑ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا دوسرا اجلاس راجکوٹ مین ۲۵ اگسٹ کو منعقد ہوا جس کے صدر دیوان ریاست امیر شیخ محمد بھائی صاحب منتخب کئے گئے۔ آپ نے یہ کام نہایت خوبی کے ساتھ انجام دیا۔

متفرق

شادی کی عمر کے متعلق قانونی تحقیقات کی ایک کمیٹی بنام ایچ آف کنسنٹ گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے مقرر کی گئی جس مین کام کرنے کے لئے ریاست کے چیف جوڈیشل آفیسر خان بہادر قادری صاحب کمیٹی کے ایک رکن کے طور پر تاریخ ۲۸ جون سے منتخب ہوئے۔

بڑودہ کالج کے فارسی کے پروفیسر سید نواب علی صاحب۔ ایم۔ اے۔ یکم جون سے

بہاؤالدین کالج کے پرنسپل مقرر ہوے۔

یکم نومبر سے اسکالرشیپ دینے والی کمیٹی قائم کی گئی جس کے چیرمین خان بہادر قادری صاحب ہیں اور دوسرے چھ ممبر۔

۱۹۲۹ء

نواب صاحب کا عقد نکاح

۲۶ مئی کو نواب صاحب کا ماہ لقاجہان بیگم صاحبہ بنت شیخ میاں جی بھائی سے نکاح ہوا۔

کوہ داتار کے دامن میں حضور نواب صاحب کا پانی کے بند کا بنیادی پتھر رکھنا

جن دنوں میں بارش کم ہوتی ہے اس زمانہ میں شہر جوناگڈھ میں اوپرکوٹ کے تالاب اور دوسری جگھوں پر جو انتظام کیا گیا ہے اُن کا پانی کافی نہیں ہوتا۔ اس لئے پانی کی ضرورت کو بہم پہونچانے کے لئے اوجھت ندی اور دوسری جگھوں سے پانی لانے کے لئے بڑی بڑی تجویزیں زیر غور تھیں مگر اخیر میں نواب صاحب نے کوہ داتار کے دامن میں سیڑھیوں کے قریب وادئ چامودھری پر ایک پکّا بند بنانے کی تجویز منظور فرمائی۔ اور اس کے خرچ کا اندازہ سوا چھ لاکھ روپیہ لگایا گیا ہے۔ اس بند میں تقریباً تین کروڑ ستر لاکھ مکعب فیٹ پانی رہنے کا قیاس کیا جاتا ہے۔ جو شہر جوناگڈھ کو پندرہ ماہ تک کافی ہوسکتا ہے۔ اس بڑے خزانے سے پانی شہر میں تقسیم کیا جائیگا۔

اس بند کا بنیادی پتھر تاریخ ۱۱ مئی کو صبح آٹھ بجے حضور نواب صاحب کے ہاتھ سے رکھا گیا اور اس روز صبح میں کوہ داتار کے دامن میں ایک بڑے شامیانہ میں دربار منعقد کیا گیا۔ چونکہ اس زمانہ میں آپ کا قیام کیشود میں تھا۔ لہٰذا اس تقریب میں شرکت فرمانے کے لئے آپ اسپیشل ٹرین سے جوناگڈھ تشریف لائے تھے۔ اس اسکیم پر ابتک ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ ہوگیا۔ اور امید کیجاتی ہے کہ قریب آٹھ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔ اور سنہ ۱۹۳۲ء میں کام ختم ہوجائے گا۔

"شیخ محمد الیکٹرک سپلائی ورکس" کی افتتاح

چونکہ "شیخ محمد الیکٹرک سپلائی ورکس" تیار ہو گیا تھا۔ لہٰذا اس کی افتتاح کی رسم ادا کرنے کے لئے ایجنٹ گورنر جنرل صاحب آنریبل لفٹننٹ کرنل ٹی۔ ایچ۔ کینر صاحب کو دعوت دی گئی۔ لہٰذا آپ تاریخ ۲۵ / اگسٹ کو جوناگڈھ تشریف لائے۔ تاریخ ۲۶ روز دوشنبہ کی شام کو ساڑھے سات بجے بہادر خانجی ہائی اسکول کے ہال میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں نواب صاحب نے انگریزی میں تقریر کی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

آنریبل کرنل کینر، خواتین وحضرات!

کرنل کینر صاحب مجھے سب سے پہلے جملہ حاضرین کی طرف سے، جوناگڈھ کی پبلک کی جانب سے، اور نیز اپنی طرف سے اُس عزّت افزائی کا شکریہ ادا کرنے کی اجازت دیجئے۔ جو آپ نے آج ہم سب کی اپنی تشریف آوری سے کی ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ مغربی ہندوستان کی ایجنسی میں ہز ایکسیلینسی وائسرائے بہادر کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے آپ کے منصب جلیلہ پر کس قدر زبردست اور ذمہ دارانہ فرائض عائد ہوتے ہیں، ہم آپ کے اور زیادہ مرہون منت ہیں کہ آپ نے ہمارے لئے وقت نکالا اور ہم آپ کے شکر گذار ہیں کہ آپ نے ہماری درخواست کا ایسا پُرتپاک جواب مرحمت فرمایا ان مثالوں سے نہ صرف آپ کی اُس گہری ہمدردی کا اظہار ہوتا ہے۔ جو آپ کو ہندوستانی ریاستوں سے ہے۔ بلکہ اُن سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہم زمانہ کی ترقی میں آپ کی جانب سے ہر اعانت اور تحریص وترغیب کے متوقع ہو سکتے ہیں۔

یہ موقع نہیں کہ میں اس مجمع عظیم کو تھکا دینے والی کسی ایسی بحث کو چھیڑوں جو غیر موزوں ہو اور اس لئے میں صرف مسئلہ زیر بحث ہی پر اظہار خیالات کرنے کو اکتفا کروں گا۔

سنٹرل پاور ہاؤس کی فوری ضرورت مدت مدید سے محسوس کیجا رہی ہے اور کوشش کی گئی تھی کہ کچھ عرصہ قبل اس اسکیم پر مناسب غور کیا جائے۔ مگر بعض مشکلات جنکا تعلق زیادہ تر اس جیسی عظیم الشان منصوبہ کو قابل اطمینان طریقہ سے مالی امداد دینے کے متعلق تھا ایسی آپڑی تھیں جن پر بآسانی قابو حاصل نہ کیا جاسکا۔ بہرحال ہماری توقعات بالآخر پوری ہوگئی ہین اور آج ہم اپنے سامنے بجلی کا کارخانہ دیکھ رہے ہین۔ جس کی نسبت غیر ضروری فخر و مباہات کئے بغیر مین کہہ سکتا ہون کہ وہ ہندوستان مین اس قسم کے دوسرے کارخانہ کے ساتھ لگا کھا سکتا ہے۔

ساری اسکیم پر جس قدر مصارف ہوے ہین جن مین جملہ ریاستی عمارات اور درسگاہون پر جدید وائر لگانا اور از سر نو وائر لگانا، اور میونسپلٹی کا سڑکون کو روشن کرنا شامل ہے۔ ریاست کی طرف سے ادا کئے گئے ہین اور اندازہ لگایا گیا ہے کہ جب پوری پوری تکمیل ہوجائیگی تو کم سے کم سات لاکھ روپیہ صرفہ آئے گا۔

یہ امر واقعی کہ ریاست گذشتہ پانچ سال مین ایسی زبردست اسکیمون اور منصوبون پر بآسانی کثیر رقوم لگانے کے قابل ہوگئی ہے۔ جن مین سے بعض تو پایۂ تکمیل تک پہنچ گئے ہین اور باقی زیر تیاری ہین۔ ریاست کی مالیات کے قابل تعریف اور کفایت شعارانہ انتظام پر دال ہے بلکہ وہ اس امر پر بھی روشنی ڈالتا ہے کہ ریاست کا عام انتظام بہت اعلیٰ درجہ کا ہے۔ خواتین و حضرات! شاید مذکورہ بالا ریمارک کو آپ تعلی پر محمول فرمائین مگر واقعہ ایسا نہین۔ جو کچھ ہوا ہے اس کی کامیابی کا تمامتر سہرا میرے عزیز اور ریاست کے دیوان امیر شیخ محمد کے سر ہے۔ جنہون نے گذشتہ پانچ سال مین اہل ریاست کی ترقی کے لئے دن رات نہایت محنت اور جانفشانی

کے ساتھ کام کیا ہے۔ میرے دل مین ان کے لئے احترام کے جو جذبات موجود ہین وہ بہت اعلیٰ قسم کے ہین اور اگر مَین اس امر کا تذکرہ کرنے لگون کہ انہون نے میری ریاست اور میرے لئے کیا کیا کارہائے نمایان انجام دئے ہین اور یہ کہ ہم سب ان کے کس قدر شکر گذار ہین۔ تو مجھے اندیشہ ہے کہ مَین کل صبح تک بھی بولے چلا جاؤنگا۔ مزید برآن ایسا کرنا درحقیقت اپنے ہی متعلق تعلی کرنے کے مترادف ہوگا۔ اسلئے کہ مَین اُن کو اپنے سے جُدا نہین سمجھتا اور مَین اُنہین ملازم نہین بلکہ اپنا چھوٹا بھائی سمجھتا ہون۔ اور اس لئے مَین محسوس کرتا ہون کہ اگر مَین اُن کے متعلق کچھ کہنا شروع کردون تو گویا مین اپنے ہی متعلق گفتگو کر رہا ہون۔

بجلی کے کارخانہ کے مسئلہ کے تذکرہ مین مَین ایک وفادار اور پبلک اسپرٹ رکھنے والے شہری کا ذکر کرنا چاہتا ہون۔ خواتین و حضرات! میرا روئے سخن مسٹر رگھوناتھ راجا کی طرف ہے جو ایک سال کا عرصہ ہوا۔ خدمت الناس کا جذبہ لیکر آگے بڑھے تھے اور جنہون نے سنٹرل پاور ہاؤس کے قیام کی ذمہ داری لی۔ اور آپ اسے اس طرح سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے جو آپ اپنی نظیر ہے۔ مسٹر راجا مقامی لوہانون کے نہایت معزز خاندان سے تعلق رکھتے ہین جو جوناگڈھ مین نگر سیٹھ کے خاندان کے نام سے مشہور ہے وہ اپنی زندگی کے دوران مین عملی آدمی ثابت ہوئے ہین اور اس وسیع قابلیت اور تجربہ کا لحاظ رکھتے ہوئے جو انہون نے ممالک غیر بالخصوص انگلستان مین اور برّاعظم یورپ مین سفر کرکے حاصل کیا ہے۔ مجھے اُن پر کامل طور پر اعتماد کرنے مین کوئی تامل نہ تھا۔ اسلئے کہ مجھے شروع ہی سے یقین تھا کہ اسکیم محفوظ اور قابل اعتماد ہاتھون مین ہے۔ مَین اس موقع پر مسٹر راجا کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ انہون نے اُس اسکیم کی تکمیل ایسی کامیابی کے ساتھ

کی جس کا نام "شیخ محمد الیکٹرک سپلائی ورکس" ہے جسے میری ترغیب کے باوجود میرے دیوان نے ابتدا میں اپنے نام نامی کے ساتھ وابستہ کرنا قبول نہ کیا۔

اس سے پیشتر کہ میں اپنی تقریر ختم کرون۔ میں مسٹر اڈوانی کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہون کہ انہون نے تمام اسکیم کا ابتدا میں نقشہ کھینچا۔ نیز مختلف فرمون کے ممبرون اور اسٹاف کا جنہون نے اپنے کامون کو قابل تعریف طریقہ سے انجام دیا۔ اور بالخصوص میسرز مرلیس اینڈ کو، مسٹر پرسلو (جو میسرز کیلنڈرز اینڈ کو سے تعلق رکھتے ہین) اور مسٹر ایونس اور مسٹر بنجامن (جو انگلش الیکٹرک کمپنی سے تعلق رکھتے ہین) کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ انہون نے نہایت عرقریزی اور جانفشانی اور ہمدردانہ دلچسپی لیکر تمام کام کو انجام دیا۔

اب میں جناب والا سے درخواست کرتا ہون کہ آپ روشنی کا بٹن دبا کر شیخ محمد الیکٹرک سپلائی ورکس کی افتتاحی تقریب کو ادا کر کے ہم سب کو مشکور فرمائین۔

اسکے بعد ایجنٹ صاحب نے زرنگار چاندی کے چھوٹے قد کے پاور ہاؤس کی چھت کو گھمایا جو میز پر رکھا ہوا تھا اور پاور ہاؤس اور دوسری عمارات کو بجلی کی روشنی سے منوّر کردیا۔ اور پھر انگریزی مین تقریر کی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

یور ہائینس، خواتین وحضرات!

میں یور ہائینس کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں دوبارہ جوناگڈھ کی سیر کرون تاکہ شیخ محمد الیکٹرک سپلائی ورکس کی افتتاحی تقریب میرے ہاتھون انجام پائے۔ میں صرف چند الفاظ کہونگا اور میں چاہتا ہون کہ سب سے پہلے وائسرائے کے "تھینکس گوئنگ فنڈ" کا تذکرہ کردون۔ لیکن اس سے پیشتر مین خدا تعالےٰ کا شکر ادا کرنا چاہتا ہون (اور یہی جذبات تمام حاضرین کے دلون مین اسوقت موجزن ہونگے)

کہ ہز میجسٹی ملک معظم بتدریج روبصحت ہو رہے ہین۔

آج صبح مین نے رسول خانجی ہاسپٹل کا معائنہ کیا اور مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ مریضون کے علاج کے لیئے جدید ترین برقی آلات لگائے جارہے ہین۔ جن پر اہالیانِ جوناگڈھ بزمانۂ آئندہ بجا طور پر فخر کر سکین گے بالخصوص اس لیئے کہ انہون نے وائسرلے کے تھینکس گوینگ فنڈ کی اپیل کا نہایت فیاضانہ جواب دیا ہے۔ ساتھ ہی مین یہ کہے بغیر نہین رہ سکتا کہ وائسراے کے تھینکس گوینگ فنڈ کا جو جواب اس ریاست کے باشندون کی طرف سے دیا گیا ہے وہ نہ صرف قابلِ اطمینان ہے بلکہ جس طریقہ سے جمع شدہ چندے مصرف مین لائے جارہے ہین وہ اپیل کے ظاہر کردہ مقصد کے عین مطابق ہے یعنی یہ کہ ہندوستان کے مریضون اور غریبون کی امداد۔ مین آپ کے سامنے کوئی حیرت انگیز نظریہ نہین پیش کرتا جب مین یہ سمجھتا ہون کہ کسی نظام سلطنت مین بہترین نتائج اُسی وقت رونما ہوتے ہین جب کہ والی ریاست اور اس کی رعایا دونون بلکر پیشِ نظر مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہین۔ اچھی حکومت کے اس بنیادی اصول کو صریح طور پر اپابلکر یکل اسکیم مین عملی جامہ پہنایا گیا ہے۔ اور یہ وہ کارنامہ ہے جس پر ریاست نے بہت بڑی رقم صرف کی ہے۔ اور اس بناء پر مجھے یقین ہے کہ وہ یقیناً بارور ہوگی۔

مجھے امید ہے کہ اس تقریب کے اختتام کے بعد مین جوناگڈھ کے ایک دو بڑے راستون مین جاؤنگا۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ روشنی کا اثر کیسا پڑ رہا ہے۔ اور چونکہ مین آج صبح کو پاور ہاؤس کا معائنہ کرچکا ہون۔ اس کے بعد مین اس بڑی اسکیم کو عمل مین آتے ہوے بھی مکمل طور پر دیکھ لونگا۔

یور ہائینس ! آپ کے اس فیصلہ کی کہ پاور ہاؤس کو اپنے دیوان کے نام سے وابستہ کیا جائے۔ مَیں بہت قدر و منزلت کرتا ہون اور اگرچہ کسی ریاست کے دیوان کے ساتھ میرا تعلق اتنا گہرا اور قریبی نہین ہوتا جتنا کہ والی ریاست اور اس کے دیوان کے باہم ہوتا ہے۔ تاہم مَیں اتنا اندازہ لگا سکا ہون کہ مغربی ہند کی ریاستون کے کون کون سے افسران ایسے ہین جو اپنے دربارون کے مفاد کی حفاظت کے لئے پوری سرگرمی سے کام کرتے ہین۔ امیر شیخ محمد صاحب کا جو تجربہ مجھے ہے اس کی بنا پر مَیں یور ہائینس کی رائے کی تصدیق کرنے کے لئے تیار ہون اور یہ حقیقت ہے کہ وہ جوناگڈھ کے لئے ایک نہایت وفادار اور قابل افسر ہین۔ لہٰذا یہ بالکل درست ہے کہ رفاہِ عام، بہبودی اور کفایت شعاری کا ایسا کام ہے جو آپ کی ریاست کے دار السّلطنت ہین سب کے فائدہ رسانی کے لئے ہو۔ ان کے نام سے معنون کر دیا جائے۔

مَیں یور ہائینس کی خدمت ہین اس عظیم الشّان اسکیم کی تکمیل پر ہدیۂ مبارکباد پیش کرتا ہون اور نہایت مسرت کے ساتھ "شیخ محمد الیکٹرک سپلائی ورکس" کی افتتاحی تقریب کو ادا کرتا ہون۔

مبارک بخت صاحبہ کا انتقال مرحوم شاہزادہ محمد شیر زمان صاحب کی بیگم مبارک بخت صاحبہ نے بمقام رادھن پور تاریخ ۶ ڈسمبر مطابق ۴ رجب ۱۳۴۸ھ کی شب کو ایک بجے انتقال فرمایا تاریخ ۷ ڈسمبر کو ریاست ہین تعطیل رہی۔ زیارت، چہلم وغیرہ رسومات جوناگڈھ ہین ادا کی گئین۔

متفرق چیف سکریٹری میجر ٹینلے ۲۹ ستمبر سے دو ماہ کی رخصت پر گئے۔ اسکے بعد گورنمنٹ سروس ہین چلے گئے۔

ریاست جوناگڈھ ہین حکما، واطبا تو قدیم ہی سے رہا کرتے ہین جن کی ذات سے

ریاست میں لوگوں کو بہت کچھ فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ وہ ہر قسم کے مریضوں کا مفت علاج کیا کرتے ہیں۔ مگر ہاسپٹل میں یونانی طریق پر قدیم ادویات کے ذریعہ سے علاج کرنے کا کوئی انتظام نہ تھا۔ لہٰذا نواب صاحب نے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ایک حکیم رسول خانجی ہاسپٹل میں تاریخ ۲۷ فروری سے مقرر کیا۔

کاٹھیاواڑ اسٹیٹس فورسیس کا کمپ آف اکسرسائز (جنگ مصنوعی) ریاست جوناگڈھ میں بمقام شاہ پور تاریخ ۴ سے ۱۸ جنوری تک واقع ہوئی۔ اس میں جوناگڈھ اسٹیٹ لانسرس اور مہابت خانجی انفنٹری نے بھی حصّہ لیا۔ تاریخ ۱۷ کو حضور نواب صاحب اور انڈین اسٹیٹس فورسیس کے ملیٹری اڈوائزر انچیف نے اس کمپ کا ملاحظہ کیا۔

عدالت کی اخیر کانفرنس ۲۲-۲۳ مارچ ۱۹۱۹ء کو منعقد ہوئی تھی۔ اس کے دس برس بعد ۳۰ مارچ ۱۹۲۹ء کو دوسری جوڈیشیل کانفرنس منعقد ہوئی جس کا افتتاح دیوان صاحب نے فرمایا اور ایک عمدہ تقریر کی۔

میوہ دار اشجار کی کاشت کو ترقی دینے کے لئے دیوان آفس سے ایک آرڈر مورخہ ۵ جون ۱۹۲۸ء کو شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد آموں کے درختوں کی کاشت کی اسکیم اعلیٰ درجہ پر پہنچی۔ ۵ جولائی ۱۹۲۹ء کو شہر سے باہر مشرق کی جانب دامانِ کوہ گرنار میں پنجتن کی ٹیکری کے متصل جہاں بے شمار آموں اور دیگر میوہ جات وغیرہ کے درخت لگائے گئے تھے وہاں خود نواب صاحب تشریف لے گئے اور اپنے اور اپنی بیگمات کے لئے درختوں کی خرید کا حکم فرمایا۔ سورٹھ سرکار نے اس کام میں نمایاں حصّہ لیکر اپنی اور اپنے ملک کی ترقی اور رعایا کی بہتری کا پختہ ثبوت دیا ہے۔

یکم اگسٹ سے بہادر خانجی ہائی اسکول سے معیار اول، دوم، اور سوم علحدہ کر کے

نئے اسکول کو "جوناگڈھ اینگلو ورناکیولر اسکول" کردیا گیا۔

۶ر ستمبر کی شام کو دیوان صاحب کی زیر صدارت بہاؤالدین کالج کے طلبہ کو انعام تقسیم کرنے کا شاندار جلسہ کالج کے ہال مین منعقد ہوا۔

آٹھ قیمتون (۳ پائی۔ ۶ پائی۔ ار آنہ۔ ۲ر آنہ۔ ۳ر آنہ۔ ۴ر آنہ۔ ۸ر آنہ۔ اور ایک روپیہ) کے نئے اور عمدہ نقشین سوراشٹر پوسٹ ٹکٹ یکم اکٹوبر سے جاری کئے گئے۔

۵ر اکٹوبر کو وکالت کا امتحان لیا گیا۔

سارے بمبئی علاقہ اور تمام ہندوستان کی طرح جوناگڈھ مین ۳۱ر جنوری کو صبح سویرے سے شدت کی سردی پڑی۔ یہ سردی آدھی رات کے بعد ایسی سخت بڑھ گئی کہ ندی اور تالاب کا پانی یخ بستہ ہوگیا۔ پالا (ہیم) سے دس آدمی اور کئی جانور ہلاک ہوئے۔ اور زراعت کو سخت نقصان پہنچا۔ جوناگڈھ مین ۳۴ اور کیشود وغیرہ کی طرف ۳۲ ڈگری پارہ اتر گیا تھا۔ ٹمپریچر کا یہ اُتار اس اخیر صدی مین کم سے کم ہی ہوا ہے۔

۱۹ر ڈسمبر کی صبح کو یکایک سخت بارش ہوئی یہان تک کہ صرف دو گھنٹے مین دو انچ بارش ہوگئی۔ اس کے بعد سخت سردی پڑی۔ مگر وہ شروع سال کی سردی سے کم تھی۔

اسی سال جوناگڈھ اسٹیشن پر تین ہزار روپیہ کے خرچ سے برقی روشنی کا ستون (فلڈ لائٹ ٹاور) تیار کیا گیا۔ گذشتہ سال یعنی ۱۹۲۸ء مین ریاست کے ریلوے ٹرینون کے انجنون مین سرچ لائٹ لگائی گئی تھی۔

اسی سال بلاول کے بندرگاہ پر برقی روشنی کا انتظام کیا گیا۔ جس سے وہان کی رونق دوبالا ہوگئی۔ سرآڈیا ریلوے اسٹیشن سے کتیانہ تک ریل کے ذریعہ آنے جانے والے مسافرون اور مال کی درآمد و برآمد کی سہولت کے لئے محکمۂ جوناگڈھ اسٹیٹ ریلوے کے ذریعے ایک

موٹر سروس کی آؤٹ ایجنسی کا بندوبست کیا گیا۔

سیاسی مقدمہ ایڈمنسٹریشن کے زمانہ میں ریاست مانا ور نے جھانپو ڑنامی گاؤن پر اپنا دعوٰے ایجنسی مین دائر کیا تھا۔ تاریخ ۴ ارڈسمبر ۱۹۲۵ء کو کاٹھیاواڑ کے ایجنٹ صاحب نے ریاست جوناگڈھ کے حق مین فیصلہ دیا اور ۱۹۲۹ء مین سکریٹری آف اسٹیٹ نے مانا ور کی اپیل مسترد کر دی۔

تنازعہ پریاگ ۲۹-۱۹۲۸ء مین ریاست کے قصبۂ آونہ سے تقریبًا دو میل دور ہندؤن کے تیرتھ کے مقام پریاگ مین قدیم اسلامی قبور اور ایک قدیم و ویران مسجد کے متعلق وہان کے ہندو مسلمانون مین تنازعہ برپا ہوا تھا جس کی وجہ سے فریقین مین سخت شورش برپا ہوگئی تھی حتّٰی کے اس کا اثر تمام علاقۂ بمبئی کے ہندو مسلمانون پر پڑا تھا۔ ریاست کیلئے یہ معاملہ نہایت ناگوار اور سخت آزمائش کا تھا۔ مگر دیوان ریاست امیر شیخ محمد بھائی صاحب نے انتہائی دور اندیشی اور غیر جانب داری سے اس معاملہ کے تصفیہ کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا تھا جو ریاست کے تین اعلےٰ عہدہ دارون پر مشتمل تھا۔ ان افسرون مین ایک انگریز ایک مسلمان اور ایک ہندو افسر شریک تھے۔ کمیشن نے تحقیق و تفتیش کے بعد بتاریخ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۹ء کو اپنی رائے کے ساتھ دیوان صاحب کو رپورٹ لکھی تھی۔ چنانچہ صاحب موصوف نے بتاریخ ۳۱ اکٹوبر ۱۹۲۹ء کو نہایت غیر متعصبانہ اور غیر جانبدارانہ فیصلہ صادر فرمایا مگر بیرونجات کے بعض فتنہ پردازون کی رخنہ اندازی سے فریقین کے اس فیصلہ پر رضامند نہ ہونے کی وجہ سے ریاست نے اپنی انتہائی رواداری اور عدل و انصاف کو کام مین لاکر دونون قومون کے وفود کو باریابی عطا کی اور جانبین سے سربرآوردہ اشخاص کے وفود کے معروضات کو سنکر ایک معقول فیصلہ صادر فرمایا۔ چنانچہ اس کے بعد یہ فتنہ فرو ہوگیا اور اس جھگڑے مین

جن جن مفسدہ پردازوں نے حصّہ لیا تھا اور ریاست کے خلاف کارروائیاں کی تھیں۔ اُن کے قصور بھی نہایت دریا دلی سے معاف کردئے گئے اور امن و امان قائم ہوگیا۔

اس کے بعد ۱۹۳۰ء کے اوائل مین پھر بمقام آونہ مین ہندو مسلمانون کے درمیان کسی معمولی سی بات پر شورش برپا ہوگئی اور آپس مین کشت و خون اور زد و کوب تک نوبت پہنچی مگر ریاست نے فوراً پولس اور انفنٹری کو وہان بھیجکر اس فتنہ کی آگ کو بجھا دیا۔ اور بعد مین دیوان صاحب نے بہ نفسِ نفیس وہان تشریف لیجاکر فریقین کی مصالحت کرادی۔ ریاست کی طرف سے دونون قومون کے غربا اور مساکین کو ایک رقم کثیر تقسیم کی۔ اور لڑائی مین جن جن کا مال و اسباب لوٹا گیا تھا اس کی تحقیق اور تفتیش بذریعۂ عدالت کرا کے اس کی قیمت ریاست کی طرف سے دلوادی گئی۔

۱۹۳۰ء
ریڈکراس کے مکان کے لئے نواب صاحب کی گرانقدر امداد۔ مکان کے سنگ بنیاد رکھنے کی رسم مین نواب صاحب کا دہلی تشریف لے جانا

ہند کے سنٹرل ریڈکراس سوسائٹی کی آفس کے لئے نئی دہلی مین ایک عمدہ مکان بنانے کی ضرورت تھی۔ جب نواب صاحب کو یہ بات معلوم ہوئی تو حضور نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا اور اکٹوبر ۱۹۲۷ء مین سوسائٹی کو وہ رقم عنایت کی۔ نواب صاحب کو آپ کی فیاضی اور سخاوت کی قدردانی اور احسان کے اظہار مین ریڈکراس سوسائٹی کی نظامیہ مجلس نے تاریخ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۹ء کو سوسائٹی کے نائب صدر (وائس پریسیڈنٹ) مقرر کیا۔ اس سوسائٹی کے صدر وائسرائے صاحب ہین۔

وائسرائے صاحب اس مکان کا سنگ بنیاد رکھنے والے تھے۔ اس موقع پر سوسائٹی نے نواب صاحب کو بھی وہان تشریف لانے کا اصرار کیا۔ لہٰذا آپ تاریخ ۲۵ فروری ۱۹۳۰ء کو شب کے گیارہ بجے کیشود سے اسپیشیل ٹرین سے روانہ ہوے اور دہلی تاریخ ۲۷ کی صبح کو پہنچ گئے۔

آپ کے ہمراہ چھ[6] امراء اور آفیسر تھے۔ دہلی جنکشن کے کوئنس روڈ اسٹیشن پر اسپیشل ٹھیرائی گئی۔ اور اسپیشل ہی مین حضور نے قیام فرمایا۔

وائسرائے صاحب نے مکان مذکور کا سنگ بنیاد[1] تاریخ ۲۷ فروری کو پنجشنبہ کے روز پونے چھ بجے نئی دہلی مین ٹالکٹورا روڈ پر کاؤنسل ہال کے قریب رکھا۔ اس رسم کو ادا کرتے وقت جو دربار ہوا اس مین وائسرائے صاحب نے جو تقریر کی اور نواب صاحب کی سخاوت کی نسبت جو الفاظ فرمائے اُس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

جب پہلی ہی مرتبہ موزون مکانات بنانے کا سوال پیدا ہوا تب اخراجات کے لحاظ سے ایک بہت بڑی مشکل پیش آئی۔ اس حالت مین خوش قسمتی سے بمصداق

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

اس موقع پر ایک شاہزادہ ذیجاہ نمودار ہوا جسکی قلم کی ایک کشش نے صورت حال کو تبدیل کردیا۔ نواب صاحب جوناگڈھ جنکو آج شام کو ہم اس دربار مین دیکھکر نہایت خوش ہین انہی کی شاہانہ فیاضی کی بدولت ایک خوبصورت مکان تیار کرنے کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کا کام ممکن ہوگیا۔ اور سوسائٹی کی شان اور اُسکے مقاصد کے مطابق مکان کا نقشہ

---

[1] جب یہ مکان تیار ہوگیا اسوقت اسکا افتتاح ۹ فروری ۱۹۳۱ء کو وائسرائے صاحب نے کیا۔ نواب صاحب کو اسوقت اسمین شریک ہونے کیلئے دعوت دیگئی۔ مگر رمضان شریف کی وجہ سے آپ تشریف نہ لیجاسکے۔ مگر وائسرائے صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر مین نواب صاحب کے لئے جو الفاظ فرمائے اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

نہ ہم اس امر کو فراموش کرسکتے ہین کہ یہ سب کچھ ہزہائنس نواب صاحب جوناگڈھ کی شاہانہ فیاضی کا نتیجہ ہے۔ جو صلیب احمر کی جملہ کارروائیون مین ہمیشہ ممد و معاون رہے ہین۔ ان کا اسم گرامی ہمیشہ اس عمارت کے ساتھ وابستہ رہیگا۔ اور وہ سب لوگ جو اس عظیم الشان جماعت کے بہی خواہ ہین۔ ہمیشہ انہین شکرگذاری کے جذبات کے ساتھ یاد رکھین گے۔

تیار ہو چکا ہے۔

مَین جانتا ہون کہ وہ سب لوگ جو یہان آج حاضر ہین اور جو ریڈ کراس کے کام مین دلچسپی لیتے ہین۔ وہ سب میری شکر گذاری کی آواز کی بازگشت سُنینگے جو مَین فی الحال نواب صاحب کی خدمت مین ان کی جوانمردانہ اور عملی امداد جو انہون نے ہمارے سننے کے مطابق۔ سوسائٹی کو اپنی ریاست مین اور اُس کے باہر ہمیشہ دی ہے پیش کرتا ہون۔ مَین علیٰ وجہ البصیرۃ کہتا ہون کہ ان تمام کامون مین جو ہندوستانیون کی بہبودی اور ہمدردی کے لئے کئے جاتے ہین یہ تازہ ترین عطیہ ایک امتیازی اور خصوصی شان سے ممتاز رہے گا۔

اسی دن شب کے ساڑھے نو بجے نواب صاحب اسپیشل مین دہلی سے روانہ ہوے اور یکم مارچ کو صبح ساڑھے سات بجے کیشود تشریف لائے۔

شاہزادہ محمد زور آور خان صاحب شاہزادی نور بخت صاحبہ اور شاہزادی کلثوم بخت صاحبہ کا تولد ہونا۔

ہز ہائنس بیگم آمنہ بی بی صاحبہ کے بطن سے ایک شاہزادہ تاریخ ۵ ر ڈسمبر کو تولد ہوا جن کا نام محمد زور آور خان رکھا گیا۔

اسی سال مین ہر ہائنس بیگم امن بی بی صاحبہ کے بطن سے ایک شاہزادی تولد ہوئی جن کا نام نور بخت رکھا گیا۔ اور ہر ہائنس بیگم ماہ لقا جہان بیگم صاحبہ کے بطن سے شاہزادی تولد ہوئی۔ جن کا نام کلثوم بخت رکھا گیا۔

شاہزادہ ولیعہد صاحب کے اتالیق کا تقرر۔

چونکہ شاہزادہ ولیعہد صاحب کے اتالیق و نگران کپتان ویلیمس صاحب تاریخ ۱۵ ر ستمبر سے اسسٹنٹ دیوان مقرر ہوے۔ لہٰذا اسی تاریخ سے اس جگہ پر میجر اے۔ ایچ۔ ایس۔ ڈیٹلی صاحب مقرر ہوے۔ اور میسنر ڈیٹلی

بطور لیڈی ٹیوٹر کے مقرر ہوئین۔ دیوان آفس کے جنرل سکریٹری کرنل سردار سنگھ بطور انڈین ٹیوٹر ۲۷ ستمبر سے مقرر ہوئے۔

جام صاحب کی تشریف آوری

تاریخ ۱۳ مارچ کی صبح مین جام صاحب جوناگڈھ تشریف لا رہے تھے۔ مگر جوناگڈھ سے اگلے اسٹیشن وڈال پر اُن کے بھائی کی وفات کی خبر ملتے ہی وہان سے واپس جام نگر چلے گئے۔ اور بعد مین پھر تاریخ ۲۴ اپریل کو صبح مین شکار کے لئے تلالا تشریف لے گئے۔ امیر شیخ محمد بھائی صاحب بلاول سے آپ کے ہمراہ ہوگئے تھے۔ تاریخ ۲۹ کو جام صاحب واپس جام نگر تشریف لے گئے۔ واپسی مین چورواڑ اسٹیشن پر نواب صاحب کی ملاقات کے لئے اسپیشل ٹرین ایک گھنٹہ ٹھہرائی گئی۔ کیونکہ اس زمانہ مین نواب صاحب کا قیام چورواڑ مین تھا۔

امیر شیخ محمد بھائی صاحب کی زیر صدارت کتیانہ اور بنتھلی مین انعامی جلسے اور آپکو رعایا کی طرف سے سپاسنامے دینا۔

تاریخ ۱۷ جون کو دیوان امیر شیخ محمد بھائی صاحب نے کتیانہ کے مدرسۂ اسلامیہ کے طلبہ کو انعام تقسیم کیا۔ اور ۴ جولائی کو بنتھلی کے مدرسۂ شوکت اسلام کے طلبہ کو انعام تقسیم کیا۔ اور دونون مقامون کی ہندو اور مسلمان رعایا نے آپ کو چاندی کے کاسکیٹ مین سپاسنامے پیش کئے۔

متفرق

یکم جنوری سے حضور عدالت کی طرف سے "سورٹھ سرکار لا رپورٹ" کا ماہواری رسالہ شائع ہونے لگا۔

تاریخ ۸ اپریل کو تیسری جوڈیشل کانفرنس ہوئی جس کا افتتاح دیوان صاحب نے فرمایا۔

تاریخ ۷ مارچ کو ریڈکراس کا سالانہ جلسہ دیوان صاحب کی صدارت مین بہادر خانجی ہائی اسکول کے ہال مین منعقد کیا گیا۔ ۲۰ مارچ کو ریڈکراس دہ سالہ جلسہ دیوان صاحب

کی صدارت مین بہادر خانجی لائبریری کے قریب ایک شامیانہ مین منعقد ہوا تھا۔ اور پھر ریڈ کراس کی آفس کے ایک مکان بنانے کے لئے چندہ کیا گیا جس مین حضور نواب صاحب نے دس ہزار روپئے عنایت فرمائے۔

۲۵ مئی سے ریس ہارس ٹریننگ ڈپارٹمنٹ (شرطون کے گھوڑون کو تعلیم دینے کا سررشتہ) قائم کیا گیا۔

یکم نومبر سے چیف جوڈیشیل آفیسر خان بہادر قادری صاحب ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن بھی مقرر ہوے۔ محکمہ امور مساجد اور مقبرے بھی آپ ہی کے نگرانی مین رکھے گئے۔

حسب رواج یوم التواے جنگ عظیم کی یادگار کے طور پر اور آزادی کی راہ مین قربان ہونے والون کے احترام کے لئے تمام ریاست مین دو منٹ کے لئے ۱۱ نومبر کو ٹھیک گیارہ بجے سے جب کہ توپ کی آواز ہوئی سب لوگون نے تمام کاروبار اور نقل و حرکت بند کر دی۔

قصبۂ بنتھلی کے باہر ناگوری محمود پٹیل کا تیار کردہ "محمدی یتیم خانہ" کی افتتاحی رسم دیوان صاحب نے تاریخ ۲۷ ڈسمبر کو ادا کی۔ اور نہایت دلچسپ تقریر بھی کی۔

سنہ ۱۹۳۱ء	
نواب صاحب کو جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کا خطاب اور حضور کا دہلی تشریف لے جانا اور وہین تمغائے خطاب مذکور عطا کرنے کی رسم کا ادا ہونا۔	نئے سال کی خوشی مین یکم جنوری ۱۹۳۱ء کو حضور نواب صاحب کو شہنشاہ معظم نے "نائٹ گرانڈ کمانڈر آف دی انڈین امپائر" (جی۔ سی۔ آئی۔ ای) کا خطاب[1] عنایت فرمایا۔ اُسوقت آپکا

[1] اس خطاب کے اعزاز مین بہاؤالدین کالج کے پرنسپل حاجی سید نواب علی رضوی صاحب نے حسب ذیل تاریخ کہی ہے:-

سر مہابت خان ثالث سرور والا گہر	وہ جو فضل حق سے فخر دولت بابی ہوئے

قیام کیشود مین تھا۔ لہٰذا امراء اور آفیسرون کا ایک وفد مبارکباد پیش کرنے کے لئے آپ کی خدمت مین وہان حاضر ہوا تھا۔ پہلی تاریخ کو دوپہر مین سلامی کی پندرہ توپین سر کی گئین اور تاریخ ۳ تک ریاست مین عام تعطیل رہی۔

تمغہ عطا کرنے کی رسم سرکاری حیثیت سے وائسرائے لارڈ ارون صاحب نے دہلی مین ادا کی۔ نواب صاحب وائسرائے صاحب کی دعوت پر اسپیشل ٹرین سے کیشود سے ۱۰ فروری کی شب کے ساڑھے دس بجے روانہ ہوے۔ اور ۱۲ فروری کو صبح سوا سات بجے دہلی پہنچے۔ اُسی شب مین ساڑھے نو بجے وائسرائے صاحب نے نواب صاحب کو تمغہ عطا کرنے کی رسم وائسرینگل لاج مین ادا کی۔ اس وقت نواب صاحب کے ہمراہ امیر شیخ محمد بھائی صاحب تھے۔ نواب صاحب مع ہمراہیان اسی شب کو ساڑھے گیارہ بجے دہلی سے روانہ ہوے اور ۱۴ فروری کو صبح دس بجے کیشود تشریف لے آئے جہان رعایا کا بڑا شاندار جلسہ مبارکباد پیش کرنے کے لئے منعقد ہوا تھا۔ واپسی مین اسپیشل ٹرین نصف گھنٹہ کے لئے جوناگڈھ اسٹیشن پر ٹھیرائی گئی۔ جہان ایک شامیانہ مین امراء، جاگیردار،

(نتیجۂ طبع مصنف ۸۸۹)

ہین کرم مین، عدل مین، جود و سخا مین بے مثال　　آپ ہین اپنے مثال اب کیون نہ لاثانی ہوئے
وصف مین اُنکے ہے کافی گر لکھین بس اس قدر　　ہر کہ و مہ کی بھلائی کے لئے حامی ہوئے
ہند کے قیصر نے خوش ہوکر دیا اُن کو خطاب　　اب دعا گو واسطے تاریخ کے ساعی ہوئے

چشم بد ہو دور۔ دشمن کا شکستہ سر بھی ہو
دیکھ لو سرکار سورٹھ جی۔سی۔آئی۔ای ہوئے
۱۳۴۹ ہجری

اس موقع پر حکیم غلام محمد خان نے جو قصیدہ لکھا ہے۔ اس کا آخری شعر درج ذیل ہے:۔

کے۔سی۔ایس۔آئی۔ کا اس سے پہلے پایا تھا خطاب　　اب ہے جی۔سی۔آئی۔ای۔ سورٹھ کا شیر تاجدار
۱۹۳۱ عیسوی

حکام، اور شرفا کا شاندار اجتماع نواب صاحب کو مبارکباد پیش کرنے کے لئے موجود تھا۔ پندرہ توپوں کی سلامی ہوئی اور ہاتھ لگائی (نذرانہ) کی رسم ادا ہوئی۔ اور وہ دن تمام ریاست میں یوم تعطیل قرار دیا گیا۔

ایجنٹ گورنر جنرل صاحب کی تشریف آوری۔ آنریبل ای۔ ایچ۔ کیلی صاحب ایجنٹ گورنر جنرل ان دی اسٹیٹس آف ویسٹرن انڈیا۔ تاریخ ۷ر جنوری کو جوناگڈھ تشریف لائے اور فوراً اسپیشل ٹرین سے کیشود تشریف لے گئے۔ اور تاریخ ۸ر کو منگرول اور ۹ر کو دیو تشریف لے گئے۔ تاریخ ۱۰ر سے ۱۲ر تک ساسن میں شیر کے شکار کے لئے مقام کیا۔ تاریخ ۱۳ر کو بلاول میں بندرگاہ کا معائنہ کیا۔ اور اسی دن شام کو جوناگڈھ تشریف لائے بعد میں آپ نے ریلوے ورک شاپ، رسول خانجی ہاسپٹل اوپر کوٹ وغیرہ کا معائنہ کیا اور تاریخ ۱۶ر کو شب کے سوا دس بجے ٹرین سے راجکوٹ واپس تشریف لے گئے۔

مردم شماری تاریخ ۲۶ر فروری کو جس طرح تمام ہندوستان میں مردم شماری ہوئی اسی طرح ریاست جوناگڈھ میں بھی مردم شماری ہوئی۔ ریاست کی کل آبادی ۵۴۵۳۰۱ ہوئی۔ جس میں ۲۷۹۱۲۸ مرد اور ۲۶۶۱۷۳ عورتین تھین۔ سنہ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری ۴۶۵۴۹۳ تھی۔ اس لحاظ سے فی الحال ۷۹۸۰۸ کا اضافہ ہوا۔

متفرق یکم فروری سے ریلوے مینجر مسٹر پراکٹر سیمس بطور چیف انجینیر بلاول ہاربر ورکس اور مسٹر جی۔ ڈبلیو۔ این۔ روز بطور مینجر اور انجینیر ان چیف جوناگڈھ اسٹیٹ ریلوے مقرر ہوئے۔

"تاریخ ۲۸ر فروری کو راجکوٹ میں لانگ لائبریری میں ڈاکٹر اسٹینلی جونس نے ایک بڑے مجمع میں امیر شیخ محمد بھائی صاحب کی زیر صدارت "ورکنگ فلاسفی آف لائف"

(عملی زندگی کا فلسفہ) پر لیکچر دیا۔
تاریخ ۲۸ مارچ کو شفاخانہ کے احاطہ مین ریڈکراس کا جو مکان اٹھارہ ہزار روپیہ مین تیار ہوا تھا اس کی افتتاحی رسم دیوان امیر شیخ محمد بھائی صاحب نے ادا کی۔

نواب صاحب سر محمد مہابت خان دام اقبالہٗ کے ذاتی اوصاف، اخلاق و عادات

آپ نیک سیرت، خوش اخلاق، عقلمند اور مدبر ہین۔ مزاج مین صلاحیت کے ساتھ نرمی اور بُردباری ہے۔ رحم دل، سیر چشم اور فیاض ہین۔ اِن صفات کے علاوہ آپ صُلح پسند و بے تعصب ہین۔ غرور اور تکبّر سے آپ مبرّا ہین۔ ہمدرد قوم، رعیت پرور، انصاف دوست اور غربا نواز حاکم ہین۔ فقیر دوست ہین۔ اور فقرا سے حسنِ عقیدت، خلوص ارادت رکھنا آپ کا موروثی وصف ہے۔ بڑے شجاع و دلیر ہونے کے علاوہ نہایت مستقل مزاج بلند حوصلہ اور عالی دماغ ہین۔ حضور مین علاوہ ان تمام خوبیون کے مردم شناسی کا ایسا چمکتا ہوا جوہر ہے جس نے خصوصیت کے ساتھ آپ کو ممتاز بنا دیا ہے۔

پابندی شریعت

آپ کی طبیعت شروع سے امور خیر کی طرف مائل ہے۔ اور آپ بڑے خداترس واقع ہوے ہین۔ احکام شریعت کی بجاآوری مین حتی المقدور کوشان رہتے ہین۔ غربا مساکین اور مسافرون کو خیرات دینے مین بہت فیاض ہین۔ رمضان شریف مین آپ تو صوم و صلواۃ کے پابند ہوتے ہی ہین۔ لیکن رعایا کو بھی اس طریق پر لانے کے لئے آپ نے شہر کے تمام ہوٹل دن کے وقت بند رکھنے کا حکم نافذ فرمایا ہے جس کی خلاف ورزی پر پچاس روپے کا جرمانہ مقرر کیا گیا ہے۔

عمدہ گھوڑون کا شوق

گھوڑے کی سواری کا آپ کو خاص شوق ہے اور نہایت عمدہ اور قیمتی گھوڑے آپ کے خاص اصطبل مین موجود ہین۔

ہندوستان کی نیشنل ہارس بریڈنگ اور شو سوسائٹی کے آپ سرپرست ہین۔ اور کاٹھیاواڑ مین گھوڑون کی افزائش نسل اور نمائش کی ابتدا کرنے والے آپ ہی ہین۔ خود اپنی ریاست کے محکمۂ پیڈوک کو آپ نے بہت ترقی دی ہے۔ اور بیش قیمت عربی اور کاٹھی نسل کے گھوڑے آپ نے اس مین جمع کئے ہین۔

قدرشناسی | آپ بہت قدردان فیاض اور سخاوت مین بے نظیر ہین۔ اپنے وابستگانِ دولت پر انعام واکرام کی بارش برساتے رہتے ہین۔ اس قدردانی اور حوصلہ افزائی کی مثالین بکثرت موجود ہین جن مین دیوان ریاست امیر شیخ محمد بھائی صاحب خاص طور پر قابلِ ذکر ہین۔ ان کے حسن خدمات اور کارگزاریون کے صلہ مین دو گاؤن اور سردارباغ کی جاگیرین عنایت فرمائین۔ دوسرے کئی امراء اور افیسر ہین جنکو جاگیرین مکانات اور پوری تنخواہ بطور پنشن عنایت ہوتی رہی ہے۔ آفیسرون کو سالانہ اضافہ بھی نہایت فیاضی سے دیا جاتا ہے۔

انتظام ریاست | نواب صاحب کے تخت نشین ہوتے ہی آپ کی طبیعت مین ہوشیاری اور مستعدی کے جوہر ظاہر ہونے لگے۔ آپ کی قوت انتخاب اور مردم شناسی کا یہ حال ہے کہ آپ نے اپنے والد بزرگوار و نیز اپنی صغرسنی کے اعلیٰ طبقے کے قدیم و جدید لائق و فائق اشخاص کا انتخاب کرکے ان کا ایک شایستہ مجموعہ ترتیب دیا ہے۔

ہز ہائنس نواب صاحب کے عہد حکومت کی انتظامی و مالی ترقیان ان کے کیریکٹر پر بہترین روشنی ڈالتی ہین۔ تخت نشینی کے بعد ہی آپ نے اپنے آبا و اجداد کی طرح مفاد عامہ کے کامون مین گہری دلچسپی لینی شروع کردی۔ زراعت پیشہ قوم کے مفاد کا آپ کو سب سے زیادہ خیال رہتا ہے۔ اس لئے آپ نے پٹیلون (چودھریون) کے بجائے پنچ کا انتظام

قائم کیا ہے جس سے دیہات کی پنچائتون کو براہ راست نواب صاحب سے اپیل کرنے کا حق حاصل ہوگیا۔ اسی طرح ہر محال کے ہیڈکوارٹر مین عام درباروں کا قاعدہ جاری کیا جو دیوان صاحب کی زیر صدارت وقتاً فوقتاً ہوتے رہتے ہین اور جہان کاشتکارون کو آلات زراعت و تحفظ مویشیان وغیرہ پر غور کرنے کا موقع حاصل ہوتا ہے۔ ان درباروں کے ساتھ مویشیون کی نمائش بھی ہوتی ہے جس سے ترقی مویشیان کی بہترین صورت اور اہل کار و کاشتکار لوگون کی بیحد ہمت افزائی ہوتی ہے۔ پنچائتون کا قاعدہ مقرر کرنے سے نواب صاحب کا ارادہ اپنی رعایا کے لئے اپنی ریاست کے انتظامی معاملات کی تعلیم اور ان کی مشکلات مین ہر طرح کی سہولتین پیدا کرنے کا ہے۔ مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۲۰ء کا فرمان واجب الاذعان نواب صاحب کو دیسی حکم رانون مین نہایت مدبر اور روشن دماغ حاکم ثابت کر رہا ہے۔ منشّی اشیا کی ممانعت نواب صاحب کی عمدہ پالیسی اور اعلیٰ خیالات پر کافی روشنی ڈالتی ہے۔ مذکورہ ۲۵ جولائی کا فرمان اس امر کی کافی دلیل و شہادت ہے کہ نواب صاحب کو اپنی رعایا کی دینی اور دنیوی ہر قسم کی بہبودی و فلاح مدنظر ہے۔ چنانچہ اپنے بیدار مغز دیوان امیر شیخ محمد بھائی صاحب کی رائے اور مشورے سے منشی اشیاء کی درآمد اپنی ریاست مین قطعی ممنوع قرار دیکر خاص طور پر شراب خوری کا سدباب فرما دیا۔ رعایا کے فائدے کے لئے منشیات کی ممانعت سے آمدنی کے کم ہوجانے کا بھی خیال نہ فرمایا۔ دیگر میونسپلٹی کی اصلاح کر کے باشندگان شہر کو اپنے شہری حقوق و فرائض کا احساس بھی کرادیا۔

خیراتی کام غربا و مساکین اور محتاجون کو آپ کی طرف سے وقتاً فوقتاً بڑی بڑی خیراتین دیجاتی ہین۔ ریاست کے وہ ملازمین جو وفات پا چکے ہین ان کے خاندانون کی پرورش کے لئے آپ نے بڑے بڑے ماہواری وظائف مقرر فرما دئے ہین۔ علاوہ ازین مسلمان مساکین

کے لئے دو لنگر خانے ایک خاص اور ایک عام جاری ہین جن مین محتاجون کو ایک وقت پکا ہوا کھانا دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ہندو غربا کو بھی کچا اناج تقسیم کیا جاتا ہے۔ زکواۃ کی ایک بہت بڑی رقم غربا کو تقسیم کیجاتی ہے۔ مزید برآن روزانہ آپ کے در دولت پر سینکڑون محتاجون اور بیکسون کو خیرات دیجاتی ہے۔ حضرت خواجۂ اجمیر اور حضرت میران سید علی عرف میران داتار رحمۃ اللہ علیہما کی درگاہون پر آپ کی طرف سے سالانہ رقمین اور غلاف وغیرہ بھیجے جاتے ہین۔ آخر الذکر مزار پر آپ کی طرف سے چاندی کی چھت بنوادی گئی ہے اور اجمیر شریف کے قریب تاراگڈھ پہاڑ پر سلطان شہاب الدین غوریؒ کے مزار پر بھی ہر سال نذر و نیاز چڑھائی جاتی ہے۔ صدقات کے طور پر ہر ماہ مین کئی بار کئی من غلہ محتاجون کو تقسیم ہوتا ہے۔ اکثر بزرگون کے مزارات وغیرہ کے لئے آپ نے وظائف مقرر کردئے ہین۔ مساجد وغیرہ مین آپ کی طرف سے ماہ رمضان المبارک مین جانمازین اور روشنی کے لئے تیل وغیرہ دیا جاتا ہے۔ سات ہزار دوسو چونسٹھ گز زمین بغیر کسی معاوضہ کے پٹن والے پیر منگرولی شاہ صاحب رحہ کی درگاہ کے نیچے دیدی گئی۔ اور ۱۳۷ گز مالیہ کے نرسنگھ مندر۔ اور ۱۳۰ گز جوناگڈھ مین باگھیسری ماتا کے مندر کو مرحمت فرمائی۔

گذشتہ فرمانروایان جوناگڈھ کے عہد مین بھی حاجیون کو امداد ملتی رہی۔ لیکن حضور ممدوح کے زمانہ مین ہمیشہ سے زیادہ اس امداد پر توجہ کی گئی۔ مکہ معظمہ مین دو خاص مکانات حاجیون کے قیام کے لئے ہین جنکی نگرانی کے لئے دو ایجنٹ ریاست کی طرف سے وہان رہتے ہین۔

اشاعت تعلیم

اس ترقی تعلیم کے زمانہ مین۔ نواب صاحب بہادر اشاعت تعلیم مین دیگر والیان ملک سے کسی طرح پیچھے نہین رہے۔ جوناگڈھ مین مدرسے ہین، اسکولین ہین، سنسکریت پاٹھ شالہ ہے، ہائی اسکول ہے اور کالج ہے۔ ان سب کی تنظیم آپ کے عہد مین

نہایت عمدہ طور پر ہوئی ہے جوناگڈھ مین مدرسۃ العلّٰی کے نام سے امرا کے بچون کے لئے ایک اقامتی مدرسے کے بانی مبانی آپ ہی ہین جسکی وجہ سے امرا اور جاگیرداروں کے بچون کی تعلیم و تربیت مین بڑی سہولتین پیدا ہو گئی ہین۔ اس درسگاہ پر آپ خاص طور پر توجہ فرماتے ہین۔

آنجناب بہ نفس نفیس رعایا کے تعلیمی معاملات مین گہری دلچسپی کا اظہار فرماتے رہتے ہین آپ کے اس قابل یادگار فرمان شاہی مین جو اس باب کے شروع مین درج کیا گیا ہے آپ نے افسران تعلیم کو اس طرف مائل کیا ہے کہ وہ ریاست کے خالصہ دیہات مین اسکول قائم کرنیکے لئے دیہاتی پنچ سے مشورہ کرین۔ آپ نے اس پر اکتفا نہین کیا بلکہ ۱۵ اگست ۱۹۲۰ء کو میونسپلٹی کے کاؤنسل ہال کی رسم افتتاح کے وقت آپ نے مندرجۂ ذیل عنایات خاص کا اظہار فرمایا تھا۔

(۱) تمام ریاست مین ابتدائی تعلیم مفت ہوگی۔

(۲) ثانوی تعلیم درجۂ پنجم تک مفت ہوگی۔

مسلمانون کی پسماندہ قوم کے لئے خاص طور سے آپ نے کیا کیا عنایتین فرمائین ہین ان کا ذکر کچھ تفصیل سے دیا جاتا ہے۔ بیس بیس روپئے کے دس وظیفے بہاؤالدین کالج کے مسلمان کاٹھیاواڑی طلبہ کے لئے مقرر فرمائے۔ دو طلبہ اس وقت بھی آپ کے وظائف سے انگلستان مین زیر تعلیم ہین۔ علاوہ ازین علاقۂ بمبئی کی مسلم ایجوکیشنل کانفرنس، احمدآباد کی گجرات کاٹھیاواڑ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس، اور راجکوٹ کے کاٹھیاواڑ مسلم ایجوکیشنل بورڈ کو آپنے گران بہا رقمین مرحمت فرمائی ہین۔

تعلیمی معاملات مین نواب صاحب کے عہد حکومت مین ریاست جوناگڈھ کی جا

شہرت ہوگئی ہے۔ اپنی ریاست ہی مین نہین بلکہ بیرون ریاست بھی نواب صاحب تعلیمی امور مین فیاضی و دلچسپی کا ثبوت دیتے رہتے ہین۔

سنہ ۱۹۲۷ء مین پونہ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی صدارت کے لئے حضور اعلیٰ نے اپنے دیوان امیر شیخ محمد بھائی صاحب کو بھیجکر مسلمانانِ صوبہ کو شکریہ کا موقع عنایت فرمایا اور تین سو روپئے ماہانہ کی امداد کے علاوہ پانچ ہزار روپیہ کا گرانقدر عطیہ کانفرنس کے لئے مرحمت فرمایا۔ اور دو ہزار روپئے پونہ مین یتیم خانہ کے واسطے مرحمت فرمائے۔ کانفرنس نے حسب ذیل تجویز نواب صاحب کے شکریہ کے طور پر منظور فرمائی:-

"ہز ہائنس نواب صاحب جوناگڈھ جو گہری دلچسپی اسلامی تعلیم کی ترقی مین لیتے رہے ہین۔ اور اپنے قابل قدر دیوان کو صدارت کانفرنس کے لئے بھیجکر علاقہ کی اسلامی تعلیم کی جو امداد فرمائی ہے اسکے لئے یہ کانفرنس ہز ہائنس کی خدمت مین شکریہ و امتنان کا اظہار کرتی ہے۔"

مسلم ایجوکیشنل کانفرنس احمد آباد منعقدہ ڈسمبر سنہ ۱۹۲۷ء مین حسب ذیل تجویز منظور ہوئی:-

"یہ کانفرنس نہایت ادب اور احترام کے ساتھ ہز ہائنس نواب صاحب جوناگڈھ کی خدمت مین اُس شاہانہ امداد کے لئے ہدیۂ شکر گذاری پیش کرتی ہے۔ جو نواب صاحب موصوف نے تعلیم کے مقاصد کے لئے عموماً اور کانفرنس کے اغراض کے لئے خصوصاً منظور فرمائی۔"

اسی طرح کی تجویز راجکوٹ کی مسلم ایجوکیشنل کانفرنس نے بھی منظور کی ہے۔ مسلمانان علاقۂ بمبئی ان عطیات خسروانہ کو قدر و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہوے اس احسانمندی کو کبھی فراموش نہین کر سکتے۔

شاہزادہ ولیعہد محمد دلاور خان صاحب

اسی طرح سے آپ ہندو طلبہ کے لئے بھی اسکالرشیپ وغیرہ سے خوب امداد فرماتے رہتے ہین۔

بے تعصبی

تعصب کو حضور نواب صاحب کی طبیعت مین مطلق دخل نہین۔ آپکی بے تعصبی کی کئی مثالین پیش ہوچکی ہین۔ مگر یہ خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ مندرون مین امداد دینے کے علاوہ آپ ہی نے زائرین سے جتنے ٹیکس ریاست وصول کرتی تھی معاف کر دئے اور شادی پر جو ٹیکس تھا وہ بھی معاف کردیا۔

ترمیمات قوانین

آپ کے عہد مین حسب ذیل قانون ترمیم ہوئے جن مین کئی نئے بنائے گئے

(۱) قانون بغرض منضبط کرنے چھاپہ خانون اور اخبارات کے۔

(۲) قواعد بغرض سزا دینے ایسے اشخاص کے جو گورنمنٹ ڈاک خانہ کے خلاف جرائم کے مرتکب ہون۔ (۳) قواعد بغرض روکنے جرائم کے جن کا تعلق مویشیونکو اٹھالیجانے سے ہو۔

(۴) قانون بغرض حفاظت کرنے اور تصفیہ کرنے متوفی اشخاصون کی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ان صورتون مین جب کہ اُن کا کوئی وارث پیدا نہ ہو (۵) قانون افواج متعلقہ ریاست جوناگڈھ (۶) قانون ناداری (۷) قواعد دربارۂ بائیسکل (۸) قواعد دربارۂ روئی دبانے کے کارخانون کے (۹) قانون متعلقہ افیون، ادویہ بیہوشی اور دیگر منشّی ادویہ کے (۱۰) اظہار قوانین دیوانی۔

نواب صاحب کی موجودہ ازواج و اولاد۔

نواب صاحب دام اقبالہٗ کی موجودہ ازواج واولاد حسب ذیل ہین:۔

(۱) ہرہائنس منور جہان بیگم صاحبہ۔ جنکے بطن سے۔

(۱) شاہزادہ ولیعہد محمد دلاور خان صاحب (۲) تاج بخت صاحبہ اور (۳) امراؤ بخت صاحبہ ہین

(۲) ہرہائنس آمنہ بی بی صاحبہ۔ جنکے بطن سے۔

(۱) شاہزادہ محمد ہمت خان صاحب (۲) شاہزادہ محمد زور آور خان صاحب اور (۳) راحت بخت صاحبہ ہین

(۳) ہر ہائنس امن بی بی صاحبہ جنکے بطن سے (۱) عنایت بخت صاحبہ اور (۲) نور بخت صاحبہ ہین۔

(۴) ہر ہائنس ماہ لقا جہان بیگم صاحبہ جنکے بطن سے کلثوم بخت صاحبہ ہین۔

ہز ہائنس نواب صاحب دام اقبالہٗ نے شاہزادگان بلند اقبال کی تعلیم و تربیت کے لئے اعلیٰ اعلیٰ اتالیقون کے ذریعہ نہایت عمدہ انتظام اپنے ہی دار الریاست مین فرمایا ہے۔ نیز مذہبی تعلیم بھی باقاعدہ دیجاتی ہے۔ اور ورزشی کھیلون یعنی گھوڑے کی سواری۔ پولو ٹینس۔ کرکٹ۔ فٹ بال وغیرہ مین خاص مہارت حاصل کرائی جاتی ہے۔

اقبال مندی

اس مین کوئی شک نہین کہ حضور نواب صاحب دام اقبالہٗ کا ستارہ بلند اقبال ہمیشہ اوج عیوق پر رہا ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ آپکی اقبالمندی کی متعدد دلائل پائے جاتے ہین۔ جن مین ریاست کی آمدنی خاص طور پر قابل ذکر ہے آپ کی تخت نشینی کے وقت پچپن لاکھ سالانہ آمدنی تھی۔ مگر مزروعہ رقبہ کا اضافہ، کنوؤن اور نہرون کی زیادتی، بیگوئی سسٹم وغیرہ باقاعدہ جاری کرنے سے چھیاسی لاکھ روپیہ ہوگئی ہے۔ اور ذرا بھی تعجب نہ ہوگا اگر اس کا مالیہ چندہی سال مین ایک کروڑ روپیہ سالانہ تک پہنچ جائے

سرکاری مکانات اور رفاہ عام کے کام

نواب صاحب کے عہد حکومت مین سرکاری مکانات اور رفاہ عام کے بہت سے کام ہوے۔ جنکی تفصیل درج ذیل ہے:۔

راج محل (شہر مین) خاص راج محل شہر کے باہر۔ امن محل۔ داتار منزل۔ دلاور منزل۔ سردار باغ کا نیا بنگلہ۔ رسول منزل کے قریب نیا بنگلہ۔ رائجی والے باغ مین نیا بنگلہ۔ ریلوے مینجر کا بنگلہ۔ ڈپٹی ریلوے مینجر کا بنگلہ۔ گوشت کا نیا مارکیٹ۔ دھار اگڈھ دروازہ کے قریب مذبح خانہ۔ مہابت خانجی انفنٹری کے متصل نئے مکانات۔ موٹر خانہ۔ ریڈکراس کی آفس کا مکان

بیماالعل بخت صاحبہ مسافر خانہ کیشود کا راج محل۔ کیشود مین ڈاک بنگلہ۔ چورواڑ مین بنگلہ۔ مہابت پورہ مین بنگلہ۔ دیوڑا مین امن ویلا۔ کتیانہ مین آفیسرون کے لئے نیا بنگلہ۔ سڑاریہ مین دھرم سالہ۔ نوابندر کا منارۂ روشنی اور بندرگاہ وغیرہ۔

ریاست کے سب محالون پر بھی خاص توجہ کی گئی اور کئی آفیسین، دواخانے اسکولین وغیرہ بہت تعمیر ہوے۔ کئی نئے راستہ بھی بنائے گئے۔ مثلاً کتیانہ سے مہابت پورہ تک۔ مہابت پورہ سے دیوڑا تک۔ اونہ سے نوابندر تک۔ وڈال سے بھینسان تک۔ ساپ نس سے بڈالا تک۔ بڈالا سے کرداپان تک۔ ان کے علاوہ کئی پل، سرائین، کوئین وغیرہ تیار کرائے ہین۔ شہر جوناگڈھ مین برقی روشنی کا انتظام کیا گیا ہے۔

بمبئی مین ملیبار ہل پر ایک مکان خریدا گیا جو "مہابت ویلا" کے نام سے موسوم ہے۔

حسب ذیل مکانات مین خاص طور سے اضافہ اور ترمیم کئے گئے:۔

مہابت منزل۔ سردار باغ کا بنگلہ۔ لانسرس لائن۔ بہادر خانجی ہائی اسکول۔ مہابت مدرسہ چھاپہ خانہ۔ آئینہ محل۔ لاکورٹ۔ ڈونگر آفس۔ امیر بورڈنگ ہاؤس۔ پیڈوک۔ گاڑی خانہ۔ شاہ پور دروازہ کے قریب پولس لائن۔ زنانہ ہاسپٹل۔ پری تالاب۔ گلزار رسول۔ ولنگڈن فارم کا بنگلہ۔ گرنار پہاڑ پر بنگلہ۔ داتار پہاڑ پر مکانات۔ جوناگڈھ کا قلعہ۔ مالیہ کا قلعہ۔ کتیانہ کا قلعہ۔ بنتھلی کا قلعہ۔ بلاول کا قلعہ۔ راجکوٹ کے بنگلے۔ بلاول مین سمر پیلیس۔ راحت منزل فرحت منزل۔ اور ویلا مرینہ وغیرہ۔

آپ کے عہد مبارک مین کئی مسجدین اور بزرگان دین کے مزارات بھی نہایت اہتمام سے مرمت کرائے گئے۔ جن مین کئی ایک نئے بنائے گئے۔ مثلاً۔

(۱) اوپر کوٹ کی مسجد (۲) بوہرواڑ کی مسجد (۳) بلوچ واڑہ کی مسجد (۴) ناگھی بو مسجد (۵)

ہاتھی خانہ کی مسجد (۶) تالاب دروازہ کی مسجد (۷) کالو دروازہ کی مسجد (۸) عیدگاہ (۹) غوری پیر (۱۰) بارہ شہید کا مقبرہ (۱۱) منجھیوڑی دروازہ کے قریب غیبن شاہ پیر کی قبر (۱۲) میان محمود کا مقبرہ (۱۳) دلدار شاہ پیر کا مقبرہ (۱۴) خدایار خان پیر کی درگاہ (۱۵) سروان پھلیہ مین مصطفےٰ پیر (۱۶) رتن پیر کی درگاہ و مسجد (۱۷) چھتن پیر کی درگاہ (۱۸) سکریا پیر کی درگاہ (۱۹) شاہ پور پیر کی جگہ (۲۰) پیران پیر کی جگہ (۲۱) بیلن شاہ پیر کی درگاہ (۲۲) گرنار کے قریب پنجتن پیر کی درگاہ (۲۳) بلاول کے منگرولی شاہ کی درگاہ (۲۴) بلاول کے غیبن شاہ پیر کی درگاہ (۲۵) کیشود مین مراد شاہ پیر کی درگاہ (۲۶) بنتھلی دروازہ کی درگاہ وغیرہ۔

مذکورۂ بالا سب کامون پر ستر لاکھ روپیے خرچ ہوے ہین۔

بندرگاہ بلاول بندرگاہ بلاول کی ترقی کی اسکیم پر حضور نواب صاحب کی خاص توجہ رہی ہے۔ اس پر مسٹر پراکٹر سیمس کی نگرانی مین کام ہو رہا ہے۔ اور اس پر ۳۱ مارچ ۱۹۳۱ء تک ۳۶۱۱۹۶۳ روپیے خرچ ہو گئے اور ہنوز کام باقی ہے۔

آب رسانی مسئلہ آب رسانی پر بھی حضور کی خاص توجہ رہی ہے۔ اسی لئے پانی کی تکلیف کو دور کرنے کے لئے آپ نے کوہ داتار کے دامن مین ایک پکا بند بنانے کی نئی تجویز پر عمل شروع کیا ہے جس پر اب تک دو لاکھ روپیہ خرچ ہو گیا ہے۔ اور اوپر کوٹ کے تالاب، کھڑیار بند، وغیرہ پر بھی ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے۔

ریلوے مین توسیع حضور نواب صاحب دام اقبالہٗ کے زمانہ مین جمبور سے پراچی روڈ تک کی لائن وغیرہ مکمل ہو گئین۔ نیز نئی ریلوے لائین قائم کرنے کی اسکیم مین حضور نہایت دلچسپی لیتے ہین۔ اسلئے اس مفید مقصد سے لوگون کی آمد و رفت مین آسانی اور تجارت

وغیرہ مین بہت کچھ ترقی ہونے کی امید کی جاتی ہے حسب ذیل ریلوے لائین بنانے کی تجویز ہو رہی ہے:-

(۱) ویساودر سے تالالا تک ۵۱ ، ۲۶ میل (۲) ویساودر سے دھاری تک ۷۶ ، ۲۰ میل (۳) پراچی روڈ سے اونہ تک ۲۴ میل اور (۴) برانچ لائن جام والا سے کوڑی نار تک۔

فی الحال گائیکواڑ سرکار نے وہ تمام زمین کا قبضہ دینے کا اقرار کیا ہے کہ جن مین سے یہ ریلوے لائین گذرنے والی ہین ان تمام زمینون کا ناپ لیا گیا ہے اور سرکار ہند نے ان سب تجویزون کو منظور کیا ہے۔ اگر دھاری تک ریلوے تییار ہو جائے تو گائیکواڑ سرکار نے کھجڑیا سے لیکر دھاری تک کی تمام ریلوے کا قبضہ ریاست جوناگڈھ کو دینے کا وعدہ کیا ہے۔ سردست اسکا انتظام گونڈل ریلوے سے ہوتا ہے۔ قریب مستقبل مین نواب صاحب کا ارادہ ہے کہ اونہ کو نوابندر سے کہ جہان ایک بہت بڑا بندرگاہ بننے کی گنجائش ہے۔ ملا دیا جائے۔ کیونکہ بلاول کے بہ نسبت نوابندر بہتر شمار کیا جاتا ہے۔ نوابندر پر تمام سال آسانی سے کام ہو سکے گا۔ اور بلاول بارش کے دنون مین بے کار ہو جاتا ہے۔

عطیات حضور نواب صاحب دام اقبالہٗ نے جو عطیات فرمائے ہین (جنکی مقدار ۵۰۰ سے زیادہ ہے) حسب ذیل ہین:-

انڈین ریڈ کراس سوسائٹی کا مکان۔ نئی دہلی۔ ڈیڑھ لاکھ روپیہ۔ راجکمار کالج راجکوٹ کے چندہ مین ایک لاکھ روپیہ۔ اسکالرشیپ اور امداد برائے تعلیم انگلینڈ ۶۰ ہزار روپیہ۔ انڈین پبلک اسکول سوسائٹی دہلی دون ۵۰ ہزار روپیہ۔ پاسٹ کمارس ایسوسی ایشن اینڈ کلب راجکوٹ ۲۲ ہزار روپیہ (دو ہفتہ) بمبئی پریسیڈنسی مسلم ایجوکیشنل کانفرنس پونہ (مع سالانہ گرانٹ) ۱۶ ہزار ۷ سو روپیہ۔ وائسرائے صاحب کے تھینکس گیوینگ فنڈ ۱۵ ہزار روپیہ۔ راجکوٹ کے رانڈر دا

تالاب کو مرمت وغیرہ ½ ۱۲ ہزار روپیہ۔ آل انڈیا وکٹوریہ میموریل ہال کلکتہ ۱۰ ہزار روپیہ۔ عبداللہ داؤد باولا مسلم لڑکیوں کا یتیم خانہ بمبئی ۱۰ ہزار روپیہ۔ پولو گراؤنڈ پونہ ۱۰ ہزار روپیہ۔ کاٹھیاواڑ (راجکوٹ) ریس کلب کو برائے رسول خانجی کپ و امداد ½ ۸ ہزار روپیہ۔ برٹش یونین کلب لندن ۸ ہزار ۱۰ روپیہ (چھ ہفتہ)۔ تعلقداری گراسیہ اسکول بڈھوان ½ ۷ ہزار روپیہ (دو ہفتہ) گجرات کاٹھیاواڑ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس (منعقدہ احمد آباد) ½ ۷ ہزار روپیہ۔ مین میموریل فنڈ راجکوٹ ۷ ہزار روپیہ۔ گجرات کاٹھیاواڑ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس (منعقدہ راجکوٹ) ½ ۵ ہزار روپیہ۔ جدہ ریپیریٹریشن فنڈ ۵ ہزار روپیہ۔ راجکوٹ ویسٹ ہاسپٹل میں برائے ایکس رے ۵ ہزار روپیہ۔ ریڈ کراس ویک فنڈ راجکوٹ ۵ ہزار روپیہ۔ فلسطین ڈیلیگیشن ۵ ہزار روپیہ۔ سر لیسلی ولسن ہاسپٹل فنڈ بمبئی ۵ ہزار روپیہ۔ بہاؤالدین کالج کے مفلس مسلم طلبہ کے چندہ میں ۵ ہزار روپیہ (دس ہفتہ) انڈین ریڈ کراس سوسائٹی کی جوناگڈھ شاخ کے لئے ایک ایمبولینس موٹر کی خرید ۴۵۳۵ روپیہ۔ سینٹ جان امبولنس ایسوسی ایشن جوناگڈھ ½ ۴ ہزار روپیہ (دس ہفتہ) میانہ ڈاکوؤں کو پکڑنے کے لئے امداد ½ ۴ ہزار روپیہ (دو ہفتہ) ونیتا وشرام فنڈ بمبئی ۴ ہزار روپیہ۔ کاٹھیاواڑ ہارس شو ½ ۳ ہزار روپیہ۔ نیشنل کاؤنسل ینگ مینس کرسچین ایسوسی ایشن کلکتہ ½ ۳ ہزار روپیہ (۵ ہفتہ) برٹش امپائر اگزیبیشن لندن ۷۶۰۳ روپیہ جوناگڈھ جمخانہ میں بیڈمنٹن کی مرمت ۳ ہزار روپیہ۔ سانگلی کی ولنگڈن کالج کی عمارت بنانے میں ۳ ہزار روپیہ۔ انڈین آرمی پولو ٹیم۔ دہلی ۳ ہزار روپیہ۔ ہندوستانی لڑکوں کی اسکاؤٹ کی تحریک میں ۳ ہزار روپیہ۔ ریلوے انسٹیٹیوٹ جوناگڈھ ۲۸۵۰ روپیہ (دس ہفتہ) ملٹری پنشنرز کی ایسوسی ایشن میرٹھ ½ ۲ ہزار روپیہ۔ گرل ہوسور (ضلع بیلگام) کے چیدامبر شور مہادیو کے مندر کو دوبارہ بنانے کے چندہ میں ۲۲۰۰ روپیہ۔ چلڈرنس ویلفیر اینڈ فیٹے بمبئی ۲ ہزار روپیہ

مہسانہ کی جامع مسجد کی درستگی مین ۲ ہزار روپیہ۔ راجکوٹ کی ونیٹا وشرام کی عمارت کے چندہ مین ۲ ہزار روپیہ۔ راجکوٹ کی سوراشٹر ہائی اسکول کی عمارت کے چندہ مین ۲ ہزار روپیہ، شاہ جہان پور مین مسجد کی عمارت مین ۲ ہزار روپیہ۔ نیشنل ہارس بریڈنگ اینڈ شو سوسائٹی شملہ ۲ ہزار روپیہ۔ زراعت کی نمائش۔ احمد آباد ۲ ہزار روپیہ۔ یتیم خانہ پونہ (معرفت مسلم کانفرنس) ۲ ہزار روپیہ۔ بڑودہ کیمپ کے ریلیف فنڈ مین ۲ ہزار روپیہ۔ اسلام جمخانہ بھڑوچ ۲ ہزار روپیہ۔ لیڈی ارون کی عورتون کی تعلیم کیلئے آل انڈیا ویمینس ایجوکیشن فنڈ دہلی ۲ ہزار روپیہ۔ بلاول مدرسہ کے لڑکون کی اسکاؤٹ تحریک مین ۲ ہزار روپیہ۔ کتیانہ مدرسہ (علاوہ سالانہ گرانٹ) ۲ ہزار روپیہ کیمرج یونیورسیٹی کے کھیل کود اور کرکٹ کے نظارہ کے واسطے فنڈ ۱½ ہزار روپیہ۔ ہردوار کے مہنت کو ۱½ ہزار روپیہ۔ کھار گھوڑے کی اسپورٹ کلب ۱½ ہزار روپیہ (تین ہفتہ) پاٹھ شالہ کا چندہ اندو پلی ضلع گوداوری ۱½ ہزار روپیہ (دو ہفتہ) لندن مین مفلس مسلم کے تجہیز و تکفین وغیرہ کے فنڈ مین ۱۰۱۳ روپیہ۔ امراویل کھوکھرا کے باشندون کو آتشزدگی سے نقصان پہنچا ان کی امداد مین ۱ ہزار روپیہ۔ لیڈی ریڈنگ زنانہ ہند فنڈ دہلی ۱ ہزار روپیہ۔ لارڈ ہیگ فنڈ (پونہ جمخانہ کلب کی معرفت) ۱ ہزار روپیہ۔ پروفیسر رام مورتی فزیکل کلچر انسٹیٹیوٹ بمبئی ۱ ہزار روپیہ۔ میرٹ مین قادر کپ جیتنے والون کو تمغے ۱ ہزار روپیہ۔ مہابت خانجی انفنٹری ۱ ہزار روپیہ۔ کتیانہ کے انجمن زنانہ دواخانہ ۱ ہزار روپیہ۔ بمبئی ایرو کلب ۱ ہزار روپیہ۔ سورٹھ کرکٹ کلب ۱ ہزار روپیہ، (تین ہفتہ) راجکوٹ ویسٹ ہاسپٹل مین سامان کے لئے ۸۰۰ سو روپیہ۔ دکن جمخانہ کلب پونہ ۸۰۰ روپیہ۔ ڈاکٹر ویرجی امرشی ڈوبل کو امداد ۸۰۰ سو روپیہ۔ کیشو دانا تھاشرم (یتیم خانہ) ۷۰۳ روپیہ (دو ہفتہ) بہاؤالدین کالج کے غریب طلبہ کی لائبریری مین امداد سات سو روپیہ (سات ہفتہ)۔ لندن کے ٹراپیکل ڈیزیز ہاسپٹل کو امداد ۶۷۳ روپیہ۔ لندن کے ناک۔ کان۔ گلے کے سنٹرل ہاسپٹل کو

۶۶۶ روپیہ۔ ساگر اکو پیٹشن اسکول ۶۵۰ روپیہ (چھ ہفتہ)۔ لڑائی کے تمغون کے لئے ۶۰۷ روپیہ۔ پرشرام لائن سرکس ۶۰۰ روپیہ۔ جیت پور کے اسکاوٹ ماسٹر ہسونت رائے کو اسکاوٹنگ کی کتاب شائع کرنے مین امداد ۶۰۰ روپیہ۔ سالویشن آرمی۔ بائیکلہ بمبئی ۶۰۰ روپیہ (چار ہفتہ) راجندر لال جوہری لال وساوڑا کو ناسک مین پولس کی تعلیم پانے کیلئے امداد ۵۴۰ روپیہ۔ دوسری اورینٹیل کانفرنس فنڈ کلکتہ ۵۰۰ روپیہ۔ ولنگڈن اسپارٹ کلب بمبئی ۵۰۰ روپیہ۔ ریڈکراس کا جشن بمبئی ۵۰۰ روپیہ۔ جوناگڈھ کے واگیسری مندر کو مرمت ۵۰۰ روپیہ بمبئی کے مل اسٹرائک کرنے والون کے بچون کی پرورش کے فنڈ مین ۵۰۰ روپیہ۔ اسلام جمخانہ جوناگڈھ ۵۰۰ روپیہ۔ علیگڈھ مسلم یونیورسیٹی ڈیوٹی سوسائٹی ۵۰۰ روپیہ۔ مدرسۂ شوکت اسلام بنتھلی کے لڑکون کی اسکاوٹ کی تحریک مین ۵۰۰ روپیہ۔ ہیمابھائی انسٹیٹوٹ احمدآباد ۵۰۰ روپیہ۔ بڑودہ بائسنز اسکاوٹ کی تحریک مین ۵۰۰ روپیہ۔ آنریبل۔ ایس آر۔ داس کی یادگار مین کلکتہ کی گوکھلے میموریل اسکول مین ہال بنانے کے چندہ مین ۵۰۰ روپیہ۔

اس کے علاوہ نواب صاحب دام اقبالہٗ عموماً ہندوستان مین اور
خصوصاً گجرات کاٹھیاواڑ کے نیک کامون اور عام
چندون مین بہت سی امداد عنایت
فرماتے رہتے ہین۔

امیر شیخ محمد بھائی صاحب سی۔ آئی۔ ای
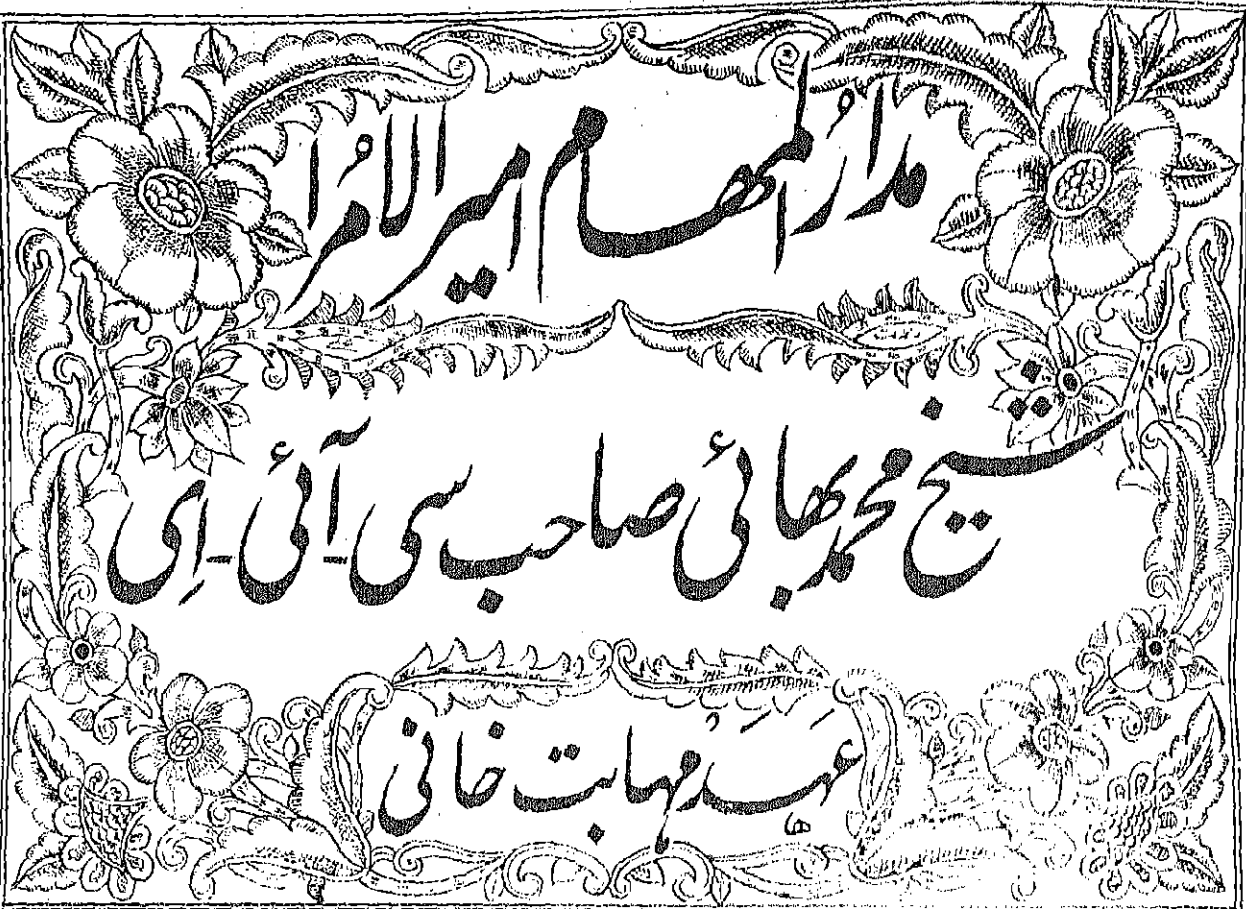
نام و نسب

امیر شیخ محمد بھائی صاحب شیخ عبداللہ بھائی صاحب کے سب سے چھوٹے صاحبزادہ ہیں عبداللہ بھائی صاحب شیخ محمد نصیر الدین عرف نتھو بھائی صاحب کے بیٹے تھے جو وزیر شیخ محمد بہاؤ الدین صاحب کے بڑے بھائی تھے۔

امیر شیخ محمد بھائی صاحب ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۱ء مطابق ۴ رجب ۱۳۱۹ھ بروز جمعہ جوناگڈھ میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے ان کو نواب سر محمد رسول خان صاحب نے شاہزادہ محمد مہابت خان صاحب کے ہمراہ رکھا اس لئے ان دونوں کی تعلیم و تربیت ساتھ ہونے لگی۔

ابتدائی تعلیمی حالات نواب صاحب کے ساتھ عہد طفلی میں رفاقت

نواب سر محمد رسول خان صاحب کے انتقال کے بعد بھی وہ کمسن نواب صاحب محمد مہابت خان کے ساتھ رہنے لگے۔ اس لئے بچپن ہی سے محمد بھائی صاحب کی تعلیم و تربیت اعلیٰ پیمانہ پر ہوتی رہی۔ اس وقت سے لوگوں کو اُمید

تھی کہ آئندہ وہ وقت آنے والا ہے جب کہ یہ وزیر ہو کر نواب صاحب کی حکومت کو چار چاند لگائین گے۔

جس طرح وزیر صاحب شیخ محمد بہاؤالدین۔ نواب محمد مہابت خان صاحب کے ہر حال مین شریک حال ہوے تھے۔ مگر کسے خبر تھی کہ ایک زمانہ مین محمد مہابت خان نواب عالیشان اور شیخ محمد بہاؤالدین وزیر اعظم ہو کر صفحات تاریخ پر آفتاب و مہتاب کیطرح چمکین گے۔ چنانچہ اُسی طرح موجودہ نواب صاحب اور شیخ محمد بھائی صاحب کا زمانۂ تعلیم و تربیت ایک ساتھ رہا ہے۔ اس لئے ان سے تمام رعایا واقف تھی کہ یہی دونون ملک کو آباد اور رعایا کو خوش حال و دل شاد کرینگے۔ جس سے ریاست کو روز بروز زیبائش اور ترقی و آسائش ملتی رہے گی۔

مختلف اعلیٰ عہدون کا سُپرد ہونا

نواب محمد مہابت خان صاحب جیسے تعلیم یافتہ اور ہندوستان و انگلستان کی سیاحت کئے ہوے نواب جب مسند آرائے ریاست ہوئے۔ تو مدار المہام وزیر شیخ محمد بہاؤالدین صاحب کے برادر حقیقی کے پوتے امیر شیخ محمد بھائی صاحب جیسے تعلیم یافتہ اور عقلمند نواب صاحب کے معاون اور ریاست کی تمام ذمہ داریون کو خوبی سے انجام دینے کے حامی و مددگار ہوے۔

ریاست جوناگڈھ کے موجودہ دیوان امیر شیخ محمد بھائی صاحب کا نام ریاست کی ترقیات کے ساتھ ہمیشہ عزّت و امتیاز کے ساتھ وابستہ رہے گا۔ اگرچہ ابھی آپ کی عمر زیادہ نہین ہے لیکن تدبیر و انتظام کے لحاظ سے کاٹھیاواڑ مین ممتاز شہرت حاصل کر چکے ہین۔ اور ریاست جوناگڈھ کے اعلیٰ ترین عہدون یعنی ملٹری سکریٹری (۳۱ مارچ سنہ ۱۹۲۰ئہ) پرائیویٹ سکریٹری (یکم ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء سے) حضور سکریٹری (۲۵ اپریل سنہ ۱۹۲۱ء سے)

کے بعد اب **دیوان** کے فرائض بھی نہایت خوش اسلوبی اور ہر دلعزیزی کے ساتھ انجام دے رہے ہین۔ اور اب بھی ریاست کا ہر محکمہ ان کی دوراندیشی اور قابلیت سے روز افزون ترقی کر رہا ہے۔ امیر شیخ محمد بھائی صاحب بچپن ہی سے نواب صاحب کے ہم سبق و ہم مجلس رہے ہین اور اسی وقت سے ؎

بالائے سرش زہوشمندی	می تافت ستارۂ بلندی

چنانچہ یہ توقعات پوری ہوئین اور وہ اپنی اعلیٰ خدمات و قابلیتون کی وجہ سے یکے بعد دیگرے مختلف مرحلے طے کرتے ہوئے عہدۂ **دیوان** گری پر ۴ ستمبر ۱۹۲۴ء سے فائز کر دئے گئے ہز ہائنس نواب صاحب کی نظر انتخاب اور قابلیت نوازی کی اس بارہ مین تمام رعایا مدّاح ہے۔

ذاتی شخصیت کے کمالات | آپ کی ذات ایک زبردست مقناطیسی شخصیت اور نادر فطرتی باطنی اوصاف کی جامع ہے۔ وہ دوراندیشی اور کفایت شعاری جو حکمت عملی سے شیخ صاحب موصوف نے اس اعلیٰ حیثیت مین کی۔ اچھی طرح دکھا سکتی ہے۔ کہ قدرت نے ان کی پیدائش کے لئے جوناگڈھ کا ایک بڑا نامور خاندان مشائخ منتخب کیا۔ جس سے دانشمندی، پرہیزگاری، قوت فیصلہ، معاملات کی جزرسی، مستقل مزاجی، کشادہ دلی، ہمدردی، شاہانہ عالی ہمتی، وغیرہ اس خاندان کے تمام قابل تعریف اوصاف ان کی ذات مین علیٰ وجہ الکمال پائے جاتے ہین۔ ابھی یہ شاخ نورستہ اپنے خاندانی محاسن جذب ہی کر رہی تھی کہ ناگہان عالم طفولیت ہی مین والدین کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ یہ واقعی ایک مصیبت عظمیٰ تھی۔ مگر پچھلے واقعات ظاہر کرتے ہین کہ یہ قبل از وقت صدمات ہی منزل مقصود کی طرف تیز رفتاری سے ترقی کرنے کا پیش خیمہ تھے۔ یہ سوانح تھے جنھون نے انھین بہت ہی قلیل عرصہ مین ریاست کے آئندہ حاکم کے ساتھ وابستہ کر دیا۔

عہدۂ دیوانی مین آپ کی مالی اور انتظامی قابلیت

تقریباً چھ سال کا عرصہ جوناگڈھ جیسی ایک بڑی ریاست کے انتظام دیوان گری کے مکمل و صحیح اندازہ کے لئے نہایت قلیل مدت ہے۔ مگر اسی مدت کا امیر شیخ محمد بھائی صاحب کے لئے کافی ہونا ان کی اعلیٰ سیاست دانی۔ انتظامی قابلیت اور اعلیٰ درجہ کی پالیسی کی بیّن دلیل ہے۔

عہدۂ دیوانی پر فائز ہونے کے بعد فوراً ہی انہین ریاست کے آئندہ تحصیلی سال کیلئے بجٹ پاس کرنے کے کام سے سابقہ پڑا۔ اس غرض کے لئے انہون نے ریاست کی مالی حالت کا اندازہ لگایا تو معلوم ہوا کہ ہر گذشتہ چار سال مین اخراجات۔ آمدنی سے بہت بڑھے ہوئے تھے۔

سال	آمدنی روپیے	خرچ روپیے
۱۹۲۰ — ۲۱	۵۸۶۴۸۷۰	۷۷۸۴۳۵۸
۱۹۲۱ — ۲۲	۶۰۶۵۸۸۰	۹۱۷۱۳۲۹
۱۹۲۲ — ۲۳	۶۲۷۵۴۰۵	۹۸۱۹۰۲۰
۱۹۲۳ — ۲۴	۷۰۰۱۰۸۲	۷۱۶۹۷۷۸

انہون نے مقابلہ کرکے دیکھا کہ اگر آئے دن کی ضروریات اور کمی نے ریاست کو کسی قرض مین مبتلا تو نہین کیا۔ مگر ان کا اثر مسلسل طور پر ریاست کی بجٹ پر پڑ رہا ہے۔ یہ ان کی مالی و انتظامی قابلیت کے سخت امتحان کا موقع تھا۔ انہون نے نہایت غور و احتیاط سے ان تخمینون پر متجسسانہ نظر ڈالی جو مختلف محکمون کے افسرون نے تیار کرکے پیش کئے تھے۔ پھر ان مین سے ہر ایک کے ساتھ گفتگو اور بحث کرکے آئندہ سال کے اخراجات مین معقول کمی کرکے بجٹ کرنے مین کامیابی حاصل کی۔ مندرجۂ ذیل سالانہ مالی نتائج جو ریاست کے سالانہ ایڈمنسٹریشن رپورٹ مین درج ہین دکھا سکتے ہین کہ

انہون نے مالی رقمون کی قیمتی مقدار بچانے مین کامیابی حاصل کی۔

سال	آمد روپیے	خرچ روپیے
۱۹۲۴-۲۵	۷۱۹۴۱۴۱	۶۷۹۸۳۶۵
۱۹۲۵-۲۶	۸۲۰۳۵۷۹	۶۸۴۲۴۸۸

بیگھوٹی سسٹم پر نظر ثانی کرنے کے لئے امیر شیخ محمد بھائی صاحب نے کامل غور کرنے کے بعد بذات خود ایک منتظم افسر کے فرائض ادا کرنے کا پختہ قصد کر لیا۔ پہلے انہون نے تمام محالون کے گاؤن کا ایک وسیع دورہ کیا۔ اور بذات خود تمام گاؤن کے کاشتکارون کی حالت سے واقفیت حاصل کی۔ اس کے بعد انہون نے کارپرداز افسرون کا ایک چھوٹا سا کمیشن اپنی صدارت کے ماتحت قائم کیا۔ اور نہایت احتیاط سے کام لیکر ہر خاص گاؤن کے متعلق اضافہ کی رقمین معین کرنے سے پہلے باریک سے باریک تفصیلات مین بحث کر کے مشورہ کرنا شروع کیا۔ اس طرح انہون نے نہایت خوش انتظامی اور ہوشیاری کے ساتھ اضافہ کا سوال حل کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ محصول مین آٹھ لاکھ روپیہ کا اضافہ ہوا۔

ان اگلی مستقل کوششون مین جو ریاست کی طرف سے کاشتکارون مین موجودہ زمانہ کے اوزار اور ہنر مندانہ زرخیز و شاداب کن فن زراعت کی توسیع واشاعت کے لئے چند کاشتون کے ذریعہ کی گئین۔ امیر موصوف نے ناریل وغیرہ کی کاشت کا اضافہ فرمایا۔ علاوہ برین اسی غرض کو مد نظر رکھکر انہون نے چند سربرآوردہ کاشتکارون کو ریاست کے خرچ سے بمبئی علاقہ کی زراعتی نمائش منعقدہ اکتوبر ۱۹۲۶ء مین پونہ۔ اور نومبر ۱۹۲۸ء مین احمد آباد بھیجا۔

تجارت کی ترقی کے لئے انہون نے جوناگڈھ اسٹیٹ ریلوے کی چند توسیعات

پر غور فرمایا۔ اور جو مقامات ریلوے سے ملحق نہین ہین ان مین موٹر ٹرانسپورٹ کا انتظام کیا۔

ذاتی خصوصیات پر نظر

امیر شیخ محمد بھائی صاحب کا نظم و نسق ثابت کرتا ہے کہ وہ اتحاداً ریاست کے اخراجات کے مناسب حال اور اُن کی تدابیر رعایا کے لئے بیحد مفید ہین۔

غرض کہ آپ کی اعلیٰ شخصیت اور کارگذاریون کی تفصیل کے لئے کئی صفحات کی ضرورت ہے بہرحال آپ کی بعض ذاتی خصوصیات ظاہر ہین۔ ہر شخص جو اتفاقاً کسی کام سے آپ سے ملنے آتا ہے آپ کی خوش اخلاقی، پاس وضع، ہمدردانہ برتاؤ، تجربہ کاری، مردم شناسی، شیرین بیانی، طاقتِ لسانی، غیر محدود عالی ہمتی اور کشادہ دلی کا گرویدہ ہوجاتا ہے علاوہ برین وربادلی مستقل مزاجی، معاملات کے اصل جہات کی فوراً تکمیل۔ کام مین گہرا انہماک، جفاکشی، زبردست قوت حافظہ، جزرسی و نکتہ دانی، قوت امتیاز، خودداری، اور راست بازی کے خاص جوہر آپ کی ذات مین جمع ہوگئے ہین۔

امیر شیخ محمد بھائی صاحب خوش مزاج، جری، اور نہایت متین شخص ہین۔ ان کے حُسنِ تدبیر سے ریاست کے متعدد سرحدی اور دوسری قسم کے قضیے ریاست کے حق مین طے پائے۔ بعض شورش پسند جرگون سے ریاست پاک و صاف ہوگئی۔ ریاست کی آمدنی مین روزافزون ترقی اور حضور نواب صاحب کی خلق پرور اسکیمون کو کامیاب نتیجہ تک پہنچانے مین امیر شیخ محمد بھائی صاحب نے نمایان حصہ لیا ہے۔

ہر کام کے لئے کامل واقفیت براہِ راست مہیا کرتے ہین

ریلوے کا نظام، تجارت کی درآمد برآمد، اور بیرونی محالات کی ترقی اور مرفہ الحالی پر انہون نے خاص توجہ مبذول کی ہے۔ وہ وقتاً فوقتاً ریاست کا دورہ فرماتے ہین۔ اور جہان ضرورت ہوتی ہے وہان بذاتِ خود تکلیف فرماکر تحقیقات کرتے ہین۔

تعلیم سے دلچسپی

تعلیم سے آپ کی دلچسپی نہ صرف ریاست مین ایک مسلمہ امر ہے۔ بلکہ بیرون ریاست مین بھی آپ کی کافی شہرت ہو چکی ہے۔ علاقۂ بمبئی کی مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کو پونہ مین آپ کی صدارت سے جو کامیابی ہوئی اور انگریزی حکام وارکین لیجسلیٹو کاؤنسل علاقہ بمبئی اور دور دراز کے قابل ماہرین فن تعلیم نے آپ کے تعلیمی مشورون کو جس طرح اہمیت دی۔ ان کا ذکر علاقۂ بمبئی وغیرہ کے اخبارات مین نہایت شاندار الفاظ مین ہو چکا ہے۔

مسلم ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ پونہ کے صدر کی حیثیت سے

علاقہ بمبئی کی مسلم ایجوکیشنل کانفرنس منعقدۂ پونہ کے صدر کی حیثیت سے آپ جوناگڈھ سے تاریخ ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو روانہ ہوئے۔ راستہ مین اسٹیشنون پر گجرات کے متعدد حامیان تعلیم ملاقات کے لئے آئے تھے۔ گرانٹ روڈ اسٹیشن پر معزز ماہرین تعلیم و دیگر اکابر نے خیر مقدم کیا۔ وہان ایک بڑا ہجوم ہو گیا تھا۔ اور سب نے آپ کو ہار پہنائے۔ وہان سے آپ اپنے قیامگاہ مہابت ویلا مین موٹر پر تشریف لے گئے۔ تاریخ ۱۴ کو بعد نماز جمعہ وکٹوریہ ٹرمینس سے پونہ روانہ ہوئے۔ مغرب کے بعد ٹرین پونہ پہنچی۔ پونہ مین بھی آپ کا بڑا شاندار استقبال ہوا۔ کئی معزز حضرات اور حکام نے ہار پہنائے۔ سلامی کے لئے بینڈ حاضر تھا۔ چونکہ آپ گورنر صاحب کے مہمان ہونے والے تھے اس لئے آپ وہان سے گورنمنٹ ہاؤس تشریف لے گئے۔ دوسرے روز صبح کے نو بجے اسلام جمخانہ سے ہارون ہال تک ایک شاندار جلوس کے ساتھ صدر صاحب کو لے گئے۔ جس مین بمبئی پونہ اور دیگر مقامات کے لیڈر اور حامیان تعلیم شریک تھے۔ ہارون ہال کے دروازے پر صدر استقبالیہ اور جنرل سکریٹری سر ابراہیم ہارون جعفر نے خیر مقدم کیا۔ کانفرنس کے افتتاح کی رسم بمبئی گورنمنٹ کے ہوم ممبر آنریبل ہاٹسن صاحب نے ادا کی۔ ابتداء مین قرآن مجید کی تلاوت ہوئی۔ اس کے بعد مولوی نذیر احمد خجندی صاحب جمیعت العلماء ہند علاقہ بمبئی

کے آنریری سکریٹری اور قاضی سید نورالدین صاحب آنریری مجسٹریٹ اور میونسپل کاؤنسلر نے صدر صاحب کی شان مین نظمین پڑھین۔ علاوہ برین متعدد و مفید تجاویز کی بعض خاص تقریرین بھی ہوئین۔ دیوان صاحب کا خطبۂ صدارت تعلیمی اعتبار سے نہایت وقیع خیال کیا گیا۔

کانفرنس کے شام کے اجلاس مین پونہ کے کلکٹر مسٹر ڈبلیو سی۔ ٹیوڈر اوون بھی شریک ہوے تھے۔ جنھون نے وہان صدر صاحب کے ساتھ تقریبًا ایک گھنٹہ تبادلۂ خیالات کیا۔ صاحب موصوف پیشتر ریاست جوناگڈھ مین نواب صاحب اور امیر شیخ محمد بھائی صاحب کے عہد طفلی مین نگران و معلّم رہ چکے تھے۔ اسی شب کو ٹرف کلب مین آپ کے اعزاز مین ایک شاندار ڈنر دیا گیا جس مین بمبئی کے گورنر صاحب بھی شریک تھے۔ ڈنر کے موقع پر آپ نے لکچر دیا۔ گورنر صاحب نے بھی اسی وقت تقریر کرتے ہوے آپ کی بہت تعریف کی۔

دوسرے روز تاریخ ۱۶ کو کانفرنس کی تجاویز پیش کرنے مین اور معزز حضرات کی تقریرون مین تمام دن ختم ہو گیا۔ پریسیڈنٹ کے شکریہ کی تجویز پیش کی گئی۔ اور خاص طور پر نواب صاحب اور امیر شیخ محمد بھائی صاحب کا شکریہ ادا کیا گیا۔ آخر مین صدر صاحب نے انگریزی مین اختتامی تقریر فرمائی۔ شام کو بمبئی لیجسلیٹو کاؤنسل کے پریسیڈنٹ آنریبل علی محمد خان دہلوی صاحب کی طرف سے آپ کو ایک پارٹی دی گئی۔ اس کے بعد آپ موٹر پر بمبئی تشریف لے گئے وہان کچھ روز قیام فرمانے کے بعد جوناگڈھ واپس تشریف لائے۔

امیر شیخ محمد بھائی صاحب نے احمد آباد مین گجرات کاٹھیاواڑ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس اور سلطان احمد یتیم خانہ کا افتتاح کیا

پونہ کانفرنس کے بعد گجرات کاٹھیاواڑ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس اول کے افتتاح کے لئے جو احمد آباد مین مقرر کیا گیا تھا۔ حضور نواب صاحب کو دعوت دی گئی۔ حضور کی طرف سے امیر شیخ محمد بھائی صاحب بھیجے گئے۔ اس لئے ۲۱ ڈسمبر سنہ ۱۹۲۶ء کی صبح کو

آپ احمد آباد پہنچے جہاں صدر مجلس استقبالیہ خان بہادر سید محبوب میاں قادری صاحب اور شہر کے حکام اور تجار وغیرہ نے اسٹیشن پر شاندار خیر مقدم کیا۔ اس وقت کانفرنس کے صدر آنریبل سر غلام حسین ہدایت اللہ صاحب اسٹیشن پر بمبئی سے پہنچ گئے۔ دونوں کا جلوس شہر میں کالوپور دروازہ، پانچ کوا، اوریچی روڈ ہوتا ہوا الف کی مسجد کے سامنے پہنچا۔ راستہ میں خلقت کا بڑا اژدھام تھا اور مختلف جماعت کے اکابر نے پھول ہار پہنائے۔ الف کی مسجد کے سامنے مسلمان طلبہ کے اسکاؤٹوں نے سلامی دی اور وہاں سے کمشنر صاحب کے بنگلہ پر شاہی باغ میں قیام فرمایا۔ ایک بجے بھرت بھون تھیٹر میں کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے امیر شیخ محمد بھائی صاحب نے انگریزی میں تقریر فرمائی۔

سُنّی مسلم وقف کمیٹی کے صدر خان بہادر قادری صاحب ہیں۔ اس کمیٹی کی طرف سے "سلطان احمد مسلم یتیم خانہ" نامی یتیم خانہ محافظ خان کی مسجد کے مدرسہ کی خوشنما عمارت میں قائم کیا گیا۔ اس کے افتتاح کی رسم تاریخ ۲۱ کی شام کے ۵ بجے امیر شیخ محمد بھائی صاحب نے ادا کی۔ اس موقع پر ہندو اور مسلمان کثیر تعداد میں اس جلسہ میں شریک ہوئے تھے۔ ابتداء میں اس کمیٹی کے صدر خان بہادر قادری صاحب نے تقریر خیر مقدم کرتے ہوئے سلطان احمد مسلم یتیم خانہ کی اسکیم پر دلچسپ روشنی ڈالی۔ اس کے جواب میں امیر شیخ محمد بھائی صاحب نے انگریزی میں تقریر فرمائی جس کا اُردو ترجمہ ان کے جنرل سکریٹری ملک حبیب احمد خان صاحب نے پڑھکر سُنایا۔ اس کے بعد آپ نے افتتاح کی رسم ادا کی۔ اور حضور نواب صاحب کی طرف سے چھ سو روپیہ سالانہ کے عطیہ کا اعلان فرمایا۔

اسی شب مجلس استقبالیہ کے صدر اور اراکین کی طرف سے دیوان صاحب کو ڈنر دیا گیا۔ جس میں کمشنر، کلکٹر، افسران، اور ممتاز روسائے شہر شریک تھے۔ اس ڈنر کے خاتمہ

پر امیر شیخ محمد بھائی صاحب نے حضور نواب صاحب کی طرف سے مزید دو ہزار روپیے
کی امداد کا اعلان کیا۔ جو سابقہ منظور شدہ رقم پانچہزار کے علاوہ تھے۔ پھر اُسی شب مین ڈنر
کے بعد جوناگڈھ تشریف لائے۔

گجرات کاٹھیاواڑ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے دوسرے اجلاس مین امیر صاحب کی صدارت

گجرات کاٹھیاواڑ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا دوسرا جلسہ راجکوٹ مین منعقد
کیا گیا۔ اس کے صدر امیر شیخ محمد بھائی صاحب منتخب کیئے گئے۔ اسلیئے
تاریخ ۲۵ اگست سنہ ۱۹۲۸ء کی صبح کو آپ جوناگڈھ سے اسپیشل ٹرین مین
بھمراہی جوناگڈھ کے ڈیلیگیٹون راجکوٹ تشریف لے گئے۔ آپ کے استقبال کیلئے ہزارون
آدمی راجکوٹ اسٹیشن پر جمع ہو گئے تھے۔ جب آپ کی اسپیشل اسٹیشن پر پہنچی تو پھولون کی
بارش کے علاوہ اللہ اکبر کے مسرت آمیز نعرون سے سارا مجمع گونج اُٹھا۔ اُس کے بعد پھولون
سے لدی ہوئی موٹر مین سوار ہو کر موٹرون کے جلوس کے ہمراہ آپ ریاست کے ریسیڈنسی بنگلہ
پر تشریف لے گئے۔ راستہ مین خلقت کا اژدھام تھا اور مختلف جماعت کے اکابر نے بھی آپ کو
پھول ہار پہنائے۔

دوپہر کے دو بجے کانوٹ ہال مین کانفرنس کی کارروائی شروع ہوئی۔ اس مین ایجنٹ
گورنر جنرل کرنل اسٹرانگ صاحب، بھاؤنگر کے کمسن مہاراجہ صاحب، سر پربھاشنکر پٹنی صاحب
اور ایجنسی کے حکام اور دیگر معزز حضرات شریک تھے۔ صدر صاحب نے ایک دلچسپ تقریر
انگریزی مین کی۔ جس کا اردو ترجمہ بہاؤالدین کالج کے پرنسپل سید نواب علی صاحب نے پڑھکر
سُنایا۔ اور صدر صاحب نے حضور نواب صاحب کی طرف سے کانفرنس کے لئے چار ہزار روپئے
کے عطیہ کا اعلان فرمایا۔ اُسی روز شام کو چھ بجے صدر صاحب کی اعزاز مین چند سربرآوردہ
مسلمانون کی طرف سے شاندار گارڈن پارٹی دیگئی۔ جس مین ایجنٹ صاحب، بھاؤنگر کے مہاراجہ

صاحب وغیرہ کُل تین سو مہمان کے قریب شریک ہوئے۔

دوسرے روز تاریخ ۲۶ کو کانفرنس کی مختلف تجاویز پیش کرنے اور معزز حضرات کی تقریرات مین پورا دن ختم ہوا۔ اور پریسیڈنٹ کے شکریہ کی تجویز پیش کی گئی۔ اور خاص طور پر حضور نواب صاحب دام اقبالہ کا شکریہ بھی ادا کیا گیا۔ آخر مین صدر صاحب نے انگریزی مین افتتاحی تقریر فرمائی۔ اور حضور نواب صاحب کی طرف سے مزید ڈیڑھ ہزار روپیے کے عطیہ کا اعلان فرمایا۔ اور اس کانفرنس مین جو رقم جمع ہوئی ہے اسکے انتظام کے لئے امیر شیخ محمد بھائی صاحب کی زیر صدارت چند ممبرون کا ایک بورڈ قائم کیا گیا۔ جس کے ذریعہ غریب طلبہ کو اسکالرشیپ دیجاتی ہے۔

مسائل تعلیمی مین امیر شیخ محمد بھائی صاحب کی گہری دلچسپیون کی وجہ سے انجمن حمایت اسلام لاہور نے ایک وفد اس غرض سے جوناگدھ بھیجا۔ تاکہ صاحب ممدوح کو سالانہ اجلاس منعقدہ اپریل ۱۹۲۷ء مین صدارت کی دعوت دیجائے۔ دیوان صاحب نے ان کی دعوت قبول فرمائی تھی مگر ریاست کے بعض اہم امور پیش آجانے کی وجہ سے تشریف نہ لیجا سکے۔

بھڑوچ مین اسلام جمخانہ کا افتتاح

بھڑوچ کے سردار سید احمد صاحب جو نواب صاحب کے پیر مرشد ہین اُنہون نے بھڑوچ اسلام جمخانہ کے افتتاح کی دعوت دی۔ چونکہ سید احمد صاحب نواب صاحب کے خاندانی مرشد ہین۔ اس لئے باوجود قلت وقت دیوان صاحب ان کی دعوت سے انکار نہین کر سکے۔ اور تاریخ ۱۰ فروری ۱۹۲۸ء کو جوناگدھ سے جمعہ کی نماز کے بعد دوپہر کی ٹرین سے روانہ ہوئے۔ اور دوسرے روز دوپہر کو بھڑوچ پہنچے۔ اسٹیشن پر کلکٹر اور دیگر معززین نے استقبال کیا۔ اور شہر مین جلوس نکالا۔ اسی دن شام کو اسلامی جمخانہ کی افتتاحی رسم ادا کرتے ہوئے انگریزی مین تقریر فرمائی جس کا اردو ترجمہ خان بہادر قادری صاحب

نے پڑھکر سنایا۔ اس وقت جمخانہ کی طرف سے آپ کو ایک پارٹی بھی دی گئی۔ آپ نے حضور نواب صاحب کی طرف سے دو ہزار روپئے کا عطیہ جمخانہ کو عطا کیا۔ پھر دوسرے روز آپ وہان سے جوناگڈھ واپس ہو گئے۔

مذہبی دلچسپی امیر شیخ محمد بھائی صاحب کو علاوہ انتظامی و تعلیمی معاملات کے مذہبی امور سے بھی بہت کچھ شغف ہے۔ وہ اپنے خاندان مین شادی و غمی مین بعض فضول رسمون کی اصلاح کر چکے ہین۔ اور تمام مذہبی اور دینی معاملات مین ہر طرح امداد فرماتے ہین۔ چنانچہ شہر مین مولود شریف کی اور رمضان المبارک کی مجلسون مین شہر کی اکثر مسجدون مین، اور سربرآوردہ اشخاص کے یہان مجلسون مین آپ اکثر تشریف لیجایا کرتے ہین۔ آپ کے قیام گاہ سردار باغ کی مسجد مین ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو ختم قرآن خوانی کی مجلس ہوا کرتی ہے۔ اور خاص کر رمضان شریف کی ۲۷ وین شب کو آپ کے یہان بڑی شاندار مجلس ہوتی ہے۔

آپ کی سیرت کا خلاصہ امیر شیخ محمد بھائی صاحب کی ملکی اور مالی اصلاحات اور پولٹیکل کارنامے نواب سر محمد مہابت خان صاحب دام اقبالہٗ کے حالات مین لکھے گئے ہین۔ لیکن اُن کی دانشمندی، جودت، ذکاوت، فراخ حوصلگی، ہردلعزیزی۔ اور اخلاقی خوبیون کا بیان کرنا ناظرین کے لئے دلچسپی سے خالی نہوگا۔ اگرچہ آپ کی ذات والا صفات، بے شمار اخلاق اور مذہبی خوبیون کا سرچشمہ ہے جنکو تفصیل کے ساتھ بیان کرنا دشوار ہے۔

امیر موصوف اگرچہ اپنی فطری جودت۔ ذکاوت اور دانشمندی سے اعلیٰ درجہ کے روشنضمیر اور قیافہ شناس ہین۔ ہر شخص کا مرتبہ اور معیار قابلیت معلوم کرنے مین خاص امتیازی صورت رکھتے ہین۔ آپ کو اس مین اعلیٰ مہارت ہے لیکن آپ کی ذات مین غریب پروری اور خلق اللہ کی فائدہ رسانی اسقدر مرکوز ہے کہ جو شخص آپ سے ملتا ہے خواہ کسی رتبہ کا ہو

آپ کی سادگی اور تواضع خوش مزاجی اور دیگر اخلاق حسنہ کو دیکھکر حیران رہجاتا ہے۔ علیٰ ہذالقیاس آپ کی مہمان نوازی اور مسافر پروری اور علوم و فنون کی قدردانی نے چند باکمال اور قابل قدر ہستیون کو شہر جوناگڈھ مین جمع کردیا ہے جنکی ریاست کو ضرورت تھی۔

آپ اہلِ ہنر اور ارباب کمال کی قدردانی جس سرگرمی کے ساتھ کرتے ہین اُسی طرح بے ہنرون، غریبون، محتاجون، یتیمون و بیواؤن، کی پرورش اور خبرگیری بھی نہایت دریادلی کے ساتھ فرماتے ہین۔

رسم ختنہ صاحبزادگان سنہ ۱۹۲۸ء مین امیر شیخ محمد بھائی صاحب نے جب اپنے فرزندون کی ختنہ کا ارادہ کیا تو حضور نواب صاحب دام اقبالہٗ و اجلالہٗ نے اپنی طرف سے اس رسم کو نہایت دھوم دھام سے ادا کرائی۔ اس تقریب کی خوشی مین جو دربار منعقد ہوئے ان مین پہلے اور آخری دربار مین خود نواب صاحب نے شرکت فرمائی۔ جب آخری دربار مین حضور کی رونق افروزی ہوئی تو حضور نواب صاحب نے قیمتی بدھاوا وغیرہ سے امیر شیخ محمد بھائی صاحب کو سرفراز فرماکر ساتھ ہی بھیال نامی گاؤن بھی نسلاً بعد نسلٍ بطور انعام مرحمت فرمایا۔

آپ کا ذاتی کتب خانہ آپ کی ذاتی لائبریری مین عربی، فارسی، اردو، انگریزی، گجراتی کی علمی ادبی، اخلاقی کتابون کا عمدہ ذخیرہ موجود ہے۔ اور چند قلمی نسخے بھی ہین۔ اور ایک قرآن مجید قلمی نہایت خوشخط ہے۔ اور کاتب نے اس مین عجیب و غریب صنعت ظاہر کی ہے۔ جو کلام اللہ کے صفحہ اوّل سے لیکر آخیر تک ایک ہی وضع کی صنعت کاری کی ہے یعنی ہر صفحہ کی سطر اول کا پہلا جو حرف ہے وہی حرف صفحہ کی اخیر سطر کے شروع مین ہے۔ مثلاً شروع سطر کا پہلا حرف (و) ہے تو اخیر سطر مین بھی پہلے (و) ہی لکھا ہے۔ اسی طرح سلسلہ وار جن

سطرون مین جو حروف ہین اخیر کے سلسلہ وار سطرون مین بھی وہی حروف تحریر کئے ہین۔ اور صفحہ کی بیچ کی سطر مین یہ کمال دکھلایا ہے کہ مثلاً بیچ کی سطر مین الف آیا ہے تو ہر صفحہ آئندہ کی بیچ کی سطر مین الف ہی بتلایا ہے۔ غرض کہ اس قرآن شریف کی خوبی قابل دید ہے۔

نواب صاحب اور برٹش گورنمنٹ کی طرف سے آپ کی حسن خدمات کے صلہ مین جاگیرات اور خطاب سی۔ آئی۔ ای۔ کا عطا ہونا

نواب صاحب نے اپنی ریاست کی عمدہ خدمات کے صلہ مین امیر شیخ محمد بھائی صاحب کے متعلق آپ کی شادی کے دربار اور "شیخ محمد ایلکٹرک سپلائی ورکس" کی افتتاح کے وقت اور دوسری جاگیرون کے انعامات دیتے ہوے جو عمدہ الفاظ فرمائے ہین وہ اوپر تحریر ہو چکے ہین۔ اسکے علاوہ وقتاً فوقتاً آپ کی تنخواہ مین جب جب اضافہ فرمایا گیا اس وقت حضور نواب صاحب نے آپ کی حسن خدمات کے لئے نہایت ہی شاندار الفاظ مین اعتراف فرمایا ہے۔ گورنمنٹ کے اعلیٰ آفیسرون نے بھی وقتاً فوقتاً آپ کی کارگذاریون پر عمدہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ریاست کی مسلسل عمدہ اور وفادارانہ خدمات کے صلہ مین شہنشاہ معظم صاحب کی سالگرہ کے موقع پر بتاریخ ۳ جون ۱۹۳۱ء آپ کو سی۔ آئی۔ ای۔ کا خطاب عنایت کیا گیا۔

تمت بالخیر

قطعات تاریخ طبع مرآت مصطفےآباد

طبعزاد شاعر نامی جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب تجمل جلال پوری

لکھا ہے شیخ جی نے ایسی تاریخ — کرین گے قدر جسکی اہل دنیا
بہ فرمان مہابت خانِ ذیجاہ — چھپی ہے یہ کتاب ہوش افزا
ہیں مضمون ابتدا سے انتہا تک — مفید و نادر و دلچسپ و اعلیٰ
ہوئے مشتاق اسکے مدتون سے — خدا نے اونکی پوری کی تمنا
تجمل یہ سُنا دو سال ہجری — کہ۔ یہ تاریخ جوناگڈھ ہی زیبا

۱۳ ـــ ۵۰

ولہٗ

نکیون غلام محمد کی کیجئے تعریف — اُنہون نے خوب لکھی ہے کتاب پاکیزہ
امیر شیخ محمد وزیر خوش تدبیر — ہین شادمان کہ چھپی ہے کتاب پاکیزہ
رقم کیا ہے تجمل نے مصرعِ تاریخ — پسند خلق ہوئی ہے کتاب پاکیزہ

۱۳ ـــ ۵

ولہٗ

شیخ جی کی یہ مستند تاریخ — بیتر یادگار سورٹھ ہے
والیِ نامدار سورٹھ ہے — دیکھکر اس کتاب کو خرم
اے تجمل برائے سال کہو — گلشنِ نو بہارِ سورٹھ ہے

۱۳ ـــ ۵۰

ولہٗ عیسوی

اہلِ جوہر کیون نہ دیکھین اسکو چشمِ قدر سے — معدنِ اُمید جوناگڈھ کی یہ تاریخ ہے
اے تجمل تم مسیحی سال بھی کردو رقم — سلکِ مروارید جوناگڈھ کی یہ تاریخ ہے

۱۹ ـــ ۶ ـــ ۳۱

ولہٗ

شیخ غلام محمد نے — اچھی لکھی کامل تاریخ
کہدو تجمل بہر سال — خوب ہوئی کامل تاریخ

۱۹ ـــ ۶ ـــ ۳۱

ولہ

واہ کیا لکھے گئے ہین ... سچے واقعات — کہتے ہین تاریخ اسے یہ واقعی تاریخ ہے
مصرعِ سالِ مسیحی ... تجمل تم کہو — قابلِ شہ مصطفےآباد کی تاریخ ہے

۱۹ ـــ ۶ ـــ ۳۱

رباعی تاریخ جناب مولانا مولوی حکیم سید بدیع الدین عرف سید غلام شاہ صاحب المشہدی ثم احمد آبادی بدیع

شد رقم تاریخ سورٹھ از سعی | کرد تالیف این کتاب آن متقی
عددی و لفظی بدیع تاریخ گو | شد الیف سہ صد بست و سی

۱۳۵۰

ازنتیجہ فکر جناب محمد حنیف الدین صاحب پوسٹ ماسٹر ریاست بڑودہ

زہے تاریخ جوناگڈھ بشد طبع | الٰہی تا ابد آن باد آباد
ز نوابش مہابت خان والا | رہ پر حکمش شاد و آباد
بہ تاریخش حنیف ہاتف بمن گفت | شبیہ یوسف مرآت مصطفےٰ و

۱۳۵۰

ولہ

واہ کیا تاریخ جوناگڈھ لکھی | دیکھو زیب ملک یہ تاریخ ہے
فکر ہے تاریخ کی تو اے حنیف | الکریب ملک پہ تاریخ ہے

۱۳۵۰

ولہ عیسوی

کیا نو بدجان فزا تاریخ جوناگڈھ ہوئی
سر مہابت خان ہیں نواب جوناگڈھ بہت
عیسوی تاریخ اسکی تم یہ کہدو اے حنیف

طالبو گر شوق ہو تو لوٹو ان علوم
قدردان علم و جوہر اور کان علوم
ہو مرآت مصطفےٰ آیا رشان علوم

۱۹۳۱

تاریخ نستعلیق

۱۹۳۱

ازنتیجہ فکر جناب غلام علی خان صاحب کامل جوناگڈھی

چھپے تاریخ جوناگڈھ کی۔ اردو
محمد ابن عابد شیخ نامی
بہ ایمائے بہاؤ الدین خوشخو
مگر اس کام کی تکمیل کا جو
چھپا ترمیم اور تنقیح کے بعد
ہوا خوب اے مہابت خان ثالث
جو ہیں دیوان محمد بھائی صاحب
مؤلف بھی ہیں تحسینوں کے قابل
چھپی تاریخ آب و تاب سے خوب
مجھے کامل جو ہے تاریخ کی فکر
زبان کلک سے نکلے یہ الفاظ
اگر ہو عیسوی کی فکر پھر بھی

یہ تھی شاہان سابق کی تمنا
ریاست کے مؤرخ تھے جو یکتا
ذخیرہ کر گئے تھے مہیا
تمہارے زیب سر کا تھا سہرا
ذخیرہ جو کتابی شکل میں تھا
تمہارے عہد میں کام پورا
ہے ان کی سرپرستی کا نتیجا
خصوصاً شیخ اچھا خوش سلیقا
مبارک ہو تمہیں اے شاہ والا
کہوں تاریخ کی تاریخ اعلا
چھپی تاریخ جوناگڈھ کی زیبا

۱۳۵۰

تو ہے تاریخ نستعلیق سے وا

۱۹۳۱